قومی راج

۱۰ جنوری ۱۹۸۲ء

انیسویں صدی کے
جنوبی ہند کی
ایک یادگار
سرپٹ دوڑتا ہوا گھوڑا
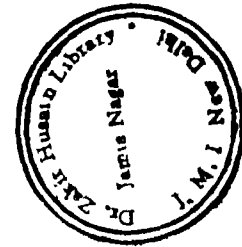
انیسویں صدی کے
مہاراشٹر کے فن کا
ایک بیش قیمت نمونہ
کنکو دانی

قومی راج

۱۰ر جنوری ۱۹۸۴ء

جلد نمبر ۱۱

شمارہ نمبر ۱

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے ⁃ فی کاپی: پچاس پیسے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

چیف ایڈیٹر:- موہن پاٹل

ایڈیٹر:- ریاض احمد خاں

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

صفحہ نمبر

ہمارا سرورق :-
راجہ کیلکر میوزیم پونے کے
اُن چند نادر فنی نمونوں کی تصویریں جو
حکومت مہاراشٹر کے ۱۹۸۴ء کے
کیلنڈر پر شائع کی گئی ہیں

• آثر بن یحییٰ انصاری (شیخ الادب)
عالیہ سپلی کیشنز، بیت الاثر، دلی پورہ۔ دھولیہ (مہاراشٹر)

قومی راج، اپنی پوری جلوہ سامانیوں اور تابانیوں سے ضوفشاں ہے۔ آپ بہت محنت اور سلیقے سے اردو ادب کے گلہائے رنگارنگ کی بوقلمونی کر رہے ہیں۔ میرا خیال یہ ہے کہ آپ اپنے قارئین کی آراء کو کتابی شکل میں منظر عام پر لائیں تو یہ ایک عظیم ادبی دستاویز ہوگی۔ کیونکہ قومی راج قومی یک جہتی کے پیش نظر خلوص و محبت کے عام کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ ایسا میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سرکاری سطح پر اتر پردیش نے "دستاویز" کے نام سے اپنی ادبی سرگرمیاں اور پنجاب سرکار نے "انجمن اور محفل" ناموں سے ادبی دستاویزات طبع کرائی ہیں۔ آپ "مکتوبات" کے نام سے میدانِ شعر و ادب کے تعطل کو ختم کرکے نئی روایات کے بیامی ہوں۔

• شفیع اللہ خان راز (اٹاوی) ایم۔ اے
ایس۔ این کالج۔ کٹرہ۔ پُرول خاں۔ اٹاوہ (یوپی) ۲۰۶۰۰۱

قومی راج مسلسل باصرہ نواز ہو رہا ہے۔ ہر شمارہ خوب سے خوب تر ہوتا ہے۔ جی خوش ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حوصلے جواں رکھے اور قومی راج کو شہرتِ دوام عطا فرمائے۔

• ادیب مقصود ناگپوری
نمک گنج۔ اتواری۔ ناگپور۔

۱۵ر نومبر کا قومی راج دفتر "ہمہ گیر" میں نظر سے گزرا۔ آپ نے تو بے شک کمال ہی کر دیا۔ ہر شمارہ ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔ دعا ہے کہ قومی راج ہمیشہ ہمارے دلوں پر راج کرے۔

• عرش صہبائی
۵۳۔ ریشم گھر کالونی۔ جموں ۱۸۰۰۰۱

قومی راج گاہے گاہے نظر سے گزرتا رہتا ہے۔ اس کی ترتیب اور کتابت و طباعت قابلِ تعریف ہیں۔ اکثر تخلیقات معیاری ہوتی ہیں۔

• نثار اختر انصاری
ایڈیٹر "ہمہ گیر" مومن پورہ چوک۔ ناگپور۔ ۱۸

ہندی کے اولین صحافی پنڈت بابوراؤ وشنو پراڈکر کی یاد میں 'قومی راج' کا خاص شمارہ موصول ہوا۔ کم صفحات کے باوجود بھی پراڈکر جی کے متعلق اہم معلومات شمارے میں شامل ہیں۔ اسی طرح خصوصی شماروں کا اعلان پہلے سے کر دیا کریں تو بہتر رہے گا۔

• ہارون رشید
انجن سنگی۔ ضلع امراوتی ۴۴۴۷۰۹

قومی راج کی دن بدن ترقی کے لئے مبارکباد قبول فرمائیے
بلاشبہ قومی راج اردو داں حضرات کی بہت سی معلوماتی اور ادبی ضروریات کو پوری کر رہا ہے۔ میری رائے ہے کہ قومی راج میں معلوماتی سوال و جواب کا سلسلہ شروع کیا جائے تاکہ عام لوگ سوال و جواب کے ذریعے حکومت کے شعبہ جات میں ان کے مسائل کے حلوں سے واقف ہو سکیں۔

• اسرار اکبر آبادی
۱۸/۳۲۷، من ٹولہ۔ آگرہ ۲۸۲۰۰۳ (یوپی)

'قومی راج' نظر سے گزرا۔ رسالہ معنوی اور صوری اعتبار سے بہت خوب ہے۔ صوبے کی اہم خبروں، صوبے کی ترقی و خوشحالی اور پروگراموں کے علاوہ حصۂ نظم و نثر سے طبیعت خوش ہوتی۔ تصویری خبریں ٹی۔ وی کا سا تاثر دل پر ڈالتی ہیں۔ قومی راج کی مزید ترقی و کامیابی کے لئے دعاگو ہوں۔
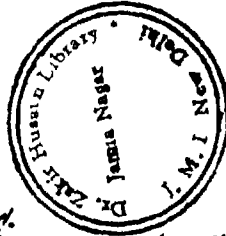
* آر۔ بی۔ الوا
ڈائرکٹر گورنمنٹ پرنٹنگ اینڈ اسٹیشنری بمبئی۔

مہاراشٹر کے دیدہ زیب کیلنڈر
فن اور ثقافتی ورثے کے مظہر

☆

جمہوری نظام میں طباعت کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ طباعت کے ذریعے معلومات، علم اور ثقافت کو باثر انداز میں ہر جگہ پھیلایا جا سکتا ہے۔ حکومت کے مطبع اس سلسلے میں بہت اہم رول انجام دے رہے ہیں۔ اسٹیٹ ڈائریکٹوریٹ آف پرنٹنگ تقریباً پچھلی تین دہائیوں سے اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ وہ مختلف موضوعات پر کتابوں کی طباعت کرے اور طرح طرح کے فولڈرس، جریدے، ثقافتی مطبوعات اپنے حسب معمول کام کی انجام دہی یعنی گیزیٹ پرنٹنگ، بجٹ، بیلٹ پیپر، آفسوں کے فارم وغیرہ کے ساتھ ساتھ چھاپے۔ آج کل کے زمانے میں چھپائی کی اس بڑھتی ہوئی ضرورت کی وجہ سے عوام میں تعلیم اور روشن خیالی کے جذبات عام ہوتے جا رہے ہیں۔ اب عوام میں بیداری کا احساس پیدا ہو چکا ہے۔ چھپائی کی یہ ہمہ جہت اہمیت اب نہ صرف ملک بھر میں بلکہ ساری دنیا میں مانی جا رہی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سلسلے میں مہاراشٹر کے گورنمنٹ پریس نے پرنٹنگ اور ڈیزائننگ میں آل انڈیا مقابلوں میں اپنی بہترین اور عمدہ طباعت و ڈیزائن پر لگ بھگ ۴۴ انعامات حاصل کیئے ہیں۔ یہ ہماری ریاست کے لئے فخر کا مقام ہے کہ ہندستان بھر میں واقع حکومت کے دیگر پریس کے مقابلے میں اس ریاست کے پریس نے ایک ممتاز مقام حاصل کر لیا ہے۔

کالیداس کے مشہور ڈرامے "رگھو ونش" کے بعض مناظر
(فنکار:۔ واسودیو سمراٹ)

طباعت کا نیا معیار

پچھلی ایک دہائی میں حکومت کی جانب سے جو کیلنڈر چھاپے اور شائع کئے گئے ہیں وہ چھپائی کے معیار اور قیمت کے لحاظ سے اتنے عمدہ اور دیدہ زیب ہیں کہ ہم ان کیلنڈروں کو کسی بھی جگہ زیبائش کے لئے آویزاں کر سکتے ہیں۔ دنیا کے معروف اداروں نے جیسے ساؤتھ ایشیا انسٹی ٹیوٹ آف ہیڈبرگ یونیورسٹی اور وکٹوریہ اور البرٹ میوزیم، لندن نے بھی ان کیلنڈروں کی چھپائی اور طباعت کو بہت سراہا ہے۔ ان کیلنڈروں کے لئے مصوری کا بنیادی موضوع عموماً ایسا انتخاب کیا جاتا ہے جس سے مہاراشٹر کی تہذیب سے متعلق عام جانکاری میں اضافہ ہو۔ مثلاً ۱۹۷۱ء سے مہاراشٹر سے متعلق جن جن موضوعات سے کیلنڈر کو مزین کیا گیا وہ یوں ہیں: مہاراشٹر کی پینٹنگس کی کھلی عکاسی پیش کرتے ہوئے موضوع: پر ۱۹۷۱ء میں، مہاراشٹر کے تین سنت شاعر ـ دیانیشور، ایکناتھ اور تکارام سے متعلق جانکاری والی تشریحی تصاویر کو ۱۹۷۲ء میں؛ کالیداس کے ڈرامے پر مبنی تصاویر ۱۹۷۳ء میں؛ چھترپتی شیواجی مہاراج کی زندگی سے متعلق جانکاری پر مصورات کو ۱۹۷۹ء میں اور ۱۹۸۱ء میں:۔ دیوار پر نقش نگاری اجاگر کرتی ہوئی پینٹنگس کو ۱۹۸۰ء میں؛ شریاد بھگوتا کی دکن طرز کی شان کو ظاہر کرتی ہوئی پینٹنگس ۱۹۷۹ء میں؛ راجہ کیلکر میوزیم میں انمول قسم کی پینٹنگس کی سجاوٹ کو

۱۹۸۴ء میں؛ پیگولی کی چتر کتھی پینٹنگس کو ۱۹۷۸ء میں؛ ان تمام پینٹنگس کا حاصل مقصد صرف یہ ہے کہ عوام اور فن کے دلدادہ افراد میں مہاراشٹر کے فن، کرافٹ، ثقافتی ورثے سے متعلق دلچسپیوں کو بڑھایا جائے اور ان میں فنی شعور بیدار کیا جائے۔

بنیادی موضوع

حکومت کا پہلا کیلنڈر جس میں بارہ آرٹسٹوں کی پیش کردہ پینٹنگس تھیں، ۱۹۷۱ء میں شائع کیا گیا۔ اس کیلنڈر کے لئے صرف انہیں پینٹنگس کا انتخاب کیا گیا تھا جو مختلف انداز اور موضوع پر تھیں۔ ۱۹۷۳ء کے کیلنڈر میں عظیم شاعر اور ڈرامہ نویس کالیداس کے بیش قیمت کارناموں سے متعلق چھ خوشنما پینٹنگس کو نہایت عمدگی کے ساتھ پیش کیا گیا۔ ۱۹۷۴ء کے

ایک فنی شاہکار (فنکار ـ ایم. ایس. ساٹوالیکر)

پینگولی طرز کی پینٹنگ "چتر کتھی" پوتھی میں سوئمبر کا ایک منظر

دکنی طرز کی پینٹنگ "شر یاد بھگوتا" پوتھی کا ایک صفحہ

(فنکار۔ ڈی۔ ڈی۔ دلال)

بلنڈر میں چھتر پتی شیواجی مہاراج کی زندگی سے متعلق منظر کشی
ں گئی اور اس طرح چھتر پتی شیواجی مہاراج کی تیسری صد سالہ
اج پوشی کی رسم کی تقریب کو اجاگر کیا گیا۔

۱۹۷۷ء سے کیلنڈر کو بہترین چھپائی اور خوشنما ڈیزائن
ر اول قومی ایوارڈ ملا۔ اس کیلنڈر میں مہاراشٹر میں پینٹنگ
ے فن کے عروج سے متعلق تاریخی سروے کی نقاشی کو بطور
وضوع پیش کیا گیا تھا۔ مختلف میوزیموں میں موجود اور نجی
جموعات کی پینٹنگس کا ناقدانہ نظر سے مطالعہ کیا گیا اور ان میں
سے ۱۳ مخصوص پینٹنگس کو چن لیا گیا جس سے یہ واضح ہوتا
تھا کہ 19 ویں صدی کے اواخر سے پینٹنگس کو کس طرح فنکارانہ
ارتقاء حاصل ہوا۔ اس کیلنڈر کو آرٹسٹوں، آرٹ کے دلدادہ
افراد اور نقادوں نے یکساں طور پر پسند کیا۔ ۱۹۷۸ء کا
یلنڈر عوامی روایت یعنی "چتر کتھی" جو کوکن کے گاؤں سے
ینگولی میں رائج ہے، پر مبنی تھا اور اس کیلنڈر کو آرٹ کے
دلدادہ لوگوں نے ایک بیش بہا سرمایا پایا۔ اس کیلنڈر کی
غیر ممالک میں بھی بہت مانگ اور ستائش ہوئی۔ اسی وجہ سے اس
یلنڈر کی کاپیوں کا مطالبہ کیا گیا۔

۱۹۷۶ء میں حکومت نے جو کیلنڈر شائع کیا ـــ وہ
عذرائی جمال کا مظہر تھا۔ پہلی بار شریمد بھگوتا کے نادر قلمی
نسخوں کو پینٹنگس کے روپ میں اس کیلنڈر کے ذریعے ظاہر
کیا گیا۔ تصویر کے ذریعے اس پیش کردہ فن کو جو کہ "دکھنی طرز"
پر تھا ایک گوہر سے کم نہ تھا جسے پہلی مرتبہ مرتب کیا گیا تھا۔
اور فن کے شائقین نے اور عام لوگوں نے اس کی خوب خوب
ستائش کی۔

۱۹۸۰ء کے کیلنڈر میں پہلی بار ستارہ ضلع کے وائی
کی سینٹنگ کے موتی باغ، نانا واڑہ اور جوشی۔ مینوالکر واڑہ میں
واقع بلڈنگوں کے پیشوا زمانے کے دیوار کے "تاریخی یادگار
مصوری کے نقش و نگار کے نمونوں کو پیش کیا گیا۔ ان تمام
پینٹنگس کو "دکھنی پینٹنگس" کا نام دیا گیا۔ اس کیلنڈر کی
جاذب نظر پینٹنگس کو بھی عاشقانِ فن نے ایک دولت
کی طرح محفوظ کر لیا ہے۔

۱۹۸۴ء کا کیلنڈر

سالِ رواں کے کیلنڈر کو راجہ کیلکر میوزیم کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ راجہ
کیلکر میوزیم آرٹ میں بہت ہی بیش بہا اقسام کا خزانہ ہے۔
اس میوزیم میں Folk Art کے مجموعے کا سب سے بڑا
ذخیرہ موجود ہے جو دنیا میں کسی اور میوزیم میں نہیں ہے۔

مسلم زائر
(فنکار۔ ایس۔ ایل۔ ہلدنکر)

سوانی خاکہ
(فنکار:۔ بابوراؤ پینڈھارکر)

طوطے کو کھلانا
(فنکار۔ پیسٹن جی بومن جی)

ہندو دوشیزہ
(فنکار۔ اے۔ ترنداد)

پیشوا باجی راؤ۔ I کے تعمیر کردہ مستانی محل سے ایک سیلشن کی ازسرنو تشکیل، موسیقی کے سازوں کی خوشنما قطار، طرح طرح کے قمقموں کی انوکھی وضع دار قطاریں، مختلف ڈیزائنوں کے خوبصورت نقش و نگار سے مزین سروتے اور عورتوں کی زیبائش کی گوناگوں اشیاء کا مجموعہ اس میوزیم کی چند حیرت انگیز خصوصیات ہیں۔ ڈاکٹر کاکا صاحب کیلکر نے اپنی اس میوزیم کو دنیا بھر میں ایک ممتاز مقام عطا کر دیا ہے۔ اس میوزیم کے خزانے میں ہر شے ایک نادر موتی کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ پھر بھی سالِ رواں کے کیلنڈر میں چھ نہایت

دل فریب و دلکش نمونوں کو شائع کیا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

چاندی کی چار خانوں والی ایک منقش کنکو دانی جس کے چاروں ڈھکن پتے کی شکل کے ہیں اور ہنڈل پھول نما ہے یہ بیسویں صدی کے اوائل کے حیدر آباد کی ایک یادگار ہے۔

جنوبی ہند کا موسیقی کا آلہ "وینا"

ہاتھی کی عماری میں بھگوان شری گنیش براجمان ہیں اور مہاوت ہاتھی کو قابو میں کئے ہوتے ہے۔ یہ ۱۸ ویں صدی کے مہاراشٹر کی یادگار ہے۔

۱۸ ویں صدی کے جنوبی ہند کی ایک انتہائی دلچسپ یادگار وہ دیپ ہے جس کے وسط میں ایک قلاباز اپنے ہاتھوں کے بل پر ٹھہر کر بدن کو الٹی طرف سے موڑ کر پیروں کو سر سے لگائے ہوئے ہے۔ اس قلاباز میں ایک "ہک" ہے جس کے سہارے اس دیپ کو لٹکایا جا سکتا ہے۔

بھگوان وشنو کے اوتار "وراہا" پرتھوی کے ساتھ ہیں اور ان کے سر پر ایک شیش ناگ محافظ کے طور پر اپنا پھن پھیلائے ہوتے ہے۔ یہ ۱۸ ویں صدی کے جنوبی ہند کی یادگار ہے۔

ہر سال اس قسم کے پرکشش نمونوں والا کیلنڈر ڈائرکٹوریٹ آف پرنٹنگ شائع کرتا ہے۔ اس طرح مہاراشٹر کا صاف اور واضح ثقافتی ورثہ عوام کے لئے فن کا ایک سچا نمونہ بن گیا ہے۔

جے۔ بی گوجر

فردِ واحد کا کارنامہ
راجہ کیلکر میوزیم

راجہ کیلکر میوزیم پونے، کے بانی اور اعزازی ڈائرکٹر کاکا صاحب کیلکر کی طبیعت بچپن ہی سے تاریخ کی طرف مائل تھی۔ کاکا صاحب جب انگریزی چوتھی کے طالب علم تھے اس وقت مراٹھی کے معروف شاعر، ڈرامہ نگار اور مزاح نگار رام گنیش گڈکری ان کے استاد تھے۔ کاکا صاحب نے کچھ شاعری بھی کی۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ان کی نظموں کے موضوع تاریخی ہوا کرتے تھے جبکہ اس وقت زیادہ تر شعراء رومانی نظمیں لکھتے تھے۔ کاکا صاحب نے تاریخی نظمیں کہنے والے مراٹھی شاعر ونایک کی ... کی۔

راجہ کیلکر میوزیم کے اعزازی ڈائرکٹر کاکا صاحب کالیلکر مٹی کے بنے ہوئے "تلسی ورنداون" کے ساتھ۔

تاریخ سے ان کی دل چسپی ہمیشہ تاریخی ماحول اور فضا کی تلاش میں رہتی تھی۔ کاکا صاحب نے مختلف مقامات میں آباد تاریخی ہستیوں سے رابطہ قائم کیا۔ انہوں نے پونے کے قصبہ پیٹھ میں سکونت پذیر تاریخی خاندان دکشت۔ پٹوردھن سے تعلق پیدا کیا۔ کاکا صاحب کے اجداد احمد آباد میں پیشواؤں کے صوبیدار تھے۔ وہ پیشواؤں کو قرض بھی دیتے رہتے تھے۔ پونے کے ہر حصے میں ان کے چار پانچ گھر تھے۔ کاکا صاحب کو قدیم تاریخی عمارتوں سے خصوصی دل چسپی تھی۔ دکشت۔ پٹوردھن خاندان کے واڑے میں کئی نادر تاریخی اشیاء محفوظ تھیں۔ ایک مرتبہ کاکا صاحب نے اس خاندان کے ایک فرد سے ایک مخصوص تصویر دینے کی درخواست کی اور ان کی خوشی اور حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب انہیں وہ مطلوبہ تصویر دے دی گئی۔ آج راجہ کیلکر میوزیم میں داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ہماری نظر اسی تصویر پر پڑتی ہے۔ آج اس میوزیم میں ۲۰۰۰۰ بیش قیمت نادر تاریخی یادگاریں موجود ہیں جن کی مالیت کروڑوں روپے ہے۔

تقریباً چالیس سال قبل کاکا صاحب سے لڑکے راجہ کی کم سنی میں وفات ہوئی۔ اس دن سے آج تک کاکا صاحب نے روزمرّہ کی ضروریات کی نایاب و نادر اشیاء جمع کرنے کے علاوہ کسی اور طرف توجہ نہیں دی۔ انہوں نے اپنی عینک فروشی کی دکان بند کردی اور روزمرّہ استعمال میں آنے والی اشیاء کا ایک میوزیم بنانے

میں منہمک ہو گئے۔ اپنے بیٹے کی یاد کو ہمیشہ تازہ رکھنے کے لئے انہوں نے اس کا نام راجہ کیلکر میوزیم رکھا۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ اس میوزیم میں رکھی گئی تمام نادر اشیاء کاکا صاحب کی اپنی جمع کردہ ہیں۔ یہ فردِ واحد کا کارنامہ ہے۔ جو بظاہر ناممکن نظر آتا ہے لیکن کاکا صاحب کی لگن اور انتھک محنت نے اسے ممکن بنا دیا ہے۔ کاکا صاحب نے روزمرہ کی زندگی میں استعمال کی جانے والی اشیاء سے مختلف نمونے جمع کئے ہیں۔ ان میں قدیم گھروں کے لکڑی سے منقش دروازے، کھڑکیوں کے پٹ، مختلف اقسام کے خوبصورت شمعدان اور دیئے، سروتے، پوجا پاٹ میں استعمال ہونے والی اشیاء، آلاتِ موسیقی، تصاویر وغیرہ شامل ہیں۔ کاکا صاحب نے میوزیم کے ایک گوشے کو پیشوا باجی راؤ اول کے مستانی محل کے ایک حصے میں تبدیل کیا ہے۔ انہوں نے اس کے لئے تمام درکار لوازمات اکٹھے کر لئے ہیں۔ یہ میوزیم اپنی نوعیت کا ایک مخصوص میوزیم ہے جس کا شہرہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے۔

میوزیم کی پہلی گیلری کو مہاراشٹر کے معروف صنعت کار لکشمن راؤ کرلوسکر کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس گیلری میں لکڑی کا ایک منقش دروازہ رکھا گیا ہے۔ گیلری میں داخل ہوتے ہی

حکومتِ مہاراشٹر کے چیف سیکریٹری اور راجہ کیلکر میوزیم کے انتظامیہ بورڈ اور بشادرتی کونسل کے چیئرمین سری آر۔ ڈی۔ پردھان۔

شیواجی مہاراج کے سوتیلے بھائی سرفوجی کا تانبے کا بنا ہوا مجسمہ نظر آتا ہے۔ اس گیلری میں منقش چوبی دروازوں کے علاوہ دیوی دیوتاؤں، پریوں اور اپسراؤں کی تصویریں بھی آویزاں ہیں۔ زمانہ قدیم سے دستکار اور صنعت کار لکڑی پر اپنی مہارت کے نقوش مرتب کرتے آئے ہیں۔ اس میوزیم میں ایسے بے پناہ فنی نمونے پائے جاتے ہیں۔ ان میں راجستھان کا راس کریڈا دروازہ نیز جیسلمیر کا ہاتھی دانت کا بنا ہوا دروازہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

جنوبی ہند اور مہاراشٹر کے لکڑی پر بنائی گئی دیوی دیوتاؤں کی تصویریں بھی ہماری توجہ کا مرکز بنتی ہیں۔

بچوں کو چلنا سکھانے کے لئے استعمال کی جانے والی لکڑی کی بنی ہوئی گاڑیوں کے چھ نمونے بھی رکھے ہوئے ہیں۔

روزمرہ کے استعمال میں آنے والی لکڑی کی اشیاء میں ہاتھی کی شکل کے بنے ہوئے برتن جو غلہ رکھنے کے کام آتے ہیں۔ جہیز کے کپڑے رکھنے کے لئے ہاتھی کی شکل کی ایک الماری اس ہاتھی پر آیب سوار بھی دکھایا گیا ہے۔ سویاں بنانے کا چوبی آلہ جس کے دونوں سرے یا ہاتھی کے بنے ہیں کے علاوہ ایک راجستھانی کرسی بھی شامل ہے جس پر بیٹھ کر گھریلو مالکن دہی سے مکھن نکالتی ہے۔

چوسر، چوپٹ، شطرنج اور تاش جیسے اندرونِ خانہ

منقش، چوبی دروازہ

کھیلوں کے تمام لوازمات کے مختلف نمونے بڑے سلیقے
سے سجائے گئے ہیں۔

تانبے کے مجسمے اور مورتیاں

بھگوان کرشنا کی تانبے کی ایک مورتی میں انہیں بھگوان شیو
کے طرز پر محو رقص بتایا گیا ہے۔ بال کرشنا کی تانبے کی تین مورتیاں
ہیں۔ بھگوان رام کی ایک مورتی ہے جو تیرہویں صدی کے جنوبی ہند
کی یادگار ہے۔ علاوہ ازیں ملک کے دیہی علاقوں سے وابستہ
گنیش، نٹراج، بھیرو، گروڑ اور ہنومان جیسی متعدد چھوٹی مورتیاں
بھی یہاں محفوظ ہیں۔

دیوی دیوتاؤں کی پوجا کے لئے درکار دیپ، پانی رکھنے کا
برتن، گھنٹی، چمچہ جیسے دیگر تمام لوازمات کے بھی متعدد نمونے
یہاں محفوظ ہیں۔

میوزیم کا پہلا منزلہ مستانی محل، مادھوراؤ اپٹے گیلری
اور چندر شیکھر اگاشے گیلری پر مبنی ہے۔

مستانی محل سے دیوان میں کاکا صاحب نے ماضی کی شان و
شوکت کو دوبارہ زندہ کیا ہے جو صرف دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔
دیوان میں چاروں طرف دیواروں پر مصوروں کے خوبصورت
شاہکار آویزاں ہیں اور نشست میں مختلف آلاتِ موسیقی سجائے
گئے ہیں۔ ان آلات میں وینا، مور کی شکل کا ستار، ناگ سانپ کی
شکل کا تان پورہ، پنج مکھی وادیم، مختلف نمونوں کے ڈھول اور
بانسریاں رکھی ہوئی ہیں۔

دیواروں پر آویزاں تصویروں میں قابلِ ذکر تصویر باجی راؤ اول
کی محبوبہ "مستانی" کی ہے جو اپنے حسن و نزاکت کے لئے مشہور تھی۔
یہ تصویر اس کی شہرت پر دال کرتی ہے۔ دیگر تصاویر میں ایک
راجہ اور رانی کو چوپٹ کھیلتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ اور مراٹھا تصویر
میں وصل کی شب کے آغاز میں ہیرو اور ہیروئن کو ایک دوسرے کو
پان پیش کرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

دیئے اور سروتے

میوزیم کے دوسرے منزلے میں فیروڈیا گیلری واقع ہے جس
میں دیپ اور سروتے کی مختلف اشکال اور خوبصورت نمونے رکھے
گئے ہیں۔ ہندستان کے دیئوں کا سب سے بڑا ذخیرہ اس میوزیم
میں ہے۔ ان دیئوں کو جمع کرتے وقت کاکا صاحب کے شوق
بلکہ جنون کے پیش نظر لوگ انہیں "دیوے والے کیلکر" کہنے لگے
تھے۔ کاکا صاحب نے قدیم اور جدید ہر قسم کے لیمپ یہاں جمع
کئے ہیں جن میں بعض دھات کے بنے ہیں، بعض لکڑی کے تو بعض
پتھر کے۔

ماضی کے شاہانہ
شان و شوکت کا
مظہر۔
مستانی محل کا دیوان

ماجی اُو پیشوا داول کی محبوبہ مستانی کی شیشہ پر بنی ہوئی تصویر

لیمپوں کے اس خزانے میں سب سے اہم تانبے کا بنا ہوا آفتاب چراغ ہے جس میں سورج کے رتھ کو سات گھوڑے کھینچ رہے ہیں گویا ہفتے کے سات دنوں کی نشاندہی کر رہے ہیں اور ان کے اطراف کچھ نچلی سطح پر نصف دائرے کی شکل بنا کر ۱۲ گھوڑے کھڑے ہیں ـــ یہ گھوڑے سال کے ۱۲ مہینوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

جس طرح کاکا صاحب، دیوے والے مشہور ہوئے تھے اسی طرح سروتے جمع کرنے کے ان کے شوق کی وجہ سے آگے چل کر لوگ انہیں "اڑکیتے والے" کہنے لگے تھے۔ مراٹھی میں سروتے کو اڑکیتا (अडकित्ता) کہا جاتا ہے۔ آج اس میوزیم میں تانبے، لوہے اور چاندی کے مختلف اشکال اور ڈیزائنوں کے ۴۰۰ سروتے جمع ہیں۔ متعدد سروتوں کے دستانے مور، طوطے، ہنس جیسے پرندوں نیز گھوڑے اور شیر جیسے جانور کی شکل کے ہیں۔ ایک سروتے کی ایک جانب ماں اپنے بچے کو چمٹائے ہوئے ہے جبکہ اسی سروتے کی دوسری جانب ایک عورت کو مرد کی آغوش میں دکھایا گیا ہے۔ ایک سروتے میں تو میاں، بیوی اور بچہ، اس طرح پورا خاندان دکھایا گیا ہے۔

پاندان

میوزیم کے ایک حصے میں دھات کے بنے ہوئے پاندانوں کے نادر نمونے رکھے ہوئے ہیں۔ میوزیم میں کل ۱۵۰ اقسام کے پاندان محفوظ ہیں۔ دل کی شکل کا تانبے کا پاندان جسے نیچے سے پہیے لگے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہاتھی کی شکل کا پاندان بھی قابلِ ذکر ہے۔

کاکا صاحب نے مختلف دھاتوں اور شکلوں کے ۴۰۰ سے زیادہ سروتے جمع کیے ہیں۔ سروتوں کا ذخیرہ صرف دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ زیرِ نظر تصویر کے سروتے پر رادھا اور کرشنا کو دیکھا جا سکتا ہے۔

پاندانوں کے علاوہ سرمہ دانی اور کنگھیوں کے بھی کئی نمونے جمع کئے گئے ہیں۔

باورچی خانے کی ضروریات

کھانے پکانے کے لئے درکار برتنوں اور چولہوں کے بھی متعدد نمونے یہاں محفوظ ہیں۔ ان میں نمایاں طور پر قابلِ ذکر ایک بھٹی ہے۔ یہ بھٹی تانبے کی بنی ہوئی ہے۔ اس کی دوہری دیواروں کے درمیان خالی جگہ ہے جس میں اوپر سے پانی بھرا جا سکتا ہے۔ کھانا پکاتے وقت دیواروں کے درمیان کا یہ پانی ابلنے لگتا ہے چولہے کی آگ سرد کئے جانے کے بعد بھی اس گرم پانی کی وجہ سے پکائی ہوئی غذا ٹھنڈی نہیں ہونے پاتی ہے۔ سامنے کی جانب دو مدور کھڑکیاں ہیں جہاں سے آگ سلگائی جا سکتی ہے۔

میوزیم میں چلم اور حقے کے بھی متعدد نمونے پائے جاتے ہیں۔ ہاتھی یا شیر کے سر کی شکل کی چلم کے نمونے زیادہ ہیں اس طرح بارود رکھنے کے ڈبوں اور تالوں کا بھی اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ بارود رکھنے کے ڈبوں کی شکل کنڈلی مارے ہوئے سانپ کی سی ہے۔

دوات

کاکا صاحب نے دوات کے بھی کئی نمونے جمع کئے ہیں۔ سادہ سے سادہ دوات مدور یا مخروطی شکل کی ہے۔ یہ تمام پیتل کی بنی ہوئی ہیں۔ بعض پرندوں اور پھولوں کی شکل کی بھی ہیں۔ ایک دوات رتھ کی شکل میں ہے۔ رتھ کو گھوڑے کھینچ رہے ہیں اور بھگوان گنیش اس میں سوار ہیں۔

فرسٹ کلاس پاس کی ایک انوکھی کہانی

میوزیم میں ۲۰،۰۰۰ سے زائد قیمتی اشیاء کی موجودگی کے باوجود ۸۹ سالہ کاکا صاحب میں اتنی لگن اور تڑپ ہے کہ وہ ہر ماہ ۱۵ دن سفر میں رہتے ہیں اور اپنے میوزیم کو نایاب اور بیش بہا اشیاء سے مزین کرتے ہیں۔ ان کی اس لگن اور تڑپ کی حکومت نے بہت قدر کی ہے اور ان کو بلا قیمت فرسٹ کلاس ریلوے پاس عنایت کر دیا ہے۔ اس پاس کی دستیابی کی کہانی بڑی عجیب و غریب ہے۔ جس وقت آنجہانی شری ایس۔کے پاٹل وزیر ریلوے تھے، آپ ایک معروف صنعتکار شری سانتا نزراؤ کرلوسکر کے ہمراہ اس میوزیم کو دیکھنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ اس وقت کاکا صاحب نے ازراہِ مذاق کہا تھا۔" آپ ریلوے میں کوئی فورتھ کلاس کمپارٹمنٹ کا اضافہ کیوں نہیں کر دیتے تاکہ میں کم کرایہ ادا کر کے سفر کر سکوں؟ شری پاٹل نے مسکرا کر فرمایا۔

پتے کے شکل کی ایک دوات۔ گھوڑے پر سوار بھگوان گنیش بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

میوزیم کے ایک حصہ میں دھات کے بنے ہوئے پاندانوں کے ۱۵۰ سے زیادہ نادر نمونے رکھے ہوئے ہیں۔ زیرِ نظر تصویر میں پاندان ہاتھی کی پشت پر مثل عماری کے رکھا ہوا ہے اور پاندان پر ایک عورت ہے، ہاتھی کے پیروں میں پہیے بھی لگے ہوئے ہیں۔

"آپ ریلوے کو رعایت دینے کے لئے ایک درخواست بھجوا یئے"
لیکن ۱۰ یا ۱۵ فی صد رعایت پانے کے بجائے کاکا صاحب کو بلا قیمت ادا کئے ایک فرسٹ کلاس پاس ہاتھ لگ گیا جو ہر سال قابلِ تجدید ہے ۔

میوزیم برائے خواتین

اب یہ عمر رسیدہ جواں حوصلوں والا شخص اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ خواتین کے لئے ایک لاثانی میوزیم کا قیام عمل میں لائے جو ہندستانی عورت کی صحیح عکاسی پیش کرے ۔ یہ میوزیم متصلہ تین منزلہ نئی بلڈنگ میں ہوگا اور یہ کاکا صاحب کی بیوی کملا بائی کے نام سے موسوم کیا جائے گا ۔ کملا بائی نے اپنے شوہر کے اس شغل اور دوڑ دھوپ میں ہمیشہ ساتھ دیا ہے حکومت نے ۵ء۲۴ لاکھ روپے کے گراں قدر عطیہ سے نوازا ہے تاکہ میوزیم برائے خواتین کا خواب پورا ہو سکے ۔ غالباً دنیا بھر میں اپنی طرز کی یہ پہلی میوزیم ہے اور کاکا صاحب اس میوزیم کو تعمیر کر کے عورتوں کو خراج عقیدت پیش کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے ابتدائی پرداخت سے ہی ساری دنیا پر اپنا تسلط برقرار رکھا ۔ اس میوزیم کی ہر شئے کا تعلق عورت کی ذات سے ہوگا اور وہ بھی عورت کے ہاتھوں بنائی ہوئی ہوگی ۔
اس بے مثال منصوبے کے ذریعے کاکا صاحب، ملک کے ہر گوشے میں بسنے والی عورت کی صبح سے شام تک کی تمام مصروفیات کو اجاگر کریں گے ۔

اس میوزیم میں داخل ہوتے ہی جنوبی ہند کی خوبصورت لکڑی کی مینا کشی ہوئی، تشریف لانے والے مہمانوں کا خیر مقدم کرے گی ۔ ہال میں تین سیکشن ہوں گے جہاں تین ریاستوں مہاراشٹر، گجرات اور کرناٹک کی صبح کے منظر کی جلوہ نمائی کی جائے گی ۔

مہاراشٹر سیکشن میں ایک متمول پیشوا خاندان کی گھریلو عورت کو پیش کیا جائے گا ۔ اس عورت کی گود میں ننھا منا بچہ ہوگا جیسے وہ تھپتھپا رہی ہوگی اور ایک نوکرانی اس کے بال سنوار رہی ہوگی دوسرے سیکشن میں ایک مالدار گجراتی عورت آٹا پیستے و دیگر کام میں مصروف نوکرانیوں کی نگرانی کرتی ہوئی نظر آئے گی ۔ اس سیکشن کو پٹن کی دلکش اور باریک نقشی والی کھڑکیوں سے آراستہ کیا جائے گا ۔ یہاں پرولٹو طرز کا ایک کنواں بھی ہوگا جہاں غالباً عورتوں کو کپڑے دھوتے اور پانی بھرتے ہوئے دیکھا جا سکے گا ۔ پہلے منزلہ پر دوپہر کا منظر پیش کیا جائے گا ۔ اور

میوزیم میں آلاتِ موسیقی کا بھی نادر ذخیرہ ہے ۔ اوپر ... سیج ... دائم
او ... کی شغل کا ... دیکھا جا سکتا ہے ۔

گجرات کے مقام پٹن کی ایک حسین چوبی کھڑکی

۱۹ ویں صدی کی مہاراشٹر فنکاری کا نمونہ ایک حسین داجی

یہاں ہم ۱۸ ویں اور ۱۹ ویں صدی کے پکانے کے برتن دیکھ سکیں گے۔ ان برتنوں کو نہایت عمدگی اور نفاست سے الماریوں میں سجایا ہوا رکھا جائے گا۔ ان الماریوں کو پٹن کی زیبائشی فریموں سے مزین کیا جائے گا۔ ایک لیمپ جس میں جنوبی ہند کی درگا مورتی ہوگی۔ تشریف لانے والے مہمانوں کا پُرجوش خیر مقدم کرے گی

تیسرے منزلے پر شب بسری کے لوازمات کا تفصیلی منظر پیش کیا جائے گا۔ ایک لکڑی کی خوبصورت ڈیزائن والی کھاٹ، میک اپ کا ایک آئینہ بھی ہوگا۔ وسطی حصے میں ایک خوبصورت زردوزی اور کشیدہ کاری کیا ہوا کپڑا نظر آئے گا۔ ساتھ ہی ساتھ کچھ عورتوں کو زردوزی میں مصروف دیکھا جائے ایک شوکیس میں جوان عورتوں اور لڑکیوں کو بطور نمائش رکھا ہوا دکھایا جائے گا جو اپنے آپ کو آرائشی لوازمات سے سجا رہی ہوں گی۔

قبائلی آرٹ گیلری

کاکا صاحب کا یہ بھی ارادہ ہے کہ وہ قبائلی آرٹ گیلری قائم کریں اور اس گیلری میں مختلف قبائلیوں میں رائج اشیاء کو اکٹھا کریں۔ ساتھ ہی ساتھ پس منظر میں ایک ادیباسی جھونپڑا دکھایا جائے گا۔ ان ادیباسیوں کے لیمپ، پائپ، سیٹیاں اور کھلونے میوزیم میں رکھی ہوئی ہیں — یہ مختلف پرندوں، جانوروں جیسے ہاتھی، شیر، گھوڑے، مور اور طوطے کی شکل کے ہیں۔ Folk-art کی ایک دوسری گیلری پورے ہندستان کی نمائندہ ہوگی۔ کاکا صاحب اس بات کے لئے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں کہ ان کو ہندستان کی اشیاء کے زیادہ سے زیادہ نمونے مل جائیں۔

انتظامیہ بورڈ

اتنی وسیع و عریض میوزیم کی تن تنہا دیکھ ریکھ نیز اس کی اکٹھا اشیاء میں ہر سال مزید اضافے کا کام انجام دیتے رہنا تقریباً ناممکن ہے لیکن ہماری تاریخ اور ثقافت کی بقا کے لئے اس قسم کی میوزیم ہمارے وجود کا ایک جزو لاینفک بن جانی چاہیئے۔ اس لئے کاکا صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ حکومت کی مدد طلب کریں۔ اولاً حکومت نے اس میوزیم

کو ۱۹۶۲ء میں ۲۵ سال کی مدّت کے لئے اپنی تحویل میں لے لیا تھا۔ یہ ہندستان بھر میں پہلی مثال ہے کہ حکومت نے ایک نجی میوزیم کو چلانے کے لئے اپنی رضامندی ظاہر کی ہو۔ تاہم ۱۹۷۵ء میں کاکا صاحب نے اس میوزیم کو ریاست و عوام کو وقف کر دیا۔ اب اس میوزیم کو انتظامیہ بورڈ اور مشاورتی کونسل، جس کے سربراہ حکومت کے چیف سکریٹری ہوتے ہیں، کے توسط سے چلایا جارہا ہے۔ کاکا صاحب اس میوزیم کے اعزازی ڈائرکٹر ہیں۔

موجودہ چیف سکریٹری اور انتظامیہ بورڈ کے صدر شری آر۔ ڈی پردھان آرٹ کا ایک اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں بہت دلچسپی لیتے ہیں تاکہ ہمارا ثقافتی ورثہ محفوظ رہ سکے۔ اور اس میں ترقی بھی ہو، وہ میوزیم کی تمام انتظامات میں رہنمائی کرتے ہیں۔ انہوں نے ہی عورتوں کے لئے تین منزلہ سیکشن کے قیام کا ٹھوس مشورہ دیا تھا اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے حکومت نے اس کے لئے ۵ء۲۴ لاکھ روپے کی گرانٹ کی منظوری دے دی ہے۔ کاکا صاحب چیف سکریٹری کی دلچسپی اور فن سے متعلق لگاؤ پر بہت مشکور ہیں۔ یہ میوزیم ملک کے لوگوں اور غیر ممالک کے لوگوں کے لئے بہت ہی پُرکشش علمی نوعیت کی اشیا کا ایک خزانہ ہے۔

تانبے کا بنا ہوا "آفتابی چراغ" سورج کے رتھ کو سات گھوڑے کھینچ رہے ہیں گویا ہفتہ کے سات دنوں کی نمائندگی کر رہے ہیں اور ان کے اطراف نچلی سطح پر نصف دائرے کی شکل میں بارہ گھوڑے سال کے بارہ مہینوں کی نمائندگی کر رہے ہیں۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

آپ "قومی راج" میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات پسند اور کس قسم کی تخلیقات ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر آپ بحث بھی کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کر سکتے ہیں۔ بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۴۰۰ الفاظ سے زائد پر مشتمل نہ ہو۔ اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمائیے:

مدیر، پندرہ روزہ "قومی راج"، سوانا منسٹر بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲
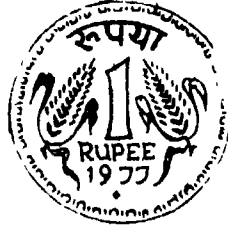
محمد عادل صدیقی
مکان نمبر ۱۲، اے، کوٹھی مرحوم حبیب اللہ خاں
گھوسی پورہ عادل آباد دہلی)

سکوں کی تاریخی و معاشی اہمیت ۔ ایک جائزہ

ہمارے بعض نوجوانوں کو سکّے جمع کرنے اور ان کا مطالعہ کرنے کا بالکل اسی طرح شوق ہے جس طرح کہ ڈاک ٹکٹ جمع کرنے کا۔ یہ ہمارے ملک کے اکثر و بیشتر افراد کا محبوب مشغلہ ہے۔ سکّے جمع کرنے والا سکّوں کی مدد سے ماضی کی تاریخ کے صفحات بے نقاب کرتا ہے اور ماضی کی تاریخ زندہ ہوکر ہمارنے سامنے آجاتی ہے۔

ہندوستان میں تقریباً ۲۷۰۰ برس پہلے سکّوں کا رواج ہوا۔ یہاں کی آبادی نے اس میں شروع ہی سے دلچسپی لی۔ اس سے قبل ہندوستان میں اشیاء کے تبادلے کے لئے اشیاء ہی کو پیش کیا جاتا تھا جسے عرف عام میں بارٹر سسٹم کہا جاتا ہے، یعنی مال کے بدلے مال، سکوں کے ذریعے تبادلے کے نظام نے ہمارے معاشی ڈھانچے کو یکسر نیا رخ عطا کیا، ان سکوں کے ذریعے عظیم اقتصادی انقلاب رونما ہوا۔ سکّے محض اقتصادی انقلاب لانے کا ذریعہ ہی ثابت نہیں ہوئے، بلکہ ان کی مدد سے ثقافتی، تاریخی اور سیاسی نظام کو سمجھنے میں مدد بھی ملے۔ ایسے علاقوں میں جہاں کہ منظم اور باقاعدہ صورت میں تاریخ نہیں لکھی گئی وہاں سکوں کی مدد سے ہی تاریخی انکشافات ہوسکے ہیں۔ ان سکوں سے ہماری سرزمین پر واقع بیشتر سلطنتوں اور حکمرانوں کے حالات جاننے میں مدد ملی ہے، ان سکوں نے ہی ہمیں بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش سے قبل سو برس تک پنجاب پر باختر کے شہنشاہوں کی حکومت تھی۔ باختر پرانے زمانے میں کوہِ ہندوکش اور جیحوں کے درمیان واقع تھا اور اس کا دارالخلافہ بلخ تھا، جو آج کل افغانستان کا شمالی حصہ ہے۔ اس طرح سکوں نے ہمارے ملک کی تاریخ کے کچھ ایسے صفحوں کو جن کے بارے میں پہلے معلومات نہ تھی، ہمارے سامنے لانے میں مدد دی۔

سکّے اس بات کی بھی نشاندہی کرتے ہیں کہ بادشاہِ وقت کے مذہبی رجحانات کس طرف رہے ہیں۔ عام طور پر کنشن بادشاہ کے سکوں پر یونان، ایران، بودھ اور برہمن دیوتاؤں کی تحریر کندہ ہیں۔ اس کے برعکس گپت دور میں بہت سی دیویوں کی تصویریں سکوں پر ہیں، جیسا کہ درگا، گنگا اور لکشمی اس کے ساتھ ہی ہزاروں سکوں کی ڈھلائی اور اسکے نمونوں کو دیکھ کر سکّہ سازی کے فن کا علم ہوتا ہے، ہمارے ملک میں سونے، چاندی، تانبے، نکل، جستے اور المونیم کے سکے رائج رہے ہیں۔

ہمارے نوجوانوں کو سکّے جمع کرنے کا شوق اس لئے بھی پیدا ہوا کہ تاریخ کے بہت سے ادوار ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں بہت کچھ تاریخی مواد دستیاب ہے لیکن ان کے عہد کے سکوں کا مطالعہ بھی تاریخ کے انکشافات میں اضافہ کرتا ہے۔

یہی نہیں کہ ہر دور کے سکّوں نے حقیقت پسندانہ انداز میں وہی مقصد پورا کیا جس کے لئے وہ ڈھالے گئے تھے، بلکہ ان کی قیمت اور اہمیت بعد کے دور میں بڑھی، ہندستان میں قدیم تاریخ کے بہت سے دور تحقیق چاہتے ہیں: ان کے بارے میں تاریخی مواد تقریباً نایاب ہے۔ ایسی دستاویزات

بہت کم ہیں جنھیں آج کے سیاسی دور میں مستند سمجھا جا سکے۔ اور انھیں مستند تاریخی ماخذ مان لیا جائے، ہمارے پاس جو ریکارڈ ہے بھی اس سے ہمارے حکمرانوں کے ناموں، خاندانوں، خیالات و افکار اور کاموں کا پتہ نہیں چلتا ہے۔ البتہ اس طرح کی معلومات کی فراہمی میں کبھی کبھی سکوں سے بیش قیمت مدد ملتی ہے، تاریخ کے طالب علموں کے لئے ان سکوں کا مطالعہ بے حد ضروری ہے۔ دکن کے حکمرانوں کے کتبوں اور قدیم دستاویزات سے حاصل شدہ مواد کو سکوں کی مدد سے صحیح کیا جا سکا ہے۔ مذہبی تاریخ کی دنیا میں بھی سکے اہم پارٹ ادا کرتے ہیں۔

ہندوستان پر شروع میں محمود غزنوی اور محمد غوری نے حملہ کیا، ان کے بارے میں مورخین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ ہندو مذہب کے مخالف تھے، لیکن ان کے سکے دیکھنے سے کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے۔ محمود غزنوی نے اپنے سکوں پر سنسکرت اور ہندی زبان میں کلمہ کا ترجمہ کندہ کرایا، ظاہر ہے کہ ہندی زبان میں ان کا ترجمہ ہندوؤں کے استفادہ کے لئے تھا۔ اسی طرح محمد غوری نے لکشمی کی تصویر اپنے طلائی سکے پر بنوائی تھی، اور اپنا نام ناگری رسم الخط میں تحریر کرایا۔ ان سکوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمان بادشاہوں نے ہندوؤں کے جذبات کا پورا احترام کیا، اور ان میں جذبۂ رواداری بدرجۂ اتم تھا، اورنگ زیب کو مذہب کے لوازمات کا پورا احترام ملحوظ تھا۔ چنانچہ انھوں نے اپنے سکے پر کلمہ تحریر نہیں کرایا، حالانکہ شروع سے اب تک مسلم حکمرانوں نے سکوں پر کلمہ تحریر کرایا تھا، مقصد یہ تھا کہ کلمہ کا پوری طرح سے احترام کیا جا سکے۔

سکے جمالیاتی اور فنکارانہ اقتدار کے مالک بھی ہوتے ہیں، سکوں کے ڈھالنے کے لئے جو ڈائیاں بنائی جاتی ہیں وہ اپنے عہد کے بہترین فنکارانہ ذہن کی غماز ہوتی ہیں۔

۱۹۴۷ء میں بھارت آزاد ہوا اور اس کے بعد اسے جمہوریہ قرار دیا گیا، لیکن ۱۹۵۰ء تک کوئی نیا سکہ رائج نہیں کیا گیا، ۱۹۵۰ء میں پہلی بار آزاد ہندوستان کے سکے رائج کئے گئے۔ لیکن یہ سکے کم و بیش انگریزوں کے دور سے ہی مشابہ تھے، ان کی قیمت، وزن، دھات اور ڈھلائی سب انگریزوں کے دور جیسی تھی، البتہ ڈیزائن کچھ بدلے ہوئے تھے، لیکن ان سے بھی دور غلامی کی بو آتی تھی، سکے کے سیدھے رخ پر بادشاہ کی تصویر کے بجائے اشوک کی راجدھانی سارناتھ کی تصویر تھی، یہ جمہوریہ کی علامت قرار دی گئی، بادشاہ کے نام کی جگہ انگریزی میں گورنمنٹ آف انڈیا تحریر تھا۔ دوسری جانب پھولوں کی سجاوٹ نکال دی گئی تھی، اور گندم کی بالیں ہر دو طرف دکھائی گئیں، اور رومن ہندسوں میں اس کی قیمت لکھی گئی۔ قیمت اوپر کی طرف ہندی رسم الخط میں اور نیچے انگریزی رسم الخط میں تحریر تھی، اس کے ساتھ ہی تاریخ بھی درج تھی، روپے، اٹھنی اور چونی کے سکوں کے دوسری جانب ایک سا ہی طرز تھا۔ دو آنے کے سکے پر بیل کی تصویر دکھائی گئی، ایک آنے اور آدھنہ کے سکے پر بھی بیل کی تصویر تھی۔

۱۹۵۷ء میں ہندوستان میں عشری نظام رائج ہوا، اور اس کے نتیجے میں سکوں کو نئے طرز سے ڈھالنا پڑا۔ یہ نظام ہندوستان کے لئے اتنا نیا نہیں تھا جس قدر کہ سمجھا گیا ہے۔ ویدک عہد میں سوا کائیوں کی قیمت والا سکہ "ست مانا" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ سروت سوترا میں ایسی بہت سی اصطلاحیں ملتی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ نظام عشری اس وقت بھی رائج تھا۔ لیکن متعدد وجوہ کی بنا پر اسے ترک کر دیا گیا تھا۔ چودھویں صدی عیسوی میں محمد بن تغلق اور خلجی بادشاہوں کے دور کے سکے سامنے آتے ہیں، انھوں نے پانچ کا نظام رائج کیا جو کہ ایک طرح سے عشری نظام ہی کا ایک جزو تھا، مغلیہ دور میں بھی نظام خمسہ اور نظام عشری رائج رہا، انگریزوں نے بھی عشری نظام کی طرف توجہ کی تھی۔ ۱۸۵۱ء میں مدراس کے وزٹ سینٹ جارج کی ٹکسال کے رکن اتسے ماسٹر نے روپے کا سواں حصہ ایک سکے کی صورت میں پیش کرنے کی سوچی تھی لیکن دریں اثنا مدراس ٹکسال کے ہٹا لئے جانے کے احکامات آجانے سے یہ خیال عملی جامہ نہیں پہن سکا۔ برطانوی حکمرانوں نے ہندوستان چھوڑنے سے کچھ عرصہ قبل امریکی طرز کے عشری سکے رائج کرنے کی سوچی تھی، حصول آزادی کے بعد ملکی مسائل کو بین الاقوامی

سطح پر سوچنا شروع کیا گیا۔ چنانچہ ملک میں اس وقت سکوں کا جو رواج قائم تھا اسے ترک کر کے عشری نظام کی افادیت کو محسوس کیا گیا، کیونکہ یہ نظام فرانس کے بعد دنیا کے بیشتر ملکوں میں رائج ہو چکا تھا، چنانچہ ایک روپئے کے سو پیسے قرار دیئے گئے، اور اب اسے نیا پیسہ کہا گیا، تاکہ پرانے پیسے سے اسے تمیز کیا جا سکے۔ نئے عشری نظام کے تحت ایک روپیہ، ۵۰ نئے پیسے، ۲۵ نئے پیسے، ۱۰ نئے پیسے، ۵ نئے پیسے، ۲ نئے پیسے اور ایک نیا پیسہ لاگو کیا گیا۔ جہاں تک ان سکوں کے سیدھے رخ کا تعلق ہے۔ سے وہ ہی طرح سے تھے، البتہ گورنمنٹ آف انڈیا کی جگہ ہندی میں بھارت، اور انگریزی میں انڈیا کندہ کیا گیا۔ سکے کے دوسرے رخ پر روپئے کا کون سا حصہ اور کتنے کا سکہ، یہ دونوں ہی باتیں واضح کی گئیں۔ ۱۹۶۴ء میں پرانا پیسہ متروک ہو گیا لہٰذا سکے پر سے "نئے" کا لفظ ہٹا دیا گیا، اور صرف پیسہ لکھا گیا۔ اسی سال تین پیسہ کا سکہ شروع کیا گیا جو المونیم کا تھا۔ ۱۹۶۵ء میں نکل پیسہ اور ۲ پیسے کے سکے کی جگہ المونیم کے سکوں نے لے لی۔ ۲۰ پیسے کا ایک نیا سکہ رائج کیا گیا۔ اب ایک روپئے اور ۲ روپئے کے سکے نکل کے ڈھل کر رائج ہو چکے ہیں۔

اس عشری نظام سے ملک کی معیشت پر اچھے اثرات محسوس کئے جا سکے ہیں۔

ضروری گذارش

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے خط یا لفافہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پن کوڈ نمبر صاف صاف اردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔
- کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔ غیر مطبوعہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھیں۔

(ادارہ)

درسِ انسانیت کے مبلّغ

* ایم۔ عالم (ایم۔ اے)
کانی باغ۔ بیتا ۸۴۵۴۳۸
مغربی چمپارن (بہار)

آج پانچ سو سال بعد بھی گرونانک کی برگزیدہ ہستی ہندو مسلم ایکتاء و اتحاد کا روشن اور بلند و بالا مینار ہے۔ آج گرو نانک ہم لوگوں کے درمیان نہیں ہیں لیکن ان کی زندگی کے کارنامے ہمارے سامنے ہیں۔ گرو کی مقدس شخصیت ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی کے اتحاد کا سنگم اور عظیم مرکز تھی۔ دورِ حاضر کے نفرت انگیز اور منافرت بھرے ماحول میں گرونانک کی حیاتِ مقدسہ پرچمِ انسانیت کی علمبردار ہے۔ ان کی سوانح عمری اشتراک و تعاون، اتفاق و اتحاد، صلح و آشتی، صبروشکیب اور پیار و پریم کا مقدس درس ہے۔ ان کی داستانِ حیات الفت و محبت کا منبع ہے۔ ایسی مبارک اور معتبر ہستیاں روز روز پیدا نہیں ہوا کرتی ہیں۔ ایسی ہی عظیم ہستیوں کے متعلق علامہ اقبالؔ نے فرمایا ہے کہ ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

گرو نانک نے جس دور میں اپنی تعلیمات کے پرچار کا آغاز کیا تھا وہ دور انتہائی پرآشوب اور ہنگامہ خیز دور تھا۔ افراط و تفریط اور انتشار و خلفشار کا دور دورہ تھا۔ افراتفری کا زمانہ تھا۔ بڑا کٹھن اور صبر آزما زمانہ تھا۔ ناساعد حالات تھے۔ بڑی کربناک اور المناک فضا تھی۔ الگ الگ ذات کے لوگ، الگ الگ خداؤں کی پوجا اور پرستش کرتے تھے۔ ایسے میں گرو نانک نے ایک خدا اور ایک معبود کی بات کہی اور فرمایا کہ خدا ہی سب انسانوں کا اصل گرو ہے۔ دنیا کے سارے انسان ایک ہی خدا کے بندے ہیں۔ اس طرح دنیا کی ساری مخلوق ایک ہی انسانی برادری کے مقدس اور محترم رشتے میں منسلک ہے۔ ساری مخلوق ایک ہی خالق، رزاق، مالک اور حاکم کی بندگی میں ہے۔ اس طرح سارے انسانوں کو ایک ہی انسانی برادری کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ ان کے نزدیک خدا اور ساری انسانیت قابلِ احترام اور لائقِ محبت ہے۔ ان کے اس پیغامِ محبت اور پیغامِ وحدت نے دنیا کے سارے انسانوں کے دلوں کو متاثر کیا ہے۔ گرو جی کی زندگی بتاتی ہے کہ حیات خدا کی امانت ہے۔ زندگی طوفانوں سے مقابلہ کرنے کا نام ہے۔ خدا کی زندگی جیسی عظیم امانت کو ذاتوں میں ورنوں میں، دھرموں میں، اونچ نیچ میں تقسیم کرنا امانت میں خیانت ہی کرنا تو ہے۔ زندگی تو ایک حسین گیت ہے۔ زندگی فتح ہے شکست نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ گرو نانک جیسی عظیم ہستی پر محض سکھ دھرم
والوں ہی کا حق نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق تمام انسانی برادری سے یکساں
ہے۔ وہ سکھوں کے نزدیک جس قدر محترم ہیں، اتنے ہی ہندوؤں کے
لئے بھی، عیسائیوں کے لئے جتنے بزرگ و برتر ہیں مسلمانوں کے سامنے
بھی اتنے ہی برگزیدہ اور نیک انسان ہیں۔ یہی سبب تھا
کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے بدن کی چادر کو ہندوؤں اور
مسلمانوں نے آپس میں برابر تقسیم کرلیا۔ ہندوؤں نے اپنی رسم و
روایت کے مطابق چادر کو چتا پر جلایا اور مسلمانوں نے اپنے
حصے کی چادر ایک قبر میں دفن کر دی۔

عام بزرگوں کی طرح گرو جی کی زندگی بھی یہی سبق دیتی ہے
کہ حقیقی مسرت دوسروں کی بھلائی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔
سچی خوشی مخلوق کی بے لوث خدمت سے ہی حاصل ہوتی ہے لوگوں
کی حوصلہ افزائی کرنے، قربانی دینے اور اپنی زندگی دوسروں کے
فلاح و بہبودی کے لئے وقف کرنے ہی سے دل ایثار کے حسن
اور تیاگ کی مسرت سے معمور ہو سکتا ہے۔ اسی بات کو کسی شاعر
نے یوں کہا ہے کہ ؎

خدمت ہی ہے سب عبادتوں سے افضل
مخلوق کی خدمت سے خدا ملتا ہے

شاعر مشرق علامہ اقبال نے اپنی نظم "نانک" میں اس
بات کا زبردست ماتم کیا ہے کہ ہندستان کا یہی دستور رہا ہے کہ
ہندوالے اپنے ہی افراد کی قدر و قیمت نہیں پہچانتے ہیں۔ ؎

قدر پہچانی نہ اپنے گوہر یک دانہ کی

جس طرح ایک پھل دار درخت اپنے پھل کی شیرینیت سے غافل
ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ہندوالے اپنی پسندیدہ ہستی کو پہچاننے
سے قاصر رہے۔ ؎

آہ! بدقسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر

کہا جاتا ہے کہ "گرو بن گیان" نہیں آتا ہے۔ یہ بھی مشہور کہاوت
ہے کہ اگر "گرو" اور "گوبند" ساتھ ساتھ آتے ہوں تو سب
سے پہلے گرو کا احترام و آداب بجالانا چاہیے کیونکہ گرو کی
بدولت ہی تو لوگ "گوبند" کو پہچانتے ہیں۔

دراصل گرو نانک سے پہلے ہندستانی ذاتوں اور ورنوں
میں بٹے ہوتے تھے۔ ہر طاقتور شے کی پوجا کرتے تھے۔ انسان
انسان کو پوجتا تھا۔ آدمی آدمی کو ذلیل اور نیچ تصور کرتا تھا۔

گویا ؎

شمع حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی
آہ! شودر کے لئے ہندستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے

ہندستان کی اس وقت یہی کیفیت تھی۔ ایسی ناگفتہ بہ حالت میں
گرو نانک نے شمع حق جلائی۔ توحید کا چراغ روشن کیا ——
صدائے توحید بلند کی اور سرزمینِ ہند میں وحدت کا گیت گایا۔
اور اس مردِ حق نے ہندستان کو غفلت کی نیند سے بیدار کیا۔ ؎

پھر اٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

اقبال کے نزدیک گرو نانک مرد کامل تھے۔ حق گو انسان
تھے۔ اس لئے زندگی میں جو مہلت ملی، اس کو حق گوئی میں صرف
کیا یعنی زندگی کی طرح وقت بھی امانت ہے۔ خدا تعالیٰ وقت کا
بھی حساب لے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ "دنیا جہان کے
غریب ترین اور حقیر ترین انسان کے پاس بھی وقت کا خزانہ اتنا
ہی ہے جتنا کسی بادشاہ یا کروڑ پتی کے پاس۔ کسی دانشمند نے کہا
تھا کہ اپنی زندگی میں دس سال کا اضافہ کرنے کے لئے وہ دس لاکھ
ڈالر دے سکتا ہے لیکن اس کا ان گنت دھن وقت کا ایک لمحہ یا
ایک پل بھی خرید نہیں سکتا۔ وقت بھی زندگی کی طرح دوسری حسین
نعمت ہے۔ گرو جی کی سوانح حیات بتاتی ہے کہ جو لوگ وقت کی قدر
کرتے ہیں وہی زندگی میں ترقی کی منزلوں کو طے کر کے چوٹیوں پر
قدم رنجہ فرماتے ہیں۔ "پیار و محبت، دوستی، ہمدردی اور خلوص کو
بھی دولت نہیں خرید سکتی ہے۔ زندگی کی یہ انمول نعمتیں اگر خریدی
جا سکتی ہیں تو دل کے بلند اور پاکیزہ جذبات سے" وقت درد
ہے تو وقت دوا بھی ہے۔ وقت زخم ہے تو وقت مرہم بھی ہے۔

؎

وقت ہر زخم کو ہر غم کو مٹا دیتا ہے
وقت کے ساتھ یہ صدمہ بھی گذر جائے گا
اور یہ باتیں جو دہرائی ہیں میں نے اس وقت
تو بھی اک روز انہیں باتوں کو دہرائے گا
دوست مایوس نہ ہو!
سلسلے بنتے بگڑتے ہی رہے ہیں اکثر!!

گرونانک کے یہاں بھی اسلام کی وحدانیت اور اخوت کا تصور ملتا ہے۔ ان کی "جاپ جی" میں اسلام کی بہت ساری باتیں [illegible]۔ گرونانک کو اسلام کا دشمن تصور کرنا نادانی اور حماقت ہے۔ گرونانک نے بچپن ہی سے ملا قطب الدین، شیخ شرافت، شیخ ابراہیم اور دیگر بہت سارے صوفیوں کی صحبت میں زندگی بسر کی۔ ان سے بحث ومباحثہ بھی خوب کرتے تھے۔ الغرض گروجی کے تصورات پر وحدتِ اسلام کا نہایت گہرا رنگ تھا اور علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا
میرا وطن وہی ہے، میرا وطن وہی ہے

یہ بھی ایک ہمالیائی حقیقت ہے کہ اقبال ہندستانی کے ساتھ ساتھ پنجابی بھی تھے۔ اس لئے ہندستان کی سرزمین سے ان کو بے حد محبت تو تھی ہی لیکن اپنی پیدائشی سرزمین پنجاب سے بھی ان کو دلی لگاؤ تھا کیونکہ پنجاب بھی ان کا مادرِ وطن تھا۔

گروجی نے زندگی میں یقین کی اہمیت کو بھی بتلایا ہے۔ دراصل یقین ایک ناقابلِ تسخیر قوت ہے۔ کسی نے کتنی اچھی بات کہی ہے کہ "یقین کے پُرزور بہاؤ کے سامنے رکاوٹوں کی مضبوط سے مضبوط چٹانیں چکنا چور ہوجاتی ہیں۔ کائنات کے آنچل میں لاثانی حُسن کے رتن چھپے ہوتے ہیں۔ اگر ہم اپنی قوتوں پر یقین رکھتے ہوئے انہیں پانے کی کوشش کریں تو ہم ضرور اس کو حاصل کرلیں گے۔ اعتماد ہی درحقیقت زندگی ہے۔ کامیابی کے خیال اور یقین سے بڑھ کر کامیاب ہونے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ اس لئے تو علامہ اقبال نے بھی کہا ہے کہ ؎

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے

گرونانک کی تعلیمات کی آج بھی اسی قدر اہمیت ہے جس طرح ان کے زمانے میں تھی۔ گروجی گہوارۂ آدم کو آتش بداماں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے وحدت کے ساتھ ساتھ آدمیت اور انسانیت کی بھی تعلیم دی ہے۔ یعنی ؎

شکتی بھی شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے
دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

... ہے کہ گرونانک کی ملاقات مغل شہنشاہ محمد ظہیر الدین ... ہوئی تو بزرگوں کے قدرداں بابر نے پوچھا تھا کہ گروجی اگر آپ کچھ چاہتے ہوں تو فرمایئے۔ گروجی نے انتہائی نرمی اور متانت کے ساتھ کہا کہ "اے بادشاہ! سن، جو فقیر کسی بادشاہ کے سامنے دستِ سوال پھیلائے، وہ بے وقوف ہے کیونکہ سب کو دینے والا ایک ہی خدا ہے جس کی فیاضی اور سخاوت کی کوئی انتہا نہیں۔ میں صرف خدا کا متلاشی ہوں اور کسی چیز کا نہیں۔" گروجی نے بادشاہ کو کچھ پند ونصیحت بھی کی۔

گرونانک نے بہت دور دور سفر کرکے آخر میں کرتارپور میں ایک کسان کی حیثیت سے رہنے لگے گروجی نے انسانی زندگی میں روح کی پاکیزگی پر زور دیا ہے۔ وہ چھوت چھات کے زبردست مخالف تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ انسان کو پیدائش اور ماحول اور پیشے کی بنیاد پر تقسیم نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جب گروجی نے کرتارپور میں سکونت اختیار کرلی تھی تو ان کی زیارت کو ان کے پاس جو بھی آتا تھا، اس کو ہر ذات اور ہر قسم کے آدمیوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہونا پڑتا تھا کیونکہ ان کے پاس بلاتمیز قوم ومذہب اور ذات پات ہر طرح کے لوگ آتے تھے۔ انہوں نے سماجی اور معاشرتی زندگی میں انسان کے پاکیزہ کردار کی اہمیت واضح کی۔ ایمانداری، خلوص، سچائی، نیک اعمال، صالح افعال، ایماندارانہ اور دیانتدارانہ زندگی کی قدر وقیمت کو عوام کے ذہن میں اُجاگر کیا اور بتلایا کہ سچائی کی زندگی سب سے ارفع واعلیٰ زندگی ہے۔ گروجی نے سارے انسانوں کو انسانی برادری کے ایک مقدس رشتے میں منسلک کرنے کی حتی الامکان کوشش وکاوش کی۔ آج بھی ان کی روح یہی درس دے رہی ہے۔ پنجابی ہوں یا آسامی، ایرانی ہوں یا عراقی، ساری دنیا کے افراد کو ایک اور نیک ہونے کی تلقین کر رہا ہے اور دنیا کے سارے لوگوں سے دریافت کر رہی ہے کہ ؎

رشتۂ الفت میں جب ان کو پرو سکتا تھا تو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے!

اب بھی علامہ اقبال کی روح اعلان کر رہی ہے اور یاد دلا رہی ہے کہ ؎

پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

★ موہن لال ولیشنوی
تکنیکی معاون اردو
نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ۔

قوم کی خدمت میں

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (سابق نیشنل بوٹینک گارڈنز) لکھنؤ۔ کاونسل آف سائنٹفک اینڈ انڈسٹریل ریسرچ، نئی دہلی کے زیر سایہ قومی تحقیقی تجربہ گاہوں میں سے ایک ہے۔ ۱۹۵۳ء میں سی۔ایس۔آئی۔آر نے اسے اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ اس مدت میں اب یہ ادارہ ترقی کرکے صفِ اول کا نباتاتی مرکز بن گیا ہے اور معاشیاتی پودوں کی کھوج اور ان کے استعمال کے تحقیقی کام میں سرگرم عمل ہے۔

نیشنل بوٹنیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، شہر لکھنؤ کے وسط میں واقع ہے۔ ادارے کے باغ کا حصہ قدیم تاریخی سکندر باغ ہے جسے لگ بھگ ۱۸۰۰ء میں اودھ کے نوابوں نے بحیثیت ایک شاہی باغ قائم کیا تھا۔ اودھ کے آخری تاجدار نواب واجد علی شاہ نے اس کا نام اپنی ایک محبوب بیگم "سکندر محل" کے نام پر "سکندر باغ" رکھا تھا۔ یہ دریائے گومتی کے دائیں کنارے پر واقع ہے اور اس کے دونوں طرف رانا پرتاپ مارگ اور اشوک مارگ کی سڑکیں حد بندی کرتی ہیں۔ ادارے کی نئی عمارت باغ کے باہر اشوک مارگ کے دوسری جانب واقع ہے۔
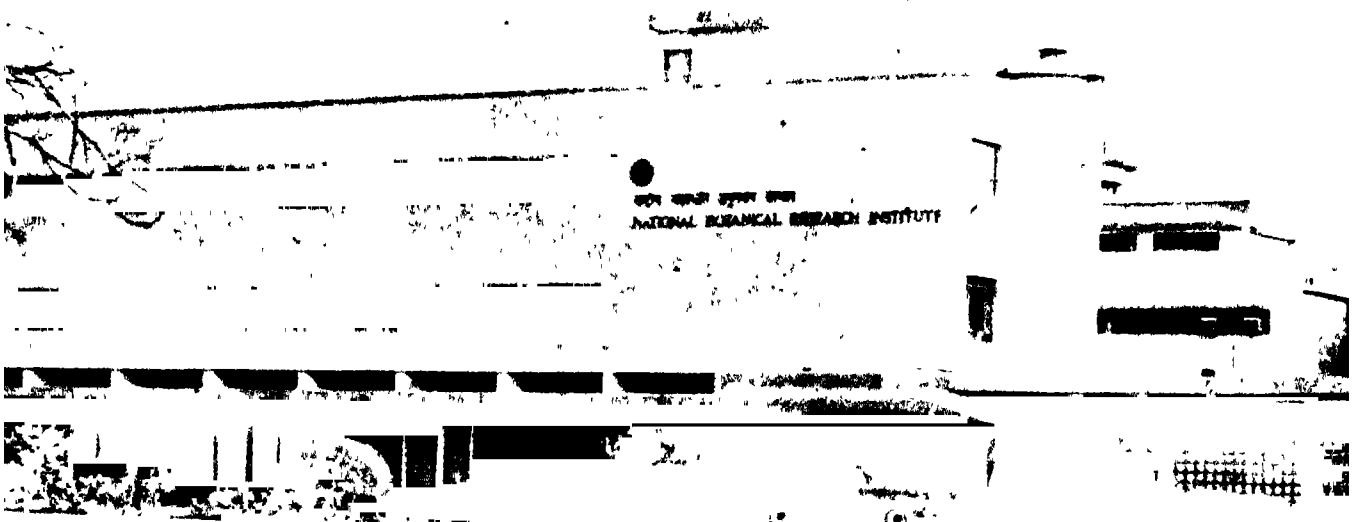
نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، لکھنؤ کی نئی عمارت کا ایک منظر

اس ادارے کے باغ کے قیام کی کہانی بڑی ہی دلچسپ ہے۔ اس شاہی باغ کی بنیاد ۱۸۰۰ء میں نواب سعادت علی خاں نے ڈالی تھی۔ اس کے بعد انیسوی صدی کے نصف اول میں نواب واجد علی شاہ نے اسے تشکیل دے کر ترقی دی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سکندر باغ کا یہی شاہی باغ معرکۂ جنگ بنا جس میں قریب دو ہزار ہندستانی سپاہیوں نے انگریزوں سے مورچہ لیا تھا اور آخر میں اپنے ملک کی آزادی کے لئے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ۱۹۵۶ء میں جب ہمارے ادارے کی نئی عمارت کے لئے کھدائی ہوئی تو توپوں کے گولے، بندوق کی گولیاں، تلواریں اور ڈھالیں بھی دستیاب ہوئی تھیں، جن سے ان شہیدوں کی یاد تازہ ہوتی ہے۔

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ اودھ کے نوابوں کے بعد انگریزوں کے دور اقتدار میں بھی یہ باغ زیادہ ترقی نہ کر سکا بلکہ سنسان اور ویران تھا اور پھر اس مقام کو ایک عظیم نگاہ انتخاب نے اپنایا اور اپنے خوابوں کی تعبیر دیکھنا چاہی۔ اصل میں اس باغ کی قدیم تاریخ سے متاثر ہو کر ہی پروفیسر کیلاش ناتھ کول نے اس جگہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ جاوید بنا دیا۔ ۱۹۴۶ء میں ہی انہوں نے اس وقت کی اتر پردیش گورنمنٹ کے سامنے اس باغ کو ایک نباتاتی باغ اور تحقیقی ادارہ بنانے کی ایک اسکیم پیش کی۔ ۱۹۴۸ء میں گورنمنٹ نے یہ اسکیم منظور کی اور کچھ رقم اور عملہ کی صورت میں چند آدمیوں کے ساتھ، کول صاحب نے اپنے منصوبے کے تحت اس باغ کی آبیاری کی۔ اس ادارے کا نام "نیشنل بوٹینک گارڈنز" کول صاحب نے ہی تجویز کیا تھا، جو اس وقت گورنمنٹ اگریکلچر کالج، کانپور میں علم نباتات کے پروفیسر تھے اور اسکیم کی منظوری پر باغ کے اعزازی ڈائریکٹر مقرر ہوئے۔ کول صاحب جیسے وسیع القلب اور وسیع النظر سائنس داں جو نباتاتی کیمیا سے لے کر باغبانی کاشت تک اپنا دخل رکھتے تھے، ایک گوناگوں شخصیت کے مالک تھے۔ ان ہی کی کاوشوں کے بل بوتے پر صرف پانچ برس میں اس ادارے کے اغراض و مقاصد اور علم نباتات کا صف اول کا مرکز بن جانے کی امید سے متاثر ہو کر ہی سی۔ ایس۔ آئی۔ آر، نئی دہلی، نے اس ادارے کو ۱۲ر اپریل ۱۹۵۳ء کو اپنی سرپرستی میں لے لیا۔ ادارے کی روز افزوں ترقی اور اہم نباتاتی تحقیقات کو مدِنظر رکھتے ہوئے مجلس انتظامیہ نے ۲۵ر اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اس کا نام "نیشنل بوٹینکل ریسرچ

قومی راج

ادارے میں سکندر باغ کا مرکزی سبزہ زار، جہاں تمام بڑے جلسے، ثقافتی پروگرام اور پھولوں کی نمائشیں منعقد کی جاتی ہیں۔

انسٹی ٹیوٹ" کر دیا۔

اغراض و مقاصد

ادارہ کی توجہ ہندستان کے دیسی بدیسی خاص کر معاشیاتی اور زیبائشی اہمیت کے غیر زرعی نئے نئے پودوں کو باغ میں داخل کر کے ان کے تحفظ اور جینیات اور نسل دانی کو فروغ دینے پر مرکوز ہے۔

اس ادارے کے خاص خاص اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:-

۱۔ متذکرہ بالا پودوں کا بنتی مایہ بینک قائم کرنا اور خاص خاص پودوں کے مجموعوں کا تحفظ کرنا۔

۲۔ ایسی نباتاتی، باغبانی اور کیمیاوی تحقیقات کرنا جن سے پودوں اور ان سے بنی اشیاء کا استعمال ہو سکے — اور تجارتی اہمیت کے پودوں کی کاشت کو فروغ مل سکے۔

۳۔ ہندستان کے مختلف زرعی آب و ہوا میں پودوں کے جینیات و نسل دانی ذرائع کے مراکز قائم کرنا اور قومی نباتاتی باغوں کو متحد کرنا۔

۴۔ پودوں کی تنسیق، ان کے لین دین اور فن باغبانی کی معلومات، پھولوں کی نمائشوں کی تنظیم اور زیر کاشت پودوں کی بستان کاری

۴۔ شکلیات اور زیریات
(Morphology and Palynology)
۵۔ نباتی مرضیات اور تحفظ
(Plant Pathology and Protection)
۶۔ بافتی کاشت اور فعلیات
(Tissue Culture and Plant Physiology)
۷۔ جینیات و نباتی نسل دانی
(Genetics and Plant Breeding)
۸۔ بستان کاری (Horticulture)
۹۔ نباتی کیمیا (Phyto Chemistry)
۱۰۔ ماحولیاتی سائنس (Environmental Sciences)
۱۱۔ شعبہ اطلاعات، مطبوعات، منصوبہ اور رابطہ
(Information, Publications, Planning and Liaison)
۱۲۔ تحقیقی مراکز (Research Stations)
۱۳۔ ترقیاتی خدمات (Extension Services)
۱۴۔ ضروری سہولیات (Essential Services)

باغ

یہ ۲۵ ہیکٹر کے رقبے پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک شجرستان، ایک گلابستان، ایک فرن گھر، ایک کنزرویٹری، ایک کیکٹس گھر، ایک پام گھر، ایک انگور باغ، بوگن ویلیا، گل داؤدی، اکسورا، ہبسکس، گل تسبیح، کنول، نمفیا اور بہت سے گٹھلی دار پودوں کی مختلف انواع کا مجموعہ، تجرباتی پلاٹ اور کہر (Mist Propagation) افزائش کی سہولت موجود ہیں۔ ادارے کے نبات خانے میں تقریباً نوے ہزار خشک پودوں کی تسنیقی درجہ بندی کی گئی ہے اور انہیں حفاظت سے رکھا گیا ہے۔ ہمارے انسٹی ٹیوٹ کا کتب خانہ ملک کے بہترین کتب خانوں میں سے ایک ہے اور اس وقت کتب خانے میں ۳۷۰۰۰ کتابیں اور مکرر مطبوعہ مضامین (Reprints) موجود ہیں اور ۴۵۰ معیاری تحقیقی رسالے بھی مستقل طور پر منگائے جاتے ہیں۔

بیگم سکندر محل کی ایک یادگار اور نایاب تصویر
ادارے کے میوزیم کی زینت

تربیت دینا۔
۵۔ ادارے کے تحقیقی اور ترقیاتی کاموں کی انگریزی، ہندی اور دو زبانوں میں نشر و اشاعت کرنا۔ (اردو زبان میں تراجم کا کام ۱۹۷ء سے شروع کیا گیا ہے)

ادارے کی تنظیم

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، ۲۷ ہیکٹر کے ایک آراستہ باغ، نبات خانہ، ایک ضخیم کتب خانہ، جدید آلات سے آراستہ تحقیقی تجربہ گاہوں، نئی طرز کا گرم خانہ اور میدانی تحقیقی مرکز وغیرہ، پر مشتمل ہے۔ اس ادارے کے تحقیقی اور ترقیاتی کاموں کو مندرجہ ذیل چودہ شعبوں کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے۔

۱۔ پودوں کا ادخال اور مراسم آہنگی
Plant Introduction and Acclimatization
۲۔ باغ (Garden)
۳۔ پودوں کی تسنیق اور نبات خانہ
(Taxonomy and Herbarium)

پروفیسر کیلاش ناتھ کول
ادارہ کے بانی و پہلے ڈائرکٹر
(۱۹۵۳ - ۱۹۶۵)

آبی باغ کا ایک دلکش گوشہ

بنتھرا ریسرچ اسٹیشن

تقریباً ۸۵ ہیکٹر زمین پر مشتمل یہ میدانی تحقیقی مرکز لکھنؤ سے ۲۲ کلومیٹر دور، لکھنؤ کانپور روڈ پر بنتھرا گاؤں سے نزدیک واقع ہے۔

ادارے کی تحقیقی کاموں کا دائرۂ عمل

نیشنل بوٹینیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کی تحقیقی و ترقیاتی سرگرمیاں مندرجۂ ذیل ۱۱ صنفوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں۔

۱۔ نباتی مایہ کا ادخال تحفظ اور درجہ بندی۔

۲۔ غیر زرعی صنعتی پیداوار کے وسائل، اس میں لحمیہ اور تخم ا۔ نیج شامل ہیں۔

۳۔ زیبائشی پودے

۴۔ دوا سازی کے پودے، اس ضمن میں دیسی ادویات، ادویاتی پودے اور خوشبودار پودے بھی شامل ہیں۔

۵۔ دیگر معاشیاتی پودے، اس میں ذیلی خوردنی پھل دار پودے بدرُوکاتی "ایلگی"، خوردنی کھمبی، پٹرول پودے اور پان کی کاشت کو شامل کیا گیا ہے۔

۶۔ نسلیاتی نباتات ([illegible] botany)

۷۔ ماحولیاتی سائنس ([illegible])

اس میں ہوائی حیاتیات ([illegible])

ماحولیاتی آلودگی (Environmental Pollution)

توجہ طلب ہے۔

۸۔ قلوی زمین کا استعمال، اوسر میں منظم ماحولیاتی توازن جنگلات اور توانائی سے پودے اور چھوٹے پیمانے کی کاشت پر

۹۔ دیگر تحقیقات۔

۱۰۔ اطلاعاتی خدمات۔

۱۱۔ ترقیاتی خدمات (جس میں تعلیمی اور امدادی سہولیات شامل ہیں۔)

نباتاتی توانائی یعنی "یورفوبیا تائرکلائی" ("Euphorbia Tirucilla" Linn.) کے پودوں کی کاشت جن سے پیٹرول حاصل ہو سکتا ہے -

پان کی کاشت کی جدید کاری' ادارہ کا ایک خاص پروگرام

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کا "کیکٹس گھر" جن میں کئی مخصوص پودے رکھے گئے ہیں

ماہرین

ادارہ میں صفِ اول کے سائنس داں کام کرتے ہیں جو پودوں خاص کر زرعی پودوں کی تسمیق، تشکیلات، بیجوں کی تشکیلات وزیریات، پودوں کی باغتی، کاشت، دیسی بدیسی جڑی بوٹیاں جینیات و نسل دانی، پھولوں کی کاشت، نباتی کیمیا خاص طور سے ان بیجوں سے متعلق جن میں گوند اور تخم اور خوشبودار اور اڑ جانے والے تیل دار پودے، کھمبی کی کاشت، نباتی وائرس اور اوسر زمین کو قابلِ کاشت بنانے کے کاموں میں سرگرم عمل ہیں۔

ملک کی بہت سی یونیورسٹیوں نے علم نباتات، علم زراعت، بُستان کاری اور نباتی کیمیا جیسے مضامین میں ایچ پی۔ ایچ۔ ڈی ڈگریاں عطا کرنے کے لئے نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، کو پوسٹ گریجویٹ تحقیق اور اعلیٰ تعلیم کا ایک مرکز تسلیم کر لیا ہے۔

۳۱ دسمبر ۱۹۸۲ء کو عملہ کی تعداد ۹۰۔۔ تھی جس میں سے ۲۸۹ سائنٹفک اور تکنیکی افراد تحقیقاتی و ترقیاتی سرگرمیوں میں مصروف تھے اور ۲۴ ریسرچ اسکالرز بھی اس تاریخ کو کام کر رہے تھے۔

مصنوعات و تکنیک

مندرجہ ذیل مصنوعات و تکنیکیں تیار کی گئی ہیں:

۱۔ گیارہ مشہور زیبائشی پھولدار، سدا بہار، اینتھرانیم، بوگن ویلیا، گل داؤدی، ارتھرینا، گلیڈیا، ہارسنگھار، پورٹولاکا، گلاب، ... گیندا اور ... بیناکی ۶۰ نئی قسمیں۔

... کی ... نئی ... اکتوبر اور فروری مارچ میں ... ہیں۔

۳۔ شعاعی دورانیت (Photo periodism) کے ضابطے کی تکنیک کے ذریعے گل داؤدی کے پھولنے کی مدت کو چھ مہینوں تک بڑھانا۔

۴۔ افریقہ کی لمبی گیندے کی قسموں اور فرانس کی بونی اقسام میں اختلاط کے ذریعے اول مخلوط قسم کا بیج پیدا کرنا۔

۵۔ زرگلی تجربے کا تعلیمی امدادی بکس۔ ۶۔ تازہ پھول اور پتیوں کو خشک کرنے کا طریقہ۔ ۷۔ ڈاسکوریا فلوری بنڈا جسے "پل پلاٹ" بھی کہتے ہیں، کی بافتی کاشت کے ذریعے گل داؤدی اور ترش پھلوں کے اقسام کی وائرس سے پاک پود تیار کرنے کی تکنیک۔ ۸۔ شمالی ہندستان میں انگور کا ادخال اور اس کی کل پیداوار کا پیشگی تخمینہ لگانا اور دیگر خامیوں کو دور کرنے کے طریقے۔ ۹۔ ڈھینچا کے بیج سے صنعتی گوند نکالنا۔ ۱۰۔ کھیت میں گلاب سے تیل کشید کرنے کا طریقہ و آلہ۔ ۱۱۔ خوشبودار پانی و عطر کشید کا ایک نیا آلہ۔ ۱۲۔ پوسا سیڈلیس انگور سے کشمش تیار کرنے کی ترکیب۔ ۱۳۔ کناڈا بالسم کا بدل بنانے کا طریقہ۔ ۱۴۔ مشک دانہ سے معطر عناصر کو جدا کرنا ۱۵۔ پھولوں سے عطر کشید کرنے اور خوشبودار تیل بنانے کا ایک نیا طریقہ۔ ۱۶۔ دسہری اور چوسا آموں کے گودے کو منجمد کرنے کا طریقہ۔ ۱۷۔ املی کے بیجوں کی گری کے سفوف کو بہتر بنانے کا ایک نیا طریقہ۔

جانوروں کے چارے کی ایک نئی دریافت

ـــ غیرمعمولی خوبصورت جنگلی پودا، ارتھینا رسوپنیٹا (Erythrina Res
جسے باغات میں داخل کیا گیا ہے -

بیریل ساہنی، برف جیسی سفید گل داؤدی، جسے ادارے کے سائنس دانوں نے جاپان کی زرد پھولوں والی قسم "نانا کو" سے تیار کیا ہے

زیادہ پیداوار دینے والی اقسام - افیون کی تجرباتی کاشت

مطبوعات

۱۔ سالانہ رپورٹ ۲۔ این۔بی۔آر۔آئی لیٹر۔ ایک سہ ماہی گھریلو رسالہ ۳۔ این۔بی۔آر۔آئی بلیٹنز، انگریزی ہندی اور اردو میں (آج تک ۱۲۸ بلیٹین شائع ہو چکی ہیں.
۴۔ انڈیکس سیمینم (بیج نامہ) ۵۔ علم نباتات سے متعلق فہرست مضامین ۶۔ متفرق اشاعت ۷۔ تحقیقی مضامیں۔
آج تک ۱۳۰۰ تحقیقی مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

اب تک ۸۷ سائنس دانوں اور ریسرچ فیلوز نے نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں مختلف موضوعات پر کام کر کے پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگریاں حاصل کی ہیں۔

تربیت

۱۔ نووارد گریجویٹ تربیتی ٹریننگ اسکیم رائج کر دی گئی ہے

۲۔ ہرسال اگست میں گل داؤدی کی جدید کاشتکاری سے متعلق ۱۰ دن کا ایک تربیتی کورس منعقد کیا جاتا ہے۔

۳۔ پودینا تیل سے مینتھول کشید کرنے کیلئے حسب ضرورت دو ہفتوں کا ایک ٹریننگ کورس ہوتا ہے

۴۔ نستان کاری سے متعلق حسب ضرورت ٹریننگ کورسوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

۵۔ درجۂ چہارم کے عملے کے لئے بھی ایک ٹریننگ اسکیم چلائی جا رہی ہے۔

تکنیکی امداد اور مشورہ جات

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ مندرجہ ذیل تکنیکی امداد اور مشورہ فراہم کرتا ہے۔

۱۔ پودوں کی شناخت و تقسیم، جائے وقوع اور ان کے معاشیاتی استعمال سے متعلق معلومات
۲۔ فنون باغبانی۔
۳۔ خوشبو دار اڑ جانے والے تیل دار پودوں کی کاشتکاری.
۴۔ اڑ جانے والے تیل کی کشید کاری۔
۵۔ متفرق سائنسی و تکنیکی معلومات

پھولوں اور پودوں کی نمائش

۱۔ سالانہ گلاب اور گلیڈیولس نمائش، جنوری کے دوسرے یا تیسرے ہفتے میں
۲۔ سالانہ خوردنی کھمبی کی نمائش جنوری میں۔
۳۔ سالانہ بوگن ویلیا نمائش مارچ۔اپریل میں۔
۴۔ سالانہ گھریلو پودوں کی نمائش اکتوبر میں۔
۵۔ سالانہ گل داؤدی اور کولیس نمائش دسمبر کے پہلے یا دوسرے ہفتے میں۔

لین دین

نیشنل بوٹینکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، دنیا کے ۲۵۰ سے زیادہ بڑے بڑے نباتاتی باغوں اور دیگر اداروں سے معلومات، سائنسی لٹریچر اور بیجوں کا لین دین کرتا ہے۔

عوام کے لئے سہولتیں

۱۔ باغ عوام کے لئے پورا سال بغیر کسی فیس کے طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک کھلا رہتا ہے۔
۲۔ عوام کی خواہش پر انہیں باغ و لیبارٹری کا دورہ کرایا جاتا ہے۔

سفید خوردنی "کھمبی" اگانے کی نئی تکنیک

۳۔ پکنک مقامات کا انتظام
۴۔ ثقافتی پروگراموں کے لئے ایک کھلا اسٹیج باغ کے مرکزی
ن پر عوام کی خاص دلچسپی کا ایک مرکز ہے۔
۵۔ پودے، پھولوں کے بیج اور غیر زرعی معاشیاتی پودے
وام کے لئے سیلز سیکشن میں دستیاب کئے جاتے ہیں۔
۶۔ فنِ باغبانی سے متعلق اداروں، کلبوں اور شائقین کو بھی
ر دی جاتی ہے۔

اردو انگریزی اصطلاحیں جو اس مضمون میں استعمال ہوئی ہیں

نباتی کیمیا (Phytochemistry)
بافتی کاشت (Tissue Culture)
جینیات اور نباتی نسل دانی (Genetics and Plant Breeding)
تی مایہ بینک (Germ Plasm Bank)
ستان کاری (Horticulture)
نبات خانہ (Herbarium)
کتب خانہ (Library)
تحقیقی تجربہ گاہیں (Research Laboratories)
مع خانہ
پودوں کا درآمد اور ماحولیاتی ہم آہنگی (Plant Introduction and Acclimatization)
باغ اور باغبانی (Garden and Gardening)
پودوں کی تشخیص (Taxonomy)
کلیات اور زیریات (Morphology and Palynology)
نی مرضیات اور تحفظ (Plant Pathology and Protection)
تی کاشت اور فعلیات (Tissue Culture and Plant Physiology)
ماحولیاتی سائنس (Environmental Sciences)
بہ اطلاعات، مطبوعات، منصوبہ اور رابطہ (Information, Publications, Planning and Liaison)
تحقیقی مراکز (Research Stations)

ترقیاتی خدمات (Extension Services)
ضروری سہولیات (Essential Services)
شجرستان (Arboretum)
گلابستان (Rosarium)
کہرافزائش (Mist Propagation)
خوردنی کھمبی (Mushroom)
نباتی پٹرول کاشت (Petro Crops)
نسلیاتی نباتات (Ethnobotany)
ہوائی حیاتیات (Aerobiology)
ماحولیاتی آلودگی (Environmental Pollution)
قلوی زمین (Alkaline Soil)
نباتی توانائی (Energy Plants)
دیسی جڑی بوٹیاں (Indigenous Herbal Drugs)
پھولوں کی کاشت (Floriculture)
شعاعی دورانیت (Photo periodism)
اختلاط (Cross breeding)
مخلوط (Hybrid)

عطر کشید کرنے کا آلہ
جسے
"قومی اعزاز" مل چکا ہے۔

ڈاکٹر سید عبدالرحیم
صدر شعبہ عربی، ناگپور مہا ودیالیہ، ناگپور

ڈاکٹر ضیاء الدین دیسائی ـــ ایک علمی شخصیت

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب سابق ڈائریکٹر کتبہ شناسی محکمہ آثارِ قدیمہ ہند ناگپور کو صدر جمہوریہ ہند کی جانب سے فارسی کے عالم و محقق کی حیثیت سے ۱۵ر اگست ۱۹۸۲ء کو صدارتی اعزاز (پریسی ڈینس ایوارڈ) دیا گیا ہے۔ موصوف ایک عرصے سے اس اعزاز کے مستحق تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ حق بحقدار رسید۔

ڈاکٹر صاحب کا وطن گجرات کا ایک قصبہ دھندوکا (احمد آباد) ہے۔ جہاں آپ ۷ار مئی ۱۹۲۵ء کو پیدا ہوئے۔ اسکول اور کالج کی ہر جماعت میں اوّل نمبر سے کامیاب ہونے پر گورنمنٹ میرٹ اسکالرشپس ملتی رہیں۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے اسمٰعیل یوسف کالج بمبئی سے فارسی میں بی اے آنرس کیا۔ اور بمبئی یونیورسٹی میں سب سے زیادہ نمبرات حاصل کئے۔ جس کے نتیجے میں آپ کو آر۔ ایچ مودی پرائز دیا گیا بی۔ اے آنرس کے امتحان میں نمایاں کامیابی پر ہی آپ کا تقرر اسمٰعیل یوسف کالج بمبئی میں ہوگیا۔ جہاں آپ ۱۹۵۳ء تک فارسی کے لیکچرر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ نے فارسی میں ایم۔ اے کیا۔ اور چانسلر میڈل اور جعفر قاسم موسیٰ میڈل حاصل کئے۔ آپ کی اس نمایاں کامیابی میں آپ کے استاذ پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب کی خصوصی تعلیم و توجہ کو خاص دخل ہے۔ آپ ڈار صاحب مرحوم کے بہت چہیتے شاگرد اور داماد ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں آپ نے مرکزی حکومت کے محکمہ آثار قدیمہ ہند (کتبہ شناسی شعبۂ فارسی و عربی) میں ملازمت اختیار کی۔ جہاں اولاً آپ کا تقرر اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت سے ہوا۔ ۱۹۶۱ء میں آپ سپرنٹنڈنٹ اور ۱۹۷۰ء میں ڈائریکٹر کے عہدوں پر فائز کئے گئے۔ محکمہ آثار قدیمہ کی ملازمت کے دوران ۱۹۵۷ء میں حکومت کی جانب سے ایران بھیجے گئے جہاں آپ نے ایک سال قیام کیا اور فیضی کی نل دمن پر تحقیقی مقالہ پیش کر کے تہران یونیورسٹی سے فارسی میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی آپ کا مقالہ قدرے تلخیص کے بعد کتابی شکل میں شائع ہو چکا ہے۔

پتھروں کی پیشانی کی تحریریں پڑھ کر صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا اور انہیں تاریخ کے اوراق میں محفوظ کر دینا آپ کی مساعیٔ جمیلہ کا روشن باب ہے عربی و فارسی کتبوں کی قرأت میں موصوف ہندوستان میں نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ اس خصوص میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ انھوں نے اس دشت کی سیاحی میں عمر گراں مایہ کا بیشتر حصّہ صرف کیا ہے اور جتنے اہم اور تاریخی کتبے پڑھ کر شائع کئے ہیں ہندوستان میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ۱۹۵۱ء سے محکمہ کتبہ شناسی کے موقر مجلّہ "ایپی گرافیا انڈیکا پرشین اینڈ عربک سپلیمنٹ" کے مدیر ہیں جس میں آپ ہی کے مضامین سب سے زیادہ شائع ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ "PUBLISHED INSCRIPTIONS OF RAJASTHAN" بھی آپ کی مستقل تصنیف ہے۔

آپ نے قدیم فن تعمیر میں بھی بڑی درّاک اور فن شناس نگاہ پائی ہے۔ خصوصاً مغل فن تعمیر پر آپ کی گہری نظر ہے۔ اس باب میں قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ موصوف کی مصنفہ کتاب "انڈو مسلم آرکیٹیکچر" اسکول

ت آرکیولوجی کے نصاب میں شامل ہے اس ضمن میں
پ کی تصنیف MOSQUES OF INDIA بھی
ت مقبولِ عام ہے۔ حکومت کی جانب سے اس کا اردو
رجمہ "ہندوستان کی مسجدیں" منظرِ عام پر آچکا ہے۔
س کتاب کے کئی ایڈیشن اب تک نکل چکے ہیں۔ ایک
قیع تصنیف ہندوستان کے مراکزِ دینیہ
CENTRES OF ISLAMIC LEARNING IN INDIA
لکھ کر آپ نے اسلامی درسگاہوں کی تاریخ
ہ بھی منضبط کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ اے۔ گھوش کی کتاب
INDIAN ARCHAEOLOGY کا آپ نے اردو
رجمہ پیش کیا۔ جو آثارِ قدیمہ ہند کے نام سے شائع ہوا۔
سکہ شناسی میں بھی آپ بہت عمیق نظر رکھتے ہیں،
سلم سکوں کی تحریریں پڑھ کر ان کی اہمیت وماہیت
سے اربابِ علم کو آپ نے روشناس کیا ہے۔ آپ
کے بے شمار مضامین انگریزی اور اردو کے مؤقر
رسائل وجرائد میں شائع ہوچکے ہیں۔ تقریباً ساٹھ
صفحات پر محیط ایک مبسوط مضمون بعنوان "ہندستان
کے عہدِ اسلامی کے سکے" رسالہ تحریر (دہلی) میں شائع
ہوچکا ہے۔ نیومس میٹک سوسائٹی نے آپ کی خدمات
کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کو ایک سند "تامرپتر"
دی ہے۔ جو ایک بہت بڑا اعزاز ہے۔

آپ فن خطاطی کے بھی زبردست رمز شناس ہیں۔
اس فن اور ماہرینِ فن پر بھی متعدد مضامین سپردِ
قلم کر چکے ہیں۔

یہ تمام خصوصیات جو ڈاکٹر صاحب کی ذاتِ
گرامی میں موجود ہیں محض ذہانت کی رہینِ منت
نہیں ہوسکتیں۔ ان کے لئے محنت شاقہ، ذہنی یکسوئی
اور غیر معمولی ذوق و شوق ناگزیر ہے۔ ڈاکٹر صاحب
نے ان خوبیوں کے گوہرِ آبدار سے اپنی شخصیت کو سجانے
اور سنوارنے کے لئے ملک کے گوشے گوشے کی خاک
چھانی ہے۔ اور ملک کا ایسا کوئی کتب خانہ نہیں چھوڑا
جہاں موصوف نے کتابوں کے مطالعہ میں خصوصاً
مخطوطات کے پڑھنے میں اپنا قیمتی وقت صرف نہ کیا ہو
آپ کے پاس کتب خانوں کی خود نوشت فہرست
ہے جس میں ہر مخطوطے کی خصوصیات درج ہیں تحقیق
سے قطع نظر ڈاکٹر صاحب ایک بالغ نظر نقاد اور
جید ادیب بھی ہیں۔ جہاں تک تنقید کا تعلق ہے آپ
اپنے مسلک میں بہت بے لاگ ہیں، آپکے تبصرے
مختلف جریدوں کے صفحات کی زینت بنتے رہے ہیں،
علمی وادبی دنیا میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہے
اردو رسائل میں جو مضامین اب تک شائع ہوچکے
ہیں ان کی فہرست درج ذیل ہے۔

(۱) گفتار ملک محمود گجراتی (نوائے ادب، بمبئی۔ اپریل ۱۹۵۵ء)
(۲) شغل طوبیٰ ۔ (نوائے ادب، بمبئی، اکتوبر ۱۹۵۵ء)
(۳) خان خاناں اور عرفی کی مکاتبت کا ایک صفحہ (مجلۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ جون ۱۹۶۳ء)
(۴) کچھ دیوان قاسم مینجا کے متعلق۔ (مجلۂ علوم اسلامیہ علی گڑھ دسمبر ۱۹۶۳ء)
(۵) ہندوستانی آثارِ قدیمہ۔ (تحریر۔ دہلی)
(۶) دسویں صدی ہجری کا ایک اردو کتبہ۔ (تحریر۔ دہلی)
(۷) بارہویں صدی ہجری کی ایک اردو نظم۔ (تحریر۔ دہلی)
(۸) غالب کے دو معاصر۔ (غالب نامہ۔ دہلی)
(۹) استدراک۔ (تحریر دہلی، اکتوبر۔ دسمبر، ۱۹ء)

انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی کے زیرِ اہتمام شائع
شدہ "تقویم ہجری عیسوی" کی تدوین میں بھی آپ
نے نمایاں حصہ لیا۔ چنانچہ ابوالنصر خالدی صاحب
اور مولوی محمود احمد خاں صاحب کے ساتھ مرتبین
میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی زیادہ تر تصانیف انگریزی
میں شائع ہوئی ہیں لیکن گجراتی اور اردو میں بھی
کافی مضامین اور مقالے اب تک چھپ چکے ہیں۔
اس وقت ڈاکٹر صاحب ایران سوسائٹی کلکتہ
انڈین ہسٹری کانگریس، گجرات اتہاس پریشد اور
ایپی گرافیکل سوسائٹی آف انڈیا کے دائمی رکن ہیں،
مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی بمبئی اور آرٹ
پرچیزنگ کمیٹی نیشنل میوزیم نئی دہلی کے بھی ممبر ہیں۔

حکومتِ ہند کی طرف سے آپ نے روس، شام، عراق، افغانستان، بنگلہ دیش اور پاکستان میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنسوں اور سیمیناروں میں نمائندگی کی ہے۔ آپ نے انڈین ہسٹری کانگریس میں بھی کئی جگہ صدارت کی ہے۔ ۱۹۵۹ء سے دو لسانی مجلہ "انڈو ایرانیکا" کلکتہ کے مراسلاتی مدیر ہیں۔

ایمانداری، خلوص، خوفِ خدا، سچائی، پاسِ نفس، دیانت، بے نفسی، پاکبازی، غیرت اسلامی، بے خوفی، حق گوئی، محنت، لگن اور نہ جانے کتنے صفاتی و کمالاتی جواہر کی آب و تاب آپ کی شخصیت میں تابندہ نظر آتی ہے صحبت ناجنس سے گریز علمی و تحقیقی کاموں میں انہماک، پے درپے اسفار اور کم آمیزی نے انھیں بالکلیہ یکسو کر رکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب زندگی کے ایک ایک لمحے کی قدر جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک کام کا انعام و اعزاز صرف کام ہے۔ قدر دانی، صلہ اور ستائش محض اضافی چیزیں ہیں۔ پاکستان میں ڈاکٹر صاحب کا مختصر قیام رہا۔ وہاں ایک متبحر عالم پیر حسام الدین راشدی صاحب سے جو تقریباً پچاس کتابوں کے مصنف ہیں ملاقات ہوئی۔ راشدی صاحب نے مالک رام صاحب کو اپنی اس ملاقات کا حال لکھا۔ اور ڈاکٹر صاحب کے متعلق لکھا: "کہ ایک عرصے کے بعد ایک فنا فی العلم شخص سے ملاقات ہوئی۔" مالک رام صاحب نے وہ خط ڈاکٹر صاحب کو بھجوا دیا۔ راقم الحروف نے بھی اس خط کو پڑھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب جن نقاد و علماء سے متاثر ہیں ان میں حافظ محمود خان شیرانی، پروفیسر محمد ابراہیم ڈار صاحب پروفیسر نجیب اشرف ندوی صاحب، قاضی عبدالودود صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد صاحب قابلِ ذکر ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کئی بڑے حادثوں سے دوچار ہوئے ہیں۔ ہر مرتبہ خداوند کریم نے نئی زندگی عطا کی۔ ان حادثوں کا آپ نے صبر و شکر کے ساتھ مقابلہ کیا۔ گویا قدرت بھی چاہتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کچھ تو آرام کریں۔ مگر اسپتال میں پڑے پڑے بھی ڈاکٹر صاحب نے علمی کام نہیں چھوڑے سچ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے" دو آدمی ایسے ہیں کہ جن کا پیٹ کوئی نہیں بھر سکتا، ایک علم کا حریص دوسرا مال کا حریص۔"
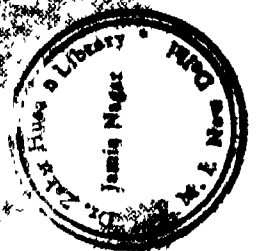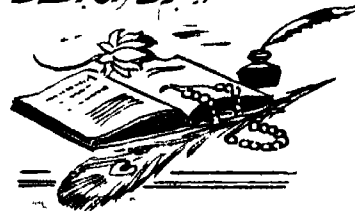
ہندرہ روزہ وودربھ نامہ ناگپور کا

تاج اولیا نمبر / تاج الاولیاء نمبر

پندرہ روزہ وودربھ نامہ پانچ چھ سال سے ادب کی خدمت
مستقل جٹا ہوا ہے جس کے مدیر عبدالرحیم نشتر اپنی انفرادیت
ر وسیع النظری سے ادب میں بلند مقام حاصل کر چکے ہیں ——
ربھ نامہ کا دسمبر کا پہلا شمارہ ایک خصوصی پیش کش ہے جو حضرت
ج الدین بابا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات پر مبنی ہے۔ اس حقیقت
ے انحراف نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت تاج الدینؒ کی تعلیم سے نہ
رف وودربھ بلکہ پورا ملک فیض یاب ہوا ہے مگر افسوس ہے کہ حضرت
ا حیات اور ان کی کرامات پر بہت ہی کم لکھا گیا ہے بلکہ جو کچھ لکھا
ہے وہ نہیں کے برابر ہے۔

چند سال قبل بمبئی کے ادبی ماہنامہ رسالے "صبح امید" نے قومی
ے جہتی نمبر شائع کیا تھا اور اس کے مدیر مرحوم عبدالحمید بوبیرے نے
اردو صحافت میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، مجھے حضرت تاج الدین
باؒ کی تعلیمات پر ایک مضمون لکھنے کا حکم صادر فرمایا۔ میں نے وعدہ
لیا۔ میرا جی چاہتا تھا کہ میں بابا کی تعلیمات کو نئے انداز سے پیش کروں۔
ریں نے اپنے مضمون میں کامیاب کوشش بھی کی۔ مگر اس دوران
ہ پر انکشاف ہوا کہ اس عظیم بزرگ ہستی پر بہت ہی کم لکھا گیا ہے۔
ونکہ باوجود کوشش کے مجھے "تاج الدین باباؒ" کے بارے میں ایک
ی کتاب نہیں مل سکی۔

عبدالرحیم نشتر صاحب کا یہ اقدام قابلِ تعریف ہے کہ انہوں
ے تاج الدین بابا کی حیات، ان کی تعلیمات اور ان کی کرامات پر
یک دستاویز نمبر شائع کیا ہے جس کی ہمیں اور آئندہ نسلوں کو
شد ضرورت تھی۔ اس خاص نمبر میں بابا کی زندگی کے مختلف پہلوؤں
ر مضامین شائع کیے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ اس شمارے میں
نعتیں، منقبت اور نومبر ۱۹۸۲ء میں منعقدہ نعتیہ مشاعرے
ا روداد اور منتخب اشعار پیش کیے گئے ہیں۔
جناب ابراہیم خلیق ابن حاجی کلو مومن پورہ' ناگپور کا مضمون
"وہی ہمیشہ زندہ رہتے ہیں" اور محمود الحسن صوفی مرحوم کا "حیرت انگیز
واقعہ" نایاب مضامین ہیں۔ اسی طرح عشرت ویلوری کی منقبت،
لطیف یاور اشرفی، بیر عظمت علی کیف، محبوب راہی، ظہیر عالم،
عبدالکریم گوہر اور جانی شیدا نے اپنی تخلیقات سے حضرت بابا تاج الدینؒ
کی خدمت میں عقیدت کے پھول پیش کیے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ یہ
خصوصی نمبر ہر طرح سے مقبولِ عام ہوگا۔

اس خصوصی نمبر کے لئے پروفیسر محترم ایس اے رحیم، ڈاکٹر محمد
منشاء الرحمٰن خاں منشا، محترم جلیل ساز کی تخلیقات کی کمی محسوس ہوتی
ہے۔ ممکن ہے کہ وجہ ان حضرات کی عدیم الفرصتی ہو۔

جواز مالیگاؤں کا خصوصی شمارہ

سید عارف، مدیر جواز، کم سخن اور خاموش طبع انسان ہیں اور
ادب کی خدمت ایک خاموش سپاہی کی طرح کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس
خاموش طبع انسان کے دماغ میں بے شمار خیالات بحرِ بیکراں کی موجوں
کی طرح پھیلتے اور بکھرتے جاتے ہیں جنہیں سکون جواز کے صفحات مکمل
ہونے پر ہی میسّر ہوتا ہے۔
جواز کا یہ خصوصی نمبر (اپریل تا دسمبر ۱۹۸۳ء) ادب کی سنگلاخ
زمین میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے جس کا تیسرا صفحہ ہند و پاک
کے اہم ناقد، شاعر و ادیب سلیم احمد کی وفات کی اطلاع دیتا ہے اور
چوتھے صفحے کے دستاویز کا یہ جملہ " ہماری عہد میں انسانی
زندگی اپنی وقعت کھو چکی ہے یا پھر عالمی ضمیر مردہ ہو گیا ہے"
دعوتِ فکر دیتا ہے۔ "کم و بیش" میں جوگندر پال مالیگاؤں کے حالیہ
فساد سے متاثر ہو کر لکھتے ہیں کہ " مجھے اپنے ملک کی سوسائٹی کے
بلند بانگ دعوؤں کی خود پارسائی بڑی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے۔"
جوگندر پال کے اس جملے نے ایک انسان کے ناطے ہر انسان کے دلی
جذبات کو جگا کر رکھ دیا ہے۔ اس کے بعد زیب غوری، شوکت حیات،
پرکاش فکری، احمد سہیل اور احمد جاوید کے خطوط شامل ہیں۔

شمس الرحمٰن فاروقی صاحب کی زیرِ ترتیب کتاب "شورشِ انگیز" (غزلیاتِ میرؔ انتخاب مع شرح) کا ایک حصہ جواز کے اس شمارے میں شامل ہے۔ میرؔ کے انتخابات پر جیسا کہ پہلے بھی کئی رسالوں میں بحث کی جا چکی ہے۔ فاروقی صاحب بھی اپنی تمہید میں ان انتخابات سے مطمئن نہیں ہیں۔ انہوں نے میرؔ کے وہ انتخابات جو مولوی عبدالحق، ڈاکٹر محمد حسن، آثر لکھنوی، سردار جعفری، محمد حسن عسکری نے ترتیب دیئے ہیں۔ ان کے متن کو بھی ناقابلِ قبول قرار دیا ہے۔ دیوانِ اول۔ ردیف "الف" کے بے شمار اشعار کی تشریح کی ہے مندرجہ ذیل دو اشعار

کچھ نہ دیکھا پھر بجز اک شعلۂ پر پیچ و تاب
شمع تک تو ہم نے دیکھا تھا کہ پروانہ گیا

اور

وصل و ہجراں دو جو منزلیں ہیں راہِ عشق میں
دلِ غریب ان میں خدا جانے کہاں مارا گیا

اسی طرح شمس الرحمٰن فاروقی نے ہر شعر کی انتہائی لگن سے تشریح کی ہے۔ یقیناً یہ تشریح نہ صرف طلبہ بلکہ میرؔ اور اس کے کلام کے مداحوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہوگی۔

وزیر آغا کی تنقید نگاری پر فضیل جعفری صاحب کا مدلل مضمون ہے۔ فضیل جعفری صاحب کا اندازِ فکر و بیان انہیں دوسرے تنقید نگاروں سے جدا رکھتا ہے۔ ہر مضمون پر اُن کا زاویہ نگاہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا محاسبہ کرتا ہے جو قارئین کو متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ اس طویل مضمون میں جعفری صاحب نے وزیر آغا کی علمی بصیرت اور تنقیدی زاویۂ نگاہ پر طویل بحث کی ہے۔

ان دو طویل مضامین کے بعد گیارہ نظمیں اور انیس[19] غزلیں شریکِ اشاعت ہیں۔ جوگندر پال، مرزا حامد بیگ، ساگر سرحدی، تنویر اقدس، شوکت حیات، شفق اور اسلم پرویز کے افسانوں کے بعد حرف و صدا، میری غزل، ترقی اردو بورڈ کی مطبوعات، مغلیہ سلطنت کا عروج و زوال، پرندوں کی زندگی اور ان کی معاشی اہمیت، انشا کا ترکی روزنامچہ، کلیاتِ ذوق، روہی، کامٹی کی ادبی تاریخ پر تبصرے شائع کئے گئے ہیں۔

جواز کا یہ خصوصی نمبر جو ۲۰۸ صفحات پر مشتمل ہے یقیناً ادبی حلقوں میں مقبول ہوگا۔

ایم کونہیاوی راہی
قاسی پورہ خورد، گورکھپور (یو پی)

ا ہوں جس جہاں میں وہاں غم نہیں ہے چل
، کے سب گھروندے ہیں سب ریت کے محل
آ گئی ہیں مجھ کو حنا رنگ ساعتیں
رنگ ساعتوں کے خرابات سے نکل
ب تک کریگی پیکرِ تاباں کا انتظار
ے روحِ سوگوار ستاروں میں لوٹ چل
نے لگی ہے خشک مرے آنسوؤں کی جھیل
ں گے کہاں شگفتہ تری یاد کے کنول
ب سے تمہاری یاد کا ٹوٹا ہے آئینہ
کر اک عکس شیشۂ غم میں گیا ہوں ڈھل
یشہ نہ دیکھ خلوت ماضی میں بیٹھ کر
شیزۂ حیات مرے غم کدے میں چل
، رات قصرِ زیست میں آکر چلی گئی
و میں میرے پا کے کسی اور کو اجل
ے سنگدل سے ہاتھ ملانے کے واسطے
دلوں کی رہگذر سے گذرتا ہوں آجکل
ب دھن نشاط کی بھی ہے دکھتی صداؤں میں
مطربِ حسیں ترے ماتھے پہ کیوں ہے بل
کو جلا جلا کے بجھاتے ہیں خود کو ہم
ب داستان بنتی ہے تب ہوتی ہے غزل
ہری ہوئی ہے رات مگر روشنی کہاں
ے شمعِ قمر صبح ! ہمارے مکاں میں جل
ا ز دے رہی ہے شکستہ رباب کو
ٹی ہوئی ہے نیند یہ بکھری ہوئی غزل
ی شکست خوردہ ہے درماندہ تو نہیں،
ش ہو رہے ہیں کس لئے بارانِ عمل

اسحاق ایوبی ایم۔ اے
ایبے /۱۱۱۔۲۔۱۲، مہدی پٹنم مراد نگر۔ حیدرآباد ـــ ۲۸

زمین و آسماں کا گھر بھرا ہے
خزانہ حسن کا بکھرا پڑا ہے

جواں ہے دل تو صحرا پُر فضا ہے
خزاں میں بھی بہاروں کا مزا ہے

ستارو! پھر کبھی باتیں کریں گے
مرے آنگن میں وہ چاند آگیا ہے

سمندر کو بلاؤ آگ تاپے
تپش میں عشق کی سورج دھرا ہے

خیالوں سے ملیں خوابوں کی کڑیاں
میں نقطہ ہوں وہ میرا دائرہ ہے

بھری ہے دل میں کتنی بے قراری
خدا نے آخر اس میں کیا رکھا ہے

سب اس کو دیکھتے ہیں ہم نے دیکھا
مگر دیکھو، کسے وہ دیکھتا ہے

غم ان کے، یادیں ان کی، درد ان کا
سزا جتنی کڑی، اتنا مزا ہے

مری خاموشیاں، میرا بھرم ہیں
دگرنہ دل میں لاوا سا بھرا ہے

اجالا پی گیا، شب کی سیاہی
سحر کا سحر بھی کالی بلا ہے

لہو اور آگ کا تھا کھیل شاہی
یہی کھیل اب بھی کھیلا جا رہا ہے

خدا کا ہے کرم بندوں پہ کتنا!
خدائی میں جسے دیکھو خدا ہے

نہیں اب دیکھ سکتا، ظلم انساں
چھپا کے چہرہ سورج سو گیا ہے

بنے گا سانچا موتی دانہ دانہ
ہری کونپل تو پہلا مرحلہ ہے

محبت، دوستی روشن حقیقت
چمک بجلی کی پھر بادل گھٹا ہے

سمندر رہ گیا پیاسے کا پیاسا
ازل سے کتنا پانی پی چکا ہے

سنہری چلچلاتی دھوپ اسحاق
سرابِ ریگ میں سونا بھرا ہے

٭ عطاء الرحمٰن طارق
۹۴/۹۔ فاطمہ بنگلہ، کے۔ کے۔ روڈ
جیکب سرکل، بمبئی ۴۰۰۰۱۱

یوں تو وہ یوں ہی سی ہے
لیکن اچھی لگتی ہے!!

سایا، سایا، ڈستی ہے
دھوپ بڑی زہریلی ہے

گم صم بہتے رہتی ہے
ندیا، پھر بھی، گہری ہے

میں ہوں اور پگڈنڈی ہے
دور بہت وہ بستی ہے

رات مرے دروازے پر!
دن بھر اونگھا کرتی ہے

اندر ہے محشر برپا ـــ!
اوپر سے خاموشی ہے

طارق تیرے پاس ہے کیا؟
بندھی ہوئی کیوں مٹھی ہے؟

ریاستی خبریں

ئی کی پرانی عمارتوں کی مرمت کیلئے جی آئی سی کا قرض

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۲ر جنوری کو شہر بمبئی کی
ندوش عمارتوں کی مرمت اور ازسرِ نو تنظیم کے لئے جنرل انشورنس کارپوریشن
(جی۔ آئی۔ سی) کے ۱۰ کروڑ روپے کے قرض کی پہلی قسط کے طور پر
۵ کروڑ روپے قبول کئے۔

شری اشوک گوئنکا صدر جی۔ آئی۔ سی نے منترالیہ میں وزیر اعلیٰ
کو مذکورہ رقم کا چیک پیش کیا۔ شری بھیرمانی سابق جنرل مینجر جی۔ آئی۔ سی
بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے گذشتہ اکتوبر کو
جی۔ آئی۔ سی کے عہدہ داروں سے شہر کی پرانی عمارتوں کی مرمت
کے سلسلے میں فنڈ کی دستیابی کے لئے میٹنگ منعقد کی تھی۔ اس
میٹنگ کے انعقاد کے لئے بمبئی کے ایم ایل اے شری مرلی دیورا نے
خصوصی کوششیں کی تھیں جس کے نتیجے میں جی آئی سی نے نیشنل
انشورنس، نئی دہلی انشورنس اور ہیل فائر اور یونائیٹیڈ انشورنس
جیسی دیگر کمپنیوں کی مدد سے موجودہ مالیاتی سال کے دوران اس مقصد
کے تحت ۱۰ کروڑ روپے کی رقم بطور قرض دینا منظور کیا۔ قرض کی
دوسری قسط مارچ ۱۹۸۴ء کے دوران دی جائے گی۔ قرض آئندہ
دس سالوں میں دس مساوی قسطوں میں واجب الادا ہوگا۔

حکومتِ مہاراشٹر نے ۱۹۶۹ء کے دوران ایک خصوصی قانون
کے تحت بمبئی شہر کی قدیم اور مخدوش عمارتوں کی مرمت اور تعمیرِ نو کا
فیصلہ کیا تھا۔ اس سلسلے میں وضع کردہ اسکیم پر ۱۹۷۰ء میں عمل آوری
کی گئی تھی۔ اس کے تحت ابھی تک ۱۵۰ بلڈنگوں کی دوبارہ تعمیر اور
۲۴۱ بلڈنگوں کی مرمت کی گئی ہے۔ ہاؤسنگ بورڈ کے ٹرانزٹ
کیمپوں میں فی الحال ۸۴۰۴ ۱ کرایہ داران رہائش پذیر ہیں اور اب
تک اس کام پر ۱۰۵ کروڑ روپے خرچ کئے جا چکے ہیں۔

فی الحال بورڈ نے ۱۰۳۱ بلڈنگوں کی دوبارہ تعمیر کا نشانہ مقرر
کیا ہے اور موجودہ مالیاتی سال کے دوران تقریباً ۳۰ کروڑ روپے
ان کاموں کے لئے خرچ کئے جانے کا اندازہ ہے جبکہ آئندہ سال ایک
اندازے کے مطابق ۴۰ کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

جی آئی سی کے اس قرض کی وجہ سے اب حکومت ہاؤسنگ
بورڈ کو مرمت اور تعمیراتی کاموں کے لئے ۲۸ کروڑ روپے دے سکے گی۔

اس موقع پر شری مرلی دیورا ایم ایل اے، شری ایس۔ ایس تینیکر
سکریٹری ہاؤسنگ، شری جی۔ ڈی زوٹے چیئرمین مہاراشٹر ہاؤسنگ
اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور اس کے نائب صدر شری پی۔ ایس۔ اے
سندرم، شری منموہن سنگھ بیدی نائب صدر بی ایم آر ڈی اے موجود تھے

ملک کے اتحاد اور سالمیت کی حفاظت کیجئے

ڈاکٹر بلرام جھاکر

لوک سبھا کے اسپیکر ڈاکٹر بلرام جھاکر نے تمام ریاستوں کے
اراکین مجالس قانون ساز سے اپیل کی ہے کہ وہ متحد طور پر ملک کے
اتحاد اور سالمیت کی بقا کے لئے کام کریں۔

آپ ۹ر جنوری کو بمبئی کے نئے ودھان بھون میں بھارت کی
تمام ریاستوں کی مجالس قانون ساز کے پریسائیڈنگ افسران کی
تین روزہ کانفرنس کا افتتاح کرنے کے بعد حاضرین سے خطاب
کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ اندرونی اور بیرونی سماج دشمن عناصر ہمارے
عوام کے مذہبی جذبات کا سہارا لیتے ہوئے ملک کی سالمیت کو ختم
کرنے کے درپے ہیں نیز وہ ملک میں انتشار اور غیر یقینی صورتِ حال
پیدا کرنے پر تُلے ہوتے ہیں لہٰذا شری جھاکر نے اراکین مجلس قانون
ساز سے اپیل کی کہ وہ عوام کے مفاد کو مقدم تصور کریں اور ان
کے تئیں اپنے فرائض کو بحسن خوبی انجام دیں۔ آپ نے ملک کی
معاشی ترقی سے ہر ایک کو مستفیض کرنے کے لئے شہری امیر اور
دیہی غریب عوام کے مابین پائے جانے والے فرق کو مٹانے کے
لئے کوششیں کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ڈاکٹر جھاکر نے کسانوں اور سماج کے دیگر غیر منظم سیکٹروں
کے مفاد کے تحفظ پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت پر بھی زور دیا۔

آپ نے فرمایا کہ ریاستی مجالس قانون ساز قومی فورم ہیں۔ یہ
سماج کے چنندہ افراد پر مشتمل ہوتی ہیں لہٰذا ان کی کارروائیاں قومی
وقار کے شایانِ شان طریقے ہی سے کی جانی چاہئیں۔

بے روزگار دیہی افراد کو روزگار کی فراہمی کے لئے وزیر اعظم
کی جانب سے اگست ۱۹۸۳ء کے دوران اعلان کردہ اسکیم کا
ذکر کرتے ہوئے آپ نے عوامی نمائندوں سے ایسی مزید اسکیمیں
وضع کرنے اور انہیں حتمی شکل دینے کی اپیل کی تاکہ ملک کے
تعمیری قوتوں کا بھرپور استعمال کیا جا سکے۔

ڈاکٹر بلرام جھاکر نے فرمایا کہ مقننہ اور عدلیہ آپس میں

ر ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں۔

مہاراشٹر لیجسلیٹو اسمبلی کے اسپیکر شری دیگھے نے مہانوں
یر مقدم کرتے ہوتے فرمایا کہ مجالس قانون ساز کے صحیح مصرف
متعلق ان کے طریقۂ کار کا جائزہ لیا جانا چاہیئے۔ آپ نے
فرنس کے شرکا سے اپیل کی کہ وہ عوام کی شکایتوں کو موثر طریقے
لیجسلیچر کے سامنے پیش کرنے کے لئے خصوصی کوششیں کریں۔

آپ نے مزید فرمایا کہ مجالس قانون ساز کی کارروائیوں کو
ط طریقے سے عوام کے سامنے پیش کرنے نیز غیر پارلیمانی حرکتوں
ضرورت سے زیادہ تشہیر کی وجہ سے عوام کو لیجسلیچر پر پورا پورا
تماد نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پارلیمنٹ کے تعمیری پہلو اور اس
متعدد اراکین کی گراں بہا خدمات سے بھی عوام کو برابر روشناس
ایا جانا چاہیئے۔

ریاستی کابینہ کے اراکین، شری شیوراج پاٹل مرکزی وزیر مملکت
س اور ٹیکنالوجی، شری شرد پوار ریاستی اسمبلی میں حزب مخالف کے
، شری وی۔ ایس پاگے، ریاستی لیجسلیٹو کونسل کے سابق چیئرمین
ی ایس۔ کے وانکھیڈے ریاستی اسمبلی کے سابق اسپیکر بھی موجود
ے۔

لیجسلیچروں سے عوامی توقعات وابستہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۴ جنوری کی صبح کو ودھان بھون
ی میں پریسائیڈنگ افسران کی کانفرنس کی طرف سے پارلیمنٹ پریلز
ایڈمنسٹریشن کے موضوع پر منعقدہ سمپوزیم کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ
الزں میں ہونے والے بحث و مباحثہ کا براہِ راست تعلق عوام
ے ہوتا ہے۔ عوامی نمائندوں کو انتظامیہ پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے۔
شری بلرام جھاکر اسپیکر لوک سبھا نے صدارت کے فرائض
نجام دیئے۔
شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ ایوان میں بحث کے دوران اقلیتوں
۔ اکثریت کی رائے کی قدر کرنی چاہیئے اور اکثریت کو چاہیئے کہ
ہ رائے عامہ کو ملحوظ رکھے۔
لیجسلیچر کو ایک پُراثر فورم سے تعبیر کرتے ہوئے آپ نے
فرمایا کہ یہاں ممبران کے ذریعے عوامی تکالیف کی ترجمانی انتظامیہ
میں بدعنوانی، رشوت وغیرہ پر نظر رکھی جاتی ہے۔
وزیر اعلیٰ نے افسران کو اپنے فرائض تندہی کے ساتھ ادا کرنے
کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ سیاسی جماعتیں اکثر اپنا اقتدار کھو دیتی
ہیں لیکن انتظامیہ کی مشینری رہی رہتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ افسران
حاکموں کے نمائندے نہیں ہوتے بلکہ وہ عوامی نمائندے ہوتے ہیں اس
لئے انہیں عوامی مشکلات کا فوری طور پر علم ہوتا ہے۔
اگر عوام کی توقعات کو پورا نہ کیا گیا تو بے چینی پھیلنے کا اندیشہ رہتا
ہے۔ آپ نے انہیں خبردار کرتے ہوئے کہا کہ وہ عوامی خدمت کو وقت
کی ضرورت سمجھیں اور اسے خدمتِ خلق تصور کریں۔
شری پاٹل نے عوام کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا
کہ اپنے نمائندوں کے انتخاب سے ان کی ذمہ داری ختم نہیں ہوتی بلکہ
انہیں منتخبہ نمائندوں پر نظر بھی رکھنی چاہیئے تاکہ وہ ان کی توقعات
پر پورے اتر سکیں۔
شری بلرام جھاکر اسپیکر لوک سبھا نے اپنی تقریر میں حکومت
کی جانب سے جاری مختلف بہبودی پروگرام میں عوام کی شرکت
پر زور دیا۔
شری جھاکر نے کئی بہبودی اسکیمات سے متعلق عوامی خدمت گار رول
کی بے حسی پر کڑی تنقید کی اور اس بے حسی کو پارلیمنٹ اور ریاستی
لیجسلیچروں کے ذریعے ختم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔
آپ نے مزید فرمایا کہ سیاست کو بطور پیشہ اختیار نہ کیا جائے
اگر ایسا کیا گیا تو ہماری ترقی کی راہ میں رکاوٹیں پیش آئیں گی۔
مہاراشٹر اسمبلی میں حزب مخالف کے رہنما شری شرد پوار نے
فرمایا کہ ممبران کو پارلیمانی مراعات حاصل رہتی ہیں لیکن انہیں عوامی
اداروں جیسے پریس وغیرہ کے بنیادی حقوق سلب نہیں کرنے چاہیئں
آپ نے سابق الیکشن کمشنر کے اس مشورے کی حمایت کی کہ الیکشن کے
لئے سیاسی جماعتوں کو مالی امداد دی جائے۔
شری شیام لال یادو نائب صدر راجیہ سبھا نے فرمایا کہ
پارلیمنٹ کی اہمیت کم نہیں ہوئی ہے جیسا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں۔ آپ
نے علاقائی پارٹیوں اور کچھ پارٹیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ
یہ پارٹیاں قومی اہمیت کے حامل مسائل کا حل تلاش کرنے کے لئے
آپسی سوجھ بوجھ سے کام نہیں لے رہی ہیں۔
تری پورہ اسمبلی کے اسپیکر نے سیاسی جماعتوں کو صنعتکاروں
اور تاجروں کی طرف سے مالی امداد دیئے جانے کی مخالفت کی۔

شریمتی پرمیلا دنڈوتے ایم۔پی نے فرمایا کہ ذمہ دار حکومت ہی ذمہ دار اپوزیشن پیدا کرتی ہے۔

پروشوتم گوئل نے فرمایا کہ پارلیمنٹ انتظامیہ اور عوام کو حساس ہونا چاہیئے نیز وہ خود کو ایک دوسرے کا جواب دہ تصور کریں۔

شری ایس۔ڈبلیو دھابھے ایم۔پی نے آرڈیننس کے اجراء کی صورت میں قوانین کے نفاذ پر تنقید کی اور مشورہ دیا کہ اگر کوئی بل ایوان خاص سے پاس نہیں ہوتا تو اس سلسلے میں دونوں ایوانوں کا مشترکہ اجلاس طلب کیا جائے اور اس پر دوبارہ غور و خوض کیا جائے۔

شری رائے بھان جادھو ایم ایل اے نے فرمایا کہ پچھڑوں کے ایوانوں میں عوامی مشکلات اور دیگر خاص مسائل کو پیش کرنے سے متعلق حالیہ طریقہ کار ناکافی ہے آپ نے مزید فرمایا کہ عوام کی جانب سے منتخب کردہ نمائندوں کو شاہانہ طرز کی زندگی بسر نہیں کرنی چاہیئے۔

شری آر۔ایس گوائی، سابق چیرمین مہاراشٹر لیجسلیٹو کونسل نے پارلیمنٹ کے ممبران سے اپیل کی کہ وہ عوام کو ان کے حقوق و فرائض سے روشناس کرانے کی کوشش کریں۔

ڈاکٹر وی یسبرا نیئم ایم ایل اے نے حکومت کے پروگراموں پر موثر عمل آوری کا عزم رکھنے والی بیوروکریسی کی ضرورت پر زور دیا

شری جی۔پی پردھان ایم ایل سی نے فرمایا کہ عوام اس تعلق سے باخبر رہیں کہ ان کے نمائندے عوام کی توقعات کی تکمیل متعلق قانون سازی میں کس حد تک پیش پیش ہیں۔

شری رام مہاڈک ایم ایل اے نے فرمایا کہ مختلف کمیٹیاں حکومت کو انتظامیہ کے فرائض انجام دینے میں ہدایت دیتی ہیں۔

شری رام موگھے ایم ایل اے نے فرمایا کہ ابھی تک بھارت کی بیوروکریسی نے عوام کی توقعات کو نظرانداز کیا ہے۔ کیونکہ وہ بعض صاحب حیثیت افراد پر مبنی تھی۔

اس مباحثہ میں شری چاند محمد، اسپیکر، آسام اسمبلی، بہار کے شری جھا، شری سومناتھن، شری سنگی اور دیگر حضرات نے بھی حصہ لیا۔ ●

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے، لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "سوال و جواب" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

خبریں - تصویروں میں

بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ کی ۲۷ دسمبر کو بمبئی آمد پر سانتا کروز ہوائی اڈہ پر مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ایچ لطیف آپ کا پُرجوش خیرمقدم کر رہے ہیں۔ تصویر میں نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدِک، شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر برائے تعلیم اور گورنر موصوف کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ، اپنے حالیہ دورہ اورنگ آباد کے دوران مولانا آزاد کالج کے شعبۂ سائنس کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے بعد حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ ڈائس پر رکن پارلیمنٹ، ڈاکٹر رفیق زکریا، شری شنکر راؤ چوان، مرکزی وزیر منصوبہ بندی، شری سدھاکر راؤ نائیک۔ ریاست کے وزیر تعلیم، شری عبدالعظیم وزیر مملکت مکانات، شری نیشن راؤ دودھ گاؤنکر، وزیر مملکت برائے ضمانت روزگار اسکیم بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

[illegible] آباد ست وا پسی کے دوران راستے میں صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ، بغیر کسی اطلاع کے متمٹا دیہات کے ایک غریب کسان تکا رام پاٹل کے کھیت پر تشریف لے گئے۔ زیر نظر تصویر میں آپ تکا رام پاٹل سے حالات دریافت کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ تصویر میں شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم مہاراشٹر ضلع کے انچارج وزیر شری عبدالعظیم، وزیر مملکت مکانات اور ڈیویژنل کمشنر شری راجواڑے بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔
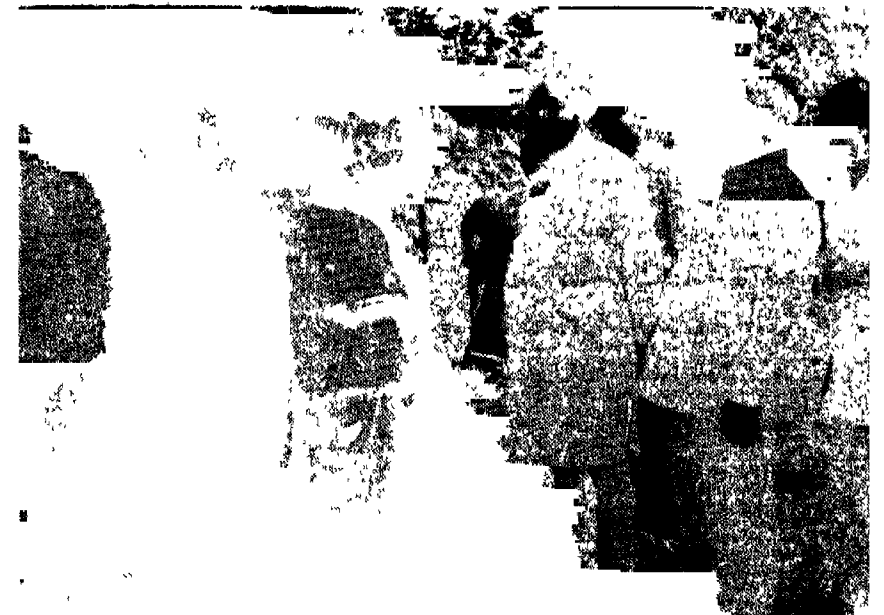
بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ اورنگ آباد کھتری سماج کے دھاونی محلہ میں واقع گردوارے میں مقدس کتاب گرو گرنتھ صاحب کی ایک جلد پر عقیدت و احترام سے پھول چڑھا رہے ہیں۔ تصویر میں شری سدھاکر راؤ نائک وزیر تعلیم بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
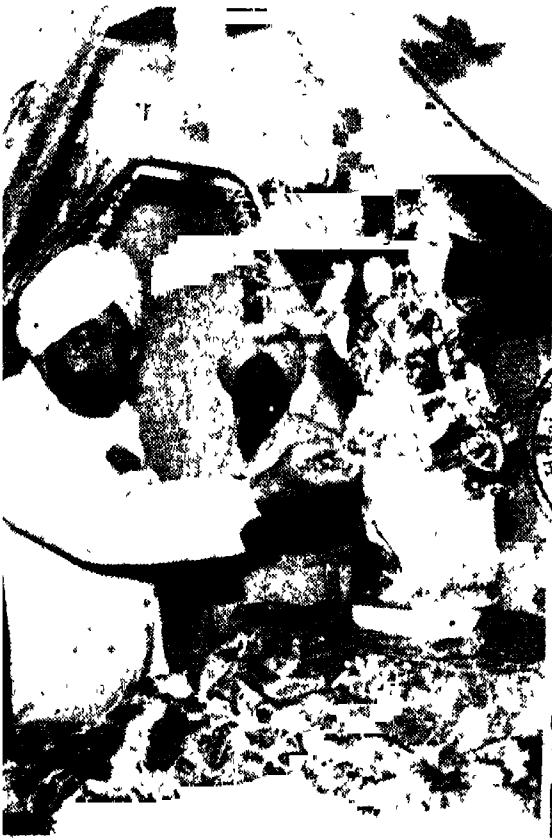
صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ ۳ر جنوری کو اورنگ آباد میں مہانو بھاؤ فرقے کے آشرم میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ آشرم میں بنائے گئے شری کرشن کے مندر میں بھگوان سری کرشن کی مورتی نصب کر رہے ہیں۔

بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ اپنے حالیہ اورنگ آباد دورے کے دوران عثمان پورہ میں واقع گردوارہ بھی تشریف لے گئے تھے اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں شری شنکر راؤ چوان، مرکزی وزیر منصوبہ بندی، شری سدھاکر راؤ نائک مہاراشٹر کے وزیر تعلیم، شری عبد العظیم وزیر مملکت ... اور شری بالا صاحب پوار، رکن اسمبلی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بھارت کے صدر، شری گیانی ذیل سنگھ، اورنگ۔ آباد میں مولانا آزاد ایجوکیشن ٹرسٹ کی جانب سے ۱۲ لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کردہ
ہائی اسکول کی عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں۔ تصویر میں شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم، شری شنکر راؤ چوان مرکزی وزیر منصوبہ
ضلع کے انچارج وزیر شری عبدالعظیم، مولانا آزاد ایجوکیشن ٹرسٹ کے صدر ڈاکٹر رفیق زکریا اور سکریٹری شری حسین بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔
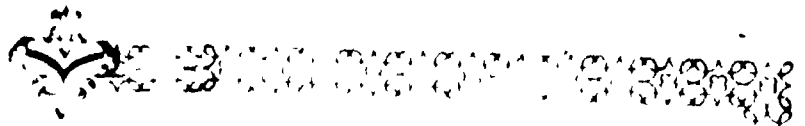
، فخرالاسلام بمبئی کے مہاراشٹر کالج
رٹس، سائنس اینڈ کامرس کے قیام کا
سالہ جشن ۴ جنوری کو کالج کے ہال میں
با بھارت نے صدر شری گیانی ذیل سنگھ
قریب کا افتتاح فرمانے کے بعد حاضرین
طاب فرما رہے ہیں۔ تصویر میں کالج
بیل ڈاکٹر اے۔ اے نشی اور صدر
عربی شری عرفان فقیہہ بھی دیکھے
سکتے ہیں۔

بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ نے
اپنے حالیہ دورۂ اورنگ آباد کے دوران
خلدآباد میں حضرت زرزری زر بخش کی درگاہ پر حاضری
دی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں درگاہ ٹرسٹ
کے صدر شری فریدالدین سلیم موصوف کو
سپاسنامہ پیش کر رہے ہیں۔ ریاست کے
وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک اور ٹرسٹ
کے نائب صدر شری محمد عبدل بھائی بھی دیکھے
جا سکتے ہیں۔

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف ۲۹ر دسمبر کو بمبئی
میں پودا لگا کر "نرسری ڈیولپمنٹ اسکیم" کا افتتاح کر رہے ہیں
تصویر میں شری ششی کانت دیتھنکر، سکریٹری محکمۂ تعلیم بھی د
جا سکتے ہیں۔

کرکٹ کے میدان میں سب سے زیادہ رن
بنا کر عالمی ریکارڈ قائم کرنے والے بھارت کے کرکٹ
کھلاڑی شری سنیل گاوسکر نے ۴ جنوری کو مہاراشٹر کے
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔
یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

نائب صدرِ ہند شری ایم ہدایت اللہ نے اپنے حالیہ دورۂ ناگپور کے دوران ناگپور میں ماؤنٹ روڈ پر آنجہانی سالوے کے مجسمے کی نقاب کشائی کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ کے علاوہ مرکزی وزیر فولاد اور کان، شری این۔ کے۔ پی سالوے، شری مدھوکر کیمتکر، وزیر مملکت برائے قانون و عدلیہ اور نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
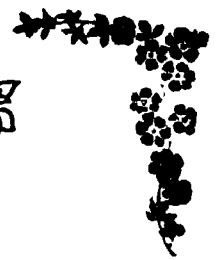
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۱۶ جنوری کو ملاڈ۔ کاندیولی ایجوکیشن سوسائٹی کے کامرس کالج کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں۔

ڈاکٹر شریمتی للیتاراؤ، ۶رجنوری کو بمبئی میں ایسوسی ایشن فار ٹراما کیئر کی جانب سے "حادثات سے بچاؤ" کے موضوع پر منعقدہ سمپوزیم کا افتتاح کر رہی ہیں۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور اطلاعات و رابطۂ عامہ نے ۲۹ر دسمبر کو ناشک میں ریاستی سطح پر پولس و کے کھیل کود مقابلوں کا افتتاح کیا۔ تصویر کے بائیں حصہ میں شری دیشمکھ اور ڈی۔آئی۔جی پولس، شری کرشنا راؤ میڈھیکر مقابلوں کے شرکاء پریڈ کی سلامی لے رہے ہیں جبکہ دائیں جانب کی تصویر میں شری ولاس راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ اور اطلاعات و رابطۂ عامہ موقع پر شائع کردہ سووینیر کا اجراء کر رہے ہیں۔

شائع کردہ :- شری موہن پاٹل ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی ۴۰۰۰۰۴
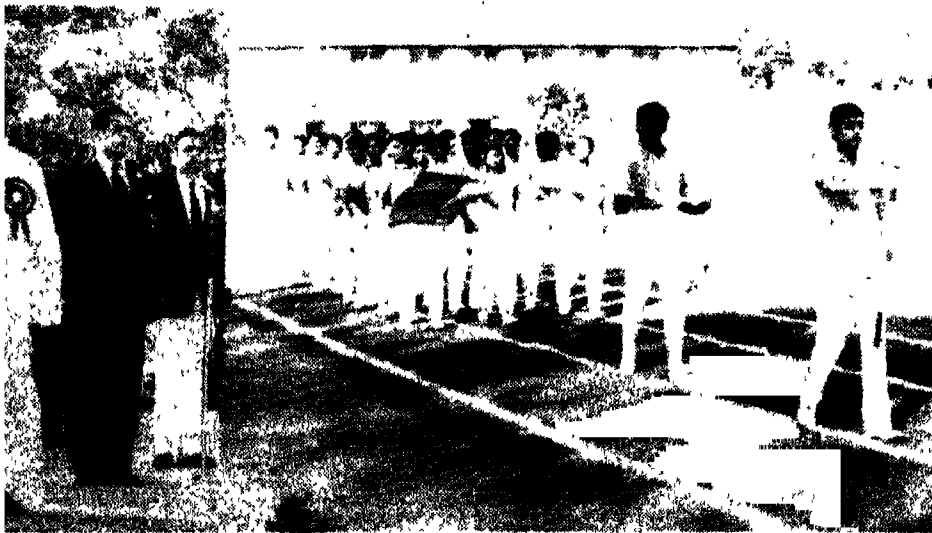
جنوبی ہند میں
آج بھی مقبول آلۂ موسیقی
گوٹو وادیم
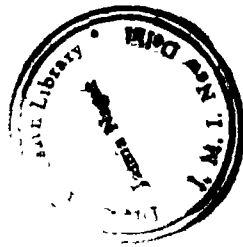
انیسویں صدی کے مہاراشٹر کا
ایک فنی نمونہ
ہاتھی کی عماری میں براجمان
بھگوان شری گنیش

اٹھارہویں صدی کے جنوبی ہند
کا ایک شاہکار
معلق دیپ
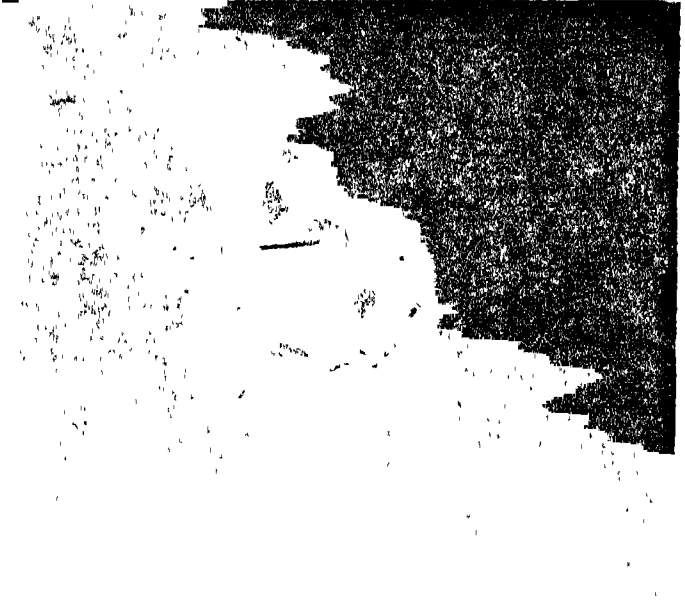
اٹھارہویں صدی کے جنوبی ہند
ایک یادگار
بھگوان وشنو کا اوتار ـــ وراہا

بھارت کے پہلے وزیراعظم آنجہانی پنڈت جواہرلال نہرو اور ماما وریکر، بنگالی فنکاروں کے ساتھ محو گفتگو۔
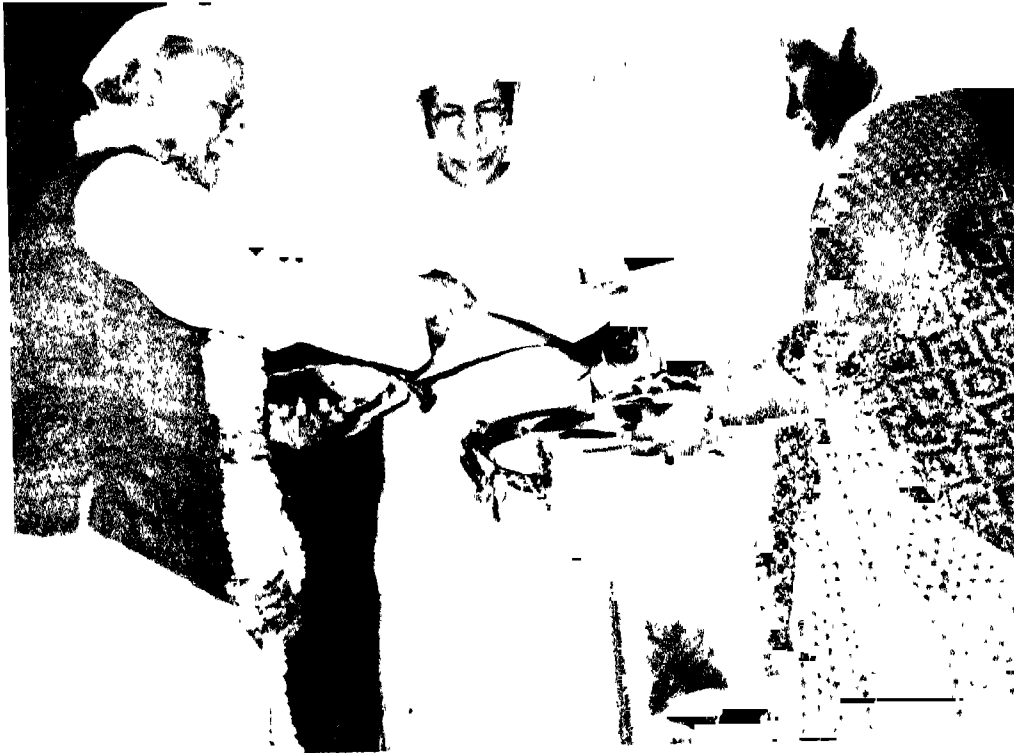
ماما وریکر، ۱۹۵۵ء میں نائب صدر ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن کے ہاتھوں سنگیت ناٹک اکیڈمی ایوارڈ حاصل کرتے ہوئے۔

ماما وریرکر جنم شتابدی خصوصی نمبر
جلد ۱۱ ★ ۲۵ جنوری ۱۹۸۴ء ★ شمارہ ۲

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
نگراں : خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)
سالانہ : دس روپے قیمت فی کاپی : پچاس پیسے

25-1-84

◻ سرورق پر
ماما کا پورٹریٹ :-
فنکار و شریمتی چندر رکالکرم

◻ قدیم ڈراموں کی تصویروں کی فراہمی کے لئے ہم شری کے. ٹی. ٹھمکر کے مشکور ہیں۔

ترتیب

صفحہ نمبر

ترسیلِ زر کا پتہ
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر ۔ منترالیہ ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ (مہاراشٹر)

چیف ایڈیٹر : موہن پاٹل
ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

قارئین کے نام

★ فکر حیدری (جزنلسٹ) سکریٹری ہزوفاؤنڈیشن،
۸۲۹/۱ - ۱۱/۴ ریڈہلس۔ حیدرآباد

آپ کی کاوشوں اور حسن نظر کا نتیجہ ہے کہ 'قومی راج' اردو ادب اور عالم اردو میں بام عروج پر پہنچ گیا ہے۔
اللہ کرے آپ کی ادارت میں یہ ادبی رسالہ روز افزوں ترقی کے مراحل طے کرتا رہے۔
رسالہ کی ترتیب و تدوین اور منتخب شہکار اس بات کی ضمانت ہیں کہ آپ روز و شب بڑی مشقت ذہنی اور دماغی کرتے ہیں تو رسالہ کا یہ مذاقِ اعلیٰ پیدا ہوا ہے ورنہ ہندستان کی مختلف ریاستوں میں سرکاری رسائل کی اشاعت ہوتی ہے لیکن گمنامی میں۔

OOO

★ عبدالکریم عبداللہ گرگرٹے
مقام۔ محمور واڑی۔ پوسٹ مجگاؤں۔ تعلقہ رتناگیری

ستمبر ۱۹۸۳ء کا "انسداد جذام نمبر" دستیاب ہوا۔ مضامین بہت خوب ہیں۔ "جذام کلی طور پر قابلِ علاج ہے"، ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ کا پیغام پڑھ کر جذام میں مبتلا لوگوں کو سکون نصیب ہو سکتا ہے۔
اس دور میں قومی راج اردو کی خدمت، خوبی سے کر رہا ہے خدا آپ کے قلم میں زور دے اور یہ رسالہ دن دونی، رات چوگنی ترقی کرے۔ بس میں رب العزت سے یہی دعا کرتا ہوں۔

OOO

● علی بخش
نیا پورہ۔ مالیگاؤں۔ ضلع ناسک (مہاراشٹر)

"قومی راج" مہاراشٹر کی معلومات اور اہم مسائل پر خصوصی نمبر، (انسدادِ جذام نمبر، سبز انقلاب نمبر اور حالیہ 'نشہ سے پاک طرز زندگی خصوصی نمبر') کے سبب اردو داں حلقہ کے لئے ایک نعمت ہے۔ بڑی محنت، بڑے سلیقے اور خوبصورت انداز میں قومی راج کا ہر شمارہ قارئین کو متاثر کرتا ہے۔

OOO

★ شافع بن یعقوب
شندے نگر۔ ایوت محل (مہاراشٹر) ۴۴۵۰۰۱

پہلی بار "قومی راج" دفتر "العظیم" میں دیکھنے کو ملا۔ زیر نظر شمارے میں محترمہ رئیس فاطمہ فاروقی کا مضمون "گاندھی جی بحیثیت ممتاز معلم" شمارہ کی جان ہے۔ غزلیات میں —— ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خان منشاؔ اور سکندر عرفان کی تخلیقات پسند آئیں۔ خوبصورت ترتیب اور جاذب نظر کتابت کیلئے مبارکباد قبول کریں۔

OOO

★ محمد مرتضےٰ خان
معرفت ایم۔ ایم۔ خان۔ مکان نمبر ۲۲۵-۳-۵-
عرب گلی۔ ناندیڑ (مہاراشٹر) ۴۳۱۶۰۴

۱۰ اکتوبر ۱۹۸۳ء کا شمارہ "نشہ سے پاک طرز زندگی خصوصی نمبر" ملا۔ قومی راج کا سرورق یادگار اور خوبصورت ہے۔ اس شمارے میں بطور خاص تصاویر اور مزاحیہ بامعنی کارٹون، خوب ہیں۔ جن کی شمولیت نے "نشہ سے پاک طرز زندگی، خصوصی نمبر" کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس کے لئے آپ خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں — خدا سے دعا گو ہوں کہ اس رسالے کی صحت میں اضافہ ہی اضافہ ہوتا رہے' اور نظرِ بد سے بچا رہے۔"
ستمبر کا شمارہ "انسدادِ جذام نمبر" اور "نشہ سے پاک طرزِ زندگی، خصوصی نمبر" اپنی تعریف آپ ہیں۔

OOO

★ مصطفےٰ اجمل
مومن پورہ۔ بالاپور۔ ۴۴۴۳۰۲

اکتوبر کا قومی راج ملا۔ تمام مضامین نہایت معلوماتی ہیں۔ حصۂ نظم بھی کافی اچھا ہے۔ آپ کی محنتوں سے قومی راج نے ادبی حلقوں میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ یہ حکومتِ مہاراشٹر کے لئے ایک فخر کی بات ہے کہ حکومتِ مہاراشٹر کا سلوک اردو کے ساتھ نہایت منصفانہ ہے۔

OOO

امباداس دیوے

ماما وریرکر — سوانح و تذکرے

بعض سرکردہ شخصیتیں — ان کا تعلق چاہے آرٹ سے ہو یا ادب و سیاست سے — کسی نہ کسی گروہ کی تائید سے فروغ پاتی ہیں جبکہ بعض دوسری شخصیتوں کا یہ خاصہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذاتی اہلیت کے بل پر زندہ رہتی اور آگے بڑھتی ہیں۔ جو گروہ بندی کے رجحانات اور ریاکاریوں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو طوفان سے بھی لڑ جاتے ہیں۔

اس بیسویں صدی کے نصف اول میں ایک ایسی شخصیت گزری ہے، جسے اس اعزاز سے نوازا گیا تھا جو کسی مصنف کے لئے بہت بلند پایہ اعزاز کہا جاسکتا ہے، انہیں ۱۹۴۴ء میں مقام دھولے میں منعقدہ مراٹھی ادبی کانفرنس کا صدر چنا گیا تھا۔ اس شخصیت کا نام نامی ماما صاحب وریرکر تھا جو ناول نویس اور ڈرامانسٹ تھے اور جو پھڑکے، کھانڈیکر اور اترے جیسے نامور ادیبوں کے ہم عصر تھے۔

تب میں ایک سیدی تھا۔ ان دنوں دھولے جیسے دور دراز مقام پر کسی روشن دماغ، روشنی بخش، تخلیقی ذہن رکھنے والے کامیاب ادیب کا ہم نشیں ہونا میرے بس کی بات نہ تھی۔ ہفتہ وار مراٹھی پر بودھ اور لوزیگ میں مضامین نویسی کے ذریعے میں اپنی بساط بھر مذکورہ ادبی جلسے کے کامیاب انعقاد کے لئے کوشاں تھا۔ میں نے سچ مچ اس بات کی سخت کوشش بھی کی تھی کہ دھولے کانفرنس سے وابستہ ماما صاحب کے تمام مقالات کا ایک گلدستہ تیار کرتا۔ لیکن اگر کوئی یہ پیشن گوئی کرتا کہ میری یہ تمام جدوجہد کسی نہ کسی دن مجھے اس بلند پایہ شخصیت کا ہمنشیں بنا دے گی تو یقیناً میں اسے بے وقوف کہتا اور اس کا مذاق اڑاتا۔

لیکن ہم نشینی حقیقت ہو کر رہی جس طرح بعض چیزیں پانی کی سطح پر تیرتی رہتی ہیں، انسان بھی وقت کے دھارے پر بہتا رہتا ہے۔ اسے صرف بہتے رہنے کا اختیار حاصل ہے کیونکہ اسے یہ معلوم ہی نہیں کہ زمین پر کس جگہ وہ قدم رکھے گا۔ میں اسی گومگو اور انتشار کی حالت میں تھا جس وقت میرے لئے بغیر کسی سان گمان کے شہر بمبئی کی سرزمین پر قدم رکھنے کی نوبت آئی۔ میرے ذہن و دماغ پر وہ تمام خوش گوار یادیں چھائی ہوئی تھیں جن کا تعلق دھولے کانفرنس سے تھا۔ میرا دل مطمئن تھا کہ یہ ساری یادداشتیں مجھے تاریکی سے روشنی کی طرف اور بادیہ پیمائی سے استحکام کی طرف لے جائیں گی۔ ان احساسات کے ہجوم میں اس چوراہے کو میں نے پار کیا جسے اوپیرا ہاؤس کہتے

ہیں اور راگھو وارڈ میں داخل ہوا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ماما صاحب وریرکر آخری بلاک میں نیچے ہی کے کمرے میں رہتے ہیں۔

بلاک میں داخل ہونے پر میں نے ایک گنجے سر والے شخص کو دیکھا جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور جس کے چہرے پر سنجیدگی کے آثار تھے اور ہاتھ میں ایک ضخیم کتاب تھی۔ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا ــ کیا ماما وریرکر یہی ہیں؟ نہیں! بعد میں معلوم ہوا کہ یہ ان کے داماد ڈاکٹر جی۔ وائی چٹنس ہیں لیکن میں تو ماما صاحب سے ملنے کا مشتاق تھا! بالآخر وہ ایک کھڑکی کے نیچے وسیع و عریض صوفہ پر بیٹھے، بیڑی پیتے ہوئے اور ایک کتاب کے مطالعے میں مستغرق دکھائی دیئے بلکہ وہ اس کتاب کا ترجمہ مراٹھی میں اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص کو لکھاتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے آگے بڑھ کر نہایت عجز و احترام کے ساتھ آداب بجالائے۔

پھر میں نے ان سے اپنے ملاقات کی غرض و غایت بیان کی۔ میں نے دھولے کے ادبی اجلاس کا کچھ ذکر بھی کیا۔ میں نے انہیں اپنا وہ مضمون بتلایا جو کانفرنس کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں میں نے فرضی نام "راہی" کے تحت ہفتہ وار پربودھ کے لئے اور ہفتہ وار نوزیگ کے لئے سپردِ قلم کیا تھا۔ انہوں نے میرے مضامین کی تصدیق کی اور میرے تعریفی کلمات کو پسند فرمایا۔ پھر کسی وشنو نامی شخص کو فون کیا اور اس سے کہا کہ میں تمہارے پاس ایک تندرست و توانا شخص کو بھیج رہا ہوں۔ اسے کوئی کام دیجئے۔ صبح میں یہ شخص میرے ساتھ بطور میرے کلرک کے کام کرے گا اور دوپہر بعد تمہارے روزنامہ پربھات کے لئے مفید ہوگا۔ اسے میں اسی وقت بھیج رہا ہوں۔

فون پر بات ختم کرکے ماما وریرکر مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ آپ موج پبلی کیشنز کے دفتر میں جائیے جو سینٹرل سینما کے قریب ہے اور وہاں وشنو بھاگوت نامی شخص سے ملاقات کیجئے جو موج پبلی کیشنز کے مالک ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ صبح میں آپ کو میرے ساتھ کام کرنا ہوگا۔ ہم اپنا کام کل سے ہی شروع کردیں گے۔

دو تین دن میں ہی مجھے ڈاکٹر چٹنس اور مشہور ڈائرکٹر پرشوا ناتھ آلتیکر کے متعلق مزید باتیں معلوم ہوئیں۔ آخرالذکر اس کمرے سے لگے ہوئے دوسرے کمرے میں رہتے تھے۔ ہم نے کام کا آغاز "ابسن" کے "ڈالس ہاؤس" (گڑیا کا گھر) کے ترجمہ سے کیا۔ ماما صاحب وقفہ وقفہ سے بیڑی پینے کے عادی تھے۔ اسی دوران وہ گہری سوچ میں پڑ جاتے اور الفاظ کو مناسب طور سے ذہن میں بٹھانے اور ترتیب دینے کے بعد لکھانا شروع کرتے۔ ان کی زبان بہت سادہ لیکن واضح و شستہ تھی۔ جلد ہی میں نے اندازہ لگالیا کہ وہ علاقہ کوکن کے کٹھل کی طرح باہر سے ناہموار لیکن اندر سے شہد کی طرح مٹھاس سے بھرپور تھے ــ انگریزی پر انہیں زبردست عبور حاصل تھا جس کا تجربہ مجھے اس وقت ہوا جب ہم "گریہہ دایا" پر کام کر رہے تھے۔ اسی طرح بنگالی زبان میں ان کی مہارت اس وقت دیکھنے میں آئی جب وہ شرد چندرا چیٹرجی کی زبان کو مراٹھی کا جامہ پہنا رہے تھے۔ حتیٰ کہ انسانی رنج و ملال کو انہوں نے خود شرد چندرا کی طرح اس انداز میں ڈھالا کہ مجسم غم کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ اسی بنا پر الفاظ کے روپ میں مصورِ غم اور عکاسِ بے کسی ہونے میں دونوں ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ چنانچہ دونوں نے الفاظ کے خطوط و نقوش کی شکل میں نہایت واضح اور پرکشش تصویریں ان کیفیات کی کھینچیں جن کے زندہ مجسمے عموماً دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رہا کرتے ہیں

میرے تجربے میں دو ایسی باتیں آئیں جن سے ان کی طبعی شرافت کا انکشاف ہوتا ہے۔ کوہاپور کے روزنامہ "پڈھاری" کے ایڈیٹر شری گنپت راؤ جادھو ماما وریرکر کے گہرے دوستوں میں تھے۔ اور شری جادھو بھی ماما کا بہت ادب و احترام کرتے تھے۔ ایک بار شری جادھو کے کہنے پر ماما آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے کوہاپور گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس آٹھ دن کی مدت میں جو ہم نے کوہاپور میں گزاری میں نے دیکھا کہ وہاں ان کے ماننے والوں کی تعداد اچھی خاصی ہے۔ ماما "نہ کہیو سے دوستی نہ کہیو سے بیر" کی زندہ مثال بنے رہے البتہ منافقانہ خو بو رکھنے والوں کو، خواہ وہ ان کے احباب و اقربا ہی کیوں نہ ہوں، رد رعایت کے بغیر منہ پر صاف صاف کہہ دیتے تھے تاکہ وہ اپنی اصلاح کرلیں۔ واپسی کے موقع پر کسی نے ان کے لئے کوہاپور سے بمبئی تک کا فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدا اور وہ فرسٹ کلاس میں بٹھائے گئے لیکن میرا ٹکٹ چونکہ تھرڈ کلاس کا تھا اس لئے میں تھرڈ میں ہی بیٹھا۔ مجھے اپنے ساتھ نہ پاکر ماما بہت بے چین ہوئے اور جب انہیں معلوم ہوا کہ میں تھرڈ کلاس میں ہوں تو وہ بہت خفا ہوئے اور جب تک مجھے فرسٹ کلاس میں اپنے ساتھ نہ بٹھالیا، ان کی بے چینی دور نہ ہوئی۔ اس

سے باوجود انہوں نے بعد میں مجھ سے پوچھا آیا میرے ساتھ کسی نے کسی قسم کی بدسلوکی کی یا اہانت آمیز برتاؤ کیا اور پھر خود انہوں نے ہی ایک زوردار قہقہہ کے ساتھ اس معاملہ کو رفت گزشت کردیا۔

کولہاپور میں اس مختصر قیام کے دوران مجھے مشہور و بلند پایہ ناول نویس مرحوم پروفیسر این۔ ایس۔ پھڑکے سے ملنے کا زبردست اشتیاق تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب میں مراٹھی زبان میں لکھنے والوں کی مختلف موجوں اور دھاروں سے واقفیت حاصل کرنے کا خواہش مند تھا لیکن سوچتا تھا کہ کیا ماما کو میرا کسی دوسرے مصنف سے ملنا پسند آئے گا ؟" اتفاقاً ایک دن ایک مصنف ماما سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ جب وہ جانے کے لئے اٹھے تو میں ان سے پوچھ پڑا کہ "آپ جانتے تو ہوں گے کہ کولہاپور میں شری این۔ ایس۔ پھڈکے کہاں رہتے ہیں۔ ؟"

ملاقاتی نے مجھے ان کا پتہ مرحمت فرمایا اور وہاں تک پہنچنے کے لئے رہنمایانہ انداز میں راستہ بھی بتلایا۔ میں نہیں کہہ سکتا آیا ماما نے ہماری دبی زبان میں بات چیت سن لی تھی یا نہیں لیکن میری کاوش و جستجو کو وہ تاڑ گئے تھے۔ کچھ دیر بعد ماما بولے "کولہاپور آنے کا یہ تمہارا پہلا موقعہ ہے۔ تم نوجوانوں کے پسندیدہ قلم کار پروفیسر این۔ ایس۔ پھڈکے یہیں رہتے ہیں۔ ان سے ضرور مل آؤ۔ اور میرے سلام و آداب بھی انہیں یاد سے پہنچا دینا"

آخر وہ دن آگیا جب میں نے پروفیسر پھڈکے سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ اتنے بڑے قلمکار سے بھلا میں کہتا ہی کیا ؟ انہوں نے پوچھا "کولہاپور آپ کا آنا کیسے ہوا ؟" میں نے عرض کیا "ماما ورپرکر کے کلرک کی حیثیت سے یہاں ان کے ہمراہ آیا ہوں۔" پروفیسر پھڈکے بہت خوش ہوئے اور ماما کی خیروعافیت دریافت کی اور کہ وہ فی الحال کس کام میں مصروف ہیں اور جب میں روانہ ہونے لگا تو فرمایا کہ "ماما سے میری طرف سے آداب و تسلیمات عرض کرنا۔"

پھڈکے اور ماما ادبیات میں دو مختلف سمتوں کے راہی تھے۔ پھڈکے "ادب برائے ادب" کے حامی تھے جبکہ ماما "ادب برائے زندگی" کے قائل تھے۔ کسی نہ کسی طور پر اور کہیں نہ کہیں، ماما تنہا رہ جاتے تھے جبکہ پھڈکے کی تحریرات پر بحثیں ہوا کرتی تھیں۔ ماما سماجی بہبودی کی راہ اپناتے ہوئے تھے۔ اور اسی کے لئے کام کرتے تھے۔

بنگالی زبان میں شرد چندر کی تصنیفات میں جو کیرکٹر (شخصیات) پائے جاتے ہیں وہی ماما ورپرکر کی تصنیفات میں بھی ملتے ہیں۔ اسی یکسانیت کی وجہ سے ماما نے شرد چندر کی تقریباً تمام تصنیفات کو نہایت شوق و ذوق اور آسانی سے مراٹھی زبان میں منتقل کر دیا۔

اگر کوئی پوچھ بیٹھے کہ ماما کا پلّہ ادبیات میں زیادہ بھاری تھا یا گاندھیائی پرچارک ہونے میں تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ فطرتاً ماما ایک قلمکار تھے اور طبیعتاً ایک پرچارک۔ ان کے سراہنے والوں کی بڑی تعداد ایسے لوگوں پر مشتمل تھی اور ہے جنہیں ان کی تحریرات پسند رہی ہیں اور جنہوں نے ادبی رجحانات پر ان کی سرزنش اور نکتہ چینی کی۔ دراصل ماما کو پونے والوں سے نہیں بلکہ پونویت پسندی سے کدورت تھی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اس قسم کے رجحانات مراٹھی ادب میں راہ نہ پائیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق، اس کا برا اثر مہاراشٹری کلچر پر ہونے کا امکان تھا۔ اس لئے اپنے وجہ معاش اور روزی کے امور سے بے فکر ہوکر انہوں نے مذکورہ رجحانات کے خلاف جنگ جاری رکھی جس کے لئے وہ اپنے ذہن کو ہمیشہ تیز و تند رکھا کرتے تھے اور وہ ایک تنہا سپاہی کی حیثیت سے میدان میں ڈٹے رہے۔ اس طرح انہیں فراموش کئے جانے کی داستان ان کی زندگی کا تلخ ترین المیہ اور حقیقت ہے۔
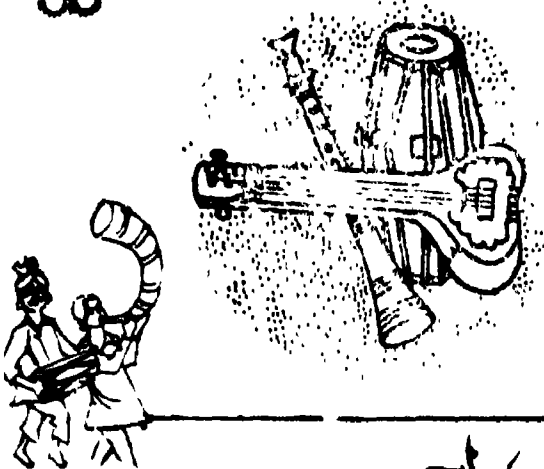
OO

جی۔ بی۔ گوجو

وریرکر
ایک باشعور سماجی ناول نگار

ادب، عوام کو باشعور بنانے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ محض ذریعۂ تفریح نہیں۔ اس کا بنیادی مقصد عوام کو بیدار کرنا ہونا چاہیئے۔ جن ممالک میں دولت کی فراوانی ہے وہاں ادب برائے ادب، کا تصور پنپ سکتا ہے، ہمارے یہاں نہیں۔ ہمیں ادب برائے زندگی کا دم بھرنا چاہیئے۔

یہ خیالات تھے، ماما وریرکر کے۔ یہ خیالات ظاہر کرتے ہیں کہ بحیثیت ایک سماجی مفکر اور مصنف ماما وریرکر اپنے وقت سے کافی آگے تھے۔ وہ حقیقت پسند تھے۔ ان کی تصنیف وتالیف کی زندگی کا آغاز ۱۹۱۱ء میں ان کے ناول "سنساری سنیاس" (سنسار یا سنیاس) سے ہوا۔ یہ ناول گوتم بدھ کی تاریخ اور ان کے فلسفے پر مبنی تھا۔ اس ناول کے ساتھ ان کا ڈرامہ "کنج وہاری" بھی منظر عام پر آیا۔ یہ ایک دیومالائی ڈرامہ تھا۔ وہ عوام تک اپنا سماجی پیغام پہنچانا چاہتے تھے۔ لہٰذا انہوں نے خود کو تصنیف وتالیف کے لئے وقف کرنے کی خاطر پوسٹ آفس کی ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔

۱۹۲۷ء میں ان کا ناول "ودھوا کماری" کی اشاعت نے ماما وریرکر کو بہ حیثیت سماجی مفکر ناول نگار کے شہرت عطا کی۔ آچاریہ ساہتیہ سمراٹ این۔ سی کیلکر نے آپ کے اس ناول کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا کہ اس ناول نے ہری نارائن آپٹے کے ناول "پن لکشات کون گھیتو" کی یاد تازہ کردی۔

ماما وریرکر کا ناول "دھاوتا دھوٹا" مراٹھی ناول کی تاریخ کا ایک سنگ میل ہے۔ یہ ناول ۱۹۳۳ء میں شائع ہوا۔ اس ناول میں انہوں نے اس وقت کے مل مزدوروں کی تکالیف اور مشکلات کی عکاسی کی تھی۔ ایک سال قبل یعنی ۱۹۳۲ء میں اسی موضوع پر وہ ایک ناول "سونیا چا کلس" لکھا تھا۔ اس ناول میں انہوں نے مزدوروں اور مالک کی آپسی کشمکش کو فنکارانہ چابکدستی کے ساتھ پیش کیا تھا اور آج سے پچاس سال قبل انہوں نے ملوں کے قومیانے کو مزدور اور مل مالک کے تنازعہ کا حل قرار دیا تھا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ماما وریرکر کس قدر حقیقت پسند تھے اور ان کا عملی زندگی کا رجحان کتنا صحت مند تھا۔

ماما وریرکر مراٹھی ادب کی تاریخ کے اس موڑ پر پیدا ہوئے جب مراٹھی کے مصنف روایت سے ہٹ کر نئی جہت اختیار کر رہے تھے۔ ۱۸۸۵ء میں وشنو شاستری چپلونکر کی "نبندھ مالا" نے زندگی

ادب کو نئے زاویے سے عوام کے سامنے پیش کیا تھا۔ بھارتی اگرسی کی سماجی اصلاح کی کوششیں نوجوانوں کو متاثر کر رہی تھیں۔ کرلوسکر سنگیت ناٹک منڈل نے ۱۸۹۱ء میں مراٹھی سنگیت ناٹک کو ایک نیا موڑ دیا تھا۔ ہری نارائن آپٹے نے مراٹھی ناول کو طلسمی اور رومانیت سے دور کیا تھا اور اسے حقیقت کی طرف لے آئے تھے۔

بحیثیت سماجی ناول نگار ماما وریرکر ہری نارائن آپٹے سے متاثر ہوئے اور ڈرامہ نگار کی حیثیت سے انہوں نے شری پد کرشنا کولہاٹکر کی پیروی کی۔ لیکن انہوں نے دونوں میں سے کسی کی بھی اندھی تقلید نہیں کی۔ وہ ہمیشہ پسماندہ افراد، مزدور اور عورتوں کی حمایت کرتے رہے۔

ماما وریرکر گاندھی جی کے نظریات اور تعلیم سے بھی بے حد متاثر تھے۔ خصوصیت کے ساتھ سماج کے پچھلے طبقے سے وابستہ گاندھی جی کی ہمدردی سے وریرکر بے حد متاثر تھے۔ انہوں نے گاندھی جی کی بھی اندھی تقلید نہیں کی۔ وہ ہمیشہ عوام کے حامی رہے۔ انہوں نے ہمیشہ عوام کے لئے لکھا۔

اپنے اس رجحان کی وجہ سے وہ "سماجی انقلاب" کے مبلغ ثابت ہوئے۔ انہوں نے اپنی تحریروں کو ہمیشہ کھادی کے فروغ، ہریجنوں کی بہبود و ترقی، اور دیہی ترقی جیسے امور کے فروغ کے لئے استعمال کیا۔ ان کے ناول "سات لاکھاتل ایک" کا ہیرو "جیوا" تن تنہا، مذہبی لاعلمی اور اندھے اعتقادات کے خلاف سینہ سپر ہوتا ہے۔ ان کے دوسرے ہیرو جیسے تاپا نسیگاؤں، کاہنو، کرشنا، سیدو بھاؤ وغیرہ سماجی و معاشی ناانصافیوں سے خلاف آواز اٹھاتے ہیں۔

جہاں تک ان کے نسوانی کرداروں کے تعلق ہے وہ فطری طور پر انقلابی اور باحوصلہ ہیں "دودھا کاری" کی ماتو بھٹانجی، واکل کی کیلی، دبلو ویلنکر کی دیبو، گوڈاگو کھلے کی نرمد اور دھاذنا رھوٹا کی بجلی کو ہم فراموش نہیں کر سکتے ان کے ان نسوانی کرداروں کی بے مثال خوبیاں ہمیں اس قدر مسحور کرتی ہیں کہ ادبی اعتبار سے پائی جانے والی خامیوں کی طرف ہمارا ذہن نہیں جاتا۔ یہ نسوانی کردار دراصل "آزادی نسواں" کے پیامبر تھے۔

ماما وریرکر کے خیال کے مطابق مردوں کی برتری کی بنیاد پر قائم اس سماج میں سماج کے مزدور پسماندہ افراد اور عورتوں کے ساتھ کبھی انصاف نہیں ہو سکتا لہٰذا ان کا ہر نسوانی کردار ایک انقلابی کردار ہے جس کی وجہ سے ماما کو ان کے معاصرین نے Surrialist قرار دیا لیکن ادب کا ایک بخیرو انبدار نقاد یہ جانتا ہے کہ ماما وریرکر نے عورت کی حمایت اور ہمدردی کی ہری نارائن آپٹے کی روایت کو آگے بڑھایا ہے۔

ماما وریرکر نے کل ۲۷ سماجی ناول لکھے جن میں سے "گوڈ دگوکھلے" "پریت بھینٹ" "وبنو ویلنکر" "ودھوا کاری" "سات لکشات ایک" "پھٹکی واکل" "می رام جوشی" اور "شپیاچی بانیکو" آج بھی مقبول ہیں۔ انہوں نے سرت چندر چٹرجی کے ۱۲ ناولوں کا مراٹھی میں ترجمہ کیا۔ انہوں نے پربھات کمار مکھرجی کے بھی تین ناولوں کا ترجمہ مراٹھی میں ترجمہ کیا۔ ان کے علاوہ انہوں نے مراٹھی میں ۲۴ جاسوسی ناول بھی لکھے۔

وریرکر نے مباحثوں کے دوران ہمیشہ یہ کہا کہ ناولوں کو ہمارے سیاسی، سماجی، معاشی اور تاریخی واقعات کا دستاویز ہونا چاہئے۔ انہیں اس پر فخر تھا کہ ان کے ناول ان کے وقت کی عکاسی کرتے ہیں۔

ضروری گذارش! رقم روانہ کرنے والے حضرات سے

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور خریداری نمبر ضرور تحریر فرمائیے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ اپنا نام و پتہ نہیں لکھتے جس کی وجہ سے شکایتی خطوط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر پتہ تحریر ہو تو قومی راج فوراً اجرا کر دیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

معین الدین جینابڑے
۶۳۷۔ شانتی نگر،
چیمبور۔ ممبئی ۴۰۰۰۷۱

ماما وربیرکر

عظیم مترجم و مصنف

ایک شخصیت میں مترجم اور مصنف کی خوبیاں کم مجتمع ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو قدرت بیک وقت اِن خوبیوں سے نوازتی ہے تو وہ بالعموم تصنیف کو ترجمہ پر ترجیح دیتا ہے۔ اس میں کچھ تو ایک فنکار یا مصنف کی انا کا دخل ہوتا ہے اور کچھ اس غلط رجحان کی کارفرمائی ہوتی ہے جس کے تحت ترجمے کو دوسرے درجے کی حیثیت دی جاتی ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اچھا مترجم بننے کے لئے تخلیقی صلاحیتوں کا ہونا ناگزیر ہے، کیونکہ ترجمہ محض ہم معنی الفاظ جاننے کا نام نہیں بلکہ اصل مصنف کے بیان کی روح کے مکمل انجذاب کے بعد اس کے مدعا کو اپنی زبان میں حتی الامکان اصل مصنف کے لب ولہجہ، تیور اور اسلوب کی تمام نزاکتوں کے ساتھ پیش کرنے کا نام ہے۔ اِسی کے ساتھ اس شرط کو بھی ملحوظ رکھنا ہوتا ہے کہ جس زبان میں آپ ترجمہ کر رہے ہیں اس کا مزاج مجروح نہ ہونے پائے۔ اس طرح ترجمہ ایک انتہائی مشکل فن ہے۔ ریاض اور دقتِ نظری کا متقاضی ہے۔ یہ فن اس وقت اور مشکل ہوجاتا ہے جب ایک زبان کے ادبِ عالیہ کے کسی شاہکار کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ عمل فن کار کے تخلیقی نمونے کی بازیافت کے مترادف ہے۔ اس مشکل کو آسان بنانے والے ہر زبان میں کچھ صاحبِ قلم نکل ہی آتے ہیں۔

بھارگورام وِٹھل وریرکر عرف ماما وریرکر مراٹھی زبان کے ایک ایسے ہی صاحبِ قلم تھے۔ انہوں نے مراٹھی کے قاری کو بنگالی ادب سے متعارف کرایا۔ انہوں نے سرت چند چٹرجی کے ۲۱ ایسے، بنکم چندر چٹرجی کے بارہ اور پربھات کمار مکھرجی کے تین ناول مراٹھی میں منتقل کئے۔ علاوہ ازیں ابسن (Ibsen) کے دو، رابندرناتھ ٹیگور، جیمس بیری (James Berry) اور ولسن بیرٹ (Wilson Barret) کے ایک ایک ڈرامے مراٹھی کے قالب میں ڈھالا۔ ناولوں اور ڈراموں کے علاوہ
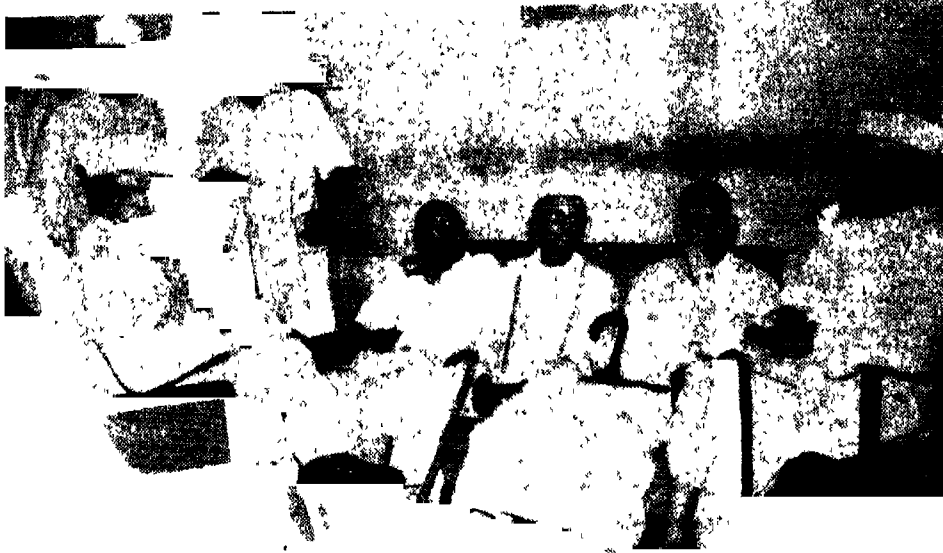
ماما وریرکر، گجراتی کے معروف
اول نگار کے۔ ایم منشی، کنڑ کے شاعر
یندرے، مراٹھی کے گیان پیٹھ ایوارڈ
یافتہ ادیب وی۔ ایس کھانڈیکر اور
راٹھی کے ڈرامہ نگار کاکا صاحب
کھاڈیلکر کے۔۔۔
مختلف زبانوں کے یہ بلند پایہ
دیب، ماما کو ان کی ۸۰ ویں سالگرہ کی
مبارکباد دینے کے لئے جمع ہوئے تھے۔

ریرکر نے شرت چندر اور ٹیگور کی کہانیوں کے بھی مراٹھی میں
ترجمے کئے۔

وریرکر کا یہ کارنامہ بذاتِ خود اتنا عظیم ہے کہ صرف اسی کی
بنا پر انہیں مراٹھی ادب کا محسن قرار دیا جا سکتا تھا اور ان کا
نام مراٹھی ادب کی تاریخ میں سنہرے حرفوں سے لکھا جاتا لیکن
ماما وریرکر نے اس پر اکتفا نہیں کیا۔ وہ ایک اچھے مترجم اس
لئے تھے کہ اظہارِ بیان پر مکمل عبور کے ساتھ ان میں تخلیقی
صلاحیتیں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں۔ وہ زبان کے امام نباض تھے۔
بھلا ان کی تخلیقی صلاحیتیں انہیں کیوں نچلا بیٹھنے دیتیں۔ ان کو ۔۔
ترجم کے علاوہ ان کی تخلیقات، ناٹک، ناول، جاسوسی کہانیوں
۔۔۔ کی ڈراموں کی شکل میں مراٹھی ادب کا مایہ ناز سرمایہ ہیں۔
ماما وریرکر نے مراٹھی ادب کو ۳۵ ناٹک، ۲۲ ناول، ۱۵ جاسوسی
ناول، کہانیوں کے چار مجموعے اور دو یکبابی ڈرامے بہ حیثیت
مصنف دیئے۔

گھریلو پس منظر

بھارگو رام وٹھل وریرکر ۲۰ اپریل ۱۸۸۳ء کو مہاراشٹر
کے ساحلی علاقے کوکن کے مقام چپلون میں پیدا ہوئے۔ ان
کے والد وٹھل راؤ، پوسٹ آفس میں ملازم تھے۔ وٹھل راؤ ایک
خدا ترس انسان تھے۔ مذہبی کتابوں کا ان کا مطالعہ بہت
وسیع تھا۔ وہ گیتا اور بھاگوت کے ماہر تسلیم کیے جاتے تھے۔
انہوں نے ان دونوں مقدس کتابوں کی تقریباً تمام تفسیروں
کا بہ نظر تعمق مطالعہ کیا تھا۔ وہ ایک اچھے کیرتن کار[1] بھی تھے۔
وٹھل راؤ کے ان اوصاف کی وجہ سے وہ گاؤں بھر کیلئے ایک ۔۔۔ تعظیم بنے
سب انہیں احترام و عقیدت کے ساتھ "دادا"[2] کہتے تھے۔
اور وہ سب کے ساتھ محبت اور خلوص سے پیش آتے تھے۔

وٹھل راؤ ناٹک کے بڑے شوقین تھے۔ بظاہر یہ شخصیت
کا تضاد معلوم ہوتا ہے یا یہ محسوس ہوتا ہے کہ وٹھل راؤ کے دو
روپ تھے۔ ایک ایشور کے بھکت کا اور دوسرا ناٹک تماشے
کے شائق کا۔ لیکن واقعہ یہ نہیں۔ جب ہم مراٹھی ناٹک کی تاریخ
پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کے مراٹھی
ناٹک پرانوں اور دیگر مذہبی کتابوں میں درج واقعات
نیز دیو مالائی قصوں پر مبنی ہوا کرتے تھے۔ اس وقت کے مراٹھی
اسٹیج کو ہم "دھارمک اسٹیج" کہہ سکتے ہیں۔ سماجی و معاشی مسائل
پر مراٹھی میں ناٹک بعد میں لکھے جانے لگے۔ کوئی تعجب نہیں اگر وٹھل راؤ
گاؤں میں آنے والا ہر ناٹک باقاعدگی کے ساتھ دیکھتے ہوں اور اپنے

---

[1] کیرتن میں پرانوں اور دیگر مذہبی کتابوں میں درج واقعات کو کہانی کی شکل میں اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والے کو کوئی نہ کوئی اخلاقی درس ضرور ملے۔ کیرتن میں نظم اور نثر دونوں سے کام لیا جاتا ہے۔
[2] مراٹھی میں بڑے بھائی کو "دادا" کہا جاتا ہے۔

ماما کی ۸۰ ۹ سالگرہ کے موقع پر
لی گئی تصویر میں ماما کو ان کی بیٹی نرستی
مایا چٹنس، نواسی انجنا اور نواسے انس
کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے

ساتھ اپنی بیوی اور اپنے لڑکے کو بھی لے جاتے ہوں۔ ان کے لئے ناٹک تفریح کا ذریعہ نہیں تھا۔ یہ ان کی مذہبی عقیدت مندی تھی کہ وہ ناٹک دیکھا کرتے تھے۔

ماما کا بچپن

ان کی بیوی نے بھی خود کو شوہر کے مطابق ڈھال لیا تھا۔ وہ بھی اکثر و بیشتر ان کے ساتھ ناٹک دیکھنے جایا کرتی تھیں۔ کمسن بھارگورام کے لئے ناٹک ایک انتہائی دل چسپ کھیل تھا۔ اور بس! صغرسنی میں بھارگورام نے ماں، باپ کے ساتھ کئی ناٹک دیکھے ہوں گے لیکن جس ناٹک کی دھندلی سی یاد آخری دم تک ان کے ذہن میں رہی۔ وہ انہوں نے چار یا پانچ برس کی عمر میں دیکھا تھا۔ ان دنوں ناٹک تمام رات چلا کرتے تھے — بھارگورام ماں کی گود میں تھے۔ چاروں طرف صرف عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ مرد دوسری جانب علیحدہ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں وٹھل راؤ بھی تھے۔ بھارگورام نے تمام رات جاگ کر پورا ناٹک دیکھا تھا۔ ناٹک میں چھوٹے سے بچے کی اس دل چسپی سے ہر شخص متحیر تھا۔ بھارگورام کو اس ناٹک کے تلوار بازی کے ایک منظر کے علاوہ اور کچھ یاد نہیں رہا۔ عمر کی چند منزلیں طے کرنے پر انہیں معلوم ہوا کہ وہ ناٹک ... کا ناٹک، لیڈی ... کا تھا۔

وٹھل راؤ اپنے لڑکے کی ناٹک میں دل چسپی سے شاید خوش تھے۔ اس واقعہ کے بعد وہ ہمیشہ بھارگورام کو اپنے ساتھ ناٹک دیکھنے لے جانے لگے۔ بھارگورام جب پڑھنے لکھنے لگے تو گھر کے ماحول کی وجہ سے درسی کتابوں کے ساتھ پُران اور دوسری مذہبی کتابیں بھی ان کے پڑھنے میں آئیں۔

پران پڑھنے کے بعد اس کم عمری میں انہوں نے محسوس کیا کہ یہ تمام پران کسی نے ناٹک دیکھنے کے بعد لکھے ہیں۔ پرانوں میں درج واقعات اور حکایات وہ ناٹک میں پہلے دیکھ چکے تھے، اس لئے انہیں یہ غلط فہمی ہوئی لیکن وہ اپنی اس غلط فہمی پر کافی برس اڑے رہے۔ وٹھل راؤ انہیں سمجھا کر ہار گئے۔ انہوں نے سمجھانا چھوڑ دیا کہ ناٹک پرانوں پر مبنی ہیں۔ آگے چل کر جب ان پر پرانوں کی تقدیم اور ناٹکوں کی تاخیر آشکار ہوئی تو وہ اپنی کم عمری کی ناسمجھی پر خوب ہنسے اور دوسروں کو بھی اپنے قہقہوں میں شامل کیا۔

ان حالات اور واقعات کا مجموعی تاثر یہ ہوا کہ بھارگورام کے دل میں ناٹک کار بننے کی تمنا انگڑائی لینے لگی۔ ان کا زیادہ تر وقت ناٹک دیکھنے اور ناٹک پڑھنے میں صرف ہونے لگا۔ باقی ماندہ وقت وہ اپنے ناٹک کے لئے اچھوتا موضوع تلاش کرنے میں صرف کر دیتے۔ اس وقت کی ناٹک کمپنیاں تمام ممکنہ مذہبی واقعات کی بنیادوں پر ناٹک پیش کر چکی تھیں۔ بھارگورام کو ہمیشہ یہ احساس ہوتا تھا کہ اب اس ذخیرے سے مزید استفادہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ناٹک سے بھارگورام کی اس دل چسپی نے انہیں پڑھائی لکھائی سے بیزار کر دیا۔ وہ میٹرک تک بھی تعلیم کا سلسلہ جاری

نہیں رکھ سکے اور بالآخر محکمۂ ڈاک وتار میں بحیثیت تار ماسٹر ملازم ہو گئے۔

ماما کا پہلا ناٹک

وریرکر نے اپنا پہلا ناٹک "پنچ ہاری" ۱۹۰۴ء میں لکھا۔ چار سال بعد سودیش ہت چنتک ناٹک منڈلی نے اسے [illegible] میں اسٹیج کیا اور اس کے چھ سال بعد ۱۹۱۰ء [illegible] کتابی شکل میں شائع ہوا۔

وریرکر نے اپنے اس اولین ناٹک کی کہانی کی بنیاد رادھا اور کرشنا کے مذہبی موضوع پر رکھی تھی۔ وریرکر سے قبل متعدد ناٹک کاروں نے اس موضوع پر ناٹک لکھے تھے۔ رادھا اور کرشنا کی روایتی کہانی کے ڈرامائی عنصر کا وریرکر کے پیش رو ناٹک کاروں نے خوب فائدہ اٹھایا تھا۔ یہ موضوع اس وقت تک پوری طرح پامال ہو چکا تھا۔ ناٹک کے شائقین رادھا اور کرشنا کے رومانی مکالموں، کرشنا کے ہاتھوں کالیہ سانپ کی ہلاکت کرشنا اور پیندھیا کی دوستی اور بالآخر کنس کے قتل سے خیر کی شر پر فتح کے مناظر سے بخوبی واقف تھے۔ وریرکر نے اس موضوع پر ڈرامہ لکھتے وقت اپنے پیش رو ناٹک کاروں کی اندھی تقلید نہیں کی بلکہ اس فرسودہ موضوع میں جس میں بظاہر کسی قسم کی جدت کی گنجائش نظر نہیں آتی۔ یہ جدت پیدا کی کہ کہانی کی بنیاد یعنی رادھا اور کرشنا کے پیار کی نوعیت ہی بدل دی۔ وریرکر نے کرشنا کو رادھا کے مقابلے میں کمسن بنا کر پیش کیا نیز رادھا اور کرشنا کے پیار کو صنفِ مخالف کے تئیں پیدا ہونے والے جذبات سے اوپر اٹھا کر عقیدت اور انس میں بدل دیا۔

اصلاح پسند اگرکر کی پیروی

اس پہلے ناٹک کے بعد وریرکر نے پھر کبھی کسی مذہبی موضوع کا سہارا نہیں لیا جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ انہوں نے میٹرک تک بھی تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن ان کا ذاتی مطالعہ بے حد وسیع تھا۔ ان کا مشاہدہ بھی بہت اچھا تھا۔ انسانی زندگی کے آتار چڑھاؤ اور اس کے مختلف پہلوؤں کا وہ باریک بینی سے مطالعہ کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کا سماجی شعور بیدار تھا اور ان کے دل میں انسانیت کی اعلیٰ اقدار کے

بہ احترام تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ گوپال گنیش اگرکر کی سماجی اصلاح کی تحریک سے متاثر تھے۔

یہاں مہاراشٹر کی سیاسی اور سماجی بیداری میں بال گنگا دھر تلک اور گوپال گنیش اگرکر کے رول کا مختصر جائزہ بے محل نہیں ہوگا۔

اگرکر ہندو سماج میں دھرم کے نام پر رائج بدعتوں، غلط عقیدوں اور انسان دشمن رسموں کے خاتمے کو بنیادی مقصد قرار دیتے تھے اور حصول آزادی کو ثانوی مقصد۔ اس کے برعکس تلک ہندوستانیوں کی تمام تر تکالیف اور پسماندگی کو بدیسی راج سے منسوب کرتے تھے۔ ان کے نزدیک حصولِ آزادی ہی پہلا اور آخری مقصد تھا۔ تلک کی اس انتہا پسندی اور بمبئی ہائی کورٹ کے اس تاریخی فیصلے نے انہیں مہاراشٹر سے باہر ملک کے کونے کونے میں مشہور کر دیا، جس کی شنوائی کے دوران انہوں نے سوراج کو ہندوستانیوں کا پیدائشی حق قرار دیا تھا۔ لیکن خود کو انسانیت کی بقاء کے لئے وقف کرنے والے اگرکر مہاراشٹر میں بھی خاص مقبولیت حاصل نہیں کر سکے۔ انہیں قدم قدم پر رجعت پسندوں سے ٹکر لینی پڑتی تھی۔ اس کے باوجود اگرکر کو ان کے پیرو ملتے ہی رہے۔ سست رفتاری سے ہی سہی لیکن ان کا مشن آگے بڑھتا رہا۔ آگے چل کر لوگوں پر ان کے مشن کی اہمیت اور افادیت آشکار ہوئی۔ اگرکر اور تلک میں وطن پرستی ایک قدرِ مشترک تھی۔ دونوں میں وہی فرق تھا جو ایک مصلح اور سیاست داں میں ہوتا ہے۔

ماما کی عظمت کا راز

وریرکر روشن خیال اور وسیع النظر تھے۔ وہ بیدار سماجی شعور کے مالک تھے۔ فطری طور پر وہ انسانیت نواز تھے۔ لہٰذا وہ تلک کی انتہا پسندی سے نہیں بلکہ اگرکر کی اصلاح پسندی سے متاثر ہوئے اور خود کو سماج کی اصلاح کے لئے وقف کر دیا۔ ان کا ہتھیار ان کا قلم تھا۔ وہ ڈاک وتار کے محکمے سے مستعفی ہو گئے اور تمام وقت تصنیف وتالیف میں صرف کیا۔ ماما وریرکر ان چند ہندوستانی مصنفین میں سے ہیں جو ایک طویل مدت تک صرف قلم کے سہارے زندہ رہے۔ ان کی یہ خصوصیت ان کی عظمت پر دال کرتی ہے کہ صرف قلم کے سہارے زندہ رہنے کے باوجود وہ کبھی کسی کے ہاتھوں بکے نہیں۔ ان کا قلم ان کے ضمیر

کی آواز تھا۔ انہوں نے جب بھی قلم اٹھایا ہے مظلوموں کے حق میں اٹھایا ہے، محروموں کی حمایت میں اٹھایا ہے۔ انہوں نے مزدوروں کی آواز میں آواز ملائی ہے۔ عورتوں پر توڑے جانے والے مظالم کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ رجعت پسندوں اور سماج کے ٹھیکیداروں کو اچھوتوں کے بنیادی انسانی حقوق یاد دلائے ہیں۔ اور جہیز کی رسم قبیح کے خلاف عوامی شعور کو بیدار کرنے کی کوشش کی ہے۔

بیدار سماجی شعور

وریرکر نے ۱۹۳۰ء میں مزدور اور سرمایہ دار کے ٹکراؤ کے موضوع پر ایک ڈرامہ "سونے کا کلس" لکھا، جسے ۱۹۳۲ء میں اسٹیج کیا گیا۔ اس ڈرامے میں مل مالک کا بیٹا مل کے مزدوروں کی زندگی کو قریب سے دیکھنے کے لئے بھیس بدل کر اپنی مل کے ایک مزدور کے گھر میں رہتا ہے۔ اس ناٹک میں مزدوروں کے جو مطالبات تھے انہیں مزدوروں کا بنیادی حق قرار دیا جا سکتا ہے۔ وہ مطالبات اس طرح ہیں۔

۱۔ کام کا دن صرف آٹھ گھنٹوں کا ہوگا۔
۲۔ مزدور بھی مل کے حصص خرید سکتے ہیں۔
۳۔ ملوں کو قومیا لیا جائے۔
۴۔ ملیں مزدور چلائیں گے۔ مالک کی حیثیت (Sales Man) کی ہوگی۔

ان کے ایک اور ناٹک "اقتدار کے غلام" میں بار ایٹ لا کی سند رکھنے والا ایک نوجوان وکالت نہیں کرتا بلکہ اپنے طور پر لوگوں کے آپسی تنازعات کو حل کرتا ہے تاکہ وہ عدالت کے وقت طلب طریقۂ انصاف کی زد میں آکر وقت اور پیسہ خرچ کرنے سے بچ جائیں۔ یہ نوجوان اپنی کثیر ذاتی اراضی ہڑتال سے متاثرہ مزدوروں کے لئے وقف کر دیتا ہے۔

"یہی ہے لڑکے کا باپ" میں وریرکر نے جہیز کی رسم کی مخالفت کی ہے۔ اس ناٹک کی تصنیف کا محرک سینہہ لتا کی خودکشی کا حادثہ تھا۔ سینہہ لتا ایک بنگالی لڑکی تھی۔ اس کی پانچ بہنیں تھیں اور باپ غریب تھا۔ سات بیٹیوں کی شادی میں جہیز دینے کی اس کی حیثیت نہیں تھی۔ باپ کی پریشانی سینہہ لتا سے نہیں دیکھی گئی۔ اس نے باپ کے ابد بوجھ کو کم کرنے کے لئے خودکشی کر لی۔ یہ واقعہ ۱۹۱۴ء کا ہے۔

اس حادثہ سے متاثر ہو کر لکھا ہوا وریرکر کا ناٹک "یہی ہے لڑکے کا باپ" حالانکہ بہت مقبول ہوا لیکن اسے کامیاب ناٹک نہیں کہا جا سکتا۔ وریرکر نے جہیز کے مسئلہ کا جو حل پیش کیا ہے اسے ذہن قبول نہیں کرتا۔ لڑکی والے لڑکے کے باپ کے گھر سے رقم چرا کر لڑکے والوں کو جہیز کی رقم ادا کرتے ہیں۔ ایک سماجی مسئلے کا یہ غیر سماجی حل وریرکر کے شایانِ شان نہیں۔ انہیں تو مسئلہ کی بنیاد پر ضرب لگانی چاہیئے تھی جیسا انہوں نے "سونے کا کلس" میں لیا ہے۔ "سونے کا کلس" میں مزدور انقلابی اقدام کرتے ہیں لیکن "یہی ہے لڑکے کا باپ" میں لڑکی والے سماجی برائی سے ایک قسم کا سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔

اس مختصر سے مضمون میں وریرکر کے مختلف اصناف ادب کے شاہکاروں پر جائزے کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا وریرکر کے تعلق سے ایک دوسرے اہم نکتے پر ذیل میں بحث کی جاتی ہے۔

اردو کا قاری "ادب نواز" تو ہے لیکن اس کی "ادیب نوازی" آج بھی مشکوک ہے۔ اس کی تصدیق کسی بھی ناشر کی کتابوں کی فروخت کے اعداد و شمار سے کی جا سکتی ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ شخصیت پرستی اور "ادیب نوازی" میں فرق ہے۔ اس کے برعکس مراٹھی کا قاری ادب کے ساتھ ادیب کو بھی نوازتا ہے۔ مراٹھی قارئین میں کتابیں خرید کر پڑھنے کا رجحان نسبتاً زیادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوسٹ آفس کی ملازمت سے مستعفی ہونے کے بعد اکیاسی برس کی عمر تک ماما وریرکر اپنی کتابوں کی رائلٹی اور ڈراموں کے معاوضہ پر زندہ رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ملازمت سے استعفیٰ دینے کے بعد ماما وریرکر نے تصنیف و تالیف کے علاوہ کچھ اور کام نہیں کیا۔ ان کی آمدنی کا دوسرا کوئی ذریعہ نہیں تھا۔

قومی و ادبی اعزازات

ماما وریرکر کو ان کی زندگی میں کئی اعزازات سے نوازا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں وہ ناٹیہ سمیلن کے صدر منتخب ہوئے۔ اس کے علاوہ آپ نے بمبئی، کولہاپور، گوالیار، حیدرآباد اور امراؤتی کے ناٹیہ سمیلنوں کی بھی صدارت کی۔

مراٹھی کے ادیب کے لئے مراٹھی ساہتیہ سمیلن کی صدارت سب سے بڑا ادبی اعزاز ہے۔ وریرکر کو ۱۹۴۵ء میں یہ اعزاز دیا۔
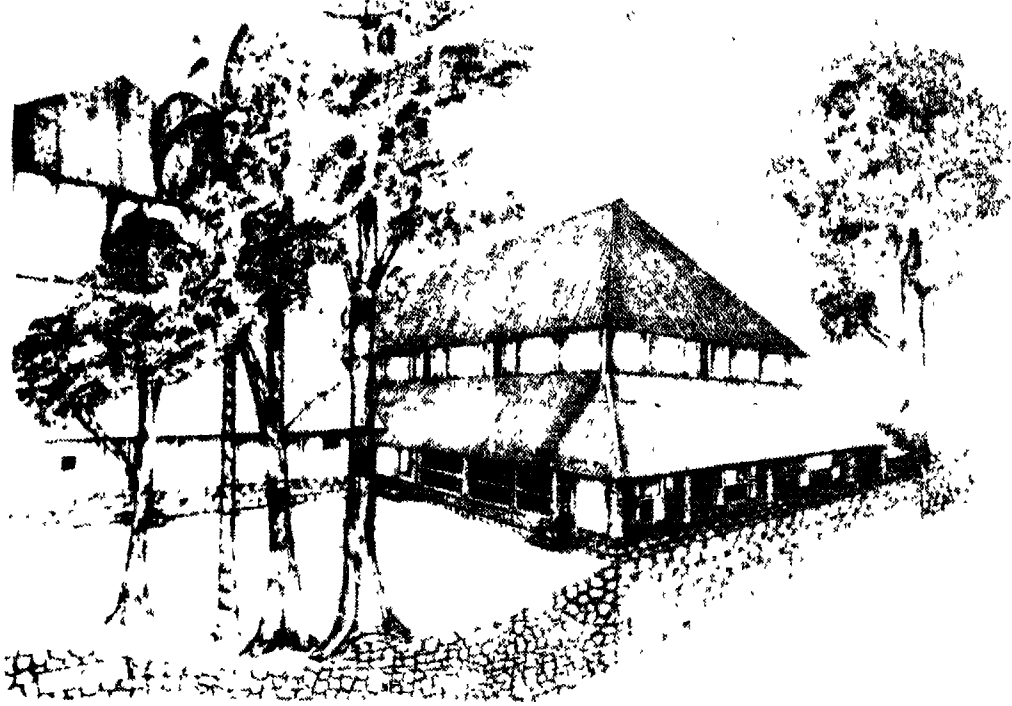
ماما ورےرکے نیتا ادراکہ بیلون (ضلع راےگڑھ) یں ماماکا باد میں تعمیر ہانے دی بخویہ عمارت کی ڈیزئن

کیا۔ اس وقت یہ سمیلن دھولے یں ہوا تھا۔

ان کے ڈراموں ”اسر دبنگال“ اور ”کسوی کنیا سیتا“ کو بمبی کی حکومت نے اول انعام سے نوازا۔

سنگیت ناٹک اکیڈمی نے ۱۹۶۳ء میں آپ کو اکیڈمی کی فیلوشپ دی۔ حکومتِ ہند نے ۱۹۵۶ء میں آپ کو پدم بھوشن خطاب سے سرفراز کیا۔ ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء میں دومرتبہ آپ کو راجیہ سبھا کا رکن نامزد کیا گیا۔

ماما ورےرکر نا سی پھڑکے، وی۔ س۔ کھانڈیکر اور ایسے ادبا ۔۔ اور ادیبوں کے ہم عصر تھے اپنی خداداد صلاحیتوں، انتھک کوششوں اور انسانیت پرستی کی وجہ سے وہ معاصر ادیبوں اور عوام میں یکساں طور پر مقبول تھے۔ ہر کوئی ان کے خلوص کا گرویدہ تھا اور ان کے فن کو مانتا تھا

مراٹھی کے اس عظیم صاحبِ قلم نے ۲۳ ستمبر ۱۹۷۶ء کو وفات پائی۔ ان دنوں اس عظیم صاحبِ قلم کی جنم شتابدی منائی جا رہی ہے۔ اس موقع پر ہماری جانب سے ورےرکر کو بہترین خراجِ عقیدت یہی ہو سکتا ہے کہ اردو کے قارئین کو ان سے متعارف کرایا جائے
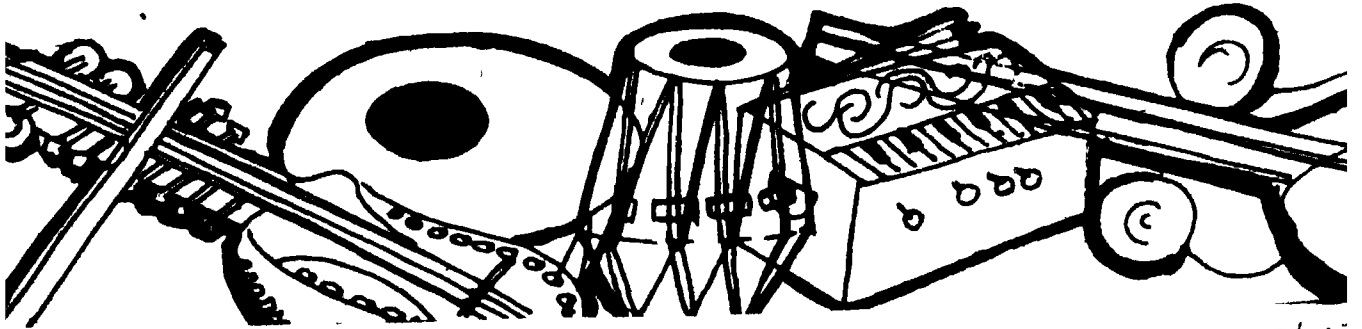
ٹی۔ وی۔ پروت

ماما وریرکر۔
حقوقِ نسواں کے زبردست علمبردار

نہایت بروقت، آنجہانی شری بی۔ وی عرف ماما وریرکر کی سوسالہ برسی مہاراشٹر کے مختلف مقامات اور مرکزوں میں منائی جارہی ہے۔ شہر بمبئی میں تین دن تک یعنی گذشتہ ۲۵، ۲۶ اور ۲۷ اپریل کو، ان ایام میں عام جلسوں کے انعقاد یا ان کے ڈراموں کے بعض مناظر کو اسٹیج کرکے یہ برسی منائی گئی تھی۔ اس سلسلے میں ۲۵ اپریل کو جسٹس چندر شیکھر کی صدارت میں جو جلسہ شانمکھانند ہال میں ماما وریرکر کی یاد منانے کے لئے منعقد ہوا تھا۔ اس میں بحیثیت صدر کے انہوں نے صحیح فرمایا تھا کہ ہمیں ان کی یاد تازہ رکھنی چاہیئے اور یہ یاد پشیمانی یا پچھتاوا کے انداز میں منائی جانی چاہیئے کیونکہ ہم نے ان کے زندگی بخش کارناموں اور ادبی خدمتوں کی قدر نہیں کی بلکہ غفلت برتی۔ اسی مقام پر دوسرا جلسہ جو ۲۷ اپریل کو ہوا تھا اور جس کی صدارت شری لیشونت راؤ چوہان نے کی تھی، اس میں خاص مہمان نے نہایت بلیغ انداز میں ماما وریرکر کی خدمات کو سراہا، ان کے ترقی پسند خیالات کی داد دی اور بتلایا کہ کس طرح انہوں نے اپنی تصنیفات کے ذریعے عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق دیئے جانے کی حمایت کی اور سماج کے پست اور گھٹیا شمار کئے جانے والے طبقوں کی اصلاح و ترقی کی طرف لوگوں کو دھیان دینے اور کام کرنے کا مشورہ دیا۔

حقیر ابتدا

ماما وریرکر نے اپنی زندگی کی ابتدا کوکن کے ایک گاؤں میں پوسٹ ماسٹر کی حیثیت سے کی تھی اور ابتدائی زندگی کا بڑا حصہ اس ڈھنگ سے گزارا کہ بس گزر بسر ہو جاتی تھی۔ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ انہوں نے کم از کم ۴۵ ڈرامے، ۳۰ ناولیں، متعدد کہانیاں اور اپنی خودنوشت سوانح حیات، جسے انہوں نے تھیٹر کے اپنے احباب کے ساتھ تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل پانچ جلدوں میں لکھا۔ اپنی یادگار چھوڑی۔ اسی دوران وہ سنجیا نام کا ایک ہفتہ وار مراٹھی اخبار بھی آنجہانی شری پی۔ آر پیلے کے تعاون سے نکالتے رہے۔ ماما ہر نئی اور جدید شئے کو بڑی پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے تھے اور طبعاً بڑے انسان دوست تھے انہیں ریڈیو سے اور پردۂ سیمیں سے بڑا انس تھا۔ اس وقت بھی جب خاموش فلموں کا رواج تھا اور بعد میں بھی جب بولتی فلمیں جگمگانے لگیں۔ یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ وہ سب کچھ جو انہوں نے لکھا یکساں خوبیاں رکھتی ہیں لیکن ان میں سے اکثر وقت کی کسوٹی پر ضرور ثابت اتریں گی بنکم چندر چیٹر جی اور شرت چندر کے بنگالی ناولوں کے مراٹھی ترجمے، جو انہوں نے کئے، کافی پسندیدہ اور مقبول ہیں۔

ماما کے تمام ڈراموں، جو اسٹیج کئے جا چکے ہیں" بھومی کنیا سیتا" نام کے ڈرامے نے میرے دل و دماغ پر دائمی اثر چھوڑا ہے

پیدائشی عقل و شعور

ورکر عموماً اپنی پیدائشی عقل و شعور انسانی طبیعت کی اپنی سوجھ بوجھ اور خیالات پر بھروسہ کرتے تھے جس کی جھلک ان کی تمام تصنیفوں میں پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے آپ کو پڑھا لکھا یا علامہ ظاہر کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی بلکہ وہ اپنے آپ کو ایک غیر تعلیم یافتہ دیہاتی بتلایا کرتے تھے جس نے میٹرکولیشن کا امتحان تک پاس نہیں کیا تھا، لیکن اس بات کو تسلیم کرنا ہوگا کہ فہم و فراست اور ماہیت کے ادراک میں وہ یقیناً بہت بلند مرتبہ تھے۔ انہوں نے اپنی ادبی تخلیقات کے سلسلے میں کبھی کسی عام مطالعہ و تحقیق کی اُدھیڑ بن میں پڑنا گوارا نہیں کیا۔ وہ بس لکھنے یا لکھانے کے لئے بیٹھ جاتے اور الفاظ ایسی روانی کے ساتھ نکلتے چلے آتے گویا وہ باہر آنے کے لئے بے تاب ہوں۔ اس کے باوجود الفاظ دل نشیں اور پسندیدہ ہوا کرتے تھے۔ یہ تھا ان کے کام کرنے کا طور طریقہ۔ لیکن اس عام روش کو انہوں نے ترک کر دیا جب "بھومی کنیا سیتا" لکھنے کا ان کا ارادہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اپنے طالب علمی کے زمانے میں مالون کے مقام پر ایک مقامی تھیٹریکل ٹروپ (گروہ یا کمپنی) کے لئے بھاو بھوتی کے سنسکرت میں تحریر کردہ ڈرامہ "اُتر رام چریتا" کو انہوں نے خلاصتہً مراٹھی میں گانے کے روپ میں نظم کیا اور عطا کیا تھا۔ اس کے بعد سے انہوں نے رام کی کہانی، جس طرح کہ وہ رامائن کی شکل میں ہندوستان کی مختلف زبانوں میں اور بعض غیر ملکی زبانوں میں بھی بشمول بالمیکی، کالیداس، بھاو بھوتی اور بھاس پائی جاتی ہے، وقتاً فوقتاً اپنے مطالعے میں رکھا۔ یہ مطالعہ جسے انہوں نے ادبی پیاس بجھانے کے لئے اختیار کر لیا تھا، ایک طرح سے ریسرچ کے ہم پلہ ثابت ہوا۔

اب ان کی دل چسپی اور بڑھ[illegible]۔ تقابلی مطالعہ سے انہوں نے دیکھا کہ بالمیکی اور کالیداس تو رامائن کی کہانی صحیح روپ میں بیان کرتے ہیں جبکہ تلسی داس، رام کی عظمت مبالغہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں لیکن بالمیکی، رام کی کمزوریوں کی طرف اشارہ [illegible] ما [illegible] پیش نہیں کرتے تھے۔ کالی داس نے اپنی [illegible] یا [illegible] ہے کہ بھومی ماتا نے جس دم سے سیتا کو جذب کیا تب سے [illegible] شان و شوکت لگاتار گھٹنے لگی یہاں تک کہ سوریہ خاندان [illegible] ناک خاتمہ سے دوچار ہوا۔ رامائن کے دوسرے ہندوستانی [illegible] تراجم خیالی، بناوٹی اور من گھڑت نوعیت کے تھے۔

ورکر نے اپنے ڈرامائی خدوخال کے لئے صرف بالمیکی اور کالیداس کا انتخاب کیا لیکن اس کے باوجود جس بے توجہی اور لاپرواہی سے تمام مصنفین نے راجہ جنک کی بیٹی ارمیلا کے کیریکٹر کو پیش کیا ہے (حالانکہ ارمیلا بھی سیتا کی طرح راجہ جنک ہی کی بیٹی تھی۔) اس سے ورکر کو شدید اختلاف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ماما ورکر نے ارمیلا کو اوپر اٹھاتے اور اسے جنس لطیف کے حقوق کی زبردست حامی کے روپ میں پیش کیا ہے۔

حیرت اس بات پر ہے کہ رامائن کے تمام ترجموں میں ارمیلا بالکل فراموش کر دی گئی ہے۔ رابندر ناتھ ٹیگور نے بھی اس افسوس ناک فراموشی پر اظہار حیرت کیا ہے اور انہوں نے اپنے منظوم ادب پاروں میں، ایک مضمون کے تحت ارمیلا کو "ایک عورت جو بھلا دی گئی" کہہ کر خطاب کیا ہے۔ میتھلی شرن گپت نے بھی ہندی میں ٹیگور کی ہمنوائی کی ہے۔ کچھ عرصے پہلے آنجہانی جی۔ ڈی ماڈ گولکر نے ایک غنائی یا راگ کے ساتھ گائی جانے والی نظم میں "ارمیلے، ترپورا وندنا تُلا" کہہ کر ارمیلا کی تعریف و توصیف کی ہے لیکن ارمیلا کا فراموش کیا جانا جس شخص پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوا وہ غالباً ماما ورکر ہی تھے اور انہوں نے بھی [illegible] اس کی تلافی [illegible] اپنے ڈرامے "بھومی کنیا سیتا" میں ایک اہم شخصیت کی حیثیت [illegible] انداز میں تمام مصنفین نے رامائن کی اپنی اپنی تصانیف و تراجم میں [illegible] سے چشم پوشی اختیار کی وہ قابل مطالعہ ہے۔ راجہ دشرتھ نے اپنی بیوی اور رام کی سوتیلی ماں کیکئی سے رام کو بن باس دینے کا وعدہ کیا تھا اور رام اپنے پتا کی بات کو سچا کر دکھانے کے لئے جب بن باس پر نکلنے کی تیاریاں کرنے لگے تو سیتا بھی رام کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی اور رام کے بھائی لکشمن بھی ساتھ ہو لئے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لکشمن غالباً ارمیلا کو الوداع کہنے کے لئے نہیں گئے جیسے رام، سیتا کو الوداع کہنے کے لئے گئے تھے۔ اگر لکشمن ایسا کرتے تو یقیناً ارمیلا بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے اسی طرح تیار ہو جاتی جس طرح سیتا، رام کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو گئی۔ رام سیتا اور لکشمن کو ساتھ لے جانے پر راضی ہو گئے [illegible] ارمیلا کا ذکر کرنا ذرا بھی انہیں یاد نہیں رہا۔ دوسرے [illegible] بالمیکی کے ذہن میں بھی نہ جانے یہ بات کیوں نہ آئی جو وہ ارمیلا [illegible]

اِنوش کر گئے ۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ارمیلا وہیں اجودھیا محل میں رانی ماتاؤں وشلیا، سمترا اور کیکئی کے ساتھ چھوڑ دی گئی۔ بھرت اور شترگھن اس قت اپنے ماموؤں کے یہاں تھے اور رام کی روانگی کے بعد یہ لوگ جودھیا واپس آئے۔ لیکن بھرت کے طور طریقوں سے ایسا لگتا تھا کہ وہ اور شترگھن اگر رام کی روانگی کے وقت یہاں ہوتے تو وہ زور دیتے کہ ارمیلا بھی سیتا، رام اور لکشمن کے ساتھ ہولے تاکہ ان کی ماں کیکئی کی سو فیصد سبکی ہوتی۔ رام نے بھرت کو اس بات پر آمادہ کر لیا تھا کہ وہ ان کی غیر موجودگی میں اور ان کے ایجنٹ کے طور پر اجودھیا کے حاکم بنے رہیں۔ اس طرح بھرت اور شترگھن اپنی اپنی بیویوں اور ماؤں کے ساتھ محل ہی میں ٹھہرے رہے۔ اس موقع پر بھی ارمیلا کا کوئی پرسانِ حال نظر نہیں آتا۔ وہ محل میں تنہا شوہر کے بغیر رہتی اور اس کی آمد کی امید پر زندگی کے دن گزارتی ہے۔ پھر جب لکشمن اجودھیا واپس آتے ہیں تب بھی وہ رام کی وفاداری اور بھائی چارگی میں اتنے ڈوبے ہوئے رہتے ہیں کہ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ان کی شادی ارمیلا نام کی کسی لڑکی کے ساتھ ہوئی تھی اور یہ کہ بحیثیت شوہر کے اس کے بھی کچھ حقوق ان پر ہیں ۔

اُرمیلا : یکساں حقوق کی پرچارک

[illegible] و مقام پر [illegible] مردوں [illegible]
حقوق کی یکسانیت کا اپنا جھنڈا گاڑتے اور لہراتے ہیں اور انسان اور انسان کے درمیان برابری کا نعرہ لگاتے ہیں اور اس مطالبے کے خاص پرچارک کے روپ میں اُرمیلا اور بالمیکی کو آگے بڑھاتے ہیں، یہاں تک کہ سیتا اور شیامبوک بھی معاونین کے کیریکٹروں میں پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ اس نئے موڑ کے سارے جھٹکوں کے [illegible] نے والے خاص طور سے ارمیلا اور بالمیکی [illegible] لئے یہ بالکل مناسب کیریکٹر ہیں کیونکہ بالمیکی [illegible] میں جنگلی جانوروں کے شکاری اور ہندستان کے پراچین لوگوں یا قدیم باشندوں میں سے تھے اور شیامبوک شودر تھے جنہیں ویدوں کے پڑھنے کے حق یا پرا[illegible]چیت میں مشغول رہنے سے محروم کر دیا گیا تھا۔ یہ سب وِشوامتر سے حوصلہ پاکر (کیونکہ انہیں برسوں تک برہم رشی کا لقب دینے سے انکار کر دیا گیا تھا لیکن اپنے پرا[illegible]چیت کے ذریعے آخر وہ اس لقب کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے اور وسیشٹھا نے بذاتِ خود ان کے اس لقب کو تسلیم کیا)

یہ ساری باتیں اس دل چسپ گفتگو کے ذریعے واضح کی گئی ہیں جو ڈراما کا حصّہ ہیں۔ رام کو اونچے طبقوں کے ایک بے یار و مددگار آلۂ کار کے طور پر پیش کیا گیا ہے ــــ جو برہمنوں، رشیوں اور اسی قسم کے دوسرے طبقوں پر مشتمل ہے اور جو خود کو ویدوں کے مطالعہ میں منہمک رہنے اور مختلف قسم کے بھینٹ اور چڑھاوؤں کو کرنے کرانے کا حقدار سمجھتا ہے۔ یہی وہ حقدار طبقہ ہے جن کے حقوق کی نگرانی اور حفاظت ایک فرض شناس بادشاہ کی حیثیت سے راما کے لئے ضروری قرار دے دی گئی ہے خواہ ان کی صاف طبیعت اور شفاف دل و دماغ انہیں ان باتوں کے قبول نہ کرنے کا مشورہ ہی کیوں نہ دیں اور لکشمن کو ایک لکڑی کے شیر اور راما کی ہاں میں ہاں ملانے والے تینی کردار کا روپ دیا گیا ہے۔ دریرکر نے یہ سب باتیں جان بوجھ کر رکھی ہیں اور یہ سمجھ کر رکھی ہیں کہ اس وقت کے سیاسی اور سماجی حالات کے لحاظ سے رام کی حیثیت ایک آلۂ کار سے بڑھ کر نہیں تھی۔

ارمیلا، بالمیکی، سیتا، شیامبوک، وجیہ اور وسنتی مل کر مقابلہ کرنے والی متحدہ جماعت بناتے ہیں اور سماج میں عورتوں کے لئے اور کچلے ہوئے طبقے کے لئے آزادی، مساوی حقوق اور انصاف کا مطالبہ کرتے ہیں۔ دریرکر کی باغی اور لڑاکو روح اس سلوک کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتی ہے جو ایک طرف ارمیلا، سیتا اور وسنتی کے خلاف روا رکھا جاتا ہے اور دوسری طرف بالمیکی اور شیامبوک کے خلاف دریرکر اس خوبصورت ڈراما میں مختلف کرداروں کے خیالات کی غنائی نظم اور طرزِ ادا میں ڈھال دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آنجہانی شری بی۔ یہ لاڈ آئی سی ایس کو یہ ڈراما بہت پسند آیا تھا۔ اور وہ اس پر طول طویل تبصرہ سپرد قلم فرمانا چاہتے تھے جو اس ڈرامے کے لئے یقینا ایک علمی اور قابلِ قدر مقدمہ ہوتا لیکن ان کی زندگی نے دغا کی اور وہ مذکورہ مقدمہ لکھنے سے پہلے ہی دنیا سے رخصت ہوگئے۔ پھر اس فرض کو خود دریرکر نے ہی انجام دیا اور اپنی وضاحتی تمہید میں اس کا ذکر کیا۔ "بھومی کنیا سیتا" ایک دلکش اور بلند پایہ ڈراما ہے جس کا ہندستان کی تمام زبانوں میں بلکہ انگریزی، فرانسیسی، روسی اور جرمنی زبانوں میں بھی ترجمہ کیا جانا چاہئے۔ دریرکر کی شتوویں برسی منانے والی کمیٹی یہ اعلان کر چکی ہے کہ وہ دریرکر کی تمام تصانیف کو شائع کرے گی۔ یہ کام تو انجام دیا جانا ہی چاہئے لیکن میری رائے ہے کہ اس ڈراما کو اشاعت و ترجمہ میں، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا [illegible]یت دی جانی چاہئے۔ دریرکر کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا یہ مناسب طریقہ ہے۔

وقت کے ساتھ بدلتے ہوئے
بابا کے خدوخال
J. M. I. New Delhi

حمید پٹھان ایڈوکیٹ
۴۳ چیپل روڈ۔ باندرہ (ویسٹ)
بمبئی ۴۰۰۰۵۰

بابو موشائے

نند لال بوس

۱۹۸۳ء نندلال بوس کی وجہ سے بھی یادگار سال تھا۔ اسی سال ہمارے ملک نے ان کا صد سالہ جشن منایا۔

دوسرے معنوں میں یہ جشن ہماری سوسالہ فن مصوری کے دائرے میں جدوجہد کا سال تھا۔ مغربی طرز مصوری ہندستان کی مصوری و فن دونوں میں رنگوں، مواد اور رجحان کا فرق و تضاد ہماری ذہنی کشمکش، فنی دسترس اور یورپ کے فنون کا ابلتا لاوا محکوم ممالک کی ذہنی و فنی سطح پر پھیلتا جارہا تھا۔ اس کی زد سے بچنا محال اور نہ اثرات سے پاک رہنا خیال ــــــ اگر نندلال بوس۔ گیندر ناتھ ٹیگور۔ امرتا سیرگل جیسے ذی روح اور مجاہد ہمارے فنی دائرے میں پیدا نہ ہوتے تو ہماری فنی کاوش محکوم کا فن "قصیدہ" کی طرح یورپ کے فن کی مدح سرائی اور نقالی کا چربہ ہوکر رہ جاتا۔

اس سے میری مراد یہ ہرگز نہیں کہ ہمارا فن خالص ہندستانی رہا اور بیرونی اثرات سے پاک۔ فن تو اشتراک۔ خلط ملط اور انسانی ہمدردی کا مظہر ہے۔ فنکار نندلال بوس کے الفاظ میں "فن ایک مظہر ہے، ایک مثال ہے ایک انسان کی دوسرے سے محبت، رشتے روح سے جڑنے والے تانے بانوں کی اور عالمی ضمیر سے جڑے ہونے کی۔"

نندلال بوس بھی اپنی فنی جستجو میں اس دوراہے پر کھڑے تھے جہاں وہ اس احساس سے گزر رہے تھے کہ ایک فنکار جستجو کے لق و دق صحرا میں تنہا متلاشی ہے۔ اس اپیل کا جو فوراً اثر انداز ہو اور مدتوں دل گداز، دل پذیر اور روح پرور رہے جس میں گزرتی نسلوں کے تجربہ کا نچوڑ ہو پھر بھی وہ حیرت واستعجاب کا حامل ہو جو انسانی زندگی، ہمارے احساس و ذہن کی ردا پر سرگرم ستیز رہے جس کے دائرے میں حسن، انسان کی بزم آرائی بھی شامل ہو۔ اس احساس کے ساتھ کہ انسان کی جدوجہد اکائی ہے جو تمام انسانوں کو ایک دائرے میں سمیٹ لیتی ہے جس میں دلوں کی تنہائی انسا:

نند لال بوس کا شاہکار

کا سنگم ان کی شریانوں میں بہنے لگا۔ انہوں نے شانتی نیکیتن میں بحیثیتِ معلم اپنی خدمات انجام دیں۔

یہاں انہوں نے اپنے طلبا کو درس دیا کہ میں مغربی انداز مصوری کا مخالف نہیں ہوں اور نہ دیگر بین الاقوامی رجحانات کا مگر جب بھی فنکارانہ کاوش رضامند ہو قومی عناصر کو بروئے کار لائیں اور اگر دونوں کا امتزاج ضروری ہے یہ فن کا تقاضہ بھی ہے تو قومی عناصر کی روح سے مصور کا اور سماج کا رشتہ نہ ٹوٹنا چاہیئے۔ ان معنوں میں وہ اعتدال و توازن کے حامی تھے۔ ہندستانی مصور کو انسانی جسم، اس کا تناسب اور ساخت کا گہرا علم ہونا ضروری ہے مگر اس کے لئے یہ بھی لازم نہیں کہ وہ مغربی ڈھنگ و تکنیک کے ذریعے بلکہ اس کا توازن اور مجموعی اثر پہلے خطوط کے ذریعے پھر دوسرے ضروری خدوخال، اہتمام و باریکی سے بنائے تاکہ جسم کی حرکات و سکنات کا تعین آسانی سے ہو سکے۔ پھر بھی وہ ایک احتیاط کو برتنے کی تاکید ضرور کرتے تھے اور کہتے تھے "مصور کا ذہن ہوتا ہے صرف آنکھ نہیں"

بحیثیت فنکار ان کی جڑیں اس ملک کی مٹی میں تھیں۔ ذہن اپنشد اور دوسرے ہندستانی عقائد کا حامل تھا۔ اجنتا۔ ایلورا کی چھاپ ان کے برش پر تھی۔ مشرق بعید کی مصوری چینی و جاپانی کے اثرات ان کی تخالیق میں نمایاں ہیں۔ وہ خطوط بنانے میں یکتا تھے جس میں ایک وجدانی آہنگ ہوتا۔ حرکات و سکنات کا زیر و بم عیاں ہوتا جس میں زندگی کی دھڑکن سنائی دیتی۔ ثانوی خدوخال جو کھینچے جاتے وہ نہ نظر کو مواد میں مدغم کر دیتے نہ نظر کو مرکز سے دور ڈھکیلتے بلکہ پورے کینوس پر ایک ہمہ گیر اور لطف اندوز توازن پیدا کرتے جو مسرت و انبساط کا سرچشمہ ہوتا۔

محض فنی دسترس ان کے نزدیک زیادہ اہم نہیں — وہ فن کار کو اپنے وجود سے سرشار ہونے کی ترغیب دیتے۔ زندگی کی عظمت کا احساس دلاتے جس کے بغیر فنکارانہ مجاہدہ سعیٔ لاحاصل سے زیادہ کچھ نہیں۔ وہ مواد کے ظاہری روپ سے فنکار کا ناطہ توڑنے کا مشورہ دیتے۔ اس میں پنہاں حسن، آہنگ اور وہ عنصر جو اس کا رشتہ انسان سے جوڑتا ہے اس کی تلاش و تحقیق کو اصل فنی میدان گردانتے جو اپنی پہنچ کو کائنات سے رشتہ جوڑ لیتا ہے

رابندر ناتھ ٹیگور کے حلقۂ اثر میں تھے۔ بنگال اسکول کی مصوری کے اہم فرد تھے۔ اس لئے ان کی تخالیق میں دیو مالائی مواد نمایاں ہے جس میں "کرشنا کی سورج پوجا" "گندھاری" "ساوتری" "یاما" "ستی" وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔

جب وہ مہاتما گاندھی کے حلقۂ اثر میں آئے تو آزادی کی جدوجہد کو بڑھاوا دینے کی خاطر انہوں نے سیاسی رنگ و تقاضوں پر مختصر تخالیق بھی کیں۔ عام آدمی مزدور کسان اور ان کی روزمرّہ زندگی کی مصوری بھی کی انہیں عام آدمی سے اتھاہ پیار تھا جس کو گاندھی جی نے جِلا دی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ فنکار جب خود اپنی ذات کا وفادار ہوگا تب ہی سماج کے لئے کارآمد ہے۔ اسے گری ہوتی سطح پر جاکر کوئی کام نہ کرنا چاہیئے بلکہ آدمی کو اوپر اٹھانے اور بہتر احساس کا حامل ہونے معاون ثابت ہونا چاہیئے کیونکہ فن تو روزمرہ زندگی کے دوب و تھکان سے آدمی کو اوپر اٹھاتا ہے۔ لطف و انبساط

غزلیں

* عامر برقی اعظمی

اس قدر ڈھلی کہ آج جاں ڈھال بن گئی
زندگی بذاتِ خود اک سوال بن گئی

مسکراہٹوں کے دام لگ گئے چمن چمن
کل جو شئے حرام تھی وہ حلال بن گئی

عارضی چمک نے پاؤں رکھ دیئے زمین پر
کہکشاں کی رہ گذر ہم خیال بن گئی

فاصلہ قریب تھا ساعتوں کی بات تھی
آپ کی نگاہ بھی ماہ و سال بن گئی

وسعتِ خیال نے ڈھونڈھ لی حسین راہ
بحرِ بیکراں کی موج پرجمال بن گئی

قرب کی تلاش میں کھو گیا وجودِ شب
وہ بھی ایک رات تھی جو وصال بن گئی

عامرِ حزیں سے پوچھ کیا ہے برق کی تپش
اس قدر ڈھلی کہ روح لازوال بن گئی

* محبوب راہی
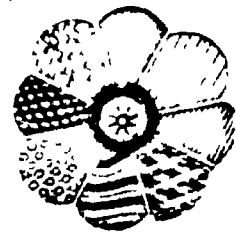
خود ساختہ باتوں کو آئین سمجھ بیٹھے
بوسیدہ رواجوں کو ہم دین سمجھ بیٹھے

خوش فہمی کو کیا کہیئے تضحیک کو جو اپنی
تعریف سمجھ بیٹھے، تحسین سمجھ بیٹھے

کچھ بات نہیں پھر بھی اک بات انا کی ہے
توقیر کو ہم اپنی توہین سمجھ بیٹھے

اب اس کی بصیرت کی پرواز کو کیا کہیئے
جو ایک ممولے کو شاہین سمجھ بیٹھے

عنوان ہی تھا جس کا بے رنگئ روز و شب
وہ ہیرن کہانی کو رنگین سمجھ بیٹھے

بہروپ کا لوگوں کے کچھ علم نہ تھا ہمکو
غمگین جسے دیکھا غمگین سمجھ بیٹھے

کاشانۂ ثروت کی مٹی بھی غرض والے
دامن میں اٹھا لائے زرین سمجھ بیٹھے

اظہارِ صداقت تھا مقصودِ نظر راہی
تم اس کو تخیل [illegible] سمجھ بیٹھے

* عبدالحفیظ خلش تسکینی

میرے شیشۂ دل کا ٹوٹنا مقدر تھا
لفظ لفظ اس بت کا جیسے ایک پتھر تھا

دو کنارے دریا کے کیسے ایک ہو جاتے
جتنا رحمدل [illegible] اتنا وہ ستمگر تھا

رفتہ رفتہ شعروں میں ہو گیا بیاں آخر
واقعہ جو الفت کا میرے دل کو ازبر تھا

[illegible] ہوئے ہیں تو یہ پتہ چلا سب کو
قطرے قطرے کے اندر موجزن سمندر تھا

عید میری کیا ہوتی زخم سا لگا دل کو
ماہِ نو نگاہوں میں میری گویا خنجر تھا

یک بہ یک نظر اس نے پھیر لی تھی جب مجھ سے
یاد ہیں وہ دن مجھ کو سانس لینا دوبھر تھا

اس کا حسن کیسا تھا یہ تو اب نہیں ہے یاد
ہاں مگر ہے یاد اتنا پھول جیسا پیکر تھا

اس کی وہ حسیں باتیں وہ حسیں ملاقاتیں
یاد رکھ کے کیا کرتے بھولنا ہی بہتر تھا

جب فساد پھوٹا تھا جل گیا تھا سب کچھ ہی
ایک شورِ ماتم تھا اے خلش جو گھر گھر تھا

غزلیں

★ غنی اعجاز
مومن پورہ
اکولہ ۰۰۱ ۴۴۴

ا جو بظاہر بڑی غمخوار لگے ہے
خوب اندھیرا بھی تنیار بار لگے ہے

وہ کہ سفینہ ہی میرا پار لگے ہے
سانس ہے چلتی ہوئی تلوار لگے ہے

بودہ فضاؤں میں قیامت کے ہیں آثار
سناٹا یہ طوفاں کا نگہدار لگے ہے

ا ہوش اڑا دیتی ہے ہر قتل کی سرخی
یغامِ اجل آج کا اخبار لگے ہے

زاز کی عہدوں کی تجارت کا ہے مرکز
ہانِ سیاست، کوئی بازار لگے ہے

س جنتِ ارضی میں عذابوں کے ہیں سودے
ر شخص جہنم کا خریدار لگے ہے

ہم کو تو گذرنا ہے اسی راہ گذر سے
لگنے دو اگر وادیٔ پُرخار لگے ہے

★ منیر الحوی صدیقی
گلی سابازروہاے گونٹر پورہ
بھوپال ۴۶۲۰۰۱

ہمیں رنگ اپنا بدلنا پڑے گا
نئے دور کے ساتھ چلنا پڑے گا

کہاں تک بچائیں گے دامن ہم اپنا
کبھی غنچۂ دل مسلنا پڑے گا

یہ ہے میکدہ صحنِ گلشن نہیں ہے
یہاں آپ کو بھی سنبھلنا پڑے گا

خبر یہ کہاں تھی کہ راہِ طلب میں
ابھی اور کانٹوں پہ چلنا پڑے گا

فضائے چمن دیکھ کر شیشۂ دل
منیرؔ اپنے ہاتھوں کچلنا پڑے گا

● ہارون خوشتر
۱/۱۱ اگری پاڑہ میونسپل بلاک
بالمقابل بھولا میدان مورلینڈ روڈ ممبئی ۱۱

ہر عشاق کی نہایت ہے
ایک اندازِ اوجِ قسمت ہے

اکتفا ہے حسین خوابوں پر
یہ تسلی میں قناعت ہے

عہد کرنا، وفا سے کترانا
حسن والوں کی عام عادت ہے

بندگی میں بھی حسنِ ظن قائم
آدمی کی یہی شریعت ہے

سارا گلشن ہے گوش بر آواز
ہر طرف نغمۂ محبت ہے

بارِ گل سے کلائی خم کھائے
یہ حکایت نہیں حقیقت ہے

دل لیا، دل کے بعد جاں لے لی
چیرہ دستی بھی کیا قیامت ہے

تیرے کوچے میں خودکشی ممنوع
جان دینے کی کیا سہولت ہے

آپ خوشترؔ سے مل کے دیکھیں تو
واقعی اس کا دم غنیمت ہے

لہٰذا آپ نے فرمایا کہ بھارت اور چین ایک دوسرے کی
بات سے مستفیض ہو سکتے ہیں اور اس طرح تجربے کے
ی تبادلے سے مماثل مسائل حل کئے جا سکتے ہیں۔
مسٹر ماہونگ نے وزیراعلیٰ سے گفتگو کے دوران بھارت
پہلے وزیراعظم شری جواہر لال نہرو اور اس وقت کے چینی
راعظم چاؤ این لائی کے "پنچ شیل" کے اصولوں کا ذکر کرتے
نے فرمایا کہ آج عالمی رہنما بقائے امن کی خاطر پنچ شیل کے
اصولوں کے قائل ہو گئے ہیں۔
چینی وفد کے قائد نے مزید فرمایا کہ بدھ مت بھارت
سے چین آیا ہے اور آج بھی چینی عوام پر اس کا غلبہ
۔ علاوہ ازیں انھوں نے جاپان کے ساتھ ہوئی چین کی
گ کے دوران بھارت کی طبی ٹیم کی جانب سے چینی
پاہیوں کی طبی خدمات کا بھی تذکرہ کیا۔
اس موقع پر شری ماہونگ نے امدادِ باہمی تحریک
فروغ میں شری وسنت راؤ پاٹل کی خدمات کی ستائش
خصوصی طور پر امداد باہمی شکر فیکٹریوں کے قیام کا ذکر
تے ہوئے انھوں نے فرمایا کہ شکر کی پیداوار میں چین ابھی
بچھے ہے۔
چینی وفد کے قائد نے مزید فرمایا کہ ان کا وفد بھارت
سبز انقلاب سے بے حد متاثر ہوا ہے۔
وزیراعلیٰ نے اس موقع پر مسٹر ماہونگ کو گوتم بدھ کی ایک
مورتی نیز وفد کے دیگر اراکین کو یادگار تحفے پیش کئے۔
مسٹر ماہونگ نے وزیراعلیٰ کو اپنی کتاب چینی معیشت
جدید حکمتِ عملی، نیز چینی آرٹ سے متعلق ان کی کتاب
تین جلدیں پیش کیں۔

حادثات سے محفوظ رہنے کی تعلیم دی جائے۔ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت عامہ نے ۱۶ر جنوری
بمبئی میں برلا ماتوشری سبھا گھر میں ایسوسی ایشن فار ٹراما کیئر
آف انڈیا برائے ٹراما کیئر آف انڈیا کی جانب سے "ماڈرن ٹرینڈ
ان ٹوٹل ٹراما کیئر" کے موضوع پر منعقدہ سمپوزیم کا
افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ سماج میں جیسے جیسے صنعتوں کا
پھیلاؤ بڑھتا جا رہا ہے ویسے حادثات بھی بڑھتے جا رہے ہیں
لہٰذا ایک عام آدمی کو حادثات سے محفوظ رہنے کی تعلیم کا دیا
جانا بے حد ضروری ہو گیا ہے۔
شریمتی راؤ نے ایک گھریلو عورت کو بھی حادثات سے بچنے کی
تعلیم دیئے جانے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے مزید فرمایا
کہ حادثات تجربہ گاہوں اور ان مقامات پر رونما ہوتے ہیں
جہاں آتشگیر اشیاء کا ذخیرہ رکھا رہتا ہے اس لئے ان جگہوں
پر مناسب احتیاطی بندوبست کیا جانا چاہیئے۔
ڈاکٹر شریمتی راؤ نے ایسوسی ایشن سے اپیل کی کہ وہ اس
مہم کے تحت وسیع پیمانے پر پروگرام منعقد کریں۔ آپ نے
حادثات کے شکار لوگوں کا منتخب ہسپتالوں میں ایسوسی ایشن کی
جانب سے مفت علاج کئے جانے کے پروگرام کی ستائش کی۔
سر جیمس فراسر ڈین آف کالج تقریب کے مہمانِ خصوصی نے
اس موقع پر ایسوسی ایشن کی سرپرستی قبول کی۔
شری ڈی۔ ایم سکھتنکر میونسپل کمشنر نے بھی اس موقع پر
اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
ڈاکٹر سی۔ کے گوئل نے مہمانوں کا استقبال کیا اور ڈاکٹر گوتم سین
نے شکریہ ادا کیا۔

حضرت محمدؐ نے دنیا کو درسِ انسانیت دیا ہے

پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی اثیر

پیغمبرِ اسلام حضرت محمدؐ نے اپنی تعلیمات کے ذریعہ دنیا میں
چھائے ہوئے اندھیروں کو دور کیا اور انسان کو انسان سے محبت
کرنے کا درس دیا۔ عالم انسانیت کو خدائے برتر کا شکر گزار رہنا
چاہیئے کہ اس نے حضرت محمدؐ کو مبعوث فرمایا۔ پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی
اثیر وزیر محنت ٹرانسپورٹ اوقاف اور جیل نے ۱۶ر جنوری کو بمبئی
میں آل محمدؐ ویلفیئر سوسائٹی کی جانب سے مرزا علی اسٹریٹ
امام واڑہ بمبئی میں پانچویں سالانہ گرانڈ جشن رسالت مآب
تقریب میں اپنی افتتاحی تقریر میں ایک عظیم الشان جلسہ
سے خطاب فرما رہے تھے۔ آپ بطور مہمانِ خصوصی مدعو تھے۔
صدارت کے فرائض شری سید اختر حسین رضوی نے انجام
دیئے۔ پروفیسر اثیر نے مزید فرمایا کہ حضورؐ کی زندگی پر ۱۴ سو سال

سے لکھا جارہا ہے پھر بھی وہ نامکمل ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہم ایک قرآن اور ایک رسول کو ماننے والے ہیں اور رسول کا نعرہ لگاتے ہی ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جاتے ہیں اور اگر ہم اسلام کی تعلیمات پر خلوص دل سے عمل کریں تو ہم دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

اس دینی تقریب میں شری سید رضوی ممبر پارلیمنٹ نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ ڈاکٹر سید مجاہد حسین حسینی، پروفیسر ایم۔ ڈی کالج بمبئی نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔

اس موقع پر ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے علمائے دین کے علاوہ شری سید احمد ایم ایل اے بمبئی۔ شری سید باقر... ایم ایل اے حیدرآباد، ریاض احمد خاں مدیر قومی راج، خلیل احمد صابری مدیر نور بمبئی اور دیگر معزز افراد نے شرکت کی۔

عوامی عدالت کا افتتاح

سپریم کورٹ کے جسٹس شری پی۔ این بھگوتی نے ۱۲ جنوری کو عوامی عدالت کو بمبئی میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اس عدالت سے انصاف سے محروم سماج کے غریب طبقات کے افراد کو راحت ملے گی۔

آپ سڈنہم کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس میں عوامی عدالت اور بمبئی مضافاتی علاقے کی قانونی امداد کمیٹی کے نمائندوں کے اجلاس کا افتتاح کررہے تھے۔

شری شیواجی راؤ پاٹل نیلا نگیکر وزیر قانون و عدلیہ اور ریاست مہاراشٹر قانونی امداد و مشاورتی بورڈ کے چیرمین نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ وزیر موصوف نے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ بھارت کا دستور غریبوں کی تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا ہے لیکن آج بھی جہالت اور صحیح رہنمائی حاصل نہ ہونے کی وجہ سے غریب افراد تکالیف اٹھاتے ہیں۔ عوامی عدالت ان لوگوں کی تکالیف دور کرنے کی غرض سے قائم کی گئی ہے۔ آپ نے پیشہ ور قانون داں افراد سے اس سلسلے میں تعاون کی درخواست کی۔

شری شیواجی راؤ پاٹل نیلا نگیکر نے فرمایا کہ اس قانونی امدادی اسکیم کے تحت ۲۰۰ معاملات کی مدد کی گئی اور ۵۵ معاملات میں مفت قانونی مشورے دیئے گئے۔ آپ نے فرمایا کہ عوامی عدالت کے ذریعے ... سے بھی زائد تنازعوں کا تصفیہ کیا گیا ہے۔ آپ نے ابتداً پرانے کردہ علاقوں میں اس اسکیم کو طلبا و روشناس کرایا گیا۔

اس سے قبل شری جسٹس چندر شیکھر دھرما دھیکاری بمبئی ہائی کورٹ، سرپرست بمبئی عظمیٰ قانونی امداد و مشاورتی بورڈ نے اپنی خیر مقدمی تقریر کے دوران فرمایا کہ مفت قانونی امدادی اسکیم ہی وہ واحد اسکیم ہے جسے عدالتوں کا تعاون حاصل ہے۔

شری ایم۔ بی۔ واشی ایڈوکیٹ نے شکریہ ادا کیا۔

امسال ماہ اگست تک ریاست میں مزید ۱۸ ٹی۔ وی مراکز کا اجراء

وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے متعلقہ محکمہ جات کے افسران بشمول آل انڈیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن افسران سے درخواست کی ہے کہ مرکزی حکومت کی جانب سے ریاست مہاراشٹر کے لئے منظور کردہ ٹیلی ویژن کے ۱۸ کم قوت ترسیلی مراکز کے قیام کا کام امسال ماہ اگست تک مکمل کرلیا جائے۔

وزیر اعلیٰ ۱۲ جنوری کو بمبئی میں متعلقہ اسکیم پر عمل آوری کی نگرانی کے لئے اپنی زیر صدارت تشکیل کردہ اعلیٰ سطحی کمیشن کی پہلی میٹنگ کے شرکاء سے خطاب کررہے تھے۔

مرکزی حکومت کے ادارہ اطلاعات و نشریات نے ان مراکز کے قیام کی اجازت دی ہے ان کے نام اس طرح ہیں: سولاپور، کولہاپور، سانگلی، ناسک، مالیگاؤں، دھولے، جلگاؤں، بھساول، ناندیڑ، اورنگ آباد، احمد نگر، پربھنی، لاتور، جالنہ، اکولہ، امراوتی، گوندیا، اور چندر پور۔ وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ رتناگیری، سندھو درگ، اچل کرنجی، بیڑ اور بلڈانہ جیسے ریاست کے پسماندہ علاقوں کے بعض مقامات میں بھی ان مراکز کے قیام کے امکانات کا جائزہ لینے کے بعد مرکز سے اس سلسلے میں درخواست کی جائے گی۔ آپ نے مشورہ دیا کہ ہر مرکز میں کم از کم ۵۰ رنگین اجتماعی ٹی وی سیٹ نصب کئے جانے چاہئیں۔ نیز ضلع پریشد، پنچایت سمیتوں اور گرام پنچایتوں سے درخواست کی جائے گی کہ متعلقہ اخراجات کا کچھ حصہ وہ بھی برداشت کریں۔

تبصرہ

صفحہ نمبر ۲۹ سے آگے

عام قاری کے علاوہ مزاح کو صحیح تناظر اور بیک گراونڈ میں دیکھنے کے لئے مزاح کے خوشہ چینیوں اور اس کی پرکھ، قدر و قیمت کو جاننے اس کو سمجھنے اور اس سے استفادہ کرنے کے لئے بیش بہا مواد ہے۔

نقاد نے انشائے لطیف، بذلہ سنجی طنز و استہزا جیسے عنوانات کے تحت ۵۰ مختلف موضوعات سے بحث کی ہے، منظوم خصوصیات کے تحت ۸۔ اور تضحیک کے تحت ۲۰، اور پھر انداز بیان کے موضوع کے تحت ۴۲ متفرقات ۸ موضوعات سے بڑی عمدگی سے بحث کی ہے، مکاتیب دکنس' اردو صحافت میں مزاح کارٹون' مرقع مزاحیہ کردار دلچسپ عنوانات ہیں، مزاحیہ شعراء اور نثر نگاروں کا تعارف تشنہ ہے، اور بہت سارے نام شریک فہرست نہیں، اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ آج کل بڑی تیزی سے نوجوان مزاح نگار اپنی تخلیقات کی بنا پر سامنے آرہے ہیں اور یقیناً بہت جلد وہ بھی شہرت یافتہ کہلائیں گے، اس فروگذاشت کی وجہ سے ہم نہیں سمجھتے کہ کسی کو یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ وہ نظر انداز کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور کا پیش کردہ شاہکار مقالہ اب ایک ایسی مضبوط بنیاد بن چکا ہے کہ اسکے ہر موضوع اور ہر عنوان پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ اور ہمیں امید ہے کہ ریسرچ اسکالر اس سے استفادہ کرینگے۔

پریم گوپال متل موڈرن پبلشنگ ہاؤس دہلی نے اپنے علمی و ادبی ذوق سے اس کو زیور طباعت سے آراستہ کرنے میں خاطر خواہ محنت کی ہے۔

شری پاٹل نے اطلاعات [illegible] سے اور تعمیر کے [illegible] قطعہ [illegible] افرادی [illegible] [illegible] جیسی ابتدائی ضروریات [illegible] [illegible] حکام سے درخواست [illegible] مراکز کے تعلق سے [illegible] مانسون سے قبل مکمل کرلیں۔

میٹنگ میں شری [illegible] راؤ دیشمکھ وزیر مملکت اطلاعات [illegible] [illegible] بی۔ کے پاٹل ایڈیشنل چیف [illegible] سکریٹری اطلاعات [illegible] سکریٹری محکمہ انتظام عامہ شری ایم آر پاٹل [illegible] جنرل اطلاعات و رابطہ عامہ [illegible]

شری کے۔ پی سری نواسن [illegible] سکریٹری محکمہ محصول شری نیرو نارائن چیف انجنیئر آل انڈیا ریڈیو اور دوردرشن کے علاوہ متعلقہ کارپوریشنوں اور میونسپل کونسلوں کے کلکٹروں اور ایڈمنسٹریٹروں نے بھی شرکت کی۔

این سی سی کی ریاستی یونٹ نے انٹر اسٹیٹ پروفیشینسی ٹرافی جیتی

مہاراشٹر ڈائرکٹوریٹ آف این سی سی نے نئی دہلی میں جمہوریہ کے موقع پر منعقدہ این سی سی کی ۲۵ ویں سالگرہ [illegible] انٹر ڈائرکٹوریٹ جنرل پروفیشینسی اینڈ اچیومنٹ ٹرافی حاصل کی۔ یہ ٹرافی مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی موجودگی میں پیش کی گئی۔

اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے کراس کنٹری دوڑ مقابلے میں انعام پانے والے کیڈٹوں کو انعامات تقسیم کئے۔ آپ نے بتایا کہ اس قسم کے تربیتی کیمپوں سے قومی یکجہتی کے جذبے کو تقویت ملتی ہے۔

شری پاٹل نے کیڈیٹوں کو آگرہ کی سیر کے لئے ۵۰ روپے کی رقم دینے کا اعلان کیا۔

شری سدھاکر نائیک وزیر تعلیم بھی اس موقع پر موجود تھے۔

مراسلت و ترسیل زر

کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ یا خط کے اوپر درج ہوتا ہے) پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ صاف صاف لکھیئے بلکہ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی تحریر فرما دیجئے۔ اس طرح اندراجات میں آسانی ہو جاتی ہے۔

بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ کی
۱۲؍جنوری کو بمبئی آمد پر مہاراشٹر کے
گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف سانتا کروز
ہوائی اڈے پر آپ کا استقبال کرتے ہوئے۔

خبریں تصویروں میں

*

بھارت میں پولینڈ کے سفیر مسٹر ریسارڈ مینرول کو واسنی
۱۲؍جنوری کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے
ملاقات کرتے ہوئے۔

*

*

بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ایم۔ ایس۔ گورے،
کوکن اور مہاراشٹر کے سیلاب سے متاثرہ افراد کی راحت کے
لئے یونیورسٹی کے طلبہ کی جانب سے جمع کردہ ۲ لاکھ ۵۰ ہزار
روپے کی رقم کا ایک چیک ۹؍جنوری کو مہاراشٹر کے گورنر شری
آئی۔ ایچ۔ لطیف کو پیش کر رہے ہیں۔
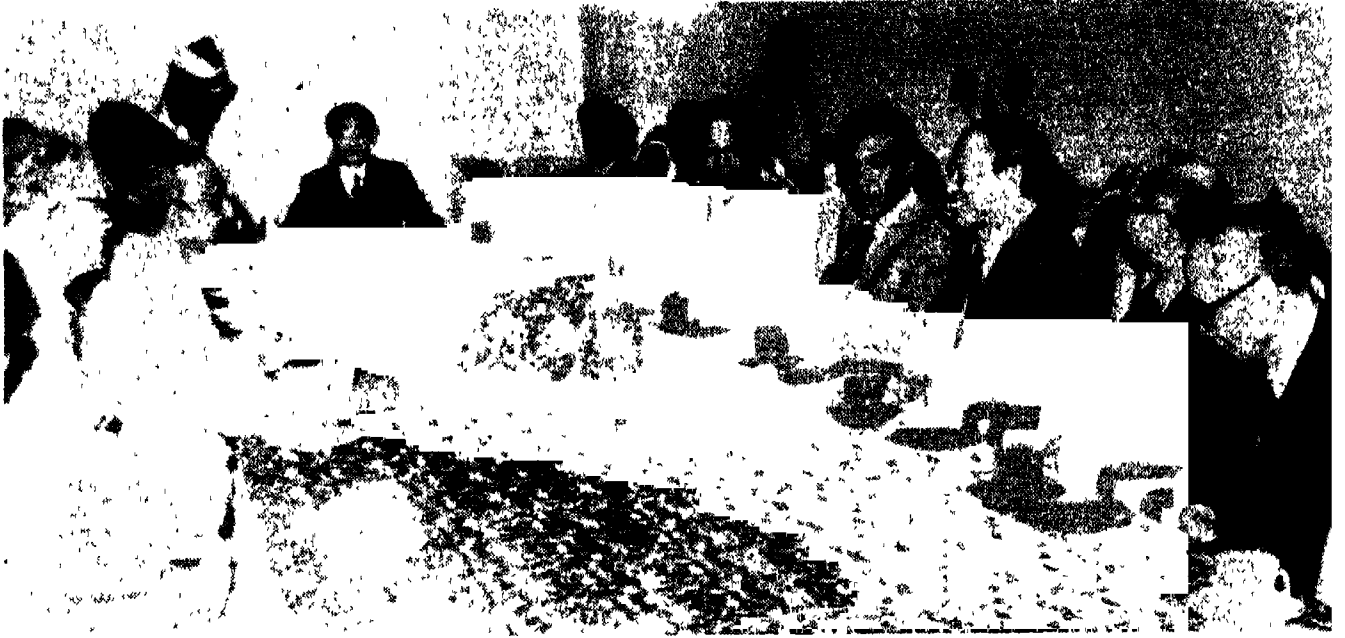
مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف نے بھارت کے دورے پر آئے ہوئے ۱۴ رکنی چینی وفد سے ۱۲ر جنوری کو راج بھون میں ملاقات کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر ایم۔ اے۔ (گورے بھی) دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، ۱۱ر جنوری کو منترالیہ میں منعقدہ انسداد جذام کمیٹی کی پہلی میٹنگ میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت عامہ، شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم شریمتی پرتیبھا پاٹل وزیر غذا اور شہری رسد اور شری اظہر حسین وزیر مملکت برائے ٹرانسپورٹ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے صدر شری مصطفیٰ فقیہہ ۲۰ جنوری کو نائب وزیراعلیٰ شری رام راؤ آدک کی رہائش گاہ "ادیان" پر آپ کو حکومت کے ۳۵٫۶۱ لاکھ روپے کے منافع کا چیک پیش کر رہے ہیں تصویر میں کارپوریشن کے منیجنگ ڈائرکٹر شری ایم ڈوہا اور محکمہ صنعت کے جوائنٹ سکریٹری شری اتپل کمار مکھوپادھیہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مہاراشٹر کے لیبر ویلفیر بورڈ کی جانب سے منعقدہ ڈراموں کے مقابلہ کی جلسۂ تقسیم انعامات ۱۲ جنوری کو شری ستیش پیڈنیکر، وزیر مملکت برائے محنت کے زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں (دائیں سے بائیں) مقابلے کے ایک جج شری مہاڈک، ویلفیر کمشنر شری بھسے مائیک پر شری ستیش پیڈنیکر، ڈپٹی ویلفیر کمشنر شری مانجریکر اور مقابلے کے دوسرے جج شری دیواکر گندھے دیکھے جا سکتے ہیں۔
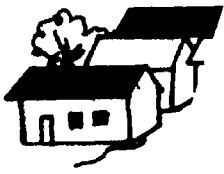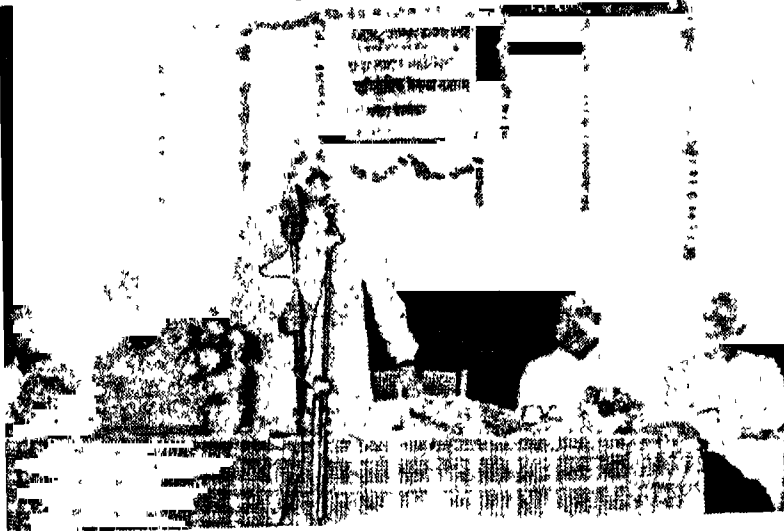
ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت عامہ ۸ جنوری کو بمبئی کے مضافاتی علاقہ وڈالا کی ایک سلم بستی میں مفت ہیلتھ کیمپ کا افتتاح کرنے کے بعد کیمپ کا معائنہ کر رہی ہیں۔

سپریم کورٹ کے جسٹس شری پی۔ این بھگوتی، ۲۱ر جنوری کو بمبئی میں روایتی دیپ روشن کر کے "ریاست مہاراشٹر قانونی شادی بورڈ" کی پہلی عوامی عدالت کا افتتاح کر رہے ہیں۔ تصویر میں مہاراشٹر کے وزیر قانون و عدلیہ شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ تصویر کے دائیں حصے میں عدالت، ایک بیاہتا جوڑے کے کیس کی سنوائی کر رہی ہے۔

بمبئی کے "ساودھان" نامی ایک سماجی ادارے نے ۲۵ر جنوری کو طوائف کے پیشے سے آزاد کی گئی لڑکیوں کی شادی کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر مملکت برائے داخلہ، شری ولاس راؤ دیشمکھ کو نوبیاہتا جوڑوں کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے

مرکزی وزیر مملکت برائے کان اور فولاد شری این۔ کے۔ پی۔ سالوے، حال ہی میں ناشک میں منعقدہ ۲۱۰ ویں ہند کیسری مقابلہ میں ہند کیسری پہلوان شری سریش چندر کو چاندی کا مگدر دے رہے ہیں۔ تصویر میں اس تقریب کے صدر مہاراشٹر کے وزیر توانائی ڈاکٹر بلی رام ہیرے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ تصویر کے دائیں حصے میں پہلوان سریش چندر اور پہلوان آنند رام کی کشتی کا ایک منظر دیکھا جا سکتا

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۵ر جنوری کو بمبئی کے مضافاتی علاقے، گورے گاؤں کے تعلیمی ادارے "نوتن ودیا مندر" کے "مہاراشٹر ہائی اسکول" کی نئی عمارت کی تعمیر کے آغاز سے قبل بھومی پوجا کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں آپ کی اہلیہ شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم۔پی بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1984

ماما وریرکر کے لکھے ہوئے ناٹک "سنیاشا چا سنسار" (سنیاسی کا سنسار) کا ایک منظر۔ یہ ناٹک، للت کلا درش ناٹک کمپنی نے پیش کیا تھا۔

آج سے برسوں قبل ماما وریرکر نے اپنے ناٹک "[illegible]" (سونے کا کلس) میں [illegible] نے کی تجویز پیش کی تھی۔ [illegible] کے ایک منظر میں بھارگو رام [illegible]، نانا پھاٹک اور ماتھیکر دیکھے جا سکتے ہیں۔

ماما وریرکر نے اپنے ناٹک "ناچ تولا چا باپ" (ناچ [illegible] کا باپ) میں جہیز کی مخالفت کی تھی۔ اس ناٹک کو بھی للت کلا درش ناٹک کمپنی نے پیش کیا تھا۔ ناٹک کے ایک منظر میں کیشوراؤ بھولے اور بالو راؤ پینڈھارکر دیکھے جا سکتے ہیں۔

UMIRAJ : **Regd. No. MH-BY South-544** *Licence No. 89 for 'without prepayment of postage'*

بھارت کے پہلے صدر ڈاکٹر راجیندر پرشاد ۱۹۵۹ء میں
ماما وریرکر کو "پدم شری" ایوارڈ دے رہے ہیں۔

شائع کردہ : شری مرن ہاشی، ڈائرکٹر جنرل ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ : گورنمنٹ سینٹرل پریس، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۰۴
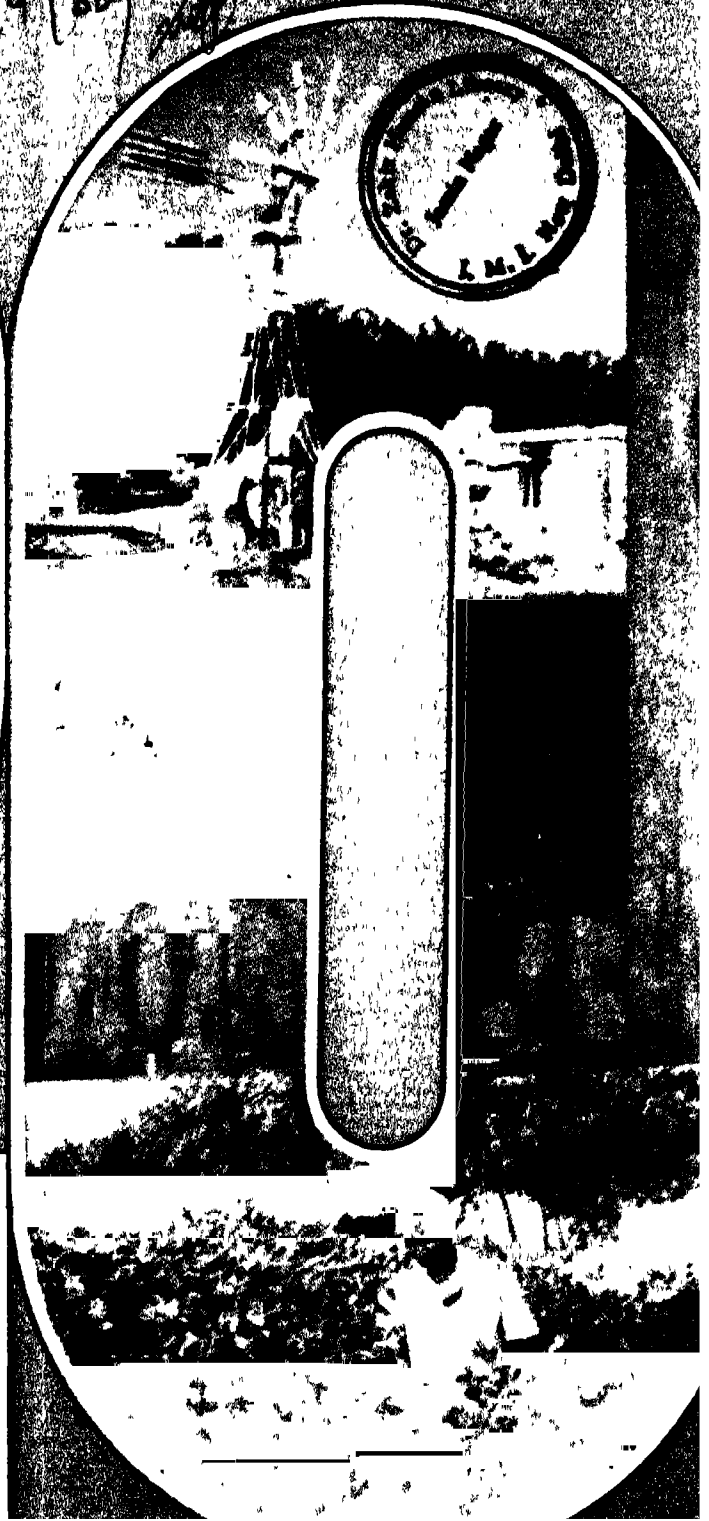
شرم ایو جیتے

(ہمیشہ محنت ہی کی جیت ہوتی ہے)

جب ۲۰۔نکاتی پروگرام کا اعلان، پہلے پہل ۱۹۷۵ء میں کیا گیا تھا، تب ہی میں نے خبردار کر دیا تھا کہ کسی معجزے کی امید نہ رکھی جائے۔ اس وقت بھی اور آج بھی صرف ایک ہی جادو ہے جو غریبی دور کر سکتا ہے — اور وہ ہے سخت محنت، جس کی پشت پر واضح مقصد اور نظم و ضبط ہو اس کے پاس ڈھلوان راستے پر رکنے کے لئے نہ وقت ہوتا ہے نہ مقام۔ ہمارا قومی مقولہ ہے — "ستیہ میو جیتے —" (جیت ہمیشہ سچائی کی ہوتی ہے۔) اپنی روزمرہ زندگی میں، ہمیں ایک اور مقولہ اپنانا چاہیئے — "شرم ایو جیتے —" سچائی اور مشقت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیجئے کیونکہ ترقی اور خوشحالی کے لئے یہی چٹانی بنیاد ہے۔

ہماری معاشیات کا قدم ترقی کی جانب اٹھ چکا ہے۔ اب یہ ہم پر منحصر ہے کہ اس قدم کو برقرار رکھیں تاکہ ہمارے اپنے لاکھوں، کروڑوں کا بوجھ ہلکا ہو — یہ پروگرام آپ میں سے ہر ایک کے لئے ہے اور پوری قوم کیلئے ہے، جو ہماری ہے تاکہ ہم اس کی خدمت کریں، نوازیں اور اسے آگے بڑھائیں، میں آپ سے صدق دلی کے ساتھ تعاون چاہتی ہوں تاکہ پروگرام کو کامیابی نصیب ہو۔

وزیر اعظم اندرا گاندھی

بیس۲۰ نکاتی پروگرام خصوصی نمبر

جلد ۱۱ — **قومی راج** — شمارہ ۳

۱۰ فروری ۱۹۸۴ء

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
سالانہ:۔ دس روپے فی پرچہ:۔ ۵۰ پیسے
نگران:۔ خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

ترتیب ______ صفحہ نمبر

(اوپر) سرورق ۳ ادیباسی علاقوں میں زراعت اور چھوٹے جنگلات کی پیداوار کی ذاتی تجارت ممنوع قرار دے دی گئی ہے۔
(نیچے) مہاراشٹر نے خاندانی بہبود و صحت پروگرام پر عمل آوری میں حسب روایت نمایاں کارنامہ انجام دیا ہے۔

سرورق ۴ اختتام جون ۱۹۸۴ء تک مجموعی طور پر ۲۵ء۱۲ لاکھ ہیکٹر اراضی کی سینچائی کا نشانہ پورا کیا جائے گا۔

چیف ایڈیٹر:۔ موہن پاٹل

ایڈیٹر:۔ ریاض احمد خاں

• سید اختر الاسلام
مدیر ہفتہ وار میرٹھ میلہ
۱۵۸ ۔ شاہ پیر ۔ میرٹھ ۲۵۰۰۰۲ (یو۔پی)

ہندی کے اولین صحافی پنڈت بابو راؤ وشنو پراڈکر کی حیات اور کارناموں پر مشتمل "قومی راج" کا خصوصی نمبر نظر نواز ہوا ۔ منشی پریم چند کے لئے جو اخبار "ہنس" نکالا گیا تھا اس کی زیارت کے ساتھ ساتھ دیگر قدیم اخباروں کے متعلق بھی تفاصیل ملیں ۔
"رن بھیری" نامی جریدہ جسے پراڈکر جی دستی تحریر میں شائع کرتے تھے ۔ اسی طرز پر مختلف مقامات پر مختلف اخبارات دستی تحریر میں شائع ہوا کرتے تھے اور یہ جریدے خفیہ طور پر تقسیم ہوتے تھے ۔
موجودہ شمارہ صحافتی تحقیق میں نئے باب کا اہم اضافہ ہے ۔

★

• رشید بلوی
قصبہ و ڈاک خانہ ۔ باون بزرگ بلا
ضلع رائے بریلی (یو۔پی)

پندرہ روزہ "قومی راج" نظر سے گزرا ، پرچے کا ہر ایک مضامین کا عمدہ انتخاب اور غزلوں کا نمائندہ طرز ۔ ان بہت پسند آیا ۔ مزید برآں کہا جا سکتا ہے کہ حکومت مہاراشٹر ہی اس وقت اردو کی خدمت میں سب سے آگے ہے ۔

★

• شرقی ملیح آبادی
سکریٹری بزم عروج ادب ،
۳۵۳/۱۱۶ ۔ پوسٹ آفس راوت پور ۔ کانپور ۲۰۸۰۱۹

۲۸ نمبر کا "قومی راج" نظر نواز ہوا ۔ بلا شبہ آپ کی قابل قدر ادارت میں معلوماتی مضامین ، ادبی تخلیقات ، انشائیہ ، مزاح اور غزلیات سے مزین مرقع وہ بھی پندرہ روزے ۔ قلیل وقفہ قومی راج

میں شائع ہونا ۔ لائق صد تحسین ہے ۔ تہ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ خدا کرے پندرہ روزہ قومی راج ترقی کی انتہائی منزلوں پر گامزن نظر آئے اور اردو کی خدمت کا جذبہ اور ادب کے مالا مال ہونے کا باعث ہو ۔

★

• نثار قریشی
جی/۲۰۳ "نیل کمل"
چنچولی پھاٹک ۔ ملاڈ (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۶۴

تقریباً تین سال بعد "قومی راج" دیکھنے اور پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ۔ پچھلے تین سال میں نے لیبیا میں گزارے ۔ ماشاءاللہ "قومی راج" جوان ہو گیا ۔ قومی راج کو آپ نے پال پوس کر بڑا کیا ۔ اب اس کی جوانی پر نکھار آ رہا ہے ۔ معلوماتی مضامین ، نظمیں ، غزلیں ، خبریں اور تصویریں اپنے دامن میں لئے اردو کا ایک بھرپور اور خوبصورت رسالہ بن گیا ہے ۔ اسے سنوارنے اور سجانے میں آپ کی محنت اور کوشش قابل داد تو ہے ہی لیکن ساتھ ہی ساتھ حکومت مہاراشٹر بھی شکریہ کی مستحق ہے کہ اس نے اردو کے فروغ کے لئے قومی راج کا اجرا کر کے اردو نوازی کا ثبوت دیا ۔

★

• ترنم جہاں بنت گلاب خان
جائکواڑی (شمالی) اورنگ آباد

۲۵ جولائی ۱۹۸۳ء کا قومی راج دستیاب ہوا ۔ پڑھ کر بے حد خوشی ہوئی ۔ تمام مضامین پسند آئے ۔ مضامین کی ترتیب ایک مشکل کام ہوتا ہے لیکن بڑی ترتیب سے رسالہ کی زینت بن گئی ہے ۔ اردو ادب کا شاہکار ہے ۔ خزانہ ہے ۔ خوبصورتی ہے ۔ اپنی رائے کے مطابق یہ ہے کہ اس میں ادبی پارے اور اقوال زریں کبھی کبھی دیئے جائیں تو رسالے کی عظمت و شان دوبارہ ابھر آئے گی ۔

★

مضمون نگار حضرات سے گذارش ہے کہ اپنے مضامین صاف ، خوشخط اور کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھ کر روانہ فرمائیں ۔
(ادارہ)

نامکمل کاموں کی تکمیل کیلئے خود کو ایک مرتبہ پھر وقف کیجئے

گورنر مہاراشٹر کی اپیل

ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف
گورنر مہاراشٹر

بھارت کے ۴۴ویں سالانہ یوم جمہوریہ کے موقع پر مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ۔ لطیف نے آل انڈیا ریڈیو اور دور درشن بمبئی سے نشریہ اپنی تقریر میں ریاست کے عوام کو اس دن کی مبارکباد پیش کی۔ نیز گذشتہ سال ریاست میں قدرتی مصائب سے دوچار ہونے والے افراد کی راحت کے لئے بروقت مؤثر اقدامات کرنے پر ریاستی حکومت کی ستائش کی۔ علاوہ ازیں آپ نے ریاست کے عوام کے حالاتِ زندگی اور خصوصًا دیہی عوام کے طرز زندگی کو بہتر بنانے کے لئے آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی اور روزگار کے مزید مواقع کی فراہمی جیسے دیگر امور کے لئے کئے گئے سرکاری اقدامات پر اظہار اطمینان کیا۔ اسی کے ساتھ گورنر موصوف نے نظام تعلیم کو بہتر بنانے کی ضرورت پر زور دیا اور افلاس اور بے روزگاری جیسے ان مسائل کی طرف توجہ مرکوز کرائی جو خود زندگی کے لئے ایک خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

آپ کی تقریر کا متن درج ذیل ہے :۔

”میرے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ ہمارے اس عظیم جمہوریہ کے قیام کی ۴۴ویں سالگرہ کے موقع پر مجھے مہاراشٹر کے عوام کو مبارکباد دینے کا اعزاز حاصل ہوا ہے۔ بلاشبہ یہ خوشیاں منانے کا دن ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ ذاتی محاسبہ کا بھی دن ہے۔

پچھلا برس مسائل اور دشواریوں سے خالی نہیں تھا خصوصًا ہمارے دیہی عوام کچھ زیادہ ہی مسائل سے دوچار ہوئے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں گذشتہ سال کے دوران خشک سالی، شدید بارش اور سیلاب کی وجہ سے ہماری ریاست نے جانی اور مالی نقصان اٹھائے اور متعدد مقامات سے ترسیل کے ذرائع ٹوٹ گئے، میں ریاستی

حکومت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان قدرتی مصائب کے دوران فوری طور پر مؤثر راحت اقدامات فراہم کرنے کے لئے ہر سطح پر سرکاری انتظامیہ نے بہترین کارگذاری کا مظاہرہ کیا، اس کارگذاری کو میں نے اور میری بیوی نے خود دیکھا ہے۔ ہم اس وقت اور متاثر ہوئے جب ہم نے دیکھا کہ ان مصائب میں گھرے ہوئے افراد جرأت مندی اور تحمل کے ساتھ ان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

دیہی خوشحالی ۔ اولین مقصد

ہماری ریاست کی ترقی اور خوش حالی ریاست کے دیہی باشندوں کی ترقی اور بہبود سے منسلک ہے، کیوں کہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں ریاست کی ۸۰ فیصد آبادی دیہی باشندوں پر مشتمل ہے۔ فطری طور پر ہم ان کی بہبود کو دیگر امور پر فوقیت دیتے ہیں۔ ہماری حکومت کسانوں کے معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لئے انہیں آبپاشی کی سہولتیں فراہم کر رہی ہے۔ انہیں زراعت کے جدید طریقوں اور تیکنیکوں کا علم اور تربیت دے رہی ہے۔ نیز زیادہ سے زیادہ کھیتوں میں مخلوط بیجوں کی بوائی کا اہتمام کر رہی ہے۔ علاوہ ازیں دیہی علاقوں میں روزگار کی فراہمی اور دیہی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے بھی کوششیں جاری ہیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں کی دیہاتوں سے شہروں کی جانب منتقلی کم ہو جائے گی۔

یہ امر ہمارے لئے باعثِ فخر ہے کہ سوتی ملوں کی ہڑتال کے باوجود ریاست مہاراشٹر نے ملک کی معاشی ترقی میں اہم رول ادا کیا۔ حکومت کو مزدوروں کی بہبود سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں۔ میں ہمارے مزدوروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ کسی صورت میں بھی کوئی ایسا اقدام نہ کریں جس کے سبب پیداوار پر منفی اثر ہو حتیٰ کہ بہتر اجرت کے مطالبہ کے دوران بھی انہیں یہ احتیاط برتنی چاہیئے کیوں کہ اگر وہ احتیاط نہیں برتتے تو بالآخر نقصان ان کا ہی ہوتا ہے۔

بیس نکاتی پروگرام: ہمارا نصب العین

مجھے خوشی ہے کہ ریاستی حکومت ۲۰ نکاتی پروگرام کے نفاذ کو برابر ترجیحی بنیاد پر نافذ کر رہی ہے، نیز آج ملک میں خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے نفاذ میں ہماری ریاست اول نمبر پر ہے، بلاشبہ اس سے مستقبل میں ہمارے عوام کی ترقی اور خوش حالی کے لئے راہیں ہموار ہوتی ہیں۔ اسی طرح "شجر کاری پروگرام" کے نفاذ میں بھی مہاراشٹر ملک کی دیگر تمام ریاستوں سے آگے ہے۔ اس سلسلے میں "فضائی تخم ریزی" ریاستی حکومت کا تجربہ میرے نزدیک قابلِ تعریف اقدام ہے۔ اس سے دور دراز اور دشوار گذار علاقوں میں بڑے پیمانے پر شجر کاری کے امکانات روشن نظر آتے ہیں۔

ہمارے یہاں بجا طور پر تعلیم کے مسئلہ کو ترجیحی بنیاد پر حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صرف ایک سال کے عرصہ میں ریاست میں ۶۰۰ اسکول، ۶۲ پالی ٹیکنک اور ۸۰ کالج کھولے گئے۔ امراؤتی میں ایک یونیورسٹی کے قیام کا کئی لوگوں کا خواب بھی اسی سال شرمندۂ تعبیر ہوا۔ میرے نزدیک حکومت کا یہ فیصلہ خصوصی طور پر قابلِ ستائش ہے کہ دسویں جماعت تک تمام لڑکیوں کی مفت تعلیم دی جائیگی۔ تکنیکی تعلیم اور اسکول ایجوکیشن سے متعلق دو علیحدہ ریاستی سطح کی کمیٹیوں کا قیام یہ واضح ثبوت ہے کہ حکومت ہمارے تعلیمی نظام کی بہتری پر سنجیدگی کے ساتھ غور کر رہی ہے۔ ان کمیٹیوں کے مباحث سے میں بھی وابستہ ہوں اور مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان کی سفارشات ہمارے تعلیمی نظام کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہو رہی ہیں۔

اپنی ان کامیابیوں پر خوشیاں مناتے وقت ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہمیں ابھی کئی منزلیں طے کرنی ہیں۔ کئی دشواریوں پر غلبہ پانا ہے۔ غریبی اور بے روزگاری آج بھی عام ہے، یہ آج بھی ہماری زندگی کے لئے خطرہ ہیں۔ رائے گڑھ ضلع کے حالیہ واقعے سے حکومت اور عوام ہم سب ملول ہیں، ہم سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ اختلافات ختم ہو جائیں اور ایک مرتبہ پھر ہم آہنگی قائم ہو۔

"اپنی مدد آپ"

مسائل تو ہمیشہ ہی رہیں گے ہمارے عظیم روحانی ورثہ، ہمارے روایتی صبر و تحمل و قوت برداشت اور زندگی کے ہر شعبہ میں ہماری قابلیت اور مہارت کے پیشِ نظر ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے، ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ آیئے آج ہم سب خود اعتمادی اور جرأت کے ساتھ ایک مرتبہ پھر ہمارے نامکمل کاموں کی تکمیل کے لئے خود کو وقف کرنے کا عزم کریں۔ اور اس کے لئے "اپنی مدد آپ" کو اپنا اصول بنائیں۔ "
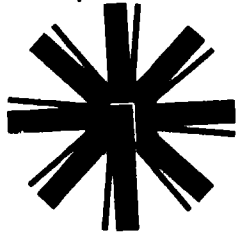
وزیرِ اعلیٰ کا پیغام

شری وسنت راؤ پاٹل
(وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر)

مجھے یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی کہ "قومی راج" ۱۰ فروری ۱۹۸۲ء کو "۲۰۔نکاتی پروگرام خصوصی نمبر" شائع کررہا ہے۔ نظرثانی کردہ ۲۰۔نکاتی پروگرام کا اعلان وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۴ جنوری ۱۹۸۲ء کو کیا تھا۔ یہ چھٹے پنجسالہ پلان میں شامل بعض نہایت اہم سماجی اور معاشی پروگراموں پر پوری توجہ دیتا، اور انہیں تیزی کے ساتھ متحرک بنانے کا تقاضہ کرتا ہے جہاں نظرثانی کردہ پروگرام پورا زور آبادی کے کم نصیب طبقوں کے لئے رہن سہن کے بہتر حالات کی فراہمی کے واسطے کوشاں رہنے کی تائید میں ہے۔ وہیں پیداوار میں جو طرفہ اضافہ بھی اس کا مقصد ہے۔

یہ پروگرام ان اسکیموں پر خاص زور دیتا ہے جو قوم کے غریبوں اور کم نصیب طبقوں کی معاشی اور سماجی حالتوں میں بہتری لانے کے لئے اور مربوط دیہی ترقی اور دیہاتیوں کے روزگار کے قومی پروگرام زراعتی اراضی کی انتہائی حد کی تجدید پر عمل درآمد اور فاضل زمین کی تقسیم اور ساتھ ہی دستکاری ہینڈلوم، چھوٹے پیمانے کی اور دیہی صنعتوں وغیرہ کی نشو و نما سے متعلق سائیان کو مضبوطی عطا کرنے اور وسعت دینے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ ان سب کا مقصد یہ ہے کہ روزگار کے مواقع بڑھیں، دیہات کے غریب باشندوں کے وسائل و ذرائع کی بنیاد مضبوط ہو اور ان کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ اس کے ذریعے جن دیہاتوں کے لئے پینے کا پانی دشوار مسئلہ بنا ہوا ہے، انہیں پینے کا پانی مہیا کرنا، دیہاتوں وغیرہ میں بسنے والے خاندانوں کیلئے مکانات کے سلسلے میں زمین کا انتظام کرنا اور کمزور طبقوں کے لئے بنیادی راحتوں اور سہولتوں کی دستیابی کو وسعت دینا بھی مقصود ہے۔

مختصراً یہ کہ نیا "۲۰۔نکاتی پروگرام" ان لوگوں کی بہبودی کے لئے ہے جو اگرچہ تعداداً اکثریت میں ہیں لیکن بایں ہمہ کمزور، فراموش کردہ اور حقوق کی کمیابی کا شکار ہیں۔ یہ پروگرام بالواسطہ لیکن یقینی طور پر اس طبقے میں نئی امیدیں اور امنگیں پیدا کرنے کا سبب بن رہا ہے اور قومی ترقی کے معاملے میں انہیں سرگرمی کے ساتھ اور بامقصد انداز میں شریک ہونے کے وسائل سے آراستہ کررہا ہے۔ اس طرح یہ پروگرام کمزوروں کے لئے وسیلۂ قوت و توانائی بن رہا ہے۔

لہٰذا ضروری ہے کہ اس پروگرام کے عمل درآمد میں لوگوں کا خوش دلانہ تعاون اور پرجوش شرکت حاصل کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے جس کا مقصد غریبوں کی بھلائی ہو۔

مہاراشٹر کی حکومت اور لوگ اپنے طور پر اس نئے "۲۰۔نکاتی پروگرام" کے عمل درآمد پر نہ صرف پوری طرح کمربستہ ہیں بلکہ اس کے لئے خود کو وقف کرچکے ہیں تاکہ سماج کے غریب طبقوں کی زندگی، جینے کے لائق اور جد و جہد کرنے کے قابل بن سکے۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ "خاص نمبر" پڑھنے والوں اور سماجی کارکنوں کے لئے مفید رہنما ثابت ہوگا اور کمزور طبقوں کی بھلائی کے لئے ان کے دلوں میں شوق و سرگرمی کے ساتھ کام کرنے کا ولولہ پیدا کرے گا۔

شری رام راؤ آڈک
(نائب وزیر اعلیٰ مہاراشٹر)

نائب وزیر اعلیٰ کا پیغام

نہایت فخر کی بات ہے کہ ڈائریکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز کا 'قومی راج' کا شمارہ وزیر اعظم کے ۲۰۔ نکاتی سماجی و معاشی پروگرام پر ۱۰ فروری ۱۹۸۴ء کی تاریخ میں ایک خاص نمبر پیش کر رہا ہے۔

دراصل یہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام قومی ارتقاء کی کوششوں کے تعلق سے نہایت نہایت نازک حلقوں کی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتا اور سماجی و معاشی پروگراموں کو اور زیادہ محرک اور سرگرمی کے ساتھ باعمل بنانا چاہتا ہے تاکہ سماج کے کم نصیب اور غربت زدہ طبقوں کی زندگی میں بہتری لائی جا سکے۔ یہ پروگرام قوم کے کمزور طبقوں کی بہبود و بہتری کا پروانۂ حقوق ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ خوراک اور مقدار دونوں لحاظ سے ان چیزوں کو پوری طرح حاصل کیا جائے جن کا حصول ان نکات کا مقصود ہے۔

چونکہ ریاستی حکومت غریب اور کمزور ترین طبقوں کی بہبود کے فلسفے سے اتفاق رکھتی ہے۔ اس لئے وہ رضاکار تنظیموں اور سماجی کارکنوں کی مدد سے ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر پوری قوت سے عمل کئے جانے کے حق میں ہے تاکہ سوسائٹی کے سب سے آخری اور پست طبقے میں بھی اعتماد کی جوت جاگے اور ان کی امنگوں اور امیدوں میں اضافہ ہو۔ غریبی کو مٹانے کا ہمارا بنیادی مقصد اور خوش بختی اور خوش حالی کو کمزور ترین اور روندے ہوئے طبقوں کی دہلیز تک لے جانے کا ہمارا دلی ارادہ تب ہی پورا ہو سکتا ہے جب ہم بھرپور محنت سے کام لیں اور نظم و ضبط کے ساتھ ہم میں حصولِ مقصد کا پاک و صاف احساس کارفرما ہو اور یہی وہ چیز ہے جس پر ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ہمیشہ زور دیتی رہی ہیں۔

تاہم، عوام میں یہ احساس پایا جاتا ہے کہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ شریک کیا جانا چاہیئے تاکہ اس پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد ممکن ہو سکے۔ اس باب میں سماجی کارکنوں اور رضاکارانہ اصول پر کام انجام دینے والی ایجنسیوں سے صحیح طور پر یہ امید کی جا سکتی ہے کہ وہ عام لوگوں میں اس کے لئے سرگرمی پیدا کریں اور اس سلسلے میں مختلف جگہوں پر کیمپوں کا انعقاد کر کے لوگوں کے ذہنوں کو تیار کریں۔ ایسے کارکنوں اور ایجنسیوں کی مشنریوں جیسی رغبت و تندہی ہمارے لئے بہت کارآمد ہو سکتی ہے اور سوسائٹی میں خاموش اور پرامن انقلاب پیدا کرنے کا اچھا ذریعہ بن سکتی ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ خاص نمبر پڑھنے والوں اور سماجی کارکنوں کیلئے روشنی کا مینارہ ثابت ہوگا اور سوسائٹی کی تعمیرِ نو میں بہتر نتائج پیدا کرنے کا سبب بنے گا۔

ملک میں ۲۰۔ نکاتی پروگرام کی عمل آوری کا جائزہ لینے کے لئے ۱۴ر اپریل ۱۹۸۳ء کو نئی دہلی میں ملک کی تمام ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کی ایک کانفرنس طلب کی گئی تھی جس میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ریاستوں کے سربراہوں سے خطاب کیا تھا زیرِ نظر مضمون آپ کے اسی خطبہ پر مبنی ہے۔

۲۰۔ نکاتی پروگرام کی زبردست اہمیت

آج ہم یہاں ایک خاص مقصد کے تحت جمع ہوئے ہیں۔ یعنی اپنے ملک کے یا دنیا کے حالات کا عام جائزہ لینے کے لئے نہیں بلکہ اس بات پر تبصرہ کرنے کے لئے کہ نظرثانی کردہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام نے کس حد تک ترقی کی منزلیں طے کی ہیں۔ ابتدائی پروگرام، جیسا کہ آپ جانتے ہیں ۱۹۷۵ء میں شروع کیا گیا تھا۔ لیکن چونکہ اس کے کئی عناصر کامیابی کے ساتھ عمل میں آچکے ہیں اور اس لیے کہ پنجسالہ منصوبہ پر کارروائی پھر سے شروع کی جاچکی ہے۔ اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ اس پروگرام پر بھی نظرثانی کی جائے۔ ہمیں اس بات پر خاص توجہ دینی پڑے گی کہ اس پروگرام کو عام ترقیاتی منصوبہ کے ساتھ کس طرح مربوط کردیا جائے تاکہ یہ ہمارے عوام کی بہبود اور پیداوار کے لئے ایک کارآمد ہتھیار ثابت ہو۔

مقبول جدّوجہد

۲۰۔ نکاتی پروگرام ایک قومی پروگرام ہے۔ اسے پوری قوم کے لئے تشکیل دیا گیا ہے۔ اس سے نہ پہلوتہی برتنی چاہیئے اور نہ وزیراعظم کا پروگرام سمجھنا چاہیئے اور نہ یہ خیال کرنا چاہیئے کہ یہ کسی خاص پارٹی کا پروگرام ہے۔ اس میں بس اتنی سیاست ہے کہ یہ پوری قوم کا پروگرام ہے۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ جہاں کہیں اس پروگرام پر اچھے انداز میں عمل کیا گیا وہاں عوام کی زندگیوں میں نمایاں بہتری پیدا کی۔ یہی وجہ ہے کہ سابقہ اور موجودہ دونوں پروگراموں کا عوام نے پُرجوش خیرمقدم کیا جس میں کمزور طبقے کے لوگ بالخصوص پیش پیش تھے۔ نئے نظرثانی کردہ پروگرام کی پیش رفت حوصلہ افزا ثابت ہوئی ہے خصوصاً جب ہم اس بات پر نظر کرتے ہیں کہ مختلف امور جو اس میں شامل ہیں ان پر عمل درآمد کرنے سے پہلے مناسب اداروں اور ایجنسیوں کو تشکیل دینے میں کافی وقت لگ گیا۔ مجھے اس

امر کے اظہار و اقرار میں کوئی پس و پیش نہیں کہ یہاں کی حکومت سے تمام کل پرزے اس باب میں سست رفتاری سے کام کر رہے ہیں۔ لازم ہے کہ ہم جو مرکز سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ سب لوگ، جن کا تعلق ریاستوں سے ہے اس بات پر بہترین توجہ دیں کہ اس معاملے میں اور تمام دوسرے معاملات میں جن کا تعلق ہمارے عوام سے ہے کام کی رفتار کو کس طرح زیادہ تیز کریں۔

ضروریاتِ زندگی (روٹی، کپڑے) کی اہمیت

ہم چاہے ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر عمل کر رہے ہوں یا منجملہ طور پر منصوبہ بند پلاننگ پر، ہمارا تجربہ کام کو وقت کی پابندی کے ساتھ کرنے کی اہمیت پر زور دیتا ہے۔ ہم اپنے منصوبوں کی تکمیل کرتے تو ضرور ہیں لیکن بدقسمتی سے اکثر اس وقت کے بعد، جو مقصود و مقرر ہوتا ہے اور وہ بھی کچھ اضافی خرچ کرنے کے بعد انجام دیتے ہیں۔ زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ ہم اپنے لگائے ہوئے سرمایہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کا خیال نہیں کرتے اور نہ اس اطمینان و یقین کو اپنا مطمع نظر بناتے ہیں کہ منصوبے نہایت اچھائی اور صلاحیت کے ساتھ ہمیشہ کام کرتے رہیں۔ عمومیت کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ منصوبہ بندی کے مرحلے میں بھی بروقت کام کی تکمیل نظر انداز کر دی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم ہمیشہ پیداوار کے جاری رکھنے کا اور زائد کل پرزوں کا انتظام کرنے پر توجہ نہیں دیتے اور نہ یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ ٹریننگ دے کر بوقت ضرورت مرمت کرنے کے لئے لوگوں کو تیار رکھیں وغیرہ وغیرہ۔ اس بنا پر پاور ہاؤسیز وغیرہ سے جس حد تک کام لیا جاسکتا ہے اتنا کام نہیں لیا جاتا۔ ہماری سڑکوں اور مکانات کی خراب و خستہ حالت اور یہ حقیقت کہ ہماری بسیں شاذونادر ہی دھوئی جاتی ہیں یا ان کی کام دینے کی مدت و صلاحیت یا میں یہ بھی کہہ سکتی ہوں کہ ہمارے ڈرائیوروں کی ڈرائیونگ کی صلاحیتوں اور معیار کی شاید ہی کبھی جانچ کی جاتی ہو۔ یہاں ہمارے ملک میں گاڑیوں کی تعداد کے لحاظ سے حادثات کی تعداد جتنی زیادہ ہے اتنی دنیا کے کسی دوسرے ملک میں شاید ہی ہو کہ ہماری آفسوں میں صحن اور زینے عموماً غبار آلود ہوتے ہیں اور غیر صاف بھی۔ ٹیلیں جیسے

ہم لکھنے میں کام میں لیتے ہیں، ایک عظیم ملک کی حیثیت سے ہماری خوبیوں کا کوئی اچھا نمونہ نہیں پیش کرتے۔

زراعتی پیش قدمی ضروری

ہمارے لئے یہ بات کتنی پریشانی اور تشویش کی ہے کہ زراعت میں ہم نمایاں پیش رفت کر چکے ہیں پھر بھی اناج کی پیداوار بہت ہی امید افزا اضافہ کے بعد ادھر کئی سال سے ۱۲۰ تا ۱۲۵ ملین ٹن سے آگے نہیں بڑھ سکی۔ یہ بات البتہ ہوئی کہ اناج کی پیداوار کی جس سطح تک ہم پہنچ چکے ہیں۔ اس کی بدولت گذشتہ سال کی قحط سالی کو ہم نے زیادہ اہمیت نہیں دی ہے اگرچہ اس کا دائرۂ اثر سابقہ قحط سالیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر اور زیادہ شدید تھا جس میں ۱۹۷۸ء کی زبردست قحط سالی بھی شامل ہے۔

ہماری آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اناج کے لئے ہماری ضرورتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ ہم اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ غیر ممالک سے اناج کی خریداری جاری رکھیں چاہے وہ بوقت ضرورت کار آمد ذخیرہ (بفر اسٹاک) کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو اس لئے جس طرح ہم نے غیر ملکی مالی امداد پر بھروسا کرنا چھوڑ دیا اسی طرح ہمیں بیرونی ممالک سے خریداریوں کی ضرورت بھی ختم کر دینی چاہیئے۔ موجودہ حالات نئی زراعتی پیش قدمی کی اہمیت پر دلالت کرتے ہیں۔ آبپاشی کے رقبوں کو مسلسل وسعت دی جا رہی ہے۔ مالی امداد پیش کرنے میں زیادہ سہولتیں پیدا کی جا چکی ہیں۔ ہمارے پاس ریسرچ، تحقیق اور تقسیم کو بڑھانے کے اداروں کا ایک جال سا بچھایا جا چکا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ آبپاشی سے مستفیض ہونے والے رقبوں سے اور بارش پر انحصار رکھنے والے رقبوں سے بھی، زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو کام میں لائیں۔

میرے خیال میں ہم اپنی خشک زمینوں پر کافی توجہ نہیں دے رہے ہیں۔ ان میں بعض ایسی چیزیں بوئی اور اگائی جاسکتی ہیں جن کے لئے پانی کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ ہمیں سوچنا چاہیئے کہ ایسے خشک قطعات سے کیا پیداواریں حاصل کی جاسکتی ہیں اور ان پر اپنا وقت اور قوت آبپاشی والی زمینوں کے طور طریقوں کے آزمانے پر ضائع نہ کی جانی چاہیئے۔ اناج کے علاوہ، ہمیں پھلیوں اور تلہنوں یا تیل والے بیجوں کی پیداوار پر کافی توجہ دینی چاہیئے

اوران میں غذائیت کی مقدار بڑھانے کے طریقہ اختیار کرنے چاہئیں۔ اگرچہ ہم ان میں سے ہیں جو تلہنوں کے بڑے پیدا کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ پھر بھی پیداواری مقدار کم ہوا کرتی ہے لہذا ہمیں خوردنی تیلوں کی درآمد پر کروڑوں روپے صرف کرنے پڑتے ہیں۔ ہمیں اپنی قوت کو اس خاص رخ پر موڑنے کی ضرورت ہے۔

آج حالت یہ ہے کہ کسی سال اگر گنا اچھی قیمت دیتا ہے تو لوگوں کی کثیر تعداد گنا یا مثال کے طور پر، کپاس یا اسی طرح دوسری کسی پیداوار کی طرف جھک جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اناج کی کمی پیش آجاتی ہے۔ ہماری سوسائٹی آزاد ہے۔ ہم کسانوں کو کسی خاص جنس کی بوائی پر مجبور کرنا نہیں چاہتے لیکن اگر ہماری متعدد ضروریات کے بارے میں کوئی خاص مشورہ دیا جا سکے تو میری دانست میں، زراعت میں ہماری حالت زیادہ مستحکم ہو سکتی ہے اور ہمارے کاشتکاروں کا مستقبل بھی سنور سکتا ہے

خاندانی منصوبہ بندی اور تعلیم

آخر کار، ہم آبادی میں اضافہ کی شرح نیچے یعنی ۲ فیصد بلکہ درحقیقت ۹ ۶ ۱ فی صد تک لے آئے ہیں۔ کامیاب ہو چکے ہیں یہ پہلا موقعہ ہے کہ ہم نے اس حد یا خط کو پار کر لیا جو ایک اچھی خبر ہے اس رجحان کو قائم رکھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ خاندانی منصوبہ بندی پر عمل کرنے والے جوڑوں کی فی صد شرح کو اور بڑھایا جانا ضروری ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ وہ لوگ جو اس سے پہلے خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرتے تھے، اس کی وجہ خواہ تصورات پر مبنی رہی ہو یا سیاسیات پر، اب اس پروگرام کی زبردست اہمیت کو تسلیم کرنے لگے ہیں کیونکہ اس کی تہہ میں خود ہماری اپنی زندگی اور زندہ رہنے کا سوال درپیش ہے۔

ہمیں ۱۴ برس کی عمر تک کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم دینے کے سلسلے میں بہت کام کرنا ہے۔ ہم نے تعلیم کو عمر کے ساتھ متلازم کر دیا ہے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس کام میں دخل دیں جسے ریاستیں انجام دے رہی ہیں بلکہ تعلیم کے معاملے میں اپنے سب بچوں کے لئے ایک طرح کی یکسانیت مہیا کرنا مقصود ہے۔ یہ یکسانیت اتحاد کی

نوع راح

اور تعلیمی معیار کی بھی ہو سکتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مقامی دباؤ کے سبب کبھی کبھی کالج کھولے تو جاتے ہیں درآں حال یہ کہ ریاستی حکومت نہ ان کے معیاروں کو برقرار رکھ سکتی ہے اور نہ ان کے لئے ضروری سازوسامان فراہم کر سکتی ہے۔

آپ شہروں اور دیہی علاقوں میں بالکل ایک جیسی تعلیم نہیں رکھ سکتے بلکہ میرا تو خیال ہے کہ وہاں چھٹیوں کو بھی والدین کے کام کی نوعیت کی مناسبت سے مقرر کرنا چاہیئے۔ کاشتکار یہ چاہیں گے کہ ان کے لڑکے ان کے کاموں میں مدد دیں۔ اس لئے اگر اوقات تعلیم اس طرح رکھے جائیں کہ لڑکے والدین کو مدد بھی دیں اور تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ غالباً اسکولوں کی تعداد میں اضافہ تو ہوگا ہی، ان متعلموں کی استعداد و قابلیت بھی اضافہ پذیر ہوگی۔ مزید برآں، اگر آپ پڑھائی میں ان چیزوں کا ذکر تمثیلاً کریں جن سے طالب علم واقف ہے۔ تو اس کے لئے پڑھنا اور بھی سہل ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر طالب علم کسی ایسے کاشتکار گھرانے کا ہے جس کے یہاں کپاس کی پیداوار ہوتی ہے تو آپ اسے حساب سکھانے سمجھانے میں کپاس کو ذریعہ بنا سکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ اس چیز کے متعلق گھر میں بھی چرچا ہوتا رہتا ہے اسلئے اسکول میں اسی چیز کو ذریعۂ تعلیم بنانا طالب علم کے لئے دلچسپی اور آسانی کا سبب ہوگا۔ اپنی طالب علمی کے زمانے میں ہم نے پونڈ، شلنگ اور پنس کے متعلق پڑھا جبکہ ہم نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا۔ اس لئے ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی تھی کہ ان چیزوں کا مطلب کیا تھا۔ پھر بھی پڑھنے کی خاطر ہم نے پڑھا۔ بعض ایسے طالب علموں کے لئے سیب کا ذکر جن کے یہاں سیب ہوتے ہی نہیں، مہمل سی بات ہوگی لیکن پڑھنا ہے اس لئے پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن اگر ٹیچر طریقۂ تعلیم میں اتنی لچک پیدا کرے کہ کورس وہ ہو جو مقامی طور پر طالب علم کی معلومات کے موافق ہو اور اس معلومات میں اضافہ کرنے کی ترکیب کام میں لائی جائے تو میرے خیال سے یہ سارا پروگرام بہت زیادہ کامیاب ہوگا۔

ہمارے یہاں بچوں کی صحت، غذائیت اور خاندانی منصوبہ بندی کے اہم پروگرام ہوا کرتے ہیں لیکن ان سب کا اثر بہت زیادہ ہوگا اگر عورتیں تعلیم سے آراستہ ہوں اور انہیں ملازمت کے بہتر مواقع ہوں اور سوسائٹی میں انہیں زیادہ باعزت جگہ رکھا جائے۔ عورتوں کا زیور تعلیم سے آراستہ ہونا پورے ملک کی ترقی کے لئے بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔

کوڑا کرکٹ کو دوبارہ قابلِ استعمال بنانا

دوسری اہم بات ہے توانائی کے ذریعوں کو نئے ڈھنگ سے قابلِ استعمال بنانا۔ ایک ایجاد تو بایو-گیس پروگرام کی عمل میں آچکی ہے جسے بڑے پیمانے پر استعمال کے لئے بنایا جانے لگا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کوڑا کرکٹ کے ذریعے توانائی پیدا کرنے کے لئے تحقیق میں شدت لائی جاتے اس لئے بھی کہ یہ پروگرام مقبولِ عام بن جاتے اور اس لئے بھی کہ ان روایتی ذریعوں سے استعمال میں بچت ہوتے لگے جو کم دستیاب ہیں۔ ہوا کی اور آفتاب کی توانائی کو تبدیل کرکے کار آمد بناتے' اور آفتابی توانائی کو فوٹو والٹیک سیل (کیمیاوی طور پر لئے گئے برقی فوٹو کے سیل) کی وساطت سے قابل ِ لاکر سیل بند کرلینے میں کافی کام کیا جاچکا ہے۔ اب پمپ سیٹس اور دوسرے دیہی استعمالات میں کام آنے والی مشینریوں کو توانائی عطا کرنے کے لئے نئی ٹیکنالوجیوں کو تیزی کے ساتھ اختیار کرلینے کے لئے' مناسب ماحول یا موسم پیدا کرنا ضروری ہوچکا ہے۔ کوڑا کرکٹ یا کچرا کو، خصوصاً شہری حلقوں میں، دوبارہ قابلِ استعمال بنانا، جہاں توانائی فراہم کرنے کا سبب ہوگا وہیں امورِ صحت میں بہتری لاتے اور ہمارے شہروں اور دریاؤں کو زیادہ صاف ستھرا رکھنے کا سبب بھی ہوگا جس کی وجہ سے ہمارے شہریوں کو زیادہ صحت مند رہنے میں مدد ملے گی۔

پینے کے پانی کا پروگرام

پینے کے پانی کی فراہمی ۲۰-نکاتی پروگرام کا ایک خاص جزو ہے ملک کے مختلف حصوں میں' جو قحطِ باراں سے متاثر تھے' دورہ کرنے پر میں نے مشاہدہ کیا کہ ہمارے ۲۰-نکاتی پروگرام میں یہ شدید ترین ضرورت کی چیز ہے اور اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ تاہم عام برسوں میں بھی' ملک کے بہت سے علاقوں میں پینے کے پانی کی قلت ہوا کرتی ہے۔ گذشتہ گیارہ مہینوں کے دوران ملک کے ۳۵،۵۸۲ دیہاتوں کو پینے کے پانی کے وسائل مہیا کئے جاچکے ہیں لیکن سب سے زیادہ اہم بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ سختی کے ساتھ [illegible] کے پمپوں اور نلوں کے برابر کام کرنے پر نظر رکھی جاتے۔ کس قدر افسوس ہوتا ہے جب پینے کے پانی کی شدید قلت کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ یہی پانی سڑکوں پر بہہ رہا اور ضائع جا رہا ہے۔

دیہاتوں کی ترقی

پروگراموں میں سب سے زیادہ اہم مختلف دیہاتوں کی ترقی کا باہم متحدہ پروگرام ہے۔ ایسے دیہاتوں کو دوسری مدد کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل مشورے کے ذریعے بھی مدد دیتے رہنا چاہیئے۔ تاکہ جنہیں شروع میں مدد دے کر کسی قابل بنایا گیا وہ مدد نہ ملنے کے سبب پھر پہلے جیسی مجبوری سے دوچار نہ ہوں۔ جن اراضی سے محروم کاشتکاروں کو اراضی دے کر نوازا گیا۔ ان کے کھیتوں کی پیداواری صلاحیت بڑھانے پر توجہ دینی چاہیئے۔ بعض مقامات پر' ایسی کوآپریٹو سوسائٹیاں جن کا قیام بالخصوص تقسیم اراضی سے مستفیض ہونے والوں کے ذریعے اور انہیں کے لئے عمل میں آیا تھا، مفید ثابت ہوئی ہیں اور بچوں وغیرہ کی بخشائش کے ذریعے ان کے خاندانوں کو اپنی اپنی مختصر آمدنیوں کو باہمی بھلائی کے لئے بڑھانے میں مدد ملی ہے لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ مکانات کی تعمیر کی رفتار، مکانوں کے لئے قطعاتِ زمین دیئے جانے کے باوجود، کیوں نہیں بڑھی۔ اسی طرح نہ صرف از سرِ نو جنگلات سازی بلکہ پودکاری یا درخت لگانے پر بھی مسلسل نگاہ رکھنا ضروری ہے ۔ خواہ یہ معاملہ شہروں سے تعلق رکھتا ہو یا اس کا تعلق قصبوں، دیہاتوں، اسکولوں، تمام دیگر عوامی اداروں' صنعتوں یا دوسرے مکانوں سے ہو۔ بلکہ ہمیں پرائیویٹ تجارتی اداروں کی بھی' ایسا کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔

ابتدائی ہیلتھ سینٹروں ضمنی سینٹروں اور بلاکوں کا قیام تمام علاقوں میں عمل میں لایا جاچکا ہے جو بچوں کی صحت کی باہمی مربوط ترقیاتی اسکیم کے تحت، ایک بڑے پیمانے پر نیا ایجاد کردہ پروگرام ہے لیکن مجھے اس کی کوئی معلومات نہیں آیا ان امور کی انجام دہی کے لئے اسٹاف کی تعداد کافی اور پوری ہے بھی یا نہیں۔ اگر رہنمایانہ خطوط و اصول کے مطابق اسٹاف کے انتخاب اور ٹریننگ پر سختی کے ساتھ عمل کیا جاتے تو یہ یونٹیں ہمارے سماج کے غریب ترین لوگوں کی بہتر خدمت کرنے والے ثابت ہو سکتے ہیں۔

درج فہرست فرقوں اور قبائل کی بہبودی

درج فہرست فرقوں اور درج فہرست قبائل کی بہبودی ہماری پنجسالہ منصوبہ بندی نیز ۲۰- نکاتی پروگرام کا مرکزی تختہ ہے۔ ان کی خدمت کے لئے ہمیں ہمدردی رکھنے والے افسروں کی ضرورت ہے جو پوری طرح اپنے آپ کو اس کام کے لئے وقف کر دیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہم اب بھی دوسروں سے اعلیٰ یا کمتر ہونے کے احساسات رکھتے ہیں۔ جب تک ہم اس احساس سے گلو خلاصی حاصل نہیں کرتے کوئی پروگرام بھی درحقیقت نہ کامیاب ہو سکتا ہے اور نہ مضبوط بنیاد پر قائم ہو سکتا ہے۔ مربوط قبائلی ترقی کے منصوبے سے اور ضلع وار دیہی ترقیاتی ایجنسیوں کے اسٹاف میں اضافہ کیا جانا ضروری ہے لیکن ان تمام طبقوں کی مدد، چاہے ان کا تعلق درج فہرست فرقوں سے ہو یا درج فہرست قبائل سے یا پسماندہ جماعتوں سے، اس طرح کی جانی چاہیئے کہ اس کی وجہ سے مقامی طور پر نہ تو ٹکراؤ یا جھگڑے پیدا ہوں اور نہ لوگوں میں مزید جماعتیں بننے لگیں۔ ہم نے بہت سے حلقوں میں یہ بات دیکھی ہے کہ اس کی وجہ سے کئی مسائل پیدا ہو گئے اور خود ان لوگوں کی تکلیفوں میں بھی اضافہ ہو گیا جن کی مدد کرنے کے لئے ہم نے قدم اٹھائے تھے۔

افسران دیہاتوں اور بلاکوں سے ہیڈ کوارٹروں کو اتنا کافی وقت نہیں دیتے کہ انہیں ان رخنوں اور رکاوٹوں کی پوری معلومات ملے جن سے پروگرام دوچار ہوتے ہیں۔ ریاستوں اور ضلعوں کے نظم ونسق سے وابستہ کلیدی افسروں کو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے تبدیل کرتے رہنے کا طریقہ موقوف کر دینا چاہیئے۔ جہاں اضلاع طویل وعریض ہیں اور جن میں بلاکوں کی تعداد ۱۵ سے زائد ہے وہاں نگرانی کرنا مشکل ثابت ہوا ہے۔ ریاستی حکومتیں غور کریں کہ ایسے اضلاع کے حدود کس طرح معقولیت کے ساتھ قائم کئے جائیں۔

اس پروگرام کے مختلف پہلوؤں سے متعدد رضاکارانہ تنظیمیں وابستہ رہ چکی ہیں۔ جہاں انہوں نے دلی لگن سے کام کیا ہے وہاں نتیجہ بہت تسلی بخش رہا ہے۔ ایسی تنظیموں کی وابستگی کو بڑھانے کی کوشش اور تیز کی جانی چاہیئے۔ دیہاتوں کے روزگار کا پروگرام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ آج ہمارے بڑے مسائل میں سے بے روزگاری کا مسئلہ بھی ہے۔ اسی لئے میں نے تعلیم کے مسئلے پر کچھ زیادہ شرح وبسط کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ اس لئے کہ اگر ہم طرز تعلیم میں بعض تبدیلیاں لا سکے تو اس کے ذریعے ہم اپنے نوجوانوں کو بہتر طور پر روزگار مہیا کر سکیں گے اور ان کی قابلیتوں اور علم کو ایک بہتر مقصد کے لئے استعمال کرنے کے قابل ہوں گے۔

بینک کریڈٹ پالیسی

نظر ثانی کردہ ۲۰- نکاتی پروگرام کا ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کئی نکات بینک سے مالی مدد پر زور دیتے ہیں، علاوہ اس مالی سبسڈی کے جو حکومت دیتی ہے۔ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اگر قرض سوچ سمجھ کر دیا گیا تو کمزور طبقوں کو ان کے پاؤں پر کھڑے رہنے میں ہم مدد دے سکیں خیرات دینا کمزور طبقوں میں وہ خود اعتمادی نہیں لا سکتا اور نہ یہ طریقہ پسندیدہ کہلا سکتا ہے۔ قرض ایک مقررہ مدت میں قابلِ ادائیگی ہوا کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو بینک رقمیں دوبارہ دینے کے لئے فنڈس کہاں سے لائیں گے —؟

لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ اگر کوئی سخت وقت آن پڑے، جیسے کہ قحط سالی یا اور کوئی قدرتی آفت، تو ہم اس وقت بھی رقم ادا کرنے پر انہیں مجبور کریں۔ وزرائے اعلیٰ پر بھروسہ کیا جانا چاہیئے کہ وہ ایسے وقت میں نہایت متوازن طریقہ اختیار کریں گے اور مصیبت زدوں کی مصیبت میں مزید اضافہ نہیں کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی ہم خزانے کو فنڈس سے بالکل خالی بھی نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ اس طرح ہم آئندہ دوسروں کو مدد دینے کے قابل ہی نہیں رہیں گے۔ چھٹے پنجسالہ پلان کے وسیلوں میں اس پر کافی زور دیا گیا ہے اور ہم نے اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا کہ پہلے دیئے گئے قرضوں کی باز ادائیگی کہاں مناسب ہے۔ چنانچہ نئے قرضوں کی تقسیم تسلی بخش طور پر جاری ہے۔ جہاں بھی وصولیات کی رفتار سست رہی وہاں ۲۰- نکاتی پروگرام کی رفتار بھی سست پڑ گئی۔

کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں امداد باہمی کی تحریک سرگرمی کے ساتھ جاری ہے لیکن ملک میں ایسے کافی وسیع علاقے ہیں جہاں ایسے اداروں کا وجود ہی نہیں ہے اگر وجود ہے بھی تو وہ کام نہیں کر رہے ہیں یا پھر کچھ ایسے لوگ ان کے کرتا دھرتا بن بیٹھے ہیں جو

انہیں سب سے زیادہ غریب اور سب سے زیادہ کمزور لوگوں کے فائدے کے لئے استعمال نہیں کر رہے ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ امداد باہمی کی تحریک کو زیادہ سرگرم عمل بنائیں اور اس بات پر نظر رکھیں وہ ایسے خطوط پر چلیں جو سبھوں کے لئے فائدہ مند ہوں۔

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم سب سے زیادہ کمزور اور غریب کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم کسی دوسرے فرقے و طبقے کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ایسا کرنا پیداواری نقطۂ نگاہ سے نقصان دہ ہوگا۔ تمام پروگراموں کو اس طرح عمل میں لانا چاہیئے کہ اس سے کسی دوسرے کو نقصان نہ پہنچے۔ جب تک ہم اپنی سوسائٹی میں سماجی اور معاشی برابری کو زیادہ سے زیادہ قریب نہیں لاتے، تب تک ہمارے ملک کی بنیاد مضبوط نہیں ہوگی اور لوگ اس سے متاثر ہوں گے اور مبتلائے مصیبت رہیں گے۔

ایک قوم کی حیثیت سے ہمیں اپنے قدیم اخلاقی اصولوں کے مطابق غریب طبقوں کی اور دوسرے لوگوں کی مدد کرنی چاہیئے تاکہ خود اعتمادی کا دور دورہ ہو۔

قدرتی آفتیں

اپنی تمام تر پیش رفت کے باوجود ہم اب بھی قدرتی آفتوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ قحط سالی، آندھیاں، طوفانی ہوائیں وغیرہ بنیادی طور پر قدرتی آفات ہیں جو ہمارے بس سے باہر ہیں لیکن یہ ماننا پڑے گا کہ بنی نوع انسان نے بعض قدرتی امور سے کچھ اس طرح غلط کام لیا ہے کہ قحط باراں بڑھ گیا اور سیلاب زیادہ آنے لگے اور یہ خود انسانی غلطیوں کے نتائج ہیں۔ جنگلوں کو کاٹنے اور اجاڑ دینے، چراگاہوں کو حد سے زیادہ استعمال کرنے بلکہ فرٹیلائزروں (مصنوعی کھاد اور پانی) سے بے سمجھی کے ساتھ کام لینے وغیرہ معاملات اس سلسلے میں گنائے جا سکتے ہیں۔ اس لئے جب ہم آبپاشی کے پروگراموں، عام فارمنگ کے نمونوں وغیرہ کو عمل میں لانے کا خیال کریں تو لازم ہے کہ ان تمام تفصیلوں پر دور نگاہی کے ساتھ توجہ بھی دیں۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ان غلطیوں کے ازالہ کے لئے، ان کے علاج کے طور پر، دوسرے پروگرام ترتیب دیں تاکہ ان غلطیوں کے نقصانات سے محفوظ رہیں۔ یہ حالات ہمارے دل و دماغ اور ہماری تنظیمی صلاحیتوں کو آزماتے ہیں۔ جب کبھی ہم نے کسی چیلنج کا مقابلہ کیا تو کامیابی سے دوچار ہوئے کیوں نہ ہم وہی سرگرمی اور تندہی اپنے روزمرہ کے نظم و نسق میں دکھائیں اپنے روزمرہ کے مسائل حل کرنے کے لئے کام میں لائیں۔ نہ صرف نظم و نسق میں اور حکومتی معاملات میں بلکہ ان مسائل کے حل کرنے میں بھی جن سے مختلف مرحلوں میں ہمارے اپنے لوگ، ہمارے ہم قوم، الجھے ہوئے اور گرفتار ہیں؟

ہندوستان نے چیلنجوں کا، دھمکیوں کا بلکہ حملوں کا بھی مقابلہ کیا ہے لیکن موجودہ حالت ایسی دگرگوں ہے کہ اس میں صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا یہاں تک کہ سب سے زیادہ دولت مند ملک بھی گرفتار ہیں۔ جب صورت حال یہ ہے تو ہمیں پست ہمت نہ ہونا چاہیئے البتہ ہمیں اپنی کوششوں کو زیادہ تیز کرنا ہوگا، نہ صرف مقصد کے حصول کے لئے کوشش بلکہ ملک میں اتحاد و اتفاق کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اس بات سے واقف ہے کہ وہ بنیاد، جو ہر کامیابی کے لئے ضروری ہے، چاہے، اس کا تعلق غریبوں سے ہو یا اور کسی سے، وہ بنیاد اتحاد و اتفاق ہے، ملک کے ساتھ وفاداری ہے اور امن و امان کی حالت ہے۔ ان کی پائیداری میں ہم سب کی پائیداری ہے۔

نیا ۲۰۔ نکاتی پروگرام

۱۔ آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی اور مزید زرعی پیداوار حاصل کرنے کے لئے دیگر اقدامات۔

۲۔ دالوں اور تلہن کی پیداوار میں اضافے کے لئے اقدامات۔

۳۔ مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام اور قومی دیہی روزگار پروگرام پر مؤثر عمل آوری۔

۴۔ زرعی اراضی حدبندی کا نفاذ، زائد اراضی کی تقسیم اور انتظامی و قانونی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوتے اراضی کے ریکارڈ کی ترتیب۔

۵۔ زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت کا جائزہ اور اس کا نفاذ۔

۶۔ بندھوا مزدوروں کی باز آباد کاری۔

۷۔ مندرج جاتیوں اور قبائلیوں کی ترقی کے پروگراموں پر تیز رفتار عمل آوری۔

۸۔ پینے کے پانی کی فراہمی۔

۹۔ بے گھر افراد کو گھروں کے لئے جگہ کی فراہمی اور گھر کی تعمیر کے لئے امداد۔

۱۰۔ معاشی طور پر کمزور طبقات کی سلم بستیوں کا سدھار، مکانات کی تعمیر کے پروگراموں کا نفاذ اور بیجا طور پر زمین کی قیمتوں کو بڑھنے سے روکنے کے لئے اقدامات۔

۱۱۔ تولید توانائی کو انتہا تک پہنچانا، بجلی فراہم کرنے والے عہدہ داران کے کاموں میں درستگی پیدا کرنا اور تمام دیہاتوں کو بجلی سے روشن کرنا۔

۱۲۔ سماجی جنگل بانی اور جنگل کی زمین کو فارم بناتے اور بایوگیس اور توانائی کے دوسرے متبادل ذرائع کے ارتقا کے پروگراموں کو موثر انداز میں جاری رکھنا۔

۱۳۔ خاندانی منصوبہ بندی کو رضاکارانہ بنیاد پر عوامی پروگرام کے روپ میں آگے بڑھانا۔

۱۴۔ حفظانِ صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور جذام، ٹی۔بی (دق) اور اندھے پن پر قابو پانے کی کوششوں کو معقول طور پر بڑھاوا دینا۔

۱۵۔ عورتوں اور بچوں کی بہبودی کے پروگراموں کو زیادہ تیزی کے ساتھ عمل میں لانا اور حاملہ عورتوں، دودھ پلانے والی ماؤں اور معصوم بچوں، بالخصوص قبائلی، پہاڑی اور پسماندہ علاقوں کی عورتوں، بچوں کے لئے غذائیت بخش پروگراموں پر عمل کی رفتار اور تیز کرنا۔

۱۶۔ ۶ سے ۱۴ برس کی عمر والوں کی، اور خاص طور پر لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کو عام کرنا اور ساتھ ہی طلبا کو اور از خود کام کرنے والی ایجنسیوں کو بالغوں کی بے علمی دور کرنے میں شامل کرنا۔

۱۷۔ فیئر پرائس شاپس کی تعداد زیادہ کرنا، ساتھ ہی دور دراز علاقوں کے لئے موبائیل یا موٹری شاپس کا بندوبست کرنا۔

• کارخانہ مزدوروں اور ہوسٹلوں میں رہنے والے طالب علموں کی ضرورتیں پوری کرنے والے شاپس کھولنا، طالب علموں کے لئے درسی کتابیں اور کاپیاں ترجیحی بنیاد پر مہیا کرنا۔

• استعمال کرنے والوں کے مفادات کی حفاظت کی تحریک کی حوصلہ افزائی کرنا۔

عوام میں تقسیم کاری کرنے کے طور طریقوں کو وسعت دینا۔

۱۸۔ پروجیکٹوں کی بروقت اور یقینی تکمیل کے لئے سرمایہ کاری کے طور طریقوں کو فراخ دلانا اور صنعتی پالیسیوں کو جدید ترین بنانا۔ دستکاریوں، کرگھوں، چھوٹے پیمانے کی اور دیہی صنعتوں کو بھرپور سہولتیں دینا، تاکہ اس میں لگے ہوئے لوگ آگے بڑھیں اور اپنی ٹکنالوجیوں کو زمانۂ حال کے مطابق کرسکیں۔

۱۹۔ اسمگلروں، ذخیرہ اندوزوں اور ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات اور کالے دھن کا خاتمہ۔

۲۰۔ عوامی اداروں کی کارکردگی اور صلاحیت کار میں بہتری لانا۔

آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی اور مزید زرعی پیداوار حاصل کرنے کیلئے دیگر اقدامات

زرعی پیداوار کے اضافے میں آبپاشی کی سہولتیں اہم رول ادا کرتی ہیں۔ ریاستی سینچائی کمیشن کے اندازے کے مطابق زمین پر بہنے والے پانی سے ۵۲۶۶۱ لاکھ ہیکٹر اراضی نیز زیر زمین پانی کا استعمال میں لاکر ۱۸ لاکھ ہیکٹر اراضی سیراب کی جاسکتی ہے۔ اس طرح ریاست کی کل ۷۰۶۶۱ لاکھ ہیکٹر اراضی یعنی زیر کاشت زمین کے ۳۵۶۶۶ فی صد کو زیر آب لایا جاسکتا ہے۔ جون ۱۹۸۳ء کے اواخر تک زمین پر بہنے والے پانی سے ۲۰۶۶۷ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آب لائی گئی تھی۔ جون ۱۹۸۴ء کے اواخر تک اس پانی سے مزید ۲۵ء۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کی تجویز ہے۔

رقبے کے اعتبار سے مہاراشٹر ملک کی تیسری بڑی ریاست ہے۔ یہ ریاست ۳۰۸ لاکھ ہیکٹر اراضی پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس کی ۱۹۸ لاکھ ہیکٹر زمین پر کاشت کی جاتی ہے۔ یہاں مختلف اقسام کی مٹی پائی جاتی ہے اور مقامات کے ساتھ آب وہوا بھی بدل جاتی ہے۔ ملک کی دیگر ریاستوں کے مقابلے میں یہاں کی زمین کم زرخیز ہے۔ ریاست کا ایک تہائی حصہ اکثر و بیشتر

دسمبر ۱۹۸۳ء سے اواخر تک پانی کھینچنے والے ۳۶،۹۵۷ برقی پمپ نصب کئے گئے ان پمپوں کی تنصیب سے دوہری فصل حاصل کی جاسکتی ہے۔

خشک سالی سے متاثر ہوتا رہتا ہے ۔ ان وجوہات کی بنا پر مہاراشٹر کی فی ہیکٹر زرعی پیداوار ملک کی فی ہیکٹر پیداوار سے کم ہے ۔ ریاست کی ۳/۴ فصل خریف کے موسم میں اگائی جاتی ہے اور باقی ماندہ ربیع میں ۔

ریاستی سطح پر تیار کردہ سینچائی منصوبے کے مطابق چھٹے پنجسالہ منصوبہ کے دوران تقریباً ۱،۲۳۹ کروڑ روپے آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی کے لئے خرچ کئے جائیں گے ۔ یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ یہ رقم گزشتہ تیس برسوں میں اس کام کے لئے خرچ کی گئی مجموعی رقم سے بھی زیادہ ہے ۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حکومت آبپاشی سے متعلق پروگراموں کو کتنی اہمیت دے رہی ہے ۔

چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں کے تحت آبپاشی تالاب اور بند تعمیر کئے جاتے ہیں جن سے ۱۰۰ ہیکٹر سے بھی کچھ کم اراضی سیراب ہوسکتی ہے ۔ اسی طرح اٹھاؤ سینچائی اسکیم اور پانی ذخیرہ کرنے کے تالابوں کی تعمیر پر تقریباً ۵ لاکھ روپے خرچ آتا ہے ۔ یہ اسکیمات متعلقہ ضلع پریشد نافذ کرتی ہے اور تمام تر سرمایہ ریاستی حکومت فراہم کرتی ہے ۔ آبپاشی کی فراہمی کے لئے نئے کام شروع کرنے سے قبل نامکمل کاموں کی تکمیل کو ترجیح دی جاتی ہے ۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تحت آبپاشی کے چھوٹے پروجیکٹوں کے ذریعے ۱،۵۰ لاکھ ہیکٹر اراضی کو سیراب کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے ۔

ریاست میں آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی کے امکانات محدود ہیں لہٰذا حکومت خشک کھیتی کے جدید طریقوں کو عام کرنے کی طرف بھی توجہ دے رہی ہے ۔ چنانچہ حکومت کانڈ علاقوں میں مٹی کی نمی کو برقرار رکھنے کی بنیادی ضرورتیں کسانوں کو فراہم کر رہی ہے نیز انہیں اچھے بیج بھی فراہم کر رہی ہے ۔

چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو سینچائی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے حکومت نے ان کی زمینوں پر کنوؤں کی کھدائی کا ایک پروگرام جاری کیا ہے ۔ اس پروگرام کے تحت خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے تعلقوں کے ان کسانوں کا احاطہ کیا جاتا ہے جن کی زمین تین ہیکٹر سے زیادہ نہ ہو اور اس زمین کو نالوں یا اٹھاؤ سینچائی پروجیکٹ کے تحت پانی فراہم کرنا ممکن نہ ہو ۔ کنوؤں کی کھدائی اور اس پر بجلی کے موٹر پمپ کی تنصیب کے تمام اخراجات ریاستی حکومت برداشت کرتی ہے ۔ کسان کو محنت یا نقد رقم کی صورت میں ۵ فی صد اخراجات برداشت کرنے ہوتے ہیں ۔ اس پروگرام

کولہاپور ضلع کے مقام ہرواڈے میں بنائے گئے بندھ کا ایک منظر ۔

کولہاپور ضلع کے دیہات کو شیرے میں پسماندہ طبقات کے افراد کے لئے کھدوا گیا ایک کنواں ۔ کنوؤں سے سینچائی کر کے کسان دوہری فصل حاصل کرتے ہیں ۔

کے تحت مستفیض ہونے والے کل کسانوں میں ۲۰ فی صد کسان منڈیج جاتیوں / قبائلیوں سے متعلق ہوں گے۔ اس اسکیم کے نفاذ کا اہم مقصد ان چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی ہے جو بینکوں سے قرض لینے کی اہلیت نہ رکھنے کی وجہ سے حکومت کی مروجہ اسکیم سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ زیر بحث اسکیم ۹۲ خشک سالی سے متاثرہ تعلقوں میں نافذ العمل ہے۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۵۰۰ کنوؤں کی کھدائی کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

شری وڈگار اب باغایت دار بن گئے

عثمان آباد ضلع کے کلب تعلقہ سے کسان شری گجیندر تاتیا با وڈگار حکومت کی اس اسکیم سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اس اسکیم کے تحت آبپاشی کی سہولت فراہم ہونے سے پہلے کی صورت حال بیان کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں —

" ہمارے یہاں زراعت کا دارومدار پوری طرح بارش پر ہے۔ میری ۲۶۱۷ ہیکٹر زمین ہے۔ دن رات کی میری انتھک محنت کے باوجود مجھے اس زمین سے قابل قدر مقدار میں زرعی پیداوار نہیں ملتی تھی زراعت سے میری سالانہ آمدنی صرف ۰۰۰ روپے تھی۔"

شری وڈگار نے حکومت کی مذکورہ اسکیم کے تحت اپنی زمین میں کنواں کھدوایا اور اب ان کے شب و روز بدلے ہوتے ہیں۔ شری وڈگار کے کھیت کی مٹی زیادہ زرخیز نہیں اور نہ ہی اسے کاشت کاری کے لئے اچھی مٹی قرار دیا جا سکتا ہے — تاہم کنوئیں کے پانی کی وجہ سے اب وہ اپنے کھیت میں گنا، پھل، سبزی، مرچ اور پیاز جیسی فصلیں اگا رہے ہیں۔ اب وہ ایک باغایت دار ہیں۔ شری وڈگار اب کہتے ہیں :

" میری ان فصلوں کی وجہ سے مجھے امید ہے کہ میری آمدنی پانچ ہزار روپے سے تجاوز کرے گی۔"

نالوں کے ذریعے سینچائی کی سہولت
شری مہسکے کی کامیابی

آبپاشی پروجیکٹ کے کمانڈ علاقے میں کمانڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی (سی اے ڈی اے) کے تحت نالوں کے ذریعے آبپاشی کے لئے پانی کی فراہمی سے آبپاشی کے لئے صرف بارش پر انحصار کرنے والے کسانوں کو جو راحت ملی ہے اس کا اندازہ اورنگ آباد ضلع کے مقام اکھت واڑہ کے کسان شری دنائیک راؤ یا بوراؤ مہسکے کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے — بابوراؤ کی ۳۶۶ ہیکٹر زمین ہے جس پر کاشت کاری کے لئے وہ پوری طرح بارش کے دارومدار پر تھے۔

جائیکواڑی پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد مہسکے کی زمین اس پروجیکٹ کے کمانڈ ایریا کے تحت آئی جس کی وجہ سے اسے نالوں کے ذریعے پانی فراہم ہونے لگا۔ اب وہ بارش کے محتاج نہیں تھے۔ شری مہسکے اب کہتے ہیں :

" نالے کے پانی کی وجہ سے ہماری زراعت میں انقلاب آیا ہے۔ پائیلیٹ آفس سے باقاعدگی کے ساتھ مقررہ وقت پر ہمیں پانی فراہم ہوتا ہے۔ پہلے مجھے میرے کھیت سے ۱۵ یا ۱۶ کونٹل مونگ پھلی کی فصل حاصل ہوتی تھی۔ اب یہ فصل ۲۳ کونٹل تک پہنچ گئی ہے۔ اس اچھی فصل کے لئے مجھے سی۔ اے ڈی۔ اے کی جانب سے توصیفی سند اور ۵۰۰ روپے نقد انعام دیا گیا۔"

مہسکے اب ایک ہیکٹر زمین میں گنا اور ۱۶۶ ہیکٹر میں مونگ پھلی کی کاشت کرتے ہیں۔ مہسکے مزید کہتے ہیں :

" اگر نالے سے پانی نہیں فراہم ہوتا تو مجھے اپنی اور اپنے بال بچوں کی کفالت کے لئے زمین کو فروخت کر دینا ہوتا۔ اب میری زرعی آمدنی میں ڈیڑھ گنا اضافہ ہوا ہے اور مجھے مزید اضافے کی توقع ہے۔ ★

۲

دالوں اور تلہن کی پیداوار میں اضافے کے لئے اقدامات

دالوں اور تلہن کی پیداوار کے لئے حکومت نے ۸۱ - ۱۹۸۰ء سے ایک خصوصی پروگرام جاری کیا ہے۔ ریاست تلہن کے معاملے میں خود کفیل نہیں ہے۔ دالوں کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے زیادہ پیداوار دینے والے اعلیٰ اقسام کے بیج ابھی دستیاب نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں ریاست کی مختلف زرعی یونیورسٹیاں اپنی اپنی کوششیں کر رہی ہیں۔ یونیورسٹیوں میں ریسرچ جاری ہے بلاشبہ یہ ایک وقت طلب مرحلہ ہے لہٰذا حکومت، فوری طور پر دالوں اور تلہن کی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ اراضی پر ان کی کاشت کی جانب توجہ دے رہی ہے۔

محکمۂ زراعت کا ایک افسر اورنگ آباد ضلع کے کسان شری جناردن پاٹل کو دالوں کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے جدید طریقوں کا ان کے کھیت میں عملی مظاہرہ کرکے دکھا رہا ہے۔

دالیں

دالوں کی طلب اور فراہمی کے مابین پائے جانے والے فرق کو جلد از جلد دور کرنے کے لئے حکومت نے ایک خصوصی پروگرام جاری کیا ہے۔ ۸۰ - ۱۹۷۹ء کے دوران ۲۶،۶۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر دالوں کی کاشت ہوئی تھی۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران کل ۲۷،۶۴ لاکھ ہیکٹر اراضی پر دالوں کی کاشت ہوئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران توقع ہے کہ یہ کاشت ۲۸،۹۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر کی جائے گی۔ ۸۰ - ۱۹۷۹ء میں دالوں کی پیداوار ۸،۲۳ لاکھ ٹن تھی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں یہ پیداوار ۱۵ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔

تلہن

ریاست کے جن علاقوں میں تلہن کی کاشت ہوتی ہے وہاں زراعت کا انحصار بارش پر ہے جس کی وجہ سے پیداوار کم ہوتی ہے۔ تلہن کی طلب اور فراہمی کے بیچ پائے جانے والے فرق کو دور کرنے کے لئے حکومت کے جاری کردہ خصوصی پروگرام کے تحت موسم گرما کے دوران آبپاشی کے ذریعے مونگ پھلی کی کاشت کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں ربیع اور خریف کے دوران سورج مکھی کی فصل پر بھی زور دیا جا رہا ہے۔ ۸۰ - ۱۹۷۹ء کے دوران ۱۸،۹۶ لاکھ ہیکٹر اراضی پر تلہن کی کاشت ہوتی تھی جبکہ ۸۳ - ۱۹۸۲ء کے دوران ۲۱،۸۱ لاکھ ہیکٹر اراضی پر تلہن کی کاشت ہوئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۳ لاکھ ہیکٹر اراضی پر تلہن کی کاشت کا اندازہ ہے۔ اسی طرح ۸۱ - ۱۹۸۰ء میں تلہن کی پیداوار ۱۲،۲۳ لاکھ ٹن تھی جو

۸۳-۱۹۸۲ء میں ۵۰ء۲۱ لاکھ ٹن ہوئی ، موسمِ گرما کی مونگ پھلی کی پیداوار میں بھی اسی طرح اضافہ ہوا ہے ۔ ۸۰-۱۹۷۹ء میں یہ پیداوار ۴۳ء۴ لاکھ ٹن تھی ۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۷۰ء۷ لاکھ ٹن ہوئی اور سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۳۶ء۳ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے ۔

ایک کارپوریشن کا قیام

مذکورہ بالا پروگراموں کے علاوہ حکومت نے تلہن کی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ آئیل سیڈس کمرشیل اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن لمیٹیڈ بھی قائم کی ہے اس کارپوریشن کا کام خوردنی تیل کی پیداوار بڑھانے کے لئے جاری کردہ پروگراموں کو عالمی بینک کی مدد سے نافذ کرنا ہے ۔ پربھنی میں کارپوریشن کے مجوزہ کمپلیکس کیلئے حکومت نے ۳۰۲ لاکھ روپے کا حصص سرمایا فراہم کیا ہے نیز ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۲۵ لاکھ روپے فراہم کرنے کی تجویز زیرِ غور ہے ۔

مانسون اسکیم کی کامیابی

دالوں اور تلہن کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے ریاستی حکومت ہر ممکن اقدام کر رہی ہے ۔ اس سلسلے میں حکومت کسانوں کو اعلیٰ اقسام کے بیج اور دیگر ضروری اشیاء فراہم کرتی ہے جن کی مدد سے کسان اچھی فصل اگا سکتے ہیں ۔ کوہاپور ضلع

پریشد نے مانسون اسکیم کے تحت ۱۹۸۲ء کی موسم گرما کے مونگ پھلی کی اچھی فصل حاصل کرنے کے لئے ۲۳۹ کسانوں میں ۴۰ء۴۰,۲۵ روپے کی اشیاء فراہم کیں ۔ رادھانگری تعلقہ کے مقام سارو ڈے کے شری تکارام مہادیو پاٹل کو اس اسکیم کے تحت فی ہیکٹر کے حساب سے ۲۵۰ گرام "مانسون رہیزوبیم کلچر" پیکٹ دئے گئے تھے ۔ شری پاٹل کے مطابق ان پیکٹوں سے انہیں بے حد فائدہ ہو رہا ہے ۔

دالوں کی پیداوار میں اضافہ کے لئے ریاستی حکومت نے تمام تعلقوں میں کسانوں کو ۵۰ فی صد قیمت پر رہیزوبیم پیکٹ تقسیم کئے ہیں ۔ ہتھکنگلے تعلقہ کے مقام کمبھوج کے شری شیوا ہنڈے کو مونگ کی کاشت کے لئے اعلیٰ اقسام کے بیج فراہم کئے گئے تھے ۔ انہیں بیجوں کی قیمت میں فی کلو ۳ روپے کی رعایت دی گئی تھی ۔ شری ہنڈے نے بتایا کہ ان بیجوں کی وجہ سے انہوں

✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱✱

ریاستی ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ کے رائے گڑھ ضلع کے سب آفس کی جانب سے حال ہی میں پین ین بیس نکاتی پروگرام سے متعلق ایک ثقافتی پروگرام منعقد کیا گیا تھا ۔ زیرِ نظر تصویر میں شری آر ۔ ایس ۔ وابگاؤنکر ڈپٹی ڈائریکٹر آف انفارمیشن، پروگرام میں منعقدہ مقابلوں کے انعام یافتگان کو انعام دے رہے ہیں ۔

محکمۂ زراعت کا ایک افسر بیڑ ضلع کے مقام ونجارواڑہ میں مہادیو آنند ٹانڈلے کو مینور اسکیم کے تحت ان کے کھیت میں مونگ پھلی کی اچھی فصل حاصل کرنے کے جدید طریقوں کا عملی مظاہرہ کرکے دکھا رہا ہے۔

نے بہت اچھی فصل حاصل کی۔

گریجویٹ نوجوان نے ہل اٹھالیا

بیڑ ضلع میں بالاگھاٹ کے پہاڑی سلسلوں کے دامن میں ایک دیہات ونجارواڑی آباد ہے۔ اس دیہات میں ایک تالاب ہے جس کا پانی سینچائی کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مہادیو آنند راؤ تنڈالے اس دیہات کا ایک تیس سالہ نوجوان ہے جس نے گریجویشن تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد شہر میں نوکری تلاش نہیں کی بلکہ دیہات جاکر کاشتکاری اختیار کی۔ مہادیو کا یہ فیصلہ اور کھیتوں پر عام ان پڑھ کسانوں کے ساتھ اس کا محنت کرنا، لوگوں کو بڑا عجیب لگتا تھا۔ مہادیو چونکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا، باشعور تھا۔ اس نے سرکاری کی مختلف زرعی اسکیموں کا بغور مطالعہ کیا اور محکمۂ زراعت کی مشاورت سے ایک تجربہ کیا۔

کرشی راج

مہادیو نے اپنے کھیت پر روایتی فصل اگانے کی بجائے تلہن کی فصل اگانے کا فیصلہ کیا۔ اسے ریاستی حکومت کی مینور اسکیم کے تحت اعلیٰ قسم کی بس مد مونگ پھلیاں بوانے کے لئے فراہم کی گئیں جنہیں اس نے ... لگھٹوں ... دیا۔ مہادیو کو یقین ہے ... اس ... ایکڑ کھیت میں ان اعلیٰ قسم کے بیجوں سے ... ہونا ... لوٹنل ... ہوگی

★

۲۰ ـ نکاتی سماجی، معاشی پروگرام کا مقصد منجملہ طور پر ہے کہ پیداوار میں ہمہ جہتی ترقی ہو۔

۳ مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام اور قومی دیہی روزگار پروگرام پر مؤثر عمل آوری

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام، مرکز کے جاری کردہ پروگرام کی حیثیت سے نافذ کیا گیا تھا۔ ۲ر اکتوبر ۱۹۸۰ء سے اس کے تحت پوری ریاست کا احاطہ کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کا اہم مقصد افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے دیہی خاندانوں کی آمدنی میں اضافے کے لئے انہیں سہولتیں فراہم کرنا نیز اس سلسلے میں ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ ساڑھے تین ہزار روپے تک سالانہ آمدنی والے یا دو ہیکٹر اراضی کے مالکان کو افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے خاندان تصور کیا جاتا ہے۔ ان معنوں میں ریاست میں ۳۰ لاکھ خاندان افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ چھٹے پنج سالہ منصوبے کے پہلے تین سالوں میں زیر بحث پروگرام کے تحت ۴۶٫۶۲ لاکھ خاندانوں کا احاطہ کیا گیا۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۱۶٫۸ لاکھ خاندانوں کا احاطہ کرنے کی تجویز ہے۔ اس طرح ۸۴-۱۹۸۳ء کے اواخر تک اس پروگرام کے تحت مجموعی طور پر ۶۳٫۶ لاکھ خاندانوں کو امداد دی جائے گی اگر پروگرام پر عمل آوری کی رفتار برقرار رہی تو چھٹے پنج سالہ منصوبے کے اواخر تک ۸۶٫۸۶ لاکھ خاندانوں کی امداد کے نشانے سے تجاوز کرنا ممکن ہوگا۔ قومیائے گئے بینک اور وہ دیگر مالی ادارے جو اس پروگرام کے تحت ضرورت مند خاندانوں کو مالی امداد دیتے ہیں۔ اس پروگرام کی موثر عمل آوری کو ممکن بنانے میں اہم رول ادا کر رہے ہیں۔

اس آدیباسی خاندان نے مربوط دیہی ترقیات پروگرام سے استفادہ حاصل کرتے ہوئے ڈیری کو اپنا پیشہ بنالیا ہے۔

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت ایوت محل ضلع کے جنگلو دھوما لے نے کمہار کی سازی کا پیشہ اختیار کیا ہے۔

★
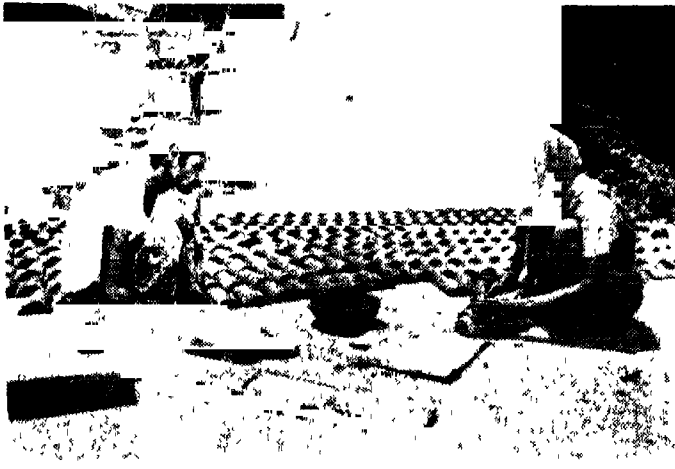
پربھنی ضلع کے مقام اُمری کے لکشمن مار وتی لوکرے کو مربوط دیہی ترقیات پروگرام کے تحت ایک بینک کی جانب سے قرض اور مہاتما پھلے پسماندہ طبقات ترقیات کارپوریشن کی جانب سے گرانٹ دی گئی اور اب شری لکشمن نے چرم سازی اور چمڑے کی مصنوعات بنانے کا اپنا ذاتی کاروبار جاری کیا ہے۔

★

حکومت ہند اس پروگرام کے تحت مندرج جاتیوں اور قبائلوں کی امداد بہم پہنچانے پر خصوصی طور پر زور دیتی ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے پہلے تین سالوں کے دوران ۱۶۱۵ لاکھ مندرج جاتیوں / قبائلوں کے خاندانوں کا احاطہ کیا گیا ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۵۳۴۰۰ خاندانوں کو مستفیض کرنے کا بیڑہ اٹھایا گیا۔ حکومت نے اس سلسلے میں ضروری اقدامات کئے ہیں۔

قومی دیہی روزگار پروگرام

دیہی علاقوں میں روزگار کی فراہمی کے لئے حکومت ہند کی جاری کردہ اسکیمات میں سے یہ ایک اہم اسکیم ہے۔ اس اسکیم کا یہ مقصد بھی ہے کہ دیہی زندگی کو بہتر اور خوش گوار بنانے کے لئے درکار بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں۔ اس پروگرام کے تحت ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۸۹ لاکھ ایام کار ملازمت فراہم کی گئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۳۰۰ لاکھ ایام کار ملازمت فراہم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں سماجی جنگل بانی اور مندرج جاتیوں اور قبائلوں کو راست فائدہ پہنچانے والی اسکیموں پر زور دیا جا رہا ہے۔

اس پروگرام کے تحت ہر ضلع میں ضلع واری دیہی ترقیاتی ایجنسیاں قائم کی گئیں ہیں اور قومی، علاقائی روزگار پروگرام کے نفاذ کی ذمہ داری ان کو سونپی گئی ہے۔ اس پروگرام کے نفاذ کے لئے درکار رقم ریاستی حکومت اور مرکزی حکومت فراہم کرے گی۔

★

جالگاؤں ضلع کے مقام سیلنگ کی ویملا بائی پٹیا سرو بلکے کو بانس کی پٹیوں سے ٹوکریاں اور دیگر چیزیں بنانے کے لئے کھادی اینڈ ویلیج انڈسٹریز بورڈ نے ہر ممکن سہولت بہم پہنچائی ہے۔

نیز دیہات کے روزگار فنڈ سے بھی رقم حاصل کی جائے گی۔ اسی طرح سالانہ منصوبے میں اس کے لئے گنجائش پیدا کی جائے گی۔ اور دیہی ترقیاتی فنڈ سے بھی رقم لی جائے گی۔ اس پروگرام کے تحت حکومتِ ہند کی ہدایت کے بموجب ہی کام اختیار کئے جائیں گے تاہم کھیل کے میدانوں اور مردانہ وزنانہ حاجت خانوں کی تعمیر جیسے کام بھی اس پروگرام کے تحت شامل کئے گئے ہیں۔

چھوٹا بیوپاری کرانے کی دُکان کا مالک بن گیا

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت چھوٹے موٹے بیوپاریوں کو بھی مالی امداد دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے کاروبار کو وسعت دے سکیں۔ آکولہ سے قریب چار کلومیٹر کے فاصلے پر اسوڈا کے مقام پر شری روشن چھوٹو بنجاری کی کیروسن کی چھوٹی سی ڈیلرشپ تھی۔ حکومت نے جب امداد باہمی سوسائیٹوں کے ذریعے کیروسین کی فروخت جاری کی تو شری روشن کا کاروبار بند ہوگیا۔ لہٰذا شری روشن نے کرانے کی چھوٹی سی دکان شروع کی۔ لیکن ان کے پاس سرمایہ بہت کم تھا۔ انہیں جب یہ معلوم ہوا کہ مربوط دیہی ترقیاتی اسکیم کے تحت ان کے جیسے چھوٹے موٹے بیوپاریوں کو بھی قومیائے گئے بینکوں کی جانب سے قرض دیا جاتا ہے، تو انھوں نے دیہات کی گرام پنچایت کی معرفت قرض کے لئے درخواست کی اور انہیں یونین بینک آف انڈیا کی جانب سے ساڑھے چار ہزار روپے کا قرض دیا گیا۔ قرض کے علاوہ انہیں اس اسکیم کے تحت ۲۵% گرانٹ بھی دی گئی۔ اب شری روشن کی کرانے کی دکان خوب چل رہی ہے۔ ان کی دکان سے روزانہ سو یا ڈیڑھ سو روپیوں کا سامان فروخت ہوتا ہے، اور انہیں یومیہ پندرہ تا سولہ روپے منافع ہوتا ہے اور وہ باقاعدگی کے ساتھ قرض کی قسطیں ادا کر رہے ہیں۔

تعلیم یافتہ بے روزگار کا مثالی اقدام

اگر تعلیم یافتہ نوجوان نوکری کی تلاش میں سرگرداں پھرنے کی بجائے اپنا چھوٹا سا کاروبار جاری کریں تو وہ اچھی طرح خودکفیل ہوسکتا ہے۔ اس کی بہترین مثال عثمان آباد کے پسماندہ طبقے سے تعلق رکھنے والے گریجویٹ نوجوان رمی داس گوجر نے پیش کیا ڈسٹرکٹ کلکٹر شری رامانند تیواری نے شری گجر کو حکومت کی تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی اسکیم سے فائدہ اٹھانے پر اکسایا۔ لہٰذا یہ نوجوان اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد کی ایک شاخ سے رجوع ہوا۔ اسے وہاں سے ۲۲ ہزار ۵ سو روپے قرض میں دیئے گئے اور اس نے نرنجن لیدر ورکس قائم کیا۔ اب شری گجر کو ماہانہ ڈیڑھ ہزار روپے منافع ہوتا ہے۔

نئے بیس نکاتی پروگرام کے نیوکلیس بجٹ اسکیم کے تحت جلگاؤں ضلع کے ۴۸ ادیباسی نوجوانوں کو موٹر چلانے کی تربیت دی گئی۔ شری سراج ڈونگر تڈوی اور شری محمد قاسم تڈوی، دو ادیباسی نوجوان اپنے تجربے بیان کر رہے ہیں

۴ زرعی اراضی حدبندی کا نفاذ

زائد اراضی کی تقسیم اور انتظامی و قانونی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے اراضی کے ریکارڈ کی ترتیب

مہاراشٹر زرعی اراضی (تصرف کی حدبندی) قانون بابت ۱۹۶۱ء کے تحت ریاست میں زرعی اراضی کے تصرف پر حدبندی کی گئی۔ یہ قانون ریاست میں اولاً ۲۶ جنوری ۱۹۶۲ء کو نافذ کیا گیا۔ بعدازاں مرکز کی ہدایت کے بموجب قابلِ تصرف اراضی کی حدبندی کا جائزہ لیا گیا اور اسے مزید کم کیا گیا۔ یہ ترمیم شدہ حدبندی کی شرح ۲ اکتوبر ۱۹۷۵ء سے نافذ کی گئی۔ لہٰذا اب حدبندی کی تفصیل اس طرح ہے۔ سینچائی کی مستقل سہولت ہو تو: ۷۔۲ ہیکٹر (۲۷ ایکڑ)، مخصوص موسم میں آبپاشی کی سہولت حاصل ہو تو ۱۰۹ ہیکٹر (۲۷ ایکڑ) آبپاشی کی موسمی لیکن غیر یقینی سہولت اور دھان کے ان کھیتوں کو جہاں اچھی بارش ہوتی ہے ۵ء۱۴ ہیکٹر (۳۶ ایکڑ) اور خشک کھیتی کے علاقے میں ۸ء۲۱ ہیکٹر (۵۴ ایکڑ)۔ بے زمین کسانوں میں زائد اراضی کی تقسیم کا کام مہاراشٹر میں زوروں پر کیا گیا ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے اواخر تک ۲٫۷۸٫۸۵۶ ہیکٹر اراضی کو زائد اراضی قرار دیا گیا۔ اس میں سے ۳۴٫۵۱۵ ہیکٹر اراضی (شکر فیکٹریوں کی زائد اراضی) مہاراشٹر اسٹیٹ فارمنگ کارپوریشن کے پاس ہے۔ باقی ماندہ ۱٫۸۳٫۳۴۴ ہیکٹر اراضی ۱٫۱۰٫۳۲۹ افراد اور ۷۵ امدادِ باہمی ایجنسیوں میں تقسیم کی گئی۔ باقیماندہ اراضی تقسیم کے لئے دستیاب نہیں کیونکہ یا تو وہ قانونی طور پر متنازعہ فیہ ہے یا پھر ناقابلِ کاشت ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید دستیاب ہونے والی ۴ ہزار ہیکٹر زائد اراضی کو بے زمین کسانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

جن بے زمین کسانوں کو اس قانون کے تحت زمین دی جاتی ہے انہیں زمین کو سدھارنے نیز زرعی آلات اور بیجوں کی خرید

بیڑ ضلع کے مقام لوکاؤں راجوری کے کسان عبدالرزاق کو اراضی حدبندی قانون کے تحت حاصل کردہ زائد اراضی فراہم کی گئی ہے۔ شری عبدالرزاق اس زمین پر ہل چلا رہے ہیں۔

کے لئے فی ہیکٹر ایک ہزار کی شرح سے بطور امداد دی جاتی ہے۔
زمین سدھار قانون پر موثر عمل آوری کے لئے اراضی کا صحیح ریکارڈ رکھنا ضروری ہے

بے زمین مزدور اپنی زمین پر کام کرنے لگے

سندھودرگ ضلع کے کدال تعلقہ کے مقام تیندولی سے ۵۰ سالہ بے زمین مزدور شری مہا دیو لیشونت تیندولکر کو اس قانون کے تحت زمین فراہم کی گئی ہے۔ پہلے شری مہا دیو دوسروں کی زمین پر مزدوری کرتے تھے اب وہ خود اپنی زمین پر محنت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کاجو کے ۳۰ درخت اُگائے ہیں جن سے انہیں ۳۰۰ روپے آمدنی ہوتی ہے۔ وہ مزید ۱۰۰ درخت لگانے والے ہیں۔ انہیں زرعی آلات کے علاوہ ۸۰۰ روپے کی مالی امداد بھی دی گئی تھی۔

نوبدھ خاندان کو راحت

تھانے ضلع کے مقام جواہر کے شری مادھو مایہ سالوے کا پورا خاندان دوسروں کے کھیت پر مزدوری کرتا تھا۔ شری مادھو نوبدھ ہیں۔ انہیں زیرِ بحث قانون کے تحت ۱ء۲ ہیکٹ زائد اراضی فراہم کی گئی۔ اب وہ اس زمین پر دھان اور کا... پچنے کی کاشت کرتے ہیں۔ انہوں نے بیلوں کی ایک جوڑی... خریدی ہے۔ جس کے لئے انہیں اسٹیٹ بینک آف انڈ... سے دو ہزار روپے کا قرض بھی ملا۔ بارش کے موسم میں وہ ا... بیلوں کو بوائی کے وقت کام میں لیتے ہیں اور باقی ماندہ آٹھ مہینوں میں بیل گاڑی پر اینٹیں لادنے کا کام کرتے ہیں۔ اس سے انہیں یومیہ ۲۰ روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔ ہریجنوں او... نوبدھ کسانوں فی کس ہزار روپے کے زرعی آلات دینے... اسکیم کے تحت مادھو کو بھی زرعی آلات دیئے گئے بصورتِ دیگر مادھو زرعی آلات نہیں خرید سکتا تھا۔ ★

۵ زرعی مزدوروں کی اقل ترین اُجرت کا جائزہ اور اس کا نفاذ

سماج کے کمزور طبقات کا ایک حصّہ زرعی مزدوروں پر مبنی ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ عموماً مالکانِ اراضی زرعی مزدوروں کا استحصال کرتے ہیں۔ ان مزدوروں کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے اقل ترین اجرت قانون بابت ۱۹۴۸ء کے تحت ان کی اقل اجرت متعین کی گئی۔ ۳۱ جنوری ۱۹۸۳ء سے نظر ثانی شدہ اقل ترین اُجرت نافذ کی گئی۔ فی الوقت زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت ۶ تا ۱۰ روپے کے درمیان ہے۔ اقل ترین اجرت کے نفاذ کے لئے ریاست کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چوتھا حصّہ ریاست کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں پر مبنی ہے۔

روز افزوں بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر ریاستی حکومت نے زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت پر نظر ثانی کرنے اور اس ضمن میں حکومت [illegible] کیلئے شری وی ایس باگے کی زیر صدارت ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ اس کمیٹی کی سفارش کے مطابق ریاست کے چوتھے حصّے میں اقل ترین اجرت ۶ روپے کی گئی ہے

اقل ترین اجرت قانون پر موثر عمل آوری کی نگرانی کے لیے حکومت نے علیحدہ مشنری قائم کی ہے۔ یہ نگراں مشنری وقفے وقفے سے مزدوروں کی اُجرت کی ادائیگی اور قانون متعلقہ دفعات کی عمل آوری کی جانچ کرتی ہے۔ مندرج جانچوں اور تحقیقات سے

زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت پر تیقن اور اس کی باقاعدہ ادائیگی کی وجہ سے اب ان کی زندگی بہتر ہوئی ہے اور وہ کام بھی لگن سے کر رہے ہیں — اقل ترین اجرت یومیہ ۶ تا ۱۰ روپے کے درمیان ہے۔

متعلقہ زرعی مزدوروں کے تعلق سے اس قانون کے نفاذ پر خصوصی اہمیت دینے کی ہدایت دی گئی ہے۔

دیہی مزدوروں کی تنظیم کی اسکیم ریاست کے گیارہ اضلاع کے ۳۵ بلاکس میں جاری کی گئی ہے۔ اس اسکیم کا راست فائدہ اقل ترین اجرت قانون کے نفاذ میں ہوگا۔ زراعت کے میدان میں اقل ترین اجرت قانون کی عمل آوری کی نگرانی کیلئے ضلع واری سطح پر سہ رکنی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں آجرین و ملازمین کو ان کے حقوق و فرائض سمجھانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

مزدور و مالک دونوں خوش

اورنگ آباد ضلع کے دیجاپور تعلقہ کے دیہات ونجار گاؤں کے نوجوان شری عزیز احمد شیخ، ونیخ میں سبھاش حکم چند پور کے کھیت پر سو روپے اور آدھا کوئنٹل جوار کے عوض کام کرتے تھے۔ شری عزیز کو صبح سے شام تک کام کرنا پڑتا تھا۔ گنّے کی فصل کو پانی دینے، مویشیوں کی دیکھ بھال اور چارے کی کٹائی جیسے مختلف کام ان کے ذمّے تھے۔ وہ اکیلے یہ سب کام نہیں کر سکتے تھے لہٰذا ان کی بیوی ان کاموں میں ان کی مدد کرتی تھی۔ اپنی محنت اور ایمان داری کی وجہ سے وہ اپنی اجرت میں ماہانہ پچاس روپے کا اضافہ حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے لیکن وہ ماہانہ دوسو روپے اجرت چاہتے تھے۔ کام سے ہٹا دیئے جانے کے خوف سے وہ زمین مالک سے مطالبہ نہیں کر سکتے تھے۔ دوسو روپے اجرت ان کے لئے ایک خواب تھی۔

اقل ترین اجرت سے متعلق قانون کے بعد شری عزیز کا خواب حقیقت میں بدل گیا۔ شری عزیز کہتے ہیں "میری ماہانہ اجرت اب دوسو روپے ہوگئی ہے۔ مجھے بازار کے دن ہفتہ واری چھٹی بھی ملتی ہے اور میرے کام کے اوقات بھی محدود ہیں۔ مجھے صبح ۱۰ سے دوپہر ۱-۳۰ بجے تک اور شام ۳ سے ۵ بجے تک کام کرنا ہوتا ہے"

امراوتی ضلع کے سلوڈ تعلقہ کے مالک زمین شری راؤ صاحب شیش راؤ دیشمکھ کہتے ہیں "اب تک ہم زرعی مزدوروں کی اجرت نقد رقم غلہ رہائشی سہولت، کپڑوں اور دیگر صورتوں میں ادا کرتے تھے لیکن ان کی ملازمت کے مستقل ہونے کی کوئی ضمانت نہیں تھی لیکن اب ہم متعلقہ قانون کی رو سے اپنے مزدوروں سے متعلق ضروری دستاویزات محفوظ رکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ملازمت مستقل ہے۔ ★

۶ بندھوا مزدوروں کی بازآبادکاری

افلاس، پسماندگی اور ناخواندگی بندھوا مزدوری کے رواج کی اہم وجوہات ہیں۔ یہ انسانی استحصال کی بدترین مثال ہے۔ یہ ایک قابلِ مذمت رواج ہے۔ اس کے تحت بندھوا مزدور اور اس کا خاندان پوری طرح اپنے مالک کے رحم وکرم پر جیتا ہے۔ جولائی ۱۹۷۵ء میں ۲۰- نکاتی پروگرام کے اعلان کے بعد حکومت ہند نے ایک آرڈیننس جاری کر کے اس کا خاتمہ کیا۔ بعد میں اس آرڈیننس کو بندھوا مزدوری رواج (خاتمہ) قانون بابت ۱۹۷۶ء میں تبدیل کیا گیا۔ اس قانون کے تحت ہر قسم کی جبری مزدوری کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے اور واجب الادا قرضوں کی ادائیگی معاف کی گئی۔ کسی بھی شخص کو بندھوا مزدوری پر مجبور کرنا یا یا بندھوا مزدوری کی کسی بھی صورت کو رواج دینا قابلِ دست اندازی پولس جرم قرار دیا گیا۔ بندھوا مزدوری سے آغاز کئے گئے مزدوروں کی سماجی و معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لئے نیز ان کی بازآبادکاری کے لئے مختلف ریاستوں اور مرکز میں پنجسالہ منصوبوں اور سالانہ منصوبوں کے تحت مختلف پروگرام جاری کئے گئے۔ ان پروگراموں کے تحت بندھوا مزدوری سے آزاد کئے گئے مزدوروں کو روزگار کی فراہمی، ذاتی روزگار کے مواقع کی فراہمی اور ان کی تعلیم جیسے امور شامل ہیں۔

جہاں تک مہاراشٹر کا تعلق ہے بندھوا مزدوروں کی نشاندہی کی ذمہ داری ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر ایگزیکیٹو مجسٹریٹ حضرات کو سونپی گئی ہے۔ قانون مذکورہ کے تحت ہر ضلع اور ہر سب ڈویژن میں نگراں کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور دیگر ایگزیکیٹو مجسٹریٹ حضرات کو اس قانون کے نفاذ سے متعلق مشورے دے سکیں۔

مہاراشٹر میں صرف ۵۳۰ بندھوا مزدور پائے گئے۔ ان میں سے ۵۲۶ بندھوا مزدور تھانے ضلع، ۳ رتناگری اور ایک ناسک میں تھے۔ تھانے ضلع کے ۵۲۶ بندھوا مزدوروں میں سے ۲۹۲ مزدوروں کو آزاد کرایا گیا اور انہیں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ترجیحی بنیاد پر کام فراہم کیا گیا۔ اضلاع کے کلکٹران کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ باقیماندہ بندھوا مزدوروں کی رہائی کا انتظار نہ کرتے ہوئے انہیں ان کی رہائی پر ضمانتِ روزگار اور مربوط دیہی ترقیاتی اسکیم کے تحت کام فراہم کرنے کے لئے خصوصی اسکیمات وضع کریں۔ انہیں بے گھروں کے لئے گھر اسکیم کے تحت گھر بھی دیا جائے گا۔

امراوتی، چندرپور، دھولے، ناسک، تھانے، اکولہ اور

ادیباسیوں کو تاجروں اور بیوپاریوں کے استحصال سے بچانے کے لئے ان کی زرعی اور جنگلاتی پیداوار کی اجارہ دارانہ سرکاری خرید کے لئے کھولے گئے ایک خرید مرکز میں ادیباسی "ہرڈا" فروخت کر رہے ہیں۔

ستارا ان سات اضلاع میں نگراں کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ امراوتی ضلع کی میل گھاٹ تحصیل میں بھی، ایک نگراں کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس تحصیل میں بڑے پیمانے پر بندھوا مزدوری کا رواج ہے۔ جن جن علاقوں میں قبائلیوں کی اکثریت آباد ہے۔ وہاں مہاراشٹر قبائل معاشی صورت حال (سدھار) قانون بابت ۱۹۷۶ء کے تحت قبائلیوں کو قرض دینے اور ان سے زرعی اور جنگلاتی پیداوار کو خریدنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ قبائلیوں کی زرعی اور جنگلاتی پیداوار کی اجارہ دارانہ خرید کے لئے قانون مذکورہ کے تحت ٹرائبل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو حکومت کا چیف ایجنٹ نامزد کیا گیا ہے۔

۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران مذکورہ کارپوریشن نے ۱۲ء۵۵۸ لاکھ روپے کے عوض ۵۰ء۳ لاکھ کوئنٹل زرعی و جنگلاتی پیداوار کی خرید کی ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران اس کارپوریشن میں ۵۸ء۱۷ کروڑ روپے کا کاروبار کیا۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران یہ رقم ۴۵ء۱۸ کروڑ ہونے کی توقع ہے۔ موسم باراں کے دوران قبائلیوں کے ذرائع معاش بے حد محدود ہو جاتے ہیں۔ اس وقت اگر انہیں کھانے پینے کے لئے قرض نہ دیا جائے تو یہ خدشہ لاحق ہو جاتا ہے کہ وہ پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے بندھوا مزدور بن جائیں گے۔ لہٰذا اس دوران حکومت کی اس اسکیم کے تحت انہیں غلہ اور نقد رقم ۳۰ : ۷۰ کے تناسب میں بطور قرض دی جاتی ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۲۰ ہزار قبائلی خاندانوں کو حکومت کی اس اسکیم سے مستفیض کیا گیا۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۲۰ ہزار خاندانوں کا احاطہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

تاہم حکومت ریاست بھر میں بندھوا مزدوری کے رواج کی نشاندہی کے لئے کوشش جاری رکھے گی۔ رہا کئے گئے بندھوا مزدوروں کی بازآبادکاری کے لئے ایک جامع اسکیم حکومت کے زیر غور ہے۔

ذیل میں ایک آزاد بندھوا مزدور کی کہانی درج ہے:

۳۵ سالہ ادیباسی گھونگا منگھا گوواری نے تھانے ضلع کے پال گھر تعلقہ کے مقام دیلوک پاڑہ میں شری لکشمن دیھو پاٹل کے یہاں بحیثیت گھریلو ملازم دس سالوں تک جبری مزدوری کی۔ اس کے ماں باپ میں بھی اسی مالک کے یہاں بندھوا مزدوری کی تھی۔ گنگو کے ساتھ اس کے دو بھائی اور ایک بہن بھی بندھوا مزدوری کرتے تھے۔

گنگو نے اپنی دردناک کہانی سناتے ہوئے کہا "میں جب آٹھ سال کا تھا تو اپنے مالک کے مویشی چرایا کرتا تھا۔ مجھے کچھ کھانے کے لئے دیا جاتا اور ذرا سا ناشتہ۔ میری شادی کے بعد میں اور میری بیوی میرے مالک کے ساتھ ایک کونے میں رہنے لگے۔ آج سے بارہ سال قبل میرے مالک نے میری شادی پر ۱۵۰۰ روپے خرچ کئے۔ اس رقم کی ادائیگی کے لئے میں اور میری بیوی میرے مالک کے یہاں کام کرنے لگے۔ ہم ہر قسم کا کام کرتے تھے۔ ہم دونوں کی مجموعی یومیہ مزدوری ایک کلو دھان تھی۔ مہینے کے ۳۰ کلو دھان میں سے دس کلو دھان قرض کی ادائیگی کی صورت میں کاٹ لیا جاتا تھا۔ اس رقم کا قرض جو میری شادی پر میرے مالک نے خرچ کیا تھا۔ وقتاً فوقتاً ہم تہوار منانے، دوائیاں خریدنے — اور کپڑے بنوانے کے لئے جو پیسے مالک سے لیتے تھے اسے ہمارے قرض کی رقم میں جوڑ دیا جاتا تھا۔ بندھوا مزدوری کے انسداد کے قانون کے نفاذ کے ڈیڑھ سال بعد ہم میاں بیوی اس جبری مزدوری سے آزاد ہوئے۔ ہم یہ کسی صورت میں اندازہ نہیں لگا سکے کہ گذشتہ بارہ سالوں میں ہمارے قرض کی کتنی رقم ادا ہوئی۔

اب گھونگا آزاد ہے وہ خوش و خرم ہے حالانکہ وہ اپنے اسی پرانے مالک کی ملازمت میں ہے۔ اجناس کی شکل میں ادا کی جانے والی اس کی اُجرت میں اب اضافہ ہوا ہے۔ اپنے مالک کی دو ہیکٹر اراضی پر اس نے دھان اگا کر اسے فروخت کیا اور اس آمدنی سے اس نے ایک گائے خریدی۔

یہ زمین زرعی مزدور کی حیثیت سے اسے ۸ء۰ ہیکٹر اراضی عطا کی گئی ہے۔ اسے زمین کو قابل کاشت بنانے کے لئے مالی امداد بھی دی گئی۔ گذشتہ سال اس نے اپنے اس کھیت سے دو تھیلے دھان کی فصل حاصل کی۔

گھونگا کہتا ہے کہ ۲۰ نکاتی پروگرام سے اس کی زندگی کا نیا دور شروع ہوا ہے ورنہ وہ بھی اپنے ماں باپ کی طرح اپنی بیوی کے ساتھ عمر بھر جبری مزدوری کرتا۔" حکومت کی عطا کردہ ۸ء۰ ہیکٹر اراضی اس کے لئے ایک نعمت ہے۔ وہ کہتا ہے "اب میں اپنے ہی کھیت پر کام کرتا ہوں۔ خود کفیل بننے کے لئے میں ان تھک محنت کروں گا تا کہ میں باعزت زندگی گذار سکوں۔"

مندرج جاتیوں اور قبائلیوں کی ترقی کے پروگراموں پر تیز رفتار عمل آوری

دستور ہند میں درج رہنما اصولوں کی روشنی میں حکومت مہاراشٹر گذشتہ تین دہائیوں سے مندرج جاتیوں اور قبائلیوں کی بہبود و ترقی کے لئے پروگرام نافذ کرتی رہی ہے۔ اس ضمن میں ان کی تعلیم اور معاشی ترقی پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے میں ان کے مسائل کے حل پر خاص زور دیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں ڈیری ڈیولپمنٹ مویشی پالن زراعت امداد باہمی چھوٹی اور دیہی صنعتوں کے سیکٹروں میں خصوصی پروگرام وضع کئے گئے ہیں۔ مربوط دیہی ترقیاتی پروگراموں کے نفاذ کے وقت مندرج جاتیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ۸۰-۱۹۷۹ء سے ۸۳-۱۹۸۲ء تک ۱۴ء۳ لاکھ خاندانوں کو معاشی امداد دی گئی ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۱ء۱۱ لاکھ خاندانوں کی امداد کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے

مندرج جاتیوں کی بہبود کے لئے ۸۰-۱۹۷۹ء سے خصوصی کمپونینٹ پلانٹ جاری کیا گیا۔ اس کا مقصد مندرج جاتیوں کی معاشی، سماجی و تعلیمی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی زندگی کو خوشگوار بنانا ہے۔ اس پروگرام کی عمل آوری کا معینہ مدت کے بعد جائزہ لیا جاتا ہے۔ اس کے لئے ریاستی ڈیویژن اور ضلع واری سطح پر خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ وی مکت جاتیوں اور خانہ بدوش قبائلیوں کی بہبود کے لئے ریاست میں ایک علیحدہ کارپوریشن قائم کی گئی۔

قبائیلی ضمنی منصوبہ

قبائلیوں کی ترقی پر خصوصی توجہ دینے کے لئے قبائلی ضمنی

نتھو سکھا رام گدائی ایک خانہ بدوش قبیلے کا فرد ہے لیکن اب وہ اپنے دیگر قبائلی ساتھیوں کے ساتھ ایوت محل ضلع کے دیہات جاموڑی میں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گیا ہے۔

منصوبہ کے تحت ریاست کی تقریباً ۴۸% قبائلی آبادی کا احاطہ کیا گیا ہے۔

مہاراشٹر میں قبائلی ضمنی منصوبہ علاقے، تمام مندرج علاقوں، تمام قبائلی بہبود بلاکوں اور ان تحصیلوں پر مبنی ہے جہاں ۵۰% آبادی قبائلیوں کی ہے۔ مذکورہ بنیاد پر تھانے، ناسک، پونے، احمدنگر، دھولے، جلگاؤں، امراوتی، ناندیڑ، ایوت محل اور چندرپور، ان اضلاع کے ۳۸ تعلقوں کے ۵۱۲۲ دیہات قبائلی ضمنی منصوبہ علاقے میں شامل کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ رائے گڑھ، ناگپور اور بھنڈارہ اضلاع کے ۱۰ تعلقوں سے ۱۲۹۸ دیہاتوں کو زائد قبائلی ضمنی منصوبہ علاقے کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح ۵۹۶ دیہاتوں کی ۱۸ بستیوں کو موڈیفائڈ ایریا ڈیولپمنٹ اپوروچ کے تحت شامل کیا گیا ہے۔ قبائلی ضمنی منصوبے کی ہر سطح پر نگرانی کے لئے خاطر خواہ انتظامات کئے گئے ہیں۔ ریاستی سطح پر وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک قبائلی ضمنی کمیٹی نامزد کی گئی ہے جو قبائلی ضمنی منصوبہ سے متعلق تجاویز پر غور کرتی ہے اور فیصلے دیتی ہے۔

ضمنی منصوبہ ۵۵ تعلقوں میں نافذالعمل ہے جن میں ۲۷ء۹۵ لاکھ قبائلی آبادی ۸۲-۱۹۸۱ء سے ۸۳-۱۹۸۲ء تک ۲۴ء۱۱ لاکھ قبائلی افراد یا خاندانوں کو سماجی و معاشی ترقی کے لئے امداد دی گئی ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۷۰ ہزار قبائلیوں کو افلاس کی سطح سے اوپر آنے میں مدد دی جائے گی۔

خصوصی کمپونٹ پلان غریبوں کیلئے رحمت

رام چندر نیوررتی کامبلے کولہاپور ضلع کے مدھا تعلقہ کے دیہات دھرفل کے پسماندہ طبقے سے تعلق رکھنے والا کسان ہے۔ مدھا پنچایت سمیتی سے خصوصی کمپونٹ پلان کے تحت ۷۰ کسانوں کا انتخاب کرنے کے لئے کہا گیا ہے۔ کامبلے نے بھی اس انتخاب کے لئے درخواست دی اور وہ چنا گیا۔ ذیل میں اس کی کامیابی کی کہانی درج ہے۔

"میرے انتخاب کے بعد زرعی افسران نے میرے کھیت کا سروے کیا۔ قریبی بہتی دریا سے پائپ کے ذریعے میرے کھیت تک پانی لانے کے لئے ایک اسکیم وضع کی گئی اور مالی امداد کے لئے بینک آف انڈیا سے رابطہ قائم کیا گیا۔ بینک نے ۲۲ ہزار روپے بطور قرض دیئے۔ ۵۶۰ میٹر لمبی پائپ لائن بچھائی گئی اور جنوری ۱۹۸۳ء میں الیکٹرک موٹر نصب کی گئی۔ حکومت نے اس اسکیم کیلئے ۶ ہزار روپے کی گرانٹ منظور کی۔ بیلوں کی جوڑی خریدنے کے لئے مجھے ۳ ہزار روپے دیئے گئے۔ مجھے زرعی آلات بھی دیئے گئے — فروری ۱۹۸۳ء میں مجھے تخم ریزی کے لئے مونگ پھلی کے بیج فراہم کئے گئے اور انہیں بونے کا طریقہ بھی بتایا گیا۔ اب میری فصل بہت اچھی ہے۔ میری فصل کو کیڑوں سے بچانے کے لئے ۵۰% رعایتی قیمت پر مجھے کیڑا مار دوائیں دی گئیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خصوصی کمپونٹ پلان مجھے افلاس کی سطح سے اوپر اٹھائے گا۔"

کورڈے کی زندگی میں انقلاب

روپا کورڈے کی چھوٹی سی زمین ہے۔ وہ ایک مندرج جاتی سے تعلق رکھتا ہے۔ بیڑ۔ پربی سڑک سے ۱۵ کلومیٹر دور واقع مقام جرودڈے میں وہ رہائش پذیر ہے۔ بیجوں اور دیگر زرعی ضروریات کے لئے وہ اکثر بیڑ میں زرعی افسران سے ملتا تھا۔ اس کی اس مسلسل آمدورفت کی وجہ سے وہ ۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت مندرج جاتیوں کے کسانوں کو حاصل سہولتوں سے واقف ہوا۔

روپا کورڈے نے خصوصی کمپونٹ پلان سے فائدہ اٹھانے کی خواہش ظاہر کی۔ زرعی افسران نے اس کی ہمت افزائی کی اور ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ ایک سال کے اندر اندر اس کی زندگی میں انقلاب آگیا۔ روپا کورڈے کہتا ہے۔ "میرے کھیت کا کنواں، اس پر لگا ہوا بجلی کا پمپ، یہ بیلوں کی جوڑی اور یہ زرعی آلات جو آپ دیکھ رہے ہیں، یہ سب ۲۰۔نکاتی پروگرام کی وجہ سے مجھے ملے ہیں۔ میرے جیسے غریب کسانوں کے لئے ۲۰۔نکاتی پروگرام ایک رحمت ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خصوصی کمپونٹ پلان سے میری مالی حالت سدھر جائے گی۔"

۸

پینے کے پانی کی فراہمی

ریاست کے چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تحت اقل ترین ضروریات پروگرام میں پینے کے پانی کی فراہمی کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں کنوؤں کی کھدائی بور کنوؤں کی کھدائی کے علاوہ پائپ کے ذریعے ان دیہاتوں میں پینے کا پانی فراہم کیا جاتا ہے جہاں پینے کے پانی کی دستیابی ایک مسئلہ ہے۔ یہ پروگرام مہاراشٹر واٹر سپلائی سیوریج بورڈ ضلع پریشدوں اور گراونڈ واٹر سروے اینڈ ڈیولپمنٹ ایجنسی کے ذریعے نافذ کیا جاتا ہے۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے کے آغاز میں یکم اپریل ۱۹۸۱ء کو ۱۷۱۱۲ ایسے دیہاتوں کا شمار کیا گیا تھا جہاں پینے کے قابل پانی دستیاب نہیں تھا۔ ان میں سے ۱۲۹۳۵ دیہات مرکزی حکومت کی شرائط پر پوری اترتے تھے۔ باقی ماندہ ۴۱۷۷۰ دیہاتوں کو پینے کے پانی کی فراہمی کا ذمہ ریاست کی حکومت نے اپنے اصولوں کی روشنی میں لیا۔ ریاستی حکومت اپنے سالانہ منصوبوں میں بھی اس کام کے لئے خاطر خواہ رقم مختص کرتی

ایک ادیباسی دیہات میں ترجیحی بنیاد پر بور کنویں کی کھدائی اور اس پر پمپ کی تنصیب سے پینے کے پانی کی فراہمی کا مسئلہ حل کیا گیا۔ زیر نظر تصویر میں عورتوں کو پانی بھرتے ہوئے دیکھا جا سکتا ہے۔

اورنگ آباد کے مقام پیسا دیوی میں بتیس ہزار روپے کی لاگت سے مکمل کی گئی ایک فراہمیٔ آب اسکیم کے تحت پینے کا پانی فراہم کیا گیا ہے۔

آتی ہے جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۹۸۰-۸۱ء	۳۲٫۸۳	کروڑ روپے
۱۹۸۱-۸۲ء	۴۷٫۵۳	کروڑ روپے
۱۹۸۲-۸۳ء	۷۳٫۹۴	کروڑ روپے

۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۶۸٫۳۸ کروڑ روپے مختص کئے گئے مارچ ۱۹۸۰ء کے آخر تک ۱۷٫۱۱۲ ضرورتمند دیہاتوں میں سے ۱۰٫۷۱۱ دیہاتوں کو پینے کا پانی فراہم کیا گیا۔ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۱۲٫۸۰۱ دیہاتوں میں پانی پہنچانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ان میں سے ۶٫۲۱۱ دیہاتوں میں پائپ کے ذریعے پانی پہنچایا جائے گا۔ ۳۱۳۰ دیہاتوں میں بور کنوئیں اور ۶۰ دیہاتوں میں کنوئیں کھودے جائیں گے۔

حکومت نے ضرورت مند دیہاتوں میں ترجیحی بنیاد پر پینے کے پانی کی فراہمی کو ممکن بنانے کے لئے اپنا ایک وسیع پروگرام اختیار کیا ہے۔ ایسا کرنے میں ریاستی حکومت نے مرکزی حکومت کی دیہی فراہمی آب اسکیم کے تحت درج اصولوں اور ہدایات پر عمل آوری میں کچھ رعایت اختیار کی ہے۔ لہٰذا حکومت نے راحت اقدامات کے لئے مرکز سے مزید ۴۱ء۷۲ کروڑ روپے کا مطالبہ کیا۔ ان میں سے ۲۳٫۰۱ کروڑ روپے ۱۹۸۲-۸۳ء کے مالی سال کے لئے اور باقی ماندہ ۴۰٫۴ کروڑ روپے ۱۹۸۳-۸۴ء کے مالی سال کے لئے تھے۔ ریاستی حکومت کے اس مطالبہ پر مرکزی حکومت نے ۶٫۶۰ کروڑ روپے منظور کئے جن میں سے ۲٫۶۰ کروڑ روپے ۱۹۸۲-۸۳ء کے مالی سال کے لئے۔ اور ۳٫۹۳ کروڑ روپے ۱۹۸۳-۸۴ء کے مالی سال کے لئے تھے۔

اسکیم کا نفاذ

دیہی فراہمی آب کی اسکیمات کے تحت جاری کئے جانے والے کاموں [illegible] گرام پنچایت اور ضلع پریشد جیسے اداروں کی قانونی ذمہ داری ہے۔ انہیں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے واٹر ٹیکس نافذ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ یہ ادارے کنوؤں کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں۔ انہیں یہ دیکھنا چاہیے کہ بور کنوؤں کے دستی پمپ کام کر رہے ہیں یا نہیں۔ اس سلسلے میں حکومت نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ بور کنوؤں کے دستی پمپوں کی مرمت کے اخراجات ابتداءً ضلع پریشد برداشت کرتی ہے اور بعد میں وہ رقم گرام پنچایت سے وصول کی جاتی ہے۔ اگر گرام پنچایت یا ضلع پریشد اپنے ذریعے پانی کی فراہمی کی اسکیم نافذ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو حکومت اس اسکیم کو اپنی ایجنسی کے ذریعے نافذ کرتی ہے اور اس کے اخراجات متعلقہ گرام پنچایت یا ضلع پریشد سے وصول کئے جاتے ہیں۔ حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ یہ رقم متعلقہ گرام پنچایت یا ضلع پریشد کو واجب الادا رقم یا گرانٹ میں سے منہا کر لے۔ اس طرح حکومت نے فراہمی آب سسٹم کے نفاذ کا انتظام کیا ہے۔

مثالی دیہات

ستارہ ضلع کے جاولی تعلقہ میں واقع دیہات بھی بھاوک ایک پہاڑی کی ڈھلان پر آباد ہے اور اس کی آبادی ڈیڑھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ موسم گرما میں اس دیہات کو پینے کے پانی کی عدم دستیابی کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ اس دیہات کو پینے کا پانی ۱۹۲۷ء کی ایک اسکیم کی وجہ سے فراہم ہوتا ہے [illegible] تحت پہاڑ کی چوٹی [illegible] کے اصول پر پانی نیچے لایا جاتا ہے لیکن موسم گرما کے دوران یہ انتظام [illegible]

کیونکہ پہاڑی چوٹی پر جہاں پانی کا ذخیرہ ہے وہ خشک ہو جاتا ہے۔ ایک سال قبل دیہاتیوں نے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کا فیصلہ کیا [illegible] روٹ اینڈ بونڈ

۹

بے گھر افراد کو گھروں کیلئے جگہ کی فراہمی اور گھر کی تعمیر کے لئے مالی امداد

دیہی بے زمین خاندانوں کو گھروں کے لئے جگہ کی فراہمی اور گھروں کی تعمیر کے لئے مالی امداد دینے کی ایک جامع اسکیم حکومت نافذ کررہی ہے۔ حکومت نے ۱۹۷۲ء میں دیہی علاقوں میں گھروں کی فراہمی کی ایک اسکیم جاری کی جس کے تحت دیہی بے گھر مزدوروں کو گھر کی تعمیر کے لئے دس مربع میٹر قطعۂ اراضی مفت دیا جاتا تھا۔ ۱۹۷۵ء میں حکومت نے تین ایم × تین ایم کی جھونپڑیاں بناکر انہیں قطعۂ اراضی کے ساتھ ضرورت مندوں کو دینے کا فیصلہ کیا۔

اس پروگرام کے تحت ۴,۹۷,۵۴۷ خاندانوں کو امداد کا مستحق پایا گیا۔ علاوہ ازیں حکومت نے اس پروگرام کے تحت پہلے تعمیر کردہ ۴۸,۵۵۰ جھونپڑوں کی مرمت کرنے کا بھی فیصلہ کیا، کیونکہ اب ان کی حالت خستہ ہوگئی تھی اس طرح کل ۵,۴۶,۰۹۷ جھونپڑے بنانے تھے۔ ان میں سے جولائی ۱۹۸۳ء کے اواخر تک ۵,۲۵,۶۵۴ خاندانوں کو قطعاتِ اراضی اور تیار جھونپڑے دیئے گئے۔

کچھ دن پہلے تک فی جھونپڑا ۱۵۰ روپے کے حساب سے جھونپڑے بنائے جاتے تھے تاہم ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بنائے گئے جھونپڑوں کی لاگت فی جھونپڑا ۶۷۰۰ روپے تھی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۹,۷۳۷ جھونپڑے بنانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ان جھونپڑوں کی تعمیر کے ۵۰ فی صد اخراجات ہڈکو سے قرض لے کر پورے کئے جائیں گے۔ چونکہ حکومت اپنے اخراجات پر یہ جھونپڑے تعمیر کررہی ہے۔ لہذا

[illegible]

بیڑ ضلع کے مقام لو ہاڑا، راجوری کے معذور شخص نابدیوائپ کو اس کے بیوی بچوں کے ساتھ، حکومت کی جانب سے فراہم کردہ مکان کے صحن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حکومت کے اس پروگرام سے فائدہ اٹھانے والوں کو کوئی رقم دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

خواب کی تعبیر

رہائش گاہ انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ دیہی عوام ہمیشہ ایک ایسے گھر کا خواب دیکھتے ہیں جو انہیں ہر موسم میں پناہ دے سکے۔ حکومت کے زیر بحث پروگرام کی وجہ سے متعدد دیہی خاندانوں کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر ہوا ہے۔

علی باغ تعلقہ کے مقام شری گاؤں کے ادیباسی راما کوریا کہتے ہیں "پانچ افراد پر مبنی میرا خاندان گھاس پھوس کی بنائی ہوئی جھونپڑی میں دن کاٹتا تھا۔ ہماری یہ رہائش گاہ تیز ہواؤں کو برداشت نہیں کر سکتی تھی — اور موسم باراں میں اس میں رہنا تقریباً ناممکن تھا۔ اب مجھے حکومت نے ایک مضبوط گھر فراہم کیا ہے جو مجھے ہر موسم میں محفوظ رکھے گا۔

مسئلے کا حل

گرویر تعلقہ کے مقام شیروی دُرمالہ کی ایک کالونی میں بے زمین اور بے گھر مزدوروں کو فی گھر دو ہزار روپے کی قیمت پر ۵۰ گھر دیے گئے۔ جنابائی سبھاجی جوپڑے کو بھی ایک گھر ملا ہے۔ جنابائی کہتی ہیں "یہ گھر ملنے سے قبل میں، میرے شوہر اور میرے بچے ۱۵ روپے ماہانہ کرایہ کے ایک گھر میں رہتے تھے۔ ہمارے لئے یہ کرایہ بھی بڑی رقم تھی جس کی ادائیگی کے لئے ہم دیگر ضروریات میں سے رقم بچاتے تھے۔ اس نئے گھر نے ہماری رہائش کے مسئلے کا مستقل حل فراہم کیا۔ یہاں پینے کا پانی موجود ہے اور بجلی بھی فراہم کی گئی ہے۔ اس گھر سے ہماری نئی زندگی شروع ہوتی ہے۔

پتھر توڑنے والوں کو پکے مکانات

سانگلی تعلقہ کے مقام کھو سے گاؤں کے وڈار فرقے سے تعلق رکھنے والے ۲۰ پتھر توڑنے والوں کو ۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت گھر فراہم کئے گئے۔ ان میں سے ایک ضعیف ڈھونڈی رام تانی آپا تنڈالے نے کہا "ہم زندگی بھر پتھر توڑتے رہے ہیں۔ ان پتھروں سے راستے اور گھر بنائے جاتے ہیں لیکن ہم خود ہمارے لئے گھر نہیں بنا سکے۔ نسل در نسل ہم پالوں میں رہتے آئے ہیں۔"

لیکن اب ان محنت کشوں کو پالوں میں رہنے کی ضرورت نہیں۔ حکومت نے انہیں گھر فراہم کیا ہے۔ سانگلی ضلع کے بے گھر خاندانوں کو حکومت نے ۶۰-۵ گھر فراہم کئے ہیں۔

اورنگ آباد ازینڈ لورٹ
کے ذریعے شری صاحب راؤ
پنجابی ید سے کو اپنا تد ترین
ایک گھر دیا گیا۔ صاحب راؤ
معاشی طور پر لمزد بلبنا ۲.۲
ایکڑ زمین ہے۔

۱۰ معاشی طور پر کمزور طبقات کی سلم بستیوں کا سدھار، مکانات کی تعمیر کے پروگراموں کا نفاذ اور بیجا طور پر زمین کی قیمتوں کو بڑھنے سے روکنے کے لئے اقدامات

سلم سدھار پروگرام ۔ ا شہروں میں جن کی آبادی ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق ایک لاکھ یا اس سے زائد ہے اور ۲۳ چھوٹے شہروں میں جن کی آبادی ۵۰،۰۰۰ اور ایک لاکھ کے درمیان ہے، نافذ کیا گیا ہے ۔ اس اسکیم کے تحت پانی کے نل، گٹر، سنڈاس، راستے، نالیاں اور سڑکوں پر روشنی وغیرہ جیسی بنیادی سہولتیں سلم علاقوں میں مہیا کی جاتی ہیں ۔ ۸۱-۱۹۸۰ء سے ان سہولتوں کو فراہم کرنے کے لئے ۲۰ روپے فی شخص کے حساب سے رقم مختص کر دی گئی ہے

معاشی طور پر ... طبقو ... لئے

گروپ ... پچھلے ... دوران ... ۵۰،۰۰۰ ... ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۶۰۵۰ گھروں کی تعمیر کی تکمیل کی تجویز ہے ۔

اس پروگرام کے تحت ۵۰ لاکھ سلم آبادی کا احاطہ کرنا ہے ۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران ۳۱،۴۵ لاکھ آبادی کا احاطہ کیا جا چکا ہے ۔ چھٹے پلان کے اول تین سال کے دوران مزید ۴،۶۶ لاکھ سلم باسیوں کو فیض یاب کیا گیا تھا ۔ یہ پروگرام ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے تاکہ ۵ لاکھ سلم آبادیوں کا احاطہ ممکن ہو سکے ۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱۲ء۲ کروڑ روپے

*

سلم علاقوں کے سدھار
...خت
بجلی، سڑکیں، راستے اور
روشنی مہیا کی گئی ہے

*

تھی اور اب ۲۰۳۲ء۱۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے ۔

۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت بوسیدہ عمارتوں کی از سر نو تعمیر اور ٹرانزٹ کیمپوں کی تعمیر کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تقریباً ۱۴۰۰ مکانوں کی از سر نو تعمیر کی گئی ہے اور ۱۶۱۶ مکانوں کو ٹرانزٹ کیمپوں میں بنایا گیا ۔

حکومت نے بمبئی میٹروپولیٹن ایریا میں کم آمدنی والے گروپ کے لوگوں کو گھر مہیا کرنے کے لئے ۲۶۰ کروڑ روپے کا شیلٹر پروگرام فارمولا تیار کیا ہے۔ اس پروجیکٹ کو عالمی بنک سے منسلک عالمی ترقیاتی اتھارٹی کے ذریعے مالی امداد دی جائیگی بمبئی کے مشرقی مضافات میں ۲۰ ہزار مغربی مضافات میں [illegible] نئے طیران کمپلیکس میں ۲۵۰۰۰ مکانات بنائے جائیں گے ۔ علاوہ ایک لاکھ مکانات جو سلم علاقوں میں ہیں انہیں سدھارا جائے گا

بہتر رہائشی حالات کیلئے سلم سدھار

کولہاپور شہر کے 'E' وارڈ میں واقع رامن مالا سلم کو جہاں ۱۵۰ جھونپڑے آباد ہیں، کارپوریشن نے ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت سدھار پیدا کیا اور وہاں راستے، پینے کا پانی، مرکزی وقتی شفاخانے وغیرہ کی سہولتیں مہیا کیں ۔ بچوں کو پرغذائیت کھانوں کی فراہمی کی اسکیم کو بھی جاری کیا گیا ۔ وہاں کی ایک باسی شما تاتائی ڈھونڈورام پوتوار نے بتلایا "قبل ازیں ہماری قطعۂ اراضی کا ایک ٹکڑا جہاں ہمارا جھونپڑا بنا ہوا ہے، رد کا ٹکڑا مانا جاتا تھا اور وہاں ہمیشہ کیچڑ رہتا تھا ۔ وہاں پہنچنے کے لئے کوئی صاف راستہ نہیں تھا اور نہ ہی پینے کے پانی کی سہولت تھی ۔ اب وہاں بہتر [illegible] ہو گیا ہے اور یہ سدھار [illegible] سدھار پروگرام کی [illegible] ہے ۔

لوہاپور میں ایک کھیت میں کام کرنے والی مزدور عورت نمو [illegible] ہوتی ہے ۔ اس کا نام شبلا ان رام چندر پاٹل ہے [illegible] تیلا بائی برنس شیواجی اسکول میں رہتی ہے ۔ [illegible] بتلایا کہ یہاں مقیم لوگ پچھلے ۲۰ سالوں سے چھوٹے گھروں میں رہتے آئے ہیں لیکن سلم سدھار پروگرام کی وجہ سے شیلا بائی کو ایک پختہ گھر مل گیا ۔ اس گھر کا خاکہ کارپوریشن نے بنایا تھا ۔ یہاں اچھے راستے ہیں ۔ بچوں کے لئے برنس شیواجی اسکول اور بالواڑی میں پڑھائی کی سہولت بھی حاصل ہو گئی ہے ۔ انہیں اس اسکیم کے تحت پرغذائیت کھانے بھی دئے جاتے ہیں ۔ سنڈاس پینے کا پانی، کپڑا دھونے کے لئے کمیونٹی سینٹر وغیرہ جیسی بنیادی سہولتوں کو بھی مہیا کیا گیا ہے ۔

نئے سلم باسی خوش و خرم

سولاپور شہر میں نئے سلم باسیوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ان کی سلم بستی کو جس انداز پر سدھارا گیا اور جس طرح رہائشی حالات کو بہتر بنایا گیا وہ اپنا جواب آپ ہیں ۔ یہ سلم بستی ۷۵ سال پرانی ہے ۔ یہاں راستے، پینے کا پانی، سنڈاس، بجلی وغیرہ جیسی سہولتیں نہیں تھیں ۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر انہیں بجلی کے قمقموں کو ۴ روپے فی یوم کے نہایت گراں کرایہ پر لانا پڑتا تھا ۔ [illegible] کیچڑ [illegible] پڑتا تھا ۔ بچوں کو اسکول تک پہنچنے میں ایک طویل راستہ طے کرنا پڑتا تھا ۔ اب کارپوریشن نے ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت سدھار پیدا کر دیا گیا ہے ۔ اور اب وہاں راستے، پینے کا پانی، سنڈاس وغیرہ جیسی سہولتوں سے اس سلم آبادی کو بالکل ہی بدل ڈالا ہے ۔ ۱۹۷۶ء میں سولاپور میں سلم شماری کی گئی تقریباً ۱۱۹ سلم کی نشاندہی کی گئی ۔ ان میں ۴۵ کو سلم ایریا ایکٹ کے تحت سلم قرار دیا گیا ۔ مئی ۱۹۸۳ء کے اختتام تک کارپوریشن نے سلم سدھار پروگرام کے تحت ۴۸,۹۹۰ ۹ روپے [illegible] مارچ ۱۹۸۱ء [illegible] ۵۱ ۲۵,۲۲ [illegible] روپے [illegible] تھی ۸۴-۱۹۸۳ء مالی [illegible] ۲۰ لاکھ روپے کی گنجائش پیدا [illegible] ہے ۔

۱۱

تولید توانائی کو انتہا تک پہنچانا
بجلی فراہم کرنے والے عہدیداران کے کاموں میں درنگی پیدا کرنا اور تمام دیہاتوں کو بجلی سے روشن کرنا

ریاست کے چھٹے پنجسالہ منصوبہ میں ... بہت اہمیت دی گئی ہے۔ ۳۱ مارچ ۱۹۸۲ء کے ... نصب صلاحیت کی مقدار ۴۳۹۶ میگا واٹ تھی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۴۲۰ میگا واٹ کی مزید مقدار جاری کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ٹاٹا کی طرف سے لگائے جانے والے تھرمل اسٹیشن سے ۸۴-۱۹۸۳ء کے اواخر تک مزید ۵۰۰ میگا واٹ کی سہولت پیدا ہو جائے گی۔

پاور ... کو پیش نظر رکھتے ہوئے جن سے زراعتی اور صنعتی پیداوار میں تیز گامی آجاتی ہے اور ان رول کو جن سے توانائی کی سپلائی کی وجہ سے معاشی سیکٹروں مثلاً ... مواصلات، بشمول سماجی و معاشی ترقیات کے اچھا ... لیتا ہے، مہاراشٹر ... کے لئے اپنے منصوبے میں بہت اہم جگہ پیدا کی ہے۔ اس منصوبے میں پاور سیکٹر کے لئے ریاست کے چھٹے منصوبے کی مختص ۶۱۷۵ کروڑ روپے کی رقم کا ۳۵ فی صد رقم یعنی ۲۱۵۷ کروڑ روپیہ مختص کر دیا گیا ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے سالانہ منصوبہ کے لئے ۴۴۹ کروڑ روپے مختص ہیں۔ علاوہ ازیں مربوط دیہی توانائی اسکیم کے لئے ۲۹ لاکھ روپے کی گنجائش بھی رکھی گئی ہے۔ ان رقوم کے علاوہ ریاستی الیکٹریسٹی بورڈ، بینک، دیہی بجلی فراہمی کارپوریشن، ایل۔ آئی۔ سی اور دیگر مالی امداد دہیا کرنے والے ادارہ جاتوں کے ذریعے اپنے فنڈ کو بڑھا رہی ہے تا کہ وہ اپنے ان پروگراموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکے جو تولیدی سیکٹروں، مواصلاتی نظاموں اور دیہی بجلی فراہمی سے

اب تو بجلی ... دور افتادہ پہاڑی ... باسیوں ... میں پہنچ چکی ہے۔ جلگاؤں ضلع کے مقام ہری پورہ کا ایک ادیباسی لڑکی لیکھا تدادی اپنے گھر کے قریب لگائے ہوئے ایک بجلی کے کھمبے کے نیچے بہت ہی فخریہ انداز میں کھڑا ہے۔

ارک روڈ سے ۲ کلو میٹر کی دوری پر واقع ہے۔ اس گاؤں
نھی جماعت تک تعلیم دینے والی ایک اسکول بھی قائم ہے۔
یک امداد باہمی سوسائٹی بھی ہے۔ یہ گاؤں ایس۔ ٹی کے
پر ہی واقع ہے لیکن اس دیہات میں اس سے قبل اندھیرا
یرا رہتا تھا۔
اس گاؤں کے سرپنچ نے جس کا نام دتاتریا کاشی ناتھ پوار
اپنے گاؤں میں بجلی کی سہولت حاصل ہونے کے بعد اپنی
کا یوں اظہار کرتا ہے۔

رقی روشنی پہنچنے سے پہلے ہمیں بے شمار مسائل درپیش
یہاں کوئی آٹا پیسنے کی چکی بھی نہیں تھی۔ آٹا پسوانے کیلئے
اندھاری یا امراوتی جیسے دور دراز علاقوں تک جانا پڑتا
وامی جلسے کے وقت ہمیں گیس بتیاں کرایہ پر حاصل کرنی
قیں جو یقیناً ہمارے لئے بار گراں مسئلہ بن جاتا تھا۔ ہمارے
بیاہ جیسے خوشی کے لمحات روشنی نہ ہونے کی وجہ سے پھیکے
تے تھے۔ ہر سو اندھیرے کے غلبے کی وجہ سے چوری کے
ت بھی بڑھ گئے تھے۔ اب یہ سب تکلیفیں دور ہو چکی ہیں۔
رف یہ ہے کہ ہمارے گاؤں کو بجلی نے منور کر دیا ہے۔
ب ہمارے گاؤں میں دو آٹا پیسنے کی چکیاں ہیں۔ یہ چکیاں
رہی چلتی ہیں۔ اب بچے صرف بٹن چالو کر کے رات میں
سٹڈی کرتے ہیں۔ ایک تعلیم بالغان کی کلاس بھی شروع
اگئی ہے۔ گاؤں میں ہر جگہ بجلی کے بلب دستیاب ہیں۔
ی پمپ کے لئے توانائی تو دو سال قبل ہی مہیا کر دی گئی تھی۔"

بنوں کی بستیوں میں بھی روشنی

۲۔ نکاتی پروگرام کے تحت ڈسٹرکٹ پلاننگ اور ڈیولپمنٹ
، طرف سے مہیا کردہ فنڈ کی وجہ سے سولاپور ضلع کی
ہریجن بستیوں کو بجلی فراہم کی گئی۔ پسماندہ طبقات کے ۳۴۹
رعایتی شرح پر گھریلو بجلی کے لئے کنکشن دیئے گئے۔
ترپی سولاپور کے مقام یتنال کی ہریجن بستی اب بجلی کی وجہ
شن ہو چکی ہے۔ یہاں آباد شننک آپا اسپاجی مانے نامی ایک
نے جو ایک مل مزدور ہے کہا کہ اس کے گاؤں میں پچھلے سال
ریہ کے وقت بجلی آگئی۔ اس کی طرح دیگر مزدوروں کو جنہیں
س کام کرنا پڑتا ہے، سڑکوں پر روشنی کی وجہ اب ایسے

لھروں تک کھسا رنی پہنچنے میں بہت سہولت مل گئی ہے۔ ا ر
ے مر بر بہ بھی) تاکہ تمونیچ نزبں پر نصب لئے لیے برفی) سب کی
وجہ سے ان میں اب یہ یقین پیدا ہو چکا ہے کہ اب انہیں بلا کسی
رکاوٹ کے پانی بسہر آجا یا کرے گا
شمالی سولاپور میں واقع دوسری ہریجن بستی ''کاوٹھے'' میں بھی
بجلی پہنچ گئی ہے اس بستی کا ایک باسی دھرما لمبانی انگن وار نے
ایک زرعی مزدور ہے۔ اس نے بتلایا کہ اس کے گاؤں میں صرف
۲۰ روپے کے خرچ سے بجلی کی لائن دی گئی۔ اس بجلی کی فراہمی
سے اب ان کی بچت میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے۔ ان کے
بچوں کو رات میں اسٹڈی کرنے کے لئے بہتر سہولت حاصل ہو گئی ہے۔ اب ہم رات کے اندھیرے میں راستوں پر روشنی آجانے
کی وجہ سے کھو نے میں کوئی خوف محسوس نہیں کرتے ہیں
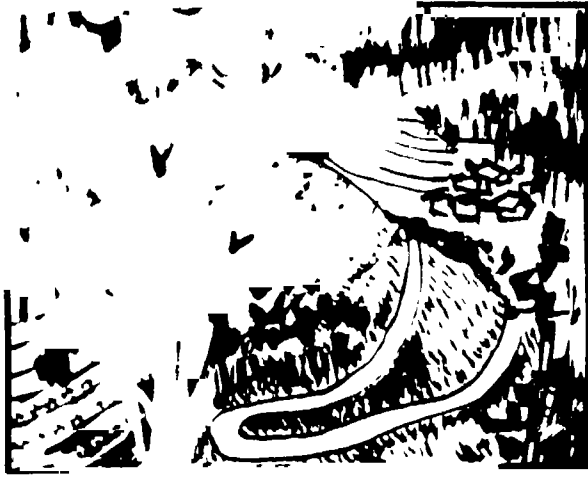
۱۲ سماجی جنگل بانی اور جنگل کی زمین کو فارم بنانے اور بایوگیس اور توانائی کے دوسرے متبادل ذرائع کے ارتقاء کے پروگراموں کو مؤثر انداز میں جاری رکھنا۔

چھٹا پانچ سالہ قومی پلان توانائی کے قابلِ تجدید ذریعوں، جیسے سماجی جنگل بانی اور بایوگیس۔ بالخصوص دیہی طبقوں کی توانائی سے متعلق ضرورتوں کی تکمیل کے لئے اور توانائی کی ابھرتی ہوئی ٹیکنالوجی میں تحقیق و ترقی کی رفتار کو زیادہ تیز کرنے پر زور دیتا ہے

حکومت نے بھی بایوگیس کی ترقی کے لئے مرکزی حکومت کے جاری کردہ نیشنل پروگرام کو منظور کر لیا ہے۔ اس پروگرام کا خاص مقصد، دیہاتی طبقوں کی توانائی کی ضروریات کی تکمیل ہے۔ اس اسکیم کے تحت ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تقریباً ۹,۰۶۴ بایوگیس پلانٹ کی تنصیب عمل میں آئی جبکہ نشانہ کے مطابق فقط ۷۰۰۰ بایوگیس پلانٹوں کا نصب کیا جانا مقصود تھا۔ مرکزی حکومت نے ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۱۰,۰۰۰ بایوگیس پلانٹ بٹھانے کا نشانہ رکھا ہے۔ ان میں سے ۶,۰۰۰ بایوگیس پلانٹ ریاستی ایجنسی کے لئے اور ۴,۰۰۰ کھادی اینڈ ویلیج انڈسٹری کمیشن کے لئے ہیں تو ۱۹۸۲ء تک ۵۵۰ بایوگیس پلانٹوں کو ریاستی حکومت نے ... تھی۔ ساتھ ہی ریاستی حکومت توانائی کے قابل تجدید ذریعوں کی ترقی کے پروگرام پر بھی عمل آوری کر رہی ہے۔ اس لحاظ سے دیہی توانائی کا مربوط پروجیکٹ (انٹیگریٹیڈ رورل انرجی پروگرام) ضلع ناسک کے ... اور ... کے لئے ...

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے تحت بایوگیس اور توانائی کے متبادل ذریعوں کی ترقی پر زور دیا گیا ہے۔ بائیں طرف وہ بایوگیس پلانٹ دیکھا جا سکتا ہے جسے ضلع ناسک کے ڈنڈوری تعلقہ میں پیرنا گاؤں کے سرپنچ آنند راؤ بڑودے نے بٹھایا ہے۔ دائیں طرف سونی انجنا بائی چودھری گیس پر کھانا بناتے ہوئے دیکھی جا سکتی ہے۔

میں ۸۳-۱۹۸۲ء میں شروع کیا گیا تھا جبکہ توانائی کے نئے طریقہ اور ترکیبوں ۔ جیسے شمسی کوکرس، پون چکی، شمسی واٹر ہیٹر سسٹمز وغیرہ کا مظاہرہ عملاً پیش کیا گیا تھا۔ بایو گیس پلانٹ اور توانائی کے دوسرے مختلف ساز و سامان کا ابتدائی کام ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران شروع ہو چکا ہے۔ محکمہ تعلیم کا سائنس اور ٹکنالوجی سیل ان سامانوں کو مقبول عام بنانے اور پھیلانے کی کوشش میں ہے۔ بایو توانائی کے پروگرام کی رفتار کو مہاراشٹر میں زیادہ تیز کرنے کے لئے ضلع واری سطح پر سات شاخیں قائم کی گئی ہیں۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۱۰ ضلعی شاخیں قائم کردی جائیں۔ بایو گیس پلانٹوں کی تقسیم میں کمزور طبقوں کو ترجیح دی جا رہی ہے۔

پون چکّی کا عملی مظاہرہ

انتخاب کردہ ۳۳ جگہوں میں سے ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱۷ جگہوں پر پون چکیاں نصب کی جا چکی ہیں۔ پروگرام کے دوسرے دور میں یعنی ۸۴-۱۹۸۳ء میں تعداداً ۱۲۰ پون چکیوں کے نصب کرنے کی تجویز ہے۔ پون چکیوں کے بنانے کے لئے مہاراشٹر اگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو بنانے والی ایجنسیوں کے بطور تجویز کیا جا چکا ہے۔

سولر کوکرس (شمسی چولہے)

شمسی واٹر ہیٹر (سورج کی شعاعوں سے پانی گرم کرنے کے) پروگرام کے تحت چھ مقامات چُنے گئے ہیں اور تجویزیں حکومت ہند کے پاس بھیجی جا چکی ہیں۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں چند ہیٹر بٹھائے جائیں گے۔

اس اسکیم کے تحت، مرکزی حکومت ہر شمسی چولہے کی قیمت پر ۱۵۰ روپے کی حد تک امدادی رقم دینا منظور کر چکی ہے۔ ریاستی حکومت بھی ہر شمسی چولہے کی قیمت پر ۱۰۰ روپے مزید امدادی رقم کے طور عطا کرنا منظور کر چکی ہے لہٰذا شمسی چولہے عوام کو ان امدادی رقموں کی شرح پر دیئے جاتے ہیں۔ اس پروگرام پر مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو حسب الحکم عمل درآمد کرنے والی ایجنسی کی حیثیت سے مقرر کیا جا چکا ہے۔ اس کارپوریشن کے سر یہ ذمہ داری بھی ڈال دی گئی ہے کہ وہ عوام میں شمسی چولہوں کی تقسیم کا کام انجام دے۔ اس ریاست کے دو صنعتی اداروں کو ریاست میں شمسی چولہوں کے بنانے کی اجازت دی گئی ہے جن کی ساخت ویسی ہی ہو گی جو تصویر میں دکھائی گئی ہے اور جس کی ڈرائنگ سی اے ایس اے (کمیشن برائے ایڈیشنل سورس آف انرجی)

منظور کر چکا ہے۔

مختلف پروگراموں کے تحت توانائی کے نئے اور لائق تجدید متبادل ذریعوں کے لئے ۸۳-۱۹۸۲ء میں خرچ ۱۲ء۱۶۱ کروڑ روپے تھا۔ یہ رقم بڑھا کر ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۵۸ء۲۳۲ کروڑ روپے کی جا چکی ہے۔

قومی جنگلاتی پالیسی کی سفارش یہ ہے کہ کم از کم ایک تہائی زمین جنگل پر مشتمل ہونی چاہیئے لیکن مہاراشٹر کا تقریباً ۲۰ فیصد جغرافیائی رقبہ قدرتی طور پر پودوں اور درختوں کے زیر سایہ ہے ۔ اس لئے ۸۳-۱۹۸۲ء سے سماجی اور جنگل کی زمین کو فارم بنانے کا پروگرام کافی حد تک وسیع کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ جولائی ۱۹۸۱ء سے ایک نئے ڈائرکٹوریٹ آف سوشیل فارسٹوری کا قیام عمل میں آیا ہے۔

حکومت ایک سماجی جنگلاتی پروجیکٹ بھی تیار کر چکی ہے تاکہ ۸۱,۰۰۰ ہیکٹر زمین درختوں کے زیر سایہ رہے۔ اس پر ۱۴۰ کروڑ روپیہ لگایا گیا ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۸۵ء۱۵۸ لاکھ تخمی پودے لگائے گئے تھا۔ ایک اسکیم بنام "ہر بچہ ایک پودا" ریاست میں ۸۱-۱۹۸۰ء سے زیر عمل ہے تاکہ نوجوانوں کی نسل کو اس عظیم الشان جنگل بانی کے پروگرام میں شامل کر لیا جائے جس کے تحت ان زمینوں پر درخت لگائے جاتے ہیں جن کے مالک بچوں کے والدین یا سرپرست ہوں یا سرکاری زمینوں پر لگاتے جاتے ہیں جہاں مناسب ذاتی زمینیں دستیاب نہ ہوں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تقریباً ۳,۴۷,۰۰۰ طلباء نے بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیا۔

جنگل بانی کے فوائد

توانائی کے متبادل ذریعوں جیسے جنگل بانی، بایو گیس، پون چکّی، شمسی چولہے، شمسی ہیٹنگ سسٹم وغیرہ کے لئے مہاراشٹر میں کوشش جاری ہے۔ دھولیہ ضلع کا ایک چھوٹا گاؤں، ضلع اورنگ آباد کے گنگا پور تعلقہ میں ایک بڑی قطعہ زمین یعنی ۳۳ ہیکٹر افتادہ (بن جوتی) زمین گاؤں سے ۳ کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع تھی جہاں مویشیوں کے لئے گھاس کے علاوہ کوئی چیز نہیں اُگتی تھی۔

اس اسکیم کے تحت جس کا نام ہے "قحط باراں سے متاثرہ قبوں کی ترقی"، محکمہ جنگلات نے ۱۹۸۱ء میں اس افتادہ زمین پر جنگل سازی کا پروگرام شروع کیا۔ زمین مذکور سے ۴ میٹر گہرے گڑھے کھودے گئے اور ۱۸,۰۰۰ چھوٹے چھوٹے سیسو،

اس گوبر گیس پلانٹ کے نصب کرنے پر دیتمکھو ں
۶۰۰۰ روپے صرف کرنے پڑے۔ چونکہ یہ لوگ چھوٹی ملکیت
والے تھے اس لئے انہیں ۴،۴۶۵ روپے گرانٹ ملا۔ اس
حساب سے انہیں فقط ۱،۵۳۵ روپے ہی صرف کرنا پڑا
آج کل جلانے کے لئے لکڑی جتنی مہنگی ہو چکی ہے۔ اس کے
مقابلے میں یہ پلانٹ ہمارے لئے چھوٹے کاروبار میں چھوٹے
سرمایہ کی طرح ہیں۔" کنتا بائی نے کہا کہ وہ پورے یقین کے
ساتھ کہہ سکتی ہے کہ گوبر گیس پلانٹ بہت فائدہ کی چیز ہے اور
اس لئے اس نے گاؤں کی دوسری عورتوں میں اس کا خوب پرچار کیا۔

ایسا ہی تجربہ گاؤں کے ٹیچر جوان گروجی کی بیوی کو بھی ہوا
جنہوں نے گاؤں میں سب سے پہلے گوبر گیس پلانٹ لگوایا تھا۔
۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران پربھنی پنچایت سمیتی جس نے
مہاراشٹر بھر میں ۲۱ گوبر گیس پلانٹ نصب کر کے سرنشانہ سے
سے اونچا تھا، اس نے پھر دوسری بار ۶۲ گوبر گیس پلانٹ نصب
کیا اور اس طرح سب سے بلند نشانہ قائم کر کے ۵۰۰۰ روپے
کا پہلا انعام حاصل کیا۔

سوببول۔ نہایت نفع بخش زراعت

وردھا ضلع میں واقع علی پور کے وشوامبھر کا میلے نے
جو ایک چھوٹی زمین کے مالک ہیں اور جو کسلاتی زمین میں بوائی کرتے
ہیں۔ گذشتہ سال ۲۵ ہزار سوبول درخت لگائے

ضلع وردھا میں اس نہایت مفید قسم کے درخت کی کاشت بڑے
پیمانے پر شجرکاری کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ
بڑے پیمانے پر شجرکاری کا یہ پروگرام اختیار کرنے پر انہیں کس چیز
نے آمادہ کیا تو شری کا میلے نے کہا "گذشتہ سال میں نے نئی دلی
کے رسالہ 'بھومی پتر' میں سوبول پر ایک مضمون پڑھا جس میں
اس درخت کی قسم کے بارے میں پوری تفصیل درج تھی۔ مجھے
ہوا کہ اس درخت کی پتیاں، پھول، بیج، لکڑی اور جڑ اچھے دام دیتے
ہیں۔ اس کارآمد اطلاع سے حوصلہ پاکر میں نے اس کی شجرکاری
بڑے پیمانے پر کرنے کا ارادہ کیا۔ میں پونے کے قریب اُرلی کنچن
گیا۔ سوبول کا گھنا جنگل، جو میں نے وہاں دیکھا، بڑی دلچسپی
بڑھائی اور میں نے سوبول درخت کے ۳ کلو بیج بحساب ۶۰ روپے
فی کلو خریدا اور انہیں کیا سرانے بیج دے ... تعداد نے ... پیدا

ان ... درخت ... مہاراشٹر ...
کے سبب ان کی بہت اچھی نشوونما ہوتی ہے۔ شری کا میلے نے کہا کہ درخت
کو اپنی قدرتی عمدگی ... بڑے ہونے میں ۳-۴ سال لگتے ہیں۔ اگر فی
درخت ۵ روپے ملے تو ۱۲۵،۰۰۰ روپے کی آمدنی ہونے کا امکان ہے
اس نے کہا کہ درمیان کاشت کے طور پر ... اور جوار بونے کا ...
سوبول ... برابر ... بیج جاتے
تھا سے ۲۰ ... نکلنے کی امید سے شری کا میلے نے
سوبول فارسٹری ڈپارٹمنٹ کے ہاتھوں بیچنے کا ارادہ کیا ہے۔
کامیلے کی کامیاب شجر بندی سے اشارہ پاکر علاقہ کے دوسرے کاشتکار
حوالوں نے سوبول کی ... ۳۰ سے ۴۰ ہیکٹر زمین کے رقبے میں
کی ہے

قومی راج میں شائع شدہ مضامین، حوالہ کے ساتھ
یا بلا حوالہ نقل کئے جا سکتے ہیں، تاہم جس شمارے میں مضمون
شامل ہو، اُس کی دو کاپیاں ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ
پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
کے نام ضرور روانہ کی جائیں۔

(ادارہ)

۱۳ خاندانی منصوبہ بندی کو رضاکارانہ بنیاد پر عوامی پروگرام کے روپ میں آگے بڑھانا ۔

ملک کی آبادی ، اور ریاستی آبادی بھی گذشتہ چند دہوں سے تیزی کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ منصوبہ بند ترقی سے جو فائدے حاصل ہونے چاہیئے تھے وہ لوگوں کی بہبود کے لحاظ سے زیادہ نمایاں نہیں ثابت ہوتے ۔ موجودہ شرح سے آبادی میں مزید اضافہ ترقی کی کوششوں کے تمام فائدوں پر پانی پھیر دے گا ۔ فی ہزار آبادی ، ہندوستان میں پیدائش کی شرح ، مردم شماری کی ابتدائی مدت سے نا لر تے ہوئے ، ۸۱-۱۹۷۱ سے اندازاً ۳۳ تھی اور مہاراشٹر میں شرح پیدائش اندازاً ۲۹ تھی

قابل فخر کارنامہ

اس لحاظ سے فیملی پلاننگ پروگرام ، ملک کے ترقیاتی پروگرام میں اور ریاستی ترقیاتی پروگرام میں بھی اعلیٰ ترین ترجیح دیئے جانے کے قابل ٹھہرتی ہے ۔ خاندانی بہبودی کے پروگرام کے ۱۹۵۰ء کے آغاز سے لے کر مہاراشٹر نے ، اپنی روایات کے مطابق دوسری ریاستوں کی رہنمائی کی ہے ۔ اس نے اب تک فیملی بہبودی میں بہترین کارنامہ انجام دینے پر دس قومی ایوارڈ جیتے ہیں ۔ حال ہی میں اس نے ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے خاندانی بہبودی کے سلسلے میں بہترین کارنامہ انجام دینے پر ۲۶۵ کروڑ روپے کا پہلا انعام اور وہ بھی انعام کے پہلے ہی سال میں اور " اے " گروپ میں حاصل کیا ۔ واضح رہے کہ اس گروپ میں وہی ریاستیں شامل کی جاتی ہیں جن کی آبادی ایک کروڑ سے زیادہ ہوتی ہے اور جن میں شادی شدہ جوڑوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد شرح پیدائش کے خلاف محفوظ کر دی گئی ہو ۔ گروپ مذکور میں نسبندی کا نشانہ ۳۰ ء ۶۴ لاکھ ، آئی . یو . ڈی کی سہولت کا نشانہ ۶ ء ۸۸ ، روایتی مانع حمل اشیا ۔ استعمال کرنے والوں کے لئے نشانہ ۱۰ ء ۱۳۶ لاکھ اور مانع حمل گولیاں استعمال کرنے والوں کے لئے نشانہ ۴ ء ۶۵ لاکھ مقرر کیا گیا تھا جبکہ مہاراشٹر نے ۲۲ ء ۶۶ لاکھ کی نس بندی کر کے اس گروپ میں سب سے پیش پیش رہا ۔ اس پروگرام کے آغاز سے لے کر دسمبر ۱۹۸۲ء کے اختتام تک نس بندی کے ۶۶ لاکھ سے زیادہ معاملات انجام دیئے جا چکے ہیں اور ۱۱۴ لاکھ جوڑوں میں سے ۴۰ فی صد کو خاندانی بہبود کے دیگر طریقوں کے مطابق محفوظ بنایا گیا ۔ اتنی زبردست کامیابی اس لئے ممکن ہو سکی کہ ضلع پریشدوں ، میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کونسلوں ، رضاکار تنظیموں ، عوام کی رائے پر غلبہ رکھنے والے لیڈروں اور زندگی کے تمام شعبوں کے اہل رائے لوگوں نے اس سلسلے میں ہمہ جہت کوششیں کیں ۔

اس پروگرام پر عمل درآمد ہوا کہ رضاکارانہ شرکت کی بنیاد پر ہوا کرتا ہے جس میں جبر اور دباؤ کو کوئی دخل نہیں ہوتا ۔ نس بندی کے آپریشنوں کے علاوہ مختلف حمل روک طریقوں ۔ جیسے روایتی مانع حمل ترکیبیں ، آئی . یو . ڈی کا استعمال اور مانع حمل گولیوں کے استعمال پر بھی اتنا ہی زور دیا جاتا ہے ۔ اسپیسنگ طریقہ کو مقبول بنانے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو اور جوان جوڑوں کے لئے قابل قبول بھی ہو ۔ اسپیسنگ طریقہ کی حوصلہ افزائی کے لئے حال ہی میں سے ایک تانبے کا ملٹی اسٹائل T لگانے کی تحریک جاری کی گئی ہے اور ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس "حد بندی" کے لئے ۱ ۔ ۰ کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے ۔ دسمبر ۱۹۸۲ء کے آخر تک

خاندانی منصوبہ بندی پروگرام یں جب سے ۱۹۵۰ء میں س ـ
فاز ہوا ہے، مہاراشٹر نے روایتی طور پر قابل قدر کارانجام
دسمبر ۱۹۸۳ء کے آخر تک ریاست میں ۶۴ لاکھ نس بندیاں
ہیں۔ ضلع تھانے میں دانگاؤں کی پاروتی راؤ تے خاندانی
منصوبہ بندی کے تحت آپریشن کے بعد اپنے بچے کے ہمراہ دیکھی
سکتی ہے۔

۲ لاکھ آئی یو ڈی ۔۔۔ ریاست نے خاندا ۔۔۔
۔۔۔ جامہ پہنانے کا فیصلہ کرلیا ہے۔
اس طرح دو باتیں حاصل ہوں یعنی ایک طرف لمبی زندگی ملے
ساتھ ہی اضافۂ آبادی پر موثر انداز میں کنٹرول بھی رہے۔
حکومت اضافۂ آبادی کے مسئلہ پر کافی فکرمند ہے۔
ہا سال سے حکومت کوشاں ہے کہ تمام سماجی، سیاسی،
بی اور ثقافتی تنظیموں اور جوانوں کی تنظیموں کو اس طرح آمادہ
سکے کہ وہ لوگوں کو چھوٹا خاندان رکھنے کی خوبیاں سمجھائیں راست
میں تربیت یافتہ گورنمنٹ عملہ، تمام دیہی اور شہری ادویاتی
اداروں میں رکھا گیا ہے تاکہ لوگوں میں اس کا چرچا عام کریں
اور بیداری لائیں۔ مانع حمل اشیاء دیہی اور شہری علاقوں
میں وسیع پیمانے پر روانہ کی جارہی ہیں تاکہ لوگ مذکورہ بالا
طریقوں میں سے اپنی پسند کا طریقہ رضاکارانہ طور پر اپنائیں۔
جن میں نس بندی، آئی یو ڈی، روایتی حمل روک طریقے اور
مانع حمل گولیاں شامل ہیں۔
اس سلسلے میں "سبھوں کیلئے صحت ۲۰۰۰ء تک" کی
سمت پہلا قدم حکومت نے یہ تجویز کیا ہے کہ شرح پیدائش کو
۲۹ فی ہزار سے گھٹا کر ۲۱ پر لے آئے۔ اور شرح اموات
کو ۱۱ فی ہزار سے ۹ پر، اور بچوں کی اموات کی شرح ۱۹۹۱ء
۶۲ فی ہزار سے گھٹا کر ۶۰ فی ہزار پر لے آئے نیز پیدائش
کے لائق جوڑوں میں عمر کے لحاظ سے گروپ بندی کرکے فیملی
پلاننگ پر عمل کرنیوالوں کی فی شرح جو اب ۴۰ ہے اسے ۶۰
تک بڑھایا جائے۔ اس سلسلے میں موجودہ کل ہند فی صد شرح
تقریباً ۲۳٫۶ ہے۔
ماں اور بچے کی تندرستی کی سرگرمی کے ساتھ دیکھ بھال
خاندانی بہبود پروگرام کا ضروری عنصر ہے۔ ان سرگرمیوں میں جو
تحفظ شامل ہیں ان سے بچوں کے لئے ڈفتھیریا (خناق)
پرٹوسس اور ٹی ٹینس (کزاز) اور ماؤں کے لئے بھی ٹی ٹینس
جیسی متعدی بیماریوں سے تحفظ بہم پہنچتا ہے۔ یہ سرگرمیاں
جہاں بچوں کی اور ماؤں کی اموات کو گھٹاتی ہیں وہیں مستحق جوڑوں
کو خاندان کی سائز محدود رکھنے پر بھی موثر طریقہ پر آمادہ کرتی ہیں۔

ریاستی حکومت نے خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کو سرگرمی
کے ساتھ بڑھاوا دینے والی ایجنسیوں جیسے رضاکارانہ تنظیموں،
ذاتی دواخانہ چلانے والے ڈاکٹروں، ضلع پریشدوں، میونسپل
کارپوریشنوں، پنچایت سمیتوں، میونسپل کونسلوں وغیرہ کے لئے مختلف
قسم کی نئی اسکیموں کا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح افراد، افسران اور
غیر افسران نیز اداروں کے لئے بھی بہترین کارگزاری پر سونے کے
تمغوں کے دیتے جانے کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے۔ ایک نئی اسکیم کا
بھی اعلان کیا گیا ہے جس کے مطابق عزت افزائی کا مہاراشٹری
رواج یعنی کسی اعلیٰ عہدہ دار کے ہاتھوں نمایاں کام انجام دینے والے
قابل احترام شخص کی دستار بندی (پٹکا باندھنے کی رسم) کو اختیار

جاری کیا گیا ہے۔ اس کے تحت گرام پنچایتوں کے سرپنچوں اور پنچایت سمیتوں کے سبھا پتیوں میں سے ہر ۵۰۰ لوگوں پر ۵ نس بندی کرانے والوں کو پیش کرنے پر اور ۵ عورتوں کو آئی یو ڈی یا تانبی (تانبے کا ٹکڑا) لگانے کے لئے پیش کرنے پر اور دیگر ۵ شخصوں کو آئی یو ڈی یا نس بندی کے لئے پیش کرنے پر عزت افزائی کی جاتی ہے۔ ایسے لائق احترام شخص کو اس بات کا یقین کرلینا ہوگا کہ ۱۲ امیدوار ماؤں کو ٹی ٹی کے خلاف تحفظاتی انجکشن اور ۱۲ بچوں کو ڈپتھیریا، پرٹوسیس اور ٹیٹنس، پولیو اور بی سی جی کے خلاف تحفظاتی انجکشن لگائے جا چکے ہیں۔

وہ نشانہ جو حکومت ہند نے خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقوں کے سلسلے میں مہاراشٹر کے لئے مقرر کیا ہے اور وہ نشانہ جسے ریاستی حکومت نے ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے مقرر کر رکھا ہے، اور ساتھ ہی جس حد تک ریاست نے اس نشانہ کو تا اختتام دسمبر ۱۹۸۳ء پورا کیا ہے۔ ان کی تفصیل ترتیب وار حسب ذیل ہے۔

نشانہ

	مرکزی حکومت	ریاستی حکومت	تکمیل آخر دسمبر ۸۳ء تک
نس بندی	۵,۰۱,۰۰۰	۶,۸۔۶۰۰	۳,۲۲,۲۹۳
آئی یو ڈی	۲,۹۵,۰۰۰	۶,۰۰,۰۰۰	۲,۵۰,۰۷۵
مانع حمل گولیاں	۱,۱۰,۰۰۰	۲,۰۰,۰۰۰	۷۶,۹۸۴
دیگر مانع حمل طریقوں کا استعمال	۲,۵۴,۰۰۰	۵,۲۵,۰۰۰	۳,۶۸,۸۴۲

رضا کارانہ مہم

ضلع عثمان آباد کے کلمب تعلقہ میں واقع جبرکھان گاؤں نے اپنی مرضی سے خاندانی منصوبہ بندی شبیر کا انعقاد کیا۔ اس گاؤں کے سرپنچ جناردن راجی کھوتے، پچھلے دنوں اس قسم کے شبیر کے انعقاد کے سلسلے میں ضلع کلکٹر کے پاس گئے۔ بشری کھوتے نے نس بندی کے لئے اپنے گاؤں سے ۱۵ اور آس پاس کے گاؤں سے ۱۱۵ افراد پیش کرنے کا وعدہ کیا۔

کاشی ناتھ جگتاپ نے جو اسی گاؤں میں رہتا ہے آپریشن کروایا ہے۔ اپنے تجربات بیان کرتے ہوئے اس نے کہا کہ نس بندی کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں اور شبہات پھیلے ہوتے ہیں جنہیں دور کرنا ضروری ہے۔ اس نے کہا کہ آپریشن کا اس پر کوئی غلط اثر نہیں ہوا بلکہ یہ عمل بالکل سادہ اور غیر تکلیف دہ ہوتا ہے۔

سرپنچ نے کہا کہ زبانی پرچار بہترین چیز ہے۔ کاشی ناتھ جگتاپ جیسے آدمیوں کے خاندانی منصوبہ بندی کا پرچار کرنے سے بہیں زیادہ لوگ مل سکتے ہیں کیونکہ اس نے بذاتِ خود یہ طریقہ اپنایا ہے۔

عوام کا اعتبار و اطمینان

ضلع کولہاپور کی کاملکر بال ردی چننے کا کام کرتی ہے۔ یہ ایک گندی بستی میں رہتی ہے اور اس کے تین بچے ہیں۔ جب اسے محدود خاندان کے فائدے معلوم ہوتے تو اس نے آئندہ حاملہ ہونے سے بچنے کے لئے خود بخود آپریشن کروایا۔

ایک اور عورت ونیجے بال بغیر گھر، در کے ہے۔ اس کا شوہر بوجھ ڈھوتا ہے۔ دو بچوں کے بعد اس کے شوہر نے اسے سمجھا بجھا کر آپریشن پر آمادہ کیا کیونکہ اسے جو آمدنی ہوتی ہے وہ چار آدمیوں کے ایک خاندان کیلئے کافی ہوتی ہے۔

۲۵ برس کی نندہ باتی جادھو مقابلتاً بہتر حالت میں ہے۔ اس کے ایک لڑکا ہے اور ایک لڑکی۔ اس نے کہا کہ وہ اور اس کے شوہر نے خاندان کو محدود رکھنے کا فیصلہ کیا کیونکہ وہ اپنے ان دونوں بچوں کو اچھی تعلیم دلانا چاہتے تھے۔

بابیان بابا صاحب مجاور، پنہالا تعلقہ میں واقع پورلے گاؤں کی ایک ۲۵ برس کی مسلمان عورت ہے۔ پڑھی لکھی نہیں ہے۔ اس کا شوہر ایک بیکری میں ملازم ہے۔ پہلا لڑکا پیدا ہونے کے بعد مجاور میاں بیوی نے خاندان کو محدود رکھنے کا فیصلہ کیا۔

۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کی چند تصویری جھلکیاں

شری وسنت راؤ پاٹل کی وزارت ۲۰ نکاتی پروگرام پر عمل آوری کا تجزیہ کر چکی ہے۔ ۲۰ نکاتی پروگرام کمزور طبقات کی سماجی و معاشی بہبود کا ضامن ہے لہٰذا حکومت، لگن اور تندہی کے ساتھ اس پروگرام کو روبہ عمل لا رہی ہے۔ یہاں اس پروگرام پر عمل آوری کی چند تصویری جھلکیاں پیش کی گئی ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کمزور اور غربت زدہ طبقات کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے کتنا اعتماد و یقین پیدا ہو چکا ہے۔

حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں — ان اقدامات سے ان میں خود اعتمادی پیدا ہوئی ہے اور وہ شعوری طور پر اپنی اور آئندہ نسلوں کی ترقی کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔

آبپاشی اور جدید تکنیک

بیڑ ضلع میں، جائیکواڑی پروجیکٹ کے تحت، اینٹ سازی کا کام زور و شور سے جاری ہے۔ اس کام کی تکمیل سے ۱،۶۲،۵۰۰ ہیکٹر زمین کی آبپاشی ہوگی۔

[illegible]

زرعی مزدوروں
کیلئے
اقل ترین اُجرت

زرعی مزدوروں کے لئے اقل ترین اجرت
تعین سے ۵۴ لاکھ سے بھی زائد زرعی مزدور
مستفیض ہو سکے ہیں۔

[illegible]

بجلی کی پیداوار اور تقسیم

سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اورنگ آباد ضلع کے ۹۰۰ نفوس کی آبادی پر مشتمل دیہات جتاوا کو برقایا گیا۔ دسمبر ۱۹۸۲ء تک ۵۲۳ دیہاتوں کو برقایا گیا ہے نیز ۳۶,۹۵۱ پمپوں کو بجلی فراہم کی گئی ہے۔

اورنگ آباد کے صاحب راؤ پنجابی دیسے "کم آمدنی" طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں ایک نیا گھر ہی حکومت کا بنا گھر فراہم کیا گیا ہے۔

شجرکاری اور توانائی کے متبادل ذرائع

سولاپور ضلع میں ایک نہر کے کنارے کی گئی شجرکاری کا منظر، آئندہ چھ برسوں میں اکیاسی ہزار ہیکڑ اراضی پر شجرکاری کیلئے ۵۶.۴۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

ایک ادیباسی عورت "بائیو گیس" پر کھانا پکا رہی ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران دس ہزار بائیو گیس پلانٹس کی تنصیب کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

ابتدائی تعلیم

اور تعلیم بالغان
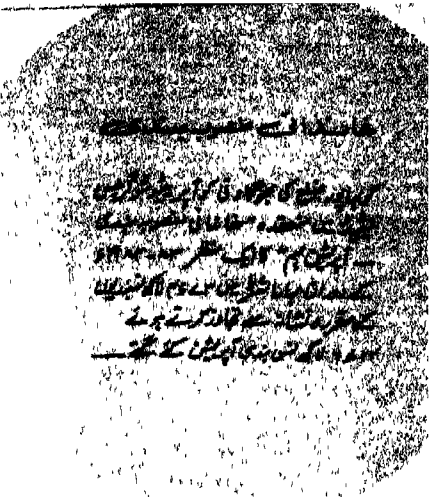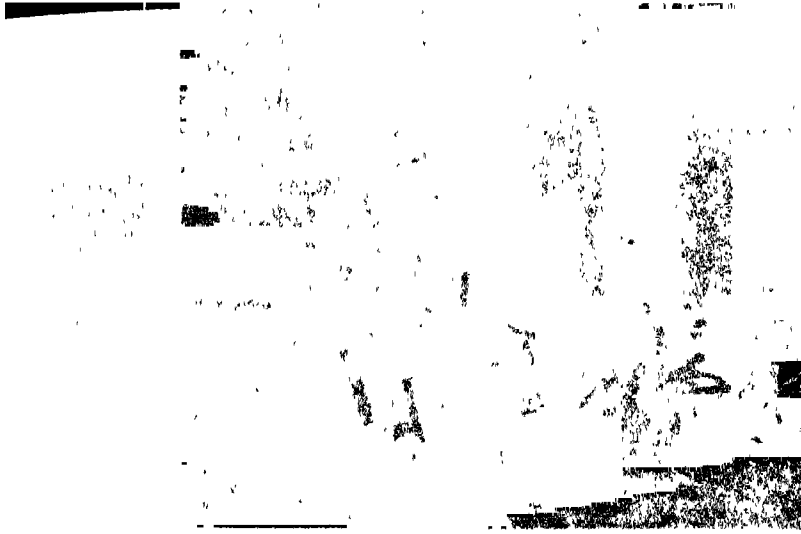
بلڈانہ ضلع کے ایک گاؤں ہری پورہ میں تعلیم بالغا
جماعت کا ایک منظر۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران "تعلیم بالغا
اسکیم" کے تحت ۳۶۶۴ لاکھ سے زائد بالغ افراد کا احاط
جاسکے گا۔

چندر پور ضلع کے ایک گاؤں میں واقع نرسری کلاس کا ایک م
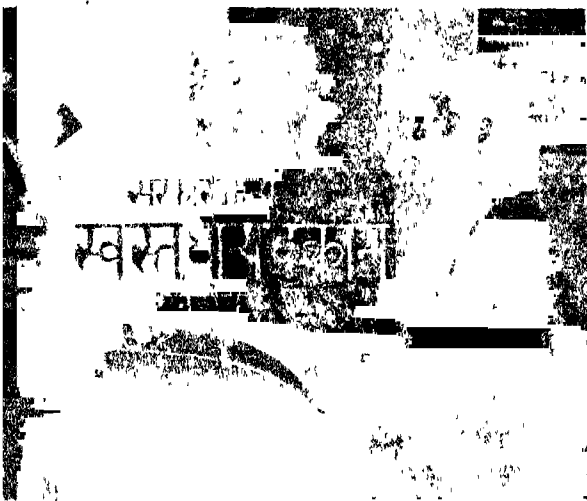
اشیاء ضروری کی فراہمی

صنعتی پالیسی

۱۲ حفظانِ صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور جذام، ٹی ۔ بی (دق) اور اندھے پن پر قابو پانے کی کوششوں کو معقول طور پر بڑھاوا دینا ۔

" سبھوں کے لئے صحت ۲۰۰۰ء تک " وہ نشانہ ہے حفظانِ صحت اور بیماری روک سہولتوں کی ترقی کیلئے رکھا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اس وقت تک تمام شہریوں کو صحت برقرار رکھنے کے مواقع سہولت ملنے چاہئیں ۔ اس کے مطابق یہ ضروری ہوجاتا ہے کہ اس مسئلہ سے متحدہ طور پر نمٹنے کے لئے مرض روک، مرض سے محفوظ رکھنے والی اور مرض سے نجات دینے والی ترکیبوں سے کام لیا جائے جیسے اچھا، صاف پینے کے پانی کا انتظام کرنا، صحت و صفائی کے حالات کو ترقی دینا، غذائیت بخش غذاؤں کو فراہم کرنا ۔ تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانا وغیرہ ۔ چھٹا پانچسالہ پلان دیہی مراکز صحت کے ڈھانچے کو مفید اصولوں پر ترکیب دینے اور مضبوط بنانے پر زور دیتا ہے ۔ دیہی علاقوں میں حفاظتِ صحت کی سہولتیں ۵۰۷ ابتدائی صحت کے ذریعے اور ۵,۷۴۱ ضمنی مراکز کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں ۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۲۸ ابتدائی صحت کے مراکز کا قیام تجویز کیا گیا ہے ۔ دو نئی اسکیمیں بھی ۸۴-۱۹۸۳ء سے اختیار کی گئی ہیں ۔ ان میں سے ایک تو یہ ہے کہ ۷۰ موٹریں ۔۔۔ فراہم کئے جائیں اور دوسری یہ کہ دیہی علاقوں میں بچوں کی اموات کم کرنے کے لئے دائیوں کو حرکت میں لایا جائے ۔ یہ بھی تجویز ہے کہ ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۴۸۳ مزید ابتدائی صحت کے مراکز قائم کئے جائیں تاکہ ۱۹۹۱ء تک ریاست میں مراکزِ صحت

دیہی علاقوں میں حفاظتِ صحت کی سہولتیں اس طرح کی ۵۰۷ ابتدائی مراکز صحت کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں ۔ تصویر میں ضلع ناسک میں واقع ڈنڈی کے ایک ابتدائی صحت کے مرکز میں ایک ڈاکٹر ایک مریضہ کی چیکنگ کرتا دکھائی دیتا ہے ۔

کے حدود میں پسماندگی ختم کردی جاتے ۔

جذام

مہاراشٹر کو جذام کے معاملے میں اعتدال کے مانند مختص سمجھا جاتا ہے۔ یہاں جذام کی مجموعی تعداد ۵۰ء۳ لاکھ ہے۔ جذام کنٹرول پروگرام کے تحت اصلی کام یہ ہے کہ کوڑھ کی تشخیص ہو اور پھر اس کا علاج تجویز کیا جاتے۔ مہاراشٹر ملک کی وہ پہلی ریاست ہے جس نے جذام کی بابت قانون ۱۸۹۸ء کو منسوخ کیا۔ ریاست نے ۱۹۹۰ء تک جذام کو ختم کردینے کا تہیہ کیا ہے۔

ٹی بی [دق]

مہاراشٹر میں ٹی بی زبردست مسئلۂ صحت ہے۔ اس میں مبتلا لوگوں کی مجموعی تعداد اندازاً ۱۰ لاکھ ہے۔ ریاست میں جملہ اموات کا دس فی صد ٹی بی کے باعث ہوتا ہے۔ لہٰذا اسے موثر طور پر قابو میں لانا ضروری ہے

مہاراشٹر کے ہر ضلع میں ایک ٹی بی مرکز ہے جس میں ۲۰ بستروں کا انتظام ہے۔ یہ مراکز اچھی طرح کام انجام دے رہے ہیں۔ ان کے ذریعے ضلعوں کے دور دراز مقامات میں لوگوں کو ٹی بی کی تشخیص اور علاج کی سہولتیں ملتی ہیں

اندھاپن

پورے ملک میں قابلِ علاج اندھے پن سے متاثر لوگوں کی جتنی تعداد ہے اس کا دسواں حصہ مہاراشٹر میں ہے ——— اندھے پن کو روکنے اور علاج کرنے کے لئے ریاستی حکومت ایک قومی پروگرام پر عمل درآمد کر رہی ہے۔ اس پروگرام میں وٹامن 'اے' گولیوں کی تقسیم ۱ تا ۵ سال کی عمر کے بچوں میں رتوندی (رات کے اندھے پن) کو روکتا ہے کیونکہ اس وٹامن کی کمی ہی رتوندی کا سبب ہوا کرتی ہے ——— مہاراشٹر میں آئندہ پانچ سال کی مدت میں قابلِ علاج اندھے پن کے تقریباً [illegible] بعض معالجہ سے فیضیاب ہونگے۔ آنکھوں کے ۳۰۰۰۰ آپریشنوں کا نشانہ، جو ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے مقرر کیا گیا ہے، یقیناً پورا کر لیا جائے گا۔

ریاستی حکومت کے دیہی صحت پروگراموں کے پُر اثر نتیجوں کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنم کے موقع پر جان بچنے کی امید، جو ۱۹۵۱ء میں ۴۵ تھی، ۱۹۸۱ء میں ۵۰ تک جا پہنچی اور ماؤں کی شرح اموات بھی کم ہو گئی ہے۔

خلاصہ یہ کہ مہاراشٹر میں صحت کی ساری حکمتِ عملی یوں ترتیب دی گئی ہے کہ تندرستی کو برقرار رکھنے کی سہولتیں، لوگوں کو، خواہ وہ دیہات میں ہوں یا شہروں میں یا ریاست کے دور دراز حصوں اور ناقابلِ گزر گوشوں میں ہوں برابر دستیاب ہوسکیں۔ اس پروگرام میں جسمانی عیوب اور خامیوں مثلِ جذام اور اندھاپن کو روکنے کے لئے تشخیص اور بروقت علاج کا سلسلہ بھی رکھا گیا ہے۔

ابتدائی مرکزِ صحت

ضلع اورنگ آباد کے کناڈ تعلقہ میں ویٹیا نام کا ایک چھوٹا گاؤں ہے جس کی آبادی ۲۰۰۰ ہے۔ اس گاؤں میں درجہ نمبر ۷ تک اسکولی تعلیم، ایس۔ ٹی، بجلی، پینے کے پانی وغیرہ کی سہولتیں ہیں لیکن یہاں صحت سے متعلق سہولتیں نہیں تھیں۔ اسے ابتدائی مرکزِ صحت کی سہولت عطا کی گئی۔ اس مرکز کی اسسٹنٹ نرس روزانہ کم از کم ۲۰ گھروں میں وزٹ کے لئے جاتی ہے، مریضوں کو دیکھتی ہے اور انہیں دوائیں اور انجکشن دیتی ہے۔

اس گاؤں کا سرپنچ کچھ امبا پاٹل نے اس نئی سہولت پر کہا۔ "گاؤں والوں کی ایک عرصے سے محسوس کی جانے والی شدید ضرورت کی بارے تکمیل ہوئی۔ انہیں اب اورالا اور چافنیر جانے کی زحمت نہیں ہوگی۔ اسسٹنٹ نرس حاملہ عورتوں کو دواؤں اور احتیاطوں کے متعلق مشورہ دیتی ہے اور بچوں کو پولیو کے انجکشن بھی دیتی ہے۔

دوسرا جہ گیر دار کار بھارت باورائو بھوجے کی کمر پر جذام کا داغ تھا جس میں گدگدی ہوتی تھی۔ اسے ڈاکٹری اس گولیوں کا کورس دیا گیا۔ [illegible] ابتدائی [illegible] علاج کا اچھا اثر ہو رہا ہے

جذام کو جڑ سے نابود کرنا

گنگا بائی نامدیو گائیکواڑ پسماندہ طبقے کی گندی بستی میں رہنے والی ہے۔ جالنہ میں ہیرا لکھن بستی میں رہتی ہے۔ چار سال ہوئے کہ اس نے اپنی ایڑی کی ایک انگلی پر سفید جذام کا داغ نمودار ہوا جس کو اس نے سرکاری دواخانے میں جانچ کروایا تو اسے سفید جذام بتلایا گیا۔ باقاعدہ علاج سے آخر اس کا یہ مرض بالکل جاتا رہا۔

گنگا بائی کے شوہر ایک مل مزدور ہیں۔ خود گنگا بائی بیڑی بیچتی ہے۔ ان کے تین بچے ہیں۔

گنگا بائی نے بتلایا کہ چار سال ہوئے جب اس کے سفید داغ کو سفید جذام تشخیص کیا گیا تھا جس نے اس کو بہت رنجیدہ کر دیا تھا۔ سرکاری دواخانے کی سہولتوں کی بدولت وہ بالکل اچھی ہو گئی۔ اس کا کہنا ہے کہ لوگوں کو اس مرض سے ڈرنے کے بجائے سرکار کے جذام ہٹاؤ پروگرام کو کامیاب بنانا چاہیئے اور تشخیص کروا کے بروقت علاج کی طرف رجوع کرنا چاہیئے تاکہ یہ مرض بالکل جڑ سے نابود ہو جائے۔

ٹی بی [تپِ دق]

اب اس سے ڈرنے کی ضرورت نہیں

دتاتریہ کرشناجی چوان جو ایک موچی ہے، اس کی گیارہ سالہ لڑکی کو ٹی بی کی بیماری ہو گئی۔ ضلع کولہاپور کے تعلقہ کاگل میں کاپشی گاؤں کا رہنے والا یہ غریب، لڑکی کے علاج پر اپنی ساری بچت خرچ کرنے کے بعد قرض لینے پر مجبور ہوا اور پرائیویٹ ڈاکٹر سے لڑکی کا علاج کروانے لگا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا پھر وہ اپنی لڑکی کو کاپشی کے ضلع پریشد دواخانے لے آیا۔ یہاں سرکاری ڈاکٹر کے مشورے پر اس نے لڑکی کو چھترپتی پرامل راجے ہاسپٹل کولہاپور میں داخل کیا۔ علاج سے لڑکی بالکل اچھی تندرست ہو گئی۔

شری چوان نے کہا کہ لڑکی کے چہرے پر رونق دیکھ کر مجھے بڑی خوشی ہوئی کیونکہ وہ ٹی بی سے نہایت کمزور ہو گئی تھی۔۔ اگرچہ تب وہ ایس ایس سی امتحان میں شریک نہیں ہو سکی تھی۔۔۔ اس لئے اس نے تہیہ کر لیا ہے کہ اپنی تعلیم وہ پوری کرتی رہے گی۔

بینائی بحال

ضلع تھانے کے تعلقہ دھانو میں نرپڈ گاؤں کے رہنے والے ۳۷ سالہ نارائن سادھو راوت کی دائیں آنکھ کا موتیا بند کے سبب اپریشن اس شبیر میں کیا گیا تھا جس کا انعقاد گاؤں ہاسپٹل اور لائنس کلب دھانو نے مشترکہ طور پر کوئی دو سال قبل کیا تھا۔ آپریشن کامیاب رہا اور بینائی بحال ہو گئی۔ چند دن بعد اسے ایسا ہی آپریشن بائیں آنکھ کا بھی جو ہر تعلقہ میں واقع تلاوڑی ہاسپٹل میں کروانا پڑا۔ دونوں مقامات پر مریضوں کی دیکھ ریکھ اچھی طرح کی گئی اور انہیں چشمہ مفت دیا گیا۔

شری راوت نے کہا کہ اندھے پن کے سبب میرے لئے زندگی ایک لعنت بن چکی تھی۔ اب چونکہ میری آنکھ کی روشنی بحال ہو چکی ہے زندگی کی دلچسپیاں بھی بحال ہو گئی ہیں۔" اس نے صحت کے سلسلے میں حکومت کی عطا کردہ سہولتوں کو سراہا جنہیں دور دراز گاؤں تک حکومت نے وسیع کر دی ہیں۔

موہن راج

۱۵ عورتوں اور بچوں کی بہبودی کے پروگراموں کو زیادہ تیزی کے ساتھ عمل میں لانا اور حاملہ عورتوں، دودھ پلانے والی ماؤں اور معصوم بچوں، بالخصوص قبائلی، پہاڑی اور پسماندہ علاقوں کی عورتوں، بچوں کیلئے غذائیت بخش پروگراموں پر عمل کی رفتار اور تیز کرنا۔
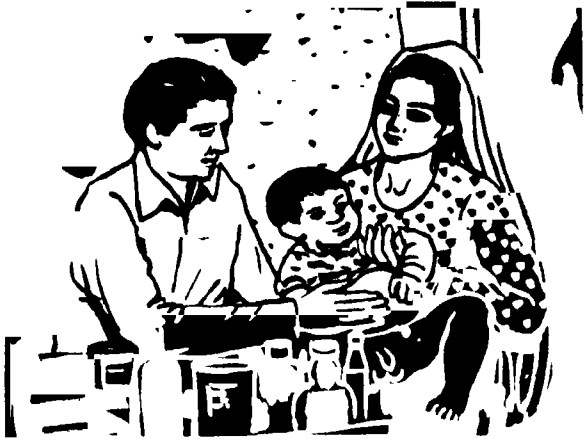
سوالا پور کے ایک ہیلتھ سنٹر میں ایک بچے کا وزن کیا جا رہا ہے یہاں ماؤں کو بچوں کی صحت اور غذائیت کے بارے میں "چائلڈ ڈیولپمنٹ پراجیکٹ" کے تحت تربیت دی جاتی ہے۔

بچوں کی بہبودی کے پروگراموں کو سماجی بہبودی کے تمام ڈھانچوں میں اعلیٰ ترجیحی درجہ دیا گیا ہے۔ بچوں کی نشوو نما کی مربوط خدماتی اسکیم (انٹیگریٹیڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ سروس اسکیم = آئی سی ڈی ایس) کا آغاز اسی مناسبت سے کیا گیا تھا تاکہ ۶ سال سے کم عمر والے بچوں کو بچپن کی ابتدائی خدمتیں متجلہ طور پر حاصل ہوں اور ساتھ ہی حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں اور ۱۵ سے ۴۴ سال کی بڑی عورتوں کی صحت غذائیت اور تعلیمی ضروریات سے تعلق رکھنے والی خدمتیں بھی ایک ہی جگہ میسر آئیں۔ اس پروگرام کے ۷۶-۱۹۷۵ء میں شروع کئے جانے کے وقت سے لے کر کل ۷۴ (آئی سی ڈی ایس) بلاک کھولے گئے۔ ان میں سے ۱۸ بلاک ایسے ہیں جو ۸۳-۱۹۸۲ء میں کھولے گئے۔ یہ تمام بلاک کام کرنے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ اس اسکیم کے تحت تقریباً ۷ء۱۹ لاکھ بچے، جو ۶ سال سے کم عمر کے تھے، اور ۵۲٫۰۰۰ حاملہ عورتیں اور دودھ پلانے والی مائیں مستفیض ہوئیں۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران، ایسے ۳۲ بلاک کھولے جانے والے ہیں۔

آئی سی ڈی ایس کی معرفت انجام دی جانے والی

خدمتوں میں اضافی غذائیت، متعدی بیماریوں سے محفوظ بنانا
(جن سے عموماً بچے اور حاملہ عورتیں اور دودھ پلانے والی مائیں
متاثر ہوتی ہیں)، تندرستی کی جانچ پڑتال، کسی دوسرے ادارے
کی طرف بھیجنے کی خدمت، غذائیت اور صحت سے متعلق تعلیم اور
اطلاعاتی ہدایتیں شامل ہیں۔ امسال بچوں کے لئے پولیو تحریک میں
۶ منصوبے شروع کئے جا چکے ہیں اور ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران
۴ نئے (آئی سی ڈی ایس) اسکیمیں شروع کی جانے والی ہیں۔ ہر
ایک اسکیم کے تحت ۱۱۰۰۰ فائدہ گیروں (عورتوں اور بچوں)
کو خاص غذائیت کے فائدے ملتے ہیں۔

کم غذائیت، مریضانہ حالت اور اموات کے مسئلوں سے نمٹنے
کے لئے اور متوازن غذا، بیماریوں سے بچانے والے اناجوں کی
پیداوار اور استعمال اور پکانے کے مناسب طریقوں سے آگاہی
بنانے کے لئے موزوں غذائیت بخش پروگرام (ایپلائیڈ نٹریشن
پروگرام = اے این پی) کا اجرا ۱۹۶۰ء میں عمل میں آیا تھا۔
اس تسلسل میں خاص غذائیت بخش پروگرام (اسپیشل
نٹریشن پروگرام = ایس این پی) ۷۱-۱۹۷۰ء میں جاری کیا
گیا تھا۔ آخر الذکر پروگرام "فوری" نوعیت کا تھا تاکہ پیدائش سے
لے کر ۶ سال تک کے بچوں نیز حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے
والی ماؤں کو کیلوری (طبیعی حرارت) کی مناسب مقدار میسّر
ہو سکے۔ نٹریشن یا غذائیت بخش پروگرام کے تحت اولاً اسپیشل
نٹریشن کے لئے اور دوماً دوپہر میں کھانے کے لئے دو مزید
اسکیمیں شروع کی گئی ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ غذائیت بخش
غذا کی تیاری اور پروسیسنگ اور غذا کو غذائیت بخش بنانے کی
تعلیم بہم پہنچائی جائے۔

اسپیشل نٹریشن پروگرام (ایس این پی) پر ایسے شہروں میں
عمل ہو رہا ہے جن کی آبادی ایک لاکھ یا اس سے زیادہ ہے نیز ان
ٹرائبل ڈیولپمنٹ (قبائلی ترقی کے) بلاکوں میں بھی جو ٹرائبل
سب پلان کے ضمن میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس پروگرام
کے تحت تقریباً ۶۷ء۶ لاکھ بچوں اور عورتوں نے ۸۳-۱۹۸۲ء کے
دوران فائدہ اٹھایا۔ جہاں تک ایس این پی یا خاص غذائیت بخش
پروگرام کا تعلق ہے، اسے رفتہ رفتہ ترقی کی مناسبت سے
آئی سی ڈی ایس پروگرام کے ساتھ مربوط کر دیا جائے گا پھر بھی

یہ پروگرام ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بھی شہری گندی بستیوں
کے لئے قابل عمل رہے گا کیونکہ تقریباً ۲ء۱ لاکھ فائدہ اٹھانے والے
اس سے وابستہ ہیں۔ رہے قبائلی ایریا۔ تو ۸۴-۱۹۸۳ء میں
۴ ایس این پی بلاک جاری رکھے جائیں گے جو آئی سی ڈی ایس
کے تحت نہیں لئے جائیں گے کیونکہ ان چار بلاکوں میں فائدہ اٹھانے
والوں کی تعداد ۱۸,۰۰۰ ہے۔

غذائیت بخش خوراک

ضلع چندرا پور میں، ۵ سال سے کم عمر والے بچوں نیز حاملہ
عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں کے لئے، متعدد غذائیت
بخش پروگراموں پر، ۸ آئی سی ڈی ایس پراجیکٹوں کے ذریعے
عمل کیا جا رہا ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران اس قسم کا ایک
پراجیکٹ راجورہ کے اور ایک واروڑہ کے دیہی حلقوں میں
کھولا گیا تھا۔ راجورہ پراجیکٹ کے تحت ۵۰ مراکز اور
واروڑہ پراجیکٹ کے تحت ۹۲ مراکز کھولے گئے تھے۔
یہ پراجیکٹ نہ صرف غذائیت بخش خوراک کے حصول
میں عورتوں کی مدد کرتا ہے بلکہ انہیں اپنے بچوں کی حفاظت
کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس نے عورتوں کو محدود خاندان کے
فائدے بھی بتلائے ہیں۔ چرگاؤں کی تاراہری داس دیڈ دڈی
کو جب بچوں کی کم تعداد کے فائدے ذہن نشین ہو گئے تو اس نے
اپنی دوسری زچگی کے بعد فیملی پلاننگ آپریشن بھی کروالی۔

آنگن واڑی:
بچوں اور ماؤں کیلئے ایک نعمت

شہر سولاپور کی گندی بستیوں میں، آئی سی ڈی ایس پروجیکٹ
کے ذیل میں ۱۰۰ آنگن واڑی ہیں جہاں ۶ سال سے کم عمر کے
بچوں کی نیز حاملہ عورتوں اور دودھ پلانے والی ماؤں کی میڈیکل
جانچ ہوتی ہے اور غذائیت بخش خوراک دی جاتی ہے۔ پروگرام
میں چیچک کے ٹیکے لگانا، طبی مشورہ دینا، قبل از پرائمری کی
تعلیم دینا، تعلیم بالغان کی کلاسیں چلانا وغیرہ شامل ہیں۔
یہاں سے فائدہ اٹھانے والوں میں سے ایک خاتون
امبوبائی تلسی رام کمبھار کا کہنا ہے: نرس میرے حمل کے
دوران باقاعدہ میرے گھر آتی تھی اور زچگی سے پہلے جن احتیاطی
باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے بارے میں نہایت قیمتی مشورے

اس شہر کے ڈھورگلی کی رہنے والی پاربتی راجندر کمار کھارکھیلے آنگن واڑی کے فائدہ مند ہونے کی بابت مطمئن ہے۔ اس کے تین بچے ہیں۔ دوسری عورتوں کے مشورے پر جو آنگن واڑی برابر جاتے رہتے ہیں۔ اس نے "نس بندی" کروانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا کہنا ہے "مجھے آنگن واڑی سے معلوم ہوا کہ اپنی روزمرہ کی خوراک کو کس طرح غذائیت بخش بنایا جا سکتا ہے اور وہ بھی پکانے کے طریقے میں معمولی تبدیلی کے ذریعے اور کھانے میں پھلیوں اور ہرے پتوں والی بھاجی کا اضافہ کر کے۔ میں اب ایسا ہی کرتی ہوں۔"
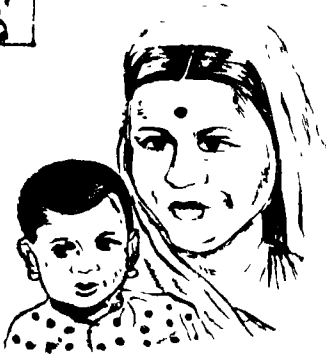
دی تھی۔ بعد میں میرے بیٹے کو ضروری دوائیں دی گئیں۔ اور ٹی ٹی کا انجکشن بھی لگایا گیا۔ زچگی سے پہلے اور پیدائش کے بعد حفاظتی مشوروں کے سبب میرا بچہ نہایت تندرست ہے۔

اس پروجیکٹ سے فائدہ اٹھانے والے ایک اور شخص فخرالدین نام کی گندی بستی کے باشندے رسمہا مالیا جالوبکر نے کہا "آنگن واڑی واقعی ایک نعمت ہے۔ ہم جیسے غریبوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اس کی بدولت تندرستی کی تعلیم اور تندرستی کی سہولتیں گویا ہمارے دروازے پر لے آئی گئی ہیں۔ میرا لڑکا اب باقاعدہ بالواڑی جانے لگا ہے۔ وہ صحت بنانے والی اور صحت مندی کے لئے ضروری عادتیں ایسی عمر میں سیکھ رہا ہے جس کا اثر قائم رہے گا۔

۱۶

۶ سے ۱۴ برس کی عمر والوں کی اور خاص طور پر لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم کو عام کرنا اور ساتھ ہی طلبا کو اور از خود کام کرنیوالی ایجنسیوں کو بالغوں کی بے علمی دور کرنے میں شامل کرنا۔

بتی ابرع ار ۔ کی ترقی کے پروگراموں میں تعلیم سب سے بڑا رول ادا کرتی ہے۔ ابتدائی تعلیم ہی وہ بنیاد ہے جس پر بعد کی تمام تعلیمات کی عمارتیں تعمیر ہوتی ہیں خواہ ان کا تعلق سیکنڈری تعلیم سے ہو یا اونچی تعلیموں سے ہو یا ٹکنیکل تعلیم سے ہو۔ اسی بنا پر ابتدائی تعلیم کی اہمیت کو ہمارے دستور نے بھی تسلیم کیا ہے۔ ریاستی حکومت نے دستور میں دی گئی ہدایت پر مبنی اصولوں کی روشنی میں مفت اور عام تعلیم نہ صرف ۶ سے ۱۱ سال کی عمر والوں کو دینے کا بلکہ ریاست میں مہیا کردہ سہولتوں کے مطابق ۶ سے ۱۴ کی عمر والوں کو بھی اس میں شامل کر لینے کا ارادہ کیا ہے۔ ریاست کے تمام ریوینیو والے قریوں میں

مہاراشٹر میں تعلیم بالغان کی متعدد اسکیموں کے تحت ۱۲،۰۰۰ مراکز برائے تعلیم بالغان شروع کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے ان میں ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۲[illegible]۰۰۰ سے زائد بالغان زیر تعلیم تھے۔ تصویر میں ضلع اورنگ آباد کے قریہ ڈونگرگاؤں میں تعلیم بالغان کی ایک کلاس ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

★

پرائمری اسکولیں قائم ہیں ۔ جبکہ ۶ سے ۱۰ سال کی عمر والے بچوں کی گروپ بندی کے مطابق، جو دستور کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے فی صد شرح تقریباً ۵ء۱۱۴ ہوتی ہے۔ اگر چلنہ بچوں کی مذکورہ گروپ بندی سے حساب لگایا جائے ، ۱۱ تا ۱۴ سال کی عمر والے بچوں کی گروپ بندی کے بارے میں ابھی پیش رفت کرنا باقی ہے۔ اس عمر والے بچوں کی گروپ بندی کرنے پر اسکول میں حاضر باش بچوں کی فی صد شرح کے کم ہونے کا اصل سبب یہ ہے کہ اس عمر والے گروپ کے بچے اور بچیاں جو دیہاتوں سے تعلق رکھتے ہیں اپنے والدین کے پیشوں جیسے زراعت وغیرہ میں مدد دیا کرتے ہیں۔ اس لئے اسکولوں میں حاضری گھٹ جاتی ہے۔

۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۱۶ء۱۱ لاکھ بچوں کے داخل کئے جانے کا نشانہ مقرر ہوا تھا لیکن اس کے برعکس صرف ۱۰ء۱۱۶ لاکھ بچے آئے ۔ اس طرح نشانہ صرف ۷۰ء۹۹ فی صد رہا جن میں لڑکیوں کے ۲۲ء۴۸ لاکھ نام درج رجسٹر تھے ۔ اس طرح فیصد نشانہ ۸۸ء۷۷ فی صد تھا۔

پرائمری اسکولوں میں ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران درج رجسٹر

طلبار کی تعداد امید ہے کہ ۱۶ء۱۱ لاکھ ہوگی جبکہ یہ تعداد ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۵ء۱۱۲ تھی۔

ملک کی جملہ ریاستوں میں تعلیم [illegible] صد شرح کے حساب سے [illegible] ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر صرف کیرالا سے دوسرے نمبر پر ہے۔ تعلیم [illegible] شرح مہاراشٹر میں ۱۱۸۱ [illegible] ۳۶ [illegible] تھی۔ عورتوں کی تعلیمی فی صد شرح کے [illegible] مہاراشٹر [illegible] دوسری تمام ریاستوں [illegible] یونین کے ماتحت [illegible] شامل ہیں دوسرے نمبر [illegible] (۴۰۸ء۱۶) سے

تعلیم بالغان کا پروگرام اس ریاست میں بڑے پیمانے پر ۲ اکتوبر ۱۹۷۸ء سے شروع ہوا تھا۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ریاست میں ۱۰٫۴۰۵ مرکز تعلیم بالغان کے جاری تھے ۔ اور درج رجسٹر بالغوں کی تعداد ۱۱ء۳ لاکھ تھی۔ اس کے علاوہ یونیورسٹیاں اور کالج، تعلیم [illegible] کے ۲۲۰ سنٹر اور [illegible] سوشیل ایجوکیشن کمیٹی [illegible] سنٹر اسی پروگرام کے تحت چلاتے ہیں۔ تعلیم بالغان کی مختلف اسکیموں کے تحت [illegible] مہاراشٹر میں عمل درآمد جاری ہے تعلیم بالغان کے شروع کرنے کے سلسلے میں ۱۲٫۰۱۰ سنٹروں کے قائم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں یہ سنٹر ۳۰۰ ۳٫۶۰ بالغان کو جاری تھا۔ ستمبر ۱۹۸۳ء تک ۱٫۶۵٫۱۱۱ مرد اور ۹٫۹۱۷ عورتیں تعلیم بالغان اسکیم کے تحت درج رجسٹر تھے۔ ان میں سے علی الترتیب ۷۹٫۶۶۹ اور [illegible] بالغوں کی تعداد شیڈولڈ کاسٹ اور شیڈولڈ ٹرائب سے تعلق رکھتی ہے ۔

اسکولی بچوں کیلئے یونیفارم

حکومت کا مطمع نظر یہ ہے کہ ۶ سے ۱۴ برس کی عمر کے بچوں کے لئے عام تعلیم مفت ہو اور تمام ریوینیو والے قریوں میں پرائمری اسکول قائم کئے جائیں۔

کمار داموا بشورا را ٹھوڑ شمالی مولاپور میں کو سٹھے گاؤں کا ایک پرائمری کا طالب علم ہے۔ اس کا کہنا ہے "جب میں دوسری میں تھا تو میرے پاس اچھے کپڑے نہیں تھے ۔ اس لیے میں اسکول نہیں جاتا تھا۔ مجھے ہیڈ ماسٹر نے ایک یونیفارم مفت دے دیا تیسری میں بھی ایک یونیفارم ملا۔ میرے والدین مزدور ہیں ۔ اب میرا ارادہ ہے کہ اسکول برابر جایا کروں ۔"

تیسری کا ایک طالب علم کمار نارائن شری کانت واگھمارے نے کہا "میرے والد ایک کارخانے میں ملازم ہیں۔ میرے پاس اچھے کپڑے نہیں تھے۔ اس لئے میں اسکول جانے سے گریز کرتا تھا۔ جب مجھے میرے ٹیچر نے ایک اچھا یونیفارم دیا تو میں برابر اسکول جانے لگا۔"

کماری ناگو آنیتا منگونڈا، جو تیسری میں پڑھتی ہے کہنے لگی "ہم غریب ہیں اور ایک گندی بستی میں رہتے ہیں۔ اسکول سے مجھے ایک اسکرٹ اور بلاوز ملے — اب میں اسکول برابر جاتی ہوں۔"

ہوسٹل کی سہولت

کماری مینا دیورام ہیورالے اورنگ آباد تعلقہ میں گلگاؤں فیران کی رہنے والی، اپنی تعلیم اس وجہ سے جاری رکھ سکی کہ اسے ہوسٹل کی سہولت حاصل ہوئی۔ یہ ہوسٹل، سوشیل ڈپارٹمنٹ کے زیر انتظام ہے۔ اسے یہ سہولت حاصل ہے ایک ہوسٹل میں بستر آئی۔

مینا کہتی ہے میرے چار بھائی اور ماں باپ ہیں۔ گھر کی آمدنی بہت ناکافی تھی۔ پھر بھی وہ گاؤں کے اسکول میں ساتویں جماعت تک تعلیم حاصل کرسکی۔ اگر جالنہ میں لڑکیوں کے لئے سرکاری ہوسٹل میں اسے داخلہ نہ مل جاتا تو وہ اپنی تعلیم آگے جاری نہ رکھ سکتی۔ اب مینا نویں میں ہے۔ اس کی آرزو نرس بن کر بچوں کے سینے کی ہے

تعلیم بالغان کی کلاسیں

گورنمنٹ کی مدد سے چلنے والی تعلیم بالغان کی کلاسیں بالغوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے میں مفید ثابت ہو رہی ہیں۔ ضلع بیڑ میں تعلقہ ماجلگاؤں کا گلاب دامو راٹھوڑ نے جس کی عمر ۳۵ سال ہے کہا۔ "اب میں لکھنے پڑھنے لگ گیا ہوں اور زراعتی پیداوار کی رسیدیں پڑھ لیتا ہوں۔ مجھے اپنی کلاس ہی میں قومی منصوبوں کی اطلاع ملی جن میں درخت اگانا، چھوٹی بچت اسکیم، فیملی پلاننگ، تمباکو، پرہیز کی ممانعت وغیرہ شامل ہیں۔ ان کلاسوں میں تعلیم کے ذریعے ہمیں اپنے حقوق اور اپنی ذمہ داریوں سے سہولت کے ساتھ آگاہی ملے گی۔" گلاب نے فخریہ انداز میں کہا۔

تعلیم بالغان کی کلاسوں سے فیض اٹھانے والوں میں ایک شخص شیس پھنڈ کاشی ناتھ بھوسلے، ضلع اورنگ آباد میں ڈونگر گاؤں کا باشندہ ہے۔ یہ کہنے لگا "جب میں جاہل تھا تو جو بھی کہا جاتا اسے صحیح سمجھتا تھا۔ جب کبھی کسی آفس یا بینک میں جاتا تو شرمندہ سا ہوتا تھا کہ مجھے انگوٹھا لگانا پڑ رہا ہے۔ اکثر ایسا ہوا کہ بے جانے ہوئے، غلط بس میں بیٹھ گیا اور پھر دور جاکر شرمندگی کے ساتھ اتار گیا۔ جب مجھے خبر ملی کہ گنداولی میں تعلیم بالغان کی کلاسیں چلتی ہیں تو میں وہاں پہنچ گیا اور اب اس کی بدولت مجھے شرمندگیوں سے نجات ملی۔

ایک عورت راجنا کہنے لگی "ان کلاسوں کی بدولت جب میں دستخط کرنے لگی تو مجھے بڑی خوشی ہوتی۔ ہم جیسوں کے لئے جو نئے پڑھنے والے ہیں، کوئی مناسب سی لائبریری بھی ہونی چاہیے۔"

جب راجنا سے پوچھا گیا کہ وہ کلاس میں کیا پڑھتی تھی، تو اس نے کہا کہ پڑھائی کے علاوہ روزمرہ کی خبریں اور واقعات پوسٹ آفسوں، بینکوں، بچوں کی تعلیم وغیرہ کے بارے میں بہت کچھ معلومات دی جاتی تھی۔

۱۷

- فیئر پرائس شاپس کی تعداد زیادہ کرنا، ساتھ ہی دور دراز علاقوں کیلئے موبائل یا موٹری شاپس کا بندوبست کرنا،
- کارخانہ مزدوروں اور ہوسٹلوں میں رہنے والے طالبِ علموں کی ضرورتیں پوری کرنیوالے شاپس کھولنا،
- طالبِ علموں کیلئے درسی کتابیں اور کاپیاں ترجیحی بنیادوں پر مہیا کرنا،
- استعمال کرنیوالوں کے مفادات کی حفاظت کی تحریک کی حوصلہ افزائی کرنا،
- عوام میں تقسیم کاری کے طور طریقوں کو وسعت دینا۔

(الف) عوام میں تقسیم کاری کے طور طریقوں کی مضبوطی اور توسیع

عوام میں تقسیم کاری کے سسٹم کی اصلی غرض و غایت یہ ہے کہ سوسائٹی کے کمزور طبقے کو لازمی اشیاء معقول داموں دستیاب ہوں۔ اس مقصد کے پیش نظر مہاراشٹر نے عوام میں تقسیم کاری کے سسٹم کے تحت زیادہ سے زیادہ سہولتیں عطا کرنے کو انتہائی اہمیت دی ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں اس نے ریاست میں فیئر پرائس اور منظور کردہ راشن دکانوں کی ایک بڑی تعداد کھول دی ہے۔ ریاست میں ایسی دکانوں کا ایک اچھا خاصا جال سا پھیلا ہوا ہے۔

ریاست میں ایسی دکانوں کی تعداد جو مارچ ۱۹۸۲ء میں ۲۹۴۹۰ تھی، دسمبر ۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۳۱۴۹۶ ہو گئی۔ اس بات کی پوری کوشش کی جارہی ہے کہ دکانوں کی تعداد میں ایسی جگہوں یا علاقوں میں اضافہ کیا جائے جہاں آبادی بہت گنجان ہے۔ کلکٹروں کے نام اور کنٹرولر آف راشننگ، بمبئی کے نام رہنمایانہ ہدایتیں جاری کی جاچکی ہیں کہ گاہکوں کے مطالبے اور سہولت کے پیش نظر نئی دکانیں کھولی جائیں۔ ترجیح مقرر ہے جس کے مطابق کو آپریٹو سوسائٹیوں کو ترجیح دی گئی ہے۔ کلکٹروں کو بھی ہدایت دی جاچکی ہے کہ مجموعی طور پر اس بات کو پیش نظر رکھ کر ہر ۲۰۰۰ کی آبادی کے لئے ایک دکان ہو، نئی دکانیں جہاں ضروری ہوا کھولی جائیں۔ [illegible] اسٹیٹ کی آبادی (بلحاظ [illegible] شماری ۱۹۸۱ء) ۶.۲۸ کروڑ ہے۔ آبادی کے حساب سے اگر دیکھا جائے تو آبادی اور دکانوں کا تناسب [illegible] دسمبر ۱۹۸۱ [illegible] ۱۹۹۲ : ۱ بیٹھتا ہے۔

اگر ۲۰۰۰ [illegible] کو معیار بتایا گیا ہے، [illegible] ۱۰۰۰ کی آبادی [illegible] رکھی جائے تو دکان معاشی طور پر پنپ نہیں سکے گی۔ اس بات پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ دور دراز مقامات پر قبائلی ضمنی پلان والے علاقوں اور [illegible] گندے حلقوں میں بھی خردہ فروشی یا پٹکل بیچنے والی دکانیں کھولی جائیں۔ تاکہ وہاں کے باشندوں کو بھی مناسب حفاظت بہم پہنچے اور وہ محروم

در ہیں۔ ریاست میں موجودہ تقریباً ۱۹۴ اور ۲ فیئر پرائس شاپس
قبائلی صنعتی۔ پلان والے علاقوں میں ہیں۔ بعض مقامات پر حکومت
نے فیئر پرائس شاپس کھولنے کی تجویز وہاں بھی منظور کر دی جہاں
تعداداً آبادی ۲۰۰۰ سے کم ہے بشرطیکہ وہاں لوگوں کی
مقامی ضرورتیں ملحوظ رکھی گئیں اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو
اس جگہ کے لوگوں کو بہت فاصلہ طے کر کے اپنے حصے کا راشن
لینے کے لئے جانا پڑتا۔

ریاستی حکومت نے ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۱۸۰ دکانوں
کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ ضلعوں اور انتظامی آفیسروں کو
بھی اطلاع دے دی گئی ہے کہ وہ نشانہ مذکورہ تعداد تک
ہی نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ دکانیں کھولیں۔

صنعتی مزدوروں کی ضروریات: ریاست میں ۱۵۹ آٹھ وار
راشننگ فیئر پرائس شاپس ہیں۔ یہ دکانیں مذکورہ صنعتی
اداروں کے انتظام کار یا پھر مزدوروں کی کوآپریٹیو سوسائٹیاں
خود مزدوروں کے فائدے کے لئے چلاتی ہیں۔

گھاسلیٹ

مہاراشٹر کئی دوسری ریاستوں کے گھاسلیٹ کا اپنا
کوٹا حکومت ہند سے پاتا ہے۔ نومبر ۱۹۸۱ء سے حکومت ہند
اپنے فیصلے کے مطابق ایک سال کو تین بلاکوں میں تقسیم کرتی
ہے اور ہر بلاک کو چار مہینوں کا رکھتی ہے۔ پھر ہر بلاک کے
چار مہینوں میں اسی سطح کے مطابق گھاسلیٹ کا کوٹا دیتی ہے۔
گرمیوں کا بلاک مارچ، اپریل، مئی اور جون پر، موسم باراں کا
بلاک جولائی، اگست، ستمبر اور اکتوبر پر، اور سردیوں کا بلاک
نومبر، دسمبر، جنوری اور فروری پر مشتمل ہوتا ہے۔ گرمیوں اور
موسم باراں کے مہینوں کے دوران گھاسلیٹ کا کوٹا یوں ملتا
ہے کہ گذشتہ برس جس بلاک کے چار مہینوں میں جتنی بکری
ہوئی تھی ان سب کے اوسط کے اوپر ۵ فی صد زائد دیا
جاتا ہے اور سردیوں کا کوٹا اس بنیاد پر دیا جاتا ہے کہ گذشتہ
بلاک میں، ان ہی چار مہینوں میں سے جو موجودہ سال کے
مہینوں سے مطابقت رکھتے ہوں، پھر جس مہینے میں بھی
زیادہ بکری ہوئی تھی یا جتنا کوٹا ملا تھا (ان میں سے جو
بھی مقدار میں زیادہ ہو) وہی اس بلاک کے لئے کوٹا قرار
پاتا ہے۔ حکومت مہاراشٹر نے کنٹرول دام پر انصاف
کے ساتھ تقسیم کا کافی بندوبست کیا ہے۔ مختلف ضلعوں کے
لئے کوٹا کی تقسیم ریاستی سطح پر کی جاتی ہے۔ گھاسلیٹ کا
اوسطاً ماہانہ کوٹا جو آئل کمپنی کی معرفت ریاست کو ملتا ہے وہ
تقریباً ۵۰۰۰۰ء۱ کلو لیٹر ہوا کرتا ہے۔ یہ مقدار ریاست
میں اس کے استعمال کرنے والوں کے لئے کافی شمار کی جاتی ہے
پھر بھی جب گیس سلنڈروں کی دستیابی میں کمی یا بے قاعدگی
ہوتی ہے تو کیروسین کا مطالبہ اور ضرورت بڑھ جاتی ہے۔

حکومت ہند کے مقرر کئے ہوئے رہنمایانہ خطوط کے
مطابق ریاست مہاراشٹر نے کیروسین کی تھوک قیمت اور
خردہ قیمت رکھی ہے چنانچہ بمبئی راشننگ ایریا (بی آر اے)
کے لئے گھاسلیٹ کی خردہ قیمت ۱۸۱ء۱ فی لیٹر ہے۔
اضلاع میں اس کی قیمت فی لیٹر ۱۸۵ء۱ روپے اور ۱۵ء۲ روپے
کے درمیان ہے۔

بی آر اے میں، اور بعض ضلعوں اور تعلقوں کے ہیڈکوارٹروں
میں گھاسلیٹ راشن کارڈوں پر دیا جاتا ہے اور دیگر حلقوں میں
یہ بے روک ٹوک ملتا ہے۔ بمبئی راشننگ ایریا میں گھاسلیٹ
کی ماہانہ ضروری مقدار یوں ہے:

	لیٹر ماہانہ
تمام گیس ہولڈر	۱۰
تمام کارڈ ۲ یونٹ تک	۱۰
تمام کارڈ ۳ تا ۹ یونٹ	۲۰
تمام کارڈ ۱۰ تا ۱۴ یونٹ	۲۴
۱۵ یونٹ اور اس سے اوپر	۳۰

اضلاع میں یہ مقدار گھاسلیٹ کی دستیابی کے لحاظ سے
اور مختلف علاقوں میں لوگوں کی ضرورتوں کے پیش نظر بدلتی رہتی ہے۔

ہائی اسپیڈ ڈیزل

ہائی اسپیڈ ڈیزل آئل کی کافی دستیابی کے سبب اور حکومت
ہند اور حکومت ہند کے رہنمایانہ خطوط کی مطابقت میں، ریاستی
حکومت نے یکم مئی ۱۹۸۱ء سے ہائی اسپیڈ ڈیزل آئل کی فروخت
پر سے پابندیاں ختم کر دی ہیں۔ اب ہائی اسپیڈ ڈیزل آئل
کافی مقدار میں دستیاب ہے اور گاہکوں کی ضرورت و طلب کے
مطابق انہیں ان کے ڈپوؤں میں بھی دیا جاتا ہے۔

ایل۔ پی۔ گیس سلنڈر

حکومت ہند کی ہدایتوں کے مطابق آئل کمپنیاں: ایل پی

گیس سلنڈر اپنے ڈیلروں کی معرفت سیدھے ہی تقسیم کرتی ہیں۔ پھر بھی اگر گاہکوں کی طرف سے کوئی شکایت آئی تو آئل کمپنیوں سے اس باب میں ضروری کارروائی کرنے کی درخواست کی جاتی ہے۔ جب کبھی گیس سلنڈروں کے بارے میں کوئی سنگین مسئلہ آجاتا ہے تو آئل کمپنیوں کے نمائندوں کو منترالیہ میں بلاکر متعلق وزیر / سکریٹری باہمی گفتگو سے کوئی نہ کوئی حل دریافت کر لیتے ہیں تاکہ گیس سلنڈروں کی فراہمی میں رکاوٹ نہ آنے پائے نیز بمبئی عظمیٰ میں ویجیلنس کمیٹی کے ممبران کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ گیس ڈیلروں کی دکانوں کا معائنہ کیا کریں تاکہ غلط طور طریقے گیس سلنڈروں کی تقسیم میں راہ نہ پاسکیں۔

(ب) لازمی اشیاء کی تقسیم

جولائی ۱۹۸۲ء تک اناج کی وہ مقدار، جو پبلک ڈسٹری بیوشن سسٹم کے ذریعے تقسیم کی جاتی تھی، اناج کی دستیابی پر کم سے کم ۱۰ کلوگرام مقرر تھی۔ حکومت نے ۱۶ اگست ۱۹۸۲ء کو اس پر نظرثانی فرمایا اور فی بالغ ۱۰ کلوگرام ماہانہ مقرر کیا۔ اناج کے علاوہ "لیوی شکر" کی تقسیم فی شخص فی ماہ ۴۲۵ گرام کی یکساں مقدار میں کی جاتی ہے۔

ضلع کلکٹروں نے "فری سیل شکر" ۱۲ کلو فی کارڈ ۴ کلوگرام کے حساب سے بشرح ۴،۲۷ روپے تقسیم کیا جبکہ کنٹرولر آف راشننگ بمبئی نے اسی شکر کو، اپنے ایریا میں فی کارڈ ایک کلوگرام کے حساب سے بشرح ۴،۶۰ روپے فی کلوگرام، جون ۱۹۸۳ء کے پہلے ہفتے میں تقسیم کیا۔ درآمد کردہ خوردنی تیل، مقررہ مقدار میں بشرح ۹،۲۵ روپے فی کلوگرام تقسیم کیا جاتا ہے۔

سمنٹ

مرکزی حکومت نے ۲۸ فروری ۱۹۸۲ء سے، سمنٹ پر سے جزوی طور پر کنٹرول ہٹانے کا اعلان فرمایا۔ ریاستی حکومت نے سمنٹ کی تقسیم سے متعلق موجودہ احکامات پر، مرکزی حکومت کی طرف سے جزوی طور پر کنٹرول ہٹائے جانے کی روشنی میں، غور فرمایا اور یہ ہدایت جاری کی کہ ضلع کے کلکٹران اور بمبئی کے کنٹرولر آف راشننگ سمنٹ کی فروخت کے لئے اسٹاکسٹوں کے تقرر کا فیصلہ کریں۔ تقسیم کے لئے جہاں تک ممکن ہو، کوآپریٹیو سوسائٹیوں کو مقرر کیا جاتا ہے۔ "لیوی سمنٹ" کے نیچے مذکور استعمال کرنے والوں کے لئے کھلا کر دیا گیا ہے یعنی چھوٹے پیمانے کی چھوٹی صنعتی یونٹوں کے لئے، جو سمنٹ کو خام مال کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ رہائشی مکانات سکونتی یونٹیں، جو محدود سائز کی ہوں، اور ہاؤسنگ سوسائٹیوں کے لئے جو کوآپریٹیو گروپ میں ہوں۔

وہ پروگرام، جو کام کرنے والی عورتوں کے ہوسٹلوں اور معذور یا اپاہج اشخاص کے اداروں کی تعمیر / توسیع سے تعلق رکھتے ہیں، اور جو ۲۰ نکاتی پروگرام کے ذیل میں آتے ہیں اور مرکزی حکومت، کام کرنے والی عورتوں کے ہوسٹلوں کی تعمیر پر ہونے والے خرچ کا ۷۵ فی صد تک برداشت کرتی ہے۔ جہاں تک معذور اشخاص کے اداروں کا معاملہ ہے تعمیر کے لئے مرکزی مدد تخمینہ کردہ خرچ کا ۹۰ فیصد تک یا ۲،۵۰ لاکھ روپے (جو بھی ان میں سے کم ہو) ہے۔ اس کے پیش نظر متعلقہ حکام کو ہدایت دے دی گئی ہے کہ کام کرنے والی عورتوں کے ہوسٹلوں کے لئے اور معذور اشخاص کے اداروں کے لئے "لیوی سمنٹ" کھلی کر دی جائے۔

(ج) ہوسٹل کے طلباء کیلئے لازمی اشیاء کنٹرول قیمت پر

لازمی اشیاء مثل اناج، لیوی شکر اور خوردنی تیل ہوسٹل کے طلباء کو کنٹرول قیمت میں انہیں عطا کردہ اسٹابلشمنٹ کارڈوں پر دی جاتی ہیں۔ مذکورہ بالا اشیاء میں سے ہر ایک ایسے ہوسٹلوں کو اسٹابلشمنٹ / راشن کارڈ پر رجسٹر شدہ طلباء کی تعداد کی بنیاد پر، مذکورہ راشن والی اشیاء کی اس مقدار کے مطابق دی جاتی ہے جسے حکومت وقتاً فوقتاً مقرر کرتی ہے۔ طلباء کے موجودہ ہوسٹلوں کو سر دست دی جانے والی مقدار حسب ذیل ہے —

راشن کی اشیاء کا نام	موجودہ مقدار
لیوی شکر	ستمبر ۱۹۸۳ء سے ۴۲۵ گرام فی کس، ماہانہ

ریاست کے طول و عرض میں

خوردنی تیل ۔ ۔ ۔ ۔ یہ ایسے کارڈ ہولڈروں کو دیا جاتا ہے جن کے اٹابلشمنٹ کا ڈیپر خاندان کے ۵ لوگ ہوں

اناج ۔ ۔ ۔ ۔ ہر ماہ ہر بالغ کو ۱۰ کلو گرام ، پوری ریاست میں یکساں طور پر ملتا ہے۔

(د) گاہکوں کی زبردست تحریک

ایسے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں جن سے لازمی اشیاء کی عمدگی کے ساتھ دستیابی یقینی ہو اور بلیک مارکٹنگ نہ ہونے پائے اور ذخیرہ اندوزی نہ کی جا سکے۔ اس طرح کے جرمن سے نمٹنے کے لئے قوانین کافی سخت کئے جا چکے ہیں۔ دو قوانین یعنی —

(۱) قانون اشیاء لازمی ۱۹۵۵ء اور

(۲) قانون امتناع بلیک مارکٹنگ و حفاظت ضروریات زندگی و اشیاء لازمی ۱۹۸۰ء — فی الحال ریاست میں نافذ العمل ہیں۔ ساتھ ہی قانون حفاظت قومی ۱۹۸۰ء ، ریاستی حکومت کو یہ اختیار عطا کرتا ہے کہ کسی ایسے شخص کو حراست میں لے لے جس کی سرگرمیاں ایسی ہوں جو اشیاء لازمی اور خدمات کی حفاظت کے لئے نقصان دہ ہوں۔

پھر قانون اشیاء لازمی (خاص دفعات) ۱۹۸۱ء کے ذریعے ۱۹۵۵ء کے قانون اشیاء لازمی کی بعض دفعات میں ترمیم، ۵ سال کی عارضی مدت کے لئے کی گئی ہے۔ یہ قانون یکم ستمبر ۱۹۸۲ء سے ملک کی تمام ریاستوں اور مرکزی عمل داری کے علاقوں میں نافذ العمل ہے۔ ریاستی حکومت نے قانون مذکور کی ترمیمی دفعات کی روشنی میں خاص عدالت قائم کیا ہے تاکہ قانون مذکورہ کے تحت جرائم کی عدالتی تحقیقات جلد از جلد ہو سکے۔ اس نوع کی خاص عدالت ہر ضلع میں، نیز بمبئی عظمیٰ میں بھی ہے۔

حکومت بمبئی کے اوزان اور ناپ کے قوانین کی دفعات پر، اور ان قواعد پر جو اس کے تحت بنائے گئے ہیں، ساری ریاست میں، اپنی مشینری کے ذریعے، عمل کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کی رہنمائی میں کنزیومر تنظیموں کی وساطت سے اکزیبیشن منعقد کئے جاتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان باتوں کا علم ہو سکے۔ حکومت کے افسران، ہفتہ واری بازاروں میں ناپ اور وزنوں اور پٹرول پمپس وغیرہ کی بھی جانچ کرتے رہتے ہیں۔

لازمی اشیاء کی صحیح تقسیم پر سخت نگاہ رکھنے کیلئے ویجیلنس کمیٹیوں میں خریداروں کے نمائندوں کو بھی مناسب نمائندگی دی جاتی ہے کمیٹی سے یہ نمائندے مختلف ضلعوں، تعلقوں، دیہاتوں، سٹی گریٹر بمبئی وارڈوں وغیرہ میں کلکٹروں اور دیگر افسران کو فیئر پرائس راشن شاپس کے ذریعے لازمی اشیاء کی فراہمی کے بارے میں مشورہ اور مدد دیتے ہیں۔ ان ویجیلنس کمیٹیوں میں لیجسلیٹر حضرات، عورتوں کے نمائندے، پسماندہ طبقوں کے سماجی کارکن وغیرہ ہوا کرتے ہیں۔ ریاستی سطح پر ایک اسٹینڈنگ کمیٹی رکھی گئی ہے جس میں منتخب ممبران، مختلف ایسوسی ایشنوں کے عہدہ دار، تاجروں، کنزیومر کو آپریٹیو سوسائٹیوں وغیرہ کے نمائندے ہوتے ہیں تاکہ فیئر ٹریڈ (ایماندارانہ کاروبار) کو فروغ ہو۔ کنزیومروں کے مفاد کی حفاظت کے لئے مذکورۂ بالا تمام تنظیموں کے ساتھ میعادی اجلاس منعقد کئے جاتے ہیں۔

(د) بُک بینک

بک بینک کے لئے ایک اسکیم پر عمل درآمد جاری ہے۔ اس کے ذریعے ان طالب علموں کو فائدہ پہنچانا مقصود ہے جن کا تعلق شیڈولڈ کاسٹ / ٹرائب / دیگر پسماندہ طبقات اور سماج کی کمزور جماعتوں سے ہے۔ اس پروگرام کے تحت مفت درسی کتابیں دی جاتی ہیں جو سال کے آخر میں واپس ہو جاتی ہیں۔ البتہ پہلی اور دوسری میں پڑھنے والے بچوں سے انہیں واپس نہیں لیا جاتا۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۶۶ء۷ لاکھ پرائمری اسکول کے طلباء، ۲۵ء۱ لاکھ ثانوی اسکولوں کے طلباء اور ۵,۰۹۵ ٹیکنیکل کالج کے طلباء اس پروگرام کے تحت مستفیض ہوئے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے نشانہ یہ مقرر کیا گیا ہے کہ ۶۳۱ء۷ لاکھ پرائمری طلباء، ۱۷۷ء۱ لاکھ ثانوی اسکولوں کے طلباء

اور ۴۰۰ ملیٹری ملٹی میل کالجوں کے طلبا کو فائدہ پہنچایا جا رہا ہے۔

فیئر پرائس شاپ کی سہولت

ریاست میں لازمی اشیاء کی تقسیم کیلئے آتھورائزڈ فیئر پرائس راشن دکانوں کا سلسلہ عمدگی سے ایک جال کی طرح پھیلا ہوا ہے۔

کنڈال تعلقہ میں واقع پاڑ ای ایک دیہات ہے۔ یہاں کے رہنے والے مہادیو دھگل شردڈکر کا کہنا ہے " جب یہاں فیئر پرائس شاپ نہیں تھی تو ہمیں مجبوراً چار کلومیٹر دور کنڈال جانا پڑتا تھا "۔ سرپنچ شنکر گوپال پرس کے بقول شکر اور خوردنی تیل جیسی لازمی اشیاء اب آسانی سے ملنے لگی ہیں۔ ایک فائدہ گیر خاتون ستیا بائی راما اوڈیکر کے مطابق فیئر پرائس شاپ خاص طور سے عورتوں کے لئے فائدہ مند ہے۔ اب ہمیں اناج، شکر دالیں وغیرہ کے لئے ۴ کلومیٹر دور نہیں جانا پڑتا۔

خود اعتمادی

سبھاش لہانو ڈھنڈے، ایک ادیباسی جوان، دارنی جاتی سے تعلق رکھتا ہے اور ضلع تھانے میں گنجڈ کا باشندہ ہے۔ اسے ۲۰۰۰ کی آبادی پر کم از کم ایک فیئر پرائس شاپ والی اسکیم کے تحت، وہیں حلقے میں ایک شاپ ملی۔ اسکیم کے مطابق شاپ دینے کے لئے ترجیح کنزیومر کو آپریٹیو سوسائٹی، شیڈولڈ کاسٹ، شیڈولڈ ٹرائب، تعلیم یافتہ بے روزگار اور فریڈم فائٹر کو دی جاتی ہے۔ شری ڈھنڈے جس کی عمر ۲۰ سال ہے ایس ایس سی پاس کر چکا ہے۔

سبھاش نے کہا۔ " مجھے دہانو تعلقہ میں رن شیٹ کے مقام پر دکان الاٹ کی گئی تھی۔ یہاں ۱۲۵ کارڈ ہولڈر ہیں اور یونٹ ۲۴ ہیں جو آس پاس کے دیہاتوں رن شیٹ، بھیل شیٹ، تیلٹی، نمول اور ادھنی کے لوگوں کے ہیں۔ اس دکان نے مجھے آزاد رہنے کا ایک موقع بہم پہنچایا ہے اور غریبی کے انداز میں اپنے لوگوں کی خدمت کا بھی "

اس کے خاندان کی مالی حالت کے بارے میں سبھاش نے بتایا۔ " میرے باپ ایک اراضی " ۱ ہیکٹر ۲۰ آر " کے مالک ہیں جس سے ہمیں سالانہ ۲۰ تھیلے دھان ملتا ہے۔ میرے ایک بیل گاڑی ہے اور ایک بوڑھی بیل۔ شادی جلدی ہو گئی تھی اور اب میرے تین بچے ہیں۔ میری ماں ۱۰ سال سے پوسٹ ماسٹر کی حیثیت سے گنجڈ کی ضمنی پوسٹ آفس میں کام کرتی ہے۔ ہماری جملہ آمدنی بالکل ناکافی ہے کیونکہ ہمارا خاندان سات افراد پر مشتمل ہے۔ اب یہ ملنے والی فیئر پرائس شاپ ہماری آمدنی میں اضافہ کا باعث ہوئی۔

۱۸

پروجیکٹوں کی بر وقت اور یقینی تکمیل کیلئے سرمایہ کاری کے طور طریقوں کو فراخ دِلانا اور صنعتی پالیسیوں کو جدید ترین بنانا،

دستکاریوں، کرگھوں، چھوٹے پیمانے کی اور دیہی صنعتوں کو بھرپور سہولتیں دینا۔ تاکہ اس میں لگے ہوئے لوگ آگے بڑھیں اور اپنی ٹکنالوجیوں کو زمانۂ حال کے مطابق کر سکیں۔

ریاستی حکومت ہدایت جاری کر چکی ہے کہ نئے صنعت کاروں کو عارضی رجسٹریشن سرٹیفکیٹیں ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹر (ڈی آئی سی) کی جانب سے، عرضی دینے کی تاریخ سے ایک ہفتے کے اندر دے دی جانی چاہئے — اور آخری رجسٹریشن سرٹیفکٹ ضروری رواجی کارروائیوں کے پورا ہوتے ہی فوراً دی جانی چاہئے۔ "ادیوگ متر" کمیٹی ہر مہینے باقاعدگی کے ساتھ اپنا اجلاس کرتی ہے تاکہ ریاست میں صنعتی یونٹوں کے قیام میں پیش رفت کا جائزہ لے۔ یہ کمیٹی، زمین، پاور، مالیات وغیرہ معاملات میں، ریاستی ایجنسیوں کی طرف سے دی جانے والی کلیرنس کو جلد از جلد انجام دینے کے سلسلے میں نئے صنعت کاروں یا کارخانہ داروں کو مدد دینے کی اپنی روایت کو بھی جاری رکھے ہوئے ہے ایسی ہی سہولتیں چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو تمام ڈی آئی سی مہیا کرتے ہیں۔ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ چھوٹے پیمانے کی یونٹیں قائم کرنے کے خواہش مند صنعت کاروں کو تمام سہولتیں ایک ہی چھت کے نیچے دستیاب ہوں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۲۵٫۰۰۰ سے زیادہ

چھوٹے پیمانے کی اور دیہی صنعتوں کی یونٹیں منظم کی گئیں اور یہ کوششیں ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بھی اسی طرح جاری ہیں۔

ریاستی حکومت نے انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن آف انڈیا، ریاستی سطح کے کارپوریشنوں، ڈیویژنل کارپوریشنوں اور قومیائے گئے بینکوں کی شرکت محنت — اور تعاون کاری کی بدولت، ایک کمپنی، بنام مہاراشٹر انڈسٹریل اینڈ ٹکنیکل کنسلٹنسی آرگنائزیشن لمیٹیڈ (ایم آئی ٹی سی او این = مٹکان) قائم کی ہے تاکہ عام طور سے صنعتوں کی، اور خاص طور سے چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کی صلاح و مشورہ طلب کرنے کی ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔ مٹکان یہ فرائض انجام دے گی: موجودہ صنعتی یونٹوں کی، ان کی اپنی ٹکنالوجی کو زمانۂ حال کے مطابق بنانے کے سلسلے میں نیک رائے اور اصلاح سے معاونت کرنا، صنعتی انتظام کاری اور مالیاتی امور میں مشاور کی حیثیت سے کام کرنا — اور بیمار یونٹوں کو پھر سے جاری کرنے کے پروگرام کی ترتیب کر دینا۔

دی مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن (ایم ایس ایف سی) اور دی اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر (ایس آئی سی او ایم) نے طور طریقوں کو آسان کرنے کی تدبیریں اختیار کی ہیں تاکہ نئے اعانت کے ذریعے فروغ پاتے ہوئے، پروجیکٹوں کو مالی مدد حاصل کرنے میں سہولت ہو۔ ایم ایس ایف سی نے وقت کی حدبندی قائم کر دی ہے جس کے تحت ایسے پروجیکٹوں کو منظوری دے دی جانی چاہیئے۔ برانچ منیجروں اور ریجنل یا علاقائی منیجروں کو اختیارات عطا کر دینے سے منظوری کے حصول میں زیادہ دیر نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ قرضوں کے دینے میں علاقائی منیجروں کے اختیارات بھی بڑھا دیئے گئے ہیں تاکہ درخواست گزار کو قرض جلد از جلد مل جائے۔ ایس آئی سی او ایم نے بھی تقسیم قرض اور منظوری قرض کے طریقوں میں جدت طرازی کی ہے۔ پروجیکٹوں کا تخمینہ کرنے میں صنعت کو سرمایہ فراہم کرنے والے کے پس منظر اور موجودہ پلانٹ کی استعمالی صلاحیت ساتھی کمپنیوں کے متعلق جانکاری پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

ریاست میں متعدد رواجی دستکاریاں ہیں جیسے دھاتوں، چاندی، زیورات وغیرہ میں کندہ کاری اور ہیمرو بنائی — ریاستی حکومت ان دستکاریوں کی ترقی کے لئے ایک اسکیم پر توجہ دے رہی ہے۔ موروثی دستی کرگھوں پر بننے والوں کی ٹریننگ اور مالی مدد کے لئے انتظام اور دستی کرگھوں کی ٹکنالوجی کی ترقی کے لئے اسکیمیں عمل میں لائی جارہی ہیں۔ اس پروگرام کا ایک اہم پہلو مصنوعی تاگوں کی پیداوار ہے جبکہ دستی کرگھوں کے سیکٹر کی ڈیزائنوں اور انوکھے پن کو برقرار رکھا جاتا ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران دستی کرگھوں کی امداد باہمی اداروں کے ۸۶۴ ممبروں کو اوزار اور سامان کی خرید کے لئے ۵۴۰ ممبروں کو نئے لوم کی خرید کے لئے اور تین سوسائیٹیوں کو ہینڈلوم سیکٹر میں اکسپورٹ کو بڑھاوا دینے والی سرگرمیوں پر عمل درآمد کے لئے مدد دی جائے گی۔ اس کے علاوہ، ہینڈلوم کے کپڑوں پر بہترین ڈیزائن بنانے پر ۴۲ انعامات دیئے جائیں گے۔
دستور کے تحت بنی ہوئی کارپوریشنوں اور ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹروں کی وساطت سے چھوٹے پیمانے کی دیہی صنعتوں اور کاٹیج انڈسٹریز کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔

اس طرح کے ایک فیض یافتہ، کولہاپور کے راؤ صاحب یشونت پاٹل نے، ایک ساجھے دار کے ساتھ مل کر، ایک صنعتی یونٹ کی بنیاد ڈالی ہے جس میں شکر ساز فیکٹریوں، دوا ساز صنعتوں اور ڈیریوں کے لئے ضروری ساز و سامان اور صنعتی کل پرزے بنائے جائیں گے۔ ۳۲ سالہ پاٹل

کھادی اور ویلیج انڈسٹری کمیشن نے گیورل گاؤں، واقع بیڑ ضلع کے روہی داس پانبھکر کو چمڑے کی صنعت کیلئے ۵۰۰۰ روپئے کی مالی امداد دی۔

عثمان آباد کے ضلع کے مقام ایسے گاؤں لاکھے کے ایک سوت
نائی مرکز میں عورتیں کام میں مشغول ہیں۔

انجینئرنگ گریجویٹ ہے۔ وہ ڈسٹرکٹ انڈسٹریز
سنٹر کولہاپور کی جانب سے منعقدہ ایک مہم میں شرکت
کرنے کے بعد سینٹر کے افسروں کی رہنمائی میں ۴ لاکھ روپے
ایک پروجیکٹ تیار کر چکا ہے۔ اسے مالی مدد اسٹیٹ
بینک آف انڈیا نے دی۔ اس نے بڑی تندہی اور جانفشانی
سے سانگلی، ستارا، سولاپور، احمدنگر اور آس پاس میں
ریاست کرناٹک کی چند انڈسٹریز سمیت ۴۰ انڈسٹریوں
سے رابطہ جوڑا جنہوں نے اس کے مصنوعات کے لئے کافی
تعداد میں آرڈر دینے کا یقین دلایا ہے۔

شری پاٹل کا کہنا ہے کہ اس سے کارخانے میں آزمائشی
پیداوار شروع کی جا چکی ہے۔ اس نے کہا "ڈسٹرکٹ انڈسٹریز
سنٹر کی حوصلہ افزائی کی بدولت اپنی ایک ذاتی انڈسٹری کا
مالک ہونے کا میرا خواب شرمندۂ تعبیر ہو رہا ہے۔"

بیکری کیلئے کھادی بورڈ کی مالی اعانت

ضلع تھانے میں دہانو کے نہا دیوسوملا داؤ نے پہلے ایک
ٹرنر تھا۔ اس نے اپنی اچھی تنخواہ والی یہ ملازمت چھوڑ دی
اور ایک بیکری ڈال لی۔ یہ کاروبار اس نے ۱۹۷۷ء میں
۶۰۰۰ روپے کے سرمایہ سے شروع کیا تھا۔ اس پونجی کے
علاوہ اسے ٹیبلوں، مختلف قسم کے ٹرے اور بھٹی کی مرمت
وغیرہ کے لئے اسے رقم کی ضرورت پیش آئی۔ کھادی اینڈ ویلیج
انڈسٹریز بورڈ نے اس کے توسیعی پروگرام سے مطمئن ہوکر اسے
۹۰۰۰ روپے قرض عطا کیا۔

اب داؤ نے ہر روز مختلف قسم کے بسکٹ اور بریڈ تیار کرتا
ہے جو ۴۰۰ سے ۵۰۰ روپے تک کے ہوتے ہیں۔

جب وہ بطور ٹرنر، کام کرتا تھا تو داؤ نے مشینریوں کے
کل پرزے بناتا تھا۔ اس طرح اس کے پاس ۴۰۰۰ روپے
جمع تھے جو بیکری میں ابتدائی سرمایہ کے طور پر اس کے لئے
کارآمد ثابت ہوئے۔ اس نے اپنی ملازمت ۱۹۵۲ء میں
چھوڑی تھی اور دہانو میں ایک بیکری میں ملازمت اختیار کرلی تھی۔
یہاں اسے کافی تجربہ حاصل ہوا جو اس کے لئے خود اپنے روزگار
میں بہت مفید ثابت ہوا۔ شری داؤ نے نے بتایا کہ وہ ۸۹
مختلف قسم کی چیزیں تیار کرسکتا ہے۔ بیکری میں وہ خود،
اس کے دو لڑکے اور ایک ملازم کام کرتے ہیں۔

۱۹ اسمگلروں، ذخیرہ اندوزوں اور ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات اور کالے دھن کا خاتمہ

اس نکتہ کا خاص مقصد سیلز ٹیکس اور ویکلز ٹیکس جو ریاستی حکومت کی آمدنی کا خاص ذریعہ ہے، کی بروقت ادائیگی اور غیر پسندیدہ سرگرمیوں جیسے اسمگلنگ، ذخیرہ اندوزی اور دیگر معاشی جرائم کا خاتمہ کرنا ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں مناسب کارروائیاں بھی کی ہیں۔

تحفظ بیرونی زرمبادلہ اور انسداد اسمگلنگ قانون بابت ۱۹۷۴ء کے تحت زرمبادلہ اور اسمگلنگ کی سرگرمیوں میں ملوث افراد کو حراست میں لیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت کے سکریٹریوں کے درجے کے منتخب افسران اور ایک علیحدہ سکریٹری انچارج دفعہ ۳(۱) کے تحت مجرم کو گرفتار کرنے کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔

کوفے پوسا

کوفے پوسا ۱۹۷۴ء ان ہی کیسوں سے نمٹنے کے لئے نافذ کیا گیا ہے۔ کلکٹر آف کسٹمز (پیری وینٹو) بمبئی، ناگپور اور پونے کی طرف سے اسمگلنگ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو حراست میں لینے کی تجویز پیش کی گئی ہے جس کی اسکریننگ کمیٹی کی قیادت اسپیشل انسپکٹر جنرل آف پولس کر رہے ہیں۔

اس تجویز کو منظوری حاصل ہونے کے بعد قانون کے تحت مقرر کردہ مشاورتی بورڈ جس کی قیادت بمبئی ہائی کورٹ کے جج کر رہے ہیں۔ اس پر غور و خوض کریں گے اس سلسلے میں دیگر قانونی طریقہ کار سے بھی مدد مل جائے گی۔ اس قانون کے تحت حراست کا حکمنامہ ۲۸۷ اسمگلرس اور ۲۱۲ اسمگلرس کے خلاف جاری کر کے انہیں یکم جنوری سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۳ء تک حراست میں رکھا گیا۔

کرناٹک کی گزرتی بسوں کو موٹر وہیکل ٹیکس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے فلائنگ اسکواڈ نے روک لیا ہے، یہ اسی موقعے کی تصویر ہے۔
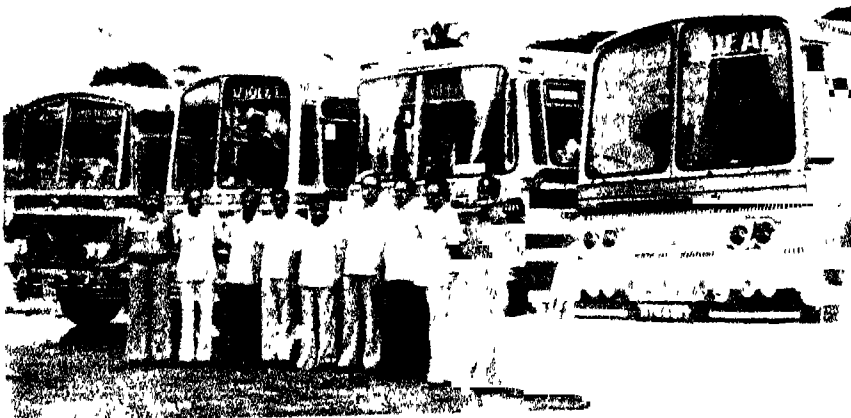
ٹیکس کی عدم ادائیگی میں ملوث افراد

ریاست میں ترقیاتی پروگرام نافذ کرنے میں سیلز ٹیکس آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور ٹیکس چوروں کی تلاش کرنے کے لئے مناسب وقت انتظامی اور قانونی اقدام کئے جاتے ہیں — قانون کی مختلف شرائط کے تحت ٹیکس چوروں اور غیر درج شدہ ڈیلروں جن پر ٹیکس ادا کرنا واجب ہوتا ہے کو حراست میں لیا جاتا ہے اور ٹیکس چوروں کے خلاف شکایات اور اطلاعات حاصل ہونے پر کارروائی کی جاتی ہے ۔ یہ کام سیلز ٹیکس افسران اپنے حلقہ اختیارات میں انجام دیتے ہیں ۔ شہر بمبئی میں بڑی تعداد میں تاجر سیلز ٹیکس ادا کرتے ہیں اور اس کی ادائیگی کے لئے ایک خصوصی انفورسمنٹ شعبہ قائم کیا گیا ہے ۔ اسی طرح کا ایک سیل ناگپور اور پونے ڈیویژن میں بھی قائم کیا گیا ہے ۔ ان تمام اضلاع میں ایک سینئر سیلز ٹیکس افسر کو انفورسمنٹ افسر کا عہدہ دے کر مقرر کیا گیا ہے ۔ بمبئی کی انفورسمنٹ کی سربراہی دو ڈپٹی کمشنران کرتے ہیں جن کی مدد اسسٹنٹ کمشنران اور ۵۵ سیلز ٹیکس افسران کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ انفورسمنٹ برانچ کے تحت ایک امپورٹ سیکشن بھی علیحدہ سے قائم کیا گیا ہے جو بمبئی کی بندرگاہ کے ذریعے اسمگل کئے جانے والے سامان کی اطلاعات حاصل کرتا ہے ۔ اگر ایسا سامان ریاست مہاراشٹر سے روانہ کیا جارہا ہے تو اس کی جانچ کی جاتی ہے ۔ غیر درج شدہ ڈیلروں کی جانچ کا کام ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران شروع کیا گیا تھا ۔ انفورسمنٹ برانچ نے ۶۱۹ ڈیلروں کے گوداموں کا دورہ کیا جہاں ۵۵ کروڑ روپے کی تجارت کی جاتی تھی جہاں ان سیلز افسران کے ذریعے کل ٹیکس مع جرمانے کے ۵ء۷۷ کروڑ روپے وصول کئے گئے ۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران دسمبر ۱۹۸۲ء کے اخیر تک ٹیکس چوری کے ۱۳۸۲ کیسوں میں ۴ء۴۲ کروڑ روپے کا پتہ لگا کر ۳ء۱۱ کروڑ روپے حاصل کئے گئے ۔

موٹر وہیکلز ٹیکس

محکمہ موٹر وہیکلز کے افسران بمبئی موٹر وہیکلز (مسافروں پر ٹیکس) قانون بابت ۱۹۵۸ء کے تحت اپنے فرائض انجام دیتے ہیں ۔ اس سلسلے میں ٹیکس ادا نہ کرنے والے کے خلاف ایک فلائنگ اسکواڈ جانچ مرکز قائم کیا گیا ۔ وہیکلز ڈپارٹمنٹ تنظیم نے موٹر وہیکلز ٹیکس چوروں سے حکومت کو ۲ء۹۴ کروڑ روپے دلوائے ۔ ۱۹۸۳ء میں ۶ء۲۱ کروڑ روپے کے ٹیکس چوروں کا پتہ لگا کر ۴ء۴۹ کروڑ روپے وصول کئے گئے ۔

ضروری اشیاء کی قیمتوں پر قابو اور انسداد ذخیرہ اندوزی اور کالا بازاری کے خلاف مندرجہ ذیل اقدام کئے گئے ہیں

(الف) ایک ریاستی اور ضلعی سطح کی کمیٹی قائم کی گئی ہے جو قیمتوں اور ذخیرہ اندوزوں اور کالا بازاری کرنے والوں کا پتہ لگا کر ان کے خلاف مناسب کارروائی کرے گی ۔

(ب) پولس کمشنریٹ اور اضلاع میں خصوصی انٹیلیجنس سیل قائم کئے گئے ہیں تاکہ ذخیرہ اندوزی اور کالا بازاری کرنے والوں کے خلاف شہادتیں جمع کی جاسکیں ۔

(ج) انسداد کالا بازاری اور ضروری اشیاء کی فراہمی قانون بابت ۱۹۸۰ء کے تحت ریاستی حکومت نے ضلع مجسٹریٹوں اور پولس کمشنران کو اس قانون کے خلاف ورزی کرنے والے افراد کے خلاف کارروائی کرنے کے اختیارات عطا کئے گئے ہیں۔

اس قانون کے تحت مارچ ۱۹۸۰ء سے دسمبر ۱۹۸۲ء کے دوران ۶۶ افراد کو حراست میں رکھنے کے حکم نامے جاری کئے گئے ۔

محکمہ شہری رسد و خوراک کے افسران نے جنوری سے دسمبر ۱۹۸۳ء کے دوران ۳۷۳ چھاپے مار کر ۴۳ افراد کو اس قانون کے تحت حراست میں لے کر سمنٹ، گھاسلیٹ، پٹرول، ڈیزل، سویابین، تیل خوردنی اور اجناس وغیرہ جیسی اشیاء ضبط کیں ۔ اس کے علاوہ ۱۵۳ کالا بازاری کرنے والوں اور ذخیرہ اندوزوں کے خلاف ۱۵۲ چھاپے مار کر ۱۸۹ افراد کو گرفتار کرکے ان کے خلاف کارروائی کی جس میں ۲ء۲۰ لاکھ روپے کی رقم کی اشیاء ضبط کی گئیں ۔

۲۰

عوامی اداروں کی کارکردگی اور صلاحیت کار میں بہتری لانا

ریاست میں ۴۲ عوامی ادارے ہیں جن میں سے چار کارپوریشن، تین بورڈز، دو اتھارٹیز اور کوآپریٹیو سوسائٹیز قانون کے تحت ایک سوسائٹی رجسٹرڈ کی گئی ہے اور بقیہ ۳۲ کمپنیاں انڈین کمپنیز قانون کے تحت رجسٹر کی گئی ہیں۔

ریاستی حکومت سے یہ ادارے ملازمت کی سہولیات ڈیویلپمنٹ کے اعتبار سے بیلنس کی ترقی، پسماندہ علاقوں کی زرعی اور صنعتی ترقی اور علاقائی سرمایہ کاروں کی ہمت افزائی وغیرہ جیسے اہم سماجی کام انجام دیتی ہیں۔

ریاستی حکومت ان اداروں پر مندرجہ ذیل کمیٹیوں کے ذریعے کنٹرول رکھتی ہے۔

اسٹیرنگ کمیٹی

چیف سکریٹری کی زیر صدارت ایک اسٹیرنگ کمیٹی قائم کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی ان اداروں کی تنظیم کے کاموں کی رہنمائی کرتی ہے اور انتظامیہ پالیسیوں کی سفارش کرتی ہے اور ادارہ جات کے کاموں کا جائزہ بھی لیتی ہے نیز درمیانی اور طویل عرصے کے پلانوں کی جانچ اور اداروں کے معیادی کاموں کا جائزہ بھی لیتی ہے۔

ایم۔ایس۔ایف۔سی نے ایم۔آئی۔ڈی۔سی۔اسٹیٹ ڈومبیولی میں واقع پالی پیک پرائیویٹ لمیٹیڈ کی اعانت کی ہے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن نے مسافروں کے لئے بس اسٹیشن، سایہ بان، کنٹین وغیرہ کی سہولتیں مہیا کیں ہیں۔ تصویر میں ہنگنگھاٹ بس اسٹیشن نظر آرہا ہے۔
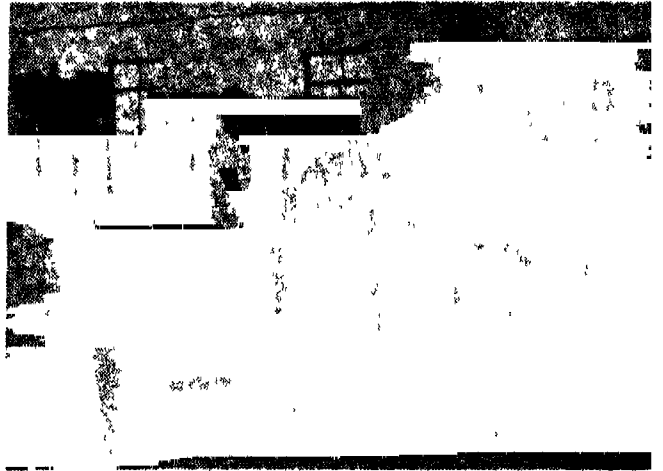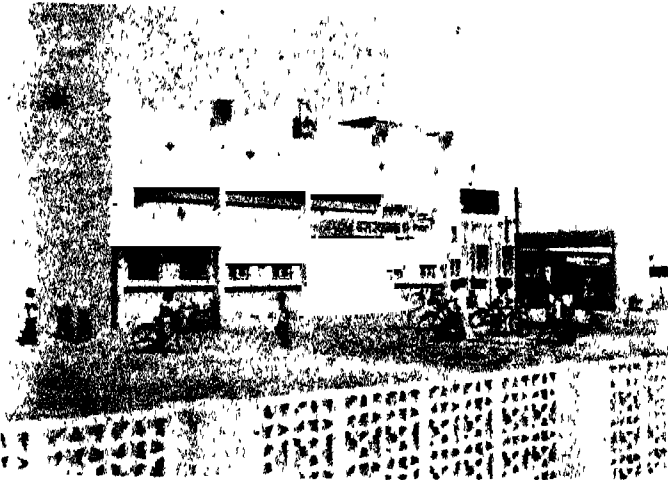
جائزہ کمیٹی

یہ کمیٹی وزیر مالیات کی زیر صدارت اپنے فرائض انجام دیتی ہے۔ کمیٹی ہر سال ادارہ کے مجوزہ سرمایہ بجٹ کی جانچ اور اس کے معاشی پروگراموں کے لئے درکار مالی امداد کی سفارش کرتی ہے۔

پروجیکٹ کلیئرنس کمیٹی

یہ کمیٹی محکمہ مالیات کے سکریٹری کی زیر صدارت قائم کی گئی ہے۔ یہ اداروں کے پروجیکٹوں کی جو انفرادی طور پر ۵۰ لاکھ یا اس سے زیادہ مالیت کے ہوتے ہیں۔ ان کی سالانہ سرمایہ بجٹ میں شمولیت کی غرض سے جانچ کرتی ہے۔

محکمہ جاتی کمیٹی

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے مطابق ایک محکمہ جاتی کمیٹی وزیر مالیات کی زیر صدارت قائم کی گئی ہے جو ۲۰ ویں نکات کی عمل آوری کے کاموں کی نگرانی کرتی ہے۔

آٹھ تنظیموں کے کاموں اور ان کے راستے میں حائل دشواریوں پر قابو پانے کے لئے حال ہی میں محکمہ جاتی کمیٹی کی میٹنگ میں بحث کی گئی ۔۔ وہ تنظیمیں اس طرح ہیں :

(۱) مہاراشٹر اسٹیٹ روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن ۔ بمبئی۔
(۲) مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹرک سٹی بورڈ ۔ بمبئی ۔
(۳) مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن ۔ بمبئی ۔
(۴) مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن ۔ بمبئی
(۵) مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن ۔ بمبئی۔
(۶) سٹی انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن ۔ بمبئی ۔
(۷) مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ ریجنل ڈیولپمنٹ اتھارٹی ۔ بمبئی ۔

اور

(۸) اسٹیٹ انڈسٹریز اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن بمبئی (سیکوم)

اسی طرح دیگر اداروں کے کاموں کی بھی نگرانی کی جاتی ہے۔

مشیر کا تقرر

حکومت نے شری پی۔ ڈی کسبیکر سابق چیف سکریٹری ، حکومت مہاراشٹر کو فروری ۱۹۸۳ء سے عوامی سیکٹر اداروں کا مشیر مقرر کیا ہے۔ آپ کے ذمہ مندرجہ ذیل فرائض سپرد کئے گئے ہیں:

(۱) اداروں کے مالی ڈھانچے اور اندرونی مالی ضروریات کی حد بڑھنے کا مطالعہ کرنا اور حکومت کے علاوہ دیگر ذرائع سے اداروں کے سرمایہ افنڈ حاصل کرنے کی صلاحیت معلوم کرنا۔
(۲) اداروں کو جن مقاصد کے حصول کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اسے ان کو پورا کرنے کی صلاحیت کی جانچ کرنا۔
(۳) اداروں کی معاشی اور دیگر کامیابیوں کا تجزیہ کرنا۔
(۴) دو یا اس سے زیادہ اداروں کے کاموں کی مشابہت کی جانچ اور اس سلسلے میں سفارشات پیش کرنا۔
(۵) اداروں کی کارکردگی کو مزید موثر بنانے کی غرض سے اس کی از سر نو تنظیم کی سفارشات پیش کرنا۔

اپنی روزمرہ زندگی میں ہمیں ایک اور مقولہ اپنانا چاہیئے

"محنت کرنے والا ہی سر بلند ہوتا ہے ۔"

بیس نکاتی پروگرام

اختر شاہجہانپوری
رنگین چوپال، شمسی خاں کا پل
شاہجہان پور (یو۔پی)
۲۴۲۰۰۱

نورِ سحر ہے، بیس نکاتی پروگرام
خلدِ نظر ہے، بیس نکاتی پروگرام

منزل اسی طرف نظر آتی ہے دوستو
یعنی جدھر ہے، بیس نکاتی پروگرام

سمجھیں نہ اس کو کس لئے سرمایۂ حیات
لعل و گہر ہے، بیس نکاتی پروگرام

اب تو ہر ایک فردِ دلبشر کی زبان پر
شام و سحر ہے، بیس نکاتی پروگرام

آؤ بلا رہی ہے ہمیں، راہِ زندگی
اذنِ سفر ہے، بیس نکاتی پروگرام

جس میں چھپی ہوئی ہے مسرت کی داستاں
ایسی خبر ہے، بیس نکاتی پروگرام

کیوں جان و دل سے اندرا جی پر ہوں نثار
کیا با اثر ہے، بیس نکاتی پروگرام

تخریب کے جو وار تھے بیکار ہو گئے
گویا سپر ہے، بیس نکاتی پروگرام

ایوانِ دشمنانِ وطن کے جلا دیئے
اک وہ شرر ہے، بیس نکاتی پروگرام

جس کے جلو میں روشنیاں تابناکیاں
وہ رہگذر ہے، بیس نکاتی پروگرام

اختر اسے بنانا ہے مل جل کے کامیاب
جب معتبر ہے، بیس نکاتی پروگرام

مہاراشٹر ترقّی کی راہ پر گامزن

گذشتہ سال کے اہم سرکاری فیصلے

مکانات اور مکان کی تعمیر کے لئے جگہ کی فراہمی پروگرام کے تحت گھر کی تعمیر کے لئے دی جانے والی امداد کو بڑھا کر ۲٫۷۰۰ روپے کر دیا گیا۔

۱۱٫۲۹۶ دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام۔

جون تا اکتوبر ۱۹۸۳ء کے دوران سیلاب میں ہلاک ہونے والوں کے پسماندگان کو ۴٫۰۰۰ روپے کی امداد دی گئی۔

سیلاب میں جن کسانوں کی زمینیں خراب ہوئی تھیں انہیں زمین کو دوبارہ قابلِ کاشت بنانے کے لئے فی ہیکٹر ۴۰۰ تا ۶۰۰ روپے امداد دی گئی۔

سیلاب زدہ اضلاع میں راحت اقدامات کی خاطر کلکٹران کو ۲۵ء۱۲ کروڑ روپے مہیا کئے گئے بیجوں اور کھاد کی فراہمی کے لئے مزید ۶۴ء۱ کروڑ روپے منظور کئے گئے۔

علاقائی نابرابری کا مطالعہ کرنے نیز اس کے خاتمے کے لئے سفارشات پیش کرنے کے لئے پروفیسر وی۔ ایم ڈانڈیکر کی زیرِ صدارت ایک مطالعاتی کمیٹی نامزد کی گئی۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت ۴۸ء۱۴ لاکھ بے روزگاروں کو روزگار فراہم کیا گیا۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والی عورتوں کو زچگی کے دوران ۳۰ دنوں تک ۶ روپیہ یومیہ مالی امداد۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والے مرد مزدوروں کو نس بندی کرانے پر ۷ دنوں تک یومیہ ۶ روپے اور عورتوں کو ۱۴ دنوں تک یومیہ ۶ روپے بطور ترغیبی امداد دیئے گئے۔

واٹرشیڈ ڈیولپمنٹ پروگرام کے نفاذ کے تمام اخراجات حکومت برداشت کرے گی۔

چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو محصول میں بالترتیب ۲۵ فی صد اور ½۲۳ فی صد رعایت دی گئی تاکہ وہ اچھے زرعی آلات خرید سکیں۔

ریاست کے ۲۹۹ دیہاتوں میں کرشی پنڈھری اسکیم نافذ کی گئی۔

کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم کا نفاذ جاری رکھا گیا۔

کپاس کے کاشتکاروں کو راحت پہنچانے کے لئے کپاس کی ضمانتی قیمت بڑھائی گئی۔ امداد باہمی فصل قرض کی وصولیابی معطل کی گئی۔

حکومت ۳:۱ کے تناسب سے نئی امداد باہمی کپڑا ملوں کے حصص خریدے گی

مراٹھواڑہ اور ودربھ میں شکر کی ۲۷ امداد باہمی ملوں کے قیام کی تجاویز حکومتِ ہند کی منظوری کے لئے پیش کی گئیں۔

حکومت کی جانب سے امداد پانے والے اسکولوں میں دسویں جماعت تک تمام لڑکیوں کو مفت تعلیم دی جائے گی۔

ہائی اسکول میں مفت تعلیم حاصل کرنے کے لئے سالانہ آمدنی کی حد ۴۸۰۰ روپے سے بڑھا کر ۱۰,۰۰۰ روپے کی گئی۔

۵۰۷ نئے ثانوی اسکول، ۵۹ نئے آرٹس اور سائینس کالج، ۲۴ انجینئرنگ کالج اور ۶۱ پالی ٹیکنک کو غیر امدادی بنیاد پر جاری کرنے کی اجازت دی گئی۔

یکم مئی کو امراؤتی میں نئی یونیورسٹی کا قیام

ناگپور میونسپل کارپوریشن کو ایک کروڑ روپے کا اسپیشل روڈ گرانٹ دیا گیا۔

۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۲۲۸ پرائمری ہیلتھ مراکز کا قیام عمل میں آیا۔

یکم دسمبر ۱۹۸۳ء کو کمشنر برائے سلم باز آباد کاری ترقیات کے عہدے کا قیام۔

ہاؤسنگ کی نئی اسکیموں کے اعلانات کئے گئے تاکہ زائد زمین مالکان کو مواقع حاصل ہوں اور وہ سماج کے کمزور طبقات کے لئے گھر تعمیر کریں اور پبلک ہاؤسنگ پروگرام کے لئے زمین/فلیٹ حاصل کریں۔

۲٫۸۷ لاکھ ہیکٹر مزید آبپاری کی صلاحیت پیدا کرنے کے لئے ۸۶٫۷۳۵ کروڑ روپے کے صرفے سے ۳ بڑے، ۹ درمیانی اور ۱۳ چھوٹے آبپاری پروجیکٹ کی منظوری دی گئی۔

کوکن علاقے میں ۹۶٫۵۵ لاکھ روپے کی کھار زمین کے بقایا جات کو معاف کر دیا گیا۔

ریاست میں متوازن صنعتی ترقی کی یقین دہانی کے لئے ترغیبات کی پیکیج اسکیم میں ترمیم کی گئی۔

دسمبر ۱۹۸۲ء سے رائج بجلی کی زائد شرح کو ختم کر دیا گیا۔

قحط زدہ علاقوں میں بجلی کے بلوں کی ادائیگی کے لئے سہولتیں دی گئیں۔

مہاراشٹر ٹیکسٹائل کارپوریشن کے مزدوروں کے گھر بھاڑہ بھتّہ دیا گیا۔ اس سے ۶۵۰۰۰ مزدوروں کو فائدہ پہنچا۔

زرعی مزدوروں کی کم سے کم اجرت کی شرح کو بڑھا دیا گیا۔ زون (حلقوں) کے حساب سے نئی اُجرتیں ۶ روپے اور ۱۰ روپے کے درمیان ہیں۔

گذشتہ سال ۲ر فروری کو ریاست کے وزیراعلیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے بعد شری وسنت راؤ پاٹل نے عوام کو یقین دلایا تھا کہ ان کی حکومت خود کو عوام کی فلاح وبہبود کے لئے وقف کرے گی اور اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتے گی۔ آج ایک سال کی تکمیل کے بعد عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ حکومت نے اس دوران انکی فلاح وبہبود میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اب عوام انتظامیہ کی مؤثر کارکردگی سے بھی مطمئن ہے۔

ایس۔ کے۔ مناٹکر

حکومت کی ایک سالہ کارکردگی کا جائزہ

ایک سال قبل شری وسنت دادا پاٹل نے بہ حیثیت وزیرِاعلیٰ مہاراشٹر کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھوں میں لی۔ آپ کی گذشتہ ۲۵ سالہ عوامی خدمات کے پیشِ نظر عوام نے آپ سے کئی امیدیں وابستہ کیں۔ نیز عوام کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے آپ نے ان سے وعدے بھی کئے تھے۔ ایک سال کی تکمیل کے بعد جب ہم پیچھے مڑکر دیکھتے ہیں تو محسوس ہوتا ہے کہ بہ حیثیت وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے عوام کی کئی امیدیں پوری کیں نیز وعدے بھی وفا کیے۔

پچھلے ایک سال کے دوران ریاست خشک سالی، سیلاب اور دیگر قدرتی مصائب سے دوچار ہوئی۔ لیکن یہ شری وسنت راؤ پاٹل کی کامیاب قیادت ہے کہ جس کی وجہ سے ان نامساعد حالات میں بھی ریاست کی ترقی کی رفتار کسی صورت متاثر نہیں ہوئی۔ آپ نے ان مصائب سے ہوتے نقصانات کو پورا کرنے نیز عوام کی خود اعتمادی کو بحال کرنے کے لئے متعدد پروگرام وضع کئے اور ذاتی طور پر ان کے نفاذ کی نگرانی کی۔ آپ کی کوششوں کے نتیجے میں تکنیکی تعلیم کے ایسے ادارے قائم کئے گئے جہاں داخلوں کے لئے گرانٹ نہیں لی جاتی "ساوتری بائی پھولے گودیا اسکیم" کو مقبولیت حاصل ہوئی۔ ریاست کو خاندانی منصوبہ بندی کے نفاذ کا ملک میں پہلا انعام ملا۔ ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر موثر عمل آوری ہوئی، پینے کے پانی کی قلت کا مسئلہ کافی حد تک حل کیا گیا۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے حال ہی میں ناگپور میں روپوش مجاہدینِ آزادی سے ملاقات کی۔

یابی کا ایک سال

۔ نکاتی پروگرام کے نفاذ کا عین مقصد بے زمین ں، ناکافی زمین رکھنے والے کسانوں، مزدور پیشہ افراد ہ جاتیوں اور قبائلیوں جیسے سماج کے پسماندہ افراد ہے۔ وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو یہ احساس ، پروگرام پر موثر عمل آوری کے لئے ریاست کے ی تندہی اور لگن ناگزیر ہے۔ آپ کی رہنمائی میں سال کے دوران ریاست کے انتظامیہ نے عوام کی خدمت ے کے تحت خود کو اس پروگرام کی عمل آوری کے لئے یا جس کے نتیجے میں ملک میں ۲۰۔ نکاتی پروگرام ن عمل آوری کا انعام مہاراشٹر نے دو مرتبہ حاصل کیا۔

شٹر اکثر و بیشتر خشک سالی سے دوچار ہوتا رہا ہے۔ ٹ کی خشک سالی سے نپٹنے کیلئے کئے گئے اقدامات کی سال نہیں ملتی۔ حکومت کی امداد سے عوام نے قدرتی ادلیری کے ساتھ مقابلہ کیا تاہم رتناگیری، سندھودرگ ، اسی طرح ناندیڑ، پربھنی، بیڑ، ایوت محل، آکولا اضلاع اور پندھرپور شہروں میں جون تا اکتوبر ۱۹۸۳ء کے ید بارش سے املاک کو زبردست نقصان ہوا اور یشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اس شدید بارش سے روپے کی املاک ضائع ہوئی اور ۳۸۶ افراد ہلاک ہوئے۔ عوام کی راحت کے لئے جاری کردہ اقدامات پر وزیر اعلیٰ ذاتی طور پر دلچسپی اور ان اقدامات کو جنگی پیمانے پر نافذ کرایا۔ غلّہ، کپڑا اور گھریلو ضرورت کی اشیا کی خرید کے لئے فی کس ۱۱۰ روپے فراہم کئے گئے۔ جن خاندانوں میں اموات ہوئی تھیں ان خاندانوں کو فی خاندان ۴۰۰۰ روپے دیئے گئے۔ بے گھر اور بے سایہ افراد کو وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے کمبل اور چادر فراہم کئے گئے۔ کسانوں کو دوبارہ تخم ریزی کرنے نیز بیجوں کی خرید کے لئے امداد دی گئی۔ گھروں کی دوبارہ تعمیر کے لئے ۱۰۰۰ روپے بطور بازآبادکاری امداد دیئے گئے۔ سیلاب زدہ افراد کی امداد سے متعلق پروگرام وضع کرنے کے لئے وزیر مملکت برائے محصول کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی نامزد کی گئی۔ حکومت نے سیلاب زدہ افراد کی راحت کے لئے خصوصی اقدامات کئے۔ انہیں بیج کی خرید کے لئے ۱۰۰ روپے نیز زمین کو قابلِ کاشت بنانے کے لئے ۴۰۰ تا ۶۰۰ روپے دئے ــــ متاثرہ علاقوں میں ہر کسان کو ۱۰ کلو بیج اور ۵ کلو یوریا کھاد فراہم کیا گیا۔ مراٹھواڑہ اور ودربھ میں بڑے پیمانے پر کسانوں کو امداد دی گئی۔ بیجوں کی خرید کے لئے فی ہیکٹر ۵۰ روپے کھاد کی خرید کے لئے ۱۰۰ روپے فی ہیکٹر نگانی نظام کے تحت دیئے گئے۔ اس پروگرام کے تحت ابھی تک کسانوں میں ۲۵ء۱۲ کروڑ روپے تقسیم کئے گئے ہیں۔

وردھا ضلع منصوبہ پر بحث کرنے لئے منترالیہ میں طلب کردہ میٹنگ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات اور شری باجی راؤ شندے وزیر مملکت دیہی ترقیات بھی نظر آرہے ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت تقریباً ساٹھ ہزار افراد کو افلاس کی سطح سے اوپر اٹھانے کی کوشش جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۰ر مارچ ۱۹۸۳ء کو سہیادری بمبئی میں مہاراشٹر کرناٹک سرحدی تنازعہ پر بحث کرنے کے لئے طلب کردہ میٹنگ میں حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۰ر مئی [illegible]ء کو مراٹھواڑہ جنتا دیکاس پریشد کے درکروں سے مراٹھواڑہ کے مسائل پر تبادلۂ خیال کر رہے ہیں۔ پریشد کے صدر شری گووند شراف بھی تصویر میں نظر آرہے ہیں۔
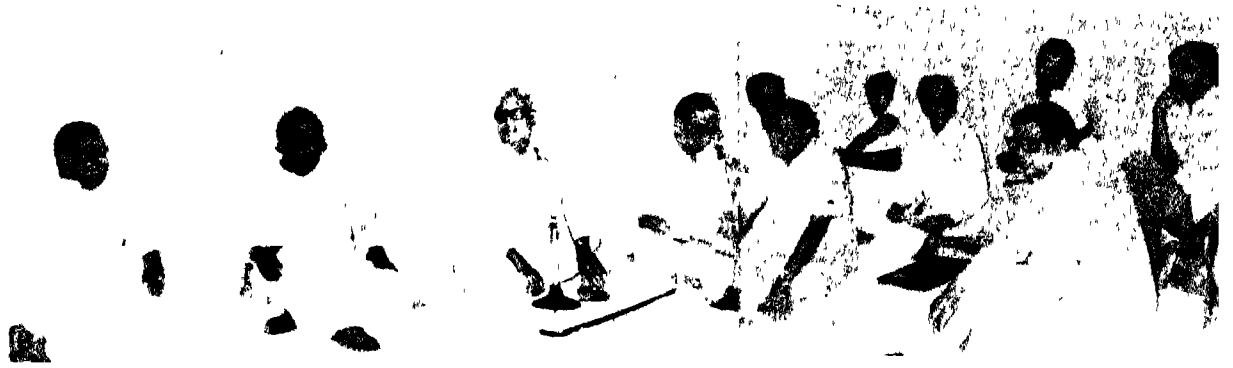
نہ سال ۱۲ ارجون کو سہیادری بمبئی میں " بیس نکاتی پروگرام " پر بحث کرنے کے لئے طلب کردہ مہاراشٹر کے اراکین پارلیمنٹ
یٹنگ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں ۔ تصویر میں شری ایس ۔ بی ۔ چوان مرکزی وزیر برائے
رہ بندی شری ایس ۔ ایم ۔ آئی ۔ اثیر وزیر محنت اور شری رام راؤ آدک نائب وزیر اعلیٰ بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۴ ارجون ۱۹۸۳ء کو منعقدہ
کل ہند مراٹھی نائیہ پریشد کانفرنس میں مراٹھی اسٹیج کی
معروف اداکارہ دیا ڈونگرے کو انعام دے رہے ہیں ۔

لی شری وسنت راؤ پاٹل نے
۱۹ء کو ایک سماجی تنظیم کی جانب
یت مند طلباء کو سائیکلیں تقسیم

ریاستی اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر وزیر اعلیٰ کو "ٹی پارٹی" میں حزب مخالف کے رہنماؤں کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے۔

خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں راحت کے اقدامات

مہاراشٹر اکثر و بیشتر خشک سالی سے متاثر ہوتا رہا ہے جس کی وجہ سے ریاست کی معیشت بری طرح اثر انداز ہوتی ہے۔ شری پاٹل نے ریاست کے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا۔ خشک سالی سے ہوئے نقصانات کا اسی مقام پر جائزہ لیا اور راحت اقدامات سے متعلق فوری فیصلے کئے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ کسی کو بھی گھر میں بے روزگار بیٹھنے نہیں دیا جائے گا۔ نیز کسی کو بھی پینے کے پانی کی عدم دستیابی کی شکایت کرنے کا موقع نہیں دیا جائے گا۔

سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے ریاست کے ۵۰۰ کروڑ روپے کے سالانہ منصوبے میں پانی اور بجلی کی فراہمی پر خصوصی طور پر زور دیا گیا ہے۔ رواں مالی سال کے دوران ۳,۶۵۸ دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے ۶۸۶۳۸ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ دسمبر ۱۹۸۳ء تک ۸۵۷ دیہاتوں میں پینے کا پانی فراہم کیا گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ نے دشوار گزار دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے ایک اسکیم جاری کی جس پر ۴ کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ خشک سالی سے متاثرہ ۲۱ اضلاع میں بھنڈارہ چندرپور، گڈچرولی اور دھولے کے دھان اگانے والے علاقے بھی شامل تھے۔ پینے کے پانی کی قلت کے شکار ۵۰۵,۱۶ دیہاتوں میں سے ۸۴۹۳ دیہاتوں میں کنویں کھودے گئے۔ چند مقامات پر پائپ کے ذریعے پانی فراہم کیا گیا۔ بعض مقامات پر قدیم کنوؤں کو مزید گہرا کیا گیا۔ ایک خصوصی اقدام کے طور پر ۳۳,۰۰۰ کنوؤں کی مرمت کی گئی۔

بذریعہ پائپ پینے کے پانی کی فراہمی کی ۱۲۷۵ اسکیمات میں سے مارچ ۱۹۸۲ء تک ۳۵۲ اسکیمات مکمل نہیں کی جا سکیں۔ وزیر اعلیٰ نے اس نشانے کی تکمیل کے لئے خصوصی فنڈ فراہم کیا۔ اس طرح وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی ذاتی توجہ کی وجہ سے خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا مسئلہ حل ہوا۔

خشک سالی راحت پروجیکٹ کے تحت کام کرنے والے مزدوروں کو ان کی ضرورت کے مطابق غلے کے علاوہ یومیہ اقل ترین اجرت کے طور پر ۶ روپے دیئے جاتے تھے۔ خشک سالی سے متاثر علاقوں کے ۶۵,۰۰۰ طلباء کی تعلیمی ضروریات کے لئے بھی وزیر اعلیٰ راحت فنڈ سے رقم فراہم کی گئی۔

دیہی بے روزگاری

حکومت نے بے روزگاروں کو روزگار کی فراہمی کے لئے ۷۵ کروڑ روپے مختص کئے تھے۔ جب یہ رقم ناکافی ثابت ہوئی تو قومی توسیعی اسکیم وضع کی گئی اور اسے نافذ کیا گیا۔

حکومت نے دیہی نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کی ضمانت روزگار اسکیم کے نفاذ پر ۱۲۵ کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔

خشک سالی کے باوجود ریاست کی زرعی پیداوار اچھی رہی سال ۸۳-۱۹۸۲ء میں زرعی پیداوار ۱۰۶ لاکھ ٹن تھی جبکہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں یہ بڑھ کر ۱۲۰ لاکھ ٹن ہوگی۔ ریاست کی دیہی معیشت کو مضبوط بنانے کیلئے حکومت نے "کرشی پنڈھری اسکیم" جاری کی ہے۔

واٹرشیڈ ڈیولپمنٹ پروگرام

حکومت نے جولائی ۱۹۸۳ء میں واٹرشیڈ ڈیولپمنٹ پروگرام (سی۔ او۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ ای۔ پی) کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت جاری کرنے کا اعلان کیا۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران تقریباً ۵۰۰ سی او ڈبلیو ڈی ای پی پروجیکٹ پیش کئے گئے جن پر لاگت کا تخمینہ اوسطاً ۲٫۵۰۰ فی ہیکٹر تھا۔ اس اسکیم پر مجموعی طور پر ۶۲ کروڑ روپے خرچ ہوں گے۔

اقل ترین ضروریات پروگرام

نئے ۲۰-نکاتی پروگرام کے تحت حکومت نے دیہی بے زمین اور بے گھر افراد کے لئے گھروں کی تعمیر کے لئے اراضی کی خرید نیز جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے امداد دینے کی ایک اسکیم جاری کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک جھونپڑی بنانے کے لئے ۲٫۷۰۰ روپے دیئے جا چکے ہیں۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۵٫۸۵ لاکھ جھونپڑے بنائے جائیں گے۔

وردھا ضلع میں گاندھی یوجنا

اس یوجنا میں خصوصی دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ وردھا ضلع میں افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے ۶۰٫۰۰۰ افراد کے حالاتِ زندگی بہتر بنانے اور انہیں اس سطح سے اوپر اٹھانے کے لئے خصوصی اقدامات کئے جائیں گے۔

حکومت نے ادیباسیوں کی مفلوک الحالی کو دور کرنے کے لئے بہت سے بہبود پروگراموں کو جاری کیا ہے حکومت نے صرف یہیں تک اس بات کو محدود نہیں رکھا بلکہ پسماندہ لوگوں کو ترقی سے ہمکنار کرنے کے لئے "وسنت راؤ نائیک قبائلی ترقیاتی کارپوریشن" کا قیام عمل میں لایا ہے۔

شہری اراضی حد بندی اور سلم باسیوں کیلئے گھر

شہری مرکزوں پر زائد زمین کے مالکان کو گھروں کے تعمیری پروگرام میں حصہ لینے اور سماج کے مالی طور پر پسماندہ لوگوں کو عوام کی خالی پڑی ہوئی زمینوں پر رہائش پذیر ہونے کی سہولت سے نوازنے کے لئے حکومت نے شہری اراضی حدبندی ایکٹ کی دفعہ ۲۰ کے تحت ایک اعلیٰ پیمانے کی تعمیری اسکیم کا خاکہ بنایا ہے۔ اس نئی اسکیم کے تحت ۲٫۸۰۰ زائد زمین کے مالکان نے گھروں کی تعمیر کے سلسلے میں اپنی تجاویز پیش کی ہیں۔ صرف بمبئی سے اس پروگرام کے لئے ۱۹۰۰ سے زائد زمین مالکان کے تعمیری پیش کش کی ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے اپنی جبلی صفات کی رہنمائی سے اس سلسلے میں ایک دلیرانہ قدم اٹھایا تاکہ گھروں کی تعمیر کے مسئلے سے نپٹا جا سکے۔ اس قدم کو اٹھانے سے قبل وزیر اعلیٰ نے انسانی مفاد کے پیشِ نظر اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھا تھا کہ جھونپڑوں میں بسنے والے لوگوں کو کسی طرح کا کوئی رہائشی خطرہ نہیں ہونا چاہیئے اور یہ کہ پروگرام ریاست کے دوسرے شہروں اور حلقوں کے لئے ایک مثال بن جائے۔ اس سلسلے میں بمبئی میں جو پالیسی اختیار کی گئی تھی وہ ہر جگہ اختیار کی جا رہی ہے۔

تعلیم کے فروغ کیلئے اقدامات

فیس کی معافی کے لئے سالانہ آمدنی کی حدبندی ۴٫۸۰۰ روپے سے ۱۰٫۰۰۰ تک بڑھا دی گئی ہے۔ دسویں جماعت تک کے لئے طالبات کی تعلیم مفت کر دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں ساوتری بائی پھلے گارجین اڈپاشن اسکیم کے کار آمد مقاصد قابلِ بیان ہیں۔ وزیر اعلیٰ کی جدوجہد، جوش اور ولولہ لائق ستائش ہے جس کی بنا پر حکومت نے ۱۲۱ نئے کالجوں

کے کھولنے کی اجازت بھی دے دی ہے ۔ ان سہولتوں کی وجہ سے اب تعلیم ہر شخص کی پہنچ میں آچکی ہے ۔ حکومت نے پچھلے سال ۲۵ انجینئرنگ کالجوں اور ۵۵ پالی ٹیکنکس کھولنے کی اجازت بھی دی ہے تاکہ ہمارے مہاراشٹر کے نوجوان آل انڈیا ایڈ منسٹریٹیو سروسوں میں اچھا مقام حاصل کریں ۔ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کی دشواریوں کو دور کریں اور تکنیکی تعلیم بڑے پیمانے پر عام ہو جائے ۔ قابلِ ذکر بات تو یہ ہے کہ مئی ۱۹۸۳ء کو امراوتی میں ایک یونیورسٹی بھی قائم ہو چکی ہے ۔

بہت سی ایسی اسکیمیں گورنمنٹ نے شروع کی ہیں جس کے ذریعے وہ "سنہ ۲۰۰۰ء تک سبھوں کے لئے صحت" کے نعرے کو صحیح کر دکھانا چاہتی ہے ۔

قابلِ قدر ضمانتِ روزگار اسکیم کے لئے ریاستی حکومت نے اپنی ۱۵۷ کروڑ روپے آمدنی کو لگا دیا ہے ۔ سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے اس اسکیم کے لئے ۱۰۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی ہے ۔

کپاس کے اجارہ دارانہ خرید اسکیم

دیہی ضمانت روزگار اسکیم کی طرح حکومتِ مہاراشٹر کی ایک اور قابلِ قدر کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم ہے ۔ یہ اسکیم بہت سی دشواریوں کے باوجود جاری رکھی گئی ہے ۔ حکومت کے خیال میں یہ بات بہت پہلے سے تھی کہ بارش کی فراوانی کی وجہ سے کپاس کی کاشت پر بُرے اثرات ہو سکتے ہیں اور اس سے کپاس کی پیداوار کرنے والے دل برداشتہ ہو جائیں گے ۔ اس لئے حکومت نے ادا کی جانے والی رقم کی ضمانت کو بڑھاوا دینے کا فیصلہ کر لیا ۔ فصل کے سلسلے میں قرضوں کی ادائیگی ختم کر دی اور امدادِ باہمی قرضہ جات جو کسانوں کے ذمہ واجب الادا تھے، انہیں سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے وسط مدتی قرضہ جات میں تبدیل کر دیا ۔
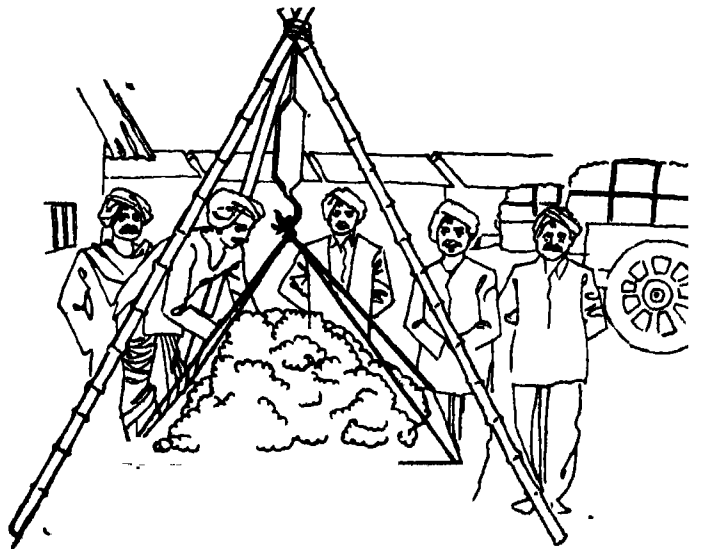
درج فہرست جاتیوں اور بینو یدھسٹ کسانوں کی مالی امداد کے لئے جو اسکیم امدادِ باہمی شکر فیکٹری کے حصص خریدنے سے متعلق تھی اسے اب نافذ کر دیا گیا ہے ۔ ماضی میں حکومت کی طرف سے حصص کی صورت میں فنڈ کی مقدار متعلقہ ضلع کی صنعتی ترقی پر منحصر تھی ۔ سنہ ۱۹۸۳ء میں حکومت نے اس سلسلے میں فیصلہ کیا کہ ضلع کی بجائے تعلقہ کی صنعتی ترقی کو مدِنظر رکھے گی ۔

نئے امداد باہمی شکر فیکٹریاں

سنہ ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران مراٹھواڑہ میں نئی امداد باہمی شکر فیکٹریوں کے قیام کے لئے مرکزی حکومت نے رضامندی کے تین خطوط جاری کئے ۔ اب مرکزی حکومت نے مراٹھواڑہ کے لئے تین اور ودربھ کے لئے چار خطوط اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہوئے جاری کئے ہیں تاکہ نئی امداد باہمی شکر فیکٹریاں قائم کی جا سکیں ۔ مراٹھواڑہ میں شکر فیکٹریوں کے قائم کرنے کا مقصد حل ہو چکا ہے ۔ اب ودربھ میں مزید فیکٹریوں کی حصول کی منظوری کی کوششیں جاری ہیں ۔

حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ نیشنل ڈیری ڈیولپمنٹ بورڈ مہاراشٹر میں نباتاتی تیلوں کے پروجیکٹ کا اجرا کرے اس پروجیکٹ کے لئے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ تیل بیجوں کو اگانے والوں کی حوصلہ افزائی ہو تاکہ وہ تیل بیجوں کی کھیتی پر زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اور آئیل سیڈ گروورس فیڈریشن کی رہنمائی میں جو ۲۶ر اگست سنہ ۱۹۸۳ء کو جلگاؤں میں قائم کی گئی تھی' اچھے قسم کے بیج حاصل کر سکیں ۔

ہینڈ لوم ڈائرکٹوریٹ اپنے کام کی انجام دہی ناگپور میں کر رہا ہے ۔ اس ڈائرکٹوریٹ کے حلقے والے دفتر بمبئی، ناگپور اور سولاپور میں ہیں ۔ ۴ر جون سنہ ۱۹۸۳ء سے اورنگ آباد میں ایک اور دفتر شروع کر دیا گیا ہے ۔ حکومت نے چھٹے پنج سالہ منصوبے کے تحت

گذشتہ سال بھارت کی کرکٹ ٹیم نے کپل دیو کی سربراہی میں پرودنشل ورلڈکپ حاصل کیا. فاتح ٹیم کے اعزاز میں منعقدہ ایک تقریب میں وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، کپل دیو کو ایک یادگار پیش کر رہے ہیں۔

پہلی مدت کے لئے ۱:۳ کے حساب سے شیئر کیپٹل کی فراہمی کا بندوبست کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس فیصلہ کی رو سے حکومت نے مارچ ۱۹۸۳ء میں ۱۶ امداد باہمی کپڑا ملوں کا انتخاب کیا۔ ہر مل کو شیئر کیپٹل کے پہلے قسط کی ادائیگی کے بطور ۱۰ لاکھ روپے کی منظوری دی گئی۔ حکومت نے ۲۰ء۱ کروڑ روپے کی قرض کی منظوری دے کر اورنگ آباد ضلع کے کپاس اگانے والوں کی امداد باہمی کپڑا مل کو دوبارہ کھول دیا۔

حکومت نے دوسرے بہت سے اہم فیصلے کئے ہیں جو یہ ہیں:

[۱] ڈانڈ یکر کمیٹی :۔ یہ کمیٹی اس مقصد کے لئے متعین کی گئی تھی کہ مراٹھواڑہ، ودربھ، کوکن اور ریاست کے دوسرے پہاڑی علاقوں کی متوازن ترقیات کے لئے سہولت کی ضامن ہے۔

[۲] لیپرس (مہاراشٹر ریپیل) ایکٹ ۱۹۸۳ء کا نفاذ ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء سے ہو چکا ہے (مہاراشٹر ہی وہ پہلی ریاست ہے جس نے یہ ایکٹ نافذ کی) اور اب مہاراشٹر میں قدیم قانون کے تحت جزامیوں پر جو پابندیاں تھیں وہ ختم کر دی گئی ہیں اور اب ان کی آمدورفت پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔

[۳] مہاراشٹر ڈیولپمنٹ ایڈمنسٹریٹیو انسٹی ٹیوٹ کا پونے میں سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ حکومت کے افسران کو عوامی کارروائیوں سے متعلق تربیت دے گا۔ اس انسٹی ٹیوٹ میں بمبئی ایڈمنسٹریٹیو اسٹاف کالج اور اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ فار ایڈمنسٹریٹیو کیریئر کو ضم کر دیا گیا ہے۔

[۴] مرکزی حکومت اور ریاستی حکومت کی حصہ داری کے ساتھ مچھیروں کے بیمہ اسکیم کا اجرا کیا گیا ہے۔ اس اسکیم سے ۳۳,۵۰۰ مچھیروں کو فائدہ پہنچے گا۔

[۵] ویڈیو کے ذریعے فلم کی نمائش سے اب انٹرٹینمنٹ ٹیکس حاصل ہوگا۔

[۶] ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت کام کرنے والی حاملہ عورتوں کو ۶ روپے یومیہ کے حساب سے ۳۰ دنوں تک پیسہ دیا جائے گا۔ ان ۳۰ دنوں کے ۱۸۰ روپے کی رقم کی یہ عورتیں اسی وقت حق دار ہوں گی جب تک وہ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ۱۵۰ دنوں تک کام نہ کر چکی ہوں۔

[۷] بائیکلہ میں ریلوے سائڈنگ کی توسیع کر دی گئی ہے تاکہ ۷ کی بجائے ۲۴ دودھ کے ٹینکر کی گنجائش پیدا ہو جائے۔ اس سے مہاراشٹر کے دیہی حلقوں میں واقع دودھ کی صنعت کو فائدہ پہنچے گا۔

جانوروں کی دیکھ بھال

اس سلسلے میں جو اہم فیصلے کئے گئے وہ یوں ہیں :۔

[الف] ریاست کے ۲۹ اضلاع بشمول قبائلی حلقوں کے ۶۵ جانوروں کے امداد مراکز قائم کئے گئے۔ [ب] ۲۷ اضلاع میں ۵۷ جانوروں کی امداد مراکز کو اعلیٰ بنانے کی منظوری۔ [ج] ستارہ، وردھا، لاتور اور جالنہ میں ویٹرینری پالی ٹیکنکس کا قیام برائے تحفظ جانوران کے صحیح نفاذ کے لئے ریاستی سطح پر ایک کمیٹی کا قیام کیا گیا ہے۔ حکومت نے ملازم امیدواروں کے لئے ویٹرینری اور اینمل ہسبنڈری میں دوسالہ ڈپلومہ کورس شروع کیا ہے۔ سب سے قابل ذکر بات تو یہ ہے کہ حکومت نے دودھ کی قیمتِ خرید کو بڑھا دیا ہے تاکہ دودھ کی حصولی پر ہونے والے اخراجات کی وجہ سے جو مالی بار پڑتا ہے وہ کم ہو جائے۔

سولاپور، عثمان آباد اور اورنگ آباد اضلاع کے علاوہ مزید ۱۷ اضلاع میں ڈیری صنعت کو فروغ دینے کے لئے آپریشن فلڈ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔

ماہی گیری کے سلسلے میں حکومت نے بہت اہم قدم اٹھایا اور پلان اسکیم کی گنجائش کو ۱۶۰ء۳ کروڑ روپے سے ۶۷ء۳ کروڑ روپے تک بڑھا دیا۔ ۱۹۸۳ء میں ۵۰ مشینی کشتیوں کو مالی امدادی منظوری دی گئی تاکہ وہ ماہی گیری کو وسعت دے سکیں۔

صنعتی ترقیات

یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے حکومت نے ایک نئی ترغیبی پیکیج اسکیم کا نفاذ کیا تاکہ مہاراشٹر کے سرمایہ مہاراشٹر کے باہر جانے سے بچائے اور ریاست میں صنعتی ترقی کو عروج حاصل ہو۔ اس اسکیم کے تحت نئی صنعتی یونٹوں کو جن کا سرمایہ ۱۵ کروڑ روپے سے زائد ہے۔ انہیں آکٹرائے اور بکری ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ ریاست مہاراشٹر کے پسماندہ علاقوں کی A ، B ، C اور D گروپوں میں درجہ بندی کر دی گئی اور سب سے کم ترقی یافتہ گروپ کو زیادہ سے زیادہ ترغیبی پیش کش کی گئی۔ یہ اسکیم صرف نئے یونٹوں کے لئے ہی قابل عمل ہوگی۔ اس قسم کی اسکیم کے نفاذ کے لئے مہاراشٹر یقیناً ملک بھر میں ایک ممتاز مقام کا حامل بن چکا ہے ـــ ان ترغیبات کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ صنعتوں کو ریاست بھر میں پھیلا دیا جائے۔ یہی صنعتیں مہاراشٹر میں متوازن معاشی حالت کی ضامن ہیں۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے حصول کے لئے حکومت کوشاں ہے۔

خاندانی منصوبہ بندی

خلیل ملکاپوری
آزاد وارڈ۔ بیار پیٹھ؛
ملکاپور۔

مانا کہ تمہارا ہر بچہ قدرت کا حسیں انعام ہے یہ
لیکن اسے کر کے گھر کا دیا رکھنا بھی تمہارا کام ہے یہ
اک اسکا سنور جانا ٹھہرا آئندہ سہاروں کی آشا
سوچو تو سمجھداروں کیلئے دنیا میں بڑا ہی نام ہے یہ
چھوٹے سے قبیلہ کی خاطر محنت بھی تو ہوتی ہے چھوٹی
اس مہنگے زمانے میں سُکھ کی بڑھتی ہوئی چاہت عام ہے یہ
کم ہوں تو سنوارے جاتے ہیں ہیروں میں تراشے جاتے ہیں
ہو ایک بڑا کنبہ تو عجب آفت کا کھُلا پیغام ہے یہ
آکاش پہ جا کے دنیا نے تاروں کو چرانا سیکھ لیا
تم کو تو ذرا سا آپریشن لگتا ہے بڑا ہی کام ہے یہ
سکھ چین کی خاطر سرکاری نیت ہی جگائے سوتوں کو
منصوبہ تو کہیئے دیش کا ہے سچ پوچھ تو تمہی رام ہے یہ
ہے ہوش تو اپنا اچھا بُرا خود سوچنے والے ہم میں خلیل
مذہب کا ذرا سا حیلہ تو تقدیر پہ اک الزام ہے یہ
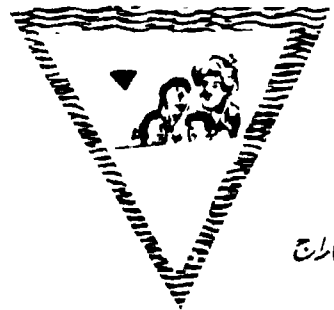
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

دلگیر عثمانی ایم۔اے
نیازیان۔امروہہ (یو۔پی) ۲۴۴۲۲۱

انسانیت کا قصہ سُنا کر رہوں گا میں   سچی جو بات ہے وہ بتا کر رہوں گا میں
بیڑا برابری کا اُٹھا کر رہوں گا میں   انسان سب ہیں ایک دکھا کر رہوں گا میں
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

انسانوں کا ہے آدم و حوّا سے سلسلہ   ماں باپ اور کوئی کسی کا کبھی ہوا
پھر اک عجیب ماجرا دنیا میں ہے یہ کیا   لپٹی ہے چھوت چھات ہیں یہ ہے اک بلا
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

بچّہ جو پیدا ہوتا ہے چاہے کسی کے گھر   اونچی یا نیچی ذات کی کیا ہے اُسے خبر
ہو کر جوان کرتا ہے دنیا پہ جب نظر   پاتا ہے چھوت چھات کا چکر اِدھر اُدھر
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

یہ تھا خدا کا فضل کہ انساں بنا دیا   اعضا میں آدمیوں کو پھر ایک سا کیا
چھوٹا بنایا اس نے کسی کو نہ کہ بڑا   چھونے سے پھر کسی کے میں ناپاک کیوں ہوا
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

سب کے بدن میں خون جو ہے لال لال ہے   پہلو میں ایک دل ہے ہر اک کے کمال ہے
اور حسن ہے ہر ایک میں جو بے مثال ہے   پھر اونچی نیچی ذات کا کیسا سوال ہے
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

انسانیت کے ناطے دلگیر اپنا ہے خیال   جھگڑا یہ چھوت چھات کا ہے سر پہ اک وبال
دنیا زمانے میں نہیں اس کی کہیں مثال   سچ ہے جو کہتا رہتا تھا باپوئے باکمال
یہ روگِ چھوت چھات مٹا کر رہوں گا میں

غزلیں

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاؔ

۱۱ راشٹرکی ٹاؤن ۔ ونا گپور،

فرطِ آلام کو جینے کا سہارا جانو!
بات تو جب ہے کہ قاتل کو مسیحا جانو

ان نگاہوں کے تغافل کا ہے مطلب کچھ اور
چاہتِ دل کا اسے خاص اشارا جانو

آرزو جینے کی رکھتے ہو تو پہلے پیارو
جینے کے واسطے مرنے کا سلیقہ جانو

لذتِ ذوقِ سفر تمکو کہاں سے ہو نصیب
تم کہ منزل ہی سے واقف ہو نہ رستہ جانو

لبِ ساحل سے تماشا نہیں آتا ہے پسند
تم بھلا موجوں کی مستی کا مزا کیا جانو

اِن کو پی جانے سے ہوتی ہے طبیعت مخمور
اشکِ خوں رنگ کو ہم پایۂ صہبا جانو

جس کسی سے ملو اس شخص کا چہرہ پڑھ کر
اس کے دل میں ہے نہاں کون سی دنیا جانو

چشمِ حق آشنا جب تمکو میسر ہے تو پھر
ذرہ کو صحرا کہو، قطرہ کو دریا جانو

میں کہوں اپنی زباں سے یہ ضروری تو نہیں
مری خاموش لبی سے مرا منشاؔ جانو

رفعتؔ لکھنوی

رسولپور سادات، ڈاکخانہ چنہٹ، ضلع لکھنؤ

دن میں نکلے ہیں ستارے تو نکلنے دیجئے
حادثوں کو کفِ افسوس نہ ملنے دیجئے

دور ہو جائینگے خود دوریٔ منزل کے گلے
قافلے وقت کی رفتار پہ چلنے دیجئے

زہرناکی کبھی ماحول کی کم ہوگی ضرور
آستینوں میں ابھی سانپوں کو پلنے دیجئے

ہم بھی دیکھیں گے کہ توبہ میں اثر ہے کتنا؟
جام ساقی کے اشاروں پہ تو چلنے دیجئے

شمع فانوس میں جلتے ہوئے تھرّائے گی
رُخ ہواؤں کا ابھی اور بدلنے دیجئے

آپ تو مجھ سے کسی بات پہ ناراض نہیں!
کھل رہا ہوں میں زمانے کو تو کھلنے دیجئے

خشک ہو جائیں گے نم دیدۂ سحر کے آنسو
پیاسی کرنوں کو ذرا اوس پہ چلنے دیجئے

بڑھ کے آجائیگا سیلاب مرے دامن تک
اِن پہاڑوں کی ابھی برف پگھلنے دیجئے

راستے زیست کے ہموار ملیں گے رفعتؔ
ٹھوکریں کھا کے زمانے کو سنبھلنے دیجئے

ارتضیٰ نشاط

۸۵ صوفیہ زبیر روڈ ۔ گراؤنڈ فلور، روم نمبر ۱۱
بمبئی ۔ ۴۰۰۰۰۳

اسی ایک سوچ میں غرقاب ہر تالاب ملتا ہے
سمندر کس قدر گہرائی میں پایاب ملتا ہے

محبت میں ہمیشہ مرتبے نیچے اترتے ہیں
صدف سے ابرِ گوہر بار زیرِ آب ملتا ہے

نہ جانے کیوں تمہارے در پہ آجاتا ہوں میں ورنہ
جہاں میں ہوں سکوں میرے لئے بیتاب ملتا ہے

مجھے معلوم ہے کیا چیز ہے رشتوں کی مجبوری
سدا رستم کے خنجر کے تلے سہراب ملتا ہے

کچھ ایسی کسمپرسی کی گھڑی ہے زندگی میری
سمندر میں سفینہ جسطرح غرقاب ملتا ہے

کبھی تو خود ندی میں باڑھ آتی ہے قیامت کی
کبھی اس شوخ سے خود ٹوٹ کے سیلاب ملتا ہے

ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم کھدر پہنتے ہیں
اسی قیمت پہ لینے جائیں تو کمخواب ملتا ہے

حقیقت ارتضیٰ کی آم کے پھل کیطرح سمجھو
بہت بکتا ہے لیکن پھر بہت نایاب ملتا ہے

غزلیں

جلیل ساز

مومن پورہ، ناگپور ۴۴۰۰۱۸

ندی جیسا بدن جذبات میں ہے
جوانی کا مزہ برسات میں ہے

وہ شوخ آنکھیں، وہ گرتی اٹھتی پلکیں
عجب ہلچل سی احساسات میں ہے

جنوں جہد آزما عالم بہ عالم
خرد محصور اپنی ذات میں ہے

خیالِ روئے جاناں تو ہی بتلا
یہ کیسی دھوپ ہے جو رات میں ہے

ہمیں عیسیٰ بچالیں تو بچالیں
کہ پتھر آج سب کے ہات میں ہے

گھنی آبادیوں میں رہنے والو!
حقیقی زندگی جنگلات میں ہے

ان ہی نغمات کا جادو جگائیں
سخن کی روح جن نغمات میں ہے

نہیں ہے وہ اگر اے ساز تو پھر
یہ پل پل کون میرے ساتھ میں ہے

فکر حیدرآبادی

کے دی، رنگاریڈی پبلی کیشنز
۱/۸۲۹-۶-۱۱، ریڈ ہلس حیدرآباد ۵۰۰۰۰۴

ذوقِ دہن سے لذتِ بادہ خام چھوٹ جائے
مستیٔ چشم کی قسم ہاتھوں سے جام چھوٹ جائے

تابِ جبینِ ناز سے آئینۂ سحر خجل
دوشِ حسیں پہ زلف اڑے تو رنگِ شام چھوٹ جائے

وہ جو جبیں فروز ہوں فتنۂ قیامتِ خرام
بادِ نسیمِ سحر کا مشقِ خرام چھوٹ جائے

چشمِ سکوتِ ناز سے قافلۂ سخن رواں
لب جو سخن طراز ہوں نبضِ کلام چھوٹ جائے

سرخیٔ شرحِ عشق کو خونِ حیات چاہیے
کہیں نہ جزو داستاں یوں ناتمام چھوٹ جائے

عصرِ جدیدِ فکر و فن ایسی بھی کیا ترقیاں
رنگِ غزل کا اڑ چلے طرزِ کلام چھوٹ جائے

شہرِ نگارِ شوق میں تہذیبِ نو ہے ان دنوں
پرسشِ حالِ دل کجا، رسمِ سلام چھوٹ جائے

آج بہ سوئے منزلِ غم پہونچے اکیلے ایسے ہم
جیسے کہ ہمسفر ہر اک گام بہ گام چھوٹ جائے

فکر بہ رخشِ عمر رم، محوِ سفر ہے اس طرح
پا سے رکاب گر پڑے کف سے زمام چھوٹ جائے

طالب ممتاز

نوایاراراجم ضلع رائے پور (مدھیہ پردیش)

فلک پہ چاند ہے روشن سیاہ رات کے ساتھ
ادھر زمین پہ تم ہو مری حیات کے ساتھ

بدل رہا ہے زمانہ تغیرات کے ساتھ
کھڑے ہیں اپنی جگہ ہم مگر ثبات کے ساتھ

چمک رہا ہے محبت کا آئینہ بنکر
دھڑک رہا ہے مرا دل بھی کائنات کے ساتھ

خدا گواہ کہ اک لمحۂ سکوں کے لئے
تمام عمر گذاری تفکرات کے ساتھ

ہمارے ظرف نے ساقی کی آبرو رکھ لی
پیا ہے دل کا لہو بھی مئے حیات کے ساتھ

رکھی ہے ڈوب کے ہم نے تو لاج طوفاں کی
ہمیں تو جیت بھی حاصل ہوئی ہے مات کے ساتھ

نظر ملا کے چرانے سے صاف ظاہر ہے
ہے التفات کا عالم بھی اجتناب کے ساتھ

صدائے آہ بھی شہنائیوں کے ساتھ اٹھی
وفا کی لاش بھی چلتی رہی برات کے ساتھ

زمانے بھر سے جدا ہو گئے ہیں ہم طالب
ہوا ہے جب سے تعلق کسی کی ذات کے ساتھ

ریت کے گھروندے

مصنف : غنی غازی
قیمت : تین روپے پچاس پیسے
ملنے کے پتے : • سیفی بک ایجنسی، ۱۱ - امین بلڈنگ
ابراہیم رحمت اللہ روڈ۔ بمبئی ۳
• غنی غازی۔ انجمن خیرالاسلام اردو ہائی اسکول
دوسری گھیلابائی اسٹریٹ بمبئی ۸

جس طرح کھلونے بچوں کے لئے بنائے اور خریدے جاتے ہیں مگر گھر کے اندر جاکر دیکھو تو اس سے بڑے زیادہ لطف اندوز ہوتے ہوئے ملیں گے بلکہ بعض جگہ تو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہی اس سے کھیلتے ہیں اور بچوں کو دور سے تماشا دکھاتے ہیں تقریباً یہی حال بچوں کے ادب کا بھی ہے جو لکھا، چھاپا اور بیچا جاتا ہے، بچوں کے نام پر مگر اسے پرکھتے ہیں، تنقید و تبصرہ کرتے ہیں ہم جیسے بال بچوں والے۔

یہ اتفاق ہی ہے کہ بچوں کی کہانیوں سے ایک اہم پہلو پر کسی نقاد نے ٹھہر کر نگاہ نہیں کی اور نہ اسے تنقید کا معیار بنایا۔ دنیا کے بڑے بڑے لوگ اپنی تقریر و تحریر میں ان ہی کہانیوں کے ذریعے جان ڈالنے اور اسے پر اثر بنانے کی کوشش کرتے ہیں جو انہوں نے اپنے بچپن میں پڑھی یا بزرگوں سے سنی تھی۔ میرے خیال میں غنی غازی کی ان کہانیوں میں بھی چند ایک ضرور ایسی ہیں جو آنے والے پچاس ساٹھ سال کے بعد جب ہم سب قصّہ کہانی بن جائیں گے تو وہ بچہ جس نے آج ان کی کہانیاں پڑھی ہیں دوسروں کو سنائے گا اور اسے دہرا کر عوام کے بڑے سے بڑے گروہ کو متاثر کرے گا۔
بہت دن ہوئے میں نے "انقلاب" بمبئی کے کالموں میں بچوں سے ادب پر مفصل بحث کرتے ہوئے لکھا تھا کہ عہدِ حاضر میں بچوں کی کہانیوں میں ٹکنک و موضوع کے اعتبار سے کیا کیا تبدیلیاں اور سدھار ضروری بلکہ ناگزیر ہے اس میں سے ایک چیز "ریت کے گھروندے" میں بہت واضح ہے اور وہ ہے مختصر اور دل چسپ تمہید کے بعد جلد سے جلد بچوں کے ذہن کو اصل مطلب تک پہنچا دینا ہے۔
غنی غازی نے اگرچہ یہ احتیاط ملحوظ رکھی ہے کہ کہانیوں میں سہل الفاظ سے کام لیا جائے۔ پھر بھی کہیں کہیں کم فرصتی کے باعث وہ چوک گئے ہیں اور تذکیر و تانیث وغیرہ میں بھی زیادہ دقت نظر اور محنت نہیں کر پائے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلو بھی توجہ چاہتا ہے اور اسے غیر ضروری نہ خیال کیا جانا چاہیئے۔
"ریت کے گھروندے" کی اکثر و بیشتر کہانیاں انقلاب، امید زندگی کی خوبصورتی، پیار و محبت، توانائی سے مملو ہیں اور اس کے اندر بدی، شقاوت، گمرہی و نفاق اور توہم پرستی کے خلاف بھرپور جہاد کے امنگ کی جو زیریں لہریں موجزن ہیں وہی اسے انفرادیت بخشتی ہیں۔
امید ہے کہ کتاب کی رنگا رنگی، موضوع کی لطافت اور مضامین کا تنوع کردار منظر نگاری کی سادہ کاری اس کتاب کو خاص مقبولیت عطا کرے گی اور اہل نظر بھی اس کو سراہے بغیر نہیں رہیں گے کیوں کہ ان کہانیوں میں زندگی کی دھمک — ذات و حیات کا سماجی شعور اور مصنف کے فنی تجربات کا سایہ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ آئندہ کے لئے اس کے خوش گوار ادبی مستقبل کا نشان وہ ہے۔
ان کہانیوں کے پڑھنے سے بچوں کو درسِ اخلاق ہی نہیں ملے گا بلکہ وہ زندگی کے نشیب و فراز کا قریب سے مشاہدہ کرنے کی عینک بھی پا جائیں گے اور ان میں ہوشیاری، چستی چالاکی بھی آجائے گی یعنی وہ نہ کسی پر جال ڈالیں گے نہ کسی کے جال میں پھنسنے کے لئے راضی ہوں گے — جو جدید ذہن کا وہ منشور ہے جسے ابھی تک پڑھا ہی جاتا رہا ہے — مگر قبول نہیں کیا گیا ہے۔

یوم جمہوریہ تقریبات

امسال ۲۶ جنوری کو ۳۴ ویں سالانہ یوم جمہوریہ تقریب کے موقع پر مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے ممبئی کے شیواجی پارک میں قومی پرچم لہرایا نیز بری، بحری اور ہوائی فوجوں نیز پولس ہوم گارڈ، فائر بریگیڈ، ایس۔ آر۔ پی۔ ، این۔ سی۔ سی وغیرہ کی پریڈ کا معائنہ کیا۔

گورنر موصوف مارچ پاسٹ کی سلامی لے رہے ہیں، جس میں ملک کی بری، بحری اور ہوائی فوجوں کی یونٹوں کے علاوہ ٹریفک پولس، ہوم گارڈ، این۔ سی۔ سی اور شہری دفاع، سینٹ جان ایمبولینس بریگیڈ، لڑکوں کے اسکاؤٹ نیز تربیتی جہاز راجیندر کے ایک دستے نے شرکت کی۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، گورنر موصوف کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف اور مختلف ممالک کے سفارتی نمائندوں کے علاوہ متعدد معزز ہستیوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی-ایچ لطیف نے اس موقع پر پولس کے افسران کو ۲۷ میڈل، ۳ فائر سروس میڈل اور ۳ جیون رکھشا پدک دیئے۔ دائیں جانب بمبئی عظمی کے پولس کانسٹیبل شری سوریہ کانت پانڈورنگ چوان کی بیوہ کو بہادری کا پولس میڈل دے رہے ہیں۔ درمیان میں سیما بوسلے اور بائیں جانب اٹل دھومل کو جیون رکھشا پدک دے رہے ہیں۔ تھانے ضلع کے ان بچوں نے پرشانت بوسلے کو جان کی بازی لگا کر ڈوبنے سے بچالیا تھا۔

امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر ۲۸ پولس افسران کی گراں قدر خدمات کے اعتراف میں انہیں پولس میڈل دیئے گئے۔ دائیں جانب گورنر مہاراشٹر پولس حوالدار شری کرشنا کانت کدم کو بہادری کے لئے پولس میڈل دے رہے ہیں۔ درمیان میں آپ شری اروند پٹوردھن ڈپٹی کمشنر آف پولس کمیونٹی، بمبئی کو صدر ہند کا پولس میڈل حاصل کرنے پر مبارکباد دے رہے ہیں۔ بائیں جانب آپ شری آر۔ پی چوان ڈپٹی کمشنر آف پولس، پونے کے سینے پر صدر ہند کا پولس میڈل لگا رہے ہیں۔

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف۔ دائیں جانب شری دتارام بھاؤ راؤ مہاڈونکر، ڈرائیور آپریٹر بمبئی فائر بریگیڈ اور درمیان میں شری وینکٹش بال آچاریہ ورنکیبد، اسسٹنٹ ڈویژنل آفیسر بمبئی فائر بریگیڈ کے سینوں پر فائر سروس میڈل، لگا رہے ہیں۔ بائیں جانب آپ اکولہ ضلع کے مقام پاتور کے شری بھاسکر شیورام لوکھنڈے کے سینے پر جیون رکھشا پدک لگا رہے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر ایک ۱۲ سالہ لڑکے کو آگ میں جلنے سے بچالیا تھا۔

امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر بہادری کے لئے پولس میڈل، نمایاں خدمات کے لئے صدر ہند کا پولس میڈل گرانقدر خدمات کے لئے پولس میڈل فائر سروسیز میڈل اور جیون رکھشا پدک سے نوازے جانے والوں کا گروپ فوٹو۔

امسال یوم جمہوریہ تقریب
میں بمبئی کے شیواجی پارک
میں شریک کی گئی مختلف
جھانکیوں میں بمبئی میونسپل
کارپوریشن کی جھانکی کو پہلا
انعام ملا ۔ اس جھانکی میں
شہر کو صاف ستھرا رکھنے کے
لئے شہریوں اور شہری
انتظامیہ کے آپسی، تعاون
کی ضرورت و اہمیت پر زور
دیا گیا تھا ۔

ریاستی حکومت کے
محکمۂ صنعت کی پیش کردہ
جھانکی کو دوسرا انعام ملا ۔
اس جھانکی میں صنعتوں کے
ذریعے دیہی ترقی کی جھلکیاں
پیش کی گئی تھیں ۔

اسٹیٹ بنک آف انڈیا
کی پیش کردہ جھانکی میں
ملک کی ترقی و خوشحالی میں
بنک کے کردار کو موضوع بنایا
گیا تھا اور یہ پیش کیا گیا تھا
کہ کس طرح، بنک "۲۰ نکاتی
پروگرام" کے نکتوں پر
کامیاب عمل آوری میں معاون
ثابت ہوتا ہے ۔ اس جھانکی
کو تیسرا انعام ملا ۔

راشٹریہ کیمیکل اینڈ
فرٹیلائزر کی جھانکی میں کسانوں
کو جدید زراعتی تکنیک کا استعمال
کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا ۔
اس جھانکی میں راشٹریہ کیمیکل
اینڈ فرٹیلائزر کے بعض پلان
کی جھلک بھی پیش کی گئی تھی ۔

مجگاؤں ڈاک کی جھانکی میں
پوری طرح سے بھارت میں
بنائے گئے آئی۔ این۔ ایس۔
گوداوری کا نمونہ پیش کیا گیا تھا۔

ریاستی حکومت کے
ڈائریکٹوریٹ برائے ثقافتی
امور نے اپنی جھانکی میں
ڈاکٹر باباصاحب امبیڈکر
کو دستورِ ہند کی تشکیل میں
اہم رول ادا کرتے والے
انسانی حقوق کے علمبردار
رہنما کی حیثیت سے پیش کیا۔
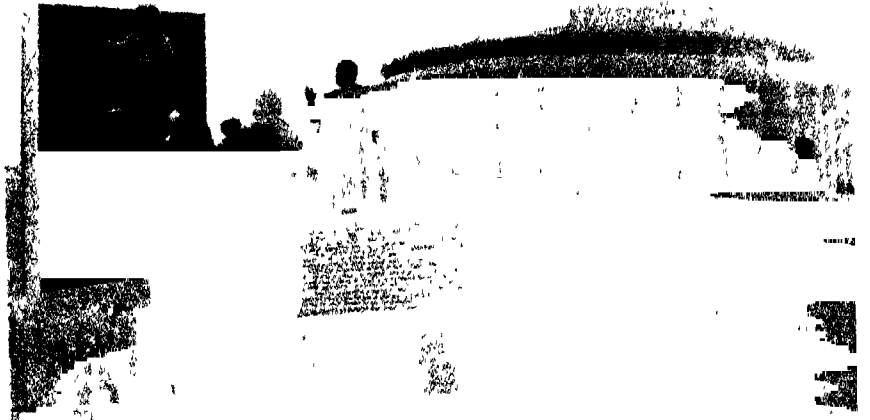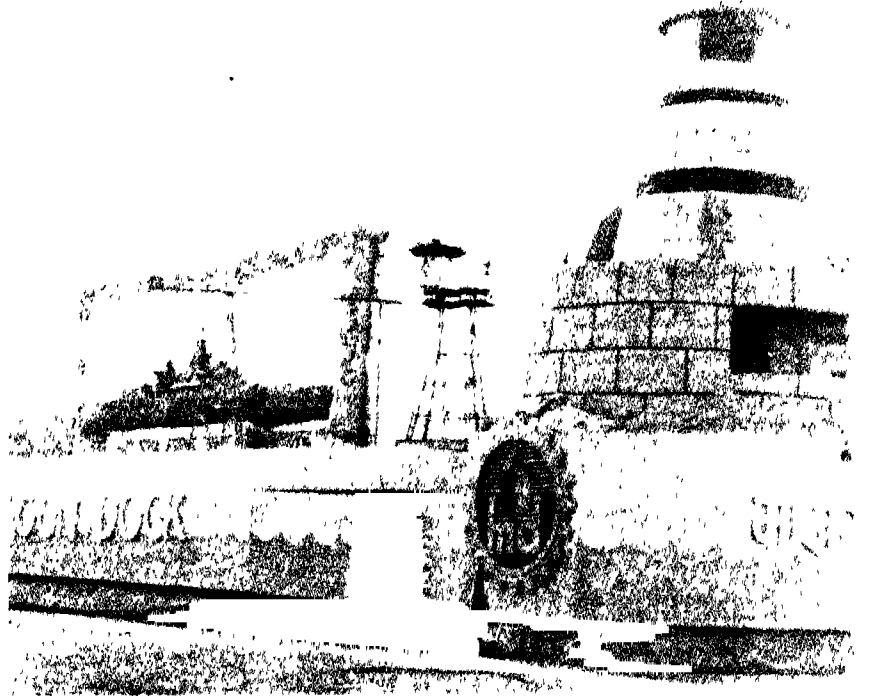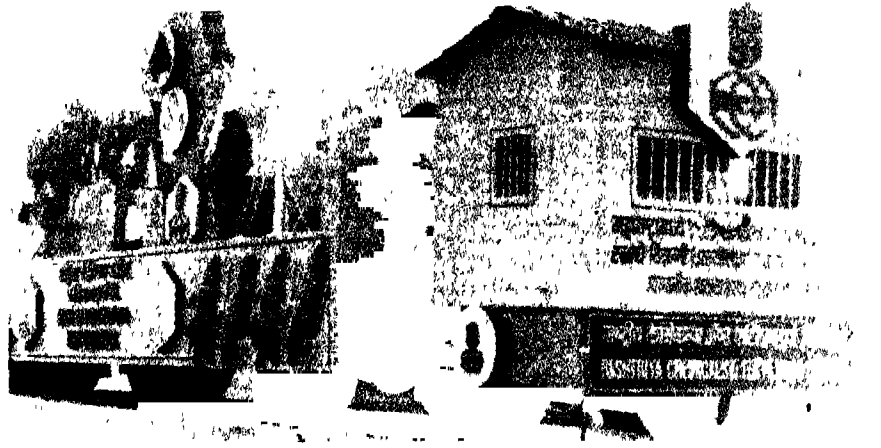
امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر نئی دہلی میں منعقدہ تقریبات میں حکومت مہاراشٹر کی پیش کردہ جھانکی میں ۱۹۰۸ء میں بمبئی ہائی کورٹ میں انگریز حکومت کی جانب سے بال گنگا دھر تلک کے خلاف چلائے گئے اس تاریخی مقدمہ کا منظر پیش کیا گیا تھا جس میں تلک نے سوراج کو ہندستانیوں کا پیدائشی حق قرار دیا تھا۔
اس ٹیبلو کا ڈیزائن جے۔ جے اسکول آف آرٹس بمبئی کے لیکچرر شری سہاس باہرکر نے تیار کیا تھا۔
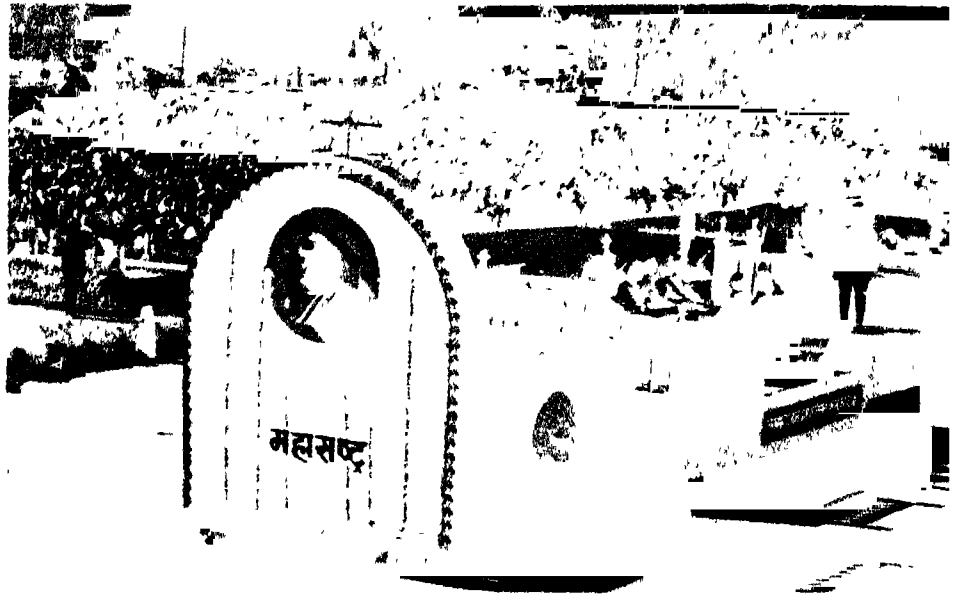
امسال یوم جمہوریہ تقریبات، بمبئی کے بریبورن اسٹیڈیم میں ۲-جنوری کو "بیٹنگ، دی ریٹریٹ" کے ساتھ اختتام پذیر ہوئیں۔ اس اختتامیہ تقریب میں بھارتی بری فوج کے چھ، بحری فوج کے ایک اور پولس کے دو بینڈ نے شرکت کی۔ زیر نظر تصویر میں گورنر مہاراشٹر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف، وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک اس تقریب سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر ڈاکٹر بلی رام ہیرے، وزیر برائے توانائی، ناسک میں آنجہانی شری سومناتھ گورواڈکر، ہوم گارڈ کی بیوہ شریمتی ہیرا بائی کو "راؤ بہادر گوکھلے ایوارڈ" دے رہے ہیں۔ جس کا اعلان شری سومناتھ کے فرائض کی ادائیگی کے دوران بے مثال بہادری کے مظاہرے پر ان کی وفات کے بعد کیا گیا تھا۔

ال یوم جمہوریہ کے موقع پر بہادری کا قومی ایوارڈ پانے والے ملک کے ۱۹ بچوں میں سے دو مہاراشٹر کے تھے۔ ایک تھے ناگپور
شنو کلکرنی اور دوسرے پونے کے قریب کے مقام چیچوڈ کے ستس تلاٹھی۔ اوپر کی دو تصویروں میں وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی
بنوری کو ان بچوں کو یہ انعام دے رہی ہیں۔

حکومتِ مہاراشٹر نے ۲۴ رجنوری کو بمبئی کے وانکھیڈے
اسٹیڈیم میں عالمی شہرت یافتہ کھلاڑیوں سنیل گاوسکر،
مائیکل فریرا اور روہنی کھاڈیلکر کے اعزاز میں ایک تقریب
منعقد کی، جس میں وزیراعلیٰ ان کھلاڑیوں کو یادگار اور
توصیفی سند دے رہے ہیں۔ سنیل گاوسکر نے کرکٹ کے
میدان میں ۳۰ سنچریاں بنا کر ڈان براڈمین کا عالمی ریکارڈ
توڑا، مائیکل فریرا نے تین مرتبہ عالمی بلیرڈ چیمپین شپ
حاصل کی، اور روہنی کھاڈیلکر نے شطرنج کی ایشیائی چیمپین
بننے کا اعزاز حاصل کیا

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۱؍جنوری کو نئی دہلی میں قومی یک جہتی کانفرنس طلب کی تھی جس میں تمام ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ نے شرکت کی۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعظم کیساتھ مرکزی وزیر داخلہ شری پرکاش چندر سیٹھی مدھیہ پردیش کے وزیر اعلیٰ شری ارجن سنگھ اور مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل دیکھے جا سکتے ہیں۔
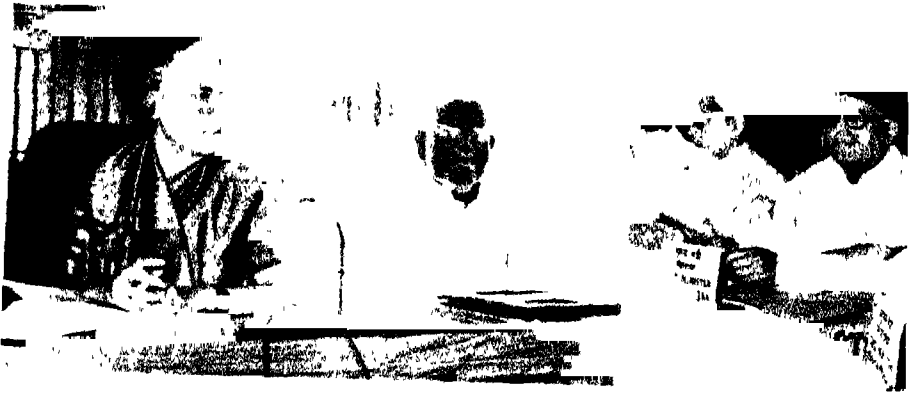
حکومتِ مہاراشٹر کے محکمۂ ثقافتی امور کی جانب سے ، ار جنوری کو "فلم اتسو ۱۹۸۴" کے مندوبین کے اعزاز میں بمبئی کے ٹاٹا تھیٹر میں ایک ثقافتی پروگرام کا اہتمام کیا گیا اس موقعہ پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی دختر وجیا پاٹل رقص پیش کر رہی ہیں۔ اس تقریب میں مہاراشٹر کے گورنر ایرچیف مارشل آئی' ایچ' لطیف شریمتی بلقیس لطیف ، وزیر اعلیٰ 'اسمبلی کے ڈپٹی اسپیکر شری شنکر راؤ جگتاپ اور وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے نے بھی شرکت کی۔

گورنر مہاراشٹر ایرچیف مارشل' آئی۔ ایچ لطیف ۱۱ر جنوری کو بمبئی کی جہانگیر آرٹ گیلری میں ۲۴ ویں ریاستی فنی نمائش کا افتتاح کرنے کے بعد ایک فنی نمونے کا مشاہدہ کر رہے ہیں' آپ کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف اور وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بھارت کے دورے پر آئے ہوئے چینی وفد نے ۱۲ر جنوری کو راج بھون میں مہاراشٹر کے گورنر ایر چیف مارشل ایس۔ ایچ۔ لطیف سے ملاقات کی۔ اس موقع پر بمبئی یونیورسٹی کے وائس چانسلر شری ایم۔ ایس۔ گورے بھی موجود تھے۔

دہلی کے یوجنا بھون میں ۴ر جنوری کو مہاراشٹر کے سالانہ منصوبہ پر بحث ہوئی اور اسے حتمی شکل دی گئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں (بائیں سے دائیں) شری [illegible] وزیر مالیات، شری رام راؤ آدک، نائب وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل وزیر اعلیٰ اور شری ایس۔ بی۔ چوان مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی شری ایس۔ بی۔ چوان نے حال ہی میں ناسک ضلع کے سِنّر تعلقے میں مربوط دیہی توانائی پروجیکٹ کا سروے کیا۔ زیر نظر تصویر میں آپ ڈہور میں ایک شمسی چولھے کا معائنہ کر رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ وزیر توانائی ڈاکٹر بلی رام ہیرے، ڈاکٹر پرتاپ واگھ ایم۔ پی اور شریمتی سوریہ بھان گاڈگے ایم۔ ایل۔ اے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بھارت میں فیڈرل ری پبلک آف جرمن کے سفیر
ڈاکٹر ٹی ۔ ملرنے ۱۷ رجنوری کو ایک ایمبولنس، وزیر اعلیٰ
شری وسنت راؤ پاٹل کے سپرد کی، یہ ایمبولنس گاڈگے مہاراج
مشن، بمبئی کے لئے ہے۔
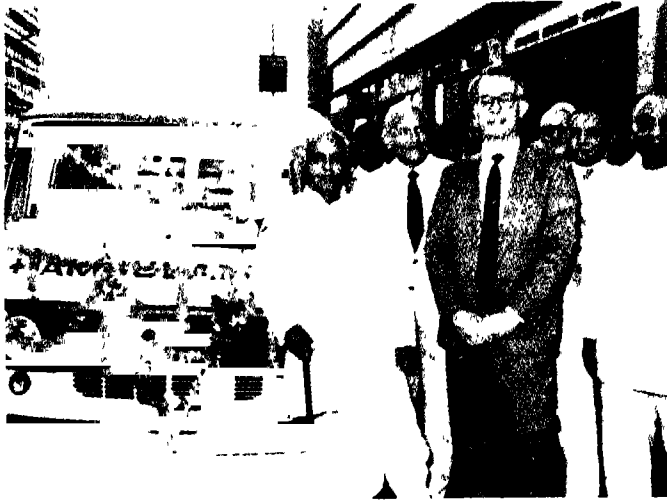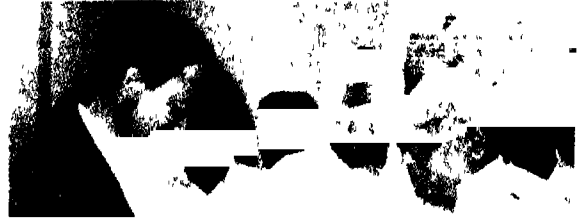
مسٹر ماہونگ کی سربراہی میں بھارت
کے دورے پر آئے ہوئے چینی وفد نے
حال ہی میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
سے ان کی سرکاری رہائش گاہ " ورشا "
میں ملاقات کی ، یہ تصویر اسی موقعہ کی ہے۔

اٹھاون واں، کل ہند مراٹھی ساہتیہ سمیلن
۲۸ رجنوری سے ۳۰ رجنوری تک جلگاؤں
میں معروف مراٹھی ادیب شری شنکر راؤ کھرات
کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ زیر نظر تصویر
میں ہندی کی مشہور شاعرہ، گیان پیٹھ ایوارڈ
یافتہ، شریمتی مہادیوی ورما، روائتی دیپ
روشن کرکے سمیلن کا افتتاح کر رہی ہیں
تصویر کے دائیں حصہ میں آپ حکومت
مہاراشٹر کے پندرہ روزہ مراٹھی جریدے
" لوک راجیہ " کے "ماما وریرکر نمبر" کا اجراء
کر رہی ہیں۔

شری یشونت شریکر وزیر مملکت برائے
توانائی وسیاحت، امسال یوم جمہوریہ کے
موقع پر امراوتی ضلع کے مقام انجن گاؤں
میں " مربوط دیہی ترقیاتی اسکیم " کے تحت
تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو ان کا ذاتی
روزگار شروع کرنے کے لئے منظور کئے
گئے ۔ قرض کے کاغذات دے رہے ہیں۔
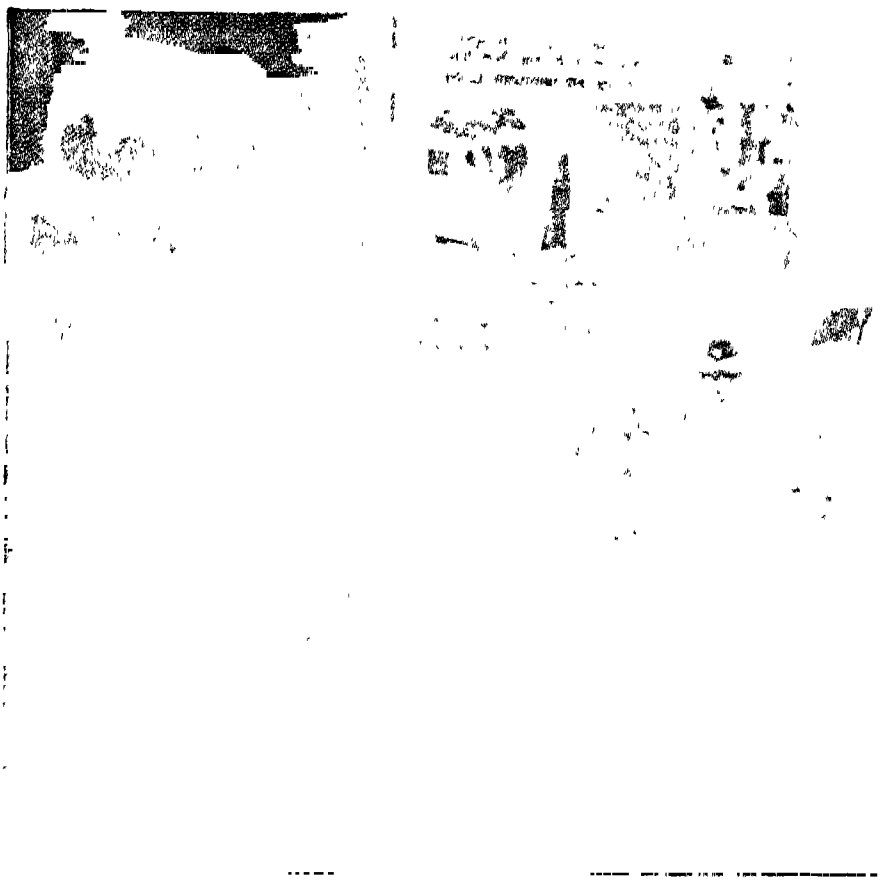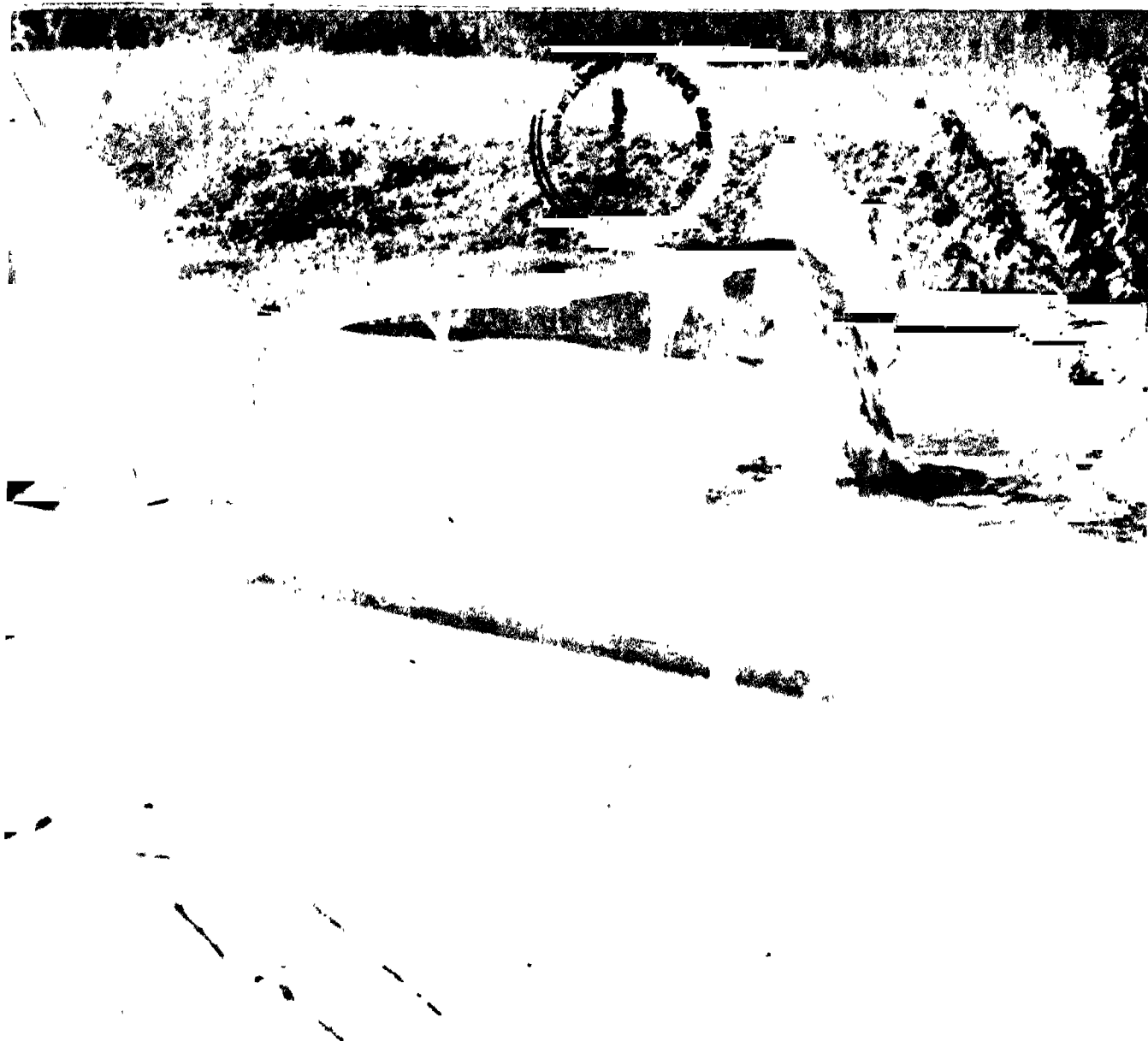
بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ نے ۱۲ فروری کو پونے ضلع کے بارامتی تعلقہ میں واقع مالیگاؤں کوآپریٹیو شوگر فیکٹری کے احاطہ میں نصب چھترپتی شیواجی مہاراج کے ایک مجسمے کی نقاب کشائی کی۔ گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف نے اس تقریب میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے صدارت کی۔ زیر نظر تصویر میں بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ، مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف اور وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کے ساتھ ریاستی مجلس قانون ساز میں حزب مخالف کے رہنما شری شرد پوار بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ادیباسی وفد کی ایک رکن جس نے دہلی میں یوم جمہوریہ پریڈ کے موقع پر مہاراشٹر کی نمائندگی کی تھی ۔ وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو ایک ادیباسی زیور "پنچا" پیش کر رہی ہے۔

جلد نمبر ۱۱
شمارہ نمبر ۵

قومی راج

سالانہ: دس روپے　　فی کاپی: پچاس پیسے

مشترکہ شمارہ [illegible] ۲۵ [illegible] مارچ [illegible]

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

ترتیب

چیف ایڈیٹر: موہن [illegible]
ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

ہمارا سرِ ورق

ان دنوں ناگپور کے کستوربا چند پارک میں چوتھی قومی زرعی نمائش جاری ہے۔ اس نمائش کا اہتمام مرکزی حکومت کے زرعی توسیعی ڈائرکٹوریٹ اور وزارت زراعت و امداد باہمی نیز ریاستی حکومت کے امداد باہمی اور زراعت کے محکموں نے کیا ہے۔ مہاراشٹر اگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن اس نمائش کی کنوینر ہے۔ نمائش کے انعقاد میں ریاستی حکومت کے پبلک ورکس، توانائی اور اطلاعات و رابطہ عامہ جیسے متعدد محکمے مذکورہ کارپوریشن کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔

نمائش ۸ مارچ کو شروع ہوئی اور ۳۰ مارچ تک جاری رہے گی۔ مرکزی وزیر زراعت شری راؤ بریندر سنگھ نے ۸ مارچ کو اس نمائش کا افتتاح کیا۔ وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اس افتتاحیہ تقریب کی صدارت کی۔

اس سلسلے کی پہلی تین نمائشیں بالترتیب — بھوپال، لدھیانہ اور کلکتہ میں منعقد ہوئی تھیں۔ چونکہ اصلاً ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے زراعت اپنی تاسیس کے سو سال مکمل کر رہا ہے۔ لہٰذا حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں اس نمائش کے انعقاد کی خواہش ظاہر کی تھی۔

نمائش میں تقریباً ڈیڑھ سو اسٹال ہیں۔ اس نمائش میں ماضی کی زرعی تکنیکوں، حالیہ ترقی اور مستقبل کے امکانات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ زراعت سے متعلق ڈیری، آبپاشی، سماجی شجرکاری، پانی کی فراہمی اور زرعی پیداوار کی فروخت جیسے متعلقہ امور کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔

مہاراشٹر کے علاوہ گجرات، اڑیسہ، آسام، مغربی بنگال، اترپردیش اور آندھرا پردیش کی حکومتوں نے اس نمائش میں شرکت کی ہے۔ ان حکومتوں کے علاوہ گجرات نرمدا فرٹیلائزر کارپوریشن، راشٹریہ کیمیکلس اینڈ فرٹیلائزر نیز ٹریکٹر اور زرعی آلات بنانے والی کمپنیاں اور زرعی پیداوار پر مبنی صنعتی یونٹیں بھی اس میں شرکت کر رہی ہیں۔

ایک اندازے کے مطابق تقریباً ۵ لاکھ افراد یہ نمائش دیکھیں گے۔ ریلوے اور ایس۔ ٹی نے اس سلسلے میں کرائے میں پچاس فی صد رعایت دینے میں رضامندی ظاہر کی ہے۔

توقع کی جاتی ہے کہ نمائش کسانوں کو زراعت کے جدید آلات اور تکنیک کے استعمال کی ترغیب دے گی جس سے فی ایکڑ زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کیا جا سکے گا۔

نذیر بنارسی

پانڈے حویلی، وارانسی۔ (یوپی)

"قومی راج" برابر نظر نواز ہوتا رہتا ہے گاہے گاہے "قومی راج" کے جو شاندار نمبر شائع ہو کر منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں وہ بڑی انفرادیت کے حامل ہوتے ہیں ان سے اردو ادب میں بھی اضافہ ہوتا رہتا ہے، اور شعراء و ادباء کی معلومات میں بھی۔

ادھر "پراڈ کر نمبر" نکال کر تو آپ نے ہم بنارس والوں پر بھی احسان کیا ہے۔ غلام ہندوستان کی زنجیریں اور بیڑیاں کاٹنے میں ان کے فولادی نوکِ قلم نے سزائیں کاٹنے والوں سے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ فرنگی قانون کی زد سے بچکر قانون شکنی کرنے میں وہ بلا کے ماہر تھے۔

مہاراشٹر کی اس دین کو بہت بڑا قومی دان اور ہندوستان کی قومیت پر کبھی نہ فراموش ہونے والا احسان سمجھتا ہوں، ان کی زندگی کا بڑا حصہ بنارس میں گذرا ہے اس لئے ہم بنارس والے آپکے بیحد مشکور ہیں۔

سید اختر الاسلام

ایڈیٹر ہفتہ وار "میرٹھ میل"، ۱۵۰ شاہ پیر میرٹھ یوپی

۲۵ دسمبر ۱۹۸۳ء کا ادیباسی خصوصی نمبر قومی راج ملا، یہ نمبر بھی علم وادب میں ان ہی روایات کا پیامی ہے، کوشش کیجئے کہ "خانہ بدوشوں" پر بھی اسی طرح کا ایک خاص نمبر شائع کریں۔ کیونکہ یہ لوگ جو آج کل "جپسی" کہلاتے ہیں یہ ہندوستانی خانہ بدوش ہیں جو دنیا کے ہر حصہ میں پھیل گئے ہیں۔

یوں تو ادیباسی نمبر ہر لحاظ سے بیش قیمت مواد اپنے میں محفوظ کئے ہوئے ہے اور اس سے خیال انگیزی کو تحریک ملتی ہے مگر شادی بیاہ میں ہونے والے اخراجات سے گریز کے متعلق اجتماعی شادیوں کو رواج دے کر ادیباسیوں نے ایک نئی مثال قائم کی ہے۔

موجودہ نمبر صرف مہاراشٹر کے ادیباسیوں پر ہے مگر انڈومان، نکوبار اور دیگر پہاڑی مقامات پر لاتعداد ادیباسی موجود ہیں، جو اب تک اپنے پرانے تہذیب وتمدن میں لپٹے ہوئے ہیں ان کی بھی جھلکیاں دکھائیں، آج کے تہذیب یافتہ دور میں یہ الف لیلوی لوگ نظر آتے ہیں۔

ڈاکٹر خلیل اللہ خاں

(ایم اے، بی ایڈ، پی ایچ، ڈی)

۶۵۰۔ بلدہ روڈ۔ نشاط گنج، لکھنؤ۔ (یوپی)

"قومی راج" پابندی سے مل رہا ہے۔ میرے خیال میں بھارت میں صرف یہی ایک گورنمنٹ کا رسالہ ہے جو وقت سے نکلتا ہے، اور اپنے صوبے کے تمام ترقیاتی مسائل کو سمو لیتا ہے، تصاویر اور سرورق بھی قابلِ دید اور دیدہ زیب ہوتا ہے۔

اے۔ کے۔ شیروانی

منزل ہاؤس۔ اسلامیہ کالج۔ اٹاوہ (یوپی)

"قومی راج" کا شمارہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ء بصارت نواز ہوا، شمارہ نہ صرف جاذبِ نظر ہے بلکہ اپنے مضامین کے اعتبار سے منفرد ہے شریمتی اندرا گاندھی کی تقریر کی بنیاد پر تحریر کردہ مضمون بھی اپنی نوعیت کا آپ ہے۔ اندرا جی کے خیالات کو اردو کے دل نشین الفاظ کے قالب میں ڈھالنے پر مضمون لکھنے والے صاحب قابلِ مبارکباد ہیں، نظم کا حصہ بھی قابلِ تحسین ہے۔ خصوصاً حضرت بیکل اتساہی کی نظم "دعائے نو" نہ صرف اظہارِ خیال میں انوکھی ہے بلکہ زبان کے اعتبار سے بھی بڑی دلآویز اور پُر اثر ہے۔

"قومی راج" کو روز بروز خوبصورت بنانے پر مبارکباد قبول فرمائیں،

سہیل احمد صدیقی

دھرم آباد۔ ضلع ناندیڑ (مہاراشٹر)

پہلی بار ۱۰ دسمبر ۱۹۸۳ء کا شمارہ نظر نواز ہوا، پڑھ کر دلی مسرت ہوئی۔ "قومی راج" جس لگن سے اردو کی خدمت کر رہا ہے اور ریاستی سرگرمیوں اور ترقیاتی منصوبوں پر جس طرح روشنی ڈالتا ہے اس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔ زیرِ نظر شمارے میں ایشور راج ماتھر صاحب کا مضمون "اشتراکی نظر و فکر" بہت پسند آیا۔ غزلوں کا انتخاب بھی موزوں ہے، میری دعا ہے کہ خدا اسے اور جاذبِ نظر بنائے اور ترقی دے۔ میری طرف سے مبارکباد قبول ہو۔
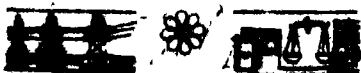
بیس نکاتی پروگرام پر کامیاب عمل آوری

حد ریاست

حکومتِ مہاراشٹر، وزیر اعظم کے اعلان کردہ بیس نکات میں لوگوں
پروگرام پر مؤثر عمل آوری کا تہیہ کرچکی ہے، ریاست مانع حسل
مہاراشٹر مختلف پروگراموں بشمول بیس نکاتی پروگرام کے نفاذ دونوں
نفاذ میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہے، ذیل کے مضمون میں
بیس نکاتی پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے کئے
گئے ریاستی حکومت کے مختلف اقدامات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۹۷۵ء میں ایک بیس نکاتی سماجی ومعاشی ترقیاتی پروگرام جاری کیا تھا، تاہم جنتا سرکار کے ڈھائی سالہ دورِ حکومت میں بیس نکاتی پروگرام کے تحت جاری کردہ متعدد سماجی ومعاشی پالیسیوں کو پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ ۱۹۸۰ء میں مرکز اور ملک کی متعدد ریاستوں میں دوبارہ برسرِ اقتدار آنے پر وزیر اعظم نے ۱۹۷۵ء میں جاری کردہ سماجی ومعاشی ترقیاتی اقدامات کا تبدیل شدہ حالات کے تحت جائزہ لیا، اس دوران ملک کی معیشت کا استحکام اور سماج کے کمزور طبقات کی بہبود ایک مسئلہ بنی ہوئی تھی۔ وزیر اعظم نے حالات کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد ۱۴ جنوری ۱۹۸۲ء کو ایک نئے بیس نکاتی سماجی و معاشی ترقیاتی پروگرام کا اعلان کیا۔ ۱۹۸۰ء کے لوک سبھا انتخابات کے لئے بطور منشور وضع کیا گیا۔ یہ پروگرام ملک کی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ مہاراشٹر دونوں بیس نکاتی پروگراموں پر عمل آوری میں پیش پیش رہا ہے۔ سماج کے کمزور طبقات کو بالراست فائدہ پہنچانے والے پروگراموں کی عمل آوری پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ وزیر اعلیٰ کے مطابق مہاراشٹر میں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے دیہی باشندوں اور ان کی املاک کی تفصیل حاصل کرنے کے لئے ایک سروے کیا گیا جو ۱۹۸۲ء میں مکمل ہوا۔ اس سروے کے مطابق مہاراشٹر میں کل ۳۱ لاکھ دیہی باشندے غربت کی سطح کے نیچے زندگی گذار رہے ہیں، انہیں اس سطح سے بلند ہونے کے لئے حکومت اور دیگر مالی اداروں کی امداد کی ضرورت ہے۔ اس سے قبل ایسے افراد کو مختلف ایجنسیوں کی اسکیموں یا پروگراموں کے تحت امداد دی جاتی تھی۔ یہ اسکیمیں / پروگرام متعلقہ ایجنسی اپنے طور پر زیرِ عمل لاتی تھی، لیکن ان کوششوں سے خاطر خواہ نتیجہ سامنے نہیں آیا۔ لہٰذا ہم نے مہاراشٹر میں غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے ہر خاندان کی انفرادی ضروریات کا پتہ لگا کر مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام یا کسی سرکاری ایجنسی کے پروگراموں کے تحت ان ضروریات کی تکمیل کا انتظام کیا ہے۔

چھٹے پنج سالہ منصوبہ کے تحت ۸۶ر۸ لاکھ خاندانوں

کو غربت کی سطح سے اوپر اٹھنے میں مدد کرنے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ چھٹے منصوبے کے پہلے تین برسوں میں ، ۵ فیصد نشانہ پورا کیا گیا ہے سال ۸۴-۱۹۸۳ء اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران باقی ماندہ افراد کی بھی غربت کی سطح سے اوپر اٹھنے میں مدد کی جائیگی۔

زائد اراضی کی تقسیم

انفرادی بے زمین دیہی مزدوروں میں زائد اراضی تقسیم کرنے ہے، اور [illegible] مہاراشٹر نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے — ادھر [illegible] سے زیادہ زرعی اراضی کو زائد قرار دیا بھی احسان [illegible] ۵۷,۰۰ ہیکٹر متنازعہ فیہ آراضی سے قطع نظر تمام دستیاب زائد اراضی ۸۴-۱۹۸۳ء تک تقسیم کی جائیگی۔ زائد اراضی سے متعلق عدالتوں میں تصفیہ طلب معاملات کو جلد از جلد حل کرنے کے لئے بھی اقدامات کئے گئے ہیں جن بے زمین دیہی مزدوروں میں زائد اراضی تقسیم کی جاتی ہے انہیں زمین کو سدھار کے لئے مالی امداد بھی فراہم کی جاتی ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم

دیہی بے زمین مزدوروں کی بہبود کے لئے ریاست مہاراشٹر کا ایک اور اہم اقدام ضمانت روزگار اسکیم کا نفاذ ہے۔ متعدد وجوہات کی بنا پر دیہاتوں میں روزگار کی فراہمی کے مواقع محدود ہیں لیکن روزگار کے متلاشی افراد کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے یہاں بیروزگاری عام ہے۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نہ صرف تعمیری کام انجام پاتا ہے بلکہ ایسے بے روزگاروں کو ملازمت بھی ملتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت سال ۸۴-۸۳ ۱۹ء کے دوران ۱۳ کروڑ سے زائد ایام کار ملازمت کے مواقع پیدا کئے گئے، قومی اور بین الاقوامی سطح پر مہاراشٹر کی ضمانت روزگار اسکیم کے نفاذ کی ستائش کی گئی ہے اور یہ امر ہمارے لئے باعث فخر ہے کہ مرکزی حکومت نے ہماری ضمانت روزگار اسکیم ہی کے طرز پر دیہی بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنے کے لئے کل ہند پیمانے پر ایک روزگار اسکیم جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

پس ماندہ طبقات کیلئے خصوصی پروگرام

ریاست کی ۲۱٫۵ فیصد آبادی مندرجہ ذیل جاتیوں اور قبائلیوں پر مشتمل ہے۔ مندرجہ ذیل جاتیوں کے لئے اسپیشل کمپونینٹ پلان اور مندرجہ ذیل قبائلیوں کے لئے قبائلی علاقہ ضمنی منصوبہ کے تحت خصوصی پروگرام وضع کئے جاتے ہیں۔ ان پروگراموں کا بنیادی مقصد سماج کے کمزور طبقہ کی اس اکثریت کی سماجی، تعلیمی اور معاشی ترقی ہے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل جاتیوں اور قبائلیوں کی ترقی میں معاون ثابت ہونے والی معاشی بنیادیں بھی فراہم کی جاتی ہیں نیز انھیں سماجی اور معاشی استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے احتیاطی اور حفاظتی اقدام بھی کئے جاتے ہیں۔

زرعی مزدوروں کا تحفظ

زرعی مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لئے کئے جانے والے اقدامات میں اقل ترین اجرت کا تعین بھی شامل ہے حکومت کی نظرثانی شدہ زرعی مزدوروں کی اقل ترین اجرت فروری ۱۹۸۳ء سے نافذ العمل ہے، جس کے تحت اقل ترین اجرت ۶ روپیہ یومیہ مقرر کی گئی ہے اور ایک یوم کار سات گھنٹے مقرر کیا گیا ہے۔ ریاست کے ۳۵۵ بلاکس جہاں زرعی مزدور کثرت سے پائے جاتے ہیں وہاں ان کی تنظیم کی ایک اسکیم بھی نافذ کی گئی ہے، زراعت سے متعلق اقل ترین اجرت قوانین پر عمل آوری کی نگرانی کے لئے ہر ضلع میں ایک سہ رکنی کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔

یہ مہاراشٹر کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں جبری مزدوری کا خاتمہ ہوا ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف مرکزی حکومت نے بھی کیا ہے۔ تاہم کہیں جبری مزدوری کے کسی معاملہ کا علم ہوتا ہے تو فوری طور پر اس مزدور کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ملازمت دے کر اس کی باز آبادکاری کا انتظام کیا جاتا ہے۔

مہاراشٹر میں بے زمین اور بے گھر خاندانوں کو مکان کی تعمیر کے لئے قطعات کی فراہمی اور قطعات پر جھونپڑوں کی تعمیر کی ایک کمپوزٹ مہم نافذ العمل ہے، اس اسکیم کے تحت

۴ر۹۰ لاکھ مستحق خاندانوں میں سے سال ۸۲ – ۱۹۸۱ء تک ۹۲ فیصد خاندانوں کا احاطہ کیا گیا ہے، سال ۸۵ – ۱۹۸۴ء تک اس پروگرام کی تکمیل متوقع ہے۔ اسی طرح شہروں کی سلم بستیوں کی رہائش گاہیں بہتر بنانے اور سماج کے کمزور طبقات کو مکانات کی فراہمی کے لئے مناسب اقدامات کئے جارہے ہیں۔ ریاست کے ۱۶ شہروں اور ۵۰٫۰۰۰ اور اس سے زیادہ آبادی والے ۳۲ چھوٹے شہروں میں سلم باسیوں کی کل تعداد ۳۶ر۲۴ لاکھ ہے، اور سال ۸۵ – ۱۹۸۴ء کے اواخر تک ان میں سے ۳۸ لاکھ خاندانوں کا احاطہ کرنا ہے۔ معاشی اعتبار سے کمزور اور کم آمدنی والے افراد کے لئے پنج سالہ منصوبہ کے پہلے تین برسوں میں ۵۰٫۰۰۰ ہزار مکانات تعمیر کئے گئے۔ ۸۴ – ۱۹۸۳ء کے دوران ۱۶٫۰۰۰ مکانات کی تعمیر کی تجویز ہے۔

عورتوں اور بچوں کی بہبود کے لئے اقدامات کرنے میں بھی مہاراشٹر پیش پیش ہے۔ ۸۳ – ۱۹۸۲ء کے اواخر تک ۷۴ چائیلڈ ڈیولپمنٹ سروس بلاک جاری کئے گئے جن کے تحت ۷ر۹۱ لاکھ بچوں کا احاطہ کیا گیا۔ ۸۴ – ۱۹۸۳ء کے دوران ابھی تک مزید ۳۳ بلاک جاری کئے گئے ہیں۔

مہاراشٹر نے نومبر ۱۹۵۷ء میں اس پروگرام کی ابتدا سے لے کر آج تک روایتی طور پر اچھے ڈھنگ سے اس پر عمل آوری کی ہے۔ ریاست نے خاندانی بہبود کے فلسفے پر اس کے دہرے پروگرام یعنی زندگی کو زیادہ طویل بنانے اور ساتھ ہی بڑھتی ہوئی آبادی کو کنٹرول کرنے کو اختیار کرنے اور جمے رہنے کی ٹھان لی ہے۔ حکومت نے اس پروگرام پر عمل درآمد کے سلسلے میں یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ اسے خالصتاً اختیاری حیثیت سے رکھا جائے اور لوگوں کو مختلف مانع حمل طریقوں کی بابت سمجھایا جائے اور تعلیم دی جائے تاکہ وہ خود اپنے طور پر کسی ایک طریقے کو قبول کر لینے پر آمادگی ظاہر کریں۔ حکومت پہلے ہی سے بڑھتی ہوئی آبادی کے مسئلہ پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے۔ برسوں سے حکومت کوشاں ہے کہ تمام سماجی، سیاسی، مذہبی اور ثقافتی اداروں اور جوانوں کی تنظیموں کو اس نوع کی تعلیم دینے کی طرف لے آئے کہ لوگ

چھوٹا خاندان رکھنا خود بخود اصول بنا لیں، اور اس اصول کو اختیار بھی کریں، تربیت یافتہ حکومتی عملہ ریاست بھر میں تمام دیہی اور شہری میڈیکل اداروں میں لوگوں کی تعلیم و ترغیب کے لئے بھیجا جا چکا ہے۔ مانع حمل طریقوں اور خدمت کی سہولتیں دیہی اور شہری دونوں حلقوں تک وسیع کی جائیں گی۔

"سبھوں کے لئے صحت ۲۰۰۰ء تک" کے نشانے کی طرف پہنچنے کے لئے پہلا قدم حکومت کے علم کے مطابق یہ ہے کہ ۱۹۹۱ء تک شرح پیدائش ۱۱ر۲۹ کے بجائے ۲۱ فی ہزار شرح اموات ۱۱ سے ۹ فی ہزار اور بچوں کی شرح اموات ۶۲ سے ۶۰ فی ہزار ہونا ضروری ہے۔ نیز ان جوڑوں کی پیدائش کے لحاظ سے عمر کے لحاظ سے گروپ بندی کا فی صد جو خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں پر عمل پیرا ہے جو سردست ۳۵ سے بڑھا کر ۶۰ کر دینا چاہیئے اس لحاظ سے کل ہند فیصد ۲۳ – ۲۴ کے آس پاس ہے۔

مہاراشٹر نے حال ہی میں ۸۳ – ۱۹۸۲ء کے دوران خاندانی بہبود پروگرام پر مؤثر عمل ... کے لئے حکومتِ ہند کا "قومی ایوارڈ" حاصل کیا۔ ۵ ... ڈالر روپئے پر مبنی یہ انعام اسی سال جاری کیا گیا ہے، ریاست میں اس سال کے دوران کل ۲۲ر۶ لاکھ نسبندی آپریشن کئے گئے جبکہ ۴ر۳ لاکھ آپریشن کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔

حکومتِ مہاراشٹر سماج کے کمزور طبقے کو راست فائدہ پہنچانے والے پروگرام کو جو اہمیت دیتی ہے اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۸۰ – ۱۹۷۹ء کے دوران ایسے پروگراموں پر ۶۶ر۵۰۸ کروڑ روپے خرچ کئے گئے تھے اور ۸۴ – ۱۹۸۳ء میں یہ رقم ۳۶ر۲۴۳ کروڑ روپے ہو گئی۔ یعنی اس دوران ایسے پروگراموں پر خرچ کی جانے

[illegible] میں [illegible] [illegible] جبکہ اسی مدت میں بیس نکاتی
پروگرام کے نفاذ پر خرچ [illegible] میں ۲۳۰ فیصد اضافہ
ہوا۔ ۷۷-۱۹۷۶ء میں یہ رقم ۳۰۰ کروڑ روپے تھی جبکہ
۸۴-۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۲۰۲۰ کروڑ روپے ہوگئی۔

سماج کے کمزور طبقات کی ترقی

ریاست کے کمزور طبقات کی فلاح وبہبود کی خاطر حکومت ہر ممکن اقدام کر رہی ہے۔ ان اقدامات کا مختصر جائزہ مذکورہ بالا سطور میں درج ہے۔ حکومت نے ان ترقیاتی اقدامات اور پروگراموں کی مؤثر عمل آوری کا بھی اہتمام کیا ہے۔ سماج کے کمزور طبقات کو دیئے گئے وعدوں کی تکمیل کے لئے حکومت کوشاں ہے۔

عوام کی شرکت

مندرجہ بالا سطور میں ریاستی حکومت کے ان اقدامات اور پروگراموں کا مختصر جائزہ پیش کیا گیا ہے جو بیس نکاتی پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اختیار کئے گئے ہیں۔ تاہم یہ حقیقت اٹل ہے کہ کوئی بھی پروگرام اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا تاآنکہ عوام اس میں عملی طور پر شرکت نہ کریں۔ سماجی ومعاشی بہبود کو مؤثر طریقے سے زیر عمل لانے میں متعلقہ افسران بلاشبہ ایک اہم رول ادا کرتے ہیں لیکن عوامی شرکت بالعموم اور سماج کے کمزور طبقات کی شرکت بالخصوص ان کی کوششوں کو بار آور کرنے کے لئے بے حد ضروری ہے کیونکہ پروگراموں کے نفاذ کا عین مقصد ان کی فلاح وبہبود ہے۔ تاہم سرکاری افسران کی اپنی حدیں ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ سماجی خدمت گار رول ادا نہیں کر سکتے۔ سماجی خدمت گار نظریاتی اعتبار سے سماجی انصاف پر مبنی سماجی انقلاب کے حامی ہوتے ہیں نیز پیداوار اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ سماج میں ان کی مقبولیت اور تعلقات کی بنا پر سماجی ومعاشی پروگرام کے نفاذ کے لئے عوام کی شرکت حاصل کرنے میں سماجی خدمتگار اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

بیس نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں عوام کی شرکت کی خاطر ریاستی سطح پر وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت ایک کابینی جائزہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ سماج کے کمزور طبقات بشمول بچوں اور کمزوروں کی بہبود کے لئے جاری کردہ پروگراموں پر عمل آوری کی نگرانی کے لئے وزیر سماجی بہبود کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں چیف سکریٹری کی زیر صدارت سکریٹریوں کی ایک کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔ یہ کمیٹیاں ان محکمہ جاتی کمیٹیوں کے علاوہ ہیں جن کی صدارت متعلقہ محکمہ کے وزیر کرتے ہیں۔

مختلف سطحوں پر تجربات کئے جا رہے ہیں تاکہ ہم زراعتی پیداوار میں خود کفیل ہو جائیں۔ حکومت نے بہت ہی کامیابی کے ساتھ چھوٹے کسانوں کو "منی کٹ اسکیم" کے پروگرام کو عملی جامہ پہنایا ہے، تاکہ یہ کسان کھیتی باڑی میں جدید تکنیکی طریقوں کو اپنائیں اور پیداوار کو بڑھائیں اس اسکیم کے تحت حکومت مختلف اقسام کے بیج اور کھاد کے پیکٹ چھوٹے کسانوں کو دیتی ہے۔ اس اسکیم کی اہم خصوصیات کو درج ذیل مضمون میں بیان کیا گیا ہے۔

"منی کٹ اسکیم"
چھوٹے کسانوں کیلئے ایک نعمت

حکومت مہاراشٹر اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ وہ ریاست کی زراعتی پیداوار کو بڑھائے تاکہ ریاست میں اناج و غلہ کی پیداوار میں خود کفیل ہو جائے۔ "منی کٹ" کی تقسیم والی اسکیم اسی مقصد کے حصول کی طرف ایک قدم ہے۔

زراعتی پیداوار کو ہم اسی وقت بڑھا سکتے ہیں جب ہم اپنے کسانوں میں ایسا رجحان پیدا کریں کہ وہ کھیتی باڑی کے پرانے روایتی طریقوں کو چھوڑ کر جدید زراعتی طریقوں کو اپنا لیں۔ جدید زراعتی طریقوں میں مختلف قسم کے بیج استعمال کرنا اور کیمیائی کھاد کا استعمال بھی شامل ہے۔ چھوٹے کسانوں کو اپنی خشک زمینوں کی کاشتکاری کے لئے نئے نئے کھیتی باڑی کے طریقوں کو اپنانا چاہیئے۔ انھیں اپنے کھیتوں میں نئے نئے تجربات کیلئے ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔ اور ان کی مدد بھی کرنی چاہیئے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے ریاستی حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ان کسانوں میں "منی کٹ" تقسیم کرے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔

چھوٹے کسانوں [میں] مفت منی کٹ کی تقسیم

مالدار کسانوں کے پاس اپنی زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے وسائل کی کمی نہیں ہوتی ہے، وہ جدید سامانوں سے اپنے کھیتوں پر مختلف تجربات کرتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن چھوٹے کسانوں کے بس کی یہ بات نہیں ہوتی، اس لئے کہ ان کے پاس وسائل محدود ہوتے ہیں۔ مزید برآں وہ تجربات کرتے ہوئے گھبراتے بھی ہیں۔ کہ یہ نئے تجربات بار آور ہوں گے بھی یا نہیں، اسکے علاوہ یہ غلط خیال بھی ان کے دماغوں میں بس گیا ہے کہ کیمیائی کھاد خشک زمینوں کے لئے مفید نہیں ہوتی ہے۔ ان چھوٹے کسانوں کے دماغوں سے ان غلط خیالوں کو نکالنا بہت ضروری ہے۔ حکومت کی طرف سے جاری کردہ اسکیم یعنی "منی کٹ" ان ہی چھوٹے کسانوں کے لئے ہے تاکہ وہ جدید کھاد وغیرہ کا استعمال کرنا شروع کردیں، اور اپنے کھیتوں سے زیادہ زیادہ اناج پیدا کر سکیں اس اسکیم کے تحت بیج اور کھادوں کے پیکٹ بلاقیمت کافی مقدار میں دیئے جاتے ہیں۔ یہ مقدار اتنی ہوتی ہے کہ اگنٹھا یعنی ہکیٹر کا ۱/۲۰ واں حصہ زمین کیلئے کافی ہوتا ہے۔ "منی کٹ" تقسیم کرنے کے بعد ان چھوٹے کسانوں کو یہ ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ زراعتی عملہ کے ہمراہ ان "منی کٹ" کا استعمال شروع کریں۔ یہ ہدایات ان کسانوں کو ان کے اپنے کھیتوں میں دی جاتی ہیں۔ اور ساتھ ہی ساتھ عملی طور پر ان بیجوں اور کھادوں کے استعمال کرنے کے طور طریقے بھی سمجھائے جاتے ہیں تاکہ یہ چھوٹے کسان ان نئے بیجوں اور کھادوں کی اہمیت کو سمجھ سکیں اور ان کا اپنے طور سے استعمال شروع کردیں۔

چھوٹے اور بڑے کسانوں نے "منی کٹ" اسکیم کو ہاتھوں ہاتھ اپنا لیا ہے۔ ان کسانوں کی گرم جوشی کو دیکھتے ہوئے حکومت نے اس اسکیم کو مزید توسیع دی ہے، اس اسکیم کے تحت ۴۳ر۱۱ لاکھ اور ایک لاکھ "منی کٹ" ۱۹۸۲ء میں تقسیم کئے گئے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران تقسیم کے لئے ۲۰ لاکھ بیجوں کے منی کٹ، اور ۸۲ر۸ لاکھ کھاد کے منی کٹ تقسیم کرنے کا پروگرام ہے۔ مہاراشٹر حکومت نے اپنے کسانوں کو منی کٹ اتنی بڑی مقدار میں تقسیم کیا ہے کہ ملک کے کسی اور ریاست نے اتنی بڑی مقدار میں ابھی تک تقسیم نہیں کیا ہے۔

انواع واقسام کے فائدے

مذکورہ اسکیم کے امید افزا نتائج ظاہر ہوئے ہیں، اس اسکیم کے ذریعہ سائنٹفک طریقے سے کاشتکاری اور بڑے پیمانے پر اعلیٰ اقسام کی تخم ریزی کے کامیاب تجربے کئے گئے ہیں، اسی اسکیم کی وجہ سے ان علاقوں

میں جہاں سورج مکھی کی کاشتکاری ممکن نہ تھی ان علاقوں میں اس فصل کی کاشت کی جا رہی ہے۔ سولا پور، احمد نگر اور پونے کے علاقوں میں اسی فصل کے زیر کاشت علاقوں میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ سورج مکھی اور کرڈی کی اگر علیحدہ علیحدہ کاشت کی جائے تو زیادہ فصل کی توقع کی جا سکتی ہے بہ نسبت اس کے کہ دونوں کی کاشت بہ یک وقت کی جائے، اسی لئے یہ دونوں فصلیں کسانوں میں بہت مقبول ہوتی جا رہی ہیں، مذکورہ اسکیم پر عمل آوری کے نتیجہ میں مونگ پھلی کی جے ایل ۲۴ قسم کی کاشت میں بھی خاطر خواہ اضافہ دیکھا گیا ہے۔ خریف فصل کے دوران مونگ پھلی کے زیرِ کاشت علاقوں میں بھی مناسب اضافہ کی توقع ہے۔ اسی طرح اعلیٰ معیار کی باجرہ، دالون، تور، مونگ اور اڑد کی کاشت کاری بھی کسانوں میں مقبول ہوئی ہے۔ گو کہ ابھی اس اسکیم کے تحت کھاد کے استعمال سے فوری فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے، اس کے باوجود کھاد کی مقررہ قسم کے استعمال سے کاشتکاری میں اضافہ یقینی ہے۔

گذشتہ سال جب یہ اسکیم چند قحط زدہ علاقوں میں شروع کی گئی۔ تب ہی یہ دیکھا گیا کہ برعکس مقامی جوار اور ملدنڈی کے سورج مکھی اور جوار ایس وی پی ۸۶ قسم کی کاشت زیادہ نفع بخش تھی، اس کے علاوہ جہاں بھی کیمیائی کھاد کا استعمال ہوا، نتائج مزید امید افزا ظاہر ہوئے نتیجہ میں کسانوں میں اب بھروسہ پیدا ہو گیا کہ کاشت کاری کے صحیح طریقوں سے قحط سالی کی مشکلات پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ کاشتکاری میں سرمایہ کاری بھی غیر فائدہ مند نہیں، اگر ایک روپیہ کی قیمت کی کھاد استعمال کی جائے تو تین چار روپیہ مالیت تک فصلی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے، کسانوں نے خود اس اسکیم کو آزما کر دیکھا ہے، اور ربیع موسم میں اس سے فائدے حاصل کئے ہیں۔

چونکہ یہ اسکیم کسانوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوئی ہے اس لئے یہ توقع ہے کہ چھوٹے کسان بھی اعلیٰ اقسام کے بیج اور کیمیائی کھاد کا استعمال کرتے ہوئے اپنی فصلی پیداوار میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم مہاراشٹر کی ایک اہم اسکیم ہے جسے ہماری وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے بھی بہت سراہا ہے، اور یہ بھی کہا ہے کہ حکومتِ ہند اس اسکیم کو ہندوستان بھر میں نافذ کرے گی، درج ذیل مضمون میں مختصراً یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ اسکیم کس طرح وجود میں آئی اور یہ کہ اس کی اہم خصوصیات کیا کیا ہیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کی نمایاں خصوصیات

ضمانتِ روزگار اسکیم جولائی ۱۹۶۹ء میں پائیلٹ ضمانت روزگار اسکیم (پی۔ جی۔ ایس) کے طور پر جاری کی گئی۔ اور اسے مربوط علاقائی اسکیم آئی۔ اے۔ ڈی کے تحت عمل میں لایا گیا۔ ابتداءً اس اسکیم کے نفاذ کے لئے آئی۔ اے۔ ڈی۔ کے ۵ بلاک یعنی سانگلی، ستارا، رتناگیری، ایوت محل اور بیڑ اضلاع سے فی بلاک ایک دیہات کا انتخاب کیا گیا۔ اور تین ماہ کی مدت کیلئے فی دیہات ۱۰۰۰ روپے مختص کئے گئے۔ سانگلی ضلع میں تاس گاؤں بلاک کے وساپور نامی دیہات میں اس پائیلٹ اسکیم کے حوصلہ افزاء نتائج کو دیکھتے ہوئے نومبر ۱۹۶۹ء میں اسے تاس گاؤں آئی اے۔ ڈی بلاک کے باقی ماندہ دس دیہاتوں میں بھی وسعت دی گئی۔

نومبر ۱۹۷۰ء میں اس اسکیم پر نظرِ ثانی کی گئی، اور نظرثانی شدہ ضمانت روزگار اسکیم ان گیارہ اضلاع سانگلی، رتناگیری، بیڑ، احمد نگر، ستارا، ناندیڑ، بھنڈارا، جلگاؤں، ناگپور، ایوت محل اور وردھا میں روبہ عمل لائی گئی، جہاں مربوط علاقائی ترقی اسکیم نافذالعمل تھی۔

ریاستی حکومت نے دیہی علاقوں میں پھیلی ہوئی بے روزگاری اور ناکافی روزگار نیز اس کے نتیجے میں پھیلی ہوئی دیہی غربت کے مسئلہ کا مؤثر حل تلاش کرنے کے لئے ایک خصوصی پروگرام اختیار کرنے کے مقصد کے تحت ضمانت روزگار اسکیم کو ۱۵ نکاتی پروگرام کے ایک نکتے کی حیثیت سے ریاستی سطح پر نافذ کرنے کا

فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ یکم اپریل ۱۹۷۱ء کو کیا گیا۔ (یہ بھی قرار پایا کہ خلاف معمول حالات مثلاً قحط یا خشک سالی وغیرہ کے دوران یہ اسکیم معطل رہے گی کیونکہ اس صورت میں راحت اقدامات کے تحت لوگوں کو کام دیا جاتا ہے) ریاستی حکومت نے اس اسکیم کے لئے سالانہ ۵ کروڑ روپئے مختص کرنے کا فیصلہ بھی کیا۔

سال ۷۲-۱۹۷۱ تا ۷۴-۱۹۷۳ء کے دوران ریاست کو درپیش غیر معمولی خشک سالی کی صورت حال سے نمٹنے کے لئے بڑے پیمانے پر راحت اقدامات کئے گئے اس دوران ضمانتِ روزگار اسکیم معطل رہی۔

اسکیم کی قانونی بنیاد

۲۰ دسمبر ۱۹۷۴ء کو ریاستی مجلس قانون ساز نے متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں دستورِ ہند کے رہنما اصولوں میں درج "کام کے حق" کو تسلیم کیا گیا، اس قرارداد کی منظوری کے بعد ضمانتِ روزگار اسکیم کی تنظیم کے لئے سنجیدہ کوششیں کی گئیں۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے نفاذ اور ضمانت روزگار فنڈ کے قیام کے لئے یکم اپریل ۱۹۷۵ء میں نافذ العمل مہاراشٹر سیلس ٹیکس آف پروفیشنز ٹریڈز کالنگس اینڈ ایمپلائمنٹ ایکٹ ۱۹۷۵ء کے تحت مختلف پیشوں اور ملازمتوں پر ٹیکس عائد کئے گئے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کو ۱۹۷۷ء میں مہاراشٹر ضمانتِ روزگار قانون ۱۹۷۷ء کے تحت قانونی حیثیت دی گئی، یہ قانون ۲۶ جنوری ۱۹۷۹ء سے نافذ العمل ہوا۔ مہاراشٹر ملک کی وہ واحد ریاست ہے جہاں دستور ہند کی دفعہ ۴۱ میں درج "کام کے حق" کو مؤثر طریقے سے تسلیم کیا گیا ہے۔

عالمی بنک کی ستائش

عالمی بنک کی جانب سے شائع کردہ عالمی ترقیاتی رپورٹ ۱۹۸۲ء کے مطابق مہاراشٹر میں ۱۹۷۳ء سے ۱۹۷۷ء تک پانچ سال کی مدت میں آبادی میں ۷ فیصد اضافہ کے باوجود بے روزگاری میں ۱۲ فیصد اور بے روزگاری کی عام شرح میں ۳۲ فیصد تخفیف ہوئی ہے اس دوران مہاراشٹر میں دیہی بے روزگاری کی تعداد ۴.۹ ملین سے گھٹ کر ۱.۱ ملین ہوئی ہے۔ ریاست کی صنعتی و زرعی ترقی کی سست رفتاری کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بے روزگاری کی شرح میں کمی کی اہم وجہ ضمانتِ روزگار اسکیم پر کامیاب عمل آوری ہے۔

مارچ ۱۹۸۳ء کے اواخر تک مہاراشٹر میں رفاہ عامہ کے کاموں پر ۱۵۰۸.۳۴ کروڑ روپئے خرچ کئے گئے، اس رقم کا ۷۰ فیصد حصہ مٹی اور پانی کے تحفظ پر خرچ کیا گیا ہے جبکہ ۱۵ فیصد رقم سڑکوں پر اور ۹ فیصد رقم جنگلات اور دیگر امور پر خرچ کی گئی۔ اس طرح کل ۸۰,۷۰۰ کام مکمل کئے گئے، اور ۱۲۳.۸۰ کروڑ ایام کار ملازمت کے مواقع فراہم کئے گئے۔ پچھلے سال یوم آزادی کے موقع پر وزیر اعظم نے مہاراشٹر میں ضمانت روزگار اسکیم کی کامیاب عمل آوری کی ستائش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب یہ قابلِ تقلید اسکیم قومی سطح پر نافذ کی جائے گی۔

ایشور راج ماتھر
ایم۔ اے (عثمانیہ)، بی۔ ایس۔ جے (امریکہ)

اندازِ گفتگو

اردو اور ہندی زبانوں میں، آپ، تم اور تو، بزرگوں، برابر والوں اور کمتر درجے کے لوگوں کو مخاطب کرنے کے لئے رائج ہیں۔ یہ ہماری تہذیب کا ایک پہلو ہے۔ بعض زبانوں میں 'آپ' کا لفظ ہی نہیں پایا جاتا اور بعض زبانیں ایسی ہیں کہ 'آپ' کا لفظ تو موجود ہے لیکن عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ بہرحال تہذیبی اندازِ گفتگو اپنے عزیز و اقارب، دوستوں اور جانے پہچانے لوگوں کے مخصوص دائرے میں نہ صرف رائج ہے بلکہ ہماری تہذیب کا ایک جزو لاینفک بن گیا ہے۔

جب ہم اپنے خاص دائرے سے ہٹ کر اجنبی لوگوں کی صحبت میں ہوتے ہیں تو نہ صرف اندازِ گفتگو بھول جاتے ہیں بلکہ الفاظ ہی منہ سے نہیں نکلتے۔ ایک قسم کی بوکھلاہٹ اور رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اجنبی لوگوں کے ساتھ کس طرح گفتگو کی جائے اور ان سے کس طرح دوستی کا ہاتھ بڑھایا جائے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے زبان پر قفل لگا دیا ہے لیکن جب آپ ریل، جہاز اور ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں تو اجنبی لوگوں ہی سے سابقہ پڑتا ہے اور ان کے ساتھ ہی میل جول پیدا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ایسے حضرات کے لئے جو اپنی تجارت، ملازمت اور دیگر ضروریات کی وجہ سے ایک شہر سے دوسرے شہر، ایک ریاست سے دوسری ریاست اور ایک ملک سے دوسرے ملک کو جایا آیا کرتے ہیں، ان کے لئے، اجنبی لوگوں کے ساتھ بول چال، دوستی اور دوستانہ گفتگو کے چند اہم نکات واضح کر دیئے جائیں تاکہ ان کا سفر دلچسپ، معلومات افزا اور نئے دوستوں کو پیدا کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو۔

عام طور پر سفر کے دوران دو قسم کے لوگ ملتے ہیں۔ ایک تو ایسے ہوتے ہیں جو اپنے سے زیادہ دانشمند، تجربہ کار اور دنیا داری یا روحانیت کا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کی معلومات عقل و فراست، تجربۂ زندگی آپ سے کئی گنا زیادہ ہوتے ہیں۔ وہ اس قابل ہوتے ہیں کہ آپ کو کچھ کام کی باتیں بتلاسکیں۔ آپ کو اپنے تجربۂ زندگی کی وجہ سے دلچسپ انداز میں آپ کی عام معلومات میں اضافہ کریں۔ دوسرے قسم کے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو آپ سے کم جانتے ہیں ان کی معلومات ذہنی ارتقا، آپ سے بہت کم ہوتا ہے۔ ان دونوں صورتوں میں آپ کو بات چیت چھیڑنے، دلچسپ گفتگو کرنے کے بیش بہا موقعے حاصل ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ آپ دو چیزوں کا خاص خیال رکھیں۔ سب سے پہلی بات تو اپنے سے زیادہ عقل مند، تجربہ کار اور جہاں دیدہ لوگوں سے ان کے تجربات زندگی سننے کے لئے تیار رہیں اور ان سے کچھ سیکھنے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگ جو آپ سے کمتر عقل رکھتے ہیں اور آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ان کو کچھ سکھا سکتے ہیں یا ان کی معلومات میں اضافہ کر سکتے ہیں تو آپ کو چاہیئے کہ ان کو دلچسپ اور کام کی باتیں بتلانے کے لئے تیار رہیں۔ ایسا کرنے میں، سننے والوں کو یہ محسوس نہ ہونے دیا جانا چاہیئے کہ آپ ان

پر اپنی برتری کا سکّہ بٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ بلکہ آپ کی یہ ذمّہ داری ہو جاتی ہے کہ سادی زبان میں اور دل چسپ انداز میں ان کو کہانی کے طور پر نئے معلومات اور کام کی باتیں بتلائی جائیں۔ جب ہم سننے اور سنانے کے لئے تیار ہیں تو ہر قسم کے لوگوں سے گفتگو کرنے اور دوستی بڑھانے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ گفتگو کرتے وقت اور خصوصاً اجنبی لوگوں سے، اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ گفتگو سنجیدہ ہو، اونچے معیار کی ہو، اور جس سے گفتگو کی جا رہی ہے، اس کے جذبات واحساسات کو ٹھیس نہ پہنچے ــ Controversy یا بلاوجہ حجّت میں پڑنے سے ساری گفتگو کا مزا کرکرا ہو جاتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ضرور ہوتی ہے۔ اس انسانی کمزوری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ عام طور پر لوگ اپنی شیخی بگھارنے اور اپنے بارے میں بڑھا چڑھا کر بولنے لگتے ہیں اور اپنے کارنامے بیان کرنے میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ایسے موقع پر بھی آپ اسے نہ ٹوکیے بلکہ خاموشی اور انہماک کے ساتھ سنتے رہیے۔ تب ہی وہ شخص اپنا بیان جاری رکھے گا اور اگر آپ کو کچھ پوچھنا بھی ہو تو صرف وضاحت کے لئے ورنہ روانی گفتگو ختم ہو جائے گی۔ اور بیان بند ہو جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ گفتگو کا انداز ایسا ہو کہ بولنے والے کو بھی مزہ آئے اور سننے والے کو بھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اجنبی لوگوں کے ساتھ گفتگو شروع کیسے کی جائے۔ یعنی اجنبیت کو کیسے توڑا جائے۔ اس کو انگریزی میں BREAKING THE ICE کہا جاتا ہے۔ گفتگو شروع کرنے کا سب سے آسان طریقہ موسم پر تنقید اور موسم کے بارے میں بات چیت ہے۔ گرمی ہو یا سردی یا بارش، آپ کے ہم سفر بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس لئے آغازِ گفتگو کے لئے یہ سب سے آسان Topic ہوتا ہے۔ دوسری منزل گفتگو کی یہ ہوتی ہے کہ جس سے بات چیت کی جا رہی ہے اس کا Back-Ground یعنی پس منظر معلوم کیا جائے۔ یہ مسئلہ دو چار شخصی سوالات سے حل ہو سکتا ہے۔ مثلاً وہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ اس کا پیشہ کیا ہے اور اس کی دل چسپی اور اس کا لگاؤ کن کن چیزوں سے ہے۔ یہ معلوم کرنا ضروری ہوتا ہے کہ وہ کسی بڑے شہر کا رہنے والا ہے یا کسی دیہی علاقے کا۔ اس علاقے یا شہر کی کیا خصوصیت ہے اور وہ شہر یا علاقہ کس چیز کے لئے مشہور ہے۔ شہر کا رہنے والا ہو تو اس کی جائے رہائش سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ سماج کی کس سطح سے آتا ہے اور اس کی مالی حالت کیسی ہے ــ اور کیسے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا پیشہ، مشغلہ کیا ہے اور اس کی Hobby کیا ہے وغیرہ۔

اگر آپ کی مڈبھیڑ دیہی علاقہ کے آدمی سے ہو تو اس کی زراعت، زمین، خشکی یا تری یا باغات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی پیشہ ور آدمی ہو جیسے بڑھئی، لوہار، انجینئرنگ کا چھوٹا سا کارخانہ وغیرہ کا مالک ہو۔ اس طرح کے دو تین سوالات سے اس کے پیشے، اس کی دل چسپیوں، اور مشغلوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے بعد مزید گفتگو کے لئے راستہ صاف ہو جاتا ہے۔ اتنا معلوم کرنے کے بعد کہ وہ شہری ہے یا دیہاتی ہے۔ اس کا پیشہ کیا ہے۔ اس کی مالی حالت اور سماجی حیثیت کیسی ہے اور اس کو کس موضوع سے دل چسپی ہے۔ گفتگو کو دلچسپ طریقے پر آگے بڑھانے کا موقع ہاتھ لگ جاتا ہے۔

اگر آپ کا ہمسفر جوہری ہو تو لازمی طور پر اس کی دلچسپی ہیرے جواہرات، نظام کے بیش بہا قیمتی اور مرصع زیورات، ملکۂ انگلستان کے تاج کا کوہِ نور ہیرا، دنیا کے مشہور ہیرے، راجا رجواڑوں کے پہننے کے زیور، مختلف قسم کے قیمتی پتھر اور ان کے بارے میں معلومات مثلاً کونسی راشی کے لئے کونسا پتھر پہنا جانا چاہیئے۔ ہندستان میں ہیروں کی کانیں کہاں ہیں ــ کیا گولکنڈہ میں اب بھی ہیرے مل سکتے ہیں۔ ہیرے بعض لوگوں کے لئے بدشگون اور بعض کے لئے خوش قسمت ثابت ہوتے ہیں اور اسی قسم کے سوالات پوچھے جانا چاہیئے تاکہ وہ اپنی فنی معلومات سے آپ کو واقف کر سکے چونکہ آپ اس سے ایسے سوالات کریں گے جو اس کی دل چسپی کا باعث ہیں، اس لئے وہ خوش ہوگا کہ آپ نے

اس کو موقع دیا کہ وہ اپنی فنی اور تکنیکی معلومات کا مظاہرہ کرسکے۔ آپ کو متاثر کرنے کے لئے آپ کے سامنے دلچسپ چیزیں پیش کرے گا۔ اس طرح آپ کی عام معلومات میں اضافہ ہوگا اور سارے سفر میں آپ محظوظ رہیں گے۔

اگر آپ کا ہمسفر ایک بہت بڑا فوجی افسر ہے تو اس سے نئی فوجی معلومات حاصل کریجئے۔ اس کو گولہ بارود مشین گن، مختلف جگہوں کے تجربے، بم اور مختلف قسم کے دھماکہ خیز اور تباہی لانے والے راکٹ، جنگی ساز و سامان گذشتہ جنگوں میں اور حالیہ جنگوں میں ہتھیاروں کی ترقی یافتہ قسمیں اور خود اس افسر کے ذاتی تجربات جنگ وغیرہ اس کی دلچسپی کا موضوع ہوں گے۔ اگر آپ ان موضوعوں کے بارے میں پوچھ تاچھ کریں یا معلومات حاصل کریں تو بخوشی آپ کو بتلائے گا۔

اگر آپ کسی کسان، زمیندار یا ترقی پسند زراعت پیشہ سے بات چیت کر رہے ہیں تو ایسے موضوع پر بات چیت کرنی چاہیئے جس سے اس کو لازمی طور پر دلچسپی ہو، مثلاً زراعت کے نئے اور سائنٹیفک طریقے، کھیتی میں استعمال ہونے والے نئے قسم کے ہل، اوزار اور ہتھیار، عمدہ قسم کے HYBRID بیج اور معمولی بیجوں میں پیداوار کا فرق ــــ نئی قسم کے رسائنی کھادیں، کیڑے اور خطرناک بیماریاں جو فصلوں کو برباد کرتے ہیں اور ان کے انسداد کے طریقے۔ خشکی اور تری زمین کی پیداوار بڑھانے کے طریقے مختلف قسم کے پمپ جن سے زراعتی زمین کو فائدہ پہنچایا جاتا ہے ــــ کونسی قسم کی فصل کس قسم کی زمین میں بوئی جانی چاہیئے۔ اس کی زرخیزی کو بڑھانے کے لئے کونسی کونسی تدبیریں اختیار کی جانی چاہئیں۔ وغیرہ۔ اس قسم کے موضوعوں پر گفتگو کی جائے تو بہت خوش ہوگا۔ برخلاف اس کے اگر اس بے چارے کسان سے ہیرے جواہرات یا فوجی معاملات پر گفتگو کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ سمجھے گا کہ انتہائی غیر دلچسپ اور بدھو قسم کے انسان سے سابقہ پڑا ہے اور بطور ناراضگی وہ آپ سے منہ پھیرے گا۔

سفر میں حسین، فیشن ایبل کالج کی تعلیم یافتہ خاتون آپ کے ساتھ ہوں تو ان سے بات چیت کرنے ــــ ان کی دلچسپی، HOBBY اور خاص مشغلوں مثلاً سنگھار کے مختلف پہلوؤں پر بات چیت ان کے لئے باعثِ دلچسپی ہوگی۔ فلمی ستاروں کے بارے میں گفتگو، فیشن کے جدید ترین رجحانات، ہندستانی اور انگریزی فلمیں اور ان پر تنقید Powder, Cream اور مختلف قسم کے سینٹ، عطر اور خوشبو کے متعلق بات چیت مناسب ہوگی۔ وہ محترمہ یہ بتلاتے ہیں خوشی محسوس کریں گی کہ سب سے زیادہ کس ہندستانی ہیرو کو پسند کرتی ہیں یا انگریزی فلموں کے کون سے ہیرو کی دلدادہ ہیں۔ وہ کن کن فلمی گانوں کو اور کس کس پلے بیک سنگر کو پسند کرتی ہیں اور کن سے ان کو نفرت ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اپنی گفتگو دلچسپ، معلومات افزا اور دلکش بنانے کے لئے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ Controversial موضوع نہ چھیڑا جائے جس سے بات کی جارہی ہے اس کی دلچسپی کا خاص خیال رکھا جائے اور سننے اور سنانے کی تیاری رہے۔

اگر ان چند اصولوں پر کام کیا جائے تو آپ کا سفر دلچسپ، خوشگوار اور نئے دوستوں کو حاصل کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوگا۔ آپ کی عام معلومات میں اضافہ ہوگا اور آپ کے نظریات حیات میں دوستی، ہم آہنگی اور خوشی کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔ آپ ہر قسم کی محفل میں اپنے آپ کو Adjust کرسکیں گے اور کبھی Bore نہ ہوں گے۔

اے۔ کے شیروانی
پرنسپل اسلامیہ کالج، اٹاوہ

بچوں کی ترقی میں والدین کا کردار

انسان کا بچہ ماحول اور سماج کے زیرِ اثر اپنی شخصیت بناتا اور بگاڑتا ہے۔ طبعی طور پر اس کی نشو ونما میں انفرادیت ممکن ہے۔ لیکن کسی حد تک والدین سے وراثت میں بہت کچھ پاتا ہے۔ اس وراثت میں کچھ ثقافتی ادارے بھی اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ اور ان اداروں میں گھر سب سے اہم اور مؤثر ادارہ ہے۔ اگر دیکھا جائے تو بچہ ہرطرح اپنے پرانے گھر کی ایک کڑی یا ایک اینٹ ہے۔ دراصل اس کی شکل و صورت، عادات واطوار، خیالات و ذہنیت اور پسند وناپسند کا انحصار بہت کچھ اس کے والدین پر ہوتا ہے۔ مشہور کہاوت ہے کہ پالنے میں بچہ کے پیر نظر آتے ہیں۔ لیکن یقینی طور پر یہ نہیں بتایا جاسکتا کہ مستقبل میں بچہ کی شخصیت کیا اور کیسی ہوگی کیونکہ قدرتی باتوں کو چھوڑکر بہت کچھ باتوں میں خاندان گھر اور اسکول جیسے سماجی ادارے تھوڑی بہت تبدیلی لاسکتے ہیں اور بچہ کی شخصیت کی تشکیل میں اپنا اہم رول ادا کرسکتے ہیں۔

شخصیت بنانے میں ہر طرح بنیادی طور پر والدین کا سب سے بڑا حصہ ہوتا ہے۔ ایک قیمتی اور معصوم زندگی جو مستقبل میں بہت کچھ بن سکتی ہے والدین کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ وہ چاہیں تو بگاڑ دیں اور چاہیں تو بنا دیں۔

گھر پہلا ادارہ ہے جہاں ایک بچہ عادات واطوار جسمانی اور جذباتی رجحان اور کردار وگفتار کی تربیت حاصل کرتا ہے۔ اس ادارہ کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ زندہ اور حقیقی ادارہ ہے ضابطہ کے طور پر نہیں بنایا گیا۔ یہاں زندگی اپنے حقیقی وجود میں پائی جاتی ہے۔ خاندانی زندگی تہذیب وتمدن کا ایک عظیم اور بہترین عطیہ ہے۔ والدین کی محبت اور ان کی نگہداشت بچہ کی ترقی میں سب سے پہلی اور بنیادی سیڑھی ہے، اور اگر بچہ سے یہ دونوں چیزیں چھین لی جائیں تو اس کی زندگی اور شخصیت اس سماج کے وسیع سمندر میں بے یار ومددگار ڈوب کر رہ جائے گی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اگرچہ والدین کی محبت بچہ کے لئے ضروری ہے تو اس کے ساتھ ہی بچہ پر والدین کی گرفت بھی ضروری ہے۔ یہ گرفت اور ضابطہ کی پابندی محبت ہی سے قائم ہونا چاہیئے۔ سماجی ضابطوں کی پابندیوں کے ساتھ بچہ کو آزادی اور خود اعتمادی کا درس بھی ملنا چاہیئے۔ والدین کی فرمانبرداری کے احکامات بچہ کی فطرت کے مناسب ہونے چاہئیں۔

بچہ کی فطرت کو سمجھنا والدین کے لئے بہت ضروری ہے۔ ان کو سمجھنا چاہیئے کہ ہر بچہ کی ترقی کی شرح علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ اگر اس کی ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں، یا اس کی فطرت کے خلاف اسے کچھ کرنے کے لئے زور دیا جاتا ہے تو یہ دونوں باتیں نہ صرف اس کی ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہیں بلکہ خود والدین اور سماج کے لئے نقصان دہ بھی ہوسکتی ہیں۔ کچھ والدین اپنے بچوں کو بہت چھوٹی عمر سے رسمی چیزیں یاد کرانا یا رٹانا شروع کرا دیتے ہیں اور جب وہ یاد کرلیتا ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ان کا بچہ بہت ذہین ہے۔ اسی طرح اکثر والدین بچہ سے امید کرتے ہیں کہ اسکول میں اچھے نمبر حاصل کرے اور جلدی سے جلدی اونچی

کلاس میں پہنچ جائے۔ اس کی ضرورتیں پوری کرنے یا اس کی رہنمائی کے لئے نہ تو ان کے پاس ذرائع ہوتے ہیں اور نہ وقت ہوتا ہے۔ جب بچہ ان کی توقع پوری نہیں کر پاتا تو سمجھتے ہیں کہ کند ذہن اور بدشوق ہے، اور اس طرح نہ صرف یہ کہ بچہ کے ذہن میں مایوسی پیدا کر دیتے ہیں بلکہ خود اپنے ذہن اور زندگی پر برا اثر ڈالتے ہیں۔

کچھ والدین اپنے بچوں کو بہتر سے بہتر بنانے کے شوق میں بہت آگے بڑھ جاتے ہیں اور بچہ کی اہلیت اور اس کی فطرت کو نہیں سمجھ پاتے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اپنے بچوں سے ان سب باتوں کی توقع کرتے ہوں جو وہ خود اپنی زندگیوں میں حاصل نہیں کر سکے، ایسی توقع بچہ کے لئے نقصان دہ ہوسکتی ہے۔ مثلاً دیکھا گیا ہے کہ کوئی بچہ کسی خاص مضمون میں دلچسپی نہیں لے رہا ہے لیکن والدین زبردستی اسے وہ مضمون پڑھوانا چاہتے ہیں، اور بچہ کی فطرت کے خلاف اسے ڈاکٹر، انجینیر یا وکیل بنانا چاہتے ہیں جبکہ بچہ کا رجحان تجارت کی طرف ہے یا کسی فن کی طرف۔ مجھے اس طرح کے ایک بچے کا تجزیہ کرنے کا موقع ملا، وہ بچہ کئی سال تک انٹر سائنس میں فیل ہوتا رہا۔ اس کے والدین نے اس کی سائنس کی تعلیم پر کافی روپیہ خرچ کیا، اچھے سے اچھے ٹیوٹرز مقرر کئے لیکن وہ پاس نہیں ہوسکا۔ والد جو خود ایک پولیس افسر تھے، چاہتے تھے کہ ان کا بچہ ڈاکٹر بنے۔ ان کا خیال تھا کہ وہ اپنے ذرائع سے اس کا داخلہ کسی میڈیکل کالج میں کرا لیں گے لیکن بنیادی شرط تو پوری ہونی ہی چاہیئے۔ آخر انہوں نے ہار مان کر مجھ سے کہا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے بیٹے کو کیا ہوگیا ہے کیوں نہیں پاس ہوتا ←

میں نے اس بچہ کو بلایا اور کافی دیر گفتگو کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا کہ سائنس کے مضامین اس کے لئے غیر دلچسپ ہیں اور وہ ایک ادیب بننا چاہتا ہے۔ اس کا موقع اسے نہیں دیا جا رہا ہے، میں نے بڑی مشکل سے اس کے والد کو سائنس کے مضامین پڑھوانے سے باز رہنے پر راضی کیا اور اسے لٹریری مضامین دلوا دیئے۔ اس کے بعد وہ نہ صرف انٹر میں اچھے نمبروں سے پاس ہوا بلکہ ایم۔ اے (ہندی) میں فرسٹ کلاس لایا۔ اور اب ہندی ادب میں ایک مقام بناتا جا رہا ہے۔ اسی طرح بہت سی مثالیں ہیں جہاں والدین فطرت اور رجحان کے خلاف بچوں کو راستہ اختیار کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور ان کی ترقی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

یہ دور زندگی کی کشمکش، غیر یقینی حالات اور اخلاقی قدروں کی گراوٹ کا دور ہے۔ آج کل نہ تو ضابطہ اور قانون کی پرواہ ہے اور نہ اصولوں کی۔ خود غرضی کے ماحول نے انسان کو ذہنی اور جذباتی پستی کی طرف ڈھکیل دیا ہے۔ والدین بھی اسی دور میں سانس لے رہے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بھی ان حالات کا اثر قبول کر کے نفرت اور خوف کا شکار ہوں اور پھر اپنے جذبات اور ذہنی کرب کے دھارے میں بچوں کو بھی بہالے جائیں۔ اسی لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کو ان حالات سے دور رکھیں تاکہ ان کی شخصیت میں یہ انسان دشمن جذبات داخل نہ ہوسکیں۔ یہ بھی سمجھنے کی بات ہے کہ گھر اور والدین کا اثر بچہ کی زندگی پر آخری عمر تک رہتا ہے۔ اس لئے گھر کا ماحول ایسا ہونا چاہیئے جس پر بچہ آخری عمر تک فخر کرسکے، اور اسے کبھی اس پر شرمندہ نہ ہونا پڑے،

بچہ کی پرورش میں ایک بات کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے، مناسب وقت اور موقعہ کے لحاظ سے اسے آزادی ملنا چاہیئے۔ والدین کو اسے اپنے پیروں پر خود کھڑے ہونے میں مدد کرنا ضروری ہے۔ جیسے جیسے عمر کے لحاظ سے بچہ آگے بڑھتا ہے اسے خود اپنا راستہ بنانے میں مدد کرنا چاہیئے اس سے نہ صرف یہ کہ اس میں خود اعتمادی آئے گی بلکہ مسرت اور شادمانی کے جذبات اسے اور آگے بڑھنے میں مدد دیں گے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ چھوٹا بچہ جب کھڑا ہونا سیکھتا ہے اور پہلی مرتبہ کھڑا ہوتا ہے تو کتنا خوش ہوتا ہے اسی طرح جب بچہ والدین کی دیکھ ریکھ میں اپنے کام آپ کرنا سیکھتا ہے تو اس میں خود اعتمادی آتی ہے اور آئندہ زندگی میں اس کے لئے یہ بڑی اہمیت کی چیز ہے۔

اس طرح بچہ کی شخصیت اور کردار سازی میں سب سے اہم اور کلیدی رول والدین کی تربیت کا ہی ہوتا ہے بعد میں خاندان، اسکول، محلہ اور دیگر سماجی ادارے اس کی شخصیت بنانے میں اپنا پارٹ ادا کرتے ہیں۔

سید ہاشم علی اختر
آئی۔ اے۔ ایس، (ریٹائرڈ)، وائس چانسلر،
عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد
(اے۔ پی)

کچھ اردو کے بارے میں

جامعہ عثمانیہ کا ذریعۂ تعلیم اس زبان میں تھا جو نہ صرف اس زمانے کی بلکہ آج کل بھی عام ہندستانیوں کی بول چال کی زبان ہے۔ حیدرآباد میں یہ ۶۴ سال، نظم و نسق کی اور ۳۰ سال جامعہ عثمانیہ میں ذریعۂ تعلیم رہی اور جامعہ نے عام بول چال کی زبان کو سائینس، حکمت اور تکنیکی زبان کا مرتبہ کامیابی کے ساتھ عطا کیا۔ فارسی زبان کوئی چھ سات سو سال ہندستان کی سرکاری زبان رہی اور جس طرح آج کل ہر ہندستانی زبان میں انگریزی الفاظ کثرت سے شامل ہوگئے ہیں۔ اسی طرح فارسی بھی ہر ہندستانی زبان میں اس طرح شامل ہوئی کہ اب اس زبان کے جاننے والے یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ الفاظ فارسی زبان کے ہیں۔ چنانچہ جامعہ عثمانیہ میں حالیہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ تیلگو میں کوئی دس ہزار فارسی الفاظ جس میں عربی اور ترکی الفاظ بھی شامل ہیں، پائے جاتے ہیں۔ امیر خسرو کا قول ہے کہ جس زبان میں حکومت کا جریدہ شائع ہوتا ہے وہ غالب رہتی ہے چنانچہ دنیا کی تاریخ کے مختلف ادوار میں فارسی، انگریزی، فرانسیسی اور پرتگالی زبانیں اپنے زیر اثر ملکوں میں بشمول ہندستان دوسری زبانوں پر بے حد اثر انداز ہوئی ہیں لیکن ان زبانوں کے نام اور رسم الخط میں تبدیلی نہیں ہوئی۔

شمالی ہندستان کی عام بول چال کی زبان بھی اس تاریخی اثر سے نہ صرف متاثر ہوئی بلکہ فارسی والوں نے اسے اپنے یا سرکاری رسم الخط میں لکھنا شروع کیا اور مقامی زبان اور فارسی کا یہ امتزاج ایک بڑی خوبصورت زبان کی شکل میں ترقی پا گیا اور شاید یہ دنیا کی واحد زبان ہے جہاں دن اور رات یا حسن و عشق کے لئے اتنے ہم معنی الفاظ ملتے ہیں جس میں بادہ خواری کی ایک تہذیب ہے، اس کے لوازمات ہیں۔ عشق و محبت واردات نہیں (synonyms) بلکہ وہ بھی ثقافت کے آئینہ دار ہیں۔ عربی اور فارسی حروف تہجی میں ہندی آوازوں کو شامل کرکے اردو کا رسم خط شاید صوتی اعتبار سے بہت ساری زبانوں سے زیادہ مکمل ہے اور چونکہ تحریر میں اس کے اکثر حروف مکمل طور پر نہیں لکھے جاتے۔ یہ ایک قسم کی مختصر نویسی یا شارٹ ہینڈ ہے کہ آپ تقریروں یا مشاعروں کو اردو رسم الخط میں آسانی سے لکھ سکتے ہیں بشرطیکہ مقرر نہایت تیز رفتار نہ ہوں۔

ہندستان میں اس وقت سینماؤں، کارپوریشن، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے سارے مقبول پروگرام اردو ہی میں ہوتے ہیں ان پر چاہے کسی زبان کا مہر ثبت کی جائے۔ اولین ہندی کہا جاتا ہے

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

تسنیم فاروقی ایم۔اے
۱۸۴ - سی- تلسی داس مارگ
نزد ہسپتال- لکھنؤ ۲۲۶۰۰۴

فراقؔ صاحب مشاعروں میں

بعض تو دریافت سمتوں سے اگر قطع نظر کرلیا جائے تو فراقؔ صاحب کی شخصیت اپنے خصوص و امتیاز کے اعتبار سے اردو شعر و سخن کی موجودہ صدی کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ وہ بیک وقت محفل بھی تھے اور تنہائی بھی، واقعی ان کی غزلوں اور افکار کے Shades کی چھان بین کی جائے تو ان کے یہاں قومی تصور کا ناقابلِ شکست احساس محفوظ ہے۔ پیپل کی ٹھنڈی چھاؤں، باغوں میں پپیہے کی سریلی تان، کہرے میں مندروں کی کھنکتی ہوئی جھومتی گھنٹیاں، سرسوں کے دھانی کھیتوں میں زرد پھولوں کا گھناپن، گھاٹوں کی چہل پہل، پنگھٹوں کی چھیڑیں، گدرّ جسموں کی پینگیں، شاخوں میں پڑے ہوئے جھولے، ندیوں کی غرغراہٹ، چراگاہوں کے لوک نغمات، گرم دوپہروں میں دھوپ کی حرارت سے تھرتھراتے ہوئے، ابخرات کھیتوں کی بوگی اور عروسی، بارش کی کنواری بوندوں سے پھوٹنے والی مٹی کی خوشبو کے لطیف خیالات کا رچاؤ ان کے حرف حرف میں تھا۔ بے شمار تہذیبوں کا یہ گہوارہ جسے ہندستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کے قدیم و جدید در و دیوار کا تاریخی عکس ان کے کلام میں مضمر ہے۔

مشاعرے کی ڈھلتی ہوئی رات گم صم مسندِ صدارت سے ٹے ہوئے فراقؔ صاحب اپنی دو انگلیوں میں پستول کی طرح سگریٹ امے ہوئے شامیانے کی نیلی پیلی پٹیاں تک رہے تھے میں ان کی الت کو دیر سے معلوم کر رہا تھا۔ پروفیسر وسیم بریلوی ان کے دوسری نب بیٹھے ہوئے تھے بلکہ ان کے وطن بریلی میں خود انہیں کا جشن تھا ناعرہ شباب پر تھا۔ مجھے یہ خیال آیا کہ ماچس سے ان کی سگریٹ لگا دوں۔ میں نے ایک تیلی جلا کر جناب فراقؔ کی سگریٹ تک پہنچائی ، تھی کہ وہ حد درجے ناگوارانہ انداز میں چونک پڑے۔ اونہہ! ۔سنے ماچس کو تو بجھا دی وہ مجھ سے مخاطب ہوتے۔ " ابھی اس وقت نہیں آیا۔" شاید یہ ان کے غور و خوض کے لمحات تھے جن ۔علاوہ سرگرداں تھے یا کچھ پیچیدہ مسائل میں الجھے ہوئے تھے۔ رے ٹوک دینے سے ان کے تصورات پل سے گئے۔ اکثر ان کا یہ

غیر معمولی استغراق و تفکر بھری پُری محفل میں قائم رہتا تھا۔ ۱۹۷۸ء میں لائنس کلب الہ آباد کا مشاعرہ تھا — فراقؔ صاحب کو صدارت کرنا تھی سامعین نے فرمائش کی کہ پہلے کچھ فراقؔ صاحب سنائیں۔ فراقؔ صاحب نے علامہ اقبال کو تمہید بناتے ہوئے انہیں کے ایک مصرعۂ طرح (نیاز میں۔ نماز میں) ایک غزل سنائی اور اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ ایک شاعر جو تحت اللفظ میں ان دنوں میں کافی مقبول ہو رہے تھے۔ انہوں نے اپنی نہایت آزاد آواز سے غزل ادا کی۔ اتفاق سے ایک شعر میں "غین اور شے" کا تعرف کچھ یوں تھا کہ فراقؔ صاحب کی نزاکت طبع کو راس نہیں آیا اور زور سے بول لے: ارے میاں غزل پڑھو غرّانے سے کیا فائدہ!

دوسرے دن تین بجے ہم لوگوں کو الہ آباد ریڈیو کی ایک شعری نشست میں شرکت کرنا تھی۔ اس کے صدر بزم بھی فراقؔ صاحب

تھے۔ ہم لوگ ریڈیو اسٹیشن کچھ قبل پہنچ گئے اور کیمپس میں لگے ہوئے ایک بڑے پیڑ کے نیچے منتظر تھے۔ کچھ شعراء کو ڈی۔ این۔ آریہ (آفد ڈی۔ او) اپنی گاڑی سے چھوڑ کر ایک آدھ باقی شاعروں کو لینے چلے گئے۔ اسی اثنا میں فراق صاحب کو لئے ہوئے ایک کار حدود میں داخل ہوئی۔ کیونکہ موصوف بے حد علیل تھے ان کو ایک ایسی کرسی پر کار کی کھڑکی سے منتقل کیا گیا جس میں دونوں جانب ہتھے لگے ہوئے تھے (مریضوں کی کرسی)۔ ان کی زندہ دلی کو ایسے میں کچھ تکلیف ہوا کہ اسٹاف کے لوگ ان کو سامان کی طرح اتار رہے ہیں۔ فراق صاحب نے پکارتے ہوئے کہا آریہ کہاں ہیں۔ اب تو مجھے پہنچانے لے جانے کے لئے بہنگی زیادہ مناسب رہے گی مگر بہنگی ایسی جس کے ترازوئی توازن کو برقرار رکھنے کے لئے دوسرے پلے میں ایک پتھر کا مجسمہ میر تقی میر کا ہونا چاہیئے۔ نشست ہوئی صدا بندی ہوئی اور فراق صاحب کے اکا دکا لطیفوں کا حظ ملتا رہا۔

اس واقعہ کو گیارہ بارہ برس ہو گئے۔ ایک مشاعرہ چیمفورڈ کلب دلی کے خوبصورت سبزہ زار پر وی شنکر نائٹ کے عنوان سے منعقد ہوا۔ اس مشاعرے میں راجدھانی کے وزراء اکابرین قانون داں اور گورنر شریک تھے۔ ملک کے متعدد شعراء کی موجودگی میں کنور مہندر سنگھ بیدی سحر قافلۂ سخن کی قیادت کر رہے تھے — دھرم ویر جو انہیں دنوں مغربی بنگال کے گورنر کے عہدے سے سبکدوش ہو کر آئے تھے۔ دلی میں مقیم تھے۔ فراق صاحب ان سے چھیڑ چھاڑ کر رہے تھے۔ مشاعرے کے پشت جانب سوئمنگ پول تھا اس سے ملحق بڑا برآمدہ۔ اسی برآمدے میں دور مے کا انتظام تھا۔ فراق صاحب کے سامنے بھی گلاس (ایک دو پیگ کا) بن کر آیا کسی نے ازراہِ خوشنودی اس میں مزید اپنے گلاس کی شراب ڈھال دی۔ یہ حرکت فراق صاحب سے برداشت نہیں ہوئی۔ انہوں نے کرخت لہجے میں کہا کہ "چٹنی کی ضرورت ہے"۔ جن صاحب سے یہ سرزد ہوا تھا وہ بولے کہ "کیا فراق صاحب چٹنی کی ضرورت ہے؟" فراق صاحب نے کہا کہ جی نہیں چٹنی بنانے کی ضرورت ہے۔ میکشی کے معاملے میں بھی وہ کبھی ذرہ برابر بے ترتیبی یا مداخلت نہیں پسند کرتے تھے۔

یہ ۱۹۷۲ء کا ذکر ہے کہ وسیم الحق مدیر اعلیٰ روز نامہ اخبارِ مشرق (کلکتہ) نے اپنی مشہور ادبی انجمن مغل آرٹس کے بینر سے ایک مشاعرہ بمبئی میں جاں نثار اختر کے مشورے سے کیا۔ اس مشاعرے کے مہمان خصوصی دلیپ کمار تھے۔ ان کو افتتاح کرنا تھا صابو صدیق گراؤنڈ پر مشاعرے کا وقت ۹ بجے شب مقرر تھا۔ فراق صاحب صدر مشاعرہ تھے۔ وقت پر آگئے۔ دلیپ کو کافی تاخیر ہو گئی۔ وہ آتے تو کارروائی شروع ہوئی۔ اب یہ موقع تھا کہ دلیپ کمار فراق صاحب کی گلپوشی کریں۔ وہ پھولوں کا ہار لے کر فراق صاحب کے گلے میں ڈالنے گئے۔ فراق صاحب نے پیچھے مڑ کر پاس ہی بیٹھے ہوئے رمیش دویدی سے پوچھا رمیش! یہ دلیپ کمار کون ہیں؟ رمیش نے متوقع لفظوں میں ان کا ذکر تو کیا مگر فراق صاحب بڑبڑاتے رہے اور غالباً مزہ لیتے رہے پاس ہی بیٹھے ہوئے ساحر، مجروح، جعفری اور جاں نثار اختر۔

اس حادثے کا اثر دلیپ کمار پر بری طرح پڑا۔ انہوں نے دیر تک مجمع کے سامنے اداکار اور شاعر کا فرق بیان کیا اور یوں گویا ہوئے کہ ہم ایکٹر لوگ جب تک سلولائیڈ اور پردے کی وقتی اور عارضی زندگی ہے، ہیں، مگر شاعر، ادیب اور فراق صاحب جیسے شاعر صدیوں تک رہیں گے۔ مرنے کے بعد بھی حیات رہیں گے۔ ادھر فراق صاحب اپنے موڈ کو بہت سنبھالے ہوئے ٹکے رہے مگر بسم اللہ تو غلط ہو ہی چکی تھی۔ وہ بکھرے بکھرے تھے۔ انہوں نے ایک تاجرانہ قسم کی بیزاری کے ساتھ منتظم سے کہا کہ میں غزل سنا کر ساڑھے دس بجے چلا جاؤں گا آنریریم تیار رکھئے گا۔ وسیم الحق نے مجبوراً ان کو اجازت کلام دیدی۔ فراق صاحب اپنا کلام پیش کر کے مائیک سے ہٹے تو افراتفری سی مچ گئی۔ مشاعرے کی آدھی بھیڑ کم ہو گئی۔ کبھی کبھی فراق صاحب کو معمولی بات بھی ناگوار ہوتی تھی۔ نرے شاعر تھے۔ کسی قسم کی کوئی پرواہ کئے بغیر اپنی ضد پوری کرتے تھے۔ اپنے تشخص کو بہت بچا کر دنیا کے درمیان سے گذرتے تھے۔ تنک مزاجی، تلون، سادگی، عظمت اور رکھ رکھاؤ کے سختی سے تابع تھے۔ ان کی اس فطرت کو بعض لوگ بدمزاجی تک تعبیر کرتے ہیں۔

ماضی کے میرے بیس سال مشاعروں میں گذرے۔ اکثر ایسے بھی مشاعرے مجھے اتفاق سے مل گئے ہیں جن میں فراق صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ ایسا ہی ایک مشاعرہ ۱۹۶۹ء میں ۷ رمئی کی شب آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ کے اہتمام سے کل ہند فہرست پر سالانہ بجٹ سے لکھنؤ میں منعقد ہوا۔ مشاعرے میں ساغر نظامی، فراق گورکھپوری، غلام ربانی تاباں، جگن ناتھ آزاد، خمار بارہ بنکوی، شمیم کرہانی، سلام مچھلی شہری، نازش پرتاب گڈھی، روش صدیقی، آنند نرائن ملا، نواب افسر، بیکل اتساہی، شمیم جے پوری، عمر انصاری، محشر لکھنوی، بشیر بدر اور دلاور فگار کے علاوہ میں خود پہلی بار آل انڈیا ریڈیو

قومی راج

ے کسی کل ہند مشاعرے میں مدعو تھا۔ مجھے شاعروں کی فہرست
جی نامکمل سی معلوم ہو رہی ہے۔ یاد داشت پر زور دے کر لکھ رہا
وں۔

روشن صدیقی نے اپنا ایک شعر یہ کہہ کر سنایا کہ ــــ بالکل
ززائیدہ خیال ہے۔ سماعت فرمایئے۔ فراق صاحب نے نوزائیدہ
دہرایا اور بدمزگی کا اظہار کیا۔ شہ نشین کے قریبی شعراء سے مخاطب
وتے۔ بولے کلا آپ کی غزل کب سے حاملہ تھی۔ اس نوک جھونک پر
وشن صدیقی ناراض ہوگئے اور فراق صاحب کی غزل تک یہ سلسلہ
اری رہا۔ معاملہ چشمک سے بحث تک بعد میں ہوگیا۔

فراق صاحب کے وجود میں ایک غیور، مہان، نازک طبع
ور نپے تلے قدم رکھنے والا شاعر پنہاں تھا۔ انہوں نے اردو کو
نگریزی دی جبکہ ان سے پہلے یا ان کے عہد کے شاعروں نے
ردو کو چند ایشیائی اور چند ملکی زبانوں تک پہنچایا۔ ان کا طرز فکر
ور اسلوب سائنٹفک، نفسیاتی اور جمالیات پر مبنی تھا۔ انہوں
نے مغربی ادب اور ویدانت کے فلسفے کے اشتراک سے اپنا
یک الگ پل بنایا تھا جس پر اردو کا ایک پورا کارواں گذرے
غیر اپنے افکار و جذبات کی تشکیل و ترسیل ناممکن تصور کرتا ہے
نہوں نے شعر و ادب کو ایک فیشن عطا کیا، ایک ٹھاٹ دیا۔ ان کا
دب منصوبہ بھی ہے تحریک بھی۔ سنسکرت اور ہندی کے بہت
سے Terms، علامات، تلمیحات وغیرہ وغیرہ سے اردو داں
طبقے کو روشناس کرانے میں ان کا بڑا ہاتھ ہے۔ کہیں کہیں تو صرف
یک لفظ کے مرکب میں ایک تاریخ چھپی ہوئی ہے۔ اردو غزل
نہیں ہمیشہ یاد رکھے گی۔

کچھ اردو کے بارے میں

(صفحہ نمبر ۱۸ سے آگے)

سچ تو یہ کہ جب شاہ عبدالقادر صاحب نے قرآن شریف کا
پہلا اردو ترجمہ شائع کیا تو اس میں اسے قرآن شریف کا
پہلا ہندی ترجمہ کہا تھا۔ یعنی ہندستان کی عام زبان جو اس وقت کے
سرکاری رسم خط میں لکھی جاتی تھی اور انگریزوں نے اسی زبان کو
رومن رسم خط میں فوج کی زبان بنایا تھا۔

مجھے خوشی ہے کہ جدید ترین سائنسی ترقیوں کا فائدہ اٹھاتے
ہوئے اردو رسم خط سکھانے کے لئے ویڈیو ٹیپس اور VCR
کا میڈیا استعمال کر کے اور رسم خط کا تجزیہ کر کے اس کو آسان
سے آسان بنانے کی کوشش جاری ہے۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالسیوں اور سرگرمیوں
سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہوسکتا
ہے۔ لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ
خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے
خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۔ ۴۰۰۰۳۲

"شہ رگ"

مجموعۂ کلام شمیم طارق

طباعت :- عکاظ پرنٹرز اینڈ پبلیشرز

قیمت :- بارہ روپے

ملنے کا پتہ :- مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ۔ جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵
علی گڑھ اور بمبئی

شمیم طارق کا مجموعۂ کلام "شہ رگ" ایک طرف ان کی حقیقت پسندی اور بالغ النظری کی نشان دہی کرتا ہے تو دوسری طرف غزل کے لوازمات کے احترام اور روایت کی صحت مندانہ پاسداری کا اظہار۔ یہ حقیقت ہے کہ شاعر اپنے عصری تقاضوں سے متاثر ہوتا ہے، اور انھیں عصری تقاضوں کا ماحصل انفرادی کرب، دشوار پسندی، نظریاتی یا موضوعاتی مسئلہ بن جاتا ہے شمیم طارق کا احساس اور مشاہدہ بھی انہیں حالات کی دین ہے ؎

اے دوست زندگی کی مجھے بددعا نہ دے
میں خاک ہو چکا ہوں مقدر لئے ہوئے

؎

عصر حاضر کے سبھی چہرے منافق ٹھہرے
بت گری سب کا چلن ہے کوئی آذر بھی نہیں

"شہ رگ" کا یہ جوان شاعر ہے جس نے بنارس جیسے تیرتھ استھان میں آنکھیں کھولیں اور ابتدائی تعلیم سے فارغ ہوکر بمبئی جیسے مشینی شہر میں بغرض تجارت وارد ہوا، ادب اور تہذیب ہی کی دولت ورثہ میں ملی تھی اس میں اپنی محنت، ہمت اور استقلال کو شامل کرکے شمیم طارق نے اپنی ایک انفرادی حیثیت قائم کرلی، اور چند ہی برسوں میں یہی شمیم طارق نہ صرف ایک اچھا شاعر، صحافی اور مدیر بن بیٹھا بلکہ اپنی سیاسی سوجھ بوجھ اور انسانی ہمدردی کی وجہ سے عوام میں سماجی خدمتگار کی حیثیت سے بھی پہچانا جانے لگا

شمیم طارق کی شاعری اس دور کے بیدار مغز نوجوانوں کی تڑپ ہے جس میں جد وجہد اور سعیٔ مسلسل دنئی راہوں کی تلاش ہے۔ ممکن ہے کہ ایک قاری شمیم کے اشعار پڑھ کر اپنے تصور میں انھیں ایک عمر رسیدہ، تجربہ کار اور کہنہ مشق شاعر سمجھے، مگر حقیقت یہ ہے کہ شمیم طارق کی عمر کا کوئی شاعر اس طرح کا شعر شاید نہ کہہ پائے گا۔ ؎

ہم سے دیوانوں نے طارق ڈھونڈھ لی جینے کی راہ
اپنا ہی گھر پھونک کر ہم دل جلے ہنستے رہے

یہ اس نوجوان شاعر کی ذہنی جست ہے جو اسے اپنے ہم عمروں سے کہنہ مشق شاعروں میں لے جاتی ہے جہاں وہ جرأت رندانہ سے قدم قدم بڑھتا ہوا زندگی کی اس کش مکش میں داخل ہوتا ہے، جس کی تپش سورماؤں کے بھی چہرے مرجھا دیتی ہے۔ اور جہاں پہونچ کر شاعر کہتا ہے ؎

چلتی ہے روندتی ہوئی پل پل مراد جو
ہر سانس خواہشات کا لشکر لئے ہوئے

؎

راستے جب بھی منازل کے تعاقب میں بڑھے
ہر قدم تازہ بہ تازہ سانحہ ہوتا گیا

؎

ذرہ ہائے سنگ سے پیدا کریں گے آفتاب
کاوہ بے مایہ میں حسن کہکشاں کے تذکرے

؎

آج پھر ہوش میں آنے کے نہیں ہیں آثار
آج پھر لوگ چلے آتے ہیں زنجیر لئے

ایک سو بارہ صفحات پر پھیلا ہوا یہ مجموعہ دعوت فکر دیتا ہے اور ان کے لئے ایک تازیانہ بھی ثابت ہوتا ہے جو دنیا کے نشیب و فراز سے بے خبر خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں۔ ظفر صدیقی نے سرورق پر کافی محنت کی، اسی طرح عکاظ پرنٹرز اور پبلشرز بمبئی ۸ نے بڑے سلیقے سے طباعت کے فرائض انجام دیئے۔ یہ مجموعہ مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ نئی دلی ۲۵ اور اس کی علی گڑھ، بمبئی کی شاخوں سے بارہ روپے میں خریدا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر نایاب لکھنوی

روم نمبر ۹۴ ، ۲۴۸۰ ، سانوبن لین
بابورہ، مالیگاؤں، ۴۲۳۲۰۳ مہاراشٹر

پسندیدہ اگر لعل و گہر میں رہنا
نکِ غم بن کے کسی دیدۂ تر میں رہنا
انساں ہو مجھے کیوں نہ دل و جاں سے عزیز
عبادت سے نہیں فکرِ بشر میں رہنا
رگی ہے مہ و خورشید کے مانند اپنی
اپنا ہے شب و روز سفر میں رہنا
ا کو مجبوریٔ فطرت کے سوا کیا کہیئے
ل ہوتے ہوئے کانٹوں کے اثر میں رہنا
بتِ شب کا تصور بھی گراں ہے اسکو
بیسّر جسے انوارِ سحر میں رہنا
ز غم کا کوئی مقصد نہیں اس سے بڑھ کر
ح کی طرح کسی راہگذر میں رہنا
ن دیتا ہے کمالات کا احساس و شعور
ردن کے لئے ا. بابِ نظر میں رہنا
ں آجائے جسے دشتِ جنوں کا ماحول
ن مشکل ہے پھر اس کیلئے گھر میں رہنا
ہو جائے گی کچھ منزلِ مقصود بعید
ست رفتار نہ آغازِ سفر میں رہنا
ب باری سے حفاظت کی ہو تدبیر تو پھر
ں و آرام سے تم کانچ کے گھر میں رہنا
رہم کو بزرگوں سے ملا ہے یارو
م بن کے زمانے کی نظر میں رہنا
بے سایہ سے بہتر تو یہی ہے نایاب
پتوں کی طرح شاخِ شجر میں رہنا

○

کلیم ضیا (ملکاپوری)

سیکٹر نمبر ۶ / ۱۰۸ / A I / ۲۱
نرل نیو ممبئی ۴۰۰۶۱۳

یہ سچ ہے میرے غم سے کوئی بے خبر نہ تھا
ہاں میرے رنج و غم کا کسی پر اثر نہ تھا

سوغات درد و غم کی ملی اس لئے مجھے
میرے سوا جہاں میں کوئی معتبر نہ تھا

سب کہہ رہے تھے راہ نئی چاہیئے مگر
جب میں چلا تو کوئی مرا ہمسفر نہ تھا

اس بزم میں بھٹک گئی بینائیٔ حیات
وہ بزم جس میں کوئی بھی اہلِ نظر نہ تھا

دشت انا میں ڈالی تھی ظلمت نے چھاؤنی
قسمت کی وادیوں میں سحر کا گذر نہ تھا

اس دور کی تلاش میں ہے میری کائنات
وہ دور جس میں دل کو غمِ خیر و شر نہ تھا

سب ہی ضیاؔ تڑپتے تھے پرواز کے لئے
اک میں تھا جس کے دل میں غمِ بال و پر نہ تھا

خورشید افسر بسوانی

بسواں۔ضلع سیتاپور
(یو، پی)

غور سے دیکھوں تو اپنا بھی پرایا سوجھے
اس سے بہتر ہے ان آنکھوں کو نہ دریا سوجھے

گھر سے نکلے ہو تو یہ سوچ کے آگے بڑھنا
جانے کس وقت کسے کون تماشا سوجھے

وحشت و مرگ کا احساس تھا اسکے دم تک
اب نہ صحرا نظر آتا ہے، نہ دریا سوجھے

پیاس کم ہے تو ان آنکھوں کی طلب بھی کم ہے
تشنگی ہو تو سرابوں میں بھی دریا سوجھے

ایسی ظلمت ہے کہ اب سائے سے ہلکا ہے بدن
وہ اجالا ہے کہ خود ہاتھ نہ اپنا سوجھے

وہی وحشت، وہی خلوت ہے یہاں بھی افسر
شہر جو دیکھ چکا، کیا اسے صحرا سوجھے

۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں رضاکارانہ تنظیموں کی شمولیت

ریاست میں ۲۰ نکاتی پروگرام کی موثر عمل آوری میں رضاکارانہ تنظیموں کی کامیاب شرکت کو ممکن بنانے کے لئے ان تنظیموں اور حکومت کے سینئر افسران پر مشتمل ایک ریاستی سطح کا مشاورتی گروپ قائم کیا جائے گا۔

ریاست کی رضاکارانہ تنظیموں کی اس میٹنگ کا اہتمام پلاننگ کمیشن کی طرف سے کیا گیا تھا جس میں مختلف رضاکارانہ تنظیموں کے تقریباً ۳۸ نمائندوں نے شرکت کی۔

اس میٹنگ میں شری للت دوشی سکریٹری محکمہ منصوبہ بندی شری سجیت رائے ممبر پلاننگ کمیشن شری آر۔ کے مہاجن ۲۰ نکاتی پروگرام کے نائب ممبر نے بھی شرکت کی۔

شری رائے نے اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ مذکورہ مشاورتی گروپ حکومت اور ایجنسیوں کے درمیان بہترین رابطے کا کام انجام دے گا۔ جس کے نتیجے میں اس پروگرام پر موثر طریقے سے عمل آوری کی جا سکے گی۔ شری رائے کی پیش کردہ مذکورہ تجویز کا نمائندوں کی ایک بڑی اکثریت نے خیر مقدم کیا۔

شری دوشی نے مشاورتی گروپ کی تشکیل کی تجویز کی ستائش کرتے ہوئے فرمایا کہ ریاست میں کچھ رضاکارانہ تنظیمیں بہترین خدمات انجام دے رہی ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ۲۰ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں ان کی شرکت سے یہ پروگرام کامیابی سے ہم کنار ہوگا۔

سنجے گاندھی یوجنا کا نفاذ حکومت کے اہم فیصلے

حکومتِ مہاراشٹر نے سنجے گاندھی نرادھار انوداان یوجنا اور سنجے گاندھی سواولمبن یوجنا کے نفاذ سے متعلق بعض اہم فیصلے کئے ہیں۔ چونکہ عارضی طور پر معطل کی گئی سواولمبن یوجنا کو حتمی شکل دینے کے لئے وقت درکار ہے۔ لہٰذا رواں سال کے دوران اسے حالیہ شکل ہی میں نافذ کیا جائے گا۔

حکومت کے نئے فیصلے کے مطابق اگر کسی بیوہ کا کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو اور اس کی پہلی اولاد کی عمر ۱۸ برس سے کم ہو تو اس بیوہ اور اس کے پہلے بچے کو۔ بچے کی عمر کے ۱۸ برس مکمل ہونے تک سنجے گاندھی نرادھار انوداان یوجنا کے تحت امداد دی جائے گی۔ پہلے بچے کی عمر کے ۱۸ سال مکمل ہونے کے بعد اگر بیوہ کے دوسرے چھوٹے بچے ہوں بھی تو وہ اور بیوہ مذکورہ یوجنا کے تحت امداد پانے کے اہل نہیں ہوں گے۔

زیر بحث اسکیم کے تحت مجسٹریٹ کی جانب سے پاگل قرار دیئے گئے شخص اور اس کی بیوی کو بھی امداد دی جائے گی۔

ضعیفوں، معذوروں اور مریضوں کو اس اسکیم کے تحت امداد حاصل کرنے کے لئے ان کی معذوری یا بیماری سے متعلق میڈیکل سرٹیفکٹ کے ساتھ درخواست دینی ہوگی۔ درخواست کے ساتھ ایک تصویر بھی روانہ کرنی ہوگی جس پر طبی افسر کے تصدیقی دستخط ہوں۔ تاہم جن ضعیفوں، معذوروں اور مریضوں کے لئے پہلے امداد منظور ہو چکی ہے ان پر ان نئی ضروریات کا اطلاق نہیں ہوگا۔

اگر امدادی کمیٹی کسی درخواست گذار کی اہلیت سے متعلق اتفاق رائے نہیں رکھتی تو ایسے معاملات کو ضلع کلکٹر کی معرفت متعلقہ ضلع کے انچارج وزیر کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ ان معاملات میں وزیر کا فیصلہ حتمی ہوگا۔

زیر بحث اسکیم کے تحت جن امداد یافتگان کی امداد تفتیش کے بعد بند کی گئی تھی ان کے معاملات اب نو تشکیل شدہ امدادی کمیٹی کے سامنے دوبارہ غور کرنے کے لئے پیش کئے جائیں گے۔ اگر کمیٹی ان کی امداد بحال کرتی ہے تو انہیں درمیانی وقفے کی رقم بھی ادا کی جائے گی۔

سنجے گاندھی سواولمبن یوجنا کو مربوط دیہی ترقیاتی منصوبہ اور چھوٹی صنعتوں کو بینک قرض فراہمی کی اسکیم کے ساتھ نئی شکل میں نافذ کرنے کے لئے فروری ۱۹۸۳ء سے اس کا نفاذ معطل کیا گیا تھا۔ تاہم رواں سال کے دوران اسکیم کو حالیہ شکل ہی میں نافذ کیا جائے گا۔ سالِ رواں کے دوران اس اسکیم کے نفاذ کے لئے ۳۰ لاکھ روپے کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے نفاذ کے وقت خود روزگار اختیار کرنے کے ایسے خواہشمندوں کو جنہیں ۲۰۰ روپے تک کے قرض کی ضرورت ہے ترجیح دی جائے گی۔

یرِ اعلیٰ کے ہاتھوں پولس
اصلاتی کمپلیکس کا افتتاح

پرانے ودھان بھون بمبئی میں واقع پولس ہیڈ کوارٹر میں
ت مہاراشٹر پولس کنٹرول روم اور مواصلات کمپلیکس کا
فروری کو افتتاح کرنے کے بعد وزیر اعلیٰ نے انگریزی ہفتہ وار
بمبئی کے سب ایڈیٹر شری اے۔ وی نارائن کے الہاس نگر
ہوئے قتل کے حالیہ واقعہ کی تفتیش کے دوران بینہ پانچ
کے گروپ میں سے دو کی گرفتاری پر توقع ظاہر کی کہ بقیہ
بھی دو ایک دنوں میں گرفتار ہو جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ نے مزید فرمایا کہ گینگ کا سرغنہ جو کہ حالیہ پونے ڈکیتی
میں ملوث تھا گذشتہ رات دہلی میں گرفتار کیا گیا اور ناشک میں
بینک میں چوری کے کیس کے ۲۶۸۰ لاکھ روپے مجرمین کو پکڑ کر
مد کئے گئے۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ جدید طریقہ کار کے ذریعہ ہی مجرموں
صوصاً اسمگلروں کو پکڑا جا سکتا ہے۔ آپ نے پولس محکمہ کو
ن کی کہ وہ ایمانداری، جانفشانی اور قربانی کے جذبے کے
تھ اپنے فرائض انجام دیں تاکہ کامیابی ان کے قدم چومے۔

جدید طریقہ کار سے آراستہ مہاراشٹر پولس کنٹرول روم
ٹیلی پرنٹر کمپلیکس قائم ہو جانے سے بمبئی ہیڈ کوارٹر کا ضلع
ہیڈ کوارٹروں کے پولس کمشنران اور ریزرو پولس ہیڈ کوارٹروں
براہِ راست رابطہ قائم ہو جائے گا۔ اس کمپلیکس کے قائم کرنے
۰۰۰ و ۸۱ ر ۱۱ روپے کی رقم خرچ کی گئی ہے۔

وزیر اعلیٰ نے ریاست کے ۶۰۷ پولس اسٹیشنوں کو اس نئے
صلاتی نظام کے ذریعے نیک خواہشات کا پیغام نشر کیا جس کی
پولس اسٹیشنوں کی جانب سے کچھ ہی منٹوں میں تصدیق کی گئی۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیرِ مملکت برائے امور داخلہ شری
کے چنگلے اسپیشل سکریٹری، امور داخلہ محکمۂ پولس کے اعلیٰ
یداران بھی اس تقریب میں موجود تھے۔

ابتدا میں مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے شری کے پی مرڈھیکر
کٹر جنرل آف پولس نے اس نئے نظام کے فوائد بیان کئے اور پولس
کی جانب سے ۱۵ و ۷ لاکھ روپے کا ایک چیک کوکن راحت فنڈ
لئے وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ شری ایم۔ جی کترے
ل انسپکٹر جنرل آف پولس (نظم و نسق) نے شکریہ ادا کیا۔

سلم باسیوں کی
کالونی کا افتتاح

۲۸ رفروری کو بمبئی میں شری ستیش پیڈنیکر وزیر مملکت برائے
ہاؤسنگ نے سرودیہ سیوا سمیتی کی طرف سے منعقدہ تقریب میں
جوگیشوری (مشرق) میں میگھے واڑی میں سلم باسیوں کی ایک کالونی کا
افتتاح کیا۔

مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ سلم ایریا ڈیولپمنٹ بورڈ کی طرف سے
تعمیر کردہ اس کالونی کو سلم باسیوں کے لئے بہتر مکانات کی فراہمی
کے خصوصی پروجیکٹ کے تحت تعمیر کیا گیا ہے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ریاستی وزیر نے فرمایا کہ سلم
علاقوں میں رہنے والے باسیوں کو بہتر مکانات کی فراہمی کے لئے اس
طرح کے زیادہ سے زیادہ منصوبوں کو روبہ عمل لانا چاہیئے۔

کالونی میں پانی کی فراہمی کے متعلق شری پیڈنیکر نے اس موقع پر
حاضر متعلقہ حکام کو جلد از جلد کام کرنے کے احکامات صادر فرمائے
آپ نے فرمایا کہ پانی زندگی کی ایک بنیادی ضرورت ہے اور اس کی
فراہمی پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیئے۔

وزیرِ موصوف نے اس کالونی کو سرودیہ نگر کے نام سے موسوم
کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ وہاں کے باسی "سرودیہ" یعنی ہر شخص
کے لئے بھلائی کے اصولوں پر گامزن رہیں گے۔

پولس والوں کی اخلاقی
تربیت ضروری — شری مرڈھیکر

بھارت کے تمام پولس ٹریننگ اسکولوں کے سربراہوں کے
۱۲ ویں سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے شری کے۔ پی مرڈھیکر
ڈائرکٹر جنرل آف پولس نے ۱۵ رفروری کو ناگپور میں پولس والوں کی
تربیت کے دوران انہیں اخلاقی تعلیم بھی دینے کی ضرورت پر زور
دیا۔ آپ نے فرمایا کہ سینئر پولس عہدہ داروں کی رہنمائی میں مختلف جگہوں
کے لئے لائق افراد کا تقرر کیا جانا چاہیئے۔

ڈائرکٹر آف سردار ولبھ بھائی پٹیل پولس اکیڈیمی حیدر آباد،
شری جی۔ سی سندھوی اس موقع پر بحیثیت مہمان خصوصی موجود تھے
اس تقریب میں تمام بھارت سے پولس ٹریننگ اسکولوں کے پرنسپل
صاحبان اور دیگر اعلیٰ عہدیداران نے شرکت کی۔ ریاست میں اپنی
نوعیت کا پہلا سیمینار منعقد کیا گیا ہے۔

شری مرڈھیکر نے فرمایا کہ گذشتہ سال ۹۷ کورسوں کے لئے

تعداد بالترتیب ۳۱۴، ۲۵ اور ۱۴۴۱۹ ہے۔
نظم ونسق کی برقراری اور خدمات عامہ کی فراہمی جیسے امور کے سلسلے میں اس تنظیم سے اراکین نے مجموعی طور پر ۴۸، ۶۵، ۷ ایام کارکنگ بہترین خدمات انجام دیں۔
میٹنگ میں اس تنظیم کے انتظامی امور کے مسائل پر بھی گفتگو کی گئی۔ میٹنگ میں شری بی۔ سے چوگلے اسپیشل سکریٹری محکمہ امور داخلہ شری سے۔ پی میڈھیکر ڈائریکٹر جنرل آف پولس اور شری ایم۔ ایس۔ کسبیکر ہوم گارڈ کمانڈنٹ جنرل نے شرکت کی۔

طلباء کو مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہیئے

گذشتہ دنوں بمبئی کے محمد حاجی صابو صدیق ٹیکنیکل ہائی اسکول و جونیر کالج کا سالانہ جشن منایا گیا۔ اس تقریب کی صدارت انجمن اسلام بمبئی کے ایگزیکیوٹو چیئرمین برائے ووکیشنل اینڈ ٹیکنیکل بورڈ شری فیض اے۔ جبدن والا نے کی۔
شری جبدن والا نے اپنے صدارتی خطبے میں ادارے کی علمی و تکنیکی خدمات کی ستائش کرتے ہوئے طلبہ سے اپیل کی کہ وہ اپنے اور ملک و قوم کے شاندار مستقبل کے لئے خوب دل لگا کر پڑھائی کریں اور انہیں دی جارہی پیشہ ورانہ تربیت میں مکمل مہارت حاصل کریں۔
اس تقریب کے مہمان خصوصی شری وزیر وانکھیڈے نے اپنی تقریر میں کہا کہ طلباء کو چاہیئے کہ وہ مطالعہ کو اپنی عادت اور شوق بنالیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ادارے میں پیشہ ورانہ تربیت حاصل کرنے والے نوجوانوں کو مستقبل میں خود کفیل بننے کے لئے یہ تربیت معاون ثابت ہوگی۔
جشن کا آغاز نعتیہ کلام سے ہوا۔ طلباء نے اس موقع پر مختلف ادبی، فنی اور تہذیبی پروگرام پیش کئے جن سے حاضرین اور مہمانان محظوظ ہوئے۔
ابتدا میں کالج کے پرنسپل شری غلام حسین نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا اور گذشتہ سال کی ادارے کی کارکردگی سے انہیں متعارف کرایا۔
اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر شری عبدالقیوم نے شکریہ ادا کیا۔

محمد حاجی صابو صدیق ٹیکنیکل ہائی اسکول و جونیر کالج کے پچھلے دنوں منائے گئے سالانہ جشن کے موقع پر لی گئی تصویر میں شری وزیر وانکھیڈے تقریر کر رہے ہیں۔ ڈائس پر (دائیں سے بائیں) شری بشیر احمد، شری منصوری، شری فیض اے۔ جبدن والا۔ پرنسپل قادر حسین اور شری سید عابد علی دیکھے جا سکتے ہیں۔
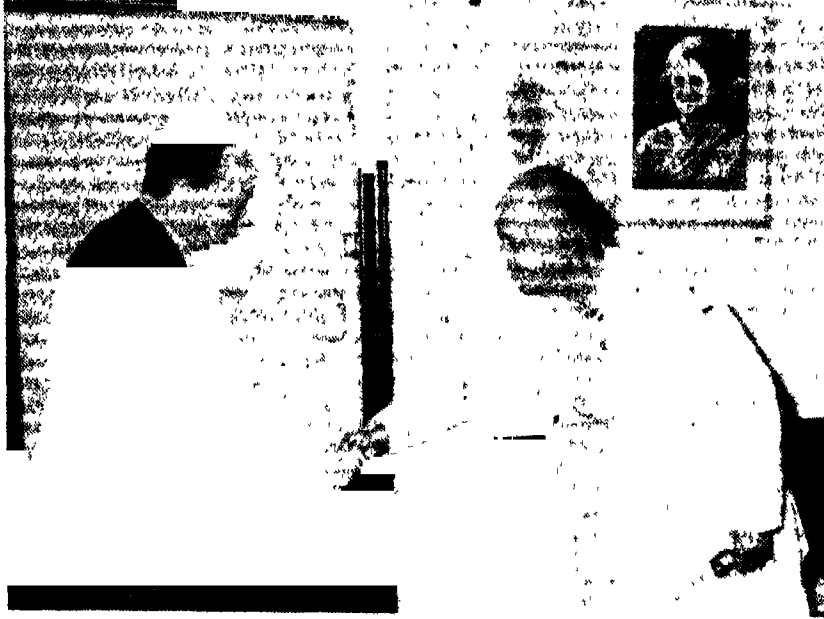
سکوسے ئیئرمسٹر وی۔ ایف پرو مانگسوف
روری کو منترالیہ میں وزیرِ اعلیٰ شری
راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔

بمبئی کی سلم بستیوں کے باسیوں کی بازآبادکاری
کے کام میں پیش قدمی کرنیوالی تنظیم ہیبی ٹیٹ
انڈیا کے دفتر کا افتتاح وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل نے ۲۰ر فروری کو کیا۔ اس
موقع پر آپ حاضرین سے خطاب کررہے ہیں
تصویر میں مہاراشٹر پردیش کانگریس کمیٹی کے
صدر شری این۔ ایم۔ کامبلے، نائب وزیر اعلیٰ
شری رام راؤ اڈک اور مذکورہ تنظیم کے
صدر ڈاکٹر چرنجیت چنانا بھی دیکھے جاسکتے ہیں

سوشیل کارشند سے وزیر مالیات
ی کو انڈین مرچنٹس چیمبر کی جانب سے
۔ وہ ایک میٹنگ میں حاضرین سے
کررہے ہیں۔ تصویر میں چیمبر کے
ی ایس۔ کے سومیا اور سیلس ٹیکس
ری وینیش افضل پورکر بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۴ فروری کو بمبئی کے پرانے ودھان بھون میں واقع پولس ہیڈ کوارٹرز میں مہاراشٹر پولس کنٹرول روم اور مواصلاتی کمپلیکس کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ کے بائیں جانب وزیر مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ اور ڈائرکٹر جنرل آف پولس بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
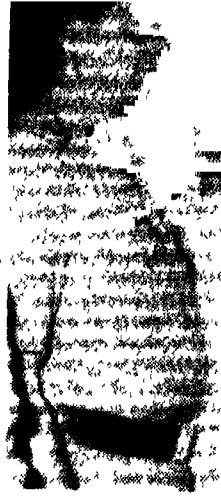
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے حال ہی میں دھولے میں سٹیکام کی مجوزہ فیکٹری کی بھومی پوجن کی اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ مجوزہ فیکٹری کے سنگِ بنیاد کی نقاب کشائی کر رہے ہیں۔
تصویر میں وزیر سماجی بہبود شریمتی پرتیبھا پاٹل، مرکزی نائب وزیر برائے مواصلات شری وجے نول پاٹل، وزیر جنگلات شری سروپ سنگھ نائیک اور ایم ایل اے شریمتی کملابائی اجیرا بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

بمبئی کی گورو ریوگرافی ڈوا اسکول کا چوتھا یوم تاسیس ۲۵ فروری کو منایا گیا۔ اس تقریب کی صدارت مہاراشٹر کے انسپکٹر جنرل آف پولس اور مہاراشٹر ٹورزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے منیجنگ ڈائرکٹر شری سریندر ساہنی نے کی۔ زیرِ نظر تصویر میں شریمتی ساہنی ایک طالبِ علم کو انعام دے رہی ہیں۔
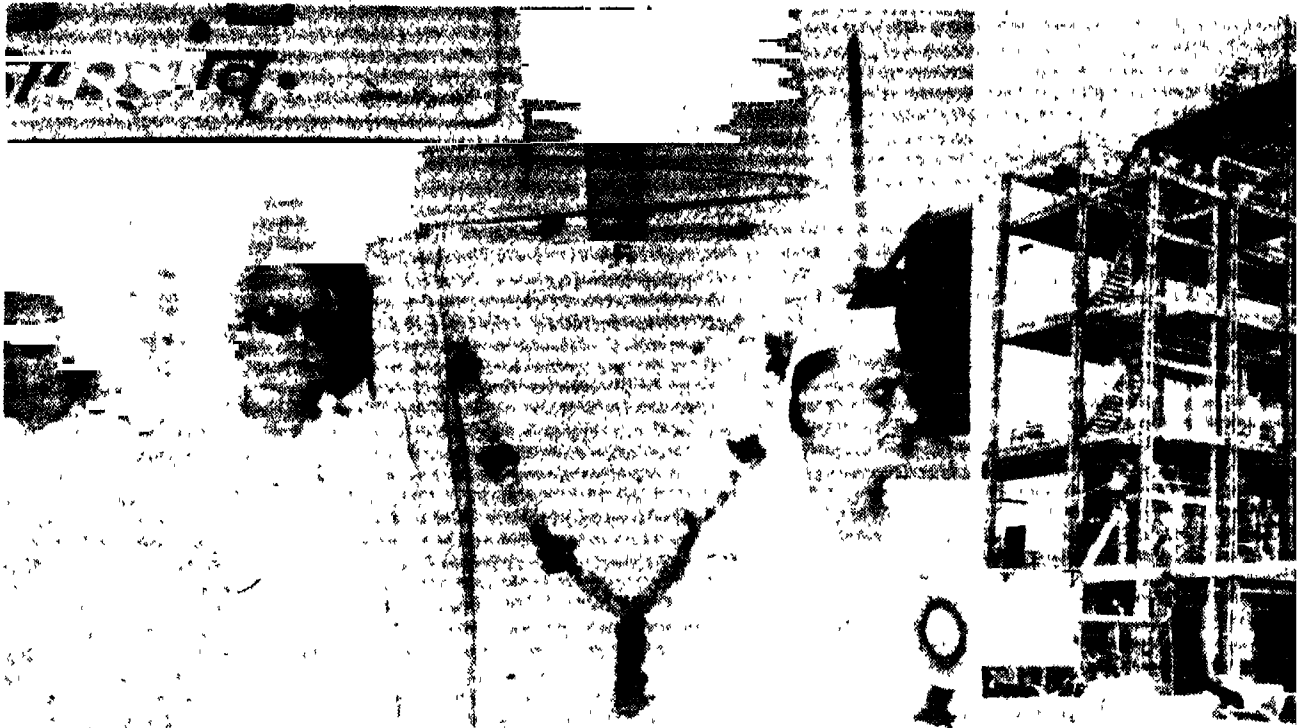
ںگاؤں میں سنجیونی سہکاری ساکھر کارخانہ کی جانب سے تین کروڑ روپے کے صرفہ سے تعمیر کردہ ایسیٹک ایسڈ پروجیکٹ
ر فروری کو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں اس تقریب کے
علیم شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر نقل وحمل شری ایس۔ ایم۔ آئی اثیر اور سنجیونی سہکاری ساکھر کارخانہ کے چیرمین
راؤ کسوہے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

لیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۳ فروری کو منترالیہ میں بینکوں کے انتظامیہ کے نمائندوں کی ریاستی سطح کی ایک میٹنگ میں حاضرین سے
ہیں۔ آپ کے دائیں جانب وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے اور وزیر دیہی ترقیات شری پرتاپ راؤ بھوسلے دیکھے جا سکتے ہیں۔

سویڈن کے ایک پارلیمانی وفد نے یکم مارچ کو منترالیہ میں مسٹر ایڈمنڈ بیگسن کی سربراہی میں وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی ۔ زیرنظر تصویر میں مسٹر ایڈمنڈ وزیراعلیٰ کو تحفہ پیش کر رہے ہیں۔

شری سروپ سنگھ نائیک ، وزیرقبائلی بہبود نے ۲۶ رفروری کو شیواجی پارک میں شری وسنت ویشمکھ کے ناول " بھومی گتا پچھیارا جیا" کا اجرا کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری وسنت ویشمکھ اور بمبئی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس شری وی۔ ایس ویشپانڈے بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر ڈیری ترقیات " مویشی پالن ۲۳ رفروری کو بمبئی کے مضافاتی علاقے آرے کالونی میں کوکن زرعی یونیورسٹی اور بمبئی ویٹرنیری کالج کے مویشیوں کے ہسپتال کی نئی عمارت کا افتتاح کر رہے ہیں ۔
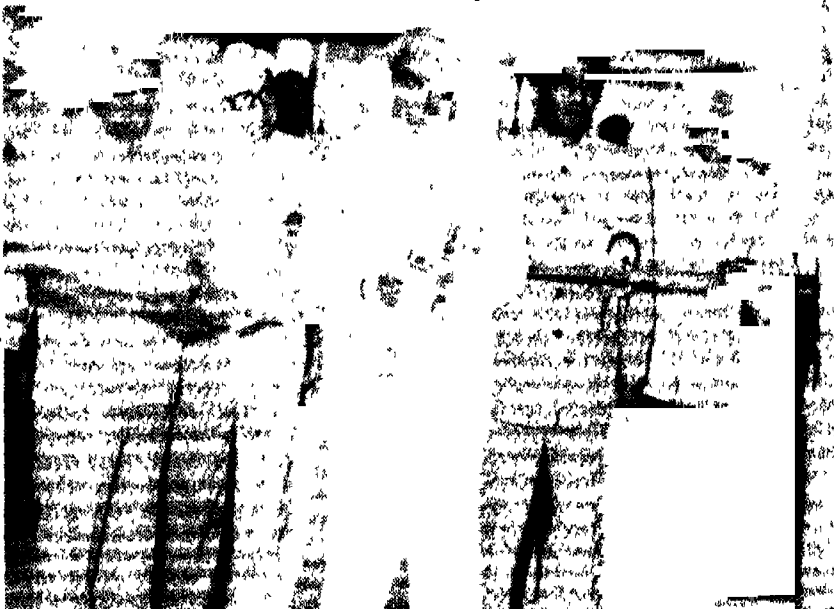
مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل شری
آئی۔ ایچ۔ لطیف کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف
نے ۵ رفروری کو بمبئی میں منعقدہ دسویں
مہاراشٹر اسپورٹس مقابلے برائے معذور
افراد میں انعام یافتگان کو انعامات
تقسیم کئے۔ اس موقع پر لی گئی تصویر
میں گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف
اور شیمو دیسے مرچنٹ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

چیف سیکریٹری، شری رام پردھان نے ۲۹ رجنوری کو پونے میں ایک کثیر المقاصد آڈیٹوریم کا افتتاح کیا ۔ اس
آڈیٹوریم کا نام "چھوٹو بچت بھون" ہے۔ اسے ریاستِ مہاراشٹر کے ملازمین کے ثقافتی ادارے نے تعمیر کیا ہے۔ اس موقع پر
لی گئی تصویر میں (دائیں طرف) شری رام پردھان، مذکورہ بھون کا افتتاح کر رہے ہیں۔ بائیں طرف بھون کی عمارت دیکھی جا سکتی ہے۔
شری ے۔ ایس سندھو، ڈیویژنل ریوینیو کمشنر، شری دِنیش افضل پورکر سابق کلکٹر پونے اور موجودہ سیلس ٹیکس کمشنر اور شری
آنند بھدکمکر، کلکٹر پونے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔
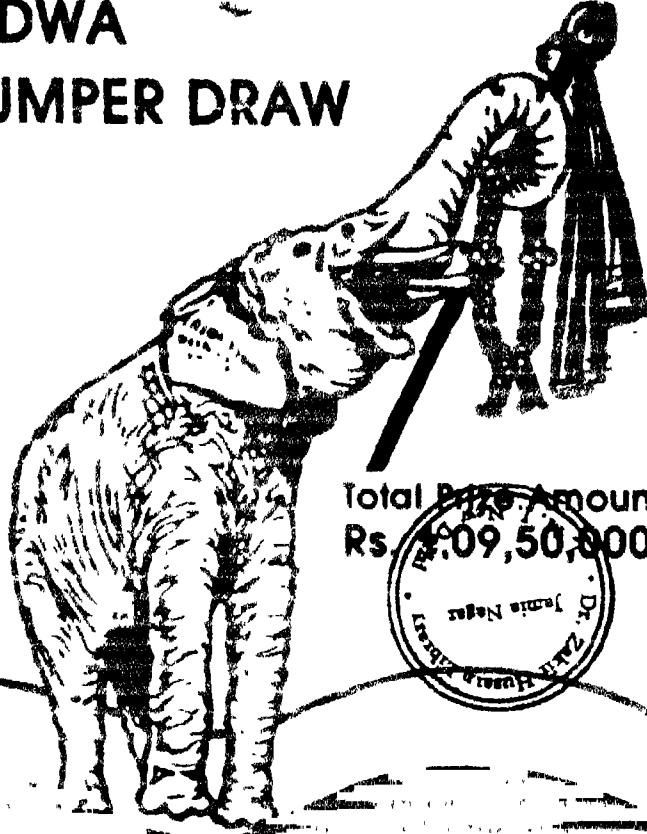
QAUMIRAJ : Regd. No. MH-BY South-544 *Licence No. 89 for 'without prepayment of postage.*

شائع کردہ :۔ شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۳۲ ۴۰۰۰
مطبوعہ :۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴ / گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس پونہ

قومی راج

۱۰ اپریل ۱۹۸۴ء 10/4/84
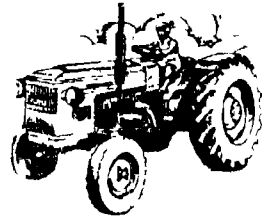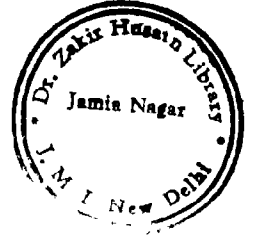
برطانیہ میں بھارت کے اسسٹنٹ ہائی کمشنر شری رویندر مہاترے
کا جسد خاکی ۱۷ مارچ کو بذریعہ طیارہ بمبئی لایا گیا۔ شری مہاترے
چھ ہفتے قبل برطانیہ میں قتل کر دیئے گئے تھے ــــ وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل (اوپر) اور نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ اڈک نے
شری مہاترے کے جسد خاکی پر پھول چڑھائے۔

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نگراں :- خواجہ عبدالغفور (آئی۔اے۔ایس)

سالانہ : دس روپے

فی کاپی : پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر : موہن پاٹل

ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

مراسلت کا پتہ

ایڈیٹر "قومی راج" (پندرہ روزہ)

ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلشنز

گورنمنٹ آف مہاراشٹر، ۱۵ واں منزلہ

نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، مقابل منترالیہ

بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ترسیل زر کا پتہ :-

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،

گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

مشترکہ شمارہ

۲۵ رمارچ اور ۱۰ راپریل ۱۹۸۴ء

جلد ۱۱ ___ شمارہ ۶، ۷

ترتیب

صفحہ نمبر

قارئین کی رائے

★ ادیب سید مقصود علی مقصود

اتواری۔ ناگپور ۴۴۰۰۰۲

۵ اردسمبر کا شمارہ دفتر "ہمہ گیر" میں نظر نواز ہوا۔ تمام مضامین عمدہ اور کار آمد باتوں سے بھرپور ہیں، شعری تخلیقات بھی معیاری ہیں۔ قومی راج پابندی سے صحیح تاریخ پر شائع ہو تو اور بہتر ہوگا۔

★ سید عبد العزیز سید احمد (ہیڈ ماسٹر)

اردو پرائمری گرلس اسکول، کھڑگاؤں۔ ضلع جلگاؤں۔

مہاراشٹر سرکار کی طرف سے آپ کی سربراہی میں نکلنے والے پندرہ روزہ "قومی راج" کو دیکھا۔ حسن ترتیب، طباعت ہر لحاظ سے آپ کا رسالہ اردو ادب کی اچھی خدمت کر رہا ہے ع
اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

★ حفیظ حارث

جمال منزل وارث پورہ۔ کامٹی (ریاست مہاراشٹر)

۱۰ر جنوری ۱۹۸۴ء کا "قومی راج" زیر مطالعہ رہا، بہت ہی معیاری اور خوب نکھرا ہوا ہے۔

ڈاکٹر ضیاء الدین ڈیسائی صاحب پر ڈاکٹر سید عبدالرحیم صاحب کا مضمون بہت ہی پسند آیا۔ اگرچہ مختصر ہے مگر خوب ہے۔ اس طرح کا سلسلہ جاری رکھئے

★ یکنا ہندی

۲ بسنتی بائی کی چال، ہریالی ویلیج،
دکھرولی (ایسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۸۳

"قومی راج" کا ہر شمارہ "نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اوّل" کے مصداق خوب سے خوب تر اور دل کش ہوتا جا رہا ہے، جہاں تک سرکاری اسکیموں، پروگراموں اور سرگرمیوں کے انکشاف کا اور تاریخی، ثقافتی، صنعتی، سماجی اور دیگر اصلاحات کے مضامین کا تعلق ہے کافی معلومات افزا اور دلچسپ ہے۔ لیکن ان تمام محاسن اور خوبیوں کے باوجود (ممکن ہے ناکافی صفحات کی وجہ سے) پورے مہاراشٹر کا احاطہ (جو کہ بے حد ضروری ہے) موجودہ ضخامت نہیں کرتی، لہٰذا میری رائے میں سر دست مراٹھی ادب کی خوبیوں، لوک گیتوں اور طنز و مزاح کا اضافہ کیا جائے تو مناسب ہوگا۔ تاکہ قارئین قومی راج کے وسیع و دل نشیں دسترخوان سے مزید چاشنی اور چٹخارے حاصل کر سکیں۔

★ جہانگیر خاں جوہر

روشن پورہ، مرتضیٰ پور
ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

آپ کی ادارت میں "قومی راج" کا نکھار، لائق ستائش ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھی حالی کی طرح ع
"ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں"
کی جستجو میں سرگرم رہتے ہیں۔

کیا اچھا ہوتا اگر قومی راج میں کوئی سلسلہ وار کہانی یا ناول بھی جاری رہتا جو آج کل عام ماہناموں کا چلن ہو گیا ہے۔

★ محمد اقبال

محمد علی روڈ، مالیگاؤں، ضلع ناسک (مہاراشٹر)

"قومی راج" نے "ماما وریرکر نمبر" پیش کر کے قابلِ قدر خدمت انجام دی ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا اگر "سونے کا کلس" کو یا ان کے دو ایک ڈراموں کو بھی آپ اردو میں پیش کرتے۔ مراٹھی کے ادب کو اردو میں پیش کرنے کا سلسلہ کافی پہلے آپ نے شروع کیا تھا، کچھ منظوم تراجم چونکا دینے والے شائع ہوئے تھے، اس سلسلہ کو باقاعدگی سے جاری رکھا جائے تو بڑے کام کی چیز ہوگی۔

"قومی راج" ہر لحاظ سے دل کش اور معلوماتی ہے اور اس کو بہتر سے بہتر بنانے کی آپ کی لگن قابلِ قدر ہے۔

★ سرفراز احمد

اقبال روڈ۔ دھولے (مہاراشٹر)

قابلِ مبارکباد ہیں آپ لوگ کہ "قومی راج" کا ہر شمارہ اپنی انفرادیت، دل کشی اور معلوماتی خوبیوں سے پُر ہوتا ہے۔ خصوصی نمبروں کے سلسلے میں تو "قومی راج" نے مثال قائم کر دی ہے۔ بغیر کسی پیشگی اعلان کے آپ حضرات اس قدر شاندار اور بامقصد خاص نمبر پیش کر دیتے ہیں کہ اردو دشمنوں اور قارئین قومی راج کے حلقوں میں تعمیری ہلچل سی مچ جاتی ہے۔ اردو میں ایسے بامقصد، معلوماتی اور نہایت دل کش نمبر صرف اور صرف قومی راج کو ہی پیش کرنے کا فخر حاصل ہے۔ "ادیباسی بہبود خصوصی نمبر"، "ماما وریرکر نمبر"، "سبز انقلاب نمبر"، "پراڈکر نمبر"، "جنگلی جانور نمبر" ہر ایک اپنی مثال آپ ہیں۔ اور ہر لحاظ سے نعمت۔
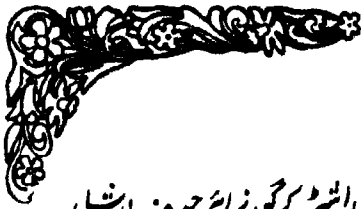
مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل شری آئی ایچ ۔لطیف، شری جینت راؤ تلک چیرمین ریاستی کونسل، اور شری شنکر راؤ جگتاپ، نائب اسپیکر ریاستی اسمبلی کے ہمراہ ۱۲ مارچ کو بمبئی میں ریاستی قانون ساز اسمبلی میں مشترکہ اجلاس سے خطاب کرنے کیلئے جارہے ہیں۔
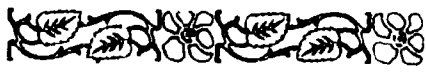
ریاست کی ہمہ جہت ترقی کیلئے حکومت مصروف کار

مجلس قانون ساز کے مشترکہ اجلاس سے گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف کا خطاب

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ایچ لطیف نے ۱۲ مارچ ۱۹۸۴ء کو نئے کونسل ہال بمبئی میں ریاستی مجلس قانون ساز کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے اپنی تقریر میں امسال ریاست کے سیلاب اور شدید بارش سے متاثرہ علاقوں میں حکومت کی جانب سے جنگی پیمانے پر کئے گئے راحت اقدامات کا ذکر کرتے ہوئے حکومت کی مشنری کے ساتھ متاثرین کے تعاون اور ان کی ہمت کی ستائش کی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ریاستی حکومت ریاست کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ہر ممکن اقدام کرنے کا عزم کر چکی ہے۔ آپ کی تقریر کا متن درج ذیل ہے :

عالی جناب چیرمین، عالی جناب اسپیکر اور معزز اراکین!

۱ ۔ ریاستی مجلس قانون ساز کے ۱۹۸۴ء کے بجٹ اجلاس میں آپ حضرات کا خیر مقدم کرتے ہوئے مجھے بڑی مسرت ہو رہی ہے۔ موجودہ وزارت نے حال ہی میں اپنی کارکردگی کا ایک سال مکمل کیا ہے۔ جب اس وزارت نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی تھی اس وقت ریاست کے اکثر علاقے

خشک سالی کے شکار تھے ۔ بے شمار دیہاتوں اور متعدد شہروں میں پینے کے پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے صورتِ حال بہت خراب ہوگئی تھی ۔ صورتِ حال اس حد تک خراب تھی کہ پینے کے پانی کی فراہمی کے مسئلے سے دوچار دیہاتوں کی فہرست میں جو دیہات شامل نہیں تھے اور جہاں فصل بھی اطمینان بخش تھی ان دیہاتوں میں بھی پینے کا پانی فراہم نہیں تھا ۔ خشک سالی کی وجہ سے ریاست کے متعدد علاقوں میں بڑے پیمانے پر روزگار فراہم کرنا ضروری ہوگیا تھا ۔ جہاں تک صنعت کا تعلق ہے کپڑا ملوں کی ہڑتال جاری تھی ۔ خشک سالی اور پینے کے پانی کا مسئلہ حل ہونے تک ریاست کے متعدد علاقے شدید بارش اور سیلاب سے دوچار ہوئے ۔ جون اور اکتوبر تک ہوئی موسلادھار بارش سے کوکن ، مراٹھواڑہ ، ودربھ اور بعض دیگر اضلاع متاثر ہوئے ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ حکومت نے اپنی انتھک کوششوں کی وجہ سے صورتِ حال کو قابو میں کرلیا ۔

۲ ـــ تقریباً بیس ہزار دیہاتوں میں پانی کی عدم دستیابی کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے مختلف اسکیمات جاری کی گئیں ۔ تقریباً گیارہ ہزار دیہاتوں میں پائپ لائن بچھاکر یا بور کنوؤں کی کھدائی کے ذریعے فراہمیٔ آب کا مستقل انتظام کیا گیا ۔ تقریباً چار ہزار دیہاتوں میں موجودہ کنوؤں کو مزید گہرا کرکے یا زیر زمین پائے جانے والے پانی کے استعمال کا انتظام کرکے پانی فراہم کیا گیا ۔ تقریباً ۵ ہزار دیہاتوں میں ٹینکروں اور بیل گاڑیوں کے ذریعے پینے کا پانی فراہم کیا گیا ۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء اور ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ان تمام اسکیمات پر تقریباً ۱۱۹ کروڑ روپے صرف کئے گئے ۔

۳ ـــ بمبئی کی کپڑا ملوں کے ورکروں کی ہڑتال اور اس سے پیدا شدہ مسائل کو حل کرنے کے لئے بعض ملوں کو قومیانے کی مرکزی حکومت کو ترغیب دے کر ریاستی حکومت نے ایک قابلِ ستائش اقدام کیا ہے ۔

۴ ـــ ہمارے ملک کا ساتواں پنج سالہ منصوبہ قریب ہے ۔ ریاست کے ساتویں پنج سالہ منصوبہ کی تشکیل کے لئے حکومت اقدامات کررہی ہے ۔ ۸۵-۱۹۸۴ء چھٹے پنج سالہ منصوبہ کا آخری سال ہے ۔ پلاننگ کمیشن نے اس برس کے لئے ۱,۶۵۰ کروڑ روپے منظور کئے ہیں ۔ یہ رقم سالِ گذشتہ کے لئے منظور کردہ رقم ۱,۵۰۰ روپے سے دس فی صد زیادہ ہے ۔ حکومت سرمایہ کاری اور فلاحی اقدامات پر خرچ کی جانے والی رقموں میں مناسب توازن کی برقراری پر نظر رکھ رہی ہے ۔ منصوبے میں ۵۵ فی صد رقم توانائی ، آبپاشی اور زراعت کے لئے مختص کی گئی ہے ، افلاس کے خاتمے ، اقل ترین ضروریات پروگرام دیہی فراہمیٔ آب اسکیم ، نیز نئے بیس نکاتی پروگرام میں شامل قبائلی علاقہ ، ضمنی منصوبہ اور خصوصی کیمپونینٹ منصوبہ کے لئے بھی خاطر خواہ رقم مختص کی گئی ہے ۔

۵ ـــ جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں گذشتہ کئی برسوں سے ہم ضمانتِ روزگار اسکیم نافذ کررہے ہیں ۔ اس اسکیم کی معاشی اور سماجی اہمیت کا ہر شخص معترف ہے ۔ مجھے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہماری اس اسکیم کے طرز پر حکومتِ ہند نے دیہی بے زمین ضمانت روزگار پروگرام وضع کیا ہے ۔ قومی سطح پر نافذ کئے جانے والے اس پروگرام سے ہماری ریاست بھی مستفید ہوگی ۔ ریاست میں خشک سالی کی صورتِ حال پیدا ہونے کی وجہ سے دیہی سطح پر کثیر تعداد میں روزگار فراہم کرنے کے لئے حکومت کو ضمانت روزگار اسکیم کے نفاذ پر زائد اخراجات برداشت کرنے پڑے ۔ ایک اندازے کے مطابق سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس اسکیم کے تحت ۱۶۶۰ کروڑ ایام کار ملازمت فراہم کی جائے گی ۔

۶ ـــ حکومت ریاست کی ہمہ جہت ترقی کے لئے ہر ممکن اقدامات کررہی ہے ۔ ریاست کے مختلف علاقوں کی ترقی کی رفتار کے فرق سے متعلق عوام کے احساسات کو محسوس کرتے ہوئے نیز اس سلسلے میں ان کے مطالبات کا احترام کرتے ہوئے حکومت نے اس مسئلہ کا سنجیدگی کے ساتھ مطالعہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ لہٰذا ڈاکٹر وی ۔ ایم ڈانڈیکر کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تاکہ وہ اس سلسلے میں حقائق کا مطالعہ کرے ۔ اسی کے ساتھ ودربھ ، مراٹھواڑہ ، کوکن اور باقی ماندہ مہاراشٹر کے لئے چار علیحدہ علاقائی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں تاکہ ڈاکٹر ڈانڈیکر کی مطالعاتی ٹیم کی رپورٹ کی روشنی میں یہ علاقائی کمیٹیاں پروگراموں کی تشکیل کے لئے مشورہ دے سکیں ۔

۷۔ سال ۱۹۸۳ء میں جون سے اکتوبر کے دوران ریاست کے متعدد اضلاع سیلاب کی زد میں آئے اور بدقسمتی سے ۳۸۶ اموات واقع ہوئیں۔ اس کے علاوہ گھروں، زرعی اراضی اور کھڑی فصلوں کو بھی زبردست نقصان ہوا۔ حکومت نے ریاست کے سیلاب زدہ علاقوں میں ہیلی کاپٹروں سے غذائی پیکٹوں کی فراہمی اور فوری طبی امداد جیسے متعدد اقدامات کئے جن کسانوں کی فصلیں تباہ ہوئی تھیں انہیں دوبارہ تخم ریزی کے لئے حکومت نے سو روپے فی ہیکٹر کی شرح سے امداد دی نیز زرعی اراضی کو دوبارہ قابل کاشت بنانے کے لئے ضرورت مند کاشتکاروں کو ۴۰۰ تا ۶۰۰ روپے فی ہیکٹر کی شرح سے امداد دی گئی۔ جن مقامات پر زمین کو بہت زیادہ نقصان پہنچا ہے وہاں اراضی کو قابل کاشت بنانے کا کام حکومت اپنے ذمے لیتی ہے۔ یہ کام واٹر شیڈ ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت انجام دیا جاتا ہے۔ سیلاب زدہ علاقوں میں گھروں کی مرمت اور دوبارہ تعمیر کے لئے دو لاکھ اسی ہزار خاندانوں کو امداد دی گئی۔ گھروں کی دوبارہ تعمیر کے لئے دو ہزار روپے یک گرانٹ اور آٹھ ہزار روپے یک قرض فی گھر کے حساب سے دیئے گئے۔

۸۔ اکثر و بیشتر سیلاب کی زد میں آنے والے دیہاتوں کے مسئلہ کا مستقل حل تلاش کرنے کے لئے حکومت نے ایک پالیسی وضع کی۔ جس کے تحت تقریباً سو دیہاتوں میں باز آبادکاری کا کام شروع ہو چکا ہے اور ابھی تک تقریباً سولہ ہزار خاندانوں کو سیلاب کی زد میں آنے والے علاقے سے باہر بسایا جا چکا ہے۔ حکومت کی امداد کے علاوہ سیلاب زدہ علاقوں کے افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والوں کو درکار مالی امداد وزیر اعلیٰ راحت فنڈ اور وزیر اعظم کے راحت فنڈ سے فراہم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مہاراشٹر کے عوام نے جرأت مندی کے ساتھ سیلاب کا مقابلہ کیا ہے۔ سیلاب زدہ افراد کے لئے جاری کئے گئے راحت اقدامات کے نفاذ میں متعلقہ افراد نے حکومت کے ساتھ پورا تعاون کیا۔ سیلاب زدہ افراد کی راحت اور ان کی باز آبادکاری کے لئے رواں مالی سال کے دوران حکومت تقریباً ۴۵ کروڑ روپے خرچ کرے گی۔

۹۔ ریاست کے مختلف اضلاع میں بے وقت کی بارش یا شدید بارش کی وجہ سے خریف کی فصل کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ ۱۰,۳۰۰ دیہاتوں میں ۶۰ / ۵۰ سے کم پیسہ واری کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان دیہاتوں میں کسانوں سے ان پر حکومت کے واجب الادا رقم نیز مختصر مدتی قرضوں کی ادائیگی کو ملتوی کیا گیا ہے۔ بعض دیگر دیہاتوں کی پیسہ واری کا ازسرِ نو جائزہ لیا جا رہا ہے۔ حکومت نے اس ایوان کے ایک معزز رکن شری بھگونت راؤ گائیکواڑ کی زیر صدارت ایک مطالعاتی کمیٹی نامزد کی ہے جو پیسہ واری کے تعین کے طریقہ کار کا مطالعہ کرے گی اور اس سلسلے میں مشورے دے گی۔

۱۰۔ حکومت نے اس ایوان کے ایک اور معزز رکن ڈاکٹر وی سبرامنیم کی زیر صدارت ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو ریاست میں اکثر و بیشتر خشک سالی کا شکار ہونے والے علاقوں کی نشاندہی کرے گی اور ان علاقوں کی ترقی کیلئے طویل مدتی اقدامات تجویز کرے گی۔ امید ہے کہ اس کمیٹی کی تجاویز کی روشنی میں حکومت خشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں کی ترقی کے لئے ضروری اسکیمات وضع کر سکے گی۔

۱۱۔ ۱۹۷۸ء میں حکومت نے فیصلہ کیا تھا کہ نئی اٹھاؤ سینچائی اسکیمات سرکاری اخراجات پر نافذ نہیں کی جائیں گی ــــ تاہم خشک سالی سے متاثرہ علاقوں میں پینے کے پانی کی قلت کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے حکومت نے بڑی اٹھاؤ سینچائی اسکیموں کو سرکاری خرچ سے نافذ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ نفاذ اصولی طور پر نہیں ہوگا بلکہ اس کا شمار مستثنیات میں ہوگا۔ ان اسکیموں کو خصوصاً خشک سالی سے متاثرہ علاقوں، قبائیلی اور پہاڑی علاقوں میں نافذ کیا جائے گا۔ جن علاقوں میں سالانہ بارش ۳۷۵ ایم۔ ایم سے کم ہو اور جہاں ہر سال ٹینکروں اور بیل گاڑیوں کے ذریعے پانی فراہم کیا جاتا ہو نیز جہاں اس مسئلہ کی وجہ سے لوگ گاؤں چھوڑ... ترک تعلق ہونے کا خیال رکھتے ہوں۔ وہاں ان اسکیمات کے نفاذ کو ترجیح دی جائے گی۔ بین الریاستی معاہدوں کے تحت ریاست کو دستیاب پانی کو استعمال میں لانے کے لئے بھی یہ اسکیم نافذ کی جائے گی۔ "بہاؤ آبپاشی اسکیم" کو حسبِ سابق ترجیحی بنیاد پر نافذ کیا جائے گا۔ امداد باہمی اور نجی سیکٹر میں اٹھاؤ سینچائی اسکیم کو اختیار کرنے کے لئے حکومت ہمت افزائی کرے گی۔

۱۲۔ ہمارے منصوبوں میں آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی کو ہمیشہ ترجیحی اہمیت دی گئی ہے۔ جون ۱۹۸۳ء تک بڑے درمیانی اور چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں کے ذریعے ۶۵ء۲۰ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آب لائی گئی۔ جون ۱۹۸۴ء تک مزید ۲۵ء۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیر آب لانے کی کوشش کی جائے گی۔

۱۳۔ اکتوبر ۱۹۸۳ء سے مہاراشٹر واٹر یوٹی لائزیشن پروجیکٹ نافذ کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت نہر کے بالائی حصے پر دستیاب پانی کو استعمال کرنے سے متعلق طریقوں سے کاشتکاروں کو روشناس کرایا جائے گا۔ اس طرح ۹۵ ہزار ہیکٹر اراضی سیراب ہو سکے گی۔

۱۴۔ کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم ۳۰ر جون ۱۹۸۴ء کو ختم ہوگی۔ اس اسکیم کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے ریاستی حکومت نے مرکز سے درخواست کی ہے کہ متعلقہ قانون کے نفاذ کی معیاد میں دس برس کی توسیع کی جائے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ توسیع کی اجازت ملتے ہی اس اسکیم کے نفاذ کے لئے امداد باہمی سیکٹر میں کپاس کے کاشتکاروں کی ایک فیڈریشن بنائی جائے گی۔

۱۵۔ مرکزی حکومت کی سفارشات کی روشنی میں ریاستی حکومت نے ریاست میں زرعی پیداوار کی فروخت اور متعلقہ اداروں کی دیکھ ریکھ کے لئے ایک ایگری کلچرل مارکیٹنگ بورڈ تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں پہلے ہی ایک آرڈیننس جاری کیا گیا ہے۔

۱۶۔ ہماری ریاست کے دیہی علاقوں میں امداد باہمی شکر فیکٹریاں معاشی اعتبار سے بہت اہم ہیں۔ نئے مقامات پر نئی امداد باہمی شکر فیکٹریوں کے قیام کا رجحان ہمارے یہاں عام ہو رہا ہے۔ ریاستی حکومت نے ایسی نئی فیکٹریوں کے قیام اور حالیہ فیکٹریوں کی توسیع کی متعدد درخواستوں کی مرکزی حکومت سے سفارش کی ہے جن کے جواب میں مرکز نے مزید سات فیکٹریوں کے قیام اور حالیہ پانچ فیکٹریوں کی توسیع کی اجازت دی ہے۔ ریاستی حکومت باقیماندہ درخواستوں سے متعلق مرکز کی منظوری حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

۱۷۔ ریاستی حکومت نے ۲۰ نئی سوت کاتنے کی ملوں کے قیام کا ایک پروگرام بنایا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر ملیں کپاس اگانے والے علاقوں میں کھولی جائیں گی۔ مجھے یہ اطلاع دیتے ہوئے خوشی ہوتی ہے کہ اس سلسلے میں ایک تجویز مندرج جاتیوں اور ایک مندرج قبائیلیوں سے اراکین کی جانب سے بھی موصول ہوئی ہے۔ قومی امداد باہمی ترقی کونسل (NCDC) نے چھ ملوں کے قیام کے لئے مالی امداد دینے کی منظوری دی ہے باقی ماندہ ۱۴ ملوں کو ریاستی حکومت نے امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ علاقے کے اعتبار سے ان ۱۴ ملوں کی تقسیم اس طرح ہوگی ـــ ودربھ نو، مراٹھواڑہ تین اور خاندیش دو۔

۱۸۔ پیاز کی گرتی ہوئی قیمت کے پیش نظر پیاز اگانے والے کسانوں کی امداد کے لئے حکومت نے NAFED کی معرفت ۶۰ روپے کوئنٹل کی شرح سے پیاز خریدنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں ہونے والے نقصان کو ریاستی حکومت مرکز کے ساتھ مساوی طور پر برداشت کرے گی۔

۱۹۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ڈیری ڈیولپمنٹ پروگرام کامیابی کے ساتھ نافذ کیا گیا۔ رواں سال کے دوران تقریباً اڑتالیس کروڑ لیٹر دودھ جمع کیا گیا جو گذشتہ سال کے مقابلے میں ۱۴ فی صد زیادہ ہے۔ ڈیری ترقیات کے لئے درکار سہولتوں کی فراہمی میں اضافہ کیا گیا ہے۔ حکومت نے آپریشن فلڈ II پروگرام کو منظوری دی ہے۔ اس کے تحت ۱۹ اضلاع کا احاطہ کیا جائے گا اور ۸۸ کروڑ روپے اس پر صرف کئے جائیں گے۔ اس پروگرام کے پہلے حصے کے تحت کولہاپور، جلگاؤں، سولاپور، اورنگ آباد، جالنہ، عثمان آباد، لاتور اور بلڈھانہ، ان آٹھ اضلاع کا احاطہ کیا گیا تھا ـــ رواں سال کے دوران دوسرے حصے کے تحت پونے، ناشک، بیڑ اور ایوت محل ان چار اضلاع کا احاطہ کیا گیا۔ سال ۸۵-۱۹۸۴ء تک باقی ماندہ اضلاع یعنی سانگلی، ستارا، دھولیے، بھنڈارا، چندرپور، رائے گڑھ اور رتناگیری کا بھی احاطہ کرنے کا نشانہ ہے۔

۲۰۔ تازہ پانی سے پکڑی جانے والی مچھلیوں کی مقدار کو ستائیس ہزار میٹرک ٹن سے بڑھا کر اکیاون ہزار میٹرک ٹن کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے ایک پروجیکٹ تشکیل دیا ہے جس کے لئے عالمی بینک کی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق اس پروجیکٹ کے تحت مزید چوبیس ہزار ماہی گیروں کو ملازمت ملے گی۔

۲۱۔ یہ امر ہمارے لئے اطمینان کا باعث ہے کہ امسال سیلاب اور شدید بارش سے فصلوں کو ہوتے زبردست نقصان کے باوجود ۱۰۸ لاکھ ٹن غلے کی پیداوار متوقع ہے۔ تلہن کی پیداوار کا اندازہ ۱۴٫۵۳ لاکھ ٹن ہے۔

۲۲۔ چونکہ ہمارے یہاں زراعت کا دار و مدار پوری طرح بارش پر ہے لہٰذا بارش کے علاوہ دیگر طریقوں سے آبپاشی اور کاشتکاری کرنے کی تکنیک کو بہتر بنانے اور اسے عام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد کے تحت کرشی پنڈھری اسکیم کے تحت ہر تعلقہ سے ایک دیہات کا انتخاب کیا جائے گا اور اسے ماڈل بنایا جائے گا۔ کرشی پنڈھری اسکیم ۲۹۹ تعلقوں میں پہلے سے نافذ ہے۔

۲۳۔ ملک کی دیگر ریاستوں کے مقابلے میں مہاراشٹر سب سے زیادہ صنعتی لائسنس حاصل کرتا رہا ہے۔ تاہم ان اضلاع میں جہاں چھوٹی یا درمیانی صنعتیں بنی ہیں وہاں نئی صنعتوں کے لئے ترجیحی بنیاد پر لائسنس دینے کی مرکزی حکومت کی پالیسی کے پیش نظر ہماری ریاست کی ترقی کی رفتار کم ہونے کا اندیشہ ہے۔ میری حکومت کی رائے میں نئے لائسنس دینے کے لئے ڈسٹرکٹ کی بجائے تعلقہ کو بنیاد بنایا جانا چاہیئے۔ ریاستی حکومت اس ضمن میں مرکز کو اپنی پالیسی پر نظرثانی کرنے کی ترغیب دلا رہی ہے۔

۲۴۔ ریاست کے پسماندہ علاقوں میں نئی صنعتوں کے قیام کے لئے ریاستی حکومت ۱۹۶۴ء سے پیکیج اسکیم کے تحت صنعتکاروں کو ترغیب دے رہی ہے حکومت نے اس اسکیم پر نظرثانی کی اور بعض تبدیلیوں کے ساتھ یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے نظرثانی شدہ اسکیم کو نافذ کیا۔ نئی اسکیم کے تحت سیلس ٹیکس سے متعلقہ رعایت رقم کی مستقبل میں ادائیگی کی صورت میں ہوگی۔

۲۵۔ بمبئے میٹرو پولیٹن علاقے میں صنعتوں کی کثرت کو کم کرنے کے لئے چند برس قبل حکومت نے انڈسٹریل لوکیشن پالیسی تشکیل دی تھی۔ تاہم بمبئی عظمیٰ کے چھوٹے صنعتکاروں کے لئے ان کے کاروبار کو سود مند بنانے کے لئے انہیں بیس لاکھ روپے تک تجدید کی اجازت دینا ضروری ہو گیا ہے لہٰذا اس سلسلے میں مذکورہ پالیسی میں ضروری ترمیم کی جا رہی ہے۔ چھوٹے صنعتکاروں کو بجلی، پانی اور تعمیرات کا سامان فراہم کرتے وقت یہ خیال رکھا جاتا ہے کہ عام شہریوں کی ضروریات اس سے اثر انداز نہ ہوں۔

۲۶۔ خصوصی کمپونینٹ منصوبہ کے تحت مندرج جاتیوں اور نوبدھوں کی فلاح و بہبود کے لئے جاری کردہ پروگراموں سے رواں سال کے دوران ۱٫۱۰ لاکھ افراد کو فائدہ پہنچے گا۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ان پروگراموں کے تحت ۱٫۶۷ لاکھ خاندانوں کا احاطہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

۲۷۔ ادیباسیوں کی ہمہ جہت ترقی کے لئے جاری کردہ قبائیلی ضمنی منصوبے کے تحت ۱۴ اضلاع کے ۶٫۵۲۰ دیہاتوں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ قبائیلیوں کی بہبود کے لئے جاری کردہ اسکیمات پر موثر عمل آوری اور اس ضمن میں مختلف سرکاری محکموں کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے حکومت نے رواں سال کے دوران منترالیہ میں قبائیلی ترقیات کا علیحدہ محکمہ جاری کیا ہے۔

۲۸۔ ادیباسی خاندانوں کی بہبود کے لئے متعدد اسکیمات نافذ کی گئی ہیں۔ انہیں رعایتی قیمتوں پر کھاد، بیج، بیل، بیل گاڑی، بجلی کے پمپ اور دودھ دینے والے جانور وغیرہ فراہم کئے جاتے ہیں۔ جنوری ۱۹۸۴ء کے اواخر تک اس پروگرام کے تحت ۵۱٫۶۰۰ خاندانوں کا احاطہ کیا گیا۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ۱٫۰۰۰ خاندانوں کو مستفیض کرنے کا نشانہ ہے۔ قبائیلیوں کو تاجروں کے استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے قبائیلی ترقیات کارپوریشن اجارہ دارانہ خرید اسکیم نافذ کرتی ہے۔

۲۹۔ پنجسالہ پلان میں پاور سیکٹر کو اعلیٰ ترجیح دی گئی ہے۔ چھٹے پنجسالہ پلان کے شروع میں ریاست میں مجموعی جنریٹنگ (پاور پیدا کرنے کی) صلاحیت ۱۲۰۰ میگاواٹ تھی۔ چھٹے پلان کے ابتدائی تین برسوں میں اس صلاحیت میں ۱۶۲۰ میگاواٹ کا اضافہ ہوا۔ امید ہے کہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران مزید ۹۲۰ میگاواٹ کا اضافہ ہوگا۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران پاور جنریٹنگ

صلاحیت میں اور بھی ۳۴۴ میگاواٹ کا اضافہ ہوگا جب پارلی اور چندر پور میں ۲۱۰ میگاواٹ کی ایک تھرمل پاور یونٹ اور پیٹھن میں ۲۱۲ میگاواٹ کی ایک ہائیڈل یونٹ کی تنصیب ہوگی۔ علاوہ ازیں حکومتِ ہند نے تین زائد گیس ٹربائن یونٹ بمقام اورن وینز ہائیڈرو۔ الیکٹرک پراجیکٹس بمقام بھاتسائی اور کھوپک واسلہ اسٹیج دوم کی تنصیب کی منظوری دی ہے ۔ ان پراجیکٹوں کے سلسلے میں نیز دو یونٹوں کے لئے ہرایک ۵۰۰ میگاواٹ کی، چندرا پور میں نصب کرنے کے لئے ابتدائی کام شروع کیا جا چکا ہے۔

۳۰۔ زرعی پمپنگ سیٹس کے لئے برقی توانائی اور دیہاتوں کو برقانے کے پروگرام پر خصوصی توجہ دی جارہی ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے اختتام تک ۶۶,۰۰۰ سے زیادہ زرعی پمپوں کو برقی توانائی فراہم کر دی جائے گی۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ۵۰۰ و ۲ ے زرعی پمپوں اور ۱۰۰ دیہاتوں کو برقانے کی تجویز ہے۔

۳۱۔ ریاستی حکومت نے جنگل سازی کے پروگرام کو ہمیشہ بڑی اہمیت دی ہے ۔ ۸۰ ۳ را لاکھ تخمی پودوں کے بٹھانے کا سالِ رواں کا نشانہ دسمبر ۱۹۸۳ء کے آخر تک ۴۰ فی صد سے تجاوز کر چکا ہے ۔ موجودہ سال کے دوران حکومت نے ایک انوکھا تجربہ، بیلی کاپٹروں اور ہوائی جہازوں سے بیجوں کے چھڑکنے کا اختیار کیا۔ اس پروگرام کے تحت ۹,۰۰۰ ہیکٹر اراضی کا احاطہ کیا گیا۔ حکومت نے اس پروگرام کو ۸۵-۱۹۸۴ء میں مزید وسیع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور ۱۵,۰۰۰ سے ۲۰,۰۰۰ ہیکٹر کا رقبہ بیجوں کے ہوائی چھڑکاؤ کے لئے زیرِ عمل لینا تجویز کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ حاصل شدہ تجربہ بے درخت اور ویران حصّوں میں کم خرچ کے ساتھ جنگل بانی کے لئے مناسب تدابیر کی طرف رہنمائی کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔

۳۲۔ آبادی میں اضافے پر کنٹرول، ہماری معاشیاتی پیش قدمی کی بنیاد ہے۔ ہماری ریاست ہمیشہ راضی خوشی سے خاندانی منصوبہ بندی کو فروغ دینے میں پیش پیش رہی ہے۔ مارچ ۱۹۸۳ء کے آخر تک ہماری ریاست ۲۶ فی صد کی قومی اوسط کے مقابلے میں ۴۰ فی صد شادی شدہ جوڑوں کو موثر طور پر محفوظ بنانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ مجھے یہ بتلاتے ہوئے فخر ہے کہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ہماری حکومت کو ۲۶۵ کروڑ روپے کا پہلا انعام، خاندانی بہبود کے پروگرام میں بہترین کارکردگی پر عطا کیا گیا ہے۔ حکومت نے اس انعامی رقم میں کے استعمال کا یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ اس میں اضافہ کر کے مزید ۸۳۴ ابتدائی ہیلتھ سینٹر قائم کرے جو تندرستی کے لئے تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ ہمارے خاندانی منصوبہ بندی کے مرکزوں کو بڑھاوا دینے میں مددگار ثابت ہوں گے ۔ ہم یوں بھی اس نشانے سے آگے بڑھ چکے ہیں جسے حکومتِ ہند نے سالِ رواں کے لئے آئی۔ یو۔ ڈی مہم کے تعلق سے مقرر کیا ہے۔

۳۳۔ حکومت کی طرف سے ٹی۔ بی اور کوڑھ کو بنیاد سے ختم کرنے کی مہم جاری ہے۔ اس خیال سے کہ کوڑھ کے مریضوں کو اس سماجی بدنامی سے نجات دلائی جائے جو اس مرض کے سبب انہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ ہم نے لیپروسی ایکٹ ۱۸۹۸ء کو ۲۶ جنوری ۱۹۸۴ء سے منسوخ کر دیا ہے۔

۳۴۔ طبی علاج اور طبی تعلیم کے لئے سہولتوں کو وسعت دینے کا جو پروگرام ہے اسے جاری رکھا جا رہا ہے۔ ناگپور میں پوسٹ گریجویٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ کے لئے بلڈنگوں کی اور میرج میں ۲۰۰ بستروں کے اسپتال کی تعمیر کا کام سالِ رواں میں شروع کیا جا چکا ہے۔ آیورویدا میں ایم۔ ڈی کے لئے پوسٹ گریجویٹ کورس جیسا کہ اسے سنٹرل کونسل آف میڈیسن نے تشکیل دیا ہے، آر۔ اے۔ پودار آیورویدک کالج میں اکتوبر ۱۹۸۳ء سے شروع کر دیا گیا ہے۔ ہومیو پیتھی میں ڈگری کورس، ریاست کے دو ہومیو پیتھک کالجوں میں اس سال سے شروع کر دیا گیا ہے۔ حال ہی میں اندرا گاندھی میڈیکل کالج، ناگپور میں بھی پوسٹ گریجویٹ کورسیز کی ابتدا کر دی گئی ہے۔ حکومت نے تین تنظیموں کو میڈیکل کالجوں کو شروع کرنے کی اجازت "بلغیر گرانٹ" کی بنیاد پر دے دی ہے۔

۳۵۔ دی ایمپلائیز اسٹیٹ انشورنس اسکیم پر عمل درآمد اس ریاست میں ۱۹۵۴ء سے ہو رہا ہے۔ اسے ۸۵-۱۹۸۴ء میں ۲۱ نئے مقامات میں وسعت دی جانے کی تجویز ہے۔

۳۶۔ ہماری ریاست میں فوڈ اینڈ ڈرگس ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ بہت اچھی منظم حالت میں ہے۔ اس تنظیم کے تحت بمبئی میں ایک ملی جلی فوڈ اینڈ ڈرگس لیباریٹری قائم کرنے کی تجویز ہے جو تنظیم مذکور کو اس کی صلاحیتیں بڑھانے میں مدد دے گی۔

۳۷۔ میری حکومت بے ضرر اور محفوظ پینے کا پانی ۱۷,۱۱۲ دشوار گزار دیہاتوں کو مہیا کرنے کی پابندی اختیار کر چکی ہے — چنانچہ حکومتِ ہند کی تصریح و تعریف کی مطابقت ریاستی حکومت اس باب میں کامل اتفاق و اتحاد ظاہر کر چکی ہے۔ اس کے مطابق ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ۶,۲۰۶ دیہاتوں کو پینے کا پانی مہیا کیا جائے گا۔ پینے کا پانی مہیا کرنے کے متعلق مذکورۂ بالا پروگراموں پر عمل درآمد، دشوار گزار دیہاتوں کی تعریف کی مطابقت میں کیا جا رہا ہے۔ ریاستی حکومت واضح طور پر یہ نظریہ رکھتی ہے کہ وہ تمام دیہات جنہیں آئندہ پینے کے پانی کی قلت سے دوچار ہونا پڑے گا، دشوار گذار دیہات تصور کئے جائیں گے اور اس قسم کے دیہاتوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے انتظامات ویسے ہی پروگراموں کو عمل میں لا کر کئے جانے چاہئیں جیسے کہ دشوار گزار دیہاتوں کے سلسلے میں مقصود ہیں۔

۳۸۔ حکومت نے دیہی ترقی کے مختلف پروگراموں کو بہت بڑھاوا دیا ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی ہے کہ آئی آر ڈی پی، ڈی پی اے پی اور بایوگیس پروگراموں کے بارے میں مہاراشٹر میں جو کارگزاری عمل میں لائی گئی ہے اسے حکومتِ ہند نے "بہت ہی اچھا" قرار دیا ہے۔

۳۹۔ قومی رہنمایانہ خطوط کے مطابق، تمام ایسے دیہاتوں کو جن کی آبادی ۱۵۰۰ یا اس سے اوپر ہے اور ایسے دیہاتوں کو جن کی آبادی ۱۰۰۰ اور ۱۵۰۰ کے درمیان ہے۔ ۱۹۹۰ء تک ہمہ موسمی راستوں کے ذریعے جوڑ دینا ضروری ہے۔ اس آخری نشانے کا ۵۰ فی صد ۱۹۸۵ء تک تکمیل پا جانا چاہیئے۔ ہماری ریاست مذکورہ عارضی نشانے سے تجاوز کر چکی ہے۔

۴۔ مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو بمبئی میں پرانی اور خستہ بلڈنگوں کی مرمت کا کام سونپا گیا ہے —— ۸۴-۱۹۸۳ء کے بجٹ میں شروع شروع اس مد میں ۱۲٫۶۲ کروڑ روپیہ تجویز کیا گیا تھا لیکن بعد میں اسے بڑھا کر ۱۸ کروڑ روپے کر دیا گیا۔ مزید برآں، مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی کو جنرل انشورنس کارپوریشن سے ۱۰ کروڑ روپے امدادی قرض کے طور پر ملا۔ اس لئے وہ ۲۸ کروڑ روپے کے پروگرام پر عمل درآمد کرنے کے قابل ہوگی۔

۴۔ ریاستی حکومت "شیلٹر پراجیکٹ" (سکونتی منصوبہ) پر عمل درآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس پر ۲۵۰ کروڑ روپے کی لاگت آئے گی اور اس کے لئے ورلڈ (عالمی) بینک مدد دے گی۔ اس پروگرام کے تحت ۸۵۰۰۰ کمیں کو پہنچاتے ہوئے زمینی قطعات زیادہ تر کم آمدنی والے طبقوں کے لئے، بمبئی کے شہری علاقوں میں دستیاب ہوں گے۔ اسی طرح اس پروگرام کے تحت بمبئی عظمیٰ کی گندہ بستیوں میں ایک لاکھ جھونپڑوں کو بہتر و بلند کرنا بھی مقصود ہے۔ اس سلسلے میں عالمی بینک کے ساتھ عنقریب معاہدہ کئے جانے کی امید ہے۔ اس اثنا میں حکومت، منصوبۂ مذکورہ پر عمل درآمد کی ابتدا کر چکی ہے۔

۴۱۔ "اربن لینڈ سیلنگ" کے سلسلے میں حکومت کمزور طبقوں کے لئے مکان مہیا کرنے کی اسکیم کا اعلان کر چکی ہے جس کے تحت مالکانِ زمین کو اس زمین سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا جو ان کی تحویل میں "سیلنگ" (مقررہ حد) سے زائد ہوگی تاکہ ۲۵، ۴۰ اور ۸۰ مربع میٹر رقبے

والے کمرے تعمیر کئے جائیں۔ مالکانِ زمین کو بہرحال قابلِ تعمیر زمین کا ایک حصہ بغیر قیمت کے، حکومت کے سپرد کرنا ہوگا اور ساتھ ہی پہلے سے فیصلہ کردہ قیمت میں مقررہ فی صد تک کمرے بھی عوامی مقصد کے لئے دینے ہوں گے۔ اس اسکیم نے اچھا اثر پیدا کیا اور اب تک حکومت کے پاس ۴۰۰۰ عرضیاں پہنچ چکی ہیں۔

۴۳۔ "سنجے گاندھی نِرادھار انودان یوجنا" کے تحت سالِ رواں میں تقریباً ۲٫۶۰٫۰۰۰ لوگوں کو مالی مدد دی گئی۔ اس یوجنا کو حکومت مریضوں اور محتاجوں کو مالی مدد دینے کے لئے عمل میں لا رہی ہے۔ اس اسکیم کی حد و غایت کو حال ہی میں حکومت نے وسعت دی ہے۔ لہٰذا اب بیوائیں بھی گرانٹ پانے کی مستحق ہوں گی تا آنکہ ان کا ایک بچہ ۱۸ سال کی عمر کو پہنچ جائے۔

۴۴۔ گندی بستیوں کے سدھار کا ایک پروگرام سالِ رواں میں سرگرمی کے ساتھ عمل میں لایا جا رہا ہے اور اسے آئندہ سال بھی جاری رکھا جائیگا۔ امید کی جاتی ہے کہ سالِ رواں میں ۴۵ء۷ لاکھ گندی بستیوں میں رہنے والے اس سے مستفیض ہوں گے۔

۴۵۔ یکم جنوری ۱۹۸۴ء کو اس ریاست میں ۱۱ میونسپل کارپوریشن اور ۲۱۱ میونسپل کونسلیں تھیں۔ پینے کا پانی مہیا کرنے کا انتظام تمام کارپوریشنوں کے حلقے میں اور ۲۰۵ میونسپل کونسلوں میں ہو چکا ہے۔ پانی مہیا کرنے کی ۵۹ ہنگامی یا ناگہانی اسکیمیں تخمیناً ۲۵ء۳ کروڑ روپے کی لاگت سے عمل میں لائی گئیں تاکہ ۱۹۸۳ء کے موسم گرما کے دوران ریاست کے شہری حلقوں میں پینے کے پانی کی قلت دور کی جا سکے۔

۴۶۔ تعلیم کو ملک گیر بنانے کے ایک جز کے طور پر ان تمام دیہی گاؤوں میں پرائمری اسکولیں کھولی جا چکی ہیں جن کی آبادی ۲۰۰ یا اس سے زیادہ لوگوں پر مشتمل ہے لیکن جن میں ۶ء۱ کیلو میٹر کے فاصلے میں پرائمری تعلیم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ حکومت نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ پرائمری اسکولیں ان مقامات میں بھی کھولی جائیں جو مذکورہ بالا معیار پر پوری اترتی ہوں۔ تقریباً ۱۳۰۰ مقامات اس معیار کے مطابق اب تک قرار پائے ہیں اور حکومت ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ان میں سے ۱۳۰ مقامات پر پرائمری اسکولیں کھولنے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس تعداد میں قبائلی علاقوں کی ۳۰ اسکولیں شامل ہیں۔

۴۷۔ ریاست مہاراشٹر تعلیم کے میدان میں اولیت رکھتی ہے۔ ثانوی درجے میں، معاشی طور پر پسماندہ طلباء کے لئے مفت تعلیم کا حق دار ہونے کے لئے سالانہ آمدنی کی حد، اس سال، ۴۸۰۰ روپے سے بڑھا کر ۱۰٫۰۰۰ روپے کر دی گئی ہے۔ اسی طرح حکومت نے اس ترقی پسندانہ فیصلے پر عمل درآمد شروع کر دیا ہے کہ گورنمنٹ امداد پاتے والی ثانوی اسکولوں میں لڑکیوں کو ۱۰ ویں کلاس تک مفت تعلیم دی جائے۔

۴۸۔ ٹیکنیکل تعلیم کے میدان میں بھی حکومت نے ایک بڑا جرأت مندانہ قدم اٹھایا ہے۔ اس نظریے کے تحت کہ ٹیکنیکل تعلیم کی سہولتیں بڑھا کر زیادہ سے زیادہ ممکنہ حد تک کر دی جائیں، حکومت نے پرائیویٹ تنظیموں کو ۴۰ انجینئرنگ کالج اور ۷۳ پالی ٹیکنیک "بغیر گرانٹ" کی بنیاد پر کھولنے کی اجازت امسال دے دی ہے۔ ان میں سے ۳۵ انجینئرنگ کالج اور ۶۳ پالی ٹیکنک کام کرنے لگ گئے ہیں۔

۴۹۔ ہر سال حکومت ساوتری بائی پھولے ایوارڈ دیتی رہی ہے جس میں ۵٫۰۰۰ روپے کا نقد انعام اور ایک سرٹیفکٹ ایسی خاتون کو دیا جاتا ہے جو سماجی برابری اور سماج کے کمزور طبقوں کی عورتوں اور بچوں کی تعلیم کے سلسلے میں اپنے آپ کو وقف کر چکی ہو۔ حکومت نے ۸۴-۱۹۸۳ء سے ایوارڈ مذکور ہر سال تین خواتین کو دینا طے کیا ہے۔

۵۰۔ پونے یونیورسٹی میں "ایک سنت نامدیو چیئر (کرسی)" قائم کی جارہی ہے تاکہ سنت نامدیو کے اَدبی کاموں کا تفصیلی مطالعہ اور تحقیق کی جائے۔

۵۱۔ اس خیال سے کہ کھیل کود (اسپورٹس) کے میدان میں ہمہ طرفی ترقی لائی جائے اور نوجوانوں میں، بالخصوص دیہی حلقوں میں اسپورٹ کلچر کو بڑھاوا ملے، حکومت نے ایک خاص پروگرام کی ابتدا کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ اسپورٹس کی ترقی کے لئے مختلف سہولتیں مہیا ہوسکیں۔ سال ۱۹۸۵ء عالمی نوجوانوں کا سال، کے طور پر منایا جانے والا ہے۔ اس سلسلے میں حکومت ضروری پروگرام تیار کررہی ہے۔

۵۲۔ حکومت نے پولس اسٹاف کو رہائش گاہیں مہیا کئے جانے کے پروگرام کو جاری رکھا ہے اور اس سال کے آخر تک ۴۲۲ پولس افسروں اور ۶,۰۷۷ پولس سپاہیوں کے لئے رہائش گاہیں مکمل ہوجانے کی امید ہے۔

۵۳۔ حکومت فریڈم فائٹرس (مجاہدینِ آزادی) کی مالی اور دوسری تکلیفوں کو دور کرنے کی مسلسل کوشش کررہی ہے۔ حکومت ہند کی طرف سے پنشن دیئے جانے کی منظوری ملنے میں اکثر کافی وقت لگ جاتا ہے۔ اس عارضی یا درمیانی مدت کے دوران فریڈم فائٹروں کی مالی تکلیفوں کو کم کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انہیں یکم مئی ۱۹۸۲ء سے ریاست کی جانب سے ۱۵۰ روپے ماہانہ پنشن دی جائے۔ ان لوگوں کو ریاستی حکومت کی طرف سے اضافی طور پر ۱۰۰ روپے ماہانہ پنشن تب بھی ملتی رہے گی جب مرکزی حکومت ان کے لئے پنشن کی منظوری عطا کردے گی۔ حکومت نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ پنشن پانے والے مجاہدینِ آزادی کو سفر خرچ کے طور پر ۲۰۰ روپے سالانہ دیتی رہے گی اور مزید برآں ان لوگوں کو یکمشت ۲۰۰۰ روپے دینا منظور کرے گی جو ٹی۔بی اور کینسر جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا ہوں گے۔

۵۴۔ حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وہ ایسے مجاہدینِ آزادی کو پنشن اور دیگر سہولتیں عطا کرے گی جن کے متعلق کوئی دستاویزی ریکارڈ دستیاب نہیں ہے لیکن جو سرگرم خفیہ طور پر کام کرنے والوں میں سے تھے اور اس مدت سے پہلے یا اس مدت کے بعد سماجی یا سیاسی ورکر تھے جس کے دوران وہ روپوش ہوگئے تھے اور اس حیثیت سے حکومت یا عام پبلک میں معروف و مشہور تھے۔ اس نوع کے فریڈم فائٹروں کو پنشن یا مالی مدد ۱۵ر اگست ۱۹۸۳ء سے دی جائے گی۔

۵۵۔ مہاراشٹر اور کرناٹک کے درمیان سرحدی مسئلہ گزشتہ کئی سال سے حل ہونے سے رہ گیا ہے۔ حکومت اس مسئلے کو بحث و مباحثہ اور باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے حل کرنے کی کوششیں برابر جاری رکھے ہوئے ہے۔ دونوں ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ نے آخر میں ۳۰ر جولائی ۱۹۸۳ء کو بنگلور میں اس مسئلہ پر بحث کی تھی اور اس پر عنقریب مزید گفتگو ہونے کے امکانات ہیں۔

۵۶۔ جیسا کہ محترم ممبران جانتے ہیں، حکومت یہ فیصلہ کرچکی ہے کہ ۱۹۸۵ء تک تمام دفتری کاروبار مراٹھی میں انجام دیا جائیگا۔ حکومت اس سلسلے میں ضروری اقدامات کررہی ہے۔

۵۷۔ معزز ممبران، موجودہ اجلاس میں آپ لوگوں کو ضمنی مطالبات پر غور کرنا، ان پر ووٹ دینا، بجٹ پر، بعض آرڈیننسوں کو ایکٹس میں تبدیل کرنے والے بلوں پر، التوا میں پڑے ہوئے اور ضروری نوعیت کے نئے بلوں پر اور دوسرے حکومتی اور اسی طرح غیر دفتری

ضروری نوعیت کے ایسے کام کاج انجام دینے ہوں گے جو آپ کے سامنے غور و خوض کے لئے پیش کئے جائیں۔

۵۸۔ آخر میں مجھے ان اہم بلوں سے آپکو متعارف کرانا ہے جو کہ اسی اجلاس کے دوران پیش کئے جانے کے امکانات ہیں۔

(1) The Bombay Entertainment Duty (Amendment) Bill, 1984.

(2) The Maharashtra Agricultural Produce Marketing (Regulation) (Amendment) Bill, 1984.

(3) The Maharashtra (Supplementary) Appropriation Bill, 1984.

(4) The Maharashtra Appropriation (Vote on Account) Bill, 1984.

(5) The Maharashtra Appropriation Bill, 1984

(6) The Maharashtra Medical Council (Amendment) Bill, 1984.

(7) The Maharashtra Slum Areas (Improvements, Clearance and Redevelopment) (Amendment) Bill, 1984

(8) The Indian Forest (Maharashtra Amendment) Bill, 1984

(9) The Motor Vehicles (Maharashtra Amendment) Bill, 1984

(10) The Provincial Small Cause Court and Presidency Small Cause Courts (Maharashtra Amendment) Bill, 1984.

(11) The Bombay Court Fees (Amendment) Bill, 1984

(12) The Maharashtra Workmen's Minimum House Rent Allowance Bill, 1983.

(13) The Indian Partnership (Maharashtra Amendment) Bill, 1982.

(14) The Bombay Public Trust (Amendment) Bill, 1984.

(15) The Maharashtra Raw Cotton (Procurement, Processing and Marketing) Bill, 1984.

(16) The Maharashtra Horticulture Development Corporation Bill, 1982.

(17) The Bombay Police (Amendment) Bill, 1984.

میری دلی آرزو ہے کہ آپ کے مباحثے سودمند ثابت ہوں۔

جے ہند "

شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات اور شری مدھوکر راؤ گھنشیام راؤ کیمتکر، وزیر مملکت برائے مالیات ۱۴ مارچ کو پیش کردہ بجٹ پر آخری فیصلہ کن نظر ڈالتے ہوئے۔

عام آدمی کا بجٹ
کوئی نیا ٹیکس نہیں

مہاراشٹر کی مجلسِ قانون ساز کے سامنے ۱۴ مارچ کو پیش کردہ ریاست کے سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں مجموعی طور پر ۸۴ء۱۱۷ کروڑ روپے کا خسارہ دکھایا گیا ہے۔ تاہم بجٹ میں کسی نئے ٹیکس کو جگہ نہیں دی گئی۔

وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے کی جانب سے لیجسلیٹو اسمبلی میں اور وزیر مملکت برائے مالیات شری مدھوکر راؤ کیمتکر کی جانب سے لیجسلیٹو کونسل میں پیش کردہ تجاویز میں عام آدمی کیلئے بکری ٹیکس میں رعایت نیز گھڑی، دستی گھڑی، پلاسٹک کی چپل اور تیار ملبوسات جیسی روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء کے ٹیکس میں تخفیف کی صورت میں کئی سہولتیں دی گئی ہیں۔

وزیر مالیات پُر امید ہیں کہ ٹیکسوں کے بقایہ جات کی مؤثر وصولیابی اور چھوٹی بچت میں ریاست کے بڑھتے ہوئے حصے سے مذکورہ خسارے کو گھٹا کر ۴ء۷۴ کروڑ روپے کیا جا سکے گا۔

آپ نے کہا کہ بکری ٹیکس میں معمولی تخفیف کی صورت میں دی گئی رعایت سے ریاست کی سالانہ آمدنی میں ۶۵ء۲ کروڑ روپے کم ہوں گے۔

وزیر مالیات کے اندازے کے مطابق اس سال کل آمدنی ۰۳ء۴,۶۰۳ کروڑ روپے ہوگی اور اخراجات ۹۱ء۴۷۲۰ کروڑ روپے ہوں گے۔ محصول اکاونٹ کی متوقع آمدنی ۷۱ء۴۳۰۳ کروڑ روپے اور سرمایہ اکاونٹ کی متوقع آمدنی ۳۲ء۲۷۱ کروڑ روپے ہے اور متوقع اخراجات ۶۷ء۱۱۹۰ کروڑ روپے ہیں۔

۸۴-۱۹۸۳ء کے بجٹ میں ابتداءً خسارہ ۵۱ء۳۸ کروڑ روپے بتایا گیا تھا جو بعد میں گھٹ کر ۱۴ء۳۲ کروڑ روپے ہو گیا۔

سالانہ منصوبہ

سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۵۰ء۶,۱ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے ۴۰ء۳۲۰ کروڑ روپے پبلک سیکٹر اداروں اور علاقائی تنظیموں کی جانب سے فراہم کئے جائیں گے۔ باقی ماندہ ۶۰ء۱۳۲۹ کروڑ روپے کیلئے بجٹ میں گنجائش نکالنی ہوگی جبکہ بجٹ میں اسکے لئے پہلے سے صرف ۴۲ء۱۲۵۴ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اس

طرح ۴۸ء۵۷ کروڑ روپے کا فرق پورا کرنے کے لئے ضمیمہ جاتی مطالبات کرنے ہوں گے۔

سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ۸۸ء۱۱۷ کروڑ روپے کے خسارے کا اندازہ ہے۔ اس سال کے دوران مندرج جاتیوں کے لئے جاری کردہ خصوصی کمپوننٹ منصوبے کے لئے مرکز سے ۱۵ء۱۰ کروڑ روپے کی امداد متوقع ہے۔ بجٹ میں اس غرض سے صرف ۳۴ء۶۳ کروڑ روپے کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ اس طرح مجموعی خسارہ اندازاً ۴۰ء۱۲۴ کروڑ روپے تک پہنچتا ہے۔

سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں ۳۱۴ کروڑ روپے کا امدادی قرض بھی شامل ہے۔ جو چھوٹی بچت اسکیم کے تحت جمع شدہ رقم میں سے مہاراشٹر کے حصے کا ایک جزو ہے۔ ریاست میں اس اسکیم کے تحت مزید تیز رفتاری سے رقم جمع کرنے کی ایک تجویز بھی پیش کی گئی ہے۔ گزشتہ دو تین برسوں کے دوران اسکیم پر عمل آوری کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ امید بندھتی ہے کہ مذکورہ رقم کے علاوہ مزید پندرہ کروڑ روپے اس اسکیم کے تحت بطور امدادی قرض حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ٹیکس کی وصولیابی

مرکز کے نئے بجٹ کی روشنی میں مہاراشٹر میں ٹیکس کی واجب الادا رقومات اور خصوصاً بکری ٹیکس کے بقایہ جات کی وصولیابی میں تیزی لانا ضروری ہے۔ اس طرح سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ریاست کو مزید ۲۵ کروڑ روپے کی آمدنی ہو سکتی ہے۔ سیلس ٹیکس قانون میں بعض ترمیمات کرنے کی تجویز بھی پیش کی گئی ہے۔

ان تمام اقدامات سے بجٹ کا خسارہ گھٹ کر ۴۰ء۴۷ کروڑ روپے تک آسکتا ہے۔ علاوہ ازیں خشک سالی سے متاثرہ افراد کی راحت اور ان کی بازآبادکاری کے اقدامات کے تعلق سے مرکز سے ملنے والی امدادی رقم اس خسارے کو مزید کم کرے گی۔ اس خسارے کو مزید کم کرنے کے لئے مزید اقدامات کرنے سے قبل حکومت مہاراشٹر آٹھویں مالیاتی کمیشن کی تجاویز و سفارشات کا انتظار کرے گی۔

شری سوشیل کمار شندے نے بتایا کہ "غریبی ہٹاؤ پروگرام" کے لئے ۲۷ء۷۰ء۳ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اقل ترین ضروریات پروگرام کے لئے ۱۲ء۱۱۳ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ نیز ۲۰ نکاتی پروگرام قرض کے لئے ۲۶۳۸ء۰۷ء۱ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ قبائیلی ضمنی منصوبہ نیز مندرج جاتیوں

فوری راج

اور نوبدھ افراد کے خصوصی کمپوننٹ منصوبہ کے لئے بالترتیب ۵۴ء۷۷ کروڑ روپے اور ۸۷ء۳۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ضلع واری سطح کے پروگراموں کے لئے ۳۰ء۸۷ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

وزیر موصوف نے مزید بتایا کہ اس سال ریاست کی آمدنی میں ۶ فی صد اضافہ متوقع ہے جبکہ گزشتہ سال ریاست کی آمدنی میں ۷ء۰ فی صد کمی ہوئی تھی۔

فی الحال ریاست میں ایسے ۱۸ پروجیکٹ نافذالعمل ہیں جنہیں خارجی امداد کی بنیاد پر جاری کیا گیا ہے۔ ان کی مجموعی لاگت اندازاً ۸۳ء۱ کروڑ روپے ہے جن میں سے ۸۲۷ کروڑ روپے بطور قرض حاصل کئے جائیں گے۔ مرکزی حکومت نے ان پروجیکٹوں کے لئے ریاست کو ابھی تک ۱۸۵ کروڑ روپے دیئے ہیں اور چار پروجیکٹوں کے تعلق سے عالمی بینک سے بات چیت کی جا رہی ہے۔

ساتویں پنجسالہ منصوبہ کی تیاریاں

سال ۸۶-۱۹۸۵ء سے ملک میں ساتواں پنج سالہ منصوبہ جاری ہوگا۔ اس سلسلے میں تیاری کرتے ہوئے ریاستی حکومت نے متعدد مطالعاتی کمیٹیاں نامزد کی ہیں تاکہ زیر تکمیل پروجیکٹوں کا جائزہ لیا جا سکے۔ حالیہ ذرائع کا بہترین استعمال علاقائی نابرابری جیسے امور کا مطالعہ کیا جا سکے۔ ترقی کے امکانات کا پتہ لگایا جا سکے اور علاقائی نابرابری کا خاتمہ کیا جا سکے۔

بجٹ کی دیگر اہم خصوصیات درج ذیل ہیں :-

دیہی روزگار پروگرام

ضمانت روزگار اسکیم (ای۔جی۔ایس)، خصوصی دیہی روزگار پروگرام (این۔آر۔ای۔پی) اور دیہی بے زمین ضمانت روزگار پروگرام (آر۔ایل۔ای۔جی۔پی) ان تین پروگراموں کے تحت دیہاتوں میں روزگار فراہم کیا جاتا ہے۔ ان کے تحت روزگار کی فراہمی کے ساتھ سماجی افادیت کی حامل مستقل انسانی ضروریات کی تکمیل کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ این۔آر۔ای۔پی کے تحت ریاست بھر میں کل انیس ہزار کام جاری ہیں۔

آر ایں ای جی پی کے تحت پروجیکٹوں کو منظوری کے لئے مرکز کے سپرد کیا گیا ہے۔ ریاستی حکومت نے مرکز کو ساڑھے تین سو جوڑ راستوں کے کاموں کی تجویز مرکز کی منظوری کے لئے پیش کی ہے۔ ان کاموں پر مجموعی طور پر ستائس کروڑ روپے صرف ہوں گے۔ مرکز نے ان میں سے سولہ کروڑ روپے کی مجموعی لاگت کے ۲۸۳ کاموں کی منظوری دے دی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ای جی ایس کے تحت ۱۶۵ کروڑ روپے کی لاگت سے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۶۰٫۷۸ کروڑ ایام کار ملازمت فراہم کی جائے گی۔ این آر ای پی کے تحت ۳۱٫۵۰ کروڑ روپے کی لاگت سے ۱٫۷۰ کروڑ ایام کار ملازمت فراہم کی جائے گی۔ سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ای جی ایس کے لئے ۸۱٫۴۸ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ این آر ای پی کے لئے ۲۷٫۰۶ کروڑ روپے الاٹ کئے جانے کی توقع ہے۔ اسی طرح آر ایں ای جی پی پروگرام کی خاطر مرکز کی جانب سے ۳۹٫۰۵ کروڑ روپے فراہم کئے جانے کی توقع ہے۔

ادیباسی نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے لئے جاری کردہ سرکاری پروگراموں کی وجہ سے کثیر تعداد میں ادیباسی نوجوان مسلح افواج اور پولس کے عملے میں شامل ہو رہے ہیں۔ ۳۲۳ آشرم شالاؤں میں تقریباً ایک لاکھ قبائیلی طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ایس۔ایس سی امتحان میں کامیاب ادیباسی طلباء کا فی صد ۸۲-۱۹۸۱ء میں ایک تھا۔ جو ۸۴-۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۳۶ ہوا ہے۔

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام (آئی۔آر۔ڈی۔پی) ریاست کے تمام ۲۹۶ بلاکس میں زیرِ عمل ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تحت اس پروگرام سے ۸ لاکھ ۸۸ ہزار افراد کو مستفیض کرنا ہے جس کے لئے ۱۰۳٫۶۰ کروڑ روپے فراہم کئے گئے ہیں۔ مقررہ نشانے کا ۷۰ فی صد یعنی چھ لاکھ بیس ہزار افراد کو جنوری ۱۹۸۴ء تک مستفیض کیا گیا ہے۔

زراعت

۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران غلّے کی مجموعی پیداوار ۱۰۸ لاکھ ٹن تک پہنچنے کی امید ہے۔ ایسا چاول اور باجرہ نیز گیہوں کی پیداوار میں متوقع اضافہ کی وجہ سے ممکن نظر آتا ہے۔

تلہن

۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تلہن کی پیداوار ۱۰٫۶۰ لاکھ ٹن تھی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بڑھ کر ۱۴٫۵۳ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔ یہ اضافہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ممکن معلوم ہوتا ہے۔

I۔ موسم گرما میں مونگ پھلی کی کاشت میں متوقع اضافہ:
۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱٫۹۳ لاکھ ہیکٹر اراضی پر اس کی کاشت کی گئی تھی جبکہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲٫۶۲ لاکھ ٹن ہیکٹر اراضی پر اس کی کاشت کی جائے گی

II۔ خریف کے موسم میں زائد اراضی پر JL-24 مونگ پھلی کی کاشت

III۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱٫۹۳ لاکھ ہیکٹر اراضی پر سورج مکھی کی کاشت کی گئی تھی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس کی کاشت ۲٫۶۲ لاکھ ہیکٹر اراضی پر کی جائے گی۔

IV۔ سورج مکھی کی علیحدہ ایک فصل کے طور پر کاشت۔

دورانِ سال کی تلہن کی پیداوار چھٹے منصوبے کے مقررکردہ ۱۲٫۶۹ لاکھ ٹن کے نشانے سے تجاوز کر جائے گی۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے پندرہ لاکھ ٹن تلہن کی پیداوار کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

دالیں

۸۳-۱۹۸۲ء میں دالوں کی پیداوار ۹٫۴۳ لاکھ ٹن تھی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران یہ بڑھ کر ۱۱٫۲۸ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۱۱٫۵۰ لاکھ ٹن کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

شکر کی نئی فیکٹریوں کا قیام

چھٹے پنجسالہ منصوبے میں ریاست میں شکر کی نئی ۲۵ فیکٹریوں کا قیام بھی شامل تھا۔ بھارت سرکار نے سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے اواخر تک ۱۴ فیکٹریوں کے قیام کے لئے لائسنس دیئے ہیں۔ اس کے علاوہ مرکزی حکومت نے ودربھ میں تین اور مراٹھواڑہ میں چار فیکٹریوں کے لئے Letter of intent جاری کئے ہیں۔ مرکز نے حالیہ پانچ فیکٹریوں کی توسیع

کی اجازت دی ہے۔

سوت کتائی کی ملیں

حکومت نے چھٹے پنجسالہ منصوبے کے دوران ۲۰ نئی سوت کتائی کی ملیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ابھی تک این سی ڈی سی نے چھ ملوں کی اعانت کی حامی بھری ہے۔ باقی ماندہ چودہ ملوں کو این سی ڈی سی کی امداد کا انتظار کئے بغیر ریاستی حکومت امداد دے رہی ہے۔ حکومت نے ابھی تک ان ۲۰ ملوں کے لئے ۱۶٫۲۰ کروڑ روپے (بشمول این سی ڈی سی کی امداد) کی امداد دی ہے۔ آئندہ سال کے بجٹ میں اس غرض سے ۱۳٫۶۰ کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

صنعتی ترقی

سیکوم، ایم این ایف سی، ایم ایس ایس آئی ڈی سی اور ایم آئی ڈی سی، یہ وہ ادارے ہیں جو ریاست کی صنعتی ترقی کی رفتار بالعموم اور پسماندہ علاقوں کی رفتار کو بڑھاتے میں بالخصوص مصروف کار ہیں۔ مانع حمل اشیاء، ادویات، یارن کی تیاری تین جوائنٹ سیکٹر پروجیکٹوں میں مصنوعات کی تیاری پر کام زوروں سے جاری ہے۔ ۹۴ کروڑ روپے کی مجموعی لاگت کے مزید آٹھ پروجیکٹ تکمیل کے مراحل طے کر رہے ہیں۔

تجدید شدہ ترغیبی اسکیم

ریاست کی صنعتی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے میں تجدید شدہ ترغیبی اسکیم کا بھی اہم رول ہے جس کے تحت صنعت کاروں کو سیلس ٹیکس مستقبل میں ادا کرنے کی سہولت دی جاتی ہے۔ تجدید شدہ اسکیم ۱۹۸۳ء سے نافذ العمل ہے۔ ۱۹۷۹ء میں نافذ کردہ اسکیم کے تحت جن صنعتی یونٹوں کا احاطہ کیا گیا تھا۔ انہیں نئی اسکیم سے فیض اٹھانے کی سہولت دی جاتی ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں اس اسکیم کے لئے ۱۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

پیٹرو کیمیکل کمپلیکس

بمبئی ہائی اور اس کے اطراف و کناف میں تیل کی کھوج کے لئے آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے۔ یہاں سے نکلنے والی گیس کا پوری طرح استعمال کرنے کے لئے ہم رائے گڑھ ضلع کے مقام ناگوتھانے میں ایک پیٹرو کیمیکل کمپلیکس قائم کرنے کے لئے مرکزی حکومت کی اجازت کا شدت کے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

سیلس ٹیکس میں رعایت کا خلاصہ

- ہر قسم کی گھڑی اور واچ پر ٹیکس میں ۱۵ تا ۱۰ فیصد کمی کر دی گئی۔
- پی وی سی فٹ ویر پر جن کی قیمت ۱۵ روپے سے کم ہو سیلس ٹیکس معاف۔
- بعض پلاسٹک کی چیزوں جیسے بالٹی، مگ اور ٹمبلر پر ۸ فی صد کی بجائے ۴ فی صد ٹیکس ہوگا۔
- منگل سوتر پر جو قیمت میں ۲,۰۰۰ روپے تک ہوں گے، سیلس ٹیکس معاف اور جن کی قیمت ۲,۰۰۰ روپے ہوگی ان پر ۲ فی صد کی بجائے ۱ فی صد ٹیکس ہوگا۔
- اسپولز پر سیلس ٹیکس کم کرکے ۵ کی بجائے ۴ فی صد کر دیا گیا۔
- ریڈی میڈ کپڑوں پر قیمت کے ساتھ جوڑا گیا ٹیکس ختم۔
- فاؤنٹین پین، بال پوائنٹ پین اور ری فل پر سیلس ٹیکس ۸ کی بجائے ۴ فی صد۔
- ہوٹل اور ریسٹورنٹ، جن کی فروخت ۳ لاکھ تک ہوگی ان کے لئے سیلس ٹیکس معاف اور جن کی فروخت تین لاکھ سے اوپر اور ۱۰ لاکھ سے کم ہوگی ان پر فقط ۲ فی صد ٹیکس لاگو ہوگا۔ کاروبار ۱۰ لاکھ سے اوپر ہونے پر یکساں ۸ فی صد ٹیکس، تھری اسٹار اور زیادہ گریڈ والی ہوٹلوں کو کل فروخت پر ۱۵ فیصد ٹیکس ادا کرنا ہوگا
- ہوٹلوں اور ریسٹورنٹوں میں فروخت ہونے والی بدیسی شراب پر ٹیکس گھٹا کر ۵۰ سے ۲۵ فی صد کر دیا گیا۔
- کیبرے کے ہمراہ فوڈ اور ڈرنکس پر ٹیکس گھٹا کر ۴۰ سے ۲۵ فی صد کر دیا گیا۔
- رجسٹریشن کے لئے کاروبار کی حد بڑھا کر ۲۵,۰۰۰ روپے سے ایک لاکھ روپے کر دی جائے گی۔

مہاراشٹر بجٹ بابت سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء
نظرثانی شدہ تخمینہ جات

رقم کروڑ روپے میں

	بجٹ تخمینہ جات سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء	نظرثانی شدہ بجٹ تخمینہ جات سنہ ۸۴-۱۹۸۳ء
(الف) محصول کھاتہ		
آمدنی (بشمول مرکزی بجٹ تجاویز اور دیگر امور سے حصول اضافی آمدنی)	۳۰۷۰،۴۱	۳۱۶۴،۵۳
اخراجات (۷۰ کروڑ روپیے کے غیر منصوبہ بند اخراجات کو منہا کرتے ہوئے) ..	۲۸۲۷،۳۴	۳۱۰۷،۱۴
بچت	(+) ۲۴۳،۰۷	(+) ۵۷،۳۹
(ب) اصل کھاتہ (بشمول عام کھاتہ)	۹۸۷،۰۰	۱۱۱۷۶،۱۵
اخراجات	۱۲۲۷،۹۳	۱۲۶۵،۶۸
خسارہ	(-) ۲۴۰،۹۳	(-) ۸۹،۵۳
(ج) کل رقم		
آمدنی	۴۰۵۷،۴۱	۴۳۴۰،۶۸
اخراجات	۴۰۵۵،۲۷	۴۳۷۲،۸۲
بچت/خسارہ	(+) ۲،۱۴	(-) ۳۲،۱۴
(د) اضافی بار		
(الف) غیر بجٹ منصوبہ مصارف	۲۰،۱۰	.... ..
(ب) دیگر لوازمات	۳۳،۴۲	.... ..
کل خسارہ	(-) ۵۱،۳۸	۳۲،۱۴

ہم مرکزی حکومت سے شکرگزار ہیں کہ اس نے ہمیں اس گیس کو شہر بمبئی اور اس کے مضافات میں فراہم کرنے کی اجازت دی ہے۔ پیٹرو کیمیکل پروجیکٹ کے قیام سے متعلق کارروائی کرنے کے لئے ریاستی حکومت کی قائم کردہ مہاراشٹر پیٹرو کیمیکلس کارپوریشن اپنے فرائض بحسن وخوبی انجام دے رہی ہے۔

اقل ترین اجرت

کھیت مزدوروں کے لئے کم سے کم اجرت پر یکم فروری سنہ ۱۹۸۳ء سے بڑھانے کے انداز میں نظرثانی کی گئی۔ زیادہ کی گئی شرحیں ۶ روپے سے ۱۰ روپے ہوں گی اور اس کا انحصار اس زون (علاقہ

سالانہ داخل کئے جانے والوں کی تعداد ۴۱۵ سے بڑھا کر ۴۶۶ کر دی گئی ہے ایک نیا کورس ۔ اے۔ این۔ ایم (A.N.Ms.) ترقیاتی اقدام کے طور پر جاری کیا گیا ہے۔

لڑکیوں کے داخلے کیلئے محرک

۸۴-۱۹۸۳ء سے لڑکیوں کی دسویں تک کی تعلیم مفت کر دی گئی ہے۔ اس اقدام سے ۴۰ء۴ لاکھ لڑکیوں کے مستفید ہونے کی امید ہے۔

اسکول میں لڑکیوں کے داخلے کے لئے محرک کے طور پر ایک نئی اسکیم تیار کی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت انتخاب کئے گئے ایسے پرائمری ٹیچروں اور ایکسٹینشن افسروں کو انعامات دئے جائیں گے جو لڑکیوں کا داخلہ خاص کوشش کے ذریعے بڑھائیں گے۔ یہ انعام ۱۰۰ روپے کا ہوگا۔ اس اسکیم کی تجویز ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں رکھی جا رہی ہے۔

گندی بستیوں کا سدھار

گندی بستیوں کے سدھار کی اسکیم کے تحت ۴۶ء۲۹ لاکھ افراد پر مشتمل گندی بستیوں کی آبادی کو اب تک فائدہ پہنچا ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں مزید ۵۰ء۴ لاکھ کی آبادی کو اس سے فائدہ پہنچنے کی امید ہے۔

مزید برآں، کاندیولی (بمبئی) میں ۸۴ ہیکٹر کے مکانی زمینوں کے قطعات کی اصلاح و ترقی اور ایرولی (نئی بمبئی) میں ۱۰۲ ہیکٹر قطعات کی اصلاح و ترقی کا آغاز مہاراشٹر ہاؤسنگ اینڈ ایریا ڈیولپمنٹ اتھارٹی اور سڈکو کی طرف سے ہو چکا ہے۔ یہ ایک حصہ ہے۔ عالمی بینک کی مدد سے بمبئی کے شہری ترقیاتی پروگرام کا جس کے متعلق باقاعدہ معاہدہ ہو جانے کی امید ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران، امید ہے کہ ہاؤسنگ اتھارٹی ۱۰،۰۰۰ زمینی قطعات کی اصلاح کر سکے گی۔ ”شیلٹر پروجیکٹ“ (سائبانی منصوبہ) ایک لاکھ گندہ بستیوں کی یونٹوں کو اوپر اٹھانے کا پروگرام رکھتا ہے۔ مذکورہ پروجیکٹ کے تحت گندہ بستیوں کے رہنے والوں کو اس قطعہ زمین کی پٹہ داری کے حقوق دیئے جائیں گے۔ جس زمین پر وہ رہتے ہیں ایک خاندان کو کم سے کم اوسطاً ۲۰۰۰ روپے کی لاگت تک ڈھانچہ بنا لینے کی شہری خدمات مہیا کی جائیں گی ۱۵۰۰ روپے سے ۳۰۰۰ روپے تک کے قرضے کم شرح سود پر، مذکورہ ”شیلٹر پروجیکٹ“ کے تحت پٹہ پر دی ہوئی زمین پر رہائش گاہ کی تجدید کے لئے دیئے جائیں گے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء میں ”شیلٹر پروجیکٹ“ کے لئے ۱۲ کروڑ روپے کی تجویز رکھی گئی ہے۔

شہر بمبئی کے مسائل

بمبئی شہر کے مسائل بہت بڑے اور وسیع ہیں جن کی طرف جلد توجہ دینا ضروری ہے۔ ہم نے آٹھویں فنانس کمیشن کے روبرو یہ بات پیش کی ہے کہ ان مسائل کا قومی امور کی حیثیت سے دیکھا جانا اور قومی معاملے اور ذمہ داری سمجھ کر حل کیا جانا ضروری ہے۔ ہم نے کمیشن سے گزارش کی ہے کہ وہ دستور کے آرٹیکل ۲۷۵ (۱) کے تحت ۱۰۰ کروڑ روپئے، بطور مناسب امدادی گرانٹ کے، منظور کئے جانے کی سفارش کرے تاکہ بمبئی کے مسائل پر عمل درآمد کیا جا سکے۔ بی ایم آر ڈی اے اور سڈکو، فی الحال، شہر کے بعض اہم پروگراموں پر عمل درآمد کر رہے ہیں۔ بمبئی میونسپل کارپوریشن، عالمی بینک کی مدد سے شہر میں زیادہ پانی مہیا کرنے کے پروگرام پر عمل درآمد کے لئے بعض منصوبوں کا آغاز کر رہی ہے چنانچہ سالانہ پلان میں اس امر کے لئے ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں ۲ کروڑ روپے منظور کئے جانے کی تجویز رکھی گئی ہے۔ حکومت نے فیول گیس / میتھانول کی یومیہ ایک کروڑ کیوبک فٹ سے تیاری کے لئے پائلٹ پلانٹ کے قیام کو منظور فرمایا ہے۔ اگر اس پر کامیابی کے ساتھ عمل درآمد ہو سکا تو یہ زبردست آمدنی کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔

آبپاشی

۸۵-۱۹۸۴ء میں بڑی اور درمیانی نوعیت کی آبپاشی کے لئے ۳۵ء۲۷۶ کروڑ روپے کے خرچ کی تجویز ہے۔ اس میں عالمی بینک کی مدد سے انجام دیئے جانے والے سی اے ڈی اے پروجیکٹوں کے اجزائے ترکیبی شامل ہیں۔ اضافی طور پر ۲۰ء۲۶ کروڑ روپے کی رقم بھی دیہی ایمپلائمنٹ گارنٹی اسکیم کی جانب سے دستیاب ہوگی۔ عالمی بینک کی مدد سے ۹ بڑی اور ۱۳ درمیانی نوعیت کی آبپاشی کی اسکیمیں انجام دی جانے والی ہیں۔ ان پروجیکٹوں پر ۵۷ء۱۳۶ کروڑ روپے کے خرچ کی تجویز ہے۔

بین ریاستی پروجیکٹس

۲۰ بین ریاستی پروجیکٹوں کی انجام دہی مقصود ہے۔ ان میں سے ایک آبپاشی پروجیکٹ کی تکمیل ہو چکی ہے جس کی بدولت مہاراشٹر میں ۲۴٫۷۰۵ ہیکٹر اراضی کی آبپاشی کے امکانات پیدا ہو چکے ہیں اور ۴۴۵ میگا واٹ پاور کی تولید مختلف درجوں میں ہے۔ پنچ ہائیڈل پروجیکٹ میں جو دشواریاں پیش آ گئی تھیں۔ اب ان پر قابو پایا جا چکا ہے۔ ۸۰ میگا واٹ کی پہلی یونٹ کے جون ۱۹۸۵ء تک شروع کرنے کی اجازت دیئے جانے کی امید ہے اور دوسری یونٹ کے دسمبر ۱۹۸۵ء تک ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران پنچ ہائیڈل پروجیکٹ کے سول کاموں پر جملہ خرچ ۱۵ء۱۴ کروڑ روپے تک آئے گا اس رقم میں ۱۴ کروڑ روپے کا عطیہ مدھیہ پردیش الیکٹریسٹی بورڈ کی طرف سے ملنے کی امید ہے۔ دوسرا بڑا بین ریاستی پروجیکٹ سردار سروور پروجیکٹ ہے۔ عالمی بینک کی مدد کو اس سے جوڑ دینے پر اس کی اہمیت اور بھی بڑھ جائے گی۔ مہاراشٹر پاور کا گہوارہ ہے اور امید ہے کہ پہلا جنریٹر ۱۹۹۲ء تک شروع ہو جائے گا۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں اس پروجیکٹ کے لئے ۱۲ کروڑ روپے خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ بھوپال پٹنم ہائیڈل پروجیکٹ ابھی ابتدائی درجہ میں ہے۔

تخم ریزی بذریعہ طیارہ

اس پر ۸۴-۱۹۸۳ء کے موسم باراں میں تجربہ کیا جا چکا ہے جبکہ تقریباً ۹۰۰۰ ہیکٹر کے رقبے میں ۴۳ء۱۲ لاکھ روپے کے خرچ سے تخم ریزی بذریعہ طیارہ کی آزمائش کی گئی تھی۔ ہماری وزیر اعظم نے اس پر مہاراشٹر کے سب سے پہلے عمل کرنے کو پسند فرمایا تھا۔ ۸۵-۱۹۸۴ء میں ۱۵٫۰۰۰ سے ۲۰٫۰۰۰ ہیکٹر تک، ۴۹ء۷۰ لاکھ روپے خرچ کر کے، اس عمل کو آگے بڑھانے کی تجویز ہے۔

پاور

۸۴-۱۹۸۳ء میں پلان کے مطابق توسیع پر عمل درآمد کرتے ہوئے ۹۲۰ میگا واٹ کی جنریٹنگ صلاحیت کے حصول کی امید ہے۔ توانائی کے سیکٹر کے لئے ۹۴ء۴۲۸ کروڑ روپے

قومی راج

کی تجویز ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے رکھی گئی ہے جس میں ایم ایس ای بی کے لئے ۶۳ء۳۸۶ کروڑ روپے اور دیگر ہائیڈرو الیکٹرک پروجیکٹوں کے لئے ۷۱ء۴۱ کروڑ روپے اور متحدہ دیہی توانائی پروگرام کے لئے ۶۰ لاکھ روپے شامل ہیں۔ ۸۵-۱۹۸۴ء میں چندر اپور یونٹ، پارلی یونٹ ۴ اور پیٹھن ہائیڈرو یونٹ کی توانائی جنریٹنگ صلاحیتوں کے اضافی طور پر حاصل ہو جانے کی امید ہے۔

پینے کے پانی کا مسئلہ

۸۳-۱۹۸۲ء میں اس ریاست نے پینے کے پانی کی قلت بڑی سختی سے محسوس کی۔ چنانچہ ۱۰٫۱۶۱ دیہاتوں کے لئے پینے کے پانی کی قلت کا اعلان کیا گیا۔ اگرچہ در اصل ۲۰٫۰۰۰ گاؤں اس سے متاثر ہوتے تھے۔ مختلف قسم کے راحت بخش پروگرام اپنائے گئے تاکہ حالات پر قابو پایا جا سکے۔ یہ سارے پروگرام ۸۴-۱۹۸۳ء کے مالی سال میں جولائی ۱۹۸۳ء تک جاری رہے۔ لہٰذا ریاست کو ۸۳-۱۹۸۲ء اور ۸۴-۱۹۸۳ء میں ان بہت بھاری خرچ برداشت کرنا پڑا۔ اگرچہ مزید خرچ جو ان دو مالی سالوں میں ریاست کو برداشت کرنا پڑا ۹۵ء۱۱۸ کروڑ روپے جیسی بھاری رقم تک جا پہنچی۔ ایڈوانس پلان کی امداد کے طور پر مرکز سے صرف ۰۸ء۵۶ کروڑ روپے ملے۔ دونوں رقموں کے درمیان جو بھاری فرق ہے اس کی وجہ سے ریاست کے وسائل پر زبردست بوجھ پڑا ہے۔ کوششیں جاری ہیں کہ مرکزی حکومت ۸۷ء۶۲ کروڑ روپے کے بھاری فرق کو مدد دے کر ختم کر دے۔

اس سلسلے میں، مہاراشٹر کے لئے زبردست اہمیت کی بات یہ تھی کہ پینے کے پانی کی قلت صرف ان دیہاتوں تک محدود نہیں تھی جن کی فہرست بنائی گئی تھی بلکہ ان دیہاتوں تک یہ قلت پھیلی ہوئی تھی جو فہرست میں شامل نہیں تھے کیونکہ ان آخر الذکر دیہاتوں

> ریاست فنون لطیفہ کو ترقی دینے کی ہمت افزائی کر رہی ہے۔ حکومت اس بات کی کوشش میں ہے کہ ایک اکاڈیمی علمی فنون قائم کرے تاکہ مراٹھی ڈرامہ اور تھیٹر کو خاص طور سے ترقی دی جا سکے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے بجٹ میں اس کے لئے ۵ لاکھ روپے کا انتظام کرنے کی تجویز ہے۔

چھٹا منصوبہ اور سالانہ منصوبہ ۸۵-۱۹۸۴ء کا ایک خاکہ

(کروڑ روپے میں)

سیکٹر	چھٹا پنج سالہ منصوبہ ۸۵-۱۹۸۰ء (اصلی)	فی صد	چھٹا پنجسالہ منصوبہ نظر ثانی کردہ	فی صد	سالانہ منصوبہ ۸۵-۱۹۸۴ء	فی صد ۴ م/۶ تا ۸ م/۴	فی صد سالانہ منصوبہ کا مجموعہ ۸۵-۱۹۸۴
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
۱۔ زرعی و منسلکہ خدمات	۵,۰۳٫۳۸	۸٫۱۵	۷,۵۴٫۰۵	۱۱٫۴۳	۲,۲۵٫۵۱	۲۹٫۹۱	۱۳٫۶۷
۲۔ امداد باہمی	۵۷٫۴۴	۰٫۹۳	۸۱٫۴۳	۱٫۲۳	۱۸٫۷۰	۲۲٫۹۶	۱٫۱۳
۳۔ آبپاشی اور سیلاب پر کنٹرول	۱۱,۳۹٫۲۶	۱۸٫۴۵	۱۲,۴۰٫۹۲	۱۸٫۸۰	۲,۵۱٫۰۵	۲۰٫۲۳	۱۵٫۲۱
۴۔ پاور	۲۱,۵۷٫۰۰	۳۴٫۹۳	۱۹,۱۷٫۲۶	۲۹٫۰۵	۴,۲۸٫۹۴	۲۲٫۲۷	۲۶٫۰۰
۵۔ صنعت و معدنی اشیاء	۱,۹۲٫۱۶	۳٫۱۱	۲,۲۳٫۳۲	۳٫۳۸	۶۰٫۷۳	۲۷٫۱۹	۳٫۶۸
۶۔ نقل و حمل و ترسیل	۴,۴۰٫۶۰	۷٫۱۴	۴,۰۱٫۵۴	۶٫۰۸	۹۲٫۴۶	۲۳٫۰۳	۵٫۶۰
۷۔ سماجی و طبقاتی خدمات	۱۶,۴۹٫۹۵	۲۶٫۷۲	۱۹,۲۰٫۰۷	۲۹٫۰۹	۴,۹۰٫۸۵	۲۵٫۵۶	۲۹٫۷۵
۸۔ معاشیاتی و دیگر خدمات	۳۵٫۲۴	۰٫۵۷	۴۱٫۵۶	۰٫۹۴	۱۶٫۷۶	۲۷٫۲۳	۱٫۰۲
۹۔ اضلاع کی ضروریات کے پیش نظر مخصوص پروگرام	...	...	...	...	۶۰٫۰۰	...	۳٫۶۴
۱۰۔ تکنیکی تعلیم اور ووکیشنل گائیڈنس کے پروگرام	...	..	..	..	۵٫۰۰	..	۰٫۳۰
کل	۴۱,۷۵٫۰۰	۱۰۰٫۰۰	۶۶,۰۰٫۱۵	۱۰۰٫۰۰	۱۶,۵۰٫۰۰	۲۵٫۰۰	۱,۰۰٫۰۰

ں فصل کی حالت اچھی تھی۔

ہمارے وزیر اعلیٰ نے مرکز پر یہ امر واضح کر دیا ہے کہ فصل کتنی ہی اچھی ہو پینے کے پانی کی قلت پھر بھی پیدا ہو سکتی ہے اور اسے ایک قدرتی آفت و مصیبت ہی خیال کیا جانا چاہیئے اس لئے ایڈ وانس پلان کی مدد کے ذریعے اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے مرکز ریاست کی امداد کرے۔

اس دشواری کے پیش نظر وزیر اعلیٰ نے احکامات صادر فرمائے ہیں کہ جن دیہاتوں کو قلت کے باوجود قلت زدہ شمار نہیں کیا گیا تھا۔ انہیں بھی پینے کے پانی کی قلت کی فہرست میں درج کیا جائے۔

۸۵-۱۹۸۴ء کے سالانہ پلان میں ۵ء۶۴ء۷ کروڑ روپے خرچ پینے کا پانی مہیا کرنے کی اسکیموں کے لئے تجویز کیا گیا ہے اس کے ذریعے ۲٫۸۱۰ دیہاتوں کو بھرپور فائدہ پہنچانا مقصود ہے اور ۱٫۸۲۹ دیہاتوں کو جزوی طور پر۔ ان کے علاوہ [illegible] جزوی طور پر قلت زدہ شمار کیا گیا۔ انہیں اب ۸۵-۱۹۸۴ء میں پوری طرح قلت زدہ شمار کیا جا رہا ہے۔

۸۴-۱۹۸۳ء میں سیلابوں سے ۱۱,۰۱۱ دیہات میونسپل حلقوں میں، کوکن، مراٹھواڑہ اور ودربھ میں تباہ ہو گئے تھے۔

۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ریاستی حکومت ۴۵ کروڑ روپے راحت پہنچانے اور باز آبادکاری پر صرف کرنا چاہتی ہے۔ اس باب میں حکومت ۱۴۶ء۹۱ کروڑ روپے اب تک لگا چکی ہے اور اس نے مرکزی حکومت سے اس رقم میں اضافی مدد کی گذارش کی ہے۔

کمیونٹی ویونگ اسکیم

جماعتی دوردرشنی اسکیم

حکومتِ ہند نے ریاست مہاراشٹر کے لئے ۱۸۔کم پاور والے ٹی۔ وی ٹرانسمیٹر کی تنصیب کی منظوری دے دی ہے۔ اس اسکیم سے کوئی ۲۰۰۰ گاؤں کو فیض پہنچانے کی تجویز ہے۔ پہلے پہل اس اسکیم سے ۵۰۰ گاؤں کو فیض پہنچانے کی تجویز ہے۔ اس کے لئے ۳۴ لاکھ روپے کی تجویز ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کیلئے رکھی گئی ہے۔

سرکاری مطبع خانوں کو چار قومی ایوارڈ

حال ہی میں نئی دہلی میں پرنٹنگ اور ڈیزائننگ کے ۲۴ ویں قومی انعامات کی تقسیم کے لئے منعقدہ تقریب میں مہاراشٹر کے ڈائریکٹوریٹ برائے طباعت کو چار ایوارڈ دیئے گئے۔ اس طرح کل ہند مقابلوں میں اس ڈائریکٹوریٹ کے حاصل کردہ انعامات کی مجموعی تعداد اڑتالیس ہے جو کسی بھی ریاستی ڈائریکٹوریٹ کے حاصل کردہ انعامات کی تعداد سے زیادہ ہے۔

لیٹر پریس پر کلینڈروں کی طباعت اور ڈیزائننگ کا پہلا انعام گورنمنٹ سینٹرل پریس بمبئی کو ۱۹۸۳ء کے کلینڈر کے لئے دیا گیا۔ اس کلینڈر میں وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے جاری کردہ بیس نکاتی پروگرام کی جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔ اس کلینڈر میں ریاستی ڈائریکٹوریٹ برائے اطلاعات و رابطہ عامہ کے فوٹوگرافر شری ایس۔ سے۔ گپتے کی کھینچی ہوئی تصویریں استعمال کی گئی

ایوارڈ یافتگان کو دیئے جاتے والے روایتی تامر پتر۔

حکومت مہاراشٹر کے ۱۹۸۳ء کے کلینڈر کی ایک جاذب نظر تصویر: ۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کا انتظام کیا گیا ہے۔ بورکنویں سے عورتیں پانی بھر رہی ہیں
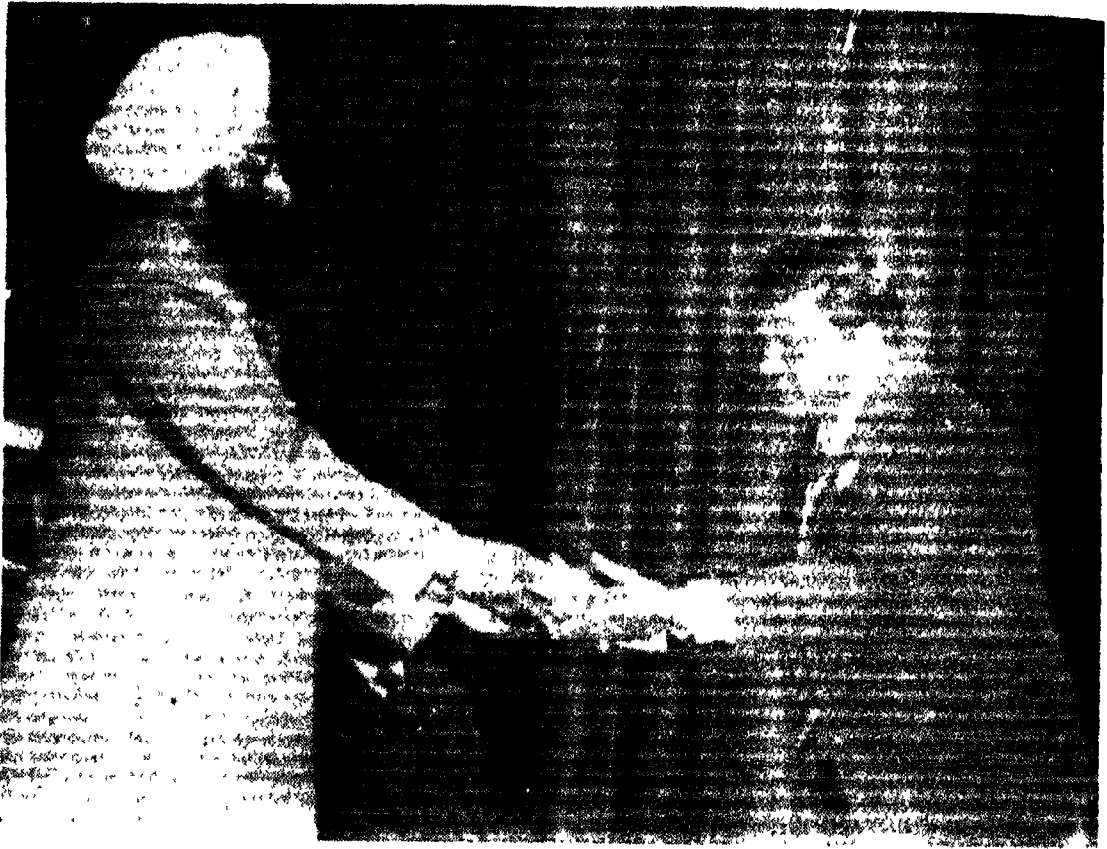
[illegible] کے لئے [illegible] حکومت کے محکمۂ تعلیم کے سکریٹری شری ایس۔ جی [illegible]، بھارت کے صدر [illegible] [illegible] قبول کر رہے ہیں۔

شری وی۔آر جوشی
مینجر گورنمنٹ سینٹرل پریس،
بھارت کے صدر گیانی ذیل سنگھ
کے ہاتھوں ۱۹۸۳ء کے کلینڈر
کی طباعت و ڈیزائننگ کے لئے
"پہلا انعام" حاصل کر رہے ہیں۔
یہ کلینڈر ۲۰۔نکاتی پروگرام
سے متعلق ہے۔

"مہاتما پھلے گورو گرنتھ" کا سرورق جسے اشاعت طباعت اور ڈیزائننگ کے لئے میرٹ سرٹیفکیٹ دیا گیا۔ یہ کتاب مہاراشٹر کے اولین سماجی مصلح مہاتما جوتی با پھلے کی حیات اور ان کے مشن سے متعلق معلومات افزا مضامین پر مشتمل ہے۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

ہیں۔ گذشتہ ایک دہائی کے دوران حکومت کی جانب سے شائع کردہ کلینڈروں نے طباعت اور ڈیزائننگ کے نئے معیار قائم کئے ہیں۔
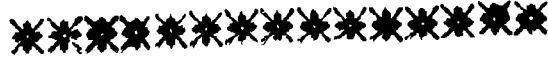
کولہاپور میں واقع گورنمنٹ پریس کو "مہاتما پھلے گورو گرنتھ" کی طباعت اور ڈیزائننگ کے لئے ایک میرٹ سرٹیفکٹ دیا گیا۔ کتاب مہاراشٹر کے پہلے سماجی مصلح مہاتما جیوتی با پھلے کی زندگی اور ان کے مشن سے متعلق معلومات افزا مضامین پر مشتمل ہے۔ ریاستی محکمۂ تعلیم کو بھی اس کتاب کو شائع کرنے پر ایک میرٹ سرٹیفکٹ دیا گیا۔

کتابوں اور دیگر مطبوعات کی بہترین طباعت اور ڈیزائننگ کے لئے مرکزی وزارت اطلاعات ونشریات ۱۹۵۵ء سے انعامات دے رہی ہے۔ ان انعامات کے لئے قومی سطح پر مقابلہ منعقد کیا جاتا ہے۔ ان انعامات کے اجراء سے مطبوعات کی طباعت، ڈیزائننگ اور بائنڈنگ جیسے مختلف کاموں میں مصروف اداروں کی ہمت افزائی ہوتی ہے اور انہیں اپنے کاموں میں مکمل مہارت بہم پہنچانے کی ترغیب ملتی ہے جس کی وجہ سے ملک میں طباعت و ڈیزائننگ کے معیار میں بھی بہتری ہوئی ہے۔ ۲۴ ویں قومی انعامات کے لئے ۱۹۸۲ء کی مطبوعات سے متعلق داخلے طلب کئے گئے تھے۔ اب کی بار ۵۳ شعبوں میں داخلے طلب کئے گئے تھے جبکہ ۱۹۵۵ء میں صرف ۱۷ شعبے تھے۔ ۲۴ ویں مقابلے کے لئے کل ۱۳۰۱ داخلے موصول ہوئے تھے۔

ہر شعبے میں تین انعامات دیئے جاتے ہیں۔ اول، دوم اور میرٹ سرٹیفیکیٹ، پہلا اور دوسرا انعام روایتی تامر پتر کی صورت میں ہوتا ہے جس پر قومی نشان بنا ہوتا ہے اور "ستیہ میو جے تے" (جیت ہمیشہ سچ ہی کی ہوتی ہے) کھدا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قومی ایوارڈ کا نشان بھی بنا ہوتا ہے اور "بہوجن ہتائے بہوجن سکھائے" (ہر کسی کے فائدے اور خوشحالی کے لئے) کھدا ہوتا ہے۔ اس تختی پر انعام یافتہ کا نام اور دیگر متعلقہ تفصیلات بھی کھدی ہوتی ہیں۔ سرٹیفکیٹ آف میرٹ بھی اسی طرز پر تیار کی جاتی ہیں۔

زیرِ نظر تصویر میں بائیں جانب شری این۔ ٹی کابلے سینئر اسسٹنٹ اسٹینڈرڈ برانچ گورنمنٹ سنٹرل پریس، بھارت کے صدر گیانی ذیل سنگھ کے ہاتھوں ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے طباعت و اسٹیشنری کی ایما پر ۲۰۔ نکاتی پروگرام کلینڈر کی ڈیزائننگ کا پہلا انعام حاصل کر رہے ہیں۔

دائیں جانب کی تصویر میں گورنمنٹ پریس کوہاپور کے شری ڈی۔ ایس بھوسلے "مہاتما پھلے گورو گرنتھ" کی طباعت اور ڈیزائننگ کے لئے بھارت کے صدر گیانی ذیل سنگھ کے ہاتھوں میرٹ سرٹیفکیٹ قبول کر رہے ہیں۔
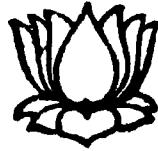
قارئین کے لئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے لہٰذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پہلا منزل، مقابل منترالیہ ممبئی ۴۰۰۰۳۲
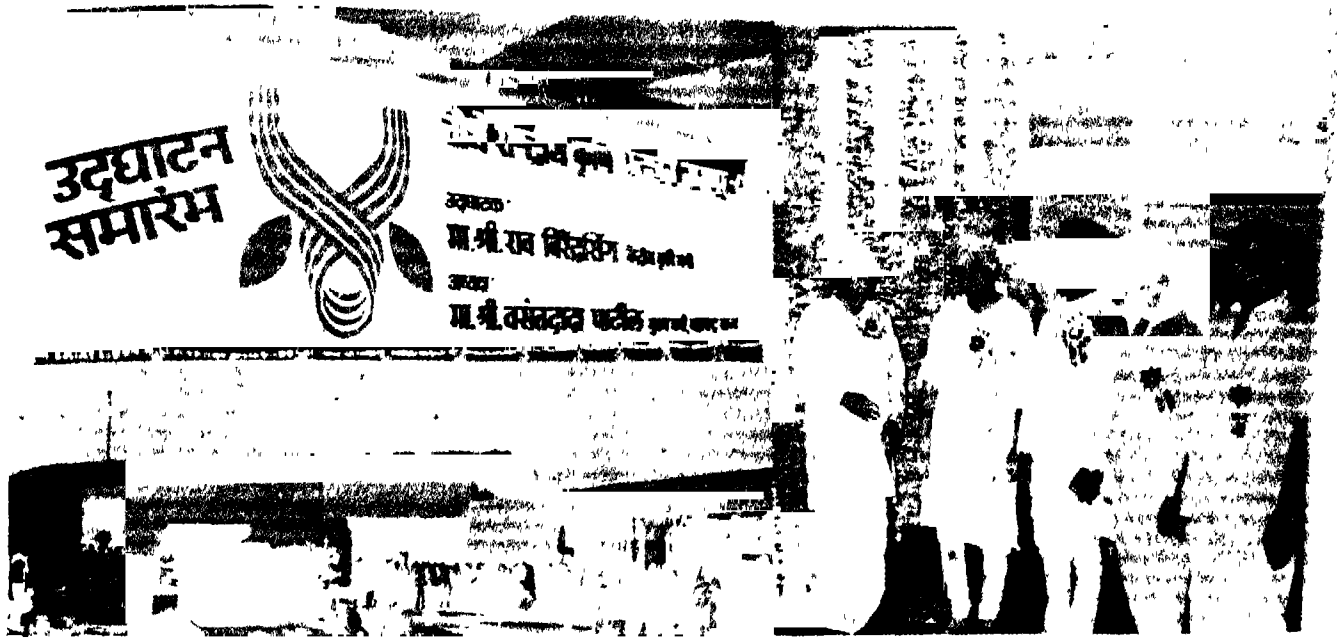
چوتھے قومی زرعی میلے کا افتتاح ۸ مارچ کو کستور چند ۔ رک ناگپور میں مرکزی وزیر زراعت شری راؤ بریندر سنگھ کے ہاتھوں عمل میں آیا صدارت مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے فرمائی ۔ تصویر میں شری راؤ بریندر سنگھ شری نانا بھاؤ ایمبڈوار، مہاراشٹر کے وزیر برائے زراعت شری مدھوکر کمبکر، وزیر مملکت برائے مالیات اور شری راؤ صاحب جاکر وزیر مملکت برائے زراعت دیکھے جا سکتے ہیں۔

چوتھا قومی زرعی میلہ
چند جھلکیاں

زراعت ہندستانی زندگی اور ثقافت کا سب سے بڑا سہارا ہے ۔ ہمارے ملک کے مستقبل کا دارومدار اسی کی ترقی پر ہے ۔ قدرتی طور پر ہماری ترقی کا مقصدِ اولین یہی ہے کہ ہمارے کسان خوش حال اور مسرور رہیں۔

یہ تھا وہ نظریہ جس کو پیشِ نظر رکھ کر مرکزی وزارت، زراعت و امداد باہمی نے چوتھا قومی زرعی میلہ، ۱۹۸۴ء کستورچند پارک، ناگپور میں ۸ مارچ سے ۳۰ مارچ تک ترتیب دیا تھا ۔ اس نمائش نے زرعی محاذ پر ہندستان کی بے پناہ کوششوں اور ترقی کا شاندار مظاہرہ کیا جس کی بدولت غلہ کے سلسلے میں ملک کی سالانہ پیداوار ۱۴۰ ملین ٹن کا نشانہ پار کر چکی ہے ۔

مہاراشٹر کے علاوہ گجرات، آسام، مدھیہ پردیش، اترپردیش، مغربی بنگال اور اڑیسہ کی ریاستوں نے بھی اس میلے میں شرکت کی تھی۔ ان ریاستوں نے اپنے اپنے جو پویلین قائم کئے تھے ان میں زراعت، آبپاشی، اراضی، امداد باہمی اور فشریز کی ترقیوں کے مظاہرے کئے تھے۔ حکومتِ ہند کا پویلین سب سے بڑا تھا۔ ان ریاستوں کے علاوہ، ہندستان آرگینک کیمیکلس، ہندستان فارمرس فرٹیلائزرکوآپریٹیو لمیٹیڈ، راشٹریہ فرٹیلائزرس اینڈ کیمیکلس، گجرات بڑودا اویلی فرٹیلائزرس کمپنی لیٹیڈ، ہندستان اینٹی بایوٹیکس لمیٹیڈ، گجرات اگرو انڈسٹریز کارپوریشن لمیٹیڈ، نیشنلائزڈ بینکس اور دوسرے اداروں نے جو زراعت اور اس سے متعلق امور سے تعلق رکھتے ہیں، اپنے ماڈل قائم کئے تھے جن میں انہوں نے زراعتی ترقی کے مسلسل مناظر پیش کئے تھے۔

اس سے پہلے کی تین نمائشیں بھوپال، لدھیانہ اور کلکتہ میں منعقد ہوئی تھیں۔ چونکہ ریاستی ڈائرکٹوریٹ آف اگریکلچر نے اپنے وجود کے سو سال پورے کر لئے ہیں، اس لئے حکومتِ مہاراشٹر نے مرکزی حکومت کے روبرو اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ نمائش اس مرتبہ ریاستِ ہذا میں رکھی جائے۔ اس بنا پر حالیہ نمائش کے لئے ناگپور کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس کے کنوینر ہونے کا بیڑا مہاراشٹر اگرو۔انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے اٹھایا۔

مہاراشٹر کا پویلین

مہاراشٹر پویلین میں پینل کافی بڑی تعداد میں یعنی ۱۴۵ تھے جنہوں نے نہایت مؤثر طور پر جاذبِ نظر بلو۔اَپ، خوش رنگ نقشوں، اطلاعی چارٹس، عملاً کام کرنے والے ماڈلوں اور دل نشیں سمعی و بصری ذریعوں سے کام لے کر، زرعی ترقی کے مختلف روپ جیسے گذشتہ ایک سو سال کے دوران مہاراشٹر میں زراعت کی ترقی کے نمایاں خدوخال، ڈرائی فارمنگ کے طور طریقوں میں پیش رفت، آبپاشی کردہ خطوں کے لئے کاشت کے مناسب نمونے یا اصول اختیار کرنا، بہتات کے ساتھ پیداوار دینے والی قسموں کی شروعات، زرعی یونیورسٹیوں اور تحقیق کرنے والے اداروں کے ترقی دیئے ہوئے بہتر طریقوں اور جدید تکنیک کا استعمال، ٹریننگ اور وزٹ کے پروگرام (بے لوز سسٹم) اور دوسری توسیعی خدمات، ایکو۔یونٹ پلاننگ کے ذریعے زمینی وسائل کا مؤثر استعمال زرعی پیداوار کی زیادہ سے زیادہ مقدار حاصل کرنے کے لئے کاپری ہنسیو واٹرشیڈ ڈیولپمنٹ پروگرام (کاوڈیپ) اور ریاستی حکومت کی جاری کردہ انوکھی "نرسری پنڈھری" اسکیم وغیرہ۔

پانی اور زمین کے تحفظ کا ایک متحدہ پروگرام مہاراشٹر کے زرعی سیکٹر میں بنیادی تبدیلیوں کی راہیں کھول رہا ہے۔ مہاراشٹر کے ایک خاص طور سے تعمیر کردہ پویلین میں دو ماڈل تھے جو پروگرام میں تبدیلیوں کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

ریاست کے طول و عرض میں جس پروگرام پر عمل درآمد جاری ہے وہ ہے کسانوں کو انفرادی کوششوں سے نکال کر بتدریج ترقی کی ایسی راہ پر لگا دینا کہ وہ اپنے مختصر اور چھوٹے فارم کے لئے پانی کا ذخیرہ رکھنے لگیں۔ اس پروگرام میں اب نہ صرف پانی کے زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے طور طریقوں کا جاننا شامل ہے بلکہ دوسرے پہلوؤں سے واقف ہونا بھی ضروری ہے۔

"کاوڈیپ" پروگرام کے لئے انتخاب کئے گئے حلقے کو "فیس۔لفٹ" (بیرونی طور پر اصلاح کرنے کا کام) دیا جاتا ہے۔ جنگل سازی سے شروع کر کے اس پروگرام میں پانی کا ذخیرہ کرنا، زمینی پانی کی سطح کو بڑھانا اور کاشتکاری کے بہتر طریقوں کو اپنانا شامل ہیں۔

اس پورے پروگرام کو خوبصورتی کے ساتھ سجائے گئے ماڈلوں کی مدد سے دکھلایا گیا تھا۔ پہلا ماڈل پروگرام شروع کرنے سے پہلے حلقے کی اصل حالت کے متعلق تھا۔ پھر اجاڑ زمین کو ہرے بھرے لہلہاتے حلقے میں تبدیل کر دیا اور اس کے لئے فارم وغیرہ کے لئے پانی کے ذخیرے کی سہولتوں سے کام لیا گیا ہے۔

دوسرا ماڈل، بہت انوکھا، صرف ایک اکیلا ماڈل تھا جہاں زمین کی تبدیلیاں آئینوں کی مدد سے اور مناسب ڈھنگ کی روشنی کے اثر سے دکھائی گئی تھیں۔ یہاں مختلف حالتوں کی تشریح کی جاتی تھی اور اچھے انداز میں سمجھایا جاتا تھا۔

"چوڑی کیاری اور ہل چلنے سے بنی ہوئی نالی (ریگھاری)" کا سسٹم۔ اس کو بالخصوص ودربھ کے کپاس کی سیاہ زمین کے لئے

مختلف
ریاستی حکومتوں
کے
نصب کردہ پویلین
کی جھلکیاں

اترپردیش

مدھیہ پردیش

آسام

مغربی بنگال

گجرات
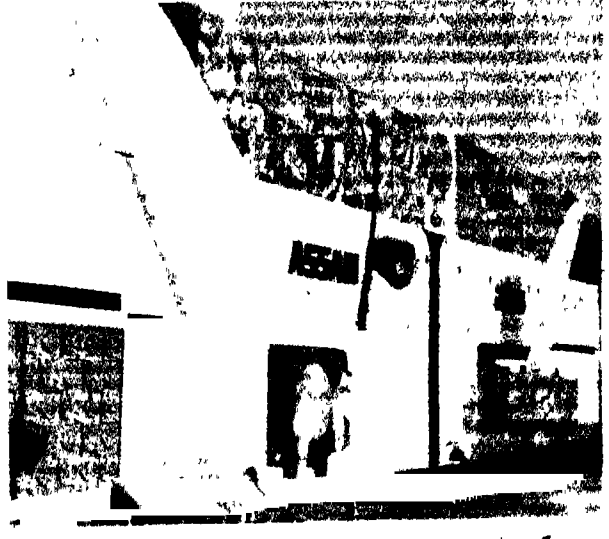
اڑیسہ
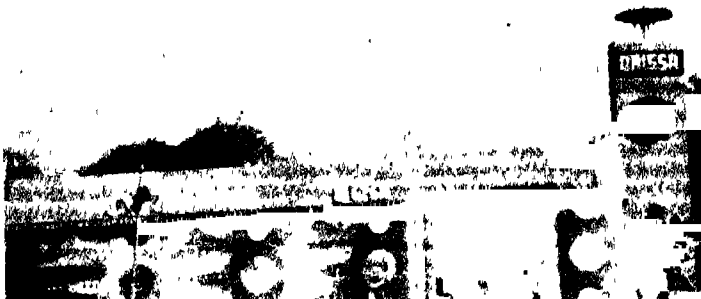
مرکزی وزیر زراعت شری راؤ بریندر سنگھ، وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، مہاراشٹر کے وزیر زراعت شری نانا بھاؤ ایمبڈ وار، وزیر مملکت برائے زراعت شری راؤ صاحب جا سکر مہاراشٹر پویلین کا مشاہدہ کرتے ہوئے۔

ٹریشنل کراپ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، حیدرآباد" نے ترقی دیا تھا۔ اس کا بھی وہاں مظاہرہ ہوا تھا۔

مہاراشٹر پویلین کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ ایسے پینل، چارٹ اور ماڈل پیش کئے گئے تھے جن میں فصل کی منصوبہ بندی یونٹ کی طرح سے علم معیشت حیوانات کے لحاظ سے کی گئی تھی — تفصیلات کافی باریکی کے ساتھ بنائی گئی تھیں جن میں "زیادہ بارش والے مقامات"، "یقینی بارش والے مقامات" جیسے وودربھ اور "خشک سالی سے متاثر مقامات" — جس میں مہاراشٹر کے ۸۷ تحصیل شامل ہیں، کے نقشے اور چارٹ پیش کئے گئے تھے۔

اس پویلین کے علاوہ اریگیشن ڈپارٹمنٹ، مہاراشٹر اسٹیٹ سیڈس کارپوریشن اور مہاراشٹر ایگرو انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے الگ الگ پویلین تھے۔ مزید برآں کالج آف ایگریکلچر، ناگپور کے کھیت میں جو اس مقام سے صرف ۳ کیلومیٹر کے فاصلے پر ہے، عملی کام کی نمائش کا انتظام تھا۔

زراعت کی منصوبہ بندی پر جو زور دیا جاتا تھا اب وہ فصلوں سے ہٹ کر فارمنگ سسٹم کی طرف منتقل ہو چکا ہے جو کہ حالات کے مطابق زراعت پر مبنی ہے چنانچہ مہاراشٹر بھی "ایکو یونٹ" کی بنیاد پر ۸۴-۱۹۸۳ء سے منصوبہ بندی شروع کر چکا ہے۔

ٹیکنالوجی اور کھیت کی طرف ،س کی منتقلی، زراعتی ترقی کی کنجی ہے لہٰذا ایگریکلچرل یونیورسٹیوں، حال ہی میں جاری کردہ ٹریننگ اور وزٹ سسٹم کی توسیع وغیرہ کے تصوّرات بھی نمائش میں چھ پینل کے ذریعے دکھائے گئے تھے۔

زمین میں ڈالی جانے والی چیزیں جیسے بیج، فرٹیلائزرس اور کیڑے مار دوائیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں اور ریاست نے بھی انہیں زبردست اہمیت دی ہے۔ ان کے کوالٹی کنٹرول کے پہلو پر پوری توجہ دینے کے لئے ایک علیحدہ تنظیم قائم کی گئی ہے۔ میلے میں ان کی نمائش چار پینل میں کی گئی تھی۔

مہاراشٹر کے کسان کافی ترقی پسند ہیں اور انہوں نے آل انڈیا سطح پر کئی بار اول انعام جیتا ہے۔ مہاراشٹر میں سب سے زیادہ تعداد میں "کرشی پنڈت" ہیں۔ جو کاشتکاری کے جدید طور طریقوں کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے موجود تھے۔

زراعت کی ترقی کے لئے حکومت مہاراشٹر نے ۲۰۔ نکاتی پروگرام کو اولیت دی ہے۔ میلے میں اس کی تفصیلات کے اظہار کے لئے نو پینل تھے۔

علاوہ ازیں میلے میں دو پینل کے ذریعے کرشی پنڈھری کے اسکیم کی تفصیلات پر روشنی ڈالی گئی۔ اس اسکیم کے تحت ریاست کے ہر تعلقہ میں ایک گاؤں کو ہر پہلو سے ترقی دی جائے گی۔

چوتھے قومی زرعی میلے کا افتتاح

زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے متفقہ کوششیں جاری ہیں اور وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام میں زرعی پیداوار کو ترجیح دی گئی ہے سال رواں میں ہمارے ملک میں اناج کی پیداوار اتنی ہوگی جو بجائے خود ایک ریکارڈ ہوگا اور امید ہے کہ جملہ پیداوار ۱۴۲ ملین ٹن کے آس پاس ہوگی۔ اس بات کا اظہار مرکزی وزیر برائے زراعت شری راؤ بریندر سنگھ نے ۸ مارچ کو کستورچند پارک ناگپور میں چوتھے قومی زرعی میلہ کے افتتاح کے موقع پر کیا۔

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اس میلے کے افتتاحی تقریب کی صدارت کی۔

مرکزی وزیر نے اس موقعہ پر اعلان فرمایا کہ ،، سائٹرون ریسرچ سینٹر ناگپور میں قائم کیا جائے گا۔

زرعی پیداوار میں ریاست مہاراشٹر کی امتیازی کامیابی پر پسندیدگی کا اظہار فرماتے ہوئے وزیر موصوف نے فرمایا کہ اس ریاست نے تلہن کی پیداوار میں ٹھوس پیش رفت کی ہے اور اس کی پیداوار جو پہلے ۹ لاکھ ٹن تھی، ۱۴ لاکھ ٹن تک جا پہنچی ہے، اسی طرح اس ریاست نے وزیر اعلیٰ کی رہنمائی میں گنے اور شکر کی پیداوار میں بھی قابل تعریف پیش قدمی کی ہے۔

شری راؤ بریندر سنگھ نے فرمایا کہ کاشتکار اپنی پیداوار کی مناسب قیمت پانے کے مستحق ہیں اور حکومت ہند کی یہی پالیسی رہی ہے حکومت ہند نے گیہوں کی قیمت ۱۵۲/- روپیہ فی کوئنٹل مقرر کی تھی۔ اور دھان کی ۱۳۲/- روپیہ فی کوئنٹل۔ ریاستی حکومت پیاز خود خریدے گی اگر اس کی قیمت ۶۰ روپیہ سے کم ہوئی اور حکومت ہند نے اس تجویز کی حمایت کی ــــ اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے مرکزی وزیر زراعت شری راؤ بریندر سنگھ نے فرمایا کہ کاشتکاروں کو اس میلہ سے بھرپور فیضان حاصل کرنا چاہیئے اور زرعی پیداوار بڑھانے کی دل و جان سے جد و جہد کرنی چاہیئے۔ مہاراشٹر کے پویلین کی آپ نے خاص طور سے سراہنا کی۔

ریاست کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اپنی صدارتی تقریر میں کاشتکاروں کو خشک اراضی پر پیداوار بڑھانے کی بہتر کوشش کرنے کی رغبت دلائی، اور فرمایا کہ اب تک اس قسم کی صرف ۲۶ فیصد اراضی کو آبپاشی سے سیراب کیا جا سکا ہے۔

مہاراشٹر کے وزیر زراعت شری نانا بھاؤ ایمبڈوار نے اپنی تمہیدی تقریر میں فرمایا کہ یہ عجیب حسنِ اتفاق ہے کہ قومی زرعی میلہ ناگپور میں ایسے وقت میں منعقد ہوا ہے جو ریاستی ایگریکلچرل ڈپارٹمنٹ کی سولہ سالہ سالگرہ کا سال ہے۔ انھوں نے اعلان فرمایا کہ چھ سونے کے تمغے ان لوگوں کو عطا کئے جائیں گے جو اس سال کے دوران زراعتی میدان میں نمایاں کارنامہ انجام دیں گے۔

اس میلہ میں چھ ریاستوں نے یعنی گجرات، آسام، مدھیہ پردیش، اترپردیش، مغربی بنگال اور اڑیسہ نے، علاوہ مہاراشٹر کے شرکت کی۔ ان ریاستوں نے اپنے اپنے پویلینوں میں ایسی باتوں کی نمائشوں کا خاص اہتمام کیا تھا، جن کا تعلق زراعت، آبپاشی، ماہی پروری، ترقیاتی اراضی، باہمی تعاون وغیرہ سے تھا۔ حکومتِ ہند کا پویلین سب سے بڑا تھا۔

ایم۔ پی۔ پویلین

"مسکراتا کسان" وہ قابلِ رشک مضمون تھا جس کے گرد مدھیہ پردیش کے خاکسارانہ پویلین کا سارا انتظام گردش کر رہا تھا۔ اس کے ذریعے ان امور پر روشنی ڈالی گئی جنہیں حکومت مدھیہ پردیش نے کسانوں کی بھلائی کے لئے اختیار کیا ہے۔ اگرچہ یہ ریاست مقابلتاً پسماندہ شمار ہوتی ہے لیکن بعض اچھی اسکیموں کی بدولت یہاں کے کسانوں کی حالت میں سدھار ہوتا جا رہا ہے۔ یہ ریاست اجناس کی پیداوار میں سارے ملک میں تیسرے نمبر پر ہے۔

اس ریاست کے پویلین میں بہت سے فوٹوگراف اور پینل کے ذریعے کسانوں کی زندگی میں جو نمایاں تبدیلیاں پیش آ رہی ہیں انہیں عمدگی کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ سب سے زیادہ زور اس پر دیا گیا تھا کہ "اناج کی پیداوار بڑھاؤ"۔

چوتھے قومی زرعی میلے کے موقع پر شائع کردہ حکومتِ مہاراشٹر کے ڈائریکٹوریٹ برائے زراعت کے ماہانہ رسالہ "شیتکری" کے خصوصی نمبر نیز مہاراشٹر اگرو انڈسٹریز کارپوریشن کے سوونیر کا اجرا، مرکزی وزیر زراعت شری راؤ بریندر سنگھ کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

مہاراشٹر پویلین میں ۴۵ اسٹالوں کو نمائش کے لئے پیش کیا گیا تھا جن سے مہاراشٹر کی زراعتی ترقی نمایاں ہوتی تھی۔ زیرِ نظر تصویر میں "باغبانی" کا ایک حصہ دیکھا جا سکتا ہے۔

۔ مدھیہ پردیش کو سویا بین ریاست کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہاں مختلف ترغیباتی اسکیموں کے ذریعے پیداوار کی کثیر مقدار حاصل کرنے کی کوشش جاری ہیں۔ پویلین کا ایک حصہ اس مقصد کو اُجاگر کرنے کے لئے مختص کر دیا گیا تھا۔

آسام پویلین

حکومتِ آسام اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ بے زمین افراد کو مدد پہنچائے۔ حکومت ایک جامع پروگرام کے تحت کاشت کے لائق زمین کا ایک ٹکڑا کسی خاندان کو مہیا کر دیتی ہے۔ حکومت بے زمین مزدوروں کو آبپاشی کی سہولتیں وغیرہ دیتی ہے۔ اس پویلین میں آسام میں زندگی کی رونق کو اُجاگر کرنے والی تصویریں لگائی گئی تھیں۔ مختلف قسم کی پینٹنگ سے بھی اس پویلین کو مزین کیا گیا تھا۔ آسام کے گھروں کا ایک ماڈل بھی رکھا ہوا تھا۔ مشرقی آسام کی جنگلاتی دولت کو جاذبِ نظر تصویروں سے آراستہ کیا گیا تھا۔

اڑیسہ پویلین

ریاست اڑیسہ میں ۷۰ فی صد سے زائد آبادی کا انحصار زراعتی صنعت پر ہے۔ اڑیسہ طرز کا ایک مخصوص پویلین بنایا گیا تھا جس سے وہاں کی ثقافتی دیہی زندگی نظروں کے سامنے آجاتی تھی۔

گجرات پویلین

گجرات پویلین کو بنانے میں مشہور و معروف فنکارانہ مزاد کی خدمات حاصل کی گئی تھیں جس نے وہاں کے غریب کسانوں اور امیر کسانوں کے گھروں کو مختلف چارٹس وغیرہ سے ظاہر کیا تھا۔ گجرات دودھ کے لئے مشہور ریاست ہے۔ اس لئے اس پویلین میں ڈیری ترقیات کو بہت اعلیٰ پیمانے پر اجاگر کیا گیا تھا۔

مغربی بنگال پویلین

اس پویلین میں ایک کسان خاندان کا ماڈل پیش کیا گیا تھا۔ اس ماڈل کے پس منظر میں "روشنی اور آواز" کے ذریعے مشہور شاعر رابندرناتھ ٹیگور کے دو گیت پیش کئے گئے تھے۔ علاوہ ازیں یہاں مختلف چارٹس کے ذریعے زراعتی ترقیات اور دیہی زندگی کی تصویر پیش کی گئی تھی۔

اس نمائش کو مختلف ریاستوں کے ہزاروں کسانوں نے دیکھا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس نمائش سے کسانوں میں جوش و ولولہ پیدا ہو جائے گا اور وہ زراعتی میدان میں اور ترقی کرنے کے لئے اور تندہی سے مصروف ہو جائیں گے۔

مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو مارکیٹنگ فیڈریشن
کی
کارکردگی کی تصویری جھلکیاں

مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو مارکیٹنگ فیڈریشن کے قیام سے اس سال ۲۵ برس مکمل ہو رہے ہیں۔ اس مدت میں اس کارپوریشن نے زرعی پیداوار اور زرعی آلات کی خرید و فروخت نیز صارفین کو درکار اشیاء کی تقسیم کے سلسلے میں ایک مثالی ادارے کی حیثیت اختیار کی ہے یہ ادارہ کاشتکاروں کے ساتھ صارفین کے بھی مفاد کو ملحوظ رکھتا ہے۔ ذیل میں اس ادارے کی کارکردگی کی چند تصویری جھلکیاں پیش ہیں۔

کاشتکاروں کے لئے ان کی پیداوار کی بہتر قیمت حاصل کرنے کی خاطر فیڈریشن اس کی فروخت سے قبل اسے پروسیس کرتی ہے۔ زیر نظر تصویر میں تھانے میں واقع سائلو پروجیکٹ دال مل دیکھا جا سکتا ہے۔

جالنہ میں واقع سمپوگ کاٹن سیڈ پروجیکٹ اور تیل کی مل۔

کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم

کپاس کے کھیت میں کاشتکار خواتین۔ یہ اسکیم کسانوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں ہے۔
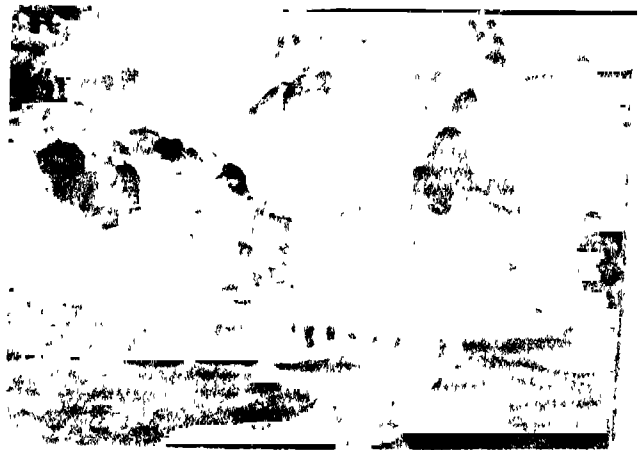
کپاس خرید مرکز پر کسان اپنی کپاس جمع کرا رہے ہیں۔ ریاست کے کپاس اگانے والے علاقوں میں ایسے چار سو مراکز ہیں۔

کپاس خریدنے کے مرکز پر کپاس کا وزن کیا جا رہا ہے۔

کپاس کی پیداوار میں اضافہ اسکیم کی کامیابی کے واضح ثبوت ہیں۔

خریدمرکز اور خریدی ہوئی کپاس جمع کرنے کے لئے
جننگ اور پریسنگ ملوں کا انتخاب
کیا جاتا ہے۔
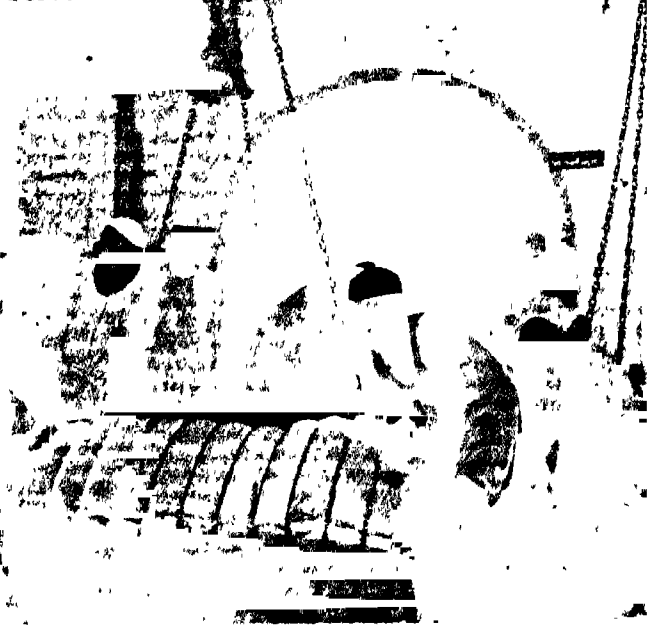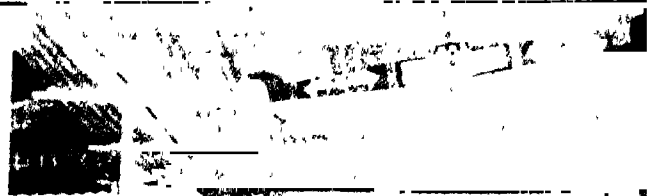
بنولے نکالنے کی فیکٹری میں بنولے نکالے
جا رہے ہیں۔

اندرون ملک فروخت اور برآمد کے لئے کپاس کی گانٹھیں باندھی
جا رہی ہیں۔ کپاس کی برآمد سے ابھی تک ۲۴۰ کروڑ روپے کا
بیرونی زرمبادلہ کمایا گیا ہے۔
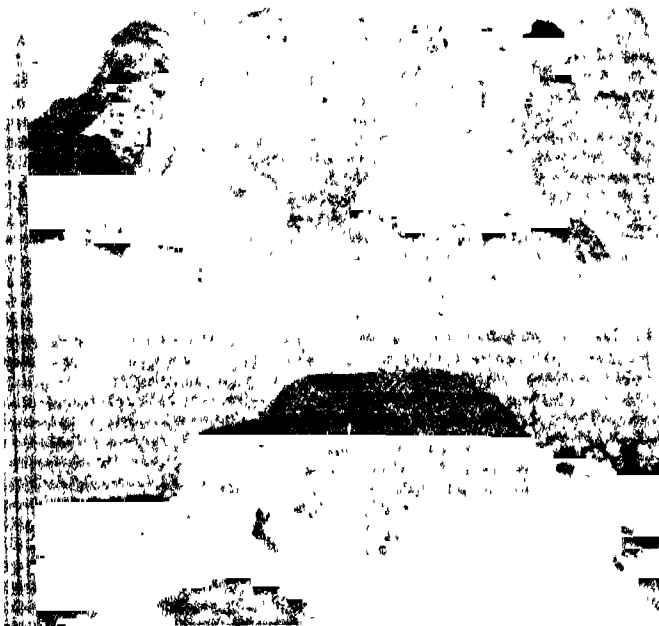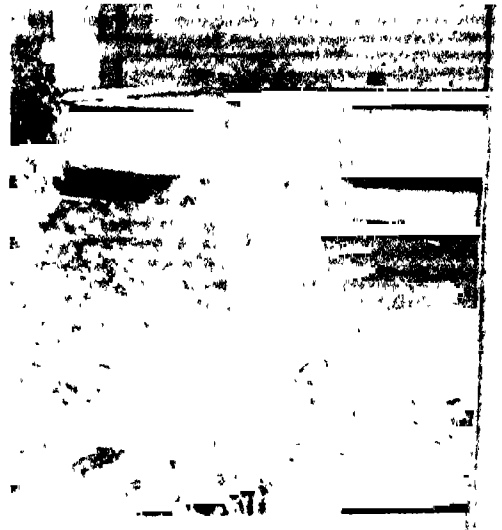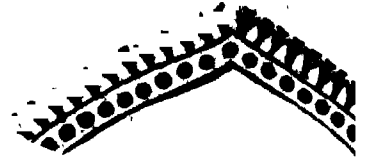
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے
ریشن کے منیجنگ ڈائرکٹر شری ٹی برا من
یشن سیمین تقریب کے موقع پر پھول ہار
ش کیا۔ شری بالا صاحب پوار ایم۔ ایل
رنیڈریشن کے چیرمین بھی دائیں طرف
یکھے جا سکتے ہیں۔

ے۔ بی۔ گوجز
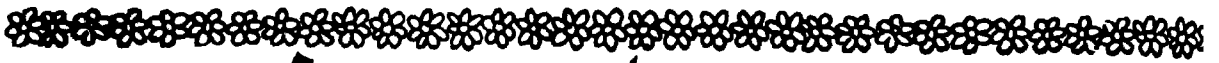
اسٹیٹ مارکیٹنگ فیڈریشن

۲۵ سالہ ترقی کی شاندار رفتار

اس سلسلے میں کوشش کی ابتدا ۲۵ سال قبل ہوئی تھی، جب کسان اپنی پیداوار کی نفع بخش قیمت پانے کے لئے ایجنٹوں اور تاجروں کے رحم وکرم پر رہتے تھے۔ قدرتی طور پر ان کا معاشیاتی استحکام ان نفع خوروں کی رائے اور خیال پر منحصر تھا جو کسانوں کی مجبوری اور حالات سے ذاتی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے چنانچہ حکومت نے اس معاملے سے دلچسپی کا اظہار کیا اور کسانوں اور صارفین کو اس لوٹ سے بچانے کے لیے ۲۵ر نومبر ۱۹۵۸ء کو "مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو مارکیٹنگ فیڈریشن" کا قیام فرمایا۔ فیڈریشن مذکور نے دل و جان سے نہ صرف کسانوں کی بہبودی اور ترقی کے لئے کام کرنا شروع کیا بلکہ صارفین کو واجبی داموں پر لازمی اشیاء تقسیم کرنے کی کوشش بھی کی۔ تعجب نہ کیجئے کہ فیڈریشن مذکور نے زرعی پیداواروں اور اوزاروں کی فروخت اور خرید میں صارفین میں قابلِ استعمال اشیاء کی تقسیم میں ایک مثالی ادارہ کی طرح شہرت حاصل کی۔

شروع میں مارکیٹنگ فیڈریشن، تھوک فروش مارکیٹ میں اپنے ممبران کی زرعی پیداوار کی فروخت کے لئے بطور ایجنٹ کے کام کرتی رہی۔ سبزیاں اور پھل جیسے آم، کیلے وغیرہ بڑے پیمانے پر باہر ملکوں کو بھیجتی رہی۔ اس کے علاوہ فیڈریشن، اناج پھلیاں وغیرہ مہاراشٹر اور دوسری ریاستوں سے خرید کرتی — اور صارفین کو مناسب داموں پر مہیا کرتی رہی۔ اس نے ایسی تدبیریں بھی ایجاد کیں جس کے ذریعے کسانوں کو مناسب داموں فرٹیلائزروں، الیکٹرک موٹروں، کیڑے مار دواؤں اور وبائی جراثیم سے محفوظ رکھنے والی دواؤں وغیرہ کی فراہمی بھی کی جاتی رہی اور عام لوگوں کو لازمی اشیاء مناسب داموں بہم پہنچانے کی کوششیں بھی جاری رہیں۔

مہاراشٹر اناج کی پیداوار کی بابت کمی اور قلت کی ریاست ہے۔ فیڈریشن نے اجناس کی قلت کو ختم کرنے کے بارے میں سرکاری کوششوں کی ہمیشہ حمایت کی اور اس قلت پر غالب آنے کے لئے اس نے حکومت کی ہدایت کے مطابق غلہ جات کو دوسری ریاستوں سے خریدکیا۔

اجناس کی اجارہ دارانہ خرید

ریاستی حکومت نے ۶۵-۱۹۶۴ء میں دھان، جوار اور دوسرے غلوں کو اجارہ دارانہ بنیاد پر خریدنے کی ایک بلند مقصدی اسکیم شروع کی۔ اس کے تحت کسانوں کے لئے ان اشیاء کی فراہمی اور صارفین کو ان اناجوں کی سہولت کے ساتھ مناسب داموں پر دستیابی کی ضمانت دی گئی تھی۔ اس اسکیم پر فیڈریشن نے نہایت کامیابی سے ساتھ گیارہ سال تک عمل کیا اور ریاست کے طول وعرض میں ایسی تدبیریں اختیار کی کہ ان کی بدولت سب کے سب مقاصد اور نشانے پورے ہوجائیں۔ سچ مچ فیڈریشن کا یہ طریقۂ کار بہت بڑی اہمیت رکھتا تھا کیونکہ ریاست میں سبز انقلاب کو حقیقت بنانے کے سلسلے میں یہ زبردست اقدام تھا

ترجمہ: راج

سہارا دینے والی قیمت پر خریدنے کی اسکیم

اس اسکیم کا آغاز ۷۸-۱۹۷۷ء میں کیا گیا تھا۔ اس کے ذریعے کسانوں کو ان کے پیدا کردہ اناج کی کم سے کم قیمت کی ضمانت دی گئی تھی۔ فیڈریشن نے تب سے اس اسکیم پر بڑے پیمانے پر عمل کیا ہے۔

کسانوں کی حفاظت

اگر زرعی پیداوار کی بہتات ہوتی ہے تو منڈی ان سے پٹ جاتی ہے اور قیمتیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس صورت حال میں کسان کو بڑی پریشانی پیش آتی ہے کیونکہ پیداوار پر خرچ کی لاگت کے ہی پورا ہونے کی امید باقی نہیں رہتی۔ چند سال قبل زبردست پیداوار کے سبب پیاز کی قیمت بہت گر گئی۔ کسانوں کو معاشی تباہی سے بچانے کے لئے فیڈریشن نے حکومت کی ہدایت پر پیاز کی خرید کر ڈالی اگرچہ منڈی میں پیاز کا سودا کرنے کے لئے کوئی ترکیب پیش نظر نہیں تھی۔ یہ پیاز مہاراشٹر اور دوسری ریاستوں میں فروخت کی گئی بلکہ پیاز کی برآمد بیرونی ملکوں کو بھی کی گئی۔ اگر فیڈریشن نے اس وقت پیاز کی خرید نہ کی ہوتی تو کسان ناقابل برداشت تباہی میں گھر جاتے جس سے نکلنے کے لئے انہیں سالہا سال

مشینری کی فراہمی

سال	آئیل انجن	الیکٹرک موٹر	رقم کروڑ روپے
۱۹۷۶-۷۷	۳,۰۲۸	۳,۹۵۴	،۰۳
۱۹۷۷-۷۸	۲,۱۲۱	۵,۴۳۶	.۲۴
۱۹۷۸-۷۹	۱,۷۲۸	۶,۱۴۷	،۳۸
۱۹۷۹-۸۰	۲,۶۷۸	۱۰,۴۸۵	،۲۵
۱۹۸۰-۸۱	۴,۱۲۲	۱۷,۴۰۶	،۶۵
۱۹۸۱-۸۲	۳,۶۶۷	۱۰,۳۸۸	،۱۹
۱۹۸۲-۸۳	۴,۰۱۸	۱۰,۳۳۰	،۴۳

کھاد کی فراہمی

سال	فروخت (میٹرک ٹن)	لاکھ روپے میں
۱۹۶۱-۶۲	۱۸,۴۰۳	۷۱٫۲۳
۱۹۶۲-۶۳	۳۸,۳۷۹	۶۸٫۲۳
۱۹۶۳-۶۴	۲۵,۶۸۸	۸۲٫۸۹
۱۹۶۴-۶۵	۱۴,۷۰۸	۶۰٫۱۷
۱۹۶۵-۶۶	۱۷,۰۰۰	۷۱٫۴۱
۱۹۶۶-۶۷	۹,۵۰۰	۴۵٫۸۴
۱۹۶۷-۶۸	۱۳,۱۵۷	۷۶٫۸۶
۱۹۶۸-۶۹	۱۶,۷۶۸	۱۰۹٫۶۴
۱۹۶۹-۷۰	۱۴,۷۶۷	۱۰۸٫۷۶
۱۹۷۰-۷۱	۲,۲۷۷	۱۴٫۵۸
۱۹۷۱-۷۲	۵۶,۲۲۸	۴۱۶٫۰۸
۱۹۷۲-۷۳	۵۳,۷۱۷	۴۶۵٫۰۰
۱۹۷۳-۷۴	۴۶,۷۱۱	۳۹۱٫۰۰
۱۹۷۴-۷۵	۶۳,۵۹۴	۶۵۰٫۰۰
۱۹۷۵-۷۶	۹۸,۲۶۰	۱۵۹٫۰۱
۱۹۷۶-۷۷	۲,۵۶,۰۰۰	۴,۱۵۹٫۰۰
۱۹۷۷-۷۸	۳,۰۱,۰۰۰	۴,۲۷۱٫۰۰
۱۹۷۸-۷۹	۳,۵۱,۰۰۰	۴,۶۷۵٫۰۰
۱۹۷۹-۸۰	۳,۴۶,۰۰۰	۵,۱۶۹٫۰۰
۱۹۸۰-۸۱	۴,۹۰,۰۰۰	۸,۸۶۰٫۰۰
۱۹۸۱-۸۲	۵,۲۹,۰۰۰	۱۱,۱۶۵٫۰۰
۱۹۸۲-۸۳	۳,۵۹,۰۰۰	۷,۶۳۷٫۰۰

لگ جاتے ۔

صارفین کیلئے تسکین

شروع سے ہی فیڈریشن کی یہ کوشش رہی ہے کہ وہ پیداوار کے مرحلوں کو طے کرنے والے کسانوں اوران چیزوں کے استعمال کرنے والوں سے درمیان کڑی کی حیثیت رکھے۔

چنانچہ فیڈریشن پھلوں، سبزیوں وغیرہ کی فراہمی صارفین کے دکانوں ، کینٹینوں، جیل خانوں وغیرہ کو مناسب قیمت پر کرتی آئی ہے۔ اس کے پیش نظر ایک اور اسکیم پر عمل درآمد کرنے کی تجویز ہے جس کے تحت وہ خوردہ فروشی کے مرکزوں کو قائم کرنا چاہتی ہے تاکہ لازمی اشیاء شہریوں کو مناسب داموں پر فراہم کی جا سکیں۔ واضح ہو کہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں اس طرح کے مرکزوں پر ۲۷ لاکھ روپیوں کا لین دین ہوا تھا۔ ایسے کئی مرکز شہر بمبئی میں چل رہے ہیں۔ فیڈریشن کیروسین کی فراہمی بمبئی میں گورنمنٹ کی منظور کردہ دکانوں کو بھی کرتی ہے۔

زرعی اوزاروں کی فراہمی

فیڈریشن زرعی اوزاروں کی خرید وفروخت کے میدان میں سبھوں سے آگے ہے۔ اس نے قابلِ اعتبار زرعی سامان اور اوزار کسانوں کو بھی فراہم کئے ہیں۔ اس نے زرعی سامانوں کے سلسلے میں امدادِ باہمی قرض بھی دیا ہے اور اس میں نمایاں کامیابی بھی حاصل کی ہے۔ الیکٹرک موٹر، ڈیزل پمپ سیٹ، مشینری وغیرہ، امدادِ باہمی قرض کی بنیاد پر دیئے جاتے ہیں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں جملہ لین دین ۴۴ء۶ کروڑ روپے تک پہنچا تھا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا فرٹیلائزروں اور وبائی جراثیم کو ختم کرنے والی دوائیں بھی فیڈریشن مہیا کرتی ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں اس نے تقریباً ۲۶ لاکھ ٹن فرٹیلائزر اور جراثیم کش دوائیں تقسیم کی جن کی مجموعی قیمت ۲ کروڑ روپے تھی ـ یہ نہایت قابلِ غور بات ہے کہ ریاست میں کسانوں کے ذریعے استعمال ہونے والے فرٹیلائزروں کا ۵۰ فی صد فیڈریشن فراہم کرتی ہے۔

پروسیسنگ کے منصوبے

خام زرعی پیداواروں کی پروسیسنگ کرنا اور پھر انہیں صارفین کے ہاتھ فروخت کرنا فیڈریشن کی پالیسی ہے۔ تاکہ کسانوں کو ان کی پیداواروں کی بہتر قیمت مل سکے ـ اس مقصد کے تحت فیڈریشن مختلف پروسیسنگ کرنے والی صنعتیں قائم کر چکی ہے نیز اس نے کوآپریٹیو دائرے میں اس طرح کی صنعتوں کے قائم کرنے کی ہمت افزائی کی ہے ۔ اب تک فیڈریشن جن صنعتوں کو قائم کر چکی ہے وہ حسب ذیل ہیں:
ایک دال مل بمقام واگلے انڈسٹریل اسٹیٹ، تھانے ــــ

پچیس برسوں کے اعداد و شمار

سال	حصص سرمایہ	کاروبار	نفع یا نقصان
۱۹۶۱	۱۳,۴۷,۵۰۰؍۰۰	۶,۲۰,۰۰,۰۰۰؍۰۰	+ ۱,۸۳,۸۴۵؍۰۰
۱۹۶۲	۱۴,۸۰,۱۰۰؍۰۰	۴,۰۱,۴۰,۲۶۵؍۶۸	+ ۱,۲۷,۸۲۳؍۳۲
۱۹۶۳	۱۶,۲۵,۹۰۰؍۰۰	۵,۹۱,۰۴,۲۴۸؍۰۰	+ ۳,۶۱,۱۰۱؍۰۰
۱۹۶۴	۱۷,۰۵,۵۰۰؍۰۰	۶,۷۹,۵۵,۵۵۳؍۹۸	+ ۵,۴۰,۵۷۹؍۰۷
۱۹۶۵	۳۴,۰۹,۷۰۰؍۰۰	۱۸,۷۲,۷۱,۳۷۱؍۲۱	+ ۱۴,۱۸,۸۸۲؍۰۵
۱۹۶۶	۹۰,۳۲,۳۰۰؍۰۰	۳۰,۲۵,۳۲,۷۵۴؍۵۸	+ ۱۴,۴۲,۶۰۷؍۴۴
۱۹۶۷	۹۳,۰۷,۵۰۰؍۰۰	۵۸,۳۸,۰۳,۷۰۴؍۲۲	+ ۱۸,۰۳,۹۸۳؍۴۶
۱۹۶۸	۹۷,۳۶,۵۰۰؍۰۰	۴۹,۷۶,۷۹,۵۵۷؍۸۹	+ ۲۱,۲۵,۹۹۴؍۱۸
۱۹۶۹	۱,۰۶,۶۹,۱۰۰؍۰۰	۴۸,۹۵,۹۸,۴۴۱؍۰۷	+ ۲۲,۳۹,۰۲۱؍۷۲
۱۹۷۰	۱,۱۴,۳۳,۴۰۰؍۰۰	۴۹,۹۰,۰۰,۰۰۴؍۳۶	+ ۲۹,۸۴,۰۷۵؍۶۴
۱۹۷۱	۱,۵۳,۱۱,۶۰۰؍۰۰	۵۰,۶۴,۲۵,۱۳۵؍۲۴	+ ۲۳,۷۱,۴۸۸؍۹۳
۱۹۷۲	۱,۵۵,۲۵,۹۰۰؍۰۰	۳۸,۹۰,۹۴,۳۸۳؍۷۲	- ۷۵,۴۹,۵۳۳؍۹۶
۱۹۷۳	۶,۱۱,۳۴,۱۰۰؍۰۰	۳۰,۲۵,۶۲,۳۸۳؍۵۸	- ۳,۱۸,۳۴۹؍۸۳
۱۹۷۴	۶,۲۲,۱۰,۲۰۰؍۰۰	۶۲,۳۶,۰۶,۰۳۵؍۰۹	۷۸,۶۲,۱۳۱؍۸۵
۱۹۷۵	۶,۴۸,۱۹,۷۰۰؍۰۰	۵۹,۲۷,۱۷,۱۴۸؍۱۷	- ۱,۱۴,۵۷,۲۱۹؍۱۳
۱۹۷۶	۶,۶۰,۳۳,۴۰۰؍۰۰	۸۵,۱۹,۹۲,۳۸۰؍۱۰	+ ۱,۸۰,۸۹,۳۷۴؍۹۴
۱۹۷۷	۷,۵۱,۰۳,۶۰۰؍۰۰	۸۱,۵۵,۰۰,۷۰۴؍۷۴	+ ۱,۱۸,۱۹,۹۰۶؍۰۱
۱۹۷۸	۷,۵۱,۲۱,۸۰۰؍۰۰	۶۹,۲۰,۰۶,۶۲۰؍۸۵	+ ۳۰,۳۰,۳۹۰؍۲۷
۱۹۷۹	۷,۶۹,۰۴,۵۰۰؍۰۰	۸۱,۰۱,۹۶,۷۱۹؍۴۴	+ ۲۵,۹۹,۱۰۶؍۹۹
۱۹۸۰	۷,۷۰,۰۶,۷۰۰؍۰۰	۸۴,۹۱,۵۲,۵۵۰؍۲۶	+ ۶۸,۴۵,۴۲۳؍۸۴
۱۹۸۱	۷,۷۱,۰۷,۸۰۰؍۰۰	۱,۴۲,۷۸,۷۷,۲۹۵؍۷۴	+ ۱۱,۱۷,۸۰۸؍۰۶
۱۹۸۲	۸,۶۵,۹۳,۴۰۰؍۰۰	۱,۵۹,۶۵,۴۵,۰۹۳؍۳۲	+ ۶۸,۷۵,۱۲۳؍۶۰
۱۹۸۳	۱۰,۵۶,۶۵,۹۰۰؍۰۰	۱,۳۲,۹۸,۵۰,۰۶۸؍۴۱	+ ۲۱,۵۶,۲۵۸؍۵۰

ا پورنا دھان مل بمقام دوگدا پھالٹا ۔ بھیونڈی تعلقہ ضلع ھانے اور سھیوگ کاٹن سیڈ پراجیکٹ اور آئیل مل بمقام النہ ۔ کاٹن سیڈ پروسیسنگ پروجیکٹ اور تیل کی ملیں ھام گاؤں اور جل گاؤں میں بھی تعمیر کی جا رہی ہیں ۔ ان کے لاوہ بھاگیرتھ دانہ دار بکسڈ فرٹیلائزر فیکٹری ۔۔۔ جو

چیکلی تھانہ اورنگ آباد میں ہے اور وبھو پشو کھادیہ جو بمقام بوری دیہیر ضلع دھولے میں ہے ۔۔۔ کسانوں کو فرٹیلائزریں اور مویشیوں کا چارہ خوراک مہیا کرتی ہیں ۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں فرٹیلائزروں کی پیداوار ۲۵۰۰۰ ٹن سے زیادہ اور جانوروں کے خوراک چارہ کی پیداوار ...۰۰۰ ٹن

یادہ تھی۔ سچکل تھانہ اور نگ آباد میں زمین کی جانچ کے لئے بیا یٹری کا قیام عمل میں آیا ہے۔ وڈالا بمبئی میں ایک ڈپو لیاگیا ہے جس کے ذریعے آٹھ رائز ڈ شا پس کو کیروسین م کیا جاتا ہے۔

اضافی طور پر، ایک سالونٹ ایکسٹراکٹ پلانٹ ایوت محل، کیمونٹ کاٹن مل ایک مراٹھواڑہ میں اور ایک ہ میں، دھان کا چھلکا دور کرنے کی مل، ایک چندپور ر ایک بھنڈارہ ضلع میں، ایک ویسٹ (خراب شدہ) کے لئے پلانٹ، روئی کے پیداواری حلقے میں — کاجو یسنگ فیکٹری اور ڈسٹلری رتنا گیری اور سندھودرگ ں میں دو دال ملیں، ایک وبائی کیڑوں کو ہلاک کرنے والی ں فیکٹری اور ایک مویشیوں کے خوراک چارہ کی فیکٹری ھو یے ہیں جو قیام کے مرحلے میں ہیں۔

ن کی خرید

کپاس کے کاشتکاروں کو تاجروں اور ایجنٹوں کے استحصال فوظ رکھنے کے لئے ریاستی حکومت نے ۱۹۷۲ء سے کپاس رہ دارانہ اسکیم جاری کی ہے۔ زرعی پیداوار کے فروخت میں خاطر خواہ تجربہ رکھنے والی فیڈریشن کے ، اسکیم کی عمل آوری کا کام دیا گیا ہے۔ مہاراشٹر ملک کی وہ یاست ہے جہاں کاشتکاروں اور صارفین کے مفاد ا رکھتے ہوئے یہ اسکیم جاری کی گئی ہے۔

اس اسکیم کے نفاذ کے لئے فیڈریشن نے کپاس اگانے علاقے کو ۱۲ زون میں تقسیم کیا ہے اور ہر زون میں دفتر ہے تاکہ کسی بھی کسان کو اپنی کپاس کی فروخت کے لئے بیٹر سے زیادہ فاصلہ طے کرنا نہ پڑے۔ فیڈریشن کپاس ی، اس کی درجہ بندی، وزن معلوم کرنا، ذخیرے کر اسلئے، نقل و حمل نیز اس کی فروخت اور برآمد جیسے سن و خوبی انجام دے رہی ہے۔ اس ضمن میں اسے یڑے تاجروں اور ایجنٹوں سے ٹکر لینی پڑی —
ثن کی کامیابی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا زیر بحث اسکیم کے تحت اس نے کم و بیش بائیس ہزار ں سے دس لاکھ کپاس اگانے والے کاشتکاروں سے تا ۴۰۰ کروڑ روپے کی مالیت کی ۶۰ تا ۷۰ لاکھ کو نٹل کپاس خریدی ہے۔

اس اسکیم کے کامیاب نفاذ کی وجہ سے کاشتکار مذکورہ فیڈریشن کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ ایک مقبول فیڈریشن بن گئی ہے۔ اس کی وجہ سے کاشتکاروں کو کپاس کا معقول معاوضہ ملتا ہے اور ان کی معاشی حالت میں بہتری آئی ہے۔ علاوہ ازیں سوت کی ملوں کو بھی اچھی کپاس فراہم ہوتی ہے۔ فیڈریشن نے کپاس کی برآمد سے ڈھائی سو کروڑ روپیہ کا بیرونی زرمبادلہ بھی حاصل کیا ہے۔ ملک سے کپاس کی برآمد میں یہ فیڈریشن اہم مقام رکھتی ہے۔

گوداموں کی تعمیر

زرعی پیداوار کا ذخیرہ رکھنے کے لئے گودام ناگزیر ہیں ورنہ فصلوں کی کٹائی کے وقت خطیر مقدار میں زرعی پیداوار کی خرید ناممکن ہو جائے گی۔ فصلوں کی کٹائی کے وقت بازار میں زرعی پیداوار کی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ کسان کو اپنی زرعی پیداوار جلد از جلد فروخت کرنی ہوتی ہے۔ قیمتوں کے گرتے ہوئے رجحانات اور کاشتکاروں کی جلد بازی کی وجہ سے کاشتکار ہی کو نقصانات اٹھانا پڑتا ہے لہٰذا فیڈریشن نے قومی امداد باہمی ترقیات کارپوریشن نئی دہلی اور عالمی بینک کی مدد سے ۷۸ ہزار ٹن غلہ ذخیرہ کرنے کی مجموعی گنجائش کے ۲۸ گودام بنانے کا ایک پروگرام جاری کیا ہے۔ فیڈریشن کو امید ہے کہ اس کے تاسیس کے ۲۵ ویں سال کے موقع پر اس سال ان گوداموں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی — علاوہ ازیں فیڈریشن نیشنل گریڈ رورل ری کنسٹرکشن اسکیم کے تحت مجموعی طور پر چالیس ہزار ٹن گنجائش کے ۱۲۵ گوداموں کی تعمیر کا پروگرام جاری کیا ہے۔

تاہم فیڈریشن نے تھانے کی واگلے انڈسٹریل اسٹیٹ اور ترہبے نئی بمبئی میں گودام تعمیر کئے ہیں۔

مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ گذشتہ پچیس برسوں کے درمیان اس فیڈریشن نے کسانوں کی معاشی حالت بہتر بنانے اور ان کو خود کفیل بنانے میں اہم رول ادا کیا ہے۔ فیڈریشن نے اسی عزم و مستقل مزاجی سے مستقبل میں بھی کاشتکاروں کی خدمت کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

ایل۔ کے۔ مٹاٹکر
خصوصی نامہ نگار۔ اکنامک ٹائمز۔ بمبئی۔

کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم

کاشتکاروں کے لئے رحمت
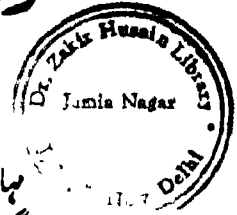
مہاراشٹر میں کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم کی بے مثال کامیابی نے اسے ملک کے دیگر حصوں میں بالعموم اور کپاس کی کاشت کے علاقوں کے لئے بالخصوص ایک قابل تقلید اسکیم بنادیا ہے۔ اس اسکیم کی کامیابی ایک طرف کاشتکاروں کے تئیں حکومت کی دردمندی اور خیر خواہی ظاہر کرتی ہے تو دوسری جانب کپاس کے کاشتکاروں کی ہمت افزائی ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے ہرسال نافذ کیا جاتا ہے۔ فی الحال اسکیم عارضی نوعیت کی ہے۔ اسے ہرسال نافذ کرنے کے لئے خصوصی اقدامات کرنے ہوتے ہیں۔ ریاستی حکومت نے اب اسے مستقل حیثیت دینے کا تہیہ کیا ہے۔ ابتداءً اسے گیارہ برسوں کے لئے نافذ کرنے کی تجویز ہے۔

کپاس کے کاشتکار مستقبل میں بھی اس اسکیم سے مستفید ہونے کے خواہش مند ہیں۔ ان کے حق میں یہ اسکیم بے حد مفید ثابت ہوئی ہے۔ ان کا متفقہ مطالبہ ہے کہ اسکیم بند نہ کی جائے۔ چھوٹے اور درمیانی کسان اس اسکیم سے خصوصیت کے ساتھ فائدے اٹھاتے ہیں۔ ان کے پاس ذخیرہ کرنے کا اہتمام نہیں ہوتا اور فصل کے فوراً بعد کھلے بازار میں کپاس کی قیمت گھٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے انہیں اپنی پیداوار کا خاطر خواہ معاوضہ نہیں مل سکتا۔ صرف اسی اسکیم کے تحت یہ ممکن ہے کہ انہیں اپنی پیداوار کا خاطر خواہ معاوضہ ملتا ہے۔ اس اسکیم کی کامیابی میں ان کاشتکاروں کا تعاون بھی شامل ہے۔ اس اسکیم کو بند کرنے سے چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔ ودربھ اور مراٹھواڑہ کے معاشی اعتبار سے پسماندہ علاقوں میں صورت حال اور بھی خراب ہو جائے گی۔

مہاراشٹر ملک میں کپاس اگانے والی بڑی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ یہاں تقریباً دس لاکھ کسان اس کی کاشت کرتے ہیں۔ کپاس اگائی جانے والی تقریباً ۹۷ فی صد زمین آبپاشی کی سہولت سے محروم ہے جس کی وجہ سے دیگر ریاستوں کے مقابلے میں یہاں کی پیداوار بھی کم ہے۔ تاجر اور دلال نسل در نسل

کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم ریاست کے کپاس اگانے والے کسانوں میں مقبول ہوتی جارہی ہے۔ زیرِ نظر تصویر میں کپاس کو بیل گاڑیوں پر لاد کر کاشتکار اپنی خرید مرکز کو لے جارہے ہیں۔

سے کاشتکاروں کو لوٹتے آئے ہیں۔ وہ کسانوں سے کم قیمت پر کپاس خرید کر اسے زیادہ سے زیادہ قیمت پر ے ہاتھ بیچتے رہے ہیں۔ کپاس کے کاشتکاروں کو تحصال سے بچانے کے لئے حکومت کو تجویز دینے کی غرض بت نے ۱۹۷۱ء میں ایک کمیٹی نامزد کی اور اگست ۱۹۷۲ء راشٹر خام کپاس (حصول، پروسیسنگ اور فروخت) بابت ۱۹۷۱ء کے تحت کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم ۔ دیہی معیشت میں امداد باہمی اداروں کی اہمیت کو مدِنظر ے حکومت نے اسکیم کے نفاذ کے لئے مہاراشٹر اسٹیٹ یٹو مارکیٹنگ فیڈریشن لمیٹیڈ کو چیف ایجنٹ نامزد کیا۔

ریشن کی ابتداء

حصولِ آزادی کے بعد ملک کی ہمہ جہت ترقی کے لئے مرکزی نے منصوبہ بند ترقی کی پالیسی اختیار کی اور پنج سالہ منصوبے اختیار کیا گیا۔ ۱۹۵۵ء میں اودی میں ہوئے کانگریس کے میں سماج واد کی حمایت کی گئی۔ پلاننگ کمیشن نے سماج واد میں رکھتے ہوئے متعدد اسکیمات وضع کیں۔ چونکہ بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے۔ اس لئے پنج سالہ ں میں زراعت و زرعی پیداوار پر مبنی صنعتوں پر خصوصی گئی۔ دیہی معیشت کی ترقی کو تیز کرنے کے لئے امداد باہمی تحریک کو بڑھاوا دیا گیا جس کی وجہ سے شکر، سوت کتائی، تیل وغیرہ کی امداد باہمی ملیں قائم ہوئیں۔

۱۹۶۹ء کے کانگریس کے بنگلور اجلاس میں ملک کی معاشی ترقی کی تیز رفتاری کو اہمیت دی گئی۔ اس اجلاس کے معاشی منشور میں یہ مطالبہ کیا گیا کہ کپاس کی خرید امداد باہمی اداروں یا عوامی اداروں کی جانب سے کی جائے تاکہ غریب کاشتکاروں کو دلالوں اور تاجروں کے استحصال سے محفوظ رکھا جاسکے۔ لہٰذا حکومتِ مہاراشٹر نے مہاراشٹر خام کپاس (حصول، پروسیسنگ اور فروخت) قانون بابت ۱۹۷۱ء کے تحت کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم جاری کی اور اس اسکیم کو ۱۹۷۲ء کے ۱۵۔ نکاتی پروگرام کا ایک اہم جزو قرار دیا۔

اسکیم کے اغراض و مقاصد

اس اسکیم کے اغراض و مقاصد اس طرح ہیں:

(۱) ریاست میں کپاس کے کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی مناسب قیمت کی یقین دہانی۔

(۲) دلالوں کے عمل و دخل کا خاتمہ اور ان کی نذر ہونے والی رقم کاشتکار کو دینا۔

(۳) کپاس کے کاشتکاروں کو معاشی استحکام فراہم کرنا اور اس طرح ریاست میں کپاس کی پیداوار کو مستحکم بنانا۔

(۴) کپاس کے سائنسی تجزیے اور درجہ بندی کے بعد ملوں اور ان کی ضرورت کے مطابق کپاس فراہم کرنا۔

(۵) کپاس کی خرید و فروخت کا کام امداد باہمی اداروں سے لے کر امداد باہمی تحریک کو مضبوط بنانا۔

(۶) کپاس کی کتائی، پارچہ بافی، کپاس کے بیجوں سے تیل نکالنا اور ان کی ریسرچ ... جیسے امور کے ساتھ ایک رابطہ قائم کرنا تاکہ کپاس کے تمام کاشتکاروں کو آمدنی کے بڑے حصے میں شریک کیا جا سکے۔

اس اسکیم کے تحت مذکورہ قانون کی رو سے کپاس کی خرید و فروخت میں دلال کا عمل دخل بالکل ختم کیا گیا ہے۔ ریاستی مجلس قانون ساز میں اس قانون کی منظوری سے قبل اس ضمن میں مرکزی رضامندی حاصل کی گئی تھی۔ اس کا نفاذ ... معیاد ۳۰ جون ۱۹۸۰ء تک تھی۔ مرکزی اجازت سے اسے ۳۰ جون ۱۹۸۱ء تک وسعت دی گئی تھی۔ اس کے بعد سے ابھی تک اس اسکیم کے نفاذ کے لئے ایک ... عارضی نوعیت کی اجازت کے سہارے اسے نافذ کیا جا رہا ہے۔

اسکیم کی خصوصیت

اس اسکیم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ نہ صرف ریاست میں اگائی جانے والی تمام کپاس اس کے تحت خریدی جاتی ہے بلکہ پورے موسم میں ایک ہی قیمت خرید رکھی جاتی ہے۔ ایسا کرنے سے بعض اوقات حکومت کو کاروباری نقطۂ نظر سے نقصان بھی ہوتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت پہلے اقل ترین قیمت خرید کا اعلان کیا جاتا ہے اور اس کے مطابق تمام کپاس خریدی جاتی ہے۔ اس کپاس کو فروخت کرنے پر اگر نقصان بھی ہوتا ہے یعنی قیمت خرید سے بھی کم دام پر کپاس فروخت کرنی پڑتی ہے تو کسانوں کو رقم اعلان کردہ اقل ترین قیمتِ خرید کے مطابق ہی دی جاتی ہے اور نقصان میں انہیں حصہ دار نہیں بنایا جاتا۔ اس کے برعکس اگر قیمتِ فروخت اچھی رہی اور کپاس کی فروخت سے منافع رہتا ہے تو منافع کی رقم کاشتکاروں میں بطور بونس تقسیم کی جاتی ہے۔

انتظامی مشنری

مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹو مارکیٹنگ فیڈریشن نے تعلقہ سطح پر امداد باہمی خرید و فروخت یونینوں کو اپنا سب ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ ریاست بھر میں ان ہی کے توسط سے کپاس خریدی جاتی ہے۔ ۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران کل ۲۷۲ خرید مراکز کھولے گئے ہیں نیز کپاس کی کتائی اور بنائی کی فیکٹریوں میں ۴۰۰ حصول مراکز کھولے گئے۔ اس بات کا پورا پورا خیال رکھا جاتا ہے کہ کسی بھی کسان کو اپنی کپاس فروخت کرنے کے لئے تیس کلو میٹر سے زیادہ کا فاصلہ طے کرنا نہ پڑے۔ فیڈریشن نے انتظامی سہولت کی غرض سے ریاست سے کپاس اگانے والے علاقوں کو بارہ ڈیویژنوں میں تقسیم کیا ہے۔ وہ بارہ ڈیویژن اس طرح ہیں:

جلگاؤں، دھولے، کھام گاؤں، اکولہ، امراوتی، ایوت محل، ناگپور، پربھنی، اورنگ آباد، ناندیڑ، پاتھرڈی اور احمد نگر۔ علاوہ ازیں ۸۷ سب ڈیویژن دفاتر بھی کھولے گئے ہیں۔

ہر مرکز میں ایک کمیٹی ہوتی ہے جو کپاس کی درجہ بندی اور دیگر امور سے متعلق کسانوں کے تنازعات کو حل کرتی ہے۔

کپاس کی برآمد

مہاراشٹر میں کپاس کے کاشتکار، سال بہ سال زیادہ مقدار میں لمبے اور زیادہ لمبے ریشے والے کپاس اگا رہے ہیں اس طرح لمبے اور زیادہ لمبے ریشے والے کپاس کی برآمد سے برآمدی محاذ پر نئی توسیع کی راہیں کھل گئی ہیں۔ (یعنی دو قسمیں جنہیں ایچ-۴ اور ورالکشمی کہتے ہیں۔)

موسم	برآمد کردہ گانٹھیں	قیمت کروڑ روپے
۱۹۷۵-۷۶	۲,۰۳,۱۵۸	۳۲٫۰۰
۱۹۷۸-۷۹	۱,۱۹,۷۸۶	۲۳٫۰۰
۱۹۷۹-۸۰	۲,۰۸,۳۰۹	۴۶٫۹۰
۱۹۸۰-۸۱	۸۴,۵۶۶	۲۲٫۱۶
۱۹۸۱-۸۲	۳,۲۵,۲۷۲	۷۲٫۴۹
۱۹۸۲-۸۳	۲,۹۰,۶۲۷	۶۵٫۲۵

گوشوارہ ۲

کپاس کا حصول

موسم	کپاس کی کل خرید	گارنٹی دی گئی شرح کے مطابق کپاس کی قیمت کروڑ روپے میں	اوسطاً کپاس کی قیمت (فی کوئنٹل)	اوسطاً کپاس کی قیمت آخری قیمت (فی کوئنٹل)
۱۹۷۲-۷۳	۵۷٫۷۷	۱۳۳٫۶۷	۳۲۱٫۳۰	۲۶۶٫۰۰
۱۹۷۳-۷۴	۹٫۷۰	۲۴٫۹۶	۲۵۷٫۳۹	۴۱۷٫۰۰
۱۹۷۴-۷۵	۹۱٫۰۶	۲۹۱٫۵۸	۳۲۰٫۱۶	۳۰۲٫۰۰
۱۹۷۵-۷۶	۴۳٫۰۶	۱۱۳٫۱۱	۲۶۲٫۶۹	۳۵۴٫۰۰
۱۹۷۶-۷۷	۴۰٫۹۸	۱۱۰٫۷۵	۲۷۰٫۳۶	۵۱۴٫۰۰
۱۹۷۷-۷۸	۷٫۷۸	۲۵٫۴۴	۳۲۹٫۵۸	۴۲۰٫۰۰
۱۹۷۸-۷۹	۴۸٫۱۶	۱۷۱٫۲۴	۳۵۵٫۵۶	۳۵۱٫۰۰
۱۹۷۹-۸۰	۸۹٫۰۳	۳۳۹٫۵۶	۳۸۱٫۳۷	۴۴۶٫۰۰
۱۹۸۰-۸۱	۶۵٫۳۷	۳۲۴٫۶۴	۴۹۸٫۲۵	۵۲۷٫۵۰
۱۹۸۱-۸۲	۷۷٫۴۹	۳۸۴٫۱۰	۴۹۶٫۴۰	۴۳۸٫۸۱
۱۹۸۲-۸۳	۸۹٫۹۹	۴۳۸٫۶۴	۴۸۶٫۵۶	۴۶۸٫۸۲

فروخت و بیرون آمد

فیڈریشن نے مہاراشٹر اور بیرون مہاراشٹر و دیگر ریاستوں کے شہروں جیسے کلکتہ، احمد آباد، کوئمبتور، اندور وغیرہ میں کپاس کی فروخت کے لئے دفتر کھولے ہیں نیز کپاس کی سود مند فروخت سے متعلق مناسب حکمتِ عملی اختیار کرنے کے لئے ایک سیلس کمیٹی بھی نامزد کی گئی ہے۔

تجاویز

اس اسکیم پر عمل آوری کے دوران بھارت سرکار اور ریزرو بینک آف انڈیا کی جانب سے ضروری ہدایتیں ملتی رہیں۔ متعلقہ قانون کی مدت کے خاتمے کے بعد ایک سال کے لئے اس کی توسیع کی اجازت شرطیہ طور پر دی گئی۔ حکومتِ مہاراشٹر نے ان شرائط کو پورا کیا اور اسکیم کا نفاذ جاری رکھا۔ ذیل میں بھارت سرکار اور ریزرو بینک آف انڈیا کی وہ شرائط درج ہیں جنھیں مذکورہ قانون میں جگہ دی گئی ہے۔ اس غرض سے قانون میں ضروری ترمیم کی گئی۔

(۱) کپاس کے کاشت کاروں، ریاستی حکومت اور اسکیم نافذ کرنے والے ایجنٹ کے عطیات سے capital formation fund کا قیام اس مقصد کے تحت ۸۱-۱۹۸۰ء سے کپاس کی قیمت کی ایک فی صد رقم کاشتکار سے عطیہ کے طور پر وصول کی جارہی ہے۔

اب تک بطور عطیہ کل ۹۶٫۹ کروڑ روپے جمع کئے گئے ہیں جن کی تفصیل اس طرح ہے۔

سال	رقم کروڑ روپے میں
۱۹۷۴-۷۵ء	۲٫۶۳
۱۹۸۰-۸۱ء	۳٫۲۵
۱۹۸۱-۸۲ء	۳٫۱۸
کل	۹٫۰۶

(اپریل ۱۹۸۲ء تک)

حکومت مہاراشٹر نے ۱۹۸۰ء-۱۹۸۵ء تک ۲۵ کروڑ روپے عطیہ دینے کی یقین دہانی کی ہے جس میں سے ابھی تک ۱۵ کروڑ روپے دیئے جا چکے ہیں۔ سال ۸۳-۱۹۸۲ء کے بجٹ میں اس غرض سے پانچ کروڑ روپے فنڈس کئے گئے ہیں۔

(۲) امداد باہمی قرضوں کی موثر وصولیابی۔

(۳) امداد باہمی سوت کتائی ملوں کو رکن کاشتکاروں سے کپاس خریدنے کی اجازت۔

(۴) نئی امداد باہمی سوت کتائی ملوں کے قیام کی گنجائش پیدا کرنا جس میں مذکورہ فنڈ کے طور پر کاشتکاروں کا ۵۰ فیصد حصہ شامل ہوگا۔

(۵) کپاس کی ضمانتی قیمت کی سفارش اور کپاس کی فروخت کے لئے ایک رابطہ کمیٹی کی تشکیل۔

حکومت مہاراشٹر نے حکومت ہند اور ریزرو بینک آف انڈیا کی ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے متعلقہ قانون میں ضروری ترمیم کی اور انہیں اس میں نہ صرف جگہ دی بلکہ ان پر عمل آوری کے لئے موثر انتظامی اقدامات بھی کئے۔ اس طرح یہ اسکیم مرکزی حکومت اور ریزرو بینک کی ہدایات کے مطابق زیر عمل لائی جا رہی ہے۔

اسکیم سے متعلق خدشات

اس اسکیم کے تعلق سے مندرجہ ذیل خدشات ظاہر کئے گئے ہیں:

(۱) مہاراشٹر میں کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم کو جاری رکھنے سے ملک کی دیگر ریاستوں میں اس اسکیم کے نفاذ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

(۲) اس اسکیم کے نفاذ سے مہاراشٹر میں کپاس کی قیمت اور پیداوار پر بازاری عوامل کی اثر اندازی ختم ہو گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت جن سالوں میں منافع کمایا گیا تھا وہ سال پیداوار کی انتہائی قلت کے سال تھے جس کی وجہ سے بنیادی اور تیسرے درجے کی معاشی سطح کے درمیان ناہمواری پیدا ہوتی۔

دیگر ریاستوں میں نفاذ

جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے اگر دوسری ریاستوں میں بھی اس اسکیم کو نافذ کیا جاتا ہے تو ملک میں کپاس کا کاروبار زیادہ تر پبلک سیکٹر کے تحت آ جائے گا۔ اس صورت میں پبلک سیکٹر اداروں کے مقاصد کے حصول میں نسبتاً آسانی پیدا ہو جائے گی ورنہ ان مقاصد کے حصول کے لئے پرائیویٹ سیکٹر کے رحم و کرم پر رہنا پڑتا۔ جہاں تک دوسرے نکتے کا تعلق ہے ماہرین کی رائے میں اس اسکیم کا نفاذ علم معیشت کے طلب اور رسد کے قانون سے مستثنیٰ نہیں یہ کہنا غلطی ہوگی کہ ملک کی کل پیداوار کا صرف ۲۰ فی صد حصے کو اس اسکیم کے تحت لا کر پورے ملک کی کپاس مارکیٹ کے نظام کو خراب کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس اسکیم کے نفاذ پر مرکزی حکومت اور ریزرو بینک آف انڈیا کی شرائط بھی عائد ہیں۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسکیم کے تحت اعلان کی جانے والی اقل ترین ضمانتی قیمت پڑوس کے علاقوں کے کھلے بازاروں میں پائی جانے والی قیمت سے کم یا مساوی رہی ہے جبکہ ضمانتی قیمت پڑوسی ریاست کے کھلے بازار سے کم رہی ہے۔ اسی طرح ان گذشتہ سالوں کے دوران ضمانتی اضافے کی شرح عموماً حکومت کی امدادی قیمت کے اضافے کی شرح سے کم رہی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے چھوٹے ریشے کے کپاس کی قیمت کا رجحان اضافے کی طرف ہے لیکن اس کی اہم وجہ یہ ہے کہ بازار میں اس کی قلت ہے کیونکہ کسان لمبے ریشے کی کپاس کی کاشت کو ترجیح دے رہے ہیں۔ ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران ۷٫۷۱ لاکھ گانٹھیں چھوٹے ریشے کی کپاس اگائی گئی تھی جبکہ ملک گیر سطح پر کپاس کی پیداوار ۷۵٫۳۰ لاکھ گانٹھیں تھیں۔ اس کے برعکس ۷۲-۱۹۷۱ء میں مہاراشٹر میں لمبے ریشے کی کپاس کی پیداوار ۱۳ فی صد تھی جو ۸۲-۱۹۸۱ء تک بڑھ کر ۶۸ فی صد ہو گئی۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مہاراشٹر میں نافذ العمل یہ اسکیم ملک گیر سطح پر کپاس کی پیداوار، فروخت اور قیمت جیسے عوامل

اسکیم کی یہ ایک اہم خصوصیت ہے کہ کپاس اگانے والوں کو اسی وقت نقد رقم دیدی جاتی ہے۔ ایک کسان پونے ضلع میں بارامتی امداد باہمی خرید اور فروخت سوسائٹی کی آفس میں رقم حاصل کرنے کے بعد زیر لب مسکراتے ہوئے نظر آرہا ہے۔

ثر انداز ہونے کی اہل نہیں ہے۔ دوسرا قابل غور نکتہ یہ
یہ اس اسکیم کے تحت جمع کی جانے والی کپاس کا صرف ہم "ا
فی صدی مہاراشٹر میں فروخت کیا جاتا ہے اور باقیماندہ
دیگر ریاستوں میں قائم ملوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ
ی ریاستیں، ان کے یہاں اسی قسم کی کپاس کی دستیابی
و جود نیز نقل و حمل کے اخراجات برداشت کرتے ہوئے
شٹر سے کپاس خرید نے کو ترجیح دیتی ہیں جو اس بات کا
ثبوت ہے کہ مہاراشٹر فیڈریشن کی کپاس کی قیمت ریاست
ہر کی قیمتوں سے زیادہ نہیں ہوتی ہے اسی طرح پنجاب اور ہریانہ
شمالی ہند کی ریاستوں میں جہاں کاٹن کارپوریشن آف انڈیا
دخل ہے۔ ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران چھوٹے ریشے کی
کی قیمت میں توجہ طلب اضافہ ہوا ہے۔ مہاراشٹر فیڈریشن
نے سے وہاں فروخت کی گئی چھوٹے ریشے کی کپاس کی قلیل
پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی۔

قیمت بتانا

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس اسکیم کی بدولت نہ صرف غلط قیمت
اج پا گیا ہے۔ بلکہ پیداوار کے طور طریقے بھی توڑ مروڑ دیئے
لیکن حقیقت حال سے اس کی تصدیق نہیں ہوتی۔ جس چیز
وار کے طور طریقوں میں توڑ مروڑ کیا جاتا ہے۔ وہ تو ایک
زیا ہندستان گیر' کیفیت ہے جس کا تعلق صرف مہاراشٹر

ہی سے نہیں ہے۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ کپاس کے لمبے ریشوں والی قسم کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے اور قیمت بھی زیادہ ملتی ہے۔ اس لئے کاشتکار اس کی زیادہ بوائی کرنے پر مائل ہوتے ہیں۔ روایتی چھوٹے ریشوں والی کپاس اور لمبے اور زیادہ لمبے ریشوں والی کپاس' ان دونوں کے پیداواری طور طریقوں میں عدم توازن کوئی چار پانچ سال سے قومی پیمانے پر دکھائی دے رہا ہے۔ اس لئے چھوٹے ریشوں والی کپاس کی پیداوار گر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے کم نمبروں والی کپاس کی کمی ہو گئی ہے جو دستی کرگھوں اور پاور لوموں کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ اس کا حل یہی ہو سکتا ہے کہ زرعی سیکٹر میں ریسرچ یا تحقیق کی جائے تاکہ کسانوں کو زیادہ پیداوار کے ساتھ چھوٹے اور درمیانی ریشوں والی کپاس کے بیج حاصل ہوں۔ مہاراشٹر میں زرعی یونیورسٹیاں اس کام میں لگ گئی ہیں۔ قیمت کا میکانزم اس سلسلے میں بہت محدود پیمانے پر کام دے سکتا ہے۔ تاہم ریاستی حکومت اس طریقہ کار پر عمل کرنے کا خیال کر رہی ہے۔ یہ دو دھاری تلوار ہے جسے احتیاط کے ساتھ اور کبھی کبھی استعمال کیا جانا چاہیئے۔

عدم توازن

تیسرے نکتے کی بابت عرض ہے کہ اس اسکیم نے نہایت کمیابی کے زمانے میں منافع بتلایا جس کے سبب ابتدائی اور دور ثالث (Tertiary) والے سیکٹروں کے درمیان عدم توازن پیدا ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسکیم کی عبارت میں لفظ منافع کا استعمال غلط طور سے کیا گیا ہے۔ اسکیم کی غرض و غایت تو یہ ہے

گوشوارہ ۳
اجارہ داری کے بطور کپاس کے حصول کی اسکیم کے تحت مالی فائدہ

سال	فروخت کردہ گانٹھوں کی قیمت	فروخت کردہ کپاس بیج کی قیمت	دیگر آمدنی	کل فائدہ
۱۹۷۲-۷۳	۱۳۱٫۱۵	۴۱٫۳۱	۳٫۰۶	۱۷۵٫۵۲
۱۹۷۳-۷۴	۳۰٫۰۵	۹٫۵۷	۱٫۴۰	۴۱٫۰۶
۱۹۷۴-۷۵	۲۵۰٫۴۲	۶۹٫۸۳	۱۱٫۷۴	۳۳۱٫۹۹
۱۹۷۵-۷۶	۱۴۴٫۴۹	۲۹٫۲۳	۲٫۳۵	۱۷۶٫۰۷
۱۹۷۶-۷۷	۱۸۲٫۴۸	۴۵٫۴۲	۲٫۰۶	۲۲۹٫۹۶
۱۹۷۷-۷۸	۲۵٫۵۷	۶٫۵۱	۰٫۲۷	۳۲٫۳۵
۱۹۷۸-۷۹	۱۶۰٫۷۴	۳۹٫۰۵	۱٫۴۴	۲۰۱٫۲۲
۱۹۷۹-۸۰	۳۱۰٫۶۷	۸۷٫۸۹	۳٫۷۶	۴۰۲٫۳۲
۱۹۸۰-۸۱	۳۰۸٫۱۹	۹۱٫۸۰	۴٫۰۲	۴۰۳٫۷۱
۱۹۸۱-۸۲	۲۹۷٫۶۹	۱۰۵٫۴۲	۴٫۷۹	۴۰۸٫۲۰
۱۹۸۱-۸۳	۳۷۳٫۷۶	۱۲۳٫۲۳	۶٫۵۹	۵۰۳٫۵۸

۔اُگانے والوں کو منفعت بخش قیمت دلائی جائے اور مجمل قیمت میں ان کا جو واجبی حصہ ہے وہ انہیں ملے اور حکومت اس میں سے اپنے پاس ایک پیسہ بھی نہ رکھے ۔ ایسا کرتے ہوئے حکومت ہمیشہ ایک لچک دار اور واقعیت پر مبنی فروخت کی پالیسی اختیار کرتی آئی ہے ۔ اس لئے غیر ضروری طور سے کپاس کو نفع کمانے کی خاطر بچا کر جمع رکھنے کی صورت پیدا نہیں ہوتی ۔ تاہم جوکھم کی بنیاد پر فروخت کا راستہ اختیار نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے کاشتکار کو نفع بخش قیمت نہیں مل سکے گی ۔ فروخت کے تحت اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ کم از کم وہ گارنٹی شدہ قیمت تو ملے جو حکومت ہند کی ہدایت پر ایکٹ کے تحت بنائی گئی کاٹن کوآرڈی نیشن کمیٹی کی مقرر کردہ قیمت ہوتی ہے جس میں قیمتوں کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہوا کرتا ہے ۔ دوسرے، ریزرو بینک آف انڈیا کی طرف سے کریڈٹ کی باز ادائی پر پابندی ہے اس لئے اسٹاک کا ذخیرہ کرنا عملاً ناممکن ہے ۔ یہ صحیح ہے کہ بعض خاص برسوں کے دوران وہ چیز جسے 'نفع' کا نام دیا جاتا ہے ، بڑی مقدار میں دکھائی دیتی ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ ابتدائی قیمت بہت نچلی سطح پر یعنی سنبھالا دینے والی سطح پر رکھی گئی تھی ۔ اس کا کمیابی سے یا پیداوار کی بہتات سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس قسم کی ایک دفعہ ہے کہ مختلف قسموں کی الگ الگ آخری قیمت کا حساب جوڑنے پر زائد کور والی گارنٹی شدہ قیمت ' کپاس اُگانے والوں میں تقسیم کر دی جانی چاہیئے ۔ ایسا کرنے پر اسکیم کو نقصان بھی اٹھانا پڑا ۔ اگرچہ کپاس کی بعض قسموں پر نفع بھی ہوا ۔ ۷۵-۱۹۷۴ء کے دوران جو نقصان ہوا اس نے (پرائس فلکچویشن فنڈ) "قیمت اتار ۔ چڑھاؤ کے فنڈ" کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیا اور ریاستی حکومت کو فنڈ مذکور کو بحال کرنے کے لئے ۵۸٫۱۱ کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا ۔ اس سے یہ بات واضح ہے کہ اسکیم سختی کے ساتھ منڈی کی قوتوں کے قوانین کے دائرے میں رہ کر کام کر رہی ہے ۔ اہم نکتہ یہ ہے کہ حکومت مہاراشٹر دل سے چاہتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو کپاس کو آپریٹیو اسپننگ ملوں اور نیشنل ٹیکسٹائل کارپوریشن کی ملوں کو فراہم کی جائے ۔ اس کے مطابق سیکٹر مذکور کو ۸۰-۱۹۷۹ء کو چھوڑ کر مجموعی حاصل شدہ کپاس کا بیشتر حصہ دیا جاتا ہے ۔ اگر اس سیکٹر کو پرائیویٹ بیوپاریوں سے کپاس خریدنا پڑتا تو غالباً اتنی ہی مقدار کے لئے اسے کہیں زیادہ

پیسے ادا کرنے پڑتے۔ حجت کے طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حکومتِ مہاراشٹر کی ان کوششوں کے باوجود اگر مرکزی حکومت ابتدائی اور دورِ ثالث (Tertiary) کے سیکٹروں کے درمیان نام نہاد عدم توازن سے نمٹنے کے لئے کل ہند سطح پر کوئی پالیسی اختیار کرے تو ریاستی حکومت یقیناً دل و جان سے اس اسکیم کو عمل میں لانے کے لئے تیار ہو جائے گی۔

غلط فہمیاں

حکومتِ ہند کے پیش کردہ نکتہ کے علاوہ، کپاس کی اسکیم کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں ہیں یعنی یہ کہ یہاں کے کاشتکار کو اس سے بہتر قیمت نہیں ملتی جو دوسری ریاست میں اس جیسے کاشتکار کو ملتی ہے اور یہ کہ اسکیم کے عمل درآمد پر ہونے والا خرچ بہت کچھ زیادہ ہی ہوا کرتا ہے۔ اس بات سے متعلق کہ یہاں کے کسان کو دوسری ریاست کے اس جیسے کسان کے مقابلے میں بہتر قیمت ملتی ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسکیم کے تحت یہاں کے اور دوسری ریاست کے درمیان سختی کے ساتھ قیمت کا مقابلہ تقریباً ناممکن ہے کیونکہ یہ فرق کوالٹی میں فرق کی وجہ سے ہے۔ دوسرے یہ کہ اسکیم کے تحت درجہ بندی سسٹم کا نفاذ بھی ہے جو پرائیویٹ سیکٹر میں ناپید ہے۔ اسکیم کے تحت دی جانی والی قیمت وزن کے اوسط پر ہوتی ہے جبکہ کسی خاص منڈی میں، پورے موسم میں وزن کے اوسط کا طریقہ یقیناً بمشکل پایا جائے گا۔ گارنٹی شدہ قیمت، اسکیم کے تحت، موسم بھر یکساں رہتی ہے جبکہ ریاست کے لئے منڈی کی قیمت وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہے۔ جو چیز اہم ہے وہ یہ ہے کہ گارنٹی شدہ قیمت کا یقین دلایا جائے لیکن یہی چیز کھلی منڈی میں قطعاً موجود نہیں اور اس کے علاوہ اسکیم کے تحت آخری قیمت دیئے جانے کی دفعہ ہے۔ اس بنا پر حکومت اپنے پاس ایک پیسہ بھی نہیں رکھتی۔ جمع شدہ پرائس فلکچوئیشن فنڈ (قیمت اتار چڑھاؤ فنڈ) بھی اُگانے والوں کی ملکیت ہے۔ اس کے برخلاف اگر اس فنڈ میں کمی ہو جائے تو حکومت اس فنڈ کو عطیہ دیتی ہے۔ مثلاً حکومت نے ۷۵-۱۹۷۴ء میں ۱۱ کروڑ روپے جیسی بڑی رقم پیش آمدہ کمی کو پورا کرنے کیلئے عطا کی۔ غور طلب نکتہ یہ ہے کہ جیسا تحفظ ایک کسان کو مہاراشٹر میں حاصل ہے کیا ویسا ہی تحفظ دوسری ریاستوں کے کسانوں کو بھی حاصل ہے۔ اعتراض کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ عمل درآمد پر ہونے والا خرچ بہت زیادہ ہے اس لئے کسان کو اچھی نفع بخش قیمت نہیں ملتی۔ خرچ کم کرنا لازمی جز ہے اور حکومت ان تمام پہلوؤں سے بخوبی آگاہ ہے جہاں کچھ بچت کی جا سکتی ہے اور ان سمتوں میں قدم اٹھا رہی ہے۔ اونچی تنخواہیں (مختلف ایکٹس کے مطابق کم سے کم تنخواہ) جو کام کرنے والوں کو دی جاتی ہیں اور قلت کو دور کرنے کے لئے دوسرے سماجی اقدامات جو ریاست کر رہی ہے غیر ضروری اخراجات نہیں کہے جا سکتے۔ کام کرنے والوں کے مفادات کا تحفظ کرنا بھی تو حکومت کے ذمّے ہے۔ حکومت اس اسکیم پر عمل درآمد کے اخراجات کو کم کرنے کے امکانات پر غور کر رہی ہے۔

فائدے

۱۹۷۲-۷۳ء میں اس اسکیم کے آغاز کے وقت سے ایک یا دوسری وجہ سے حکومت کو طوفانی موسم سے سابقہ پڑا ہے۔ اس لئے یہاں ان فائدوں پر تبصرہ کرنا جن سے کسان اور درمیانی ایجنسیاں مستفیض ہوئی ہیں، مناسب ہوگا۔ ملحوظ رکھنے کے قابل فائدے یہ ہیں:

(۱) کپاس اگانے والے کو اس کی پیداوار پر گارنٹی شدہ قیمت کا اوّل سے آخر تک پورے موسم میں یقین دلا دیا گیا ہے۔ پھر منڈیوں میں بھلے ہی اتار چڑھاؤ رونما ہو۔ کپاس اگانے والی دوسری ریاستوں میں کسانوں کی جو گت بنی اور افسوس ناک حالت ہے ۷۵-۱۹۷۴ء، ۷۹-۱۹۷۸ء، ۸۱-۱۹۸۰ء اور موجودہ موسم (۸۲-۱۹۸۱ء) میں ہوئی اس سلسلے میں غور طلب ہے۔ اس ریاست کے کسانوں کو مذکورہ بالا برسوں میں قیمتوں کے یوں بری طرح ٹوٹنے سے اس لئے کوئی پریشانی نہیں پیش آئی کہ یہاں مذکورہ اسکیم کا دور دورہ تھا۔

(۲) اسکیم پر عمل درآمد کی بدولت مختلف سطحوں پر کام کرنے والے کوآپریٹیو ادارے زیادہ مستحکم اور مضبوط ہو گئے۔

(۳) کوآپریٹیو بینکوں کا فنانشیل اسٹرکچر یا مالی ڈھانچہ بھی مستحکم ہوا کیونکہ کپاس کی قیمت " اکاؤنٹ پے ای چیکوں " (جس کے نام پر چیک ہے اسی کے کھاتے میں رقم جمع ہو) کے ذریعے ڈسٹرکٹ کوآپریٹیو (ڈی سی سی) بینک میں جمع ہوتی تھی۔ اس لئے تقریباً دس لاکھ کپاس اُگانے والوں نے ڈی سی سی بینک میں کھاتے کھولے۔ اس کے علاوہ چونکہ یہ اسکیم، کپاس کی قیمت کے ۵۰ فی صد تک کی کوآپریٹیو بقایا جات کی وصولی کا نظریہ پیش کرتی ہے۔ اس لئے ان بینکوں کے لئے بقایہ جات کا وصول کرنا آسان ہو گیا ہے۔ مزید برآں

ریزرو بینک آف انڈیا کی ہدایت پر "ہراکارڈ" دفعات قانون کے درجے میں ہے جس نے کوآپریٹو بقایا جات کی مؤثر طور سے وصولی میں بڑی مدد دی ہے۔ اس کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اب تک ۸۲-۱۹۸۱ء میں ۴۵ کروڑ روپے کی رقم وصول کی جا چکی ہے۔

(۴) ریاستی کوآپریٹو اسپننگ ملوں کو یہ اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ اپنے اگانے والے ممبران سے کپاس خرید لیں۔ اس اجازت سے انہیں فائدہ پہنچا ہے کیونکہ یوں خرچ کم ہو جاتا ہے۔ [ریزہ ریزہ] ہی گانٹھوں کی بجائے وہ لنٹ کاٹن (سلامت موٹا کپڑا) استعمال کرتے ہیں۔

(۵) اسکیم کے تحت حاصل کردہ کپاس کی مناسب درجہ بندی کی جاتی ہے لیکن اگر اگانے والے کو درجہ بندی نا مناسب یا کمتر معلوم ہو تو اسے اپیل کرنے کا موقع دیا جاتا ہے جبکہ بیوپاریوں کے ہاتھ فروخت کرنے پر اگانے والوں کو یہ موقع نہیں ملتا۔

(۶) حاصل کردہ کپاس کی کثیر مقدار نیشنل ٹیکسٹائل کارپوریشن، اسٹیٹ ٹیکسٹائل کارپوریشن اور کوآپریٹو اسپننگ ملوں کو فراہم کی جاتی ہے نیز پبلک اور کوآپریٹو سیکٹروں کو بھی۔ اس طرح اگانے والوں اور استعمال کرنے والوں کے درمیان راست تعلق ہوا کرتا ہے اور درمیانی آدمیوں سے صحیح معنوں میں بچا جاتا ہے۔

(۷) اس اسکیم کی بدولت اچھے قسم کی اور باقاعدہ پروسیس کردہ سبسیڈائزڈ (Subsidised) شرح پر اگانے والوں کو بوائی کے لئے مہیا کرنے میں آتی ہے۔ مہاراشٹرا اسٹیٹ آئیل سیڈس کمرشیل اینڈ انڈسٹریل کارپوریشن کا قیام عمل میں آچکا ہے جسے اس اسکیم کے ذریعے کپاس بیج مہیا کیا جا رہا ہے۔ اس کارپوریشن کی صلاحیت کو عالمی بینک کی مدد کے ذریعے بڑھا کر مستحکم کیا جا رہا ہے۔ جب ترقی پوری صلاحیت کو پہنچ جائے گی تو اگانے والوں کو اس سے مزید فائدہ اٹھانے کا موقع ملے گا۔

(۸) اسکیم ہٰذا کے تحت لمبے اور زیادہ لمبے ریشوں والی کپاس کی برآمد پہلے پہل اس ملک سے عمل میں آئی۔ ۷۶-۱۹۷۵ء اور اس کے بعد کے برسوں میں ۳۰ء۱۲ لاکھ گانٹھیں اب تک برآمد کی جا چکی ہیں جس سے تقریباً ۲۶۰ کروڑ روپیوں کا قیمتی زرمبادلہ مع روپیوں میں ادائیگی کی سہولت کے دو رُخ ٹریڈ ایگریمنٹ کے تحت حاصل ہوا۔

(۹) جب سے اس اسکیم کا آغاز ہوا ہے تب سے اس نے سب ہی برسوں میں سوائے ۷۵-۱۹۷۴ء اور ۷۹-۱۹۷۸ء کے اور بعض اقسام کے لئے ۸۱-۱۹۸۰ء میں، خالص نفع حاصل کیا۔ کل کا کل پرائس فلکچویشن فنڈ جو اب تک جمع ہوا ہے تقریباً ۳۲ کروڑ روپے تک ہے جس نے اسکیم پر عمل درآمد کے لئے مالی بنیاد کو اچھی مضبوطی عطا کی ہے۔

اس تبصرے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسکیم پر عمل درآمد نے کپاس اگانے والوں کو یقیناً فائدہ پہنچایا ہے۔ نیز کوآپریٹو اداروں اور کوآپریٹو بینکوں کو بھی۔ اس پس منظر میں گذارش کی جاتی ہے کہ اس ایکٹ کو ۳۰ جون ۱۹۹۲ء تک توسیع دی جائے تاکہ یہ اسکیم بغیر رکاوٹ کے پورے دس سال تک جاری رہے اور مہاراشٹر میں کپاس کی کاشت میں مشغول کسانوں کو ایک انوکھے انداز میں فائدہ پہنچے۔ اس کے بعد ہمیں امید ہے کہ کاشتکار خود اپنی بھلائی کا احساس کریں گے اس اسکیم کو اپنے طور پر عملاً زندہ رکھیں گے اور پرائس فلکچویشن فنڈ ان کی پشت پناہی کے لئے موجود ہوگا جسے باقی رکھنے پر وہ خود بھی تیار رہیں گے۔ ریزرو بینک کے مشورے کے مطابق کپاس کی قیمت کا ایک فی صد اکویٹی بیس کے طور پر وضع کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ تا حال ۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۲ء تک نو کروڑ روپے سے زیادہ اس مد میں جمع ہو چکا ہے۔ حکومت اس رقم کے ۵۰ فی صد سے نئی کوآپریٹو اسپننگ ملیں، تیل کے کمپلیکس، جننگ اور پریسنگ کارخانے قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اسکیم پر عمل درآمد جاری رکھنے کے لئے بنیاد کی تعمیر اس حد تک ہو چکی ہے کہ اس کے لئے عمارت، پروسیسنگ کی سہولتیں، مالی (اکویٹی بیس اور پرائس فلکچویشن فنڈ) اور ماہرانہ رہنمائی کا سلسلہ قائم ہو چکا ہے۔ اتنی کم مدت میں اس درجہ کامیابی کسی بھی اسکیم کی مقبولیت کے لئے اچھا ثبوت ہے۔ اس اسکیم کو حکومت مہاراشٹر کا ایک بہترین ترقی پسندانہ اقدام سمجھا جانے لگا ہے جس کے ذریعے کپاس کے کاشتکاروں کو ایک طرف درمیانی اشخاص کی لوٹ کھسوٹ سے نجات ملی اور دوسری طرف انہیں ان کی کاشت پر نفع بخش قیمت ملنے لگی جس کے نتیجے میں کپاس کی پیداوار میں استحکام آیا اور اس کی فی ہیکٹر پیداوار میں بھی اضافہ ہوا۔ ●

يوسف ناظم

مشاعرہ ۔ درس گاہ سے تفریح گاہ تک

مشاعرہ ایک زمانے میں انسٹی ٹیوشن کی حیثیت رکھتا تھا اور مشاعرہ نہیں مراختہ کہلاتا تھا۔ مشاعرے کی صحیح تاریخ بلکہ غلط تاریخ بھی اب تک مرتب نہیں ہوئی ہے۔ اردو زبان و ادب کی جتنی بھی تواریخ اور تذکرے دستیاب ہیں ان میں اردو کے پہلے مشاعرے کی روداد نہیں ملتی، جبکہ دلی کے آخری مشاعرے کی دھوم آج تک بھی ہوئی ہے ۔ (یہ فرضی مشاعرہ تھا بلکہ اسے مصنوعی مشاعرہ سمجھنا چاہیئے۔

عالمی زبانوں میں اس وقت سب سے زیادہ بولی جانے والی زبانوں میں اردو تیسرے نمبر پر ہے۔ پہلے اور دوسرے درجے پر انگریزی اور چینی زبانیں ہیں۔ لیکن اردو اس لحاظ سے پہلے نمبر پر ضرور ہوگی کہ مشاعرے صرف اردو میں ہوتے ہیں۔ انگریزی اور چینی زبانوں میں نہیں۔

مولانا محمد حسین آزاد نے آب حیات میں اردو [...]عری کے جو دور متعین کئے ہیں ان میں پہلے اور [...]سرے دور کے شعراء نے مشاعرے نہیں پڑھے ؎

تجھ لب کی صفت لعل بدخشاں سے کہوں گا
جادو ہے ترے نین غزالاں سے کہوں گا

[...]دکنی کا یہ شعر کسی مشاعرے میں نہیں پڑھا گیا، اور ولی [...]ے کر خواجہ میر درد تک کے شعراء میں جن میں شاہ [...]رک آرزو، مضمون، شاکر ناجی، غلام مصطفیٰ خان [...]نگ، سراج الدین علی خان آرزو، اشرف علی خان [...]ں اور مرزا محمد رفیع سودا جیسے اساتذہ شامل ہیں، [...] نے بھی مشاعرہ نہیں پڑھا۔

مشاعرے کی ابتداء خواجہ میر درد نے کی۔ خواجہ میر [...]د اردو کے چار رکنوں میں سے ایک رکن ہیں۔ اور [...]ی اہمیت اس لئے بھی مسلم ہے کہ اردو زبان کی صحت [...]تر و یج کی خاطر انھوں نے مشاعروں کے انسٹی ٹیوشن [...]نیاد ڈالی۔ خواجہ میر درد نے خوش حالی کی زندگی نہیں [...]اری، لیکن کسی کے یہاں نوکری بھی نہیں کی، ان کے [...]ہر ماہ بماہ جلسے ہوتے اور جس میں صرف مقطع، شائستہ [...]ثقہ لوگ شریک ہوتے۔ مشہور تو یہ ہے کہ ان کے یہاں کی ایک محفل میں بادشاہِ وقت شاہ عالم بھی شریک ہوئے اور پاؤں کی تکلیف کی وجہ سے محفل میں ذرا پاؤں پھیلا دیا خواجہ میر درد نے ٹوک دیا، اور بادشاہ کی معذرت کو بھی قبول نہیں کیا۔ بلکہ کہا پاؤں میں درد تھا تو تکلیف ہی کیوں کی۔ جس محفل شعر و سخن میں پاؤں پھیلانے کی اجازت نہ ہو ظاہر ہے وہاں زبان درازی کی کیا گنجائش ہوگی۔ صرف زبان دانی کا امتحان ہوتا تھا۔ اور شعر وہی پڑھے جاتے تھے جو واقعی شعر ہوں، میر تقی میر بھی ان محفلوں میں شریک ہوتے تھے۔

خواجہ میر درد کے گھر کی صحت جب برہم ہوئی تو انہیں کی ایما پر میر تقی میر جیسے گوشہ نشین اور تنک مزاج شاعر نے اس بزم کو اپنے گھر پر قائم کیا۔ یہ اٹھارہویں صدی کا دوسرا نصف حصہ یا اس کے بعد کا زمانہ رہا ہوگا، یعنی یوں سمجھئے ۱۷۰۰ء کے قریب کا زمانہ۔ میر تقی میر کے گھر کے مشاعرے تو اور بھی زیادہ سنگین ہوتے ہوں گے اور زبان اور محاورے کی ذراسی غلطی پر شاعر کا کورٹ مارشل ہوتا ہوگا۔ (اب معاملہ اس کے برعکس ہے، کسی مشاعرے میں صحیح شعر پڑھنے پر شاعر کو دوسرا مشاعرہ پڑھنے کا دعوت نامہ نہیں بھیجا جاتا) خواجہ میر درد ان مشاعروں سے اس لئے اپنا تعلق نہ توڑ سکے کہ ایک تو یہ ان کا اپنا شروع کیا ہوا مشن تھا، اور دوسرے میر تقی میر پابندی سے انہیں دعوت نامہ

بھیجدیتے تھے، اس دعوت کو رد کرنا آسان کام نہ تھا۔ دعوت نامہ بھی کوئی معتبر شخص ہی لے جاتا ہوگا، کیوں کہ اس زمانہ میں یہ بھی دیکھا جاتا تھا کہ کوئی ہرکارہ تو نہیں بھیجدیا گیا۔ خود میر تقی میرؔ نے سعادت علی خاں کی بھیجی ہوئی خلعت اور ایک ہزار روپئے صرف اس لئے واپس کر دیئے تھے کہ نواب صاحب نے اپنا تحفہ ایک خدمتگار کے ہاتھ ان کے یہاں بھیجا تھا اور یہ تحفہ صرف اس وقت قبول کیا گیا جب انشاء اللہ خاں انشاؔ اسے لے کر میرؔ صاحب کے گھر پہنچے اور کوئی گھنٹہ بھر تک اپنی لفاظی اور لسانی کا امتحان دیتے رہے۔

میر تقی میرؔ جو اپنے علاوہ صرف مرزا محمد رفیع سوداؔ کو پورا شاعر مانتے تھے معلوم نہیں کس طرح اپنے گھر کے ان مشاعروں کو برداشت کرتے ہوں گے۔ خود خواجہ میر دردؔ کو انہوں نے آدھے سے زیادہ اور میر محمد سوزؔ کو پاؤ سے زیادہ شاعر نہیں مانا، بہرحال یہ طے ہے کہ آج سے دو، سوا دو سو سال پہلے دلی میں ان کے گھر میں مشاعرے پابندی سے منعقد ہوتے تھے، اور خواجہ میر دردؔ بہرحال اسکی سرپرستی کرتے رہے۔

مشاعرے کا یہ انسٹی ٹیوشن کسی بادشاہ کے دربار کی دین نہیں ایک درویش کا تحفہ ہے۔ اردو زبان نے تو آنکھ ہی کھولی صوفیوں اور درویشوں کی خانقاہوں میں اور آج بھی اس کا لباس، مزاج، وضع قطع اور سرشت درویشانہ ہی ہے۔

دلی سے مشاعرے پھر لکھنؤ منتقل ہوئے۔ خود میر تقی میرؔ کو ۱۷۸۲ء میں دلی چھوڑنی پڑی۔ لکھنؤ پہنچے تو ایک سرائے میں اترے۔ وہاں انہیں کسی نے بتایا کہ آج لکھنؤ میں کسی جگہ مشاعرہ ہے۔ انہوں نے اسی وقت غزل کہی اور مشاعرہ گاہ پہونچے (یعنی مشاعرے اس وقت پوری طرح رواج پا چکے تھے) آج سے دو سو آٹھ سال پہلے کے اس مشاعرے میں اہل لکھنؤ میرؔ صاحب کے حلیئے، لباس اور وضع قطع پر ہنسے تھے اور جب شمع میرؔ صاحب کے سامنے آئی تو انھوں نے یہ شعر پڑھے۔ ؎

کیا بود و باش پوچھو ہو پورب کے ساکنو!
ہم کو غریب جان کے ہنس ہنس پکار کے
دلی جو ایک شہر تھا عالم میں انتخاب
رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے۔
اس کو فلک نے لوٹ کے ویران کر دیا
ہم رہنے والے ہیں اسی اجڑے دیار کے

اردو کا یہ پہلا باضابطہ مشاعرہ ہے جس کی سند ملتی ہے اردو کا دوسرا اہم مشاعرہ وہ ہے جس میں انشاء اللہ خاں انشاؔ بھٹے حالوں شریک ہوئے اور مشاعرہ شروع ہونے سے پہلے ہی اپنی وہ غزل پڑھ کر اٹھ کھڑے ہوئے جس کا مقطع ہے ؎

بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشاؔ
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

یہ مشاعرہ بھی لکھنؤ ہی کا تھا۔ ان دونوں مشاعروں کی ایک مختصر سی روداد جو پڑھنے کو ملتی ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شروع شروع میں مشاعروں کی فضا کیسی ہوتی تھی، مشاعروں کے ذکر کو چھوڑیئے خود سامعین کی صفوں میں صرف وہی لوگ ہوتے تھے جو زبان کی باریکیوں اور بیان کی لطافتوں سے صرف واقف ہی نہیں کماحقہٗ واقف ہوں۔

اس کے بعد تو مشاعروں کی مہم شروع ہو گئی۔ اودھ، لکھنؤ، فیض آباد اور ایسے بیسیوں مقامات پر بڑے بڑے مشاعرے منعقد ہوئے۔ اردو جہاں جہاں پہنچی مشاعرہ ساتھ پہنچا، بھوپال اور حیدرآباد کے مشاعروں میں شریک ہونا اعزاز سمجھا گیا۔

مشاعروں کے بارے میں کیا یہ کہنا صحیح نہیں تھا کہ یہ ابتداء میں خالص علمی اور ادبی محفلیں تھیں، بعد میں یہ تہذیبی اور ثقافتی محفلیں ہوئیں اور اب یہ تفریحی محفلیں ہیں۔ لیکن یہ سوچنا کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی، اور خواجہ میر دردؔ یا میر تقی میرؔ کے یہاں کی محفلیں از سر نو سجیں گی، نہایت ہی ظریفانہ قسم کی بات ہوگی۔ مشاعرے تفریح کی حد تک ہی رہیں تو نئج کا ثواب ،،حضور،، کی نذر کر دینا چاہیئے۔

ه F

یدالحق سعید انصاری اٹاوی
معرفت فخرالدین عبدالجبار
ہاسپٹل روڈ، اٹاوہ، (یوپی) ۲۰۶۰۰۱

نگارخانۂ یگانگت

تاریخِ عالم کے صفحات اس حقیقت کے مؤید اور شاہد ہیں کہ قوم اور وطن کے رشتہ میں عشق کا پہلو اس قدر نمایاں ہے کہ قوم وطن کی جانب منسوب ہوتی چلی آئی ہے۔ ہم سب ہندی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ کرۂ ارضی کے اس حصہ میں بود و باش رکھتے ہیں۔ جو ہندوستان کے نام سے موسوم ہے۔

باوجود بایں نسبت مفہوم محض جغرافیائی نہیں
ـانیت کی ہیئتِ اجتماعیہ کا نام وطن ہونا چاہیئے۔
ی طور پر انسان کی روح جس مسقط الراس کے ساتھ
ـتہ ہوتی ہے، اس کے وجود اور ترتیب میں باہمی
ت، خلت گذاری اخلاقی زندگی کی نوعیت عناصری
چاہیئے

تفریقِ ملل کی بازیگری میں فنِ افرنگ بہت دیرینہ
شہورِ زمانہ ہے، ذہن و دلِ افرنگ کے لئے وحدتِ
بارگراں ہے۔ لوحِ تاریخ پر یہ بات بھی کندہ ہے
لی طاقتیں عدل و مساوات کا حق دنیا کو دینا
چاہتی ہیں۔ بلکہ ہمیشہ دوسروں کو کمزور اور باہمی
ـاؤ میں دیکھنا چاہتی ہیں۔ اگر کسی کو متحد کرتی بھی ہیں
ـانیت کو نہیں بلکہ قوموں کو متحد کر کے ان کے اندر نسل
ـ اور نسبی حسب اور فوقیت کا احساس بیدار کر کے ان
ـندر باہمی رقابت اور عداوت کا شعلہ افروختہ
ـ اپنا کھیل کھیلتی رہتی ہیں۔

انسان سے انسان کا رشتہ بہت مقدس ہے، باہمی
ـ سے اس رشتہ کی تقدیس داغدار ہوتی ہے، اور
ـبت کی وحدت، انفرادیت، نسل و زبان اور رنگ
ـالاتر ہے۔ انسان کو اپنے کردار اور عمل سے
ـار سے الخلق عیال اللہ کے اصول کا حامی
ـائل ہونا چاہیئے۔ فلاح و سعادت کی زندگی
گذار کر رنگ و نسل کے اعتبارات کو نابود کرنا چاہیئے۔ ہر فرد فرد ماست سمجھ کر دردِ دِگر کو اپنا دردِ جگر تصور کرنا چاہیئے غبار حقارت، زیر دست سے زیر دست کی صولت، آتشِ بغض و نفرت انانیت کی لعنت سے جب ماحول کم آمیز رہے گا اس وقت ہی "فردوس بر روئے زمین است" کہنا موزوں اور مناسب ہوگا۔

دراصل یہ دنیا کا ایک راستہ ہے جس کا ایک سرا ازل ہے، دوسرا ابد۔ ان گنت مسافر اس راستہ پر رواں ہیں۔ مگر زندگی کے نام سے ہر ابنِ سفر موسوم ہے تعجب ہے کہ جب سب کا نام یکساں ہے تو پھر باہمی عداوت اور نفرت کس لئے۔ بیلائے محبت کی عظمت خونچکاں کیوں؟

اگر ہم سب مل کر اپنے ماحول پر غور کریں اور صورتِ حال کو صاف دل و دماغ سے دیکھیں تو سوائے ندامت کے اور کچھ نہیں ملے گا۔ جب ہم سب کا راستہ ایک ہے اور وہ منزلِ حسن کی جانب زندگی نما مسافر خراماں ہے تو پھر آپس میں لڑنا جھگڑنا، ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنا من و تو کو مقدم رکھنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ باہمی پیار ہی وہ سنگِ میل ہے جس کے سہارے مقصد کی منزل رسی ممکن ہے۔ آؤ ہم سب مل کر محبت کی داغ بیل ڈالیں اور اپنے ملک کی زمین کو صد رشک آسمان کریں۔ ◆

تبصرہ

تبصرہ نگار
★
ریاض احمد خاں

تصنیف :۔ "بچو آؤ گیت سنائیں"
شاعر :۔ نذیر فتحپوری
پبلشر :۔ اسباق پبلی کیشنز پونے

بہت عرصے بعد بچوں کے لئے تخلیق کردہ جناب نذیر فتحپوری صاحب کا پیارا شعر پڑھنے میں آیا ؎

پڑھ لکھ کر ودوان بنو گے
علم سے تم انسان بنوگے

جو ان کے مجموعۂ کلام "بچو! آؤ گیت سنائیں" میں شامل ہے۔ یہ مجموعہ "دعا" سے شروع ہوتا ہے ؎

دلوں میں نور بھر دے یا الٰہی
اندھیرا دور کر دے یا الٰہی

اور "ہمارا جھنڈا" کے اس شعر پر اختتام ہوتا ہے ؎

جھنڈا اونچا رہے ہمارا
ہم سب کو ہے جان سے پیارا

بتیس ۳۲ صفحات کے اس مجموعۂ کلام کے ہر صفحے پر ایک نظم ہے جو بچوں کو محبت، اخوت، محنت و جفاکشی، فرماں برداری، بھائی چارگی اور حب الوطنی کا پیغام دیتی ہے۔ کئی نظمیں تو ایسی ہیں کہ بار بار پڑھنے کے بعد بھی سیرابی نہیں ہوتی، جیسے "علم کی کہانی" ؎

خدا کو بھی قلم پیارا لگا ہے
خدا نے عرش پر اس کو رکھا ہے

اور "نیا عہدنامہ" ؎

انسان کو انسان سے لڑنے نہیں دوں گا
قوموں کے مزاجوں کو بگڑنے نہیں دوں گا

جناب عبدالمجید سرور، ایڈیٹر سلسبیل (مالیگاؤں) نے بعنوان "نذیر فتحپوری ایک نئی دریافت" میں بڑے عمدہ پیرائے میں بچوں کے ادب کا احاطہ کرتے ہوئے نذیر فتحپوری صاحب کی شاعری پر روشنی ڈالی ہے۔

نذیر فتحپوری کا تعارف جناب عتیق احمد عتیق صاحب نے کرایا ہے۔ اور اس امر کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی ہے کہ اس مجموعے کی منتخب اور مفید مطلب نظموں کو داخل نصاب کیا جائے۔ میں عتیق احمد عتیق صاحب کی اس مخلصانہ رائے سے اتفاق کرتا ہوں۔

نذیر فتحپوری صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انھوں نے بچوں کے ادب میں قابل قدر اضافہ کیا، ان کی ہر نظم کا انداز بیان سلیس اور دلکش ہے۔

یہ مجموعہ پونے میں اسباق پبلی کیشنز، ۵۷۲ ساچاپیر اسٹریٹ پونے ۲ اور بمبئی میں محب بکڈپو، ۱۱۹ رحمت اللہ روڈ، بمبئی ۳ سے تین روپے میں خریدا یا منگوایا جا سکتا ہے۔

قومی راج

مراسلت و ترسیل زر

کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ کے یا خط کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمایئے اپنا پن کوڈ نمبر اور پتہ ہمیشہ صاف صاف لکھیے منی آرڈر کوپن پر سابقہ نمبر خریداری یا اپنا پورا نام پتہ ضرور تحریر فرمایئے۔ بشرط ممکن اپنا نام، پتہ اردو کے ساتھ ہندی، مراٹھی یا انگریزی میں بھی لکھ دیجیے۔

(ادارہ)

غزلیں

سردار کرنیل سنگھ پنچھی
ایڈیٹر اردو ہلال شانتی گرہ،
ایم جی آئی سی روڈ۔ رائے بریلی (یوپی)

کلیوں کو جب اسی طرح مسلا کریں گے لوگ
خوشبو کی بوند بوند کو ترسا کریں گے لوگ

آنسو چھلک پڑیں تو انہیں خود ہی پونچھئے
آئیں گے پونچھنے بھی تو سودا کریں گے لوگ

پہلے خودی کو قابلِ سجدہ بنائیے
پھر دیکھئے گا آپ کی پوجا کریں گے لوگ

جیتے جی مجھ کو چھاؤں سے رکھتے ہیں دور دور
مرنے کے بعد قبر پہ سایہ کریں گے لوگ

چپکے سے بیٹھ جاؤں گا اک شام پھول میں
ہر صبح مجھ کو باغ میں ڈھونڈا کریں گے لوگ

روٹھے ہوئے صنم کو منانے کے واسطے
قسمیں مرے کلام کی کھایا کریں گے لوگ

نکلوں گا چاندنی کے ہر اک چھت پہ جاؤں گا
بکھروں گا مسکراؤں گا سویا کریں گے لوگ

پنچھی تو بیٹھ جائے گا اونچے مکان پر
حسرت بھری نگاہ سے دیکھا کریں گے لوگ

مرزا ساز قاسمی
۲۰۱ موتی لال نگر ۱، ۱۶۰۳
گورے گاؤں ممبئی ۶۲

میں خطائے آدم کا اک حسیں اعادہ ہوں
زندگی کے پیکر میں موت کا لبادہ ہوں

کل حریفِ منزل تھی میری شہسواری بھی
آج جانِ منزل ہوں یعنی پاپیادہ ہوں

ہر قدم پہ مانگی ہے دل نے مجھ سے قربانی
کارگاہِ ہستی میں تیغ برہنادہ ہوں

کتنے درد وابستہ ہیں مری رگِ جاں سے
جیسے میں مشیت کا دامنِ کشادہ ہوں

راس آگئی جب سے مجھ کو اپنی گمراہی
میں رقیبِ منزل ہوں میں نقیبِ جادہ ہوں

ضربِ غم سے پڑتی ہے جان میرے نغموں میں
زندگی کی محفل میں سازِ جاں فتادہ ہوں

عرش صہبائی
۵۳، ریشم گھر کالونی
جموں۔ ۱۸۰۰۰۱

دل کا لہو نچوڑ، نہ فن کی تلاش کر
اس بے شعور دور میں فکرِ معاش کر

ناحق بھٹک رہا ہے کسی کے خیال میں
اس ضد کو چھوڑ اور خود اپنی تلاش کر

مجھ سے نہ پوچھ میری حقیقت کی داستاں
یہ زندگی کا راز ہے اس کو نہ فاش کر

دل کو نہ حادثات کے رحم و کرم پہ چھوڑ
اس آئینے کو خود کبھی پاش پاش کر

شہرِ خرد اگر نہ تجھے راس آسکے
شہرِ جنوں میں آ کے کبھی بود و باش کر

میں تجھ کو کیا بتاؤں مجھے خود خبر نہیں
بیٹھا ہوں کس کی یاد کے پتھر تراش کر

محلوں میں کیا ملے گا وفا کا سراغ عرش
یہ چیز جھونپڑوں کی ہے ان میں تلاش کر

غزلیں

قتیل راجستھانی

بوریولی - بمبئی ۱۰۳

نعمتِ غم نہیں ملی تنہا
نہ میسر ہوئی خوشی تنہا

تم اگر ساتھ دو تو کٹ جائے
کٹ سکے گی نہ زندگی تنہا

کبھی رہبر ملا کبھی رہزن
رہ گئے راہ میں کبھی تنہا

اس میں بھی التفات شامل تھا
کب رہی تیری بے رخی تنہا

شامِ غم کون ساتھ دیتا ہے
رہ گئی صرف بے بسی تنہا

وجہ تسکینِ دل جدائی میں
صرف ہے یاد آپ کی تنہا

دوستی اسکی عین فطرت ہے
رہ نہیں سکتا آدمی تنہا

گلستاں جل اٹھا تمام قتیل
برق مجھ پر نہیں گری تنہا

★

نذیر فتحپوری

مدرسہ اسباق، ۹۳، ایروڈا پونے ۶

رت بدلتے منظروں کی ہے اسے دنیا پسند
کب کیا ہے آئینہ نے ایک ہی چہرہ پسند

جس پہ ہے مرقوم تیری آرزو کی دھوپ چھاؤں
مجھکو آیا ہے کتابِ جاں کا وہ صفحہ پسند

اپنے اپنے دائروں سے ہم نکلتے کسطرح
میں کہ تھا عقبیٰ پسند اور آپ تھے دنیا پسند

دھیرے دھیرے بہہ رہا ہے آنسوؤں کیساتھ ساتھ
آگیا ہے خونِ دل کو آنکھ کا رستہ پسند

پیاس سب کی ایک جیسی ظرف ہے لیکن جدا
ایک کو قطرہ عزیز اور ایک کو دریا پسند

بس اسی اک بات پر مانوس مجھ سے ہو گیا
آگیا اس کو مرے اشعار کا لہجہ پسند

جل بجھے سوزِ الم سے دونوں پروانے نذیر
ایک چنگاری کا متوالا تھا اک شعلہ پسند

دلدار ہاشمی

۶۳، ایروڈا، پونے ۶

کلی کلی کو عطا کی شگفتگی میں نے
خزاں نصیب چمن کو بہار دی میں نے

لٹا کے تیری محبت پہ ہر خوشی میں نے
ترے خیال سے کرلی ہے دوستی میں نے

جواب اس کا تو سیماب کے بھی پاس نہیں
جو پائی ہے دلِ سوزاں میں بے کلی میں نے

غمِ حیات کی یہ کشمکش ارے توبہ!!
فریب کھایا ہے خود سے کبھی کبھی میں نے

ستم ہزار غمِ روزگار نے توڑے
مگر نہ پائی تری چاہ میں کمی میں نے

اب احتیاج کسی شے کی بھی نہیں مجھ کو
غموں سے کرلی ہے دلدار دوستی میں نے

+

غزلیں

منظور ندیم

ایڈوکیٹ۔ بالاپور۔ ضلع اکولہ
مہاراشٹر

برس کے دشتِ تمنا پہ بادلوں کی طرح
گذر گیا کوئی خوشبو کے موسموں کی طرح

میں وہ خطوط بھی تیرے جلا نہیں پایا
گرے تھے شیشۂ دل پر جو پتھروں کی طرح

جو ہم بجھے تو کئی جبینوں میں جان آئی
ہم اپنے شہر میں روشن تھے مشعلوں کی طرح

ترا پڑوس بھی پاکر نہ کھل سکی قسمت!
پڑی ہے بند ترے گھر کی کھڑکیوں کی طرح

تکلفات کے چھینٹے تو جان لے لیں گے
سمیٹ لے مجھے بڑھ کر سمندروں کی طرح

ہے پُرکشش بھی بہت، راس بھی نہیں آتی
یہ زندگی بھی ہے خوش رنگ آنچلوں کی طرح

عجیب کرب تھا اس سال بارشوں میں ندیمؔ
کسی کی یاد ٹپکتی رہی چھتوں کی طرح

★

مختار احسن انصاری

بھنڈی بازار پولس آفیسرس کوارٹرس
سیکنڈ فلور، ایس، وی، پی روڈ
بمبئی ۳

پھولوں میں ستاروں میں جبیں آگ لگا دیں
ہم چاہیں تو فطرت کا ہر اک زخم سجا دیں

دنیا بڑی نفرت سے ہمیں دیکھ رہی ہے
آؤ کہ اسے پیار کے انداز سکھا دیں

وہ آگ جو ہر سنگ کے سینے میں چھپی ہے
اب کیوں نہ اسے خون کے چھینٹوں سے بجھا دیں

مذہب کو تعصب کے ترازو میں نہ تولو
آؤ کہ ہر ایک دھرم کے ناسور جلا دیں

وہ اہلِ سیاست ہیں جو نفرت کے پجاری
آ ان کے صنم خانوں کو الفت کا خدا دیں

شمس تبریزی

۶۔ جامعہ مارکیٹ، جامعہ نگر نئی دہلی ۲۵

سفر میں اپنے دور تلک جب دھول سی اُڑتی پاؤگے
مجھے اکیلا چھوڑ کے چل دینے پر تم پچھتاؤگے

میرا کیا ہے ڈھلتا سورج چلا گیا سو چلا گیا
تمہیں یہ شاید پتہ نہیں ہے تم تنہا رہ جاؤگے

اُڑی سی رنگت تھکی سی آنکھیں دیکھ کے پھر سب پوچھیں گے
شب بھر تم کیوں جاگے تھے یہ کیسے کیسے سمجھاؤگے

جاؤ لیکن وعدہ لیکن ایک ضرور یہ کرتے جاؤ
جیسے آج ملے ہو ایسے اگلے روز بھی آؤگے

چھوڑو اب بیکار کی باتیں کہنا سننا ختم کرو
بولو چائے پیوگے یا کچھ میٹھا ویٹھا کھاؤگے۔

شام ڈھلی اب رات ہوئی اور جھپکے پلک دکانوں کے
میں بھی شمسؔ چلوں اب ہوٹل اور تم بھی گھر جاؤگے

خبریں - تصویروں میں

ایران کے قونصل جنرل مسٹر عبداللہ نوروجی نے ۲۳ مارچ کو ودھان بھون، بمبئی میں وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔ زیر نظر تصویر میں وزیراعلیٰ قونصل جنرل سے مصافحہ کر رہے ہیں۔

نیدرلینڈ کے سفیر مسٹر ویلیمین نے ۲۶ مارچ کو ودھان بھون میں وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

بمبئی کی خستہ اور مخدوش عمارتوں کی مرمت اور تعمیر نو کے لئے جنرل انشورنس کارپوریشن کے دس کروڑ روپے کے قرض کی پانچ کروڑ روپے پر مشتمل دوسری اور آخری قسط کا چیک کارپوریشن کے ڈائریکٹر شری ایس۔ کے۔ سیٹھی ۲۷ مارچ کو منترالیہ میں منعقدہ ایک تقریب میں حکومت مہاراشٹر کے چیف سکریٹری شری رام پردھان کو دے رہے ہیں۔
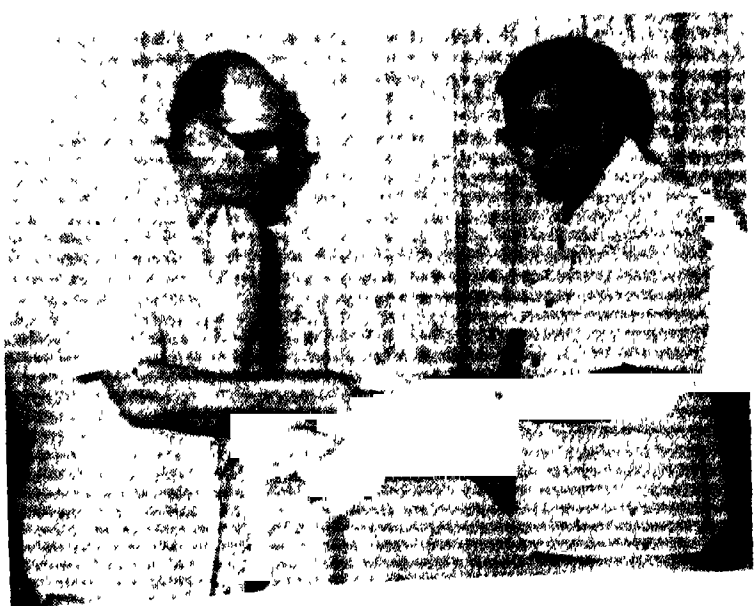
سِکموم کے صدر شری بھاؤ صاحب ورتک ۲۱ مارچ کو ودھان بھون میں وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو پانچ لاکھ روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔ یہ رقم پیو پلس ایکشن فار ڈولپمنٹ کی جاری کردہ دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کی اسکیمات کے لئے استعمال کی جائے گی۔ تصویر میں وزیرِ زراعت شری نانا بھاؤ ایمبڈوار بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

یراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۸ مارچ
دھان بھون میں ریورینڈ فادر
ی ایسٹن کی جانب سے ادیباسیوں
اح و بہبود کے لئے بیس ہزار روپے کا
بطور عطیہ قبول کر رہے ہیں۔ تصویر
زیر ادیباسی بہبود شری سروپ سنگھ
ے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بمبئی کے ابھی وادن ٹرسٹ کی جانب سے ۲۰ مارچ کو منعقدہ ایک تقریب میں شری سوشیل کمار شندے وزیر ثقافتی امور کے ہاتھوں فن، کھیل کے میدان، ادب، ثقافت اور صحافت سے وابستہ معروف افراد کی عزت افزائی کی گئی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری شندے حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ آپ کے بائیں جانب ٹرسٹ کے صدر شری وسن جی بھائی شاہ، معروف کرکٹ کھلاڑی شری سنیل گاوسکر اور سابق وزیرِ مالیات شری شیش راؤ وانکھیڈے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۲۸ مارچ کو ودھان بھون میں "زرعی اصطلات کی راٹھی لغت" کا اجرا کر رہے ہیں۔ تصویر میں شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت اطلاعات و رابطہ عامہ بھی نظر آ رہے ہیں۔

جانٹس گروپ آف جوہو، میونسپل کارپوریشن بمبئی عظمیٰ اور کاما اینڈ البلیس ہسپتال کی طرف سے بمبئی میں مشترکہ طور پر منعقدہ تین روزہ نس بندی کیمپ کا افتتاح شریمتی للیتا راؤ وزیر برائے صحت عامہ اور خاندانی بہبود نے ۲۸ مارچ کو کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوفہ کی دائیں طرف شریمتی شانتا شاستری سکریٹری گورنمنٹ میڈیکل ایجوکیشن ڈپارٹمنٹ اور آپ کے بائیں طرف شری بھگوت، صدر جانٹس گروپ آف جوہو دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری ابھے سنگھ راجے بھوسلے، وزیر مملکت برائے امداد باہمی ۴ مارچ کو مہاراشٹر اسٹیٹ کوآپریٹیو بینک بمبئی کے سہکار سبھا گرہ میں نیشنل کوآپریشن یونین آف انڈیا کی ویسٹ زون کی زونل رابطہ کونسل کا افتتاح کر رہے ہیں۔

صنعتی تربیتی اداروں میں زیر تربیت طلبہ
سے متعلقہ پیشے میں مہارت کے کل ہند مقابلے
میں اول انعامات اور توصیفی اسناد حاصل
کرنے والے طلباء اور ان کے اساتذہ کے
اعزاز میں منعقدہ ایک تقریب میں
وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں ان کی عزت افزائی کی گئی
زیر نظر تصویر میں انعام یافتگان کو وزیر اعلیٰ
کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے ۔ شری
سدھاکر راؤ نایک وزیر تعلیم اور شری
کلپّا اواڈے وزیر مملکت صنعت بھی دیکھے
جا سکتے ہیں ۔
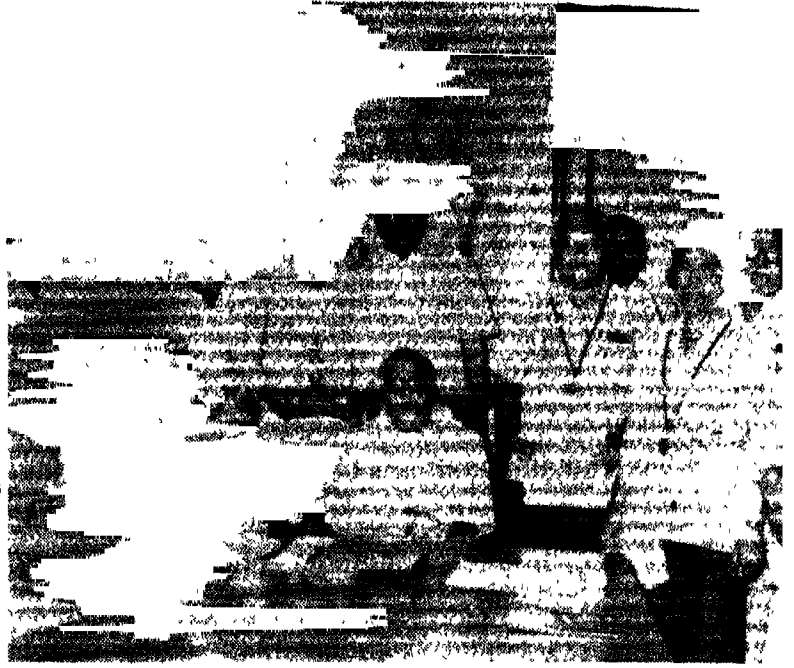
حال ہی میں کیرالا کے مقام الیپّی میں
منعقدہ پاور لفٹنگ کے قومی جونیئر مقابلے
میں شرکت کرنے والی مہاراشٹر کی ٹیم نے
۱۲ مارچ کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی۔ مہاراشٹر
نے اس مقابلے میں سونے چاندی اور کانسے
کے تمغے حاصل کئے ہیں ۔ زیر نظر تصویر میں
ٹیم کے اراکین کو وزیر اعلیٰ کے ساتھ دیکھا
جا سکتا ہے ۔

گذشتہ دنوں بمبئی کے صابو صدیق پالی ٹیکنک کا سالانہ
جلسۂ تقسیم انعامات منعقد کیا گیا جس میں مہاراشٹر
اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے
چیرمین شری مصطفےٰ فقیہہ نے بطور مہمانِ خصوصی
شرکت کی۔ زیر نظر تصویر میں آپ حاضرین سے
خطاب کر رہے ہیں۔ ڈائس پر (دائیں سے بائیں)
شری احمد پٹیل، شری سی۔ این پاٹھک، شری
نادر حسین، پرنسپل صابو صدیق پالی ٹیکنک، صدر
جلسہ ڈاکٹر محمد اسحاق جیمخانہ والا، شری عبدالمجید
پاٹھکا، شری منصوری، شری بشیر احمد انصاری،
اور شری وزیر وانکھیڈے دیکھے جا سکتے ہیں۔
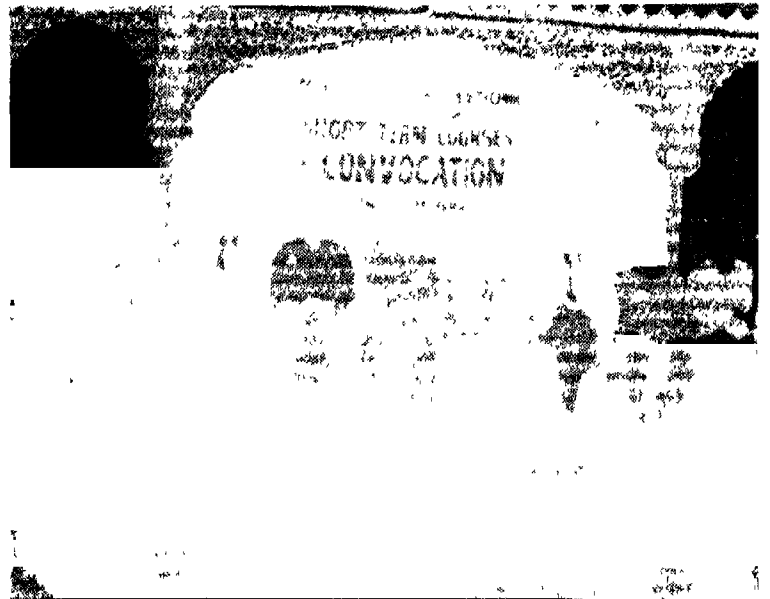
مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف ۲۶ مارچ ۱۹۸۴ء کو راج بھون میں صارفین کو تاجروں کی غیر صحت مند تاجرانہ عادتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کونسل فار فیئر بزنس پریکٹس بمبئی کی جانب سے جاری کردہ ایک پروگرام کا افتتاح کر رہے ہیں۔ کونسل کے صدر شری ایف۔ ٹی خوراکی والا اور ایگزیکٹیو بمبئی کے ممبران شری ڈے کلا منتری، شری رام کرشنا بجاج بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ریاستی خبریں

صارفین کے مفاد کا تحفظ

گورنر مہاراشٹر کے ہاتھوں پروگرام کا افتتاح

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف نے ۲۶ مارچ کو راج بھون میں صارفین کو تاجروں کی غیر صحتمندانہ تاجرانہ عادتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے جاری کردہ ایک پروگرام کا افتتاح کیا۔ اس پروگرام کا اہتمام کونسل فار فیئر بزنس پریکٹس بمبئی کی جانب سے کیا گیا۔

گورنر موصوف نے اس موقع پر امید ظاہر کی کہ اس پروگرام کے تحت صارفین کی شکایت کی تلافی کی جاسکے گی۔ آپ نے پروگرام کی کامیابی کے لئے نیک خواہشات پیش کیں۔

مذکورہ کونسل کے صدر شری ایف۔ ٹی۔ خوراکی والا نے گورنر موصوف کا خیر مقدم کیا اور کہا کہ صارفین میں ان کے مفاد کے تئیں بیداری پیدا کرنے کے لئے جاری کئے گئے اس پروگرام کے تحت چرچ گیٹ، دادر، باندرہ، اندھیری، بوریولی ریلوے اسٹیشنوں، کلکٹر کے دفتر، راشننگ آفس اور محکمہ جاتی دکانوں میں بکس رکھے جائیں گے، جن میں صارفین اپنی شکایات اور تجاویز ڈال سکتے ہیں۔ ان ڈبوں سے موصول ہونے والی شکایات اور تجاویز کے سلسلے میں مذکورہ کونسل ضروری کارروائی کرے گی۔

اس موقعہ پر سر ونشری وجے۔ کلا منتری، سکریٹری، نیجی راج

چیرمین آف سی اے سی، رام کرشنا بجاج، وائس پریسیڈنٹ بھائی جے۔ این سکسینہ، وی اے ادیے، اے ایس گنشی وال، ڈی۔ آر پنڈسے، کیپٹن ایس پی سنگھی اور شری آر۔ ایس پنڈت ایگزیکیٹیو سکریٹری موجود تھے۔

پینے کے پانی کی قلت کا مسئلہ، مستقل اقدامات ناگزیر
وزیر اعلیٰ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ریاست میں اکثر و بیشتر خشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی شدید قلت کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے مستقل اقدامات کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آپ نے ۳۰ مارچ کو ودھان بھون بمبئی میں ان دو کمیٹیوں کا افتتاح کیا جو ریاست کے خشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں کا سروے کرنے اور فصلوں کی پیداوار پر نظر ثانی کرنے کے لئے نامزد کی گئی ہیں۔ اول الذکر کمیٹی کے چیرمین ڈاکٹر وی سبرامنیم ہیں اور مؤخر الذکر کمیٹی کے چیرمین شری سھکوت راؤ گوکھلے ہیں۔

اس موقعہ پر وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ ریاست میں جہاں بھی ممکن ہو بندھ کی تعمیر ... پینے کے پانی کا ذخیرہ کرکے اس مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔

شری پاٹل نے امید ظاہر کی کہ فصلوں کی پیداوار کے پیش نظر ثانی
دقت کمیٹی کسانوں کے مفاد کو بھی ملحوظ رکھے گی۔
دونوں کمیٹیاں حکومت کو چھ مہینوں کی اندر اپنی رپورٹ
دیں گی۔
وزیر برائے محصول شری شنانتارام گھولپ، وزیر زراعت
انا بھاؤ ایمبڈوار، وزیر مملکت برائے محصول شری بھائی
ت، دونوں کمیٹیوں کے چیرمین اور ممبران، سکریٹری محصول
کے۔ بی نواسن بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

فراہمی آب اسکیمات کیلئے ایل آئی سی کا قرض

شری پرتاب راؤ بھوسلے وزیر برائے
تیات نے ۲۰ مارچ کو دھان بھون بمبئی میں شری
یس گپتا چیرمین لائف انشورنس سے ریاست میں واقع
پریشدوں کے دیہاتوں میں پائپ کے ذریعے پینے کے پانی
ی کی ۵۲ ۹ اسکیمات کی عمل آوری کیلئے ۸ر۲۴،۷۵،۰۰۰
، کا ایک چیک بطور امدادی قرض قبول کیا۔

اس موقعہ پر شری بابی راؤ شندے وزیر مملکت برائے
تیات بھی موجود تھے۔
اس موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے شری بھوسلے نے فرمایا کہ ایل
ان اسکیمات کے لئے ۷۱-۱۹۷۰ء سے ایسے قرض دے رہی
۸۳-۱۹۸۲ء تک ۳٫۰۸۶ پانی فراہمی اسکیمات کیلئے امداد
لی ہے جس میں سے اب تک ۱۳۱۴ اسکیمات پایۂ تکمیل
چکی ہیں۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ ایل آئی سی مستقبل میں بھی
رضے فراہم کرے گی۔

اس موقعہ پر شری گپتا نے فرمایا کہ ایل آئی سی دیہی علاقوں
بھی آب اسکیمات کے لئے قرض کی فوراً منظوری دیتی ہے۔
اس سے قبل شری جے۔ ڈی جادھو سکریٹری محکمہ دیہی
انے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔
شری مدھوکر شیواڈے چیرمین مہاراشٹر واٹر سپلائی
نے شکریہ ادا کیا۔

مرکزی وزیر زراعت نے چوتھے زرعی میلہ کا افتتاح کیا

مرکزی وزیر برائے زراعت شری راؤ بریندر
سنگھ نے ۸ مارچ کو ناگپور کے کشور چند پارک میں چوتھے
زرعی میلے کا افتتاح کرتے ہوئے فرمایا کہ وزیر اعظم کے
اعلان کردہ ۲۰ نکاتی پروگرام کے مطابق زرعی پیداوار میں
اضافہ کی کوشش تیزی کے ساتھ جاری ہے۔ امسال ہمارے ملک
میں اناج کی ریکارڈ پیداوار ہوگی اور کل پیداوار کا اندازہ
لگ بھگ ۱۴۴ ملین ٹن کا ہے۔

اس افتتاحی تقریب کی صدارت وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل نے کی۔ مرکزی وزیر نے اس موقعہ پر ناگپور
میں چیتروس ریسرچ سینٹر کے قیام کا اعلان کیا۔
شری بریندر سنگھ نے فرمایا کہ حکومت ہند کی یہ
پالیسی رہی ہے کہ کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی مناسب
قیمت حاصل ہو۔ حکومت ہند نے گیہوں کی قیمت ۱۵۲ر
روپیہ فی کوئنٹل مقرر کی ہے۔ اور جوار کی قیمت ۱۳۲ روپیہ
فی کوئنٹل مقرر کی ہے۔ پیاز کی قیمت ۶۰ روپئے سے کم کی
صورت میں حکومت خود اس کی خرید کرے گی۔
مرکزی وزیر موصوف نے فرمایا کہ اس قومی زرعی میلہ
کے انعقاد سے زرعی پیداوار میں اضافہ کی تحریک تقویت
پائے گی۔ وزیر زراعت نے مہاراشٹر تو یلین کی خصوصی طور
سے تعریف کی۔
وزیر اعلیٰ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ سوکھے کے
باوجود کاشتکاروں نے صرف ۲۶ فیصد اراضی پر سینچائی
کرکے پیداوار میں اضافہ کیا ہے
شری نانا بھاؤ ایمبڈوار نے اپنی تعارفی تقریر میں فرمایا
کہ ریاست کے محکمہ زراعت نے اپنے ۱۰۰ ویں سال میں ناگپور میں
زرعی میلہ کا انعقاد کیا ہے۔ شری ایمبڈوار نے سال کے دوران
زرعی محاذ پر نمایاں خدمات انجام دینے والے افراد کو ۴ گولڈ میڈل
دینے کا اعلان کیا۔

ڈائرکٹر آف ایگرو انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے
وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کا موصول شدہ پیغام پڑھ کر سنایا
گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ ایچ لطیف اور مرکزی وزیر برائے کیمکل

اینڈ فرٹیلائزرز شری وی۔ پی ساٹھے بھی اس موقعہ پر موجود تھے۔

سات ریاستیں گجرات، آسام، ایم پی، یو پی، مغربی بنگال، اور اڑیسہ کے علاوہ مہاراشٹر اس زرعی میلہ میں شرکت کر رہی ہیں۔ ریاستوں نے اپنے پویلین میں زرعی آبپاشی، ماہی گیری، ترقیاتِ اراضی، امداد باہمی وغیرہ کی ترقیات پیش کی ہیں حکومتِ ہند کا پویلین سب سے بڑا ہے۔

اس موقعہ پر لیجسلیچر کے ممبران، مرکزی زرعی سکریٹری شری دینکش، مہاراشٹر زرعی سکریٹری شری کے۔ راجن مہاراشٹر کے ڈائرکٹر آف زراعت شری سرینش کمار، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز اور چیرمین آف نیشنل اگریکلچر فیر ہیلپسٹی کمیٹی شری ایم۔ آر پاٹل موجود تھے۔

شری راؤ صاحب جاسکر وزیر مملکت برائے زراعت حکومتِ مہاراشٹر نے شکریہ ادا کیا۔

سیلاب سے متاثر علاقوں میں راحت اقدامات

حکومتِ مہاراشٹر نے ہدایت دی ہے کہ قلت کی صورتِ حال سے نمٹنے کے لئے مختلف اوقات میں جاری کردہ احکامات کا اطلاق سال ۱۹۸۳ء کے مانسون کے دوران آئے سیلاب کی وجہ سے متاثر علاقوں پر بھی ہوگا۔

ان احکامات کو جاری کرنے کا مقصد ان علاقوں میں ضرورتمند مزدوروں کو مناسب روزگار فراہم کرنا ہے۔

یہ احکامات نئے کیمونیٹی کنوئیں سالانہ پلان کی تیاری، نہر کے کام، بندھ کے لئے مٹی کی کھدائی کا کام، زرعی پیداوار پلان وغیرہ کے کاموں سے متعلق ہیں۔

متاثر علاقوں کے نام اس طرح ہیں، ناشک ڈیویژن ناشک، احمدنگر، پونے ڈیویژن: پونے، سانگلی، اورنگ آباد ڈیویژن اورنگ آباد، جالنہ، پربھنی، بیڑ، ناندیڑ، عثمان آباد، لاتور، امراوتی ڈیویژن: امراوتی آکولہ، ایوت محل، ناگپور ڈیویژن، ناگپور، وردھا، چندرپور۔

غریبوں کی بہبود کیلئے ڈیری اسکیمات

شری انت راؤ تھوپٹے وزیر مملکت برائے ڈیری ترقیات نے ۲۸ رمارچ کو بمبئی میں فرمایا کہ ریاستی حکومت چھوٹے کسانوں بے زمین زرعی مزدور اور افلاس کی سطح سے نیچے زندگی بسر کرنے والوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کیلئے ڈیری ترقیات پروگرام کو فروغ دے رہی ہے۔

وزیر موصوف ڈیری سائنس انسٹی ٹیوٹ آرے ملک کالونی کے ۲۰ ویں سالانہ جشن کے موقعہ پر حاضرین سے خطاب فرما رہے تھے۔ اس موقعہ پر پنیر مینوفیکچر اور ڈیری مصنوعات کی نمائش پیش کی گئی۔

مذکورہ ادارے کے طلبہ نے ملک کے معذور افراد کو صحت مند افراد کے برابر ترقی کے مواقع فراہم کرنے کے لئے مصروف کار ادارے نیشنل سوسائٹی فار ایکول اپرچونیٹس فار دی ہینڈی کیپڈ، انڈیا کو ۲۰۰۱ روپیہ کا عطیہ دیا ہے۔

جذام ہسپتالوں کے لئے مزید بستر

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں جذام کے تین رضاکار اداروں کو ۳۹، زائد بستروں کی منظوری دیدی ہے، جس کے نتیجے میں اب ان اداروں میں بستروں کی مجموعی تعداد ۱۱۳۲ تک پہنچ گئی ہے۔

ان اداروں کو بڑھی ہوئی شرح کے مطابق مالی امداد بھی دی جائے گی، ان اداروں کے تعلق سے امداد کی نئی شرح یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے نافذ العمل تصور کی جائے گی۔

ان اداروں کے نام اور ان کے بستروں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ زائد بستروں کی تعداد قوس میں دکھائی گئی ہے۔

مہارو گی سیوا سمیتی آنندون وروراضلع چندرپور (۳۰) ۶۰۰؛ گاندھی میموریل لیپر وسی فاؤنڈیشن وردھا (۱۲) ۳۲؛ اور وِدربھا مہارو گی سیوا منڈل تپ ون امراوتی (۵۸) ۵۰۰۔

۲۰ نکاتی پروگرام کے لئے جائزہ کمیٹی

حکومتِ مہاراشٹر میں ۲۰ نکاتی رابطہ اور جائزہ کمیٹی نمبر۔ ۱ میں مندرجہ ذیل غیر سرکاری اراکین کو مقرر کیا ہے۔

شری پی۔ بی۔ پاٹل، پرنسپل، شانتی نکیتن مہا ودیالیہ سانگلی، شری یو۔ ایم پٹھان، ہیڈ آف مراٹھی ڈپارٹمنٹ مراٹھواڑہ یونیورسٹی اورنگ آباد، شری ادسھی ہیڈ ماسٹر لوک ہت ودیالیہ پوسد، شری ایم، لی،

قومی راج

ے، سنگمیشور کالج سولاپور، اور پروفیسر پی، ایس
گوڈ کر، پونے۔
ڈویژنل کمیٹی پرائمری تعلیم کو یکساں صورت میں رائج کرنے
کام پر غور کرے گی۔ اس سلسلے میں ۶ تا ۱۴ سال عمر کے
ں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جائے گی، تعلیم بالغان پروگرام
میابی سے ہمکنار کرنے کے لئے رضاکار اداروں اور طلبہ
دد حاصل کی جائے گی۔

وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ کو ڈاکٹر بی سی رائے میموریل نیشنل ایوارڈ

وزیر برائے صحت عامہ، خاندانی بہبود، میڈیکل تعلیم اور
دیات ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ کو سماجی، طبی، راحت کے
ان میں یادگار خدمات انجام دینے پر سال برائے ۱۹۸۳ء کا
ڑ بی۔سی۔ رائے نیشنل ایوارڈ عطا کیا گیا جو ۵۰۰۰ روپے اور
ستائشی حوالہ پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ سال برائے ۱۹۸۳ء کے اس
م کو حاصل کرنے والی واحد خاتون ہیں۔

وزیر برائے صحت عامہ مشہور میڈیکل ڈاکٹر، ممتاز سماجی
سیاسی لیڈر، بہترین انتظام کار اور آرٹ کی نکتہ رس خاتون
موسیقی میں خداداد صلاحیت کی حامل ہیں۔ آپ کی پیدائش
ست کرناٹک کے ضلع ساوتھ کنارا کے مقام منگلور میں ۱۴ مارچ
۱۹۲۰ء کو ہوئی۔ آپ نے ۱۹۴۲ء میں ٹوپی والا میڈیکل کالج
سے میڈیسن میں گریجویشن کیا ہے۔ آپ کو اس سلسلے میں جیتنگ
پرائز بھی ملا۔ آپ نے ۱۹۴۷ء میں وسط بمبئی کے جیکب سرکل
علاقہ میں جہاں مل ملازمین کی گنجان آبادی ہے پریکٹس شروع
کی، اور جلد ہی آپ کی پریکٹس مقبول عام ہو گئی۔ آپ گذشتہ
۳۳ سالوں سے سماج میں بہ حیثیت طبی سماجی خدمتگار
کے کام کر رہی ہیں۔

آپ بے شمار رضاکارانہ تنظیموں بشمول انڈین میڈیکل
ایسوسی ایشن سے وابستہ ہیں۔ ڈاکٹر راؤ سماج کے کمزور
طبقات کے باز آبادکاری کے کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہی ہیں
فی الحال آپ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے شعبہ خواتین کی
چیرمین اور اس تنظیم کی نائب صدر ہیں۔ آپ مہاراشٹر
میڈیکل کونسل اور مہاراشٹر نرسنگ کونسل کی ایک سرگرم رکن
ہیں۔ ۱۹۶۰ء میں آپ انڈو سوویت کلچرل سوسائٹی کی نائب
صدر منتخب ہوئیں۔ اور جلد ہی اپنے کارناموں کی وجہ سے
مالونگا ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی کی صدر مقرر ہو گئیں۔ موجودہ
سالوں کے دوران آپ نے چھوت چھات کی بیماریوں، صحت،
آنکھوں اور دانتوں کی حفاظت جذام اور کینسر جیسے موضوعات
پر عوامی میٹنگیں منعقد کی ہیں۔ بمبئی سے ۱۱ کلومیٹر فاصلہ پر
ادیواسی دیہات میں طبی راحت کے کاموں کیلئے آپ کی قیادت
میں خواتین ڈاکٹروں کی جماعت نے دورہ کیا تھا۔

ڈاکٹر (شریمتی) راؤ نے بمبئی شہر میں دھاراوی کی سلم
پر مکمل کنٹرول کیا ہے، یہاں تقریباً ایک لاکھ بچوں کو پولیو سے
بچاؤ کے انجکشن دیئے گئے ہیں۔ دہاں دفع پولیو مہم کامیابی
کے ساتھ چلائی ہے۔ انسداد جذام میدان میں موصوفہ نے
دھاراوی میں ایک کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ اب یہ دونوں مہم
سارے مہاراشٹر میں کامیابی کے ساتھ چلائی جا رہی ہیں۔ ڈاکٹر
شریمتی راؤ سلم بستیوں کے مسائل کا بخوبی حل تلاش کرنے میں
ماہر ہیں۔

ایم بی بی ایس طالب علموں کیلئے کاسٹ سرٹیفکٹ

حکومت مہاراشٹر، گورنمنٹ میڈیکل کالجوں میں فرسٹ ایم بی بی ایس
میں داخلہ کے خواہشمند پسماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے طلبہ کو

آگاہ کرتی ہے کہ وہ میڈیکل کالجوں میں داخلہ کی درخواست پیش کرنے سے قبل اپنے کاسٹ سرٹیفکٹ کی ڈائرکٹر آف سوشل ویلفیئر پونے سے تصدیق کرالیں۔

ایم بی بی ایس میں داخلہ کی درخواست کے ساتھ انھیں تصدیق شدہ کاسٹ سرٹیفکٹ بھی پیش کرنا ہوگا۔

محکمہ طبی تعلیم اپنے طور پر ان سرٹیفکٹوں کی تصدیق نہیں کریگا مختص کردہ درجوں سے تعلق رکھنے والے طالب علم اپنی درخواستیں دو نقول میں ڈین آف گورنمنٹ میڈیکل کالج کے توسط سے ڈائرکٹر آف سوشل ویلفیر کو تصدیق کرنے کی غرض سے روانہ کریں۔

سرٹیفکٹوں کی تصدیق موصول ہونے تک مشروط طور پر داخلہ دیئے جائیں گے۔

شعبۂ اردو بمبئی یونیورسٹی کی سرگرمیاں

یوں تو ریاست مہاراشٹر کی علاقائی زبان مراٹھی ہے لیکن زبان اردو جو اپنی "بے وطنی" کے عالم میں بھی ملک کے گوشے گوشے میں پھیلی ہوئی ہے اس ریاست کی سماجی فضاؤں میں ایک طویل عرصے سے رچی بسی رہی ہے۔ حالیہ برسوں میں مہاراشٹر میں اردو اکاڈمی کا قیام اور اس کی مساعیٔ جمیلہ سے بمبئی یونیورسٹی میں شعبۂ اردو کی تاسیس اس ریاست میں اردو کی بقاء وارتقاء کی ضمانت بن گیا۔ چنانچہ بمبئی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو نے اپنی سرگرمیاں پورے زور وشور کے ساتھ شروع کر دیں، خوش قسمتی سے شعبۂ اردو کی زمام کار بھی مستحق اور لائق ترین ہاتھوں میں آئی تھی، یعنی اس کی سربراہی کے لئے اردو کے ایک ممتاز عالم اور تجربہ کار محقق ڈاکٹر عبدالستار دلوی کا انتخاب عمل میں آیا۔ اور یہ شعبہ اپنے فرائض کی راہ پر پورے اہتمام اور جوش وخروش کے ساتھ گامزن ہوگیا۔

چونکہ بمبئی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کو اس زبان کے ایک عظیم فرزند اور بین الاقوامی شہرت وشخصیت کے مالک، مصنف اور افسانہ نگار کرشن چندر کے نام سے منسوب کرتے ہوئے اس کو "کرشن چندر چیئر" کا نام دیا گیا ہے، چنانچہ قیام شعبۂ اردو کی افتتاحی تقریب کے بعد شعبۂ اردو کا پہلا کارنامہ گذشتہ سال ماہ اگست میں "کرشن چندر کی شخصیت اور فن" کے موضوع پر ایک سیمینار کی شکل میں سامنے آیا۔ اور صدر شعبہ اردو ڈاکٹر عبدالستار دلوی کی بے انتہا لگن اور انتھک کوششوں اور ان کی ہر دل عزیزی کا یہ نتیجہ تھا کہ اس سیمینار میں آنجہانی کرشن چندر کے تقریباً سارے ہم عصر ادیبوں، شاعروں اور افسانہ نگاروں نے شرکت کی، جن میں سردار جعفری، عصمت چغتائی، راجیندر سنگھ بیدی، خواجہ احمد عباس کے علاوہ نئی نسل کے افسانہ نگار عزیز قیسی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں جنھوں نے اپنے مقالات میں آنجہانی ادیب کے فن اور شخصیت پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈالی اور کرشن چندر کی عظمت کا اعتراف کیا جس میں موصوف کے لئے ان کا ذاتی پیار اور ان کے خوشگوار تعلقات کی یادیں بھی پوری طرح جھلکتی تھیں۔

شعبۂ اردو کا دوسرا پروگرام ۹ ردسمبر ۱۹۸۳ء کو روبہ عمل آیا۔ یہ اپنی نوعیت کا ایک انوکھا اور دلچسپ پروگرام تھا۔ انجمن اسلام کے اکبر پیر بھائی ہال میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا، جس میں مقالہ نگاروں کی حیثیت سے صرف پوسٹ گریجویٹ طلباء نے ہی حصہ لیا، اس سیمینار کا موضوع اکبرالہٰ آبادی (مرحوم) تھا۔ ایم۔ اے (اردو) درجات کے پانچ طلباء نے جن میں دو طالبات بھی شامل تھیں، اکبرالہٰ آبادی کی شاعری کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے سیر حاصل مقالات پڑھے۔ چونکہ اکبرالہٰ آبادی (مرحوم) ایم۔ اے درجات کے نصاب میں بھی شامل ہیں اس لئے اس مقالہ خوانی سے ان درجات کے طلباء نے بھی کافی استفادہ حاصل کیا۔ اور مقالہ نگاروں کو اپنی آئندہ زندگی میں اس قسم کے مواقع پر ایک اسکالر کی حیثیت سے اپنے فرائض ادا کرنے کی تربیت بھی ملی۔

اس جلسے کی صدارت آج کے نامور اور ممتاز طنز ومزاح نگار جناب یوسف ناظم نے فرمائی، افتتاحی جلسہ سے قبل اپنی صدارتی تقریر میں صدر موصوف نے اکبرالہٰ آبادی کے فن پر اپنے مخصوص انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے ان کی شاعری کے اہم گوشوں کو اجاگر کیا، اور اس کے بعد اکبرالہٰ آبادی کے فن وشاعری کے موضوع پر ایک دلچسپ مقالہ بھی پڑھا جس نے جلسے میں ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا جو اکبرالہٰ آبادی مرحوم کے شایان شان خراج عقیدت کا منظر پیش کر رہا تھا۔

اس کے بعد شعبۂ اردو نے ایک اور وسیع سیمینار کا اہتمام کیا، جو بمبئی یونیورسٹی کے کانووکیشن ہال میں ۲ ردسمبر ۱۹۸۳ء کو منعقد کیا گیا۔ اس سیمینار کا موضوع تھا "جدید اردو شاعری کی تفہیم" جو فی الوقت اردو کے عصری ادب کا ایک اہم ترین مسئلہ بن گیا ہے، اس ادبی اجتماع کی صدارت اردو کے عظیم شاعر ونقاد جناب اخترالایمان نے فرمائی، ان کے علاوہ مقررین حضرات میں جناب محمود سروش اور حسن نعیم صاحب

گذشتہ دنوں بمبئی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کی جانب سے یونیورسٹی کنوکیشن ہال میں غالبؔ پر ایک سیمینار منعقد کیا گیا اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری مجروحؔ سلطانپوری صدارتی خطبہ پیش کر رہے ہیں۔ سیمینار کے مقررین (بائیں سے دائیں) شری سیتو مادھو راؤ پاگڈی، شری عزیز قیسی اور شری حسن نعیم کے علاوہ صدر شعبۂ اردو ڈاکٹر عبدالستار دلوی بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

نے متعلقہ موضوع پر اپنے وسیع اور متوازن خیالات کا اظہار فرمایا۔

سب سے پہلے صدر محترم نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں کہا کہ جدید شاعری دراصل وہ ہے جو کوئی تقاضہ نہیں کرتی، کوئی مطالبہ نہیں کرتی، بلکہ ایک پیغام دیتی ہے، اور عوام الناس میں بیداری کی روح پھونکتی ہے اور زندگی کے سارے مسائل کی عکاسی اور ان کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

افتتاحیہ تقریر کے بعد جناب محمود سروش نے اس موضوع پر اظہار خیال فرماتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی عمر کے اعتبار سے اردو کی کلاسیکی شاعری کے پروردہ ہیں، انھوں نے حضرت آرزوؔ لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل کیا اور اس مناسبت سے وہ ناسخ اسکول سے متاثر رہے، لیکن انھوں نے فرمایا کہ جب ان کے دیکھتے دیکھتے جدید اردو شاعری کو فروغ ملا، اور اردو کی پرانی یا کلاسیکی شاعری جب نئی نئی علامتوں اور اصطلاحات کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئی تو انھوں نے واقعی اس کو سمجھنے میں دشواری محسوس کی۔ محمود سروش صاحب کی تقریر کا ماحصل یہ تھا کہ جدید اردو شاعری کے بارے میں کسی بات کو رمزیہ اور اشاریہ انداز میں کہنا ایک نیا اور خوبصورت عمل سہی لیکن اس سلسلے میں اس بات کا خیال رکھا جانا چاہیئے کہ کسی بات یا واقعے کا اظہار کرنے کے لئے جو علامتیں استعمال کی جائیں ان سے اپنی شعری تکنیک کے ذریعہ اپنے قارئین اور سامعین کو پوری طرح متعارف اور روشناس کرا دیا جائے۔ ان علامات کو گنجلک پیچیدہ اور پراسرار نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ فنکار کا فن ایک معمہ اور چیستان بن کر رہ جائے گا۔

حسن نعیم صاحب اردو کے جدید شعراء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ انھوں نے اپنی پُرمغز تقریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جدیدیت اور جدت پسندی کوئی نئی اصطلاح نہیں ہے بلکہ ہر پرانی چیز وقت بدلنے کے ساتھ نئی اور جدید ہو جاتی ہے لیکن بعض جدید اردو شعراء سے انھیں بھی یہ شکایت ہے کہ انھوں نے اکثر اوقات بزعم خود ایک ایسا رویہ اختیار کرنے کی کوشش کی کہ "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی" تاہم ان جدید شعراء کو کہیں نہ کہیں، اور کسی نہ کسی موڑ پر اپنی اس "بے راہ روی" کا احساس ہوا ہے۔ اور انھوں نے اپنے لہجے کی نامانوسیت اور پراسراریت کی اصلاح کرنے کی کوشش کی ہے۔

حسن نعیم صاحب نے میرؔ و غالبؔ کے چند اشعار پیش کرتے ہوئے یہ بتایا کہ آج ہم جدید شاعری کی اصطلاح جن معنوں میں استعمال کرتے ہیں، میرؔ و غالبؔ کے وہ اشعار ان کی پوری پوری نمائندگی کرتے ہیں۔

آخر میں صدر جلسہ نے فاضل مقررین کے خیالات کو سراہتے ہوئے سارے موضوع کا احاطہ اس انداز میں فرمایا کہ شاعری کی تفہیم چاہے وہ پرانی شاعری ہو یا نئی، شاعری ہمیشہ ایک مشکل مسئلہ رہی ہے شاعر کا وہی کلام زیادہ مقبول اور پسندیدہ عوام و خواص ہوتا ہے جس کو وہ "بے ساختہ" انداز میں کہتا چلا جاتا ہے اور دوسرے الفاظ میں وہ اس کی آمد کی شاعری ہوتی ہے۔ جدید اردو شاعری میں عام طور پر "آورد" زیادہ ہوتی ہے، "آمد" کم۔ یا یوں کہیئے کہ جدید اردو شعراء "دل" کے بجائے "دماغ" سے زیادہ کام لیتے ہیں چنانچہ قاری یا سامع کو ان کی شاعری میں ایک "غرابت" کا احساس ہوتا ہے کیونکہ اچھے شعر کی پہچان یہی ہے کہ "از دل ریزد بر دل خیزد"۔

صدر محترم کی اس فاضلانہ تقریر کے بعد جناب پروفیسر لونس اگاسکر صاحب نے صدر محترم مقررین حضرات اور شرکائے جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے پروگرام کے اختتام کا اعلان کیا۔

پونے کے نہرو میموریل ہال میں ۱۰ر مارچ کو شری ریاض احمد خاں، ایڈیٹر قومی راج، حکیم رازی ادیبی کے مجموعۂ کلام سنگ و آہن کا اجراء کرتے ہوئے۔ آپ کے بائیں طرف حکیم رازی ادیبی دیکھے جا سکتے ہیں۔

جشن اجراء و کل ہند مشاعرہ

زیر اہتمام اسباق ٹرسٹ، پونے

۱۰ر مارچ ۱۹۸۴ء کی شب دنیائے ادب کے لئے ایک تاریخی شب تھی، پونے کے عظیم الشان نہرو میموریل ہال کے وسیع اور خوبصورت اسٹیج پر آسمانِ شعر و ادب کے چالیس درخشاں ستارے جگمگا رہے تھے۔ بمبئی، بھیونڈی، مالیگاؤں، اورنگ آباد، بھوپال اور پونہ کے معتدد شعرائے کرام کی شرکت نے اسے ایک یادگار مشاعرہ بنا دیا۔ مشاعرے سے قبل سرپرست اسباق حکیم رازی ادیبی اشرفی کے مجموعۂ کلام "سنگ و آہن" اور اسباق کی تاریخی پیش کش "علامہ محوی صدیقی لکھنوی نمبر" کا جشنِ اجراء، جناب کالیداس گپتا رضا صاحب کی صدارت میں ہوا۔ جلسہ کا آغاز یوسف ندیم کی تلاوت سے ہوا۔

"سنگ و آہن" کی رسم اجراء شری ریاض احمد خاں، مدیر قومی راج بمبئی کے دستِ مبارک سے عمل میں آئی، اس موقع پر موصوف نے "سنگ و آہن" کے تعلق سے ایک جامع مقالہ پیش کیا۔ بعد ازاں شری قمر جلال آبادی کے ہاتھوں سے علامہ محوی نمبر کی رسم اجراء ادا ہوئی۔ بعدہٗ سنگ و آہن کی چند کاپیاں ادب دوست حضرات کے سامنے برائے فروخت پیش کی گئیں۔ اور پہلی کاپی کی بولی نے "سنگ و آہن" کی قیمت بارہ سو روپئے تک پہنچا دی ۔۔ حکیم رازی صاحب نے یہ رقم اسباق ٹرسٹ کو عنایت کی۔ اور اعلان فرمایا کہ "سنگ و آہن" کی تمام آمدنی اسباق ٹرسٹ کے لئے وقف ہوگی۔ اور اسباق پبلیکیشنز کیلئے استعمال ہوگی۔

اس کے بعد مشاعرے کا آغاز ہوا۔ یوسف ندیم نے نظامت سنبھالی، دلدار ہاشمی کے فرزند ارجمند ساجد ہاشمی نے اپنی نظم پیش کرکے مشاعرے کا آغاز کیا۔ ۴۰ شعرائے کرام سے اسٹیج کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، یہی حال، ہال کا تھا۔

کالیداس گپتا رضا، ادیب مالیگانوی، ڈاکٹر عصمت جاوید، قمر جلال آبادی، نسیم اجمیری، ساجدہ مرزا، قتیل راجستھانی، ظفر کلیم، کامل چاند پوری، حکیم رازی، دلدار ہاشمی، یوسف ندیم، مجاز آشنا، صالح بن تابش، عطار سہر صاحبان کے کلام کو سامعین نے بیحد پسند کیا، داد و تحسین کے درمیان مشاعرہ صبح ۴ بجے اختتام پذیر ہوا۔

قومی راج

آپ سے گذارش ہے

خط و کتابت کرتے وقت، یا رقم خریداری بھیجتے وقت اپنا پتہ، خط اور منی آرڈر کوپن پر صاف صاف ضرور لکھیں۔ تخلیقات روانہ فرماتے وقت، ابتدا میں نام اور پتہ لکھنا نہ بھولئے۔ بشرط ممکن اپنا نام اور پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ انگریزی، مراٹھی، یا ہندی میں بھی لکھیں تاکہ صحیح اندراج کیا جا سکے اور کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔

(ادارہ)

1 - F

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1984

۲۳واں ریاستی ڈرامہ میلہ

ریاستی ڈرامہ میلے میں تین ہزار روپے کا پہلا انعام بیسٹ اسپورٹس منڈل، بمبئی کے "ماآس سبرین" دو ہزار روپے کا دوسرا انعام آرٹسٹس کمپانی، گوالیار کے "گھاشی رام کوتوال" اور ایک ہزار روپے کا تیسرا انعام پریوگ، سلاڈ، بمبئی کے "تان مجوری" کو ملا۔

"ماآس سبرین" کا ایک منظر۔

"گھاشی رام کوتوال" کا ایک منظر

"تان مجوری" کا ایک منظر۔

QAUMIRAJ : **Regd. No. MH-BY South-544** *Licence No. 89 for 'without prepayment of postage*

غریبوں کی بہبود کیلئے ہمیشہ سرگرم عمل

ہماری وزیرِ اعظم کے ۲۰۔ نکاتی پروگرام کا بنیادی مقصد ہی غریبوں کی مفلوک الحالی کا سدھار ہے۔ یہ پروگرام ہمارے سماج کے ان گوشوں کا احاطہ کرتا ہے — جو ہماری خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔ پچھلے ایک سال کے دوران اس پروگرام کو تیز گامی سے روبہ عمل لانے کی وجہ سے مہاراشٹر نے اپنی موثر کارکردگی کے لئے دادِ تحسین بھی حاصل کیا ہے

مہاراشٹر نے اپنے آپ کو اس پروگرام کے مقاصد کے حصول کیلئے وقف کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غریبوں کی خدمت میں اس کا مقام صفِ اول میں ہے۔

حکومتِ مہاراشٹر ایک مستعد حکومت

DGIPR 1984

شائع کردہ: ۔ شری موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ: ۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس

25-4-84 ۲۵ر اپریل ۱۹۸۴ء
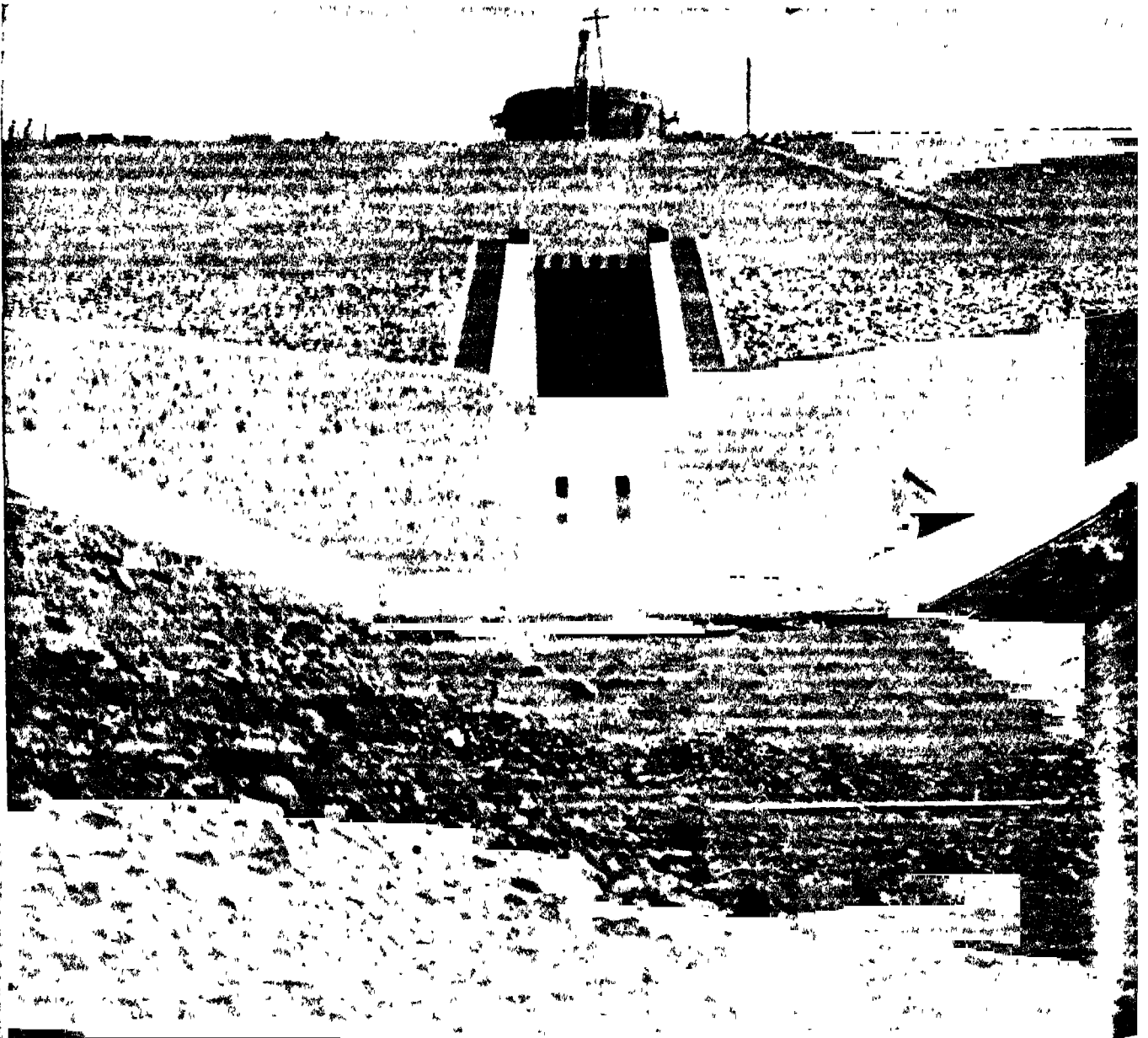
بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ، ۶ اپریل کو بمبئی میں روایتی دیپ روشن کرکے امراض قلب کے موضوع پر منعقدہ ایک تین روزہ عالمی کانفرنس کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اس کانفرنس کا اہتمام نیشنل سوسائٹی فار پری وینشن آف ہارٹ ڈیزیز اینڈ ری ہابی لیٹیشن اور کارڈیالوجیکل سوسائٹی آف انڈیا نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ تصویر میں منتظمہ کمیٹی کے صدر ڈاکٹر بی۔ کے گوئیل بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ، سینٹ فرانسس اسکول کی پلاٹینم جوبلی کے موقع پر منعقدہ تقریب میں حاضرین سے خطاب فرما رہے ہیں۔ وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل بھی ڈائس پر دیکھے جا سکتے ہیں۔
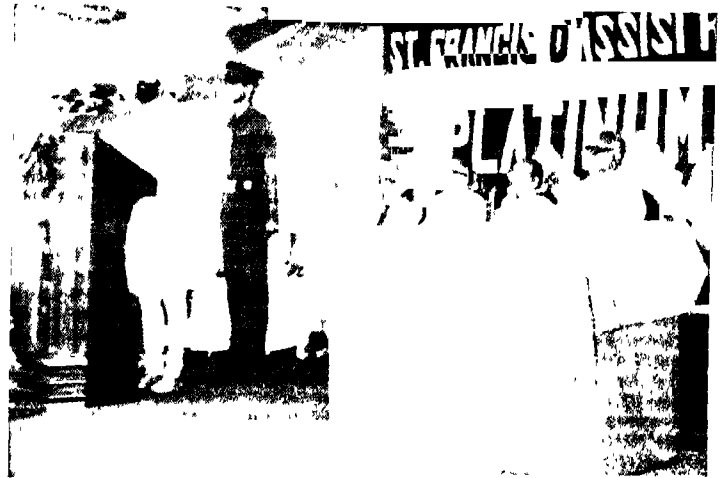
مہاراشٹر میں ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران "چھوٹی بچت اسکیم" کے تحت ۷۰،۴ کروڑ روپے جمع کئے گئے جو اب تک کی جمع کردہ سب سے زیادہ رقم ہے۔ اس سلسلے میں ۱۶ اپریل کو رنگ بھون، بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔

قومی راج

جلد ۱۱ ۲۵ اپریل ۱۹۸۳ء شمارہ ۸

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

زرسالانہ: دس روپے ؛ فی پرچہ: ۵۰ پیسے

نگراں: خواجہ عبدالغفور (آئی اے ایس)

ترتیب

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل
ایڈیٹر :- ریاض احمد خاں

سرورق ا : بالائی وردھا پروجیکٹ کی دائیں نہر کے ہیڈ ریگولیٹر کا ایک منظر۔ اس نہر سے امراؤتی ضلع میں اٹھاون ہزار ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔
سرورق ۲ : بالائی وردھا پروجیکٹ کی دائیں نہر کا ایک منظر۔

★ **نعیم شہریار (اردو ٹیچر)**

بھالے راؤ ۔ ڈرائیور بلڈنگ ۔ رادھا نگری
سانسی مندر (ایس ، پی ، او) پوسٹ وردھا ، مہاراشٹر ۴۴۲۰۰۱

پچھلے چند برسوں سے " قومی راج " کی تزئین و ترتیب میں جو سحر انگیزی نظر آرہی ہے ، اس کے لئے ادارہ اور ذمہ دار حضرات خصوصی مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ شمارہ ۲۳ دسمبر ۸۳ء میں بمبئی نیچرل ہسٹری سوسائٹی اور پرندوں کی زندگی پر مبنی مضامین انسان کے اندر قدرتی حسن سے محبت اور تسخیر فطرت کے اعلیٰ جذبات کے مظہر ہیں ، اسی مناسبت سے مضامین اور غزلیں ہیں ۔ شری کسبیکر کا مضمون " مہاراشٹر میں ہوم گارڈس " انسانی قوت کی علامت ہے ، تو شری ایشور راج مانکر کا مضمون " اثباتی نظر و فکر " انسانی ذہنیت کی مثبت سوچ و بچار کا پرتو ہے ۔ نیز عبدالخالق اور ایس ، ایم ، سلیم صاحبان کے مضامین حسن و پرکاری کا اظہار ہیں ۔ بیکل اتساہی اور رفیق فتحپوری اور ذکی طارق کی نظم اور غزلیات بہت خوبصورت ہیں ۔ آغا غیاث الرحمٰن کا مضمون ودربھ میں سال گذشتہ (۱۹۸۳ء) کا نثری ادب معلومات افزا ہے ۔ لیکن اس سے واضح نہیں ہوتا ہے کہ مضمون نگار کا نثری نقطۂ نظر کیا ہے ؟ آیا وہ مطبوعہ نثریات کو ہی ادب سمجھتے ہیں یا انھوں نے ودربھ کے غیر مطبوعہ ادب ۱۹۸۳ء کا جائزہ لینے کی کوشش کی ہے ؟

*

● **خورشید عالم رضوی**

پنجاب موٹرس ۔ اوریہ (اٹاوہ) یو ۔ پی

اتفاق سے " قومی راج " کا شمارہ ۱۰ اکتوبر دیکھنے کا موقع ملا ۔ اتنے کم پیسوں میں ایسی نفیس طباعت اور اتنے معیاری مواد سے بھرپور رسالہ کا ملنا میرے خیال میں ہندستان میں ناممکن ہے ۔ سردار احمد (علیگ) کا مضمون " مطالعہ " ۔ ڈاکٹر بھگت وتسل راؤ اور رئیس فاطمہ فاروقی کے مضامین بہت پسند آئے ۔ تسنیم فاروقی ، واحد پریمی سعید اٹاوی ، ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاء ، مہدی پرتاپ گڑھی ۔ اور سکندر عرفان کا کلام میں نے اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا ہے ۔

*

★ **ابورافع**

معروف ہفت روزہ " الوطن " سدے نگر الوڑمل (مہاراشٹر)

اردو رسالوں میں " قومی راج " اپنی مثال آپ ہے ۔ ہندوستان میں ایک بھی سرکاری یا نیم سرکاری رسالہ ایسا نہیں جو نت نئے موضوعات کو لے کر خصوصی اشاعتیں پیش کرنے میں " قومی راج " کا مقابلہ کر سکتا ہے ۔

سماجی مسائل پر خصوصی شمارے اردو ادب میں خوشگوار اضافہ کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ اقبال اور غالب کے علاوہ بھی کئی موضوعات ہیں ۔ اس کی تازہ مثال " ادیباسی بہبود خصوصی نمبر " ہے ۔ شاندار کاغذ پر جاندار مضامین پیش کرنا " قومی راج " کا ہی حصہ ہے خدا نظرِ بد سے بچائے ۔

غزلوں کی تعداد کسی صورت میں موجودہ تعداد سے زیادہ نہ بڑھائیں ۔

*

★ **محمد صادق**

سائی نعلقہ مانگاؤں ۔ رائے گڑھ

" قومی راج " کا " ادیباسی بہبود خصوصی نمبر " نظر نواز ہوا ۔ پڑھ کر دل باغ باغ ہوا ۔ اللہ تعالیٰ قلم کاروں اور منسلک لوگوں کی خدمات میں اور اضافہ کرے ، ملک کی خدمت کسی ایک کا فریضہ نہیں بلکہ تمام شہریوں کا ہے ،

جی۔ بی۔ گوجر

بالائی وردھا پروجیکٹ

امراؤتی ضلع کیلئے رحمت

ریاست مہاراشٹر کا جغرافیائی رقبہ ۳۰۸ لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس کے ۲۰۰ لاکھ ہیکٹر رقبے پر کاشت کی جاتی ہے جبکہ ریاست کا ایک تہائی حصہ اکثر و بیشتر خشک سالی سے متاثر ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے یہاں کے عوام پانی کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں اور وہ آبپاشی کی سہولتوں کی خاطر ہمہ وقت فکرمند رہتے ہیں۔

حصولِ آزادی کے وقت ریاست کی ۲۷ء۴ لاکھ ہیکٹر اراضی پر آبپاشی کی سہولت حاصل تھی۔ بعدازاں ہر پنجسالہ منصوبے میں آبپاشی کے مسئلے کو بڑے پیمانے پر حل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے آواخر تک زمین کی سطح پر بہنے والے پانی کو استعمال میں لاتے ہوئے ۲۱ء۵۸ لاکھ ہیکٹر اراضی کو زیرِ آب لایا گیا تھا۔ آبپاشی کمیشن کے بیان کے مطابق ریاست میں زمین کی سطح پر بہنے والے پانی کے استعمال سے ۱۲۶ء۱۱ لاکھ ہیکٹر اراضی سیراب کی جاسکتی ہے۔ یہ نشانہ ۲۰۱۰ء تک پورا کرنے کی تجویز ہے۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے کے دوران آبپاشی کے لئے ۲۳۹ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یہ رقم گزشتہ تیس برسوں میں آبپاشی کی خاطر خرچ کی گئی رقم سے زیادہ ہے۔ ریاستی حکومت کے اس اقدام سے ریاستی حکومت کا وہ شیفتہ روّیہ ظاہر ہوتا ہے جو اس نے آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی کے تئیں اختیار کیا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں بیس نکاتی پروگرام میں آبپاشی کی سہولتوں کی فراہمی کو اہم مقام دیا گیا ہے۔

وِدربھ کے ۹ اضلاع میں ۵۷ء۳ فی صد اراضی یعنی ۵۵،۸۲،۷۰۰ ہیکٹر اراضی قابلِ کاشت ہے۔ اس علاقے میں زیرِ تکمیل آبپاشی پروجیکٹوں کی تکمیل سے ۳۱ فی صد

یعنی ۵۶۳، ۹۶، ۱۹ ہیکٹر اراضی سیراب ہو سکے گی۔

فی الوقت وردھا میں ۳۵ بڑے اور درمیانی نیز ۹۱ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ زیر تکمیل ہیں۔ جون ۱۹۸۳ء تک ۱۵ بڑے اور درمیانی نیز ۴۵۹ ریاستی سطح کے چھوٹے پروجیکٹ مکمل کر لئے گئے تھے جن سے ۵،۵۲،۶۱۸ ہیکٹر اراضی سیراب ہو سکی۔

بالائی وردھا پروجیکٹ کا مقصد وردھا علاقے کی ترقی کے لئے وردھا ندی کے پانی کا استعمال کرنا ہے۔ یہ ندی وین گنگا ندی کی اہم معاون ندی ہے نیز امراؤتی اور وردھا ان دو اضلاع کی سرحدوں کو الگ کرتی ہے۔ اس ندی کے دونوں کنارے زرخیز مٹی سے مالا مال ہیں اور اس طرح یہاں غذائی اجناس اور تجارتی فصلوں کی کاشت انتہائی سودمند ہے۔

زیر بحث پروجیکٹ ان چند آبپاشی پروجیکٹوں میں شمار ہوتا ہے جن کے لیے عالمی بینک سے امداد حاصل کی گئی ہے۔ اس پروجیکٹ پر ابتدائی کام کا آغاز جولائی ۱۹۷۶ء میں ہوا جس کے تحت امراؤتی ضلع کی مورشی تحصیل کے مقام سمبھورا میں ایک مٹی کا بندھ بنایا جا رہا ہے جس میں ۲۴۰ ملین مکعب میٹر پانی ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہوگی۔ اس بندھ کے دائیں اور بائیں کنارے سے ایک ایک نہر نکالی جائے گی جن کی لمبائی بالترتیب ۱۰۱ کلو میٹر اور ۷۲ کلو میٹر ہوگی اور ان سے بالترتیب اٹھاون ہزار پانچسو ہیکٹر اور سولہ ہزار پانسو ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔ مورشی تحصیل میں تعلقے کے اعتبار سے سیراب ہونے والی زمین کی تفصیل اس طرح ہے: مورشی ۲۴۲۰ ہیکٹر، چندور بازار ۳۲،۳۵۰ ہیکٹر، تواسا ۲۳،۷۳۰ ہیکٹر (امراؤتی ضلع)؛ اروی ۸،۰۰۰ ہیکٹر اور کرنجا ۸،۵۰۰ ہیکٹر (وردھا ضلع)۔ اس طرح ان دو اضلاع میں ۷۵ ہزار ہیکٹر اراضی سیراب ہوگی۔

اس نہر میں مجموعی طور پر ۷۸۶۰۵۰ مکعب میٹر پانی ذخیرہ کیا جا سکتا ہے جس میں سے ۷۷۲۹۴ ۴ مکعب میٹر پانی آبپاشی کے لئے استعمال کیا جائے گا اور ۶۸ مکعب میٹر پانی پانچ چھوٹے شہروں اور دیہاتوں کو فراہم کیا جائے گا جن کے نام یہ ہیں۔ امراؤتی، بدنیرا، مورشی، ورود اور نند گاؤں، پیٹھ جو امراؤتی ضلع میں واقع ہے۔

مٹی کا بندھ

بالائی وردھا بندھ کی مجموعی لمبائی ۵۹۲۰ میٹر ہے جس میں سے ۵۵۸۷ میٹر بندھ مٹی کا ہوگا۔ اس بندھ کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ دائیں نہر کی بنیاد کے لئے زیر زمین چٹان تک کھدائی نہیں کی گئی ہے کیونکہ یہاں چٹان کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور وہاں تک کھدائی پر اخراجات بھی کافی آتے۔ اس مخصوص صورت حال کے پیش نظر مٹی کے بندھ کے ساتھ کچھ نشیب کی طرف حفاظتی کنویں بھی کھود دئے گئے ہیں۔

مجوزہ فصل کاشت

فصل	فی صد	دائیں نہر (ہیکٹر میں)	بائیں نہر (ہیکٹر میں)
۱	۲	۳	۴
خریف			
جوار	۳۰	۱۷،۵۵۱	۴،۹۴۶
دھان	۸	۴،۶۸۰	۱،۳۲۰
مونگ پھلی	۱	۵،۸۵۰	۱،۶۵۰
کپاس	۲۰	۱۱،۷۰۰	۳،۳۰۰
مرچ	۵	۲،۹۲۵	۸۲۵
سبزیاں	۴	۲،۳۴۰	۶۶۰
علاقائی جوار	۳	۱،۷۵۵	۴۹۵
کپاس (ایریا)	۱۰	۵،۸۵۰	۱،۶۵۰
دالیں	۲	۱،۱۷۰	۳۳۰
ربیع			
گیہوں	۱۹	۱۱،۱۱۵	۳،۱۳۵
جوار	۴	۲،۳۴۰	۶۶۰
مٹر	۴	۲،۳۴۰	۶۶۰
سبزیاں پیاز	۲	۱،۱۷۰	۳۳۰
آلو	۱	۵۸۵	۱۶۵
دیگر			
گنا	۲	۱،۱۷۰	۳۳۰

بندھ کی دائیں سمت کا ایک منظر

۲۳۰٦ میٹر لمبے بندھ کی بنیاد کی صفائی کا کام جاری ہے۔

بندھ سے زائد پانی کے اخراج کیلئے نکاسی راستے کی تیاری

پتھر سے بندھ سے دزن کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھنے والی چٹان چونکہ وردھا ندی کے دامن میں کم گہرائی پر پائی جاتی ہے لہٰذا بندھ میں جمع ہونے والے زائد پانی کے اخراج کیلئے یہاں پتھر کا راستہ بنایا جائے گا جس کی لمبائی ۲۴۰۶۵۰ میٹر ہوگی اس انتظام کی وجہ سے بندھ کے زائد پانی کو حفاظت سے باہر خارج کیا جا سکے گا۔ حتیٰ کہ بارش کے موسم میں بھی کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوگا۔ یہاں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ کسی بھی وقت نکاسی راستے میں بہتے ہوئے پانی کی سطح بندھ کی سطح سے نیچے ہی رہے گی۔ نکاسی راستے میں ۱۳ دروازے ہوں گے جو بجلی کے ذریعے کھولے اور بند کئے جا سکیں گے۔

اس پروجیکٹ کے سلسلے میں امراوتی میں امراوتی آبپاشی ڈیویژن کے تحت ایک علیحدہ سرکل دفتر کھولا گیا ہے۔ اس دفتر کے تحت پانچ تعمیراتی شعبے اور ایک ڈیزائن شعبہ کام کر رہا ہے۔

چونکہ یہ ایک بڑا پروجیکٹ ہے لہٰذا تعمیراتی کام کے ڈیزائن سینٹرل ڈیزائن آرگنائزیشن ناشک میں بنائے جاتے ہیں اور ماڈل تجربے مہاراشٹرا انجینئرنگ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ناشک میں کئے جاتے ہیں۔ حتمی فیصلہ لینے کے لئے حکومت نے چھ کمیٹیاں نامزد کی ہیں نیز ایک علیحدہ Quality Control Section بھی قائم کیا ہے۔ حال ہی میں مورشی میں ایک علیحدہ شعبہ کھولا گیا ہے جو کمانڈ علاقوں کے ترقیاتی کاموں کی نگرانی کرے گا۔

اس پروجیکٹ کی وجہ سے ۶۷ دیہاتوں کی ۷،۶۴۵ ہیکٹر اراضی پانی میں ڈوب جائے گی۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے — امراوتی۔ ۳۷ دیہات، ۴،۸۲۹ ہیکٹر اراضی؛ وردھا — ۲۹ دیہات ۲۷۸۷ ہیکٹر اراضی؛ اور ناگپور ایک دیہات، ۱۶۰ ہیکٹر اراضی۔ ابھی تک تقریباً ۶،۱۳۲ ہیکٹر اراضی حکومت نے حاصل کر لی ہے اور اس کے لئے دیہاتیوں میں مجموعی طور پر کل ۳۰۰،۱ لاکھ روپے بطور معاوضہ تقسیم کئے گئے ہیں۔

امراوتی ضلع کے ۱۳ اور وردھا ضلع کے ۱۱ دیہاتوں کے پروجیکٹ سے متاثرہ افراد کی باز آبادکاری کا کام جاری ہے۔ ابھی تک اس کام پر ۴۳ء۱ کروڑ روپے صرف کئے گئے ہیں۔ جون ۱۹۸۵ء تک اس کام کی تکمیل متوقع ہے۔

اس آبپاشی پروجیکٹ کے کمانڈ علاقہ پروگرام کے تحت ۲۷۸ دیہات مستفیض ہوں گے۔ تعلقہ کے اعتبار سے دیہاتوں کی تعداد اس طرح ہے:۔ مورشی — ۱۴؛ تواسا — ۹۶؛ چندور ریلوے — ۷۳؛ اروی اور کرنجا — ۹۵۔

اس پروجیکٹ پر مجموعی لاگت کا تخمینہ ۲۲۵ کروڑ روپے ہے اور اس کی تکمیل ۱۹۹۰ء تک متوقع ہے تاہم مارچ ۱۹۸۶ء تک بندھ کا کام مکمل ہونے کی امید ہے۔

★

مہاراشٹر کی صنعتیں ترقی کی راہ پر

صنعتی ترقی اور پلاننگ کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ یہ ریاستی حکومت کی پالیسی کو واضح طور پر منعکس اور عیاں کرتی ہے اور ریاستی معاشیات اور اس کے باشندوں کی خوش حالی کے لئے ہر ممکن اور عملی طریقے پر ہوش مندانہ کوششوں کی شہادت بھی دیتی ہے۔

صنعتی ترقی میں توازن تعلقہ جات کو ایک اکائی کے بطور اختیار کرنا، صنعتی ادارے قائم کرنے کے خواہش مندوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد میں لائسنس دیئے جانے کے لئے الاٹ منٹ کے خطوط صنعتی پالیسی کے صرف چند قابلِ ذکر نکتے ہیں جنہیں ریاست مہاراشٹر کی صنعتی ترقی پر درج ذیل مقالے میں کسی قدر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

مہاراشٹر کو ایک اول درجے کی ریاست کی حیثیت سے ملک کے صنعتی میدان میں ممتاز مقام حاصل ہے۔ اس کا صنعتی سیکٹر ریاستی آمدنی کے تقریباً ۳۵ فی صد کی تکمیل کرتا ہے۔ اعداد کے لحاظ سے یہاں ۱٫۸۵۵ بڑی اور درمیانہ درجے کی اکائیاں اور ۴۳ ۸٬۸۷ چھوٹے پیمانے کی رجسٹرڈ اکائیاں ہیں۔ مہاراشٹر ریاست پیداواری راس المال کا تقریباً چھٹا حصہ پورا کرتی ہے۔ اور ... کارفرما مرسے میں بھی اس کا یہی معیار ہے۔ تقریباً بمد صنعتی پیداوار کی مجموعی قیمت کا چوتھا حصہ، بشمول اس پیداوار کی قیمت کے جو ملک کے منظم سیکٹر میں صنعت کار پیدا کرتے ہیں اسی ریاست کی دین ہے۔

چو طرفہ ترقی پر زور

ریاستی حکومت زیادہ جلد اور متوازن صنعتی ترقی کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہے اور اس سلسلے میں تین خاص باتوں پر زور دے رہی ہے۔ **اولاً** :۔ نہایت ہوش مندانہ طریقے سے حکومت کوشش کر رہی ہے کہ بمبئی شہری علاقے میں صنعتوں کی مرکزیت کم کر دے اور اس کے لئے شہری حلقوں میں صنعتوں کے محل وقوع

سر پابندی لگانے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرے :۔ ریاست کے پسماندہ علاقوں میں صنعت کاری پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لئے تربیت گاہوں کا ایک جال سا بچھایا جا رہا ہے تاکہ صنعتوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔ رغبت بڑھانے کے لئے یہ اسکیم بنائی گئی ہے کہ تنخواہوں کا اسکیل پُرکشش ہو۔

تیسرے :۔ ایک زبردست پروگرام "خود اپنے روزگار کے مواقع" پیدا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

زیادہ سے زیادہ تعداد میں لائسنس اور رجسٹریشن

ریاست مہاراشٹر صنعتیں قائم کرنے کے خواہشمندوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کی طرف سے لائسنس دیئے جانے کے لئے خطوط کی وصولیابی میں اپنا اول ہونا برقرار رکھنا چاہتی ہے اور یہ صورت حال نہ صرف گذشتہ پانچ برسوں کے درمیان کی ہے بلکہ ۱۹۸۳ء کے گذشتہ سات مہینوں کے درمیان کی بھی ہے۔ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۲ء تک صنعتیں قائم کرنے کے خواہشمندوں کے ۹۴۸ خطوط الاٹ کئے گئے اور ۸۳۰ لائسنسوں اور ۱۱۶۶ ڈی۔سی۔ٹی۔ڈی رجسٹریشن کے۔ اس ملک میں کسی واحد ریاست کو اتنی بڑی تعداد میں دیا جانے والا الاٹمنٹ یہی ہے۔ جنوری۔ سے ستمبر ۱۹۸۳ء کے دوران

اس ریاست کو صنعتیں قائم کرنے والوں کے لئے ۳۲۴ لائسنس اور ارادہ رکھنے والوں کے لئے ۹۹ خطوط الاٹ کئے گئے۔

تعلقے بطور اکائی اور ترقی کے مراکز

ریاستی حکومت نے ریاست کو صنعتی پسماندگی کی بنیاد پر چار الگ الگ گروپ میں تقسیم کیا ہے اور اس مقصد کے لئے تعلقہ کو بطور اکائی شمار کیا ہے۔ اتنے وسیع حلقے کو صنعت کاری میں شامل کرنے کا لازمی تقاضہ یہ ہے کہ کوششوں کی مرکزیت کے لئے ترقی کے مرکزوں کا انتخاب کیا جائے ۔۔ اور تربیتی اداروں کا ایک ایسا جال بچھا دیا جائے جو صنعتکاری کی بنیادی ضرورتوں جیسے زمین اور مالیات کو پورا کر سکے۔ اس کے علاوہ [illegible] کاروں کو مقام و قوع کے پسماندہ علاقے میں اور غیر فائدہ مند ہونے پر مالی محرکات کے ذریعے عوض معاوضہ عطا کیا جاتا ہے جن ایجنسیوں اور اسکیم کے ذریعے اس کام کو ریاست میں انجام دیا جا رہا ہے حسب ذیل ہیں ــــ

۱۔ مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ایم آئی ڈی سی)
۲۔ اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انوسٹمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر (ایس آئی سی او ایم)
۳۔ مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن (ایم ایس ایف سی)
۴۔ ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (آر ڈی سی ایس)
۵۔ پیکیج اسکیم آف انسنٹیوز۔
۶۔ اُدیوگ مترا
۷۔ مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ایم۔ایس۔ایس۔آئی۔ڈی۔سی)

۱۴۰۰۰ سے زیادہ صنعتی پلاٹ (زمینیں)

ایم آئی ڈی سی ایک دستوری کارپوریشن ہے جو ۱۹۶۲ء میں قائم ہوئی تاکہ ریاست مہاراشٹر میں تیزی کے ساتھ اور باقاعدہ طور پر صنعتوں کی ترقی اور نشوونما کے قیام کو فروغ دے۔ یہ کارپوریشن ریاست کے مختلف حصوں میں صنعتی علاقے قائم کرتی اور راستوں، گلیوں میں روشنی، پانی کی فراہمی وغیرہ کی شکل میں ان علاقوں میں تعمیراتی سہولتوں کے تحت بنیادی ضرورتیں مہیا کرتی

، تاحال اس ریاست میں چھ صنعتی علاقوں کی ترقی کے سامان کیۓ
؛ ہیں جن کے ذریعے یہ بات یقینی ہوگئی ہے کہ ہر صنعتی ضلع
ں ایم آئی ڈی سی کا کم ازکم ایک صنعتی علاقہ ہے۔ ایم آئی ڈی سی
، ۲۱۰،۱۴ صنعتی پلاٹ (زمینیں) بنائے ہیں۔ جن پر ۶،۰۰۴
ی، درمیانی اور چھوٹی اکائیاں صنعتی پیداوار میں لگی ہوئی ہیں
۔ دولاکھ سے زیادہ لوگوں کے لئے فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے
ادہ ایم آئی ڈی سی ۲،۱۴۰ شیڈ، چھوٹے پیمانے کی
عتی اکائیوں کے لئے تعمیر کر چکی ہے۔

۳۶۰ یونٹوں پر
۲۵۷ کروڑ روپے
ے سرمایہ کاری

ایس آئی سی اور ایم کی تاسیس ایک ڈیولپمنٹ بینک کی
رح کام انجام دینے کے لئے عمل میں آئی تھی تاکہ پسماندہ علاقوں
ں بڑی اور درمیانی صنعتوں کو طویل مدتی مالیاتی مدد دے۔
ں آئی سی او ایم کا کام یہ ہے کہ بڑے پیمانے پر کیمیا گر وں
، انداز میں ریاست کے پسماندہ علاقوں میں صنعتی یونٹوں کو
چٹکی ملائی خاک کی سونہ بنا دیا" کے مطابق بڑھاوائے
ں کے علاوہ یہ ریاستی حکومت کے ایجنٹ کے طور پر یکمشت
رکات مہیا کرنے والی اسکیم Package Scheme of
incentiv کے معاملے میں بھی مدد دینے کا کام کرتی ہے
ں آئی سی او ایم اب تک ۳۶۰۷ صنعتی یونٹوں کو ۲،۵۷۵
.وڑ روپے کی سرمایہ کاری سے مہاراشٹر کے بہت کم ترقی یافتہ
لقوں کو آگے بڑھانے کا کام انجام دے چکے ہے۔ ان میں سے
۲،۸۹ یونٹیں (اکائیاں) ۶۳۰،۱ کروڑ روپے کی سرمایہ کاری
، یا پیداوار شروع کر چکی ہیں یا زیرِ تعمیر ہیں۔ ان اکائیوں کے
ریعے بلاواسطہ روزگار کے مواقع ۱۸۴ لاکھ سے زیادہ لوگوں
، میسر آچکے ہیں۔

۴۰ کروڑ روپے سے زیادہ
سالانہ قرض (لون)

مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن جس کا مختصر نام
یم ایس ایف سی ہے، اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن ایکٹ کے
تحت وجود میں آئی۔ اس کی نوعیت ایک ڈیولپمنٹ بینک کی ہے۔

جو چھوٹی اور درمیانی صنعتی اکائیوں کی مالی ضروریات پوری کرتا ہے
اس کارپوریشن کی متعدد اسکیمیں ہیں جن کے ذریعے یہ ٹکنیشینوں،
تعلیم یافتہ بے روزگاروں اور ضمناً باماتحتی میں کام کرنے والی
صنعتوں کی خاص ضرورتوں کی تکمیل کرتی ہے۔ مثال کے طور
پر ایک ایسا ٹیکنیشین، جس کے پاس کسی تسلیم شدہ تعلیم گاہ
کی ڈگری یا ڈپلوما ہو اور جسے کم ازکم مینوفیکچرنگ لائن میں تین
سال کا تجربہ ہو، اس کارپوریشن کی "ٹیکنیشین کی مدد کی اسکیم"
کے تحت مدد کا مستحق شمار کیا جاتا ہے۔ اسے ۱۵ فی صد کی
مارجن (منافع) پر قرض ملے گا جس کی بازادائی ۱۰ برسوں
میں کی جاسکتی ہے اور اس مدت میں بھی قرض پانے کی
تاریخ سے شروع کے تین سال تک اسے ادائیگی سے
چھٹی ملتی ہے۔

اسے اسکیم کے آغاز سے لے کر اب تک ۳۴۰ سنئے
صنعت کار فائدہ حاصل کر چکے ہیں۔ اگر کسی ٹیکنیشین کی عمر
۲۱ سے ۳۵ برس تک کی ہو تو اسے "نوجوان ٹیکنیشین

کو نانشیل مدد کی اسکیم" کے تحت مدد ملے گی۔ اس اسکیم کے تحت شروع سے اب تک ۲۱۳ نوجوان ٹیکنیشین مدد پا چکے ہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے، مدد دینے کی بہت سی اسکیمیں موجود ہیں جن کی تفصیلات ایم۔ ایس۔ ایم۔ سی کے دفتر سے مل سکتی ہیں۔ قرض، رعایتی شرح سود پر ان علاقوں کے لئے دیا جاتا ہے جو صنعتی طور پر پسماندہ ہیں۔ مقدار کے لحاظ سے ایم۔ ایس۔ ایف۔ سی کو ۴۰ تا ۵۰ کروڑ روپے سالانہ تک قرض دینے کی اجازت ہے جس میں سے وہ ۳۰ تا ۳۵ کروڑ روپے سالانہ قرض پر دیتی ہے۔ اس امدادی قرض میں اسمال اسکیل انڈسٹریز سیکٹر کا حصہ ۹۴ فی صد ہے اور اس مدد میں سے ۸۰ فی صد سے زیادہ پسماندہ علاقوں کی مدد کے کام آتا ہے۔

ایس۔ ٹی (سیلس ٹیکس) میں رعایت

محرکات (انسن ٹیوز) کی پیکیج یا یکمشت اسکیم ۱۹۶۴ء میں شروع کی گئی تھی۔ اسے وقتاً فوقتاً بعض تبدیلیوں اور ترمیموں کے ساتھ اب تک جاری رکھا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت خاص محرک (انسنٹیو) کو سیلس ٹیکس کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے جو کسی نئی یونٹ کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ گذشتہ ۱۵ سال کے دوران، نئی یونٹیں سیلس ٹیکس کے ریفنڈ کا فائدہ یا بلا سود قرض، سیلس ٹیکس کی ذمہ داری یا سیلس ٹیکس سے معافی کی بنیاد پر حاصل کر رہی ہیں۔ ۱۹۷۹ء میں اس اسکیم کی دفعات میں وسیع ترمیمات کی گئیں تاکہ اسے زیادہ وسیع بنیاد پر زیادہ موثر بنایا جا سکے تاکہ ریاست کے پسماندہ علاقوں کی صنعت کاری کی رفتار زیادہ تیز ہو سکے۔

اس کے آغاز کے وقت سے لے کر ۱۹۸۸ صنعتی یونٹیں جن کی سرمایہ کاری مبلغ ۱۳۰۸ کروڑ روپے تک پہنچ چکی ہے، ریاست کے ترقی پذیر علاقوں میں کام کر رہی ہیں۔ اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کا کام بڑی اور درمیانی یونٹوں کے سلسلے میں ایس۔ آئی۔ سی۔ او۔ ایم کے ذمہ اور اسمال اسکیل یونٹوں کے سلسلے میں ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ذمے ہے۔

نئے صنعت کاروں کی رہنمائی

ریاستی حکومت نے "ادیوگ مترا" نام کا ایک ادارہ قائم کیا ہے جو ریاست کی ایجنسیوں سے بڑی اور درمیانی صنعتوں کے لئے مختلف قسم کی اجازتیں (سینکشن) اور کلیرنس حاصل کرنے میں نئے صنعت کاروں کی مدد کرتی ہے۔ اعلیٰ اختیارات والی اس کمیٹی میں نہ صرف اسٹیٹ کی سطح والے کارپوریشن کے نمائندے شامل ہیں بلکہ بڑے محکموں کے نمائندے بھی جیسے ریونیو ڈپارٹمنٹ اور واٹر پولیوشن بورڈ بھی جن کی اجازت اور کلیرنس صنعتی

نوشا راج

اکائیوں کو زمینی، برقی توانائی سے متعلق اور واٹر پولیوشن (پانی کی آلودگی) کے معاملے وغیرہ میں لینی پڑتی ہے۔

ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن کا کام یہ ہے کہ کسی حلقے میں وہ نئے صنعت کاروں اور صنعتی ترقی کے مواقع کو یکجا کرے۔ یہ سب کارپوریشن صنعتی مہمات کے سرمایہ میں حصہ دار ہوتے ہیں اور معاون یونٹیں بھی قائم کرتے ہیں تاکہ اس حلقے میں وسائل پر مبنی صنعتوں کو بڑھاوا دیں جیسے ٹسر سلک اور کارپٹ (غالیچوں) کی بنائی۔ ریجنل ڈیولپمنٹ کارپوریشن روزگار کو بڑھاوا دینے کے پروگرام پر بھی عمل کرتی ہیں۔

۶۶ کروڑ روپیوں کا لین دین

ایم۔ایس۔ایس۔آئی۔ڈی۔سی کی ابتدا ۱۹۶۲ء میں ہوئی تھی تاکہ چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کے مفاد کی حفاظت کی جائے جس میں بالخصوص کمیاب خام مال کی دستیابی اور پیداوار کی نکاسی شامل ہیں۔ ان کارپوریشنوں کا اصلی کام خام مال حاصل کرنا اور استعمال کرنے والوں کو دینا، پیداوار کی نکاسی کا بندوبست کرنا اور دستکاریوں اور لکڑی کی بنی ہوئی مصنوعات کو ترقی دینا ہے۔ گذشتہ ۲/۳ سال کے دوران ان کارپوریشنوں کی لین دین کی مجموعی رقم ۴۸ کروڑ اور ۶۶ کروڑ روپیوں کے درمیان تھی۔ حال ہی میں کارپوریشن نے، گورنمنٹ کے ایجنٹ کے طور پر حقیقی استعمال کرنے والوں کے لئے سمنٹ درآمد کرنے کا کام بھی انجام دیا۔

روزگار کو بڑھاوا دینے والے پروگرام

مذکورہ بالا امور کے علاوہ، حکومت روزگار کو بڑھاوا دینے کے پروگرام پر بھی عمل کرتی ہے جس کے تحت اس ڈپارٹمنٹ کے ذریعے دو اسکیمیں عمل میں آتی ہیں ـــــ جن میں سے (۱) "سیڈ منی اسکیم" ہے جو تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو دیا جاتا ہے اور (۲) نئے صنعت کاروں کی ٹریننگ کا پروگرام ہے ـــ اول الذکر کا مقصد تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو اسمال اسکیل یونٹیں قائم کرنے اور تجارتی کاروبار اختیار کرنے پر آمادہ کرنا ہے۔ تعلیمی اہلیت ایس۔ایس۔سی یا آئی ٹی آئی یا انہیں کے برابر کوئی امتحان پاس شدہ ہونا ضروری ہے۔ اس اسکیم کے تحت، نئے صنعت کاروں کو قابل عمل تجویز پر عمل درآمد کے لئے ۱۰ تا ۲۲½ فی صد کی مختصر سی رقم، کاروبار میں سرمایہ کی ضرورت کے پیش نظر دی جاتی ہے اور اس پر سود نہایت کم یعنی ۴ فی صد سالانہ لیا جاتا ہے۔ گذشتہ تین سال میں یعنی ۸۱-۱۹۸۰ء سے ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱۷,۰۴۷ لوگوں نے سیڈ منی سہولت سے فائدہ اٹھایا اور ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۲,۳۴۹ نئے صنعتی کام سیکھنے والے اب تک اس اسکیم سے مستفیض ہوتے ہیں۔

نئے صنعتی کام سیکھنے والوں کی ٹریننگ کے پروگرام کے تحت ٹریننگ پانے والوں کو وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ نئے سیکھنے والوں کو مختلف اداروں کی مدد سے ٹریننگ دینے کا پروگرام بنایا جاتا ہے۔ گذشتہ ۳ سال میں یعنی ۸۱-۱۹۸۰ء سے ۸۳-۱۹۸۲ء تک تقریباً ۱۷,۲۵ نئے صنعتی کام سیکھنے والوں کو اس اسکیم کے تحت فائدہ پہنچا۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۴۶۵۳ صنعتی کام سیکھنے والے اکتوبر ۱۹۸۳ء تک اس اسکیم سے فائدہ حاصل کر چکے تھے۔

یہ محکمہ سوسائٹی کے کمزور افراد کے لئے درج فہرست اقوام کے خاص اداروں کے ذریعے کئی اسکیموں پر بھی عمل درآمد کرتا ہے۔ یہ پروگرام بالخصوص ایل آئی ڈی سی اور ایم کی ایجنسیوں کے ذریعے اور مہاراشٹر اسٹیٹ کھادی بورڈ اور ولیج انڈسٹری بورڈ اور انڈسٹریز کمشنر کے ذریعے انجام دیئے جاتے ہیں۔

سلم بستیوں کی ماؤں اور بچوں کی بہبود کیلئے

نئی اسکیم

بچوں میں ہمہ جہت ترقی لانے کے لئے حکومت نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ جسے "مربوط بالک سدھار سیوا اسکیم" کہا جاتا ہے۔ اس اسکیم کا خاص مقصد یہ ہے کہ بچوں کی صحت کو بہتر بنایا جائے۔ بچوں میں شرح اموات کو کم کیا جائے۔ اور ماؤں میں استعداد کو بڑھایا جائے۔ تاکہ وہ بچوں کی صحت کی دیکھ ریکھ اور ان کی غذائیت کی ضرورت کو پورا کرتی رہیں۔ اس پروجیکٹ کے تحت ان بچوں کا احاطہ کیا جائے گا جو پس ماندہ اور سلم علاقوں میں رہتے ہیں۔ ۱۰۰۰ افراد پر مشتمل آبادی والے علاقوں میں اس اسکیم کے تحت بچوں کا ایک گروپ تشکیل دیا جائے گا جو "آنگن واڑی" کے نام سے موسوم ہوگا۔

حکومتِ مہاراشٹر نے سلم اور پسماندہ علاقوں میں بسنے والے بچوں اور ماؤں کی صحت کو بہتر بنانے کے پروگرام کو اولیت دی ہے۔ اس سلم سدھار کے پروگرام کے تحت ان سلم آبادیوں میں حکومت نے بنیادی ضرورتوں مثلاً فراہمی آب، بجلی حفظانِ صحت وغیرہ جیسی آسانیاں بہم پہونچائی ہیں۔ ان چیزوں کے

علاوہ حکومت نے مربوط بالک سدھار سیوا اسکیم کے پروگرام پر بھی عمل آوری کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد ماحول کو بہتر بنانا ہے۔ یہ پروگرام مرکز کے تحت جاری کردہ ہے۔ اور ریاستی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد کر دی گئی ہے کہ وہ پروگرام کو روبہ عمل لائے۔ حکومت مہاراشٹر کو شہری مربوط بالک سدھار اسکیم پروجیکٹ برائے بمبئی عظمیٰ سونپا گیا ہے۔

اور حکومت اس پروگرام کے ذریعہ گوریے گاؤں ملاڈ کاندیولی اور بوریولی کے مضافاتی علاقوں میں سلم آبادیوں کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کر رہی ہے۔

اس قسم کے پروجیکٹوں کو ناگپور، پونے، سولاپور، کولھاپور، اورنگ آباد، ناندیڑ، ناشک اور امراؤتی جیسے شہری علاقوں میں بھی جاری کیا گیا ہے۔

اب اس اسکیم کے تحت بمبئی عظمیٰ کے دھاراوی سلم بستی کے لئے ایک اور پراجیکٹ کی منظوری دے دی گئی ہے۔ دھاراوی نہ صرف بھارت بلکہ ایشیا کا سب سے بڑا سلم علاقہ ہے۔ اس پروجیکٹ کے خاص خاص مقاصد تو بہت سے ہیں لیکن بچوں اور ماؤں کو ہر طرح سے سدھارنا اس پروجیکٹ کا ایک اہم جزو ہے۔

پروجیکٹ میں اس بات پر خاص توجہ دی گئی ہے کہ ۶ سال تک کے بچوں کو صحتمند بنانے کے لئے انہیں غذائیت بخش اشیاء فراہم کی جائیں۔ ساتھ ہی ساتھ ان میں نفسیاتی، جسمانی اور سماجی سدھار کی بنیادیں رکھی جائیں۔ اس سدھار کی وجہ سے ان میں شرح اموات کم ہو جائے گی۔ غذائیت کی کمی دور ہو جائے گی، اور اس لحاظ سے بچوں میں اسکول جانے کا فیصد بھی بڑھ جائیگا۔ یہ پروجیکٹ اس بات کی طرف مرکوز ہے کہ مختلف محکمہ جات میں پالیسیوں سے متعلق اور ان پر عمل آوری کے لئے باثر ہم آہنگی پیدا ہو جائے تاکہ بچوں میں سدھار اور ماؤں میں ایسی استعداد آجائے جس کے پیشِ نظر وہ بچوں کی عام صحت کے معیار اور معیار تغذیہ کو بڑھا سکیں، اور اس طرح بچے نقص تغذیہ کا شکار نہ ہونے پائیں۔

دھاراوی پروجیکٹ بہت جلد شروع ہونے والا ہے، اور دھاراوی کی تقریباً ایک لاکھ آبادی کا اس کے تحت احاطہ کیا جائے گا۔ اسکیم کو بنا کسی رکاوٹ جاری رکھنے کے لئے یہاں کی آبادی کو ۱۰۰ ار گروپ میں بانٹ دیا جائے گا۔ اور ہر گروپ میں ۱۰۰۰ ار افراد ہوں گے۔ ان گروپوں کو "آنگن واڑی" کے نام سے موسوم کیا جائے گا۔

اس لحاظ سے دھاراوی علاقہ میں ۱۰۰ ار آنگن واڑی ہوں گی۔ اس پروجیکٹ کے تحت مختلف قسم کی خدمات سے بچوں اور ماؤں کو فیض یاب کیا جائیگا ۶ ر سال تک کے بچوں اور ۱۵ ــ ۴۵ سال تک کی ماؤں کو ان گروپوں میں شامل کیا جائے گا۔ ۱۰۰۰ ار افراد پر مشتمل ہر گروپ میں ۱۷۰ بچوں اور ۲۰۰ ر عورتوں کی شمولیت کے نشانہ کو حاصل کرنا مقصود ہے۔ جن خدمات سے فیض یاب کرنے کا تہیہ کیا گیا ہے وہ یہ ہیں :ـ ۶ ر سال تک کے بچوں کو اور حاملہ عورتوں

کو ٹیکہ لگانا، بچوں اور عورتوں کی طبی جانچ، ۱۵ سے ۴۴ سالہ عورتوں کو صحت اور غذا کی تعلیم دینا، ناقص غذا سے متاثرہ بچوں اور حاملہ عورتوں، اور دودھ پلاتی ماؤں کو غذائیت بخش اشیاء مہیا کرنا، ۳ سے ۶ سال تک کے بچوں کو اسکول میں جانے سے پہلے جس قسم کی تعلیم ضروری ہو، وہ دینا۔

اسکیم کا خاص مقصد یہ ہے کہ مذکورہ بالا تمام خدمات سے بچوں کو فیض حاصل ہو اس لئے کہ عموماً چھوٹی عمر میں ہی بچوں کا سدھار بارآور ثابت ہوتا ہے اس عمر میں ماں اہم رول ادا کرتی ہے اور وہ بچوں میں جسمانی، نفسیاتی اور سماجی سدھار لاتی ہے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے ۱۵ تا ۴۴ سال کی عورتوں کو ہی اس اسکیم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے حسب ضرورت عملہ مہیا کیا گیا ہے۔ اس عملہ میں چیلڈرن پروجیکٹ آفیسر، چار سپروائزر، ۱۰۰ آنگن واڑی مزدور اور ۱۰۰ ہیلپر شامل ہوں گے۔

چونکہ یہ اسکیم انسانی بہبود سے وابستہ ہے اس لئے آنگن واڑی مزدور اور ہیلپر مقامی علاقوں سے ہی تقرر میں لائے جائیں گے۔ اس سے مزدوروں اور لوگوں میں گہرا ربط اور تعلق پیدا ہو جائے گا اور وہ زیادہ سے زیادہ خدمات دیں گے۔ یہ تمام مزدور اور ہیلپر اعزازی بنیاد پر مقرر کئے جائیں گے اور آنگن مزدوروں کو ۵۰ روپیہ فی ماہ اور ہیلپروں کو ۵۰ روپئے دیئے جائیں گے اس پروجیکٹ کے لئے مقرر کردہ عملہ کو ۲ تا ۴ ماہ اچھی خاصی تربیت دی جائے گی۔

مرکزی حکومت، ریاستی حکومت اور یونیسیف اس پروجیکٹ کو روبہ عمل لانے کے لئے ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ "مربوط بالک سدھار سیوا اسکیم" کا فنڈ مرکزی حکومت مہیا کرتی ہے۔ جب کہ مزید غذائیت بخش اشیاء کے لئے فنڈ کی رقم ریاستی حکومت مہیا کرتی ہے یونیسیف اس اسکیم میں اس لحاظ سے شامل ہے کہ وہ ریفریجیریٹر، وزن، پیمائشی آلہ جات، گاڑیاں اور ٹائپ رائٹر وغیرہ مہیا کرتی ہے۔

دھاراوی میں پروجیکٹ کے کام کو شروع کرنے کا ابتدائی مرحلہ تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ ضروری عملہ کا تقرر بھی ہو چکا ہے۔ اور اس پروجیکٹ پر عمل آوری اب جلد ہی شروع ہو جائے گی۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

زبانوں میں زبان اردو زبان ہے

خواجہ عبد الغفور (آئی اے ایس ریٹائرڈ)

[یہ امر باعث فخر اور خوشی ہے کہ بڑی جاں فشانی اور جد و جہد کے بعد اردو رسم الخط سکھانے کے لئے اسکرپٹ (SCRIPT) کی مائیکرو فلم اور ویڈیو کیسٹ اردو اور انگریزی زبان میں فاضل مقالہ نگار کے پاس تیار ہیں ۔ (ادارہ)]

آیئے آج ہم اردو زبان کی بات کریں ۔ اردو جو ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی ہے ہندوستان بھر میں شمال ، جنوب ، مشرق ، مغرب میں ہر صوبہ کی زبان کے ساتھ ساتھ یہ بھی سبھوں کو پیاری ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ملاتی ہے ۔ اصل میں تو اس زبان نے اس دیس میں جنم ہی لیا ۔ اس طرح پر کہ باہر سے آنے والے کو ہمارے دیس میں رہنے والوں سے رابطہ قائم کرنا تھا ۔ وہ فارسی بولتے اور یہاں کے لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے ۔ فوجی لشکر کو بھی تو اپنی ضروریات پوری کرنی تھیں ، آپس میں بولنا بتانا تھا ۔ اس طرح یہ ایک خوبصورت زبان بنی ، جو لشکر سے نکلی تو زبان زدِ عام ہوئی اور بڑھتے بڑھتے شاہی دربار اور رئیسوں امیروں راجوں مہاراجوں کے حلقہ میں عوام میں مقبول ہوئی ۔ پڑھے لکھے لوگوں نے اپنایا ، شاعرانہ مزاج دیا ۔ نفاست دی ، خوش کلامی اسی زبان کا حاصل بنی ۔ ایک دور گل و بلبل ، عشق و محبت کا رہا ، پھر صوفیوں اور بزرگانِ دین نے اس کو استعمال کیا ، آزادی کی تحریک میں ممد و معاون رہی ۔ برطانوی سامراج کو اکھاڑ پھینکنے والی تحریکِ آزادی اسی زبان کی وساطت سے پھیلی ، بغاوت پھر انقلاب اور پھر بالآخر مکمل آزادی اسی کی بدولت نصیب ہوئی ۔

حضرت امیر خسرو نے سب سے پہلے اردو میں شاعری کی ۔

بیا برادر آدرے بھائی
بنشیں مادر بیٹھ ری مائی

اور اسی طرح کی شاعری کے ذریعہ فارسی کو اردو کے سانچہ میں ڈھالا ۔

اردو کو سب ہی بولتے اور سمجھتے ہیں ہندی کے روپ میں سینماؤں اور فلموں میں اسی کا چلن ہے ۔ اسی کی چاشنی ہے ، غزلوں کے پروگرام مقبولِ عام ہیں ۔

اب سوال صرف لپی یعنی رسم الخط اور تحریر کا ہے ۔ کہتے ہیں کہ فارسی رسم الخط مشکل ہے ، غور کیجئے تو کیا انگریزی زبان اسی قدر مشکل نہیں ؟

ABC کو دیکھئے، کہتے اے ہیں مگر اسی اے سے
انگریزی میں آندھرا لکھتے ہیں۔ تو اے کا تلفظ "آ"
ہو جاتا ہے۔ "بی" سے بو سے لکھتے ہیں تو بی "با" بن
جاتا ہے۔ آپ میں سے کوئی انگریزی کی اسی طرح سے
مثال دے سکتے ہیں؟ جی ہاں! BUT بَٹ ہوتا ہے
تو PUT پُٹ ہو جاتا ہے۔ شاباش یہ بڑی پتے کی
بات بتائی۔

برنارڈ شا نے ایک مرتبہ GHOTI لکھا اور کہا
اس کو FISH پڑھئے۔ سب ہی حیران تھے کہ یہ کس طرح
ہو سکتا ہے۔ انھوں نے سمجھایا، ENOUGH کے آخر میں
جو GH ہے۔ وہ F کی آواز دیتا ہے۔ WOMEN میں
O کو اِ کی آواز دیکر وی من کہا جاتا ہے۔ اور رہا TI تو
آپ ATTENTION میں TION کو SHON
نہیں بولتے۔ یعنی کہ TI - SH بھی ہو سکتا ہے تو یہ GHOTI
FI-SH — FISH ہوا نا؟

انگریزی کا یہی O جب OVEN میں آتا ہے تو A یعنی
"آ" کی آواز دیتا ہے۔ SCHOOL میں "ا" ہے نہ E لیکن
اس کو اسکول پڑھتے ہیں۔ STATION لکھ کر اسٹیشن
بولتے ہیں۔

بہت خوب اب ہم آپ کو بتائیں گے کہ اردو کے حروف
تہجی ALPHABETS اتنے مشکل نہیں جتنے کہ سمجھے
جاتے ہیں۔

الف کے لئے تو سیدھا سادا کھڑا "ا" لکھ دیتے ہیں
یہ ہر حال میں اور ہر جوڑ کے ساتھ اسی طرح ایستادہ ہوتا ہے
بلکہ کوئی سیدھا کھڑا ہو تو کہتے ہیں الف ہے۔ یہ انگریزی کی I
جیسا لکھا جاتا ہے، ہندی میں आ اتنا سیدھا سادا نہیں۔
انگریزی میں A یعنی A کی آواز کے لئے O کا بھی سہارا
لیتے ہیں جیسے OVEN میں۔ ؎

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

؎ ان کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

؎ اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

یہ کچھ اشعار ہیں جو الف سے شروع ہوتے ہیں۔
آگے چل کر ہم بتائیں گے کہ (پھر (~) اس قسم کا نشان
بنائیں۔ آ۔ تو اس کی آواز اونچی ہو جاتی ہے "آ" آنا "آج"
"آپ" آگے —
یہ لیجئے یہ ایک سیدھی لکیر ہے۔

اب اس کے پانچ ٹکڑے کرتے ہیں۔

پہلے ٹکڑے کے نیچے ایک نقطہ دیتے ہیں ب تو یہ ب ہو گیا
دوسرے ٹکڑے کے نیچے تین نقطے دیتے ہیں پ یہ پ ہو گیا
ہے۔ تیسرے ٹکڑے کے اوپر دو نقطے اس کو ت بنا دیتے ہیں
چوتھے ٹکڑے کے اوپر تین نقطے لگا کر ہم ث بنا لیتے ہیں
یہ نا سیدھا سادا طریقہ۔ اب ایک اور حرف ہے ٹ، اسی
سیدھے خط کو نقطوں سے نہیں بلکہ ایک چھوٹے سے ط سے
ٹ بنایا جاتا ہے۔

ایک سیدھی سی لائن کو کاٹ کاٹ کر ہم نے ب پ ت ٹ
ث یعنی ۵ حرف آسانی سے بنا لئے، اب آپ ان کو یاد رکھ لیجئے
بلکہ گرہ میں باندھ لیجئے۔ (یہ محاورہ ہے)
ان ہی پانچ حروف کے ساتھ کچھ دلچسپ اشعار سنئے:

؎ شیخ جی گھر سے نہ نکلے اور مجھ سے کہہ دیا
آپ بی اے پاس ہیں تو بندہ بی بی پاس ہے

؎
آتی ہے بات بات مجھے بار بار یاد
کہتا ہوں دوڑ دوڑ کے قاصد سے راہ میں

؎
پانی پینا پڑا ہے پائپ کا
حرف پڑھنا پڑا ہے ٹائپ کا

؎
پپیہے پکارا کئے پی کہاں
مگر وہ پلیڈر سے لیڈر ہوئے

جو میں ایسا جانتی پریت کئے دکھ ہوئے
نگر ڈھنڈورا پھرتی پریت کر دمت کو دے

توہندو بنے گا نہ مسلمان بنے گا
انسان کی اولاد ہے انسان بنے گا

اے ابرِ کرم آج ذرا تھم کے برسنا
آجائے میرا یار تو پھر جم کے برسنا

بھانتا سے بھاشا نہ ملے تو اس کا مطلب چھوٹ نہیں۔

اک ڈالی پر رہ کر جیسے پھول جدا ہے پات جدا
برا نہیں گر یوں ہی وطن میں دھرم جدا ہو ذات جدا

ان کے آگے جو حروف تہجی آتے ہیں ان میں بھی چار یکساں شکل کے ہیں اور صفر لگانے پر آواز ج چ ح خ یہ سب ایک ہی قسم کے ہیں جو ح سے بنتے ہیں۔ ایک نقطہ اس کے پیٹ میں دے دیا۔ ج۔ تین نقطے دیئے چ۔ بے نقطہ چھوڑ دیا۔ ح۔ رہ گیا، اور اسی کے اوپر ایک نقطہ دیا تو۔ خ۔ صرف یہ یاد رکھئے کہ نقطوں کا سب کھیل ہے، اوپر نیچے پیٹ میں سر پر نقطہ دید یا تو وہی ب پ ت ٹ ث ہوگئے۔

دیکھئے ج چ ح خ نقطوں کے پھیر سے اور طرح کے حروف تہجی بن گئے۔

ج اور ح :۔ انگریزی میں ج J اور ح H تو ہے چ کے لئے CH جوڑتے ہیں، خ کے لئے KH، اور یہی CH کہیں K بھی بن جاتا ہے، جیسے "CHORUS" "CHRIST"۔

جانا جانا جلدی کیا ہے ان باتوں کو جانے دو
ٹھہرو ٹھہرو دل تو ٹھہرے مجھ کو ہوش تو آنے دو

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

خدا کرے کہ محبت میں وہ مقام آئے
کسی کا نام لوں لب پہ تمہارا نام آئے

چند تصویرِ بتاں چند حسینوں کے خطوط
بعد مرنے کے مرے گھر سے یہ ساماں نکلا

ہرا دامنانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی
اُف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی

د۔ ڈ۔ ذ۔ یہ تین حروف بھی ایک سے ہیں، دال بالکل خالی خولی ہوتی ہے، دوسرے پر چھوٹا سا "ط" لگا دیجئے "ڈ" ہوگیا، اور بجائے ط کے نقطہ لگا دیجئے تو ذ ہوگیا۔

انگریزی میں د ڈ جیسے الگ الگ نہیں، اسی D کو SOFT یا HARD بولنا پڑتا ہے

URDU کو چاہے تو ارڈو بولئے یا اردو۔ د اور ڈ والے اشعار سنیئے۔

شکر ہے تم نے مرے درد کی کچھ داد تو دی
نہ دوا کی، نہ سہی رخصتِ فریاد تو دی

کوٹھی میں جمع ہے نہ ڈپازٹ ہے بنکس میں
قلاش کر دیا مجھے دو چار تھینکس میں

ر ز ڑ ژ۔ سادہ سا بے نقطہ "ر" ہے جیسے رام میں، راستہ میں اس پر ط لگا دو تو یہ ڑ کی آواز دے گا، لڑکی میں ڑ ہے، صرف ایک نقطہ دیجئے تو "ز" جو زخم میں آتا ہے، اور اس "ر" کے اوپر تین نقطے رکھئے تو "ژ"۔ ژالہ باری۔ (برف باری) یہ بہت کم استعمال ہوتا ہے۔

ر اور ز والے اشعار ملاحظہ کیجئے:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

ممکن نہیں ہے اے مس تر انوش نہ لیا جائے
محال ایسے پری زاد ہوں کہ اور کس نہ لیا جائے

جاری

(باقی آئندہ)

۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء

حسد رپٹھان ایڈوکیٹ

ہمارے بزرگ

جب ذکر بزرگوں کا ٹھہرا تو بات ہم چھوٹوں ہی سے چلے گی کیونکہ ہمارے ذکر کے بغیر ان کا ذکر ممکن نہیں ہوسکتا۔ جس طرح ایک کتاب قاری کی شخصیت میں جذب ہوجاتی ہے اسی طرح بزرگوں کا فیضانِ صحبت اور ان کے علم سے استفادہ بھی انسان کی شخصیت میں رچ بس جاتا ہے۔ اس لئے میں بذاتِ خود کوئی اکائی نہیں ہوں۔ بلکہ وقت، عمر، تجربہ اور بزرگوں سے جو کچھ حاصل کیا ان سب کا مرکب ہوں۔ یہی ہے وہ چیز جو بزرگوں کی بلندی، اہمیت، وقعت اور نوعیت کا تعین کرتی ہے۔ جس طرح ایک بچہ یتیم ہوتا ہے اسی طرح کوئی بھی شخص یتیم الصحبت اور یتیم البزرگ بھی ہوسکتا ہے۔ یہ ایسا المیہ ہے جس کا ایک یتیم کی زندگی سے تعلق ہوسکتا ہے۔

میری پسند یا ناپسند میری اخلاقی قدریں، سماجی عوامل کا میری حد تک ردِ عمل، ان سب کا الگ الگ تعین میری اپنی شخصیت کے اجزائے ترکیبی کہے جا سکتے ہیں۔

"آتا ہے یاد مجھ کو گذرا ہوا زمانہ" وہ ڈالیاں چمن کی وہ سبزآسماں کی" جیسی نظمیں ہم نے کلاس میں پڑھی تھی، اور مولانا اسمٰعیل میرٹھی کی "پون چکی" بھی ہماری محبوب نظم تھی ؎

نہر پہ چل رہی ہے پن چکی
دھن کی پوری اور کام کی پکی

تو اس وقت ہمیں لفظوں کی ملائمت کا احساس ہوتا تھا اور دل یہ کہتا تھا کہ لفظوں کی بھی مٹھائی اور کپڑوں کی طرح قسمیں ہیں۔ اسی دور میں محترم فخرالدین فخر جو "فخر گجرات" کے نام سے مشہور تھے، عاشورہ کی شب میں یادِ حسین کے مشاعرہ کا اہتمام فرماتے تھے جس میں تقریباً ایک سو شعرائے کرام شرکت کرتے، یہ مشاعرہ پوری رات چلتا تھا۔ دلچسپی کا یہ حال تھا کہ سامعین اپنی جگہ سے پوری رات نہ ہلتے، ہم کچھ بھیڑ دیکھنے کی خاطر اور کچھ نظمیں سننے کے شوق میں وہاں چلے جاتے، آخر میں محترم فخر گجرات مشاعرہ کو رونق بخشتے۔ پھر کچھ دیر بعد مشاعرہ کا اختتام ہو۔ رفتہ رفتہ ان مشاعروں کا اثر احمد آباد کے باذوق سامعین پر یہ ہوا کہ مڈل اسکول کے بچے بھی اپنی کلاس کے مشاعرہ کے لئے مصرع طرح "تلاش کیا کرتے۔

اس سے زبان میں لطافت اور طبیعتوں میں دلچسپی کا پیدا ہونا لازمی تھا۔ زبان کی صحت و درستی کے متعلق ہمارے اردو کے اساتذہ قاضی صاحب، نقوی صاحب وغیرہ سے لڑکے سوالات پوچھتے اور بحث کرتے اور دو مختلف لغات میں ایک لفظ کے دو معنیٰ کی وضاحت چاہتے، پھر بھی اگر تسلی نہ ہوتی تو محترم فخر گجرات کے گھر پہونچ جاتے، وہ ایک معمر بزرگ تھے، منہ دانت سے عاری، پیشانی کشادہ اور واضح اور صاف، پیار اور محبت سے بٹھاتے، مقصد معلوم کرتے پھر جب ان سے سوال کیا جاتا تو کہتے لفظ بھی انسان کی عمر کے ساتھ پختگی اختیار کرتا ہے، ایک لفظ جو نو عمری میں مہمل اد

بے معنی معلوم ہوتا ہے وہی کسی خاص تجربے سے گذرنے کے بعد کئی معنوں کے پٹ کھول دیتا ہے جس طرح لکھنؤ کے کتھک میں گھونگھٹ اٹھانے کے ۳۶ بھاؤ ہیں جسے "گھونگھٹ بھاؤ" کہا جاتا ہے۔ بعینہٖ لفظوں کا بھی یہی عالم ہے، اسی قسم کی دلچسپیوں سے ایسا ماحول بنا کہ خاص بازار کی لائبریری میں نگار، عالمگیر، ساقی وغیرہ رسالوں کے پڑھنے والوں میں اچھا خاصہ اضافہ ہوا۔ چنانچہ زبان و عروض کے معاملے میں وہاں بحث و مباحثے ہوتے رہتے تھے۔ آج فخر گجرات ہم میں نہیں ہیں لیکن لفظوں کا احترام کرنا انھوں نے نہ صرف مجھے سکھایا بلکہ گجرات کی نئی پود کے شاعروں کو بھی انھوں نے اپنی اس تربیت سے فائدہ پہونچایا۔ یہاں تک کہ بعض شعراء نے اپنے لئے نام اور مقام بھی پیدا کیا۔ ایک دفعہ عدالت میں بحث کے دوران میں نے بے ساختہ کہدیا کہ میں لفظوں کی قیمت جانتا ہوں اور اسے ضائع نہیں کروں گا۔ یقین جانیئے کہ اس وقت "فخر گجرات" کی صورت میری نگاہوں میں گھوم گئی، آزادی سے پہلے کے علمی دور میں حضرات مولانا حبیب الرحمان غزنوی کی شخصیت بھی کافی اہم تھی۔ وہ پیری مریدی کا سلسلہ بھی رکھتے تھے، اس لئے جب وہ تشریف لاتے تو ایک خاص ارادت و احترام کے ساتھ بٹھائے جاتے تھے اور علمی و ادبی حلقوں میں ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے تھے۔ اس وقت کے پرانے ادبی پرچوں میں حضرت مولانا غزنوی صاحب کے ادبی و تحقیقی مضامین شائع ہوا کرتے تھے۔ ان کا پہلا مضمون جو میری نظر سے گذرا وہ رسالہ "آج کل" میں شائع ہونے والے کارٹون کے متعلق تھا۔ اس سے "شنکرس ویکلی" کے کارٹون سے لطف اندوز ہونے میں بڑی آسانی ہوتی تھی۔ مزید برآں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کون سا انسانی یا سماجی عمل کس روپ یا کارٹون میں ڈھالا جا سکتا ہے۔ اس مضمون سے اس کا بھی اندازہ ہوتا تھا کہ مولانا موصوف کی طبیعت میں ظرافت کا عنصر بھی ایک حد تک ضرور ہے۔ حالانکہ انھوں نے زندگی کا بڑا حصہ مذہبی اور خانقاہی ماحول میں گذارا تھا۔ اسکے بعد میں نے صائب اور چندر بھان برہمن کے بھی کئی علمی، ادبی اور مذہبی مضامین پڑھے، موقع و محل کی مناسبت سے چند سطروں میں قاضی اختر جوناگڈھی کا ذکر بھی کرتا چلوں، یہ ایسی شخصیتیں ہیں جو اس وقت علمی اور تحقیقی میدان میں ہندوستان گیر شہرت رکھتی تھیں۔ قاضی صاحب کو میں نے اس وقت دیکھا تھا جب وہ اپنے کتب خانے میں کام کر رہے تھے اور ان کے آس پاس تین چار جگہوں پر کتابوں کے ڈھیر تھے جن میں نشانات لگے ہوئے تھے، اور مختلف کاغذات جو ان کے ارد گرد تھے ان سے اندازہ ہوتا تھا کہ قاضی صاحب کئی سمتوں میں ایک ساتھ کام کر رہے ہیں، صفت یہ کہ ہم سے باتیں بھی کر رہے تھے اور کام بھی۔ جیسے زندگی بھر کا پلان لے کر آئے ہوں۔ سنہ ۱۹۱۰ء کا اردو رسالہ جو جوناگڈھ سے شائع ہوتا تھا میں نے ان کی یادگار کے طور پر سنبھال کر رکھا ہے ایسا نادر کتب خانہ جیسا کہ ان کا تھا شاید ہی کسی کے پاس ہو مولانا حبیب الرحمان صاحب سے مجھے فارسی کا ذوق ملا، اور میں نے تفہیم القرآن پڑھی اور چندر بھان برہمن اور صائب کو پسند کرنا سیکھا۔ محبت کا یہ عالم تھا کہ ٹاٹا ہاسپٹل میں مرنے سے دو گھنٹہ قبل مجھے بلوایا مگر افسوس کہ میرے بلکہ ہمارے پہونچنے سے پہلے ہی وہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

یہ سلسلہ چلتے چلتے اب مولانا ابوظفر ندوی تک آتا ہے وہ علمی و ادبی حیثیت کے علاوہ شاندار مذہبی روایت کے بھی امین تھے۔ آپ شبلی نعمانی کے شاگرد تھے، لیکن خود شبلی نعمانی نے زانوئے ادب ان کے والد بزرگوار کے سامنے تہ کیا تھا، بلند پایہ علمی و ادبی مضامین کے علاوہ ان کی "تاریخ گجرات" ایک ایسا کارنامہ ہے جو ان کی اعلیٰ علمی و ادبی بصیرت کی شہادت کے لئے کافی ہے، انھوں نے گجرات کی تہذیب، زبان اور ادب کے ساتھ ساتھ عوام کی زندگی کے تانے بانے کو تاریخ گجرات سے اس طرح جوڑ دیا ہے کہ تاریخ انسانی کارناموں کا ایک مرقع معلوم ہوتی ہے اور ہم جیسوں کیلئے جو تاریخ کو اس طرح پڑھتے رہتے ہیں جیسے پانی پت کی جنگ میں ابراہیم لودی کی شکست کے اسباب یہ تھے، ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۴۔ ۵، وغیرہ وغیرہ، ان کے لئے یہ طرز تحریر ایک نیا تجربہ تھی۔

خانپور میں جہاں یہ رہتے تھے وہاں کے اہل محلہ طالب علم اور اساتذہ بشمول پروفیسر ابراہیم ڈار جو ان کی صحبت سے فیضیاب تھے، اکثر انہیں وہ قصے کہانیاں سنایا کرتے جن کا تعلق کسی علمی نکتے سے ہوا کرتا تھا اور مختلف کتابوں اور

بزرگوں کا ذکر فرماتے، اہلبیت کا ذکر بڑی محبت سے کرتے تاکہ نوجوان نسل بزرگوں کے علم کی وارث ہو اور اخلاقی گیرائی کھو نہ بیٹھے، ذاتی وابستگی کا عالم یہ تھا کہ انھوں نے میرے بڑے لڑکے کا نام خود تجویز فرمایا۔

بمبئی میں جوش ملیح آبادی سے لے کر چھوٹی سی چھوٹی علمی شخصیت سے کہیں نہ کہیں اور کسی نہ کسی انداز میں ہمارا ربط و رابطہ رہا، کیونکہ سرسنگھار سمسد کے مشاعروں کا انتظام ہم برسوں تک کر رہے تھے، اسی طرح مرحوم عبدالمجید بو بیرے صاحب کا ذکر جو مجھے ہمیشہ خان بالاشان کہا کرتے تھے اور اعجاز صدیقی صاحب کا ذکر بھی مجھے ضرور کرنا چاہیئے کہ ان کے بغیر میری بمبئی کی زندگی بے صحبت و بے کیف گنی جائے گی، اور ہاں ان اصحاب کے ساتھ آں محترم جو مجھے ہمیشہ نکڑی سے ہنکارتے رہے، وہ تھے ڈاکٹر صفدر آہ، ایک مرتبہ ہندوستانی تہذیب پر میرا مضمون شائع ہوا تو بہت سے تعریفی خطوط آئے، ان خطوط کو دیکھ کر انھوں نے بھی ایک خط لکھا کہ حیدر پٹھان کے مضمون سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے، اس کے بعد مجھے اپنے اس مضمون کے مہمل ہونے کا یقین ہوگیا، پھر میں سنبھل گیا، اس کے بعد زندگی میں بہت سے مقامات آئے جہاں مجھے عزت و شرف حاصل ہوا، مگر ڈاکٹر صفدر آہ کے اس خط کا اثر اتنا گہرا پڑا کہ میں قلم کے استعمال میں بہت محتاط ہوگیا۔ شاید اس سے بڑا کرم کوئی بزرگ نہیں کرسکتے تھے،

مولانا مہر محمد خاں شہاب مالیرکوٹلوی میرے لئے شخصی بزرگ کی حیثیت رکھتے تھے، ایک بار میں نے ڈاکٹر ذاکر حسین پر ایک مضمون لکھا تھا، مارے خوشی کے مولانا شہاب دو روز تک مکتبہ جامعہ پر میرا انتظار کرتے رہے اور جب ملاقات ہوئی تو گلے سے لگا لیا، اور آب دیدہ ہوگئے۔ اس لئے کہ میں نے ان کے ایک بچھڑے ہوئے دیرینہ ساتھی کا ذکر کیا تھا۔ اب انسانی محبت کا اس درجہ وقار کہاں دیکھنے کو ملے گا، عین جوانی میں تجسسِ علمی نے انہیں دہریت کے دروازے پر لاکھڑا کر دیا پھر شش و پنج کا دور شروع ہوا، اسی دوران علامہ شبلی کا بمبئی وی۔ ٹی۔ ریلوے اسٹیشن سے اتفاقاً گذر ہوا، شہاب مرحوم اپنے استاذ کو بھیڑ سے الگ کرکے لے گئے، بلک بلک کر رونے لگے اور اپنی ذہنی بپت بیان کیں۔ مولانا شبلی نے ڈھارس بندھائی اور رہنمائی کی آج جبکہ زندگی کے اس دور میں کھڑا ہوں جہاں میرے سر کے بال سفید ہو چکے ہیں، میں خود اپنے آدمی ہونے کے احساس سے عاری ہوں، کیسے کہوں ایسے بزرگوں کی بزرگ باتیں کون جانے گا۔ دل میں خیال آتا ہے کہ یہ دنیا کیسے کیسے عظیم انسان لوگوں کا گہوارہ رہ چکی ہے۔ ؎

دورِ حاضر مستِ چنگ است و سرور
بے نوا و بے یقیں و بے حضور

ضروری گذارش

* دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو ہمارے خط یا آپ کے رسالے کے اوپری حصہ پر درج رہتا ہے۔
* جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں، ادارہ کی طرف سے تمام خطوط کے جواب دیئے جاتے ہیں۔
* منی آرڈر کوپن پر (فارم کے نچلے حصہ میں) ہمیشہ اپنا نام، پتہ اور تجدید خریداری کے لئے سابقہ نمبر حوالہ صاف صاف ضرور تحریر فرمائیں۔

اسی طرح خط لکھتے وقت یا مضمون روانہ فرماتے وقت بھی اپنا پورا نام و پتہ ضرور تحریر فرمائیں۔

(ادارہ)

غزلیں

قمر جلال آبادی

۳۱ یونیٹی کمپاؤنڈ،
جوہو۔ سانتاکروز بمبئی ۴۰۰۰۴۹

●

مجھ تک مرے ساقی ترا پیغام نہ آیا
قل قل کی صدا آئی مگر جام نہ آیا

مشکل میں کسی یار کا پیغام نہ آیا
جس وقت پڑا کام کوئی کام نہ آیا

چھپ چھپ کے کیا کرتے ہیں زاہد بھی محبت
مجرم تو بنے عشق کا الزام نہ آیا

بیتاب ہوں جب سے ترا پیغام ملا ہے
بیتاب تھا جب تک ترا پیغام نہ آیا

قربان مسیحا کے اک ایسی بھی دوا دی
آزار تو جاتا رہا آرام نہ آیا

کچھ ایسے بھی لمحے مری تقدیر کے گذرے
انسان تو انسان خدا کام نہ آیا

◆

نقش لائلپوری

اے ۳، جوہو اپارٹمنٹس،
پیڈو سینما کے پیچھے، جوہو روڈ، بمبئی ۴۰۰۰۴۹

★

زندگی بھر ساتھ رہنے کا ارادہ کیا ہوا
پھیر کر منہ جانے والے تیرا وعدہ کیا ہوا

غم اگر ان کی نوازش ہو تو شکوہ ہے بجا
مانگنے سے غم ملا تو، کم زیادہ کیا ہوا

زندگی بس میں نہ تھی تو موت ہی کرتے عطا
کچھ نہیں پایا تو تم سے استفادہ کیا ہوا

کو بہ کو دیکھا ہے میں نے برہنہ انسان کو
بول اے انسانیت تیرا لبادہ کیا ہوا؟

قافلے کی گرد کو اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے تو
شوق منزل کیا ہوا وہ ذوق جادہ کیا ہوا

ہم نے بھی تنہائیوں کی لمبی راتیں کاٹ لیں
بس یہی آئے نہ تم اس سے زیادہ کیا ہوا

آج کل کچھ پارسا سے نقش آتے ہو نظر
کیا ہوئیں رنگینیاں وہ شغل بادہ کیا ہوا

★

قتیل راجستھانی

بی ۳۱، جھیل نمبر ۲، ایس۔ وی۔ پی روڈ،
بوریولی (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۹۲

●

پیاس ہونٹوں سے مرے جھانک رہی ہے کب سے
ساقیا بھر دے مرا جام تہی ہے کب سے

اب تو یہ بھی نہیں معلوم ترے غم کی قسم
زندگی اپنی ہنسی بھول گئی ہے کب سے

روک رکھا ہے اسے پاس حیا نے ورنہ!
وہ نظر میرے لئے سوچ رہی ہے کب سے

کوئی سن لے تو مرا درد بیاں ہو یارو!!
اک خاموش صدا مجھ میں چھپی ہے کب سے

بھولنے والے تجھے یہ بھی خبر ہو شاید
دل میں یادوں کی تری دھوم مچی ہے کب سے

اسکی زلفوں کی گھنی چھاؤں کو پا کر اے قتیل
کیا بتاؤں کہ مری آنکھ لگی ہے کب سے

◆

کامل چاند پوری

۵ اکنڈا اپارٹمنٹس۔ کاما روڈ
اندھیری۔ بمبئی ۵۸

★

میرے گھر سے ترے مکاں سے اٹھے
دیکھئے اب دھواں کہاں سے اٹھے
آشیاں کتنے کر گئے تاراج
یہ بگولے جہاں جہاں سے اٹھے
کچھ تو فتنے اٹھائے لوگوں نے
کچھ مری سعیِ رائیگاں سے اٹھے
تیری محفل ہے جوں کی توں ساقی
کتنے میخوار درمیاں سے اٹھے
جانے کیوں رات اسکی محفل سے
کئی چہرے دھواں دھواں سے اٹھے
تیرے در سے ہمیں اٹھاتا کون ؟
سازشِ مرگِ ناگہاں سے اٹھے
تیرے ہمسائے رات بھر کامل
سوتے سوتے تری فغاں سے اٹھے

رئیس الزماں رئیس بلیاوی

آر بلاک۔ روم نمبر ۱۵۔
بی۔ای۔ایس۔ٹی کوارٹرز، سانتا کروز، بمبئی ۵۴

★

اداس اداس فضا میں نکھر گئے چہرے
ہوا چلی تو ہوا سے سنور گئے چہرے
سزا کی بزم سے اٹھے تھے سرخرو ہو کر
دعا کے جشن میں زخموں سے بھر گئے چہرے
نہ انکے قرب کی خوشبو نہ یاد کے آنسو
کہاں تلاش کریں ہم کدھر گئے چہرے
پسِ حروف پہنچتے تو مدعا ملتا
ہر ایک حرف پہ ٹھہرے گذر گئے چہرے
بس ایک لہر کی شوخی سے ڈر گئے شاید
چڑھا ہوا تھا سمندر اتر گئے چہرے
نہ جانے کتنی مرادوں میں بٹ گیا ہوں میں
مرے وجود کو تقسیم کر گئے چہرے
سخن شناس کئی تھے رئیس محفل میں
ہمارے سر پہ ہی الزام دھر گئے چہرے

★

روبینہ رحین

۲/۱ سو بدر اپارٹمنٹس
سوکھوس روڈ، باندرہ (ویسٹ) بمبئی ۵۰

اپنی کہیں اور آپ کی پوچھیں آپ کے غم دور کریں
چند اشعار ہیں پیشِ خدمت آپ اگر منظور کریں

ذلت ہو یا رسوائی وسعت میں کچھ فرق نہیں
دونوں دور تلک لے جائیں دونوں ہی مشہور کریں

اُٹھو پاس ہمارے تم کیا ہو یہ سمجھائیں
تم جو نہیں ہو وہ بھی کہہ کر اور تمہیں مغرور کریں

روز یہ ٹھانیں انکی گلی میں اب نہ کبھی رکھیں گے قدم
بیٹھے گر دل کے تقاضے روز انہ مجبور کریں

درج جہاں پر حرف مکرر کوئی نہیں ہے آپ نہ ہم
اہلِ وفا کو یاد ہی آئیں ہم ایسے کام ضرور کریں

جلوہ بہ جلوہ ہے وہ نظر میں اور وہی جب دل کا مکیں
ہوں نہ پھر آنکھوں کو موسیٰ اور یہی گھر طور کریں

دانستہ تم کو بھلائیں اتم متواتر یاد کریں
اہلِ دنیائے عشق میں رائج ایک نیا دستور کریں

عاشق سے محبوب جدا ہو یا گل بچھڑے گلشن سے
ہجر کے صدمے اچھے خاصے چہروں کو بے نور کریں

قاسم قریشی

بلند اپارٹمنٹس، کامارو روڈ۔
اندھیری، بمبئی ۴۰۰۰۵۹

وہ روٹھ گئے ہم سے
دل چاک ہوا غم سے
کیا بھول گئے ان کو!
پھولوں کی حقیقت کو؟
تم پوچھ لو شبنم سے
اے دوست مرے گھر میں
رونق ہے ترے دم سے
مل جاتی ہے منزل بھی
اک کوشش پیہم سے
جذبات سلگ اٹھے
بھیگے ہوئے موسم سے
پھر جوڑ لیا رشتہ
تنہائی کے عالم سے
جو زخم دیئے تم نے
بھرتے نہیں مرہم سے
مدت ہوئی اے قاسم
رہتے ہیں وہ برہم سے

کفیل آذر

۱۰/۱۲۶/۱۔ گھاٹکوپر نگر
ملاڈ، بمبئی ۹۵

ذہن میں سلگیں کتنے گلشن جب جب انکا دھیان کریں
کوئی بتائے آخر کب تک ہم خود کو ویران کریں

ہر چہرے پر خول چڑھا ہے اور کسی کے چہرے کا
کس کو کس کے نام سے جانیں کس کی کیا پہچان کریں

ناچ رہے ہیں تنہائی کی آنکھوں میں سناٹے سے
پھر یادوں کے زخم کریدیں پھر کوئی ارمان کریں

اب تو یہ بھی بھول گیا ہوں خود کو کس دن بھولا تھا
آپ مجھے مجھ سے ملوادیں مجھ پر یہ احسان کریں

دکھ کے کانٹے فکر کے جنگل درد کے پتھر سوچ کی دھوپ
کس کس کا دل توڑیں آذر کس کس کو مہمان کریں

عثمان عامر

۲۵۔ اے۔ رحمٰن شاہ، نزد خوجہ جماعت خانہ،
اندھیری (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۵۸

تو مجھ سا ہے نہ کر بدنام مجھکو
فرشتہ ہو تو دے الزام مجھکو

مہکتے ہیں تری قربت کے سائے
صدا دیتی ہے جب بھی شام مجھکو

ہوا گم جو مجھے آواز دے کر
ابھی تک یاد ہے وہ نام مجھکو

وہی یادیں وہی سوچوں کے صحرا
سکوں دن کو، نہ شب آرام مجھکو

اسیرِ پنجۂ سوداگراں ہوں!!
ملا کاوش کا یہ انعام مجھکو

تری صورت ترے پیکر میں ڈھل کر
ستاتے ہیں بہت اوہام مجھکو

خدا حافظ مری خودداریِ ہستی
کیا خواہش نے زیرِ دام مجھکو

سرشکِ یاس کے پردے میں دل نے
غموں کا دے دیا پیغام مجھکو

نوازش دوستوں کی ہے یہ عامر
سمجھتے ہیں جو دہ خیام مجھکو

◆

نسیم اجمیری

ارادھنا بلڈنگ، جوہو گلی، اندھیری۔
بمبئی ۴۰۰۰۵۸

★

سوتے سوتے جاگ اٹھے ہیں دل کے گھاؤ رات گئے
کتنی بار تمہیں سمجھایا، یاد نہ آؤ رات گئے

اے میری بیتاب نگاہو کیا ڈھونڈ رہو گلی گلی
خواب میں کوئی آیا ہوگا، رات کے بھاؤ رات گئے

پیار میں پہلے قربانی دو پھر یک تم کو یاد کرے
شام سے اجیارا مانگو ہو دیپ جلاؤ رات گئے

وہ ہے ستمگر وہ ہے جفا جو جب یہ سنتے آئے ہو
پھر کیوں اس کا رستہ دیکھو دیپ بجھاؤ رات گئے

سنتے ہیں کہ سنتا ہے وہ پچھلے پہر کی دعا نسیم
درد میں ڈوبا تم بھی کوئی گیت سناؤ رات گئے

★

امین تابش

۲۰۳/۱۴، سات بنگلہ، جے پی روڈ
اندھیری (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۰۵۸

اکتائے ہوئے بیٹھے ہیں دنیا سے ہمیں ایک
اس شہر میں اب رہ گئے تنہا سے ہمیں ایک

سیراب جنھیں ہونا تھا سیراب ہوئے وہ
لب تشنہ پلٹ آئے ہیں دریا سے ہمیں ایک

سوکھے ہوئے پتوں کی طرح اڑتے رہے ہیں
پھرتے رہے ہر سمت بگولہ سے ہمیں ایک

جلتا ہوا یہ جسم لئے پھرتے ہیں ہر سو
دیکھو تو نظر آتے ہیں صحرا سے ہمیں ایک

دھڑکا کیا دل پھر بھی رہے برف کی مانند
زندوں میں بھی پائے گئے مردہ سے ہمیں ایک

یاروں کو شکایت ہے کہ تابش نہیں ملتے
اب ان سے کہیں کیا ہوئے عنقا سے ہمیں ایک

◆

تبصرہ نگار :۔
محبوب راہی
ایم ۔ اے (ریسرچ اسکالر)
بارسی ٹاکلی، ضلع اکولہ ۔ مہاراشٹر

متاعِ احساس (شعری مجموعہ)

شاعر : غلام حسین رازؔ بالاپوری
قیمت : ۲۵ روپے

رابطہ : منظور ندیم ایڈوکیٹ ۔ بالاپور ۔ ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

ختہ جلد پر کتابوں کی دنیا کے جانے پہچانے آرٹسٹ
ں اعجاز کے تیار کردہ خوش رنگ، زیدہ زیب اور معنی خیز
ں س پٹے ہوئے ڈیمائی سائز کے دبیز اور چکنے کاغذ کے
بیالیس صفحات پر دو دریہ کے مایہ ناز شاعر رازؔ بالاپوری کی
ع احساس بکھری ہوئی ہے ۔ تخیل کے نایاب موتیوں کی چکا چوند
ے انمول جواہر کی تب و تاب اور زبان و بیان کے ترشے ہوئے
ں کی چمک دمک لئے ہوئے متاعِ احساس ایک متاعِ گرانمایہ
ل میں ہمارے خزینۂ علم و ادب میں ایک باوقار اضافہ ہے ۔
لم و یقین کی روشنی میں انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ
دوریہ سے اب تک منظرِ عام پر آنے والی کتابوں میں ایسی
لحاظ ضخامت ، اتنی صاف ستھری اور بے عیب کتابت
س قدر بے داغ و شفاف طباعت کسی کو نصیب نہیں ہوئی ۔
اپ کی انفرادیت اور سٹ اپ کے اچھوتے پن کی بنا پر
ع احساس سب سے منفرد اور جامع الصفات ہے ۔

جہاں تک متاعِ احساس کی معنوی خوبیوں کا تعلق ہے،
صاحب کی تغزل، چشیگی، جذباتی بصیرت، اظہار کی بے ساختگی
ی انفرادیت، شعور کی روشن بینی، اندازِ بیان کی سادگی و پرکاری
ں کی صورت گری کلاسکیت کے رچاؤ، تجربات کی رنگا رنگی،
ز احساس کی شائستگی اور فنکارانہ اعتبار کا ہند و پاک کے
اج

مستند اور مشاہیر اربابِ نقد و نظر نے کچھ اس طرح اعتراف کیا ہے ۔

" رازؔ بالاپوری جو کہتے ہیں بے تکلف اور بے ساختہ کہہ جاتے ہیں ۔ ان کا یہی بے ساختہ پن، سادگی اور غیر شعوری سچائی ان کے تغزل کو ان کے معاصرین میں منفرد کرتی ہے ـــــ (پروفیسر منظور حسین شورؔ، کراچی (پاکستان)

" رازؔ کے یہاں سادگی و پرکاری مشق و ریاضت اور تجربہ و مشاہدے کی صورت گری اپنی تمام رعنائیوں کے ساتھ موجود ہے ۔ "
(شاطرؔ لکھنوی ۔ پاکستان)

" رازؔ صاحب اپنے ذاتی احساسات اور عمدہ خیالات کو نہایت سادگی کے ساتھ شعر کے سانچے میں ڈھال دیتے ہیں ۔ اس طرح کہ تاثر کا عنصر بھی شعر میں پوری طرح موجود رہتا ہے ۔
(خمارؔ بارہ بنکوی)

" رازؔ کی شاعری میں زندگی کی واقعیت اور سوانحی لمحات کی تلخی متواتر نمایاں ہے جو ان کی فکری و نفسیاتی کیفیت کی آئینہ دار ہے ۔ "
(شارقؔ نیازی)

" اس مجموعۂ کلام میں ایسے اشعار کی کمی نہیں جو قاری کی آگے بڑھتی ہوئی نظروں کو کچھ دیر ٹھہرنے، سوچنے، سمجھنے اور محسوس کرنے کی دعوت دیا کرتے ہیں ۔ (انجمؔ رومانی ۔ بمبئی)

مذکورہ بالا آراء (بشمول احوال واقعی مصنف) متاعِ احساس کے ابتدائی چالیس صفحات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں ۔ بقیہ ۲۰۲ صفحات پر ایک نعت، ایک سو چوبیس غزلیں، آٹھ نظمیں اور متفرقات کے تحت ۳۰ قطعات اور چند متفرق اشعار شامل ہیں ۔ فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی (لکھنؤ) کے مالی اشتراک سے شائع ہونے والے اس ضخیم مجموعے میں ہر صفحے پر ماضی کی صالح اور جاندار روایات کے حسین اور لازوال نقوش درخشندہ ہیں ۔ وہ پائیدار اور لافانی روایت جو میرؔ، غالبؔ، مومنؔ اور اقبالؔ سے ہوتی ہوئی اصغرؔ، حسرتؔ، فانیؔ، جگرؔ، جوشؔ، فراقؔ اور خمارؔ تک پہنچی اسے دورِ حاضر میں رازؔ صاحب نے اس کے تمام تر فنی لوازمات اور شعری محاسن کے ساتھ بے کم و کاست اپنا لیا ۔ اسی کو اپنی شناخت کے استحکام کا وسیلہ بنا لیا ۔ ان کے اس شعری مسلک کی ترجمانی متاعِ احساس میں جا بجا نظر آتی ہے مثلاً ۔

زمانہ پیرہنِ زر نگار پر نازاں
عزیز ہے مرے دامن کا تار تار مجھے
نقوشِ پا مرے صحرا میں آندھیو نہ مٹاؤ
سہارے ان کے کئی کارواں گزرتے ہیں

سہلِ ممتنع، معاملہ بندی، فصاحت، بلاغت، سلاست، روانی، محاورہ بندی، رعنائی خیال، وسعتِ تخیل، تازگی فکر، ندرتِ ادا، اظہار کی شائستگی، زبان و بیان کی رنگینی و شادابی اور اشعار میں جا بجا تشبیہات، استعارات اور تلمیحات وغیرہ کا فنکارانہ استعمال جو روایتی شاعری کے بنیادی اوصاف شمار کئے جاتے ہیں۔ متاعِ احساس کے ہر صفحے پر نمایاں طور پر جھلکتے ہیں۔ کچھ مثالیں دیکھئے۔

کس شرافت سے رفاقت کا نبھانے والا
غم کر آخر ہے محبت کے گھرانے والا

میں نے تو جنبوں میں کچھ کھینچی تھیں لکیریں سی
کاغذ پہ تمہاری ہی تصویر اُتر آئی

رسوا کرے گی یہ جو نمی چشم تر میں ہے
پی جاؤ اشک بات ابھی گھر کی گھر میں ہے

حالِ دل مختصر ہے سن لیجئے
مسکرائے ہمیں زمانہ ہوا

منظر مری آنکھوں نے بہت دیکھے ہیں لیکن
وہ جو ترے شرمانے کی اک خاص ادا ہے

رازؔ صاحب کی شاعری کا زمانہ آغاز وہ تھا جب ترقی پسند تحریک کی گھن گرج سے ہر طرف ایک ہنگامہ برپا تھا۔ رازؔ صاحب سیاسی ہنگامہ آرائیوں سے بھی براہِ راست وابستہ رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی شاعری میں ترقی پسند لہجے کی بلند آہنگی جا بجا گونجتی سنائی دیتی ہے۔ چند اشعار پیشِ خدمت ہیں۔

رہو گے قہقہوں میں گم کہاں تک
بپا ہونے کو ہے کہرام لوگو

دیکھ رفتارِ زمانہ سن صدائے انقلاب
کان ہیں آنکھیں ہیں تو بہرا نہ بن اندھا نہ بن

میں زمیں پر ہوں مگر میرے ارادے ہیں بلند
پست کیوں رفعتِ افلاک ہوئی جاتی ہے

مسند و قالین پیچھے سامنے دار و رسن
بڑھتے جاتے ہیں قدم سچ بولتا جاتا ہوں میں

رازؔ صاحب کی شاعری روایت و کلاسکیت کی مخلص راہوں سے گزر کر سرخروئی کے ساتھ ترقی پسندی کی تہلکہ انگیزیوں کے شانہ بہ شانہ جوش و ولولے کے ساتھ منزلیں طے کرتی رہی۔ ۱۹۶۰ء کے بعد جب جدید رجحانات نے روایت اور ترقی پسندی کے قلعوں کو مسمار کر کے مملکتِ شعر و ادب پر اپنا تسلط جمالیا تب روایت پرستوں اور ترقی پسندوں میں سے کچھ تو گوشۂ عافیت میں بیٹھ رہے کچھ نئے خیالات پر منہ بگاڑ کر وہی اپنی بے وقت کی راگنی الاپتے رہے لیکن کچھ باشعور فنکاروں نے جدیدیت کو لبیک کہتے ہوئے اپنی وسیع النظری کا ثبوت دیا اور روایت سے کچھ جاندار عنصر لے کر عصری تقاضوں کو نئے لب و لہجے کے ساتھ پیش کرنے لگے۔ ان شعراء میں ایک نمایاں نام رازؔ بالاپوری کا بھی ہے۔ جدید و قدیم رنگ و آہنگ کی خوشگوار آمیزش سے جو لازوال فن پارے رازؔ صاحب نے تخلیق کئے ہیں ان میں سے بطورِ مثال چند پیشِ خدمت ہیں۔

دوپہر تو مرے جذبات کی مانند ہے گرم
تم چلے جانا ذرا دھوپ اتر جانے دو

پتھروں کے روز و شب ہیں کنکروں کے صبح و شام
اور اس عالم میں موتی رولتا جاتا ہوں میں

اُف مرے ماحول کی پسماندگی، اب تک جہاں
اختلافِ رائے کو تخریب سمجھا جاتا ہے

روز و شب، شام و سحر خوف کا عالم تو یہ
زندگی سر پر لٹکتی ہوئی تلوار لگے

نظموں اور قطعات میں بھی رازؔ صاحب نے اپنا منفرد رنگ و آہنگ برقرار رکھا ہے۔ اردو غزل کے تینوں ادوار کے نشیب و فراز کی ترجمانی متاعِ احساس میں بقدرِ گنجائش ملتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ مجموعہ عام شعری مجموعوں کے مقابلے میں اپنی ایک انفرادیت رکھتا ہے۔

ڈیویژن ہوں گے۔

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر برائے تعلیم نے اس بات کا انکشاف ۴ اپریل کو ضلع بمبئی عظمیٰ کے ایم۔ ایل۔ اے حضرات کی شہر میں واقع اسکولوں میں داخلے کے سلسلے میں منعقدہ میٹنگ کے دوران کیا۔ اس موقع پر وزیر مملکت برائے تعلیم شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا بھی موجود تھیں۔

شری نائیک نے مزید فرمایا کہ اس طرح کی سہولت سے سیکنڈری اسکولوں میں ۰۰۰،۳۰ مزید طلبہ کو داخلہ مل سکے گا۔

اس میٹنگ میں موجودہ ایم۔ ایل۔ اے حضرات نے شہر میں مختلف وارڈوں میں داخلہ مراکز کو والدین کے لئے ایک فائدہ مند ذریعہ بتلایا۔

اس موقع پر پروفیسر سدانند ورد ے سرد شری مدھو دیوالیکر رام نائیک، دامودر راؤ، جاڈک ۱۱ بھیے چندشاہ، وی۔ سبرامنیم اور سکریٹری جیوتی بین مہتہ اور عہدیداران حاضر تھے۔

ہیرا تراشی ہنر کی تربیت

سال برائے ۸۵-۱۹۸۴ء ہیروں کے تراشنے کے ہنر کا ایک سالہ تربیتی کورس ۲ جولائی ۱۹۸۴ء سے ریاست گجرات میں انڈین ڈائمنڈ انسٹی ٹیوٹ سورت میں جاری کیا جائیگا۔

ایس۔ ایس۔ سی یا دسویں جماعت پاس وہ امیدوار جن کی عمر ۱۴ سال کی ہوگی اس کورس کے جس کی فیس ۱۳۵ روپے ہے، شرکت کے اہل ہوں گے۔

مذکورہ بالا ادارہ حکومتِ ہند اور حکومتِ گجرات کی طرف سے مشترکہ طور پر قائم کیا گیا ہے۔ جم اینڈ جیولری ایکسپورٹ پروموشن کونسل اس تربیتی کورس میں ہیروں کو تراشنے اور ان کی چمک داری کے فن کا درس دے گی۔

اس سلسلے میں مزید تفصیلات انسٹی ٹیوٹ کے دفتر واقع سومل ڈیری روڈ کا ٹاگرام جی۔ ٹی۔ بی سورت ۳۹۵۰۰۸ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

[خ]اندانی منصوبہ بندی [ت]رغیبی رقم اسکیم

[ح]کومت نے ریاست میں نسبندی کرانے [وا]لے مردوں اور عورتوں، ترغیب دلانے والوں نیز ڈاکٹروں [او]ر دیگر ... کی جانے والی ترغیبی رقم کی اسکیم کو [ج]ون ۱۹۸۴ء تک جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ [ریا]ستی حکومت یہ رقم اپنے فنڈ سے دے گی۔ یہ رقم مرکز کے [خا]ندانی بہبود پروگرام کے تحت دی جانے والی رقم کے [زائ]د ہوگی۔

مردانہ / زنانہ نس بندی کے لئے ترغیبی رقم مرکزی [حکو]مت نے ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء سے ۷۰ روپے سے [بڑھ]ا کر ۱۰۰ روپے کردی ہے۔

مردانہ نس بندی کروانے والوں کو اب ۱۷۵ روپے [ت]رغیب دلانے والے کو ۲۵ روپے فی کیس کی شرح سے [دیئے] جائیں گے جبکہ زنانہ نسبندی پر ۱۰۰ روپے اور [ا]ن کی ترغیب دلانے والے کو فی کیس ۱۰ روپے ادا کئے [جائ]یں گے جبکہ مردانہ نس بندی کرنے والے ایک ڈاکٹر [کو] ۲ روپے زائد اور ایک معاون نرس کو ۵۰ پیسے فی کیس [...] معاون اور ڈرائیور کو ۲۵ پیسے فی کیس کے حساب [سے] ترغیبی رقم ادا کی جائے گی۔

[ش]ہر بمبئی کے لئے [...] نئے اسکول

بمبئی عظمیٰ میں موجودہ تعلیمی سال کے دوران ۴۴ نئے [سیک]نڈری اسکولوں کی منظوری دی جائے گی اور اب یہاں [...] تاہم جماعتوں کے لئے ۳۰۰ سے زائد گیارہویں [جما]عت کے لئے ۵۵ اور بارہویں جماعت کے لئے ۴۸

[م]راج

چھوٹی بچت اسکیم کے نفاذ میں مہاراشٹر سرفہرست

مہاراشٹر نے سال ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران چھوٹی بچت اسکیم کے تحت ملک میں سب سے زیادہ یعنی ... کروڑ روپے جمع کئے ہیں۔ اس طرح ریاست نے نہ صرف اس میدان میں اپنی سابقہ سبقت کو برقرار رکھا بلکہ ماضی کے اپنے ریکارڈ کو بھی توڑا ہے۔

ڈائرکٹر آف اسمال سیونگ کی طرف سے حال ہی میں بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں اس اسکیم کو کامیاب بنانے میں نمایاں خدمات انجام دینے والے ... رول گروپ لیڈر اور دیگر متعلقہ افراد کی عزت افزائی کی گئی۔

ریاست چھوٹی بچت اسکیم کے تحت جمع کی گئی رقم سے امدادی قرض حاصل کرتی ہے۔ گذشتہ تین سالوں کے امدادی قرضے اس طرح ہیں۔

سال ۱۹۸۱-۸۲ء میں ۳۶ء۹۷ کروڑ روپے۔
سال ۱۹۸۲-۸۳ء میں ۲۷،۲۱۱ کروڑ روپے۔
اور سال ۱۹۸۳-۸۴ء میں ۳۲۔۳۱ کروڑ روپے۔

ڈائرکٹر آف اسمال سیونگ کا کہنا ہے کہ چھٹے پنج سالہ منصوبے کے دوران ریاستی ترقیاتی پروگراموں کے لئے ۹۰۱ کروڑ روپے کا فنڈ جمع کرنا ہے۔

چھوٹی بچت کے ریاستی ڈائرکٹوریٹ نے چھٹے پنج سالہ منصوبے کے آخر تک اس نشانے کی باقی ماندہ رقم جمع کرنے کے لئے اپنے طریقۂ کار کو حتمی شکل دے دی ہے۔

شری سوشیل کمار شندے وزیر برائے مالیات اور صدر تقریب اور فلم اسٹار شری سنیل دت نے بھی اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

شری ایچ۔ اے۔ ڈی سوئمن سکریٹری محکمۂ مالیات نے مہمانوں کا استقبال کیا اور ایس۔ ایس سپرے سینئر ڈپٹی ڈائرکٹر اسمال سیونگ نے شکریہ ادا کیا۔

جلگاؤں میں شبِ غزل

جلگاؤں کے ایم۔ جے۔ کالج کی بزم اردو ہر سال مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے مالی تعاون سے غیر اردو داں حضرات میں اردو کو مقبول بنانے کیلئے ایک پروگرام منعقد کرتی ہے۔ گذشتہ دنوں اسی سلسلہ میں شبِ غزل کا اہتمام کیا گیا تھا۔

مہاتما گاندھی ہال جلگاؤں میں منعقدہ اس "شبِ غزل" کا افتتاح جلگاؤں کے ضلع کلکٹر شری بھاسکر راؤ پاٹل نے کیا۔ تقریب کی صدارت شری ایس۔ ایم۔ اسمٰعیل، ایڈوکیٹ صدر انجمن تعلیم المسلمین جلگاؤں نے کی۔

شبِ غزل میں گلوکاری وسویتی پرانجپے اور شری ہارون باغبان نے مقبول شعرا کی غزلیں پیش کیں۔

جلسہ میں عمائدین شہر کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ شب دو بجے کے قریب یہ مجلس برخاست ہوئی۔

کالج کے طلبہ سلیم پٹیل اور مسعود اختر نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ صدر شعبۂ اردو ڈاکٹر افتخار احمد فخر کی رہنمائی میں تقریب کے منتظمین کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیئے۔ کالج کے غیر اردو داں پروفیسر شری کوٹھاری نے اس پروگرام کے انعقاد میں خصوصی طور پر دلچسپی لی۔

شری ہارون باغبان (مائک پر) غزل سنا رہے ہیں، آپ کے دائیں جانب گلوکارہ مادھوی وسویتی پرانجپے، اور بائیں جانب سارنگی پر مرلی دھر ... دیکھے جا سکتے ہیں۔ ایم جے کالج شعبۂ اردو کے صدر ڈاکٹر افتخار احمد فخر اسٹیج پر بائیں جانب تشریف فرما ہیں۔
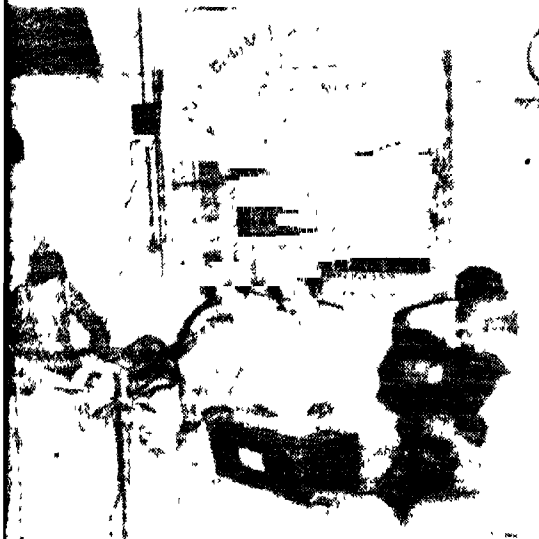
خبریں ۔ تصویروں میں

بھارت کے نائب صدر شری
ایم ہدایت اللہ کی ۱۴ اپریل کو بمبئی میں
آمد پر سانتا کروز ہوائی اڈے پر مہاراشٹر
کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف نے آپ کا استقبال
کیا۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ
دن مراٹھی مصنف شری وجے تینڈولکر
"پدم بھوشن" کا خطاب دے رہے ہیں۔

رکن پارلیمنٹ شری یشونت راؤ چوان
کی سماجی خدمات کے اعتراف میں پونے
یونیورسٹی نے انہیں "ڈاکٹر آف لیٹرس"
کے اعزاز سے نوازا۔ زیر نظر تصویر
میں مہاراشٹر کے گورنر اور یونیورسٹی
کے چانسلر شری آئی۔ ایچ لطیف آپ
کو اعزاز دے رہے ہیں۔

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف
کے ہاتھوں حال ہی میں امراؤتی ضلع کے
ضرورت مندوں کو قرض دیا گیا۔ اس
موقع پر لی گئی تصویر میں امراؤتی ضلع
کے انچارج وزیر شری یشونت شیرے کو
بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

بمبئی میں یمن عرب ری پبلک کے تجارتی
سفیر شری یاسین عثمان ڈایرن نے ۳ اپریل
کو ورشا بھون، بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی

شری بابا آمٹے کے آنندون پروجیکٹ
کی امداد کیلئے نامزد کردہ کمیٹی کی میٹنگ ۲۰ مارچ
کو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی
زیر صدارت منعقد کی گئی۔ اس موقع
پر لی گئی تصویر میں وزیر اعلیٰ کے علاوہ
معروف مغنیہ لتا منگیشکر اور شری
جے مرچنٹ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

قطر کے قونصل جنرل مسٹر
حسن التوادی نے ۵ر اپریل کو کونسل
ہال بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
سے ملاقات کی۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔
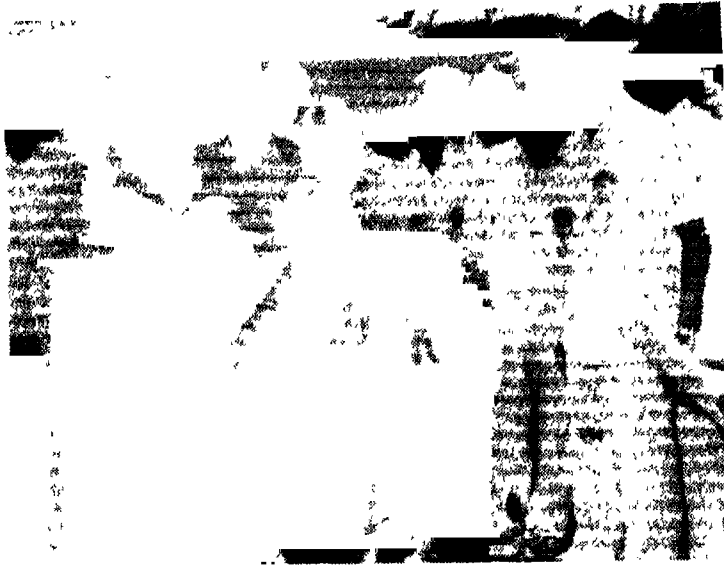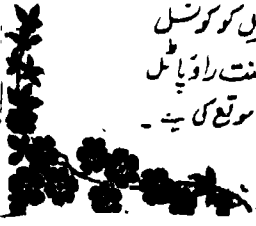
وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک
۱۱ر اپریل کو بمبئی کے مضافاتی علاقے
بھانڈوپ میں نوجیون شکشن منڈل کے
مجوزہ اسکول "نوجیون ودیا مندر"
کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھ رہے ہیں۔

شری لنکا کے وزیر قومی تحفظ مسٹر
للتھ اتھول مدلی کی ۱۲ر اپریل کو بمبئی
میں آمد پر وزیر صحت ڈاکٹر (شریمتی)
للیتا راؤ نے آپ کا خیر مقدم کیا۔
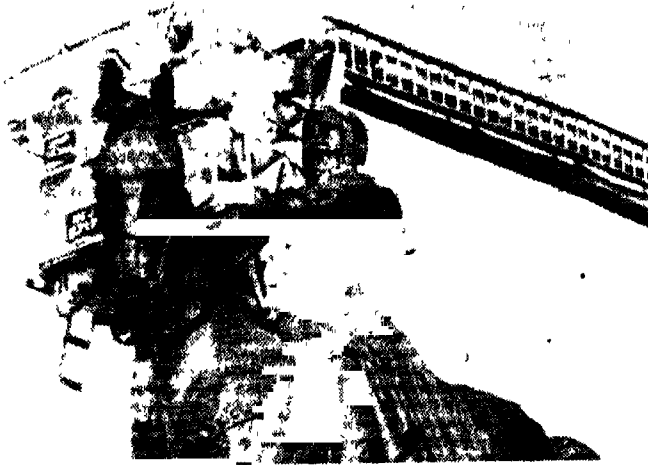
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ، ۱۵ را پریل کو چھترپتی شیواجی مہاراج کی ۳۰۴ ویں پنیہ تیتھی کے موقع پر بمبئی کے گیٹ وے آف انڈیا پر نصب کردہ چھترپتی شیواجی مہاراج کے مجسمہ کی گلپوشی کر رہے ہیں ۔

بھارت میں فرانس کے قونصل جنرل مسٹر جین سوراتیکی نے ۱۶ را پریل کو ورشا بنگلہ بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی ۔ زیر نظر تصویر میں دونوں حضرات محو گفتگو ہیں ۔
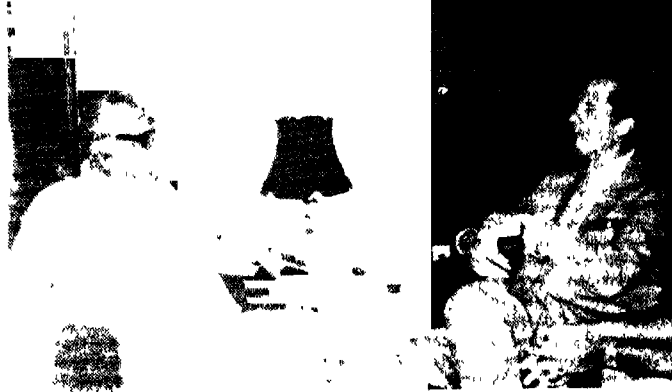
بمبئی کی ایک تنظیم گورے گاؤں کرناٹک سنگھ کے جشن سیمیں کے موقع پر یکم اپریل کو شان مکھانند ہال میں منعقدہ تقریب میں شری موہن راؤ پاٹل ڈائرکٹر جنرل برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی ۔ زیر نظر تصویر میں آپ حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں ۔

آر. ای

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1984

بمبئی ہائی کورٹ کے نئے چیف جسٹس شری
کونڈا مادھو ریڈی ۸ اپریل کو راج بھون، بمبئی میں
مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ۔ لطیف
سے اپنے نئے عہدے کا حلف لے رہے ہیں۔

شری جگن ناتھ کوشل مرکزی وزیر قانون نے ۷ اپریل کو بمبئی کے سدھارتھ کالج میں عوامی عدالت کے طریقۂ کار
کا معائنہ کیا۔ آپ کے ساتھ بمبئی ہائی کورٹ کے جسٹس شری چندر شیکھر دھرما دھیکاری اور مہاراشٹر کے ایڈوکیٹ جنرل شری
اروند سارنت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ بائیں جانب عوامی عدالت میں سنوائی ہو رہی ہے۔

یوم مہاراشٹر نمبر

قومی راج
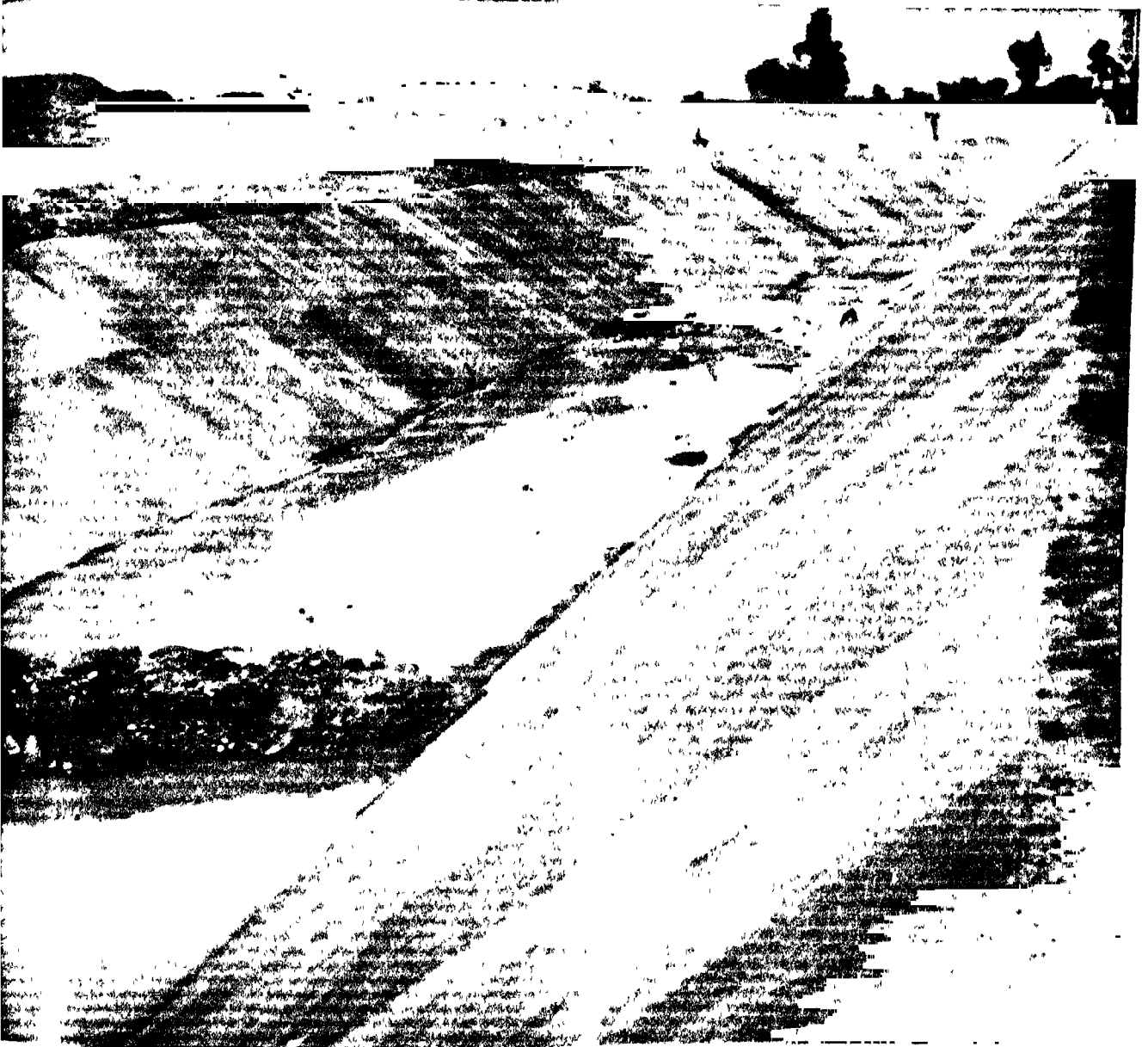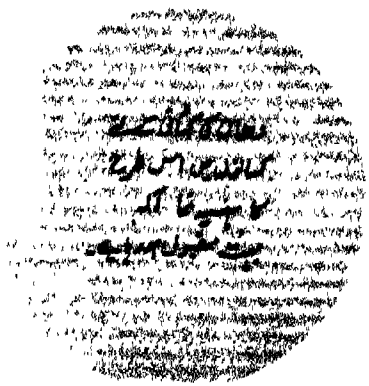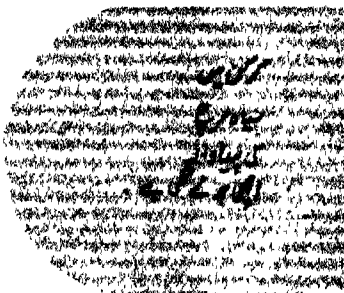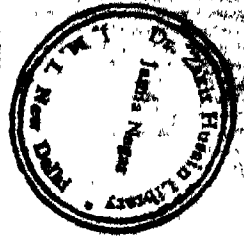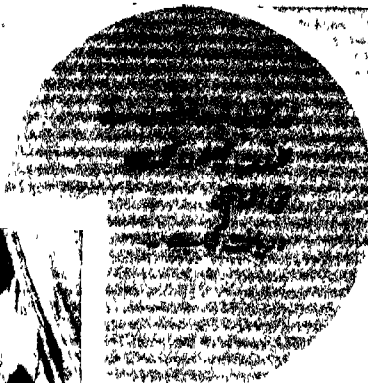
جلد ۱۱ - شمارہ ۹

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے فی پرچہ: ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر:- موہن پاٹل

ایڈیٹر:- ریاض احمد خاں

پتہ برائے زر و مراسلت کا پتہ:

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز

گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، ممبئی ۴۰۰۰۳۲

۱۰ر مئی ۱۹۸۴ء

ترتیب

صفحہ نمبر

نظمیں غزلیں

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے نفاذ پر حکومت مہاراشٹر ۱۰۷۲ کروڑ روپے خرچ کرے گی

یومِ مہاراشٹر پر وزیرِ اعلیٰ کا پیغام
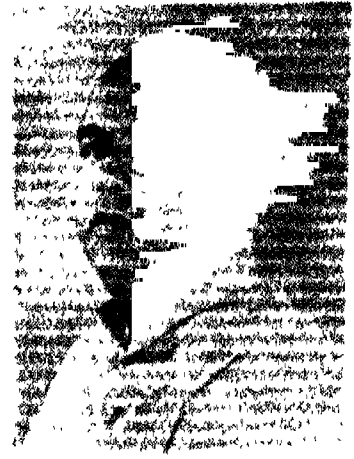
وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے یومِ مہاراشٹر کے موقع پر ریاست کے عوام کے نام اپنے پیغام میں اعلان کیا کہ ریاست کی ۱۶۵۰ کروڑ روپے کی منصوبہ جاتی رقم میں سے ریاستی حکومت ۲۰۔ نکاتی پروگرام کی عمل آوری پر ۱۰۷۲ کروڑ روپے اور افلاس مخالف پروگرام پر ۳۷۰ کروڑ روپے خرچ کرے گی۔

دوردرشن اور آل انڈیا ریڈیو سے نشر کردہ اپنے اس پیغام میں وزیرِاعلیٰ نے ریاست کے عوام کو اس دن کی مبارکباد دیتے ہوئے مختلف میدانوں میں ہوئی ریاست کی ترقی کی نشاندہی کی اور حکومت کے فلاحی اقدامات کا جائزہ پیش کیا اس ضمن میں آپ نے ابتدائی تعلیم، لڑکیوں کی مفت تعلیم، طبّی تعلیم غلہ اور دودھ کی پیداوار، پینے کے پانی کی فراہمی اور طبی سہولتوں کی فراہمی جیسے امور کا ذکر کیا۔

وزارت اعلیٰ کا عہدہ سنبھالتے وقت ریاست کے بعض حصوں کو درپیش پینے کے پانی کی قلت کے مسئلے کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ۲۰ ہزار سے زیادہ دیہاتوں میں ٹینکروں، ٹریکٹروں سینچائی پروگراموں، لورکنوؤں کی کھدائی اور برقی پمپوں کی تنصیب سے پینے کا پانی فراہم کیا گیا۔ اس اقدامات پر ۱۱۰ کروڑ روپے خرچ کئے گئے۔ آپ نے زیرِ زمین پانی کی سطح کو اونچا کرنے کے لئے خصوصاً اکثر و بیشتر خشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں میں بارش کے پانی کا ذخیرہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ ایسا کرنے سے ان علاقوں میں کسان سال میں کم از کم ایک فصل تو اگا سکیں گے غلے کے تعلق سے خودکفیل بننے کے لئے اعلیٰ اقسام کے بیجوں کا استعمال اور دستیاب آبی ذرائع کے بہترین استعمال پر چھوڑ دیا جاتے حال ہی میں ختم ہونے والے سال کے دوران ایک کروڑ ۸ لاکھ ٹن غلہ اُگایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تلہن کی پیداوار پر بھی توجہ دی جائے گی۔

شری پاٹل نے مزید کہا کہ ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے وقت اس کے مختلف علاقوں کی ترقی کی سطح میں فرق پایا جاتا تھا۔ آپ نے یقین دلایا کہ انتھک کوششوں سے ریاست کے تمام علاقوں کی متوازی ترقی حاصل کی جائے گی ۔ علاقائی نابرابری کے خاتمے کے لئے تجاویز دینے کی غرض سے نامزد کردہ ڈاکٹر وی۔ ایم کیٹی نے حال ہی میں حکومت کو اپنی رپورٹ پیش کی ہے۔

وزیرِ اعلیٰ نے اپنے پیغام میں ریاست میں ۴۰ انجینئرنگ کالجوں اور ۷۰ پالی ٹیکنک کے قیام کی اجازت دینے کے سرکاری فیصلے کا بھی ذکر کیا۔ آپ نے امید ظاہر کی کہ یہ سرکاری فیصلہ ریاست میں دائمی روزگار کے رجحان کو عام کرنے نیز

ز بیت یافتہ تکنیکی ماہرین کی ریاست اور ملک کی ضرورت
پورا کرنے میں معاون ثابت ہوگا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ
ریب لڑکیوں کی تعلیم کے لئے جاری کردہ ساوتری بائی پھلے اسکیم
رام میں مقبولیت حاصل کر رہی ہے۔

طبی سہولتوں کی فراہمی کے لئے کئے گئے اقدامات کا ذکر
رتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ سنجیونی یوجنا نامی ہیلتھ اسکیم کے
ت ریاست میں مزید ۸۳۴ ابتدائی صحت مرکز کھولے
ائیں گے۔ فی الوقت ریاست میں ایسے ۷۰۵ مراکز مصروف کار
یں۔ اس طرح ہم "۲۰۰۰ تک سب کے لئے صحت" کے
ارے نشانے ایک دہائی قبل پورا کر سکتے ہیں۔

دیہات اور خانہ بدوش قبائلی کی ترقی کے لئے ایک کارپوریشن
ائم کیا گیا ہے۔ ماتنگ سماج کی ترقی کے لئے ایک کارپوریشن
ائم کیا جائے گا۔

ریاست کی قابل فخر ضمانت روزگار اسکیم کا ذکر کرتے
وئے آپ نے فرمایا کہ اس اسکیم کے تحت ۳۴ء۱ لاکھ افراد
و روزگار کی فراہمی کے نشانے کے مقابل ۸۷۵۰۰ افراد کو
وزگار فراہم کیا گیا۔ ریاست میں قومی دیہی روزگار اسکیم بھی
افذ العمل ہے۔

ریاستی حکومت کو بمبئی کے سلم باسیوں کو در پیش مسائل
احساس ہے۔ لہٰذا سلم بستیوں میں حاجت خانوں اور
ستوں کی تعمیر، پانی، بجلی اور طبی سہولتوں کی فراہمی کے پروگرام
و تیزی سے عمل میں لائے گی۔

مہاراشٹر اور کرناٹک کے سرحدی تنازعہ سے متعلق
حال ہی میں کرناٹک کے وزیر اعلیٰ سے بمبئی میں ہوئی اپنی ملاقات
کا ذکر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے امید ظاہر
کی کہ دونوں ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ کو مزید دو ایک ملاقاتوں
سے یہ مسئلہ آپسی سوجھ بوجھ سے حل کیا جا سکیگا۔ نیز تنازعہ
فیہ سرحدی علاقے کے عوام کے مسائل اور ان کی تکالیف
بھی دور کئے جا سکیں گے۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ حکومت نے ریاست کے
انتظامیہ میں مراٹھی کو بطور دفتری زبان رائج کرنے
کے لئے اس سال سے اپنی کوششوں میں مزید اضافہ کرنے کا
تہیہ کیا ہے۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ یوم مہاراشٹر مئی ڈے بھی ہے
اور بین الاقوامی سطح پر اسے مزدوروں کے دن پر بھی منایا
جاتا ہے۔ لہٰذا ریاستی حکومت مزدوروں کے حقوق کے تحفظ
کے لئے ہر ممکن اقدام کرے گی۔

وزیر اعلیٰ نے ریاست کے عظیم ثقافتی اور تاریخی
ورثہ کا ذکر کرتے ہوئے ریاست کی ترقی اور خوش حالی
کے لئے عوام سے تعاون کی اپیل کی اور عوام کو اس دن کی
مبارکباد دی۔
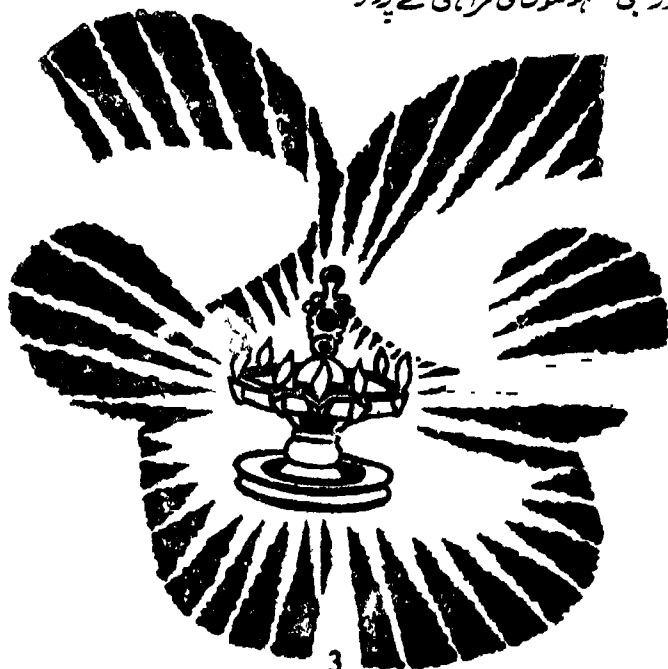
مہاراشٹر میں زراعت کے سو سال

ماضی و حال پر ایک طائرانہ نظر

نانا بھاؤ ایمبڈوار۔ وزیر زراعت
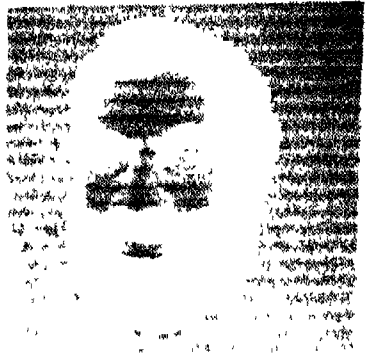
کسی قوم کی تاریخ میں سو سال کی مدت کوئی زیادہ نہیں شمار ہوتی، لیکن زمانہ حال کی تاریخ زراعت میں یہ مدت کافی طویل مدت ہے۔ مہاراشٹر میں محکمۂ زراعت نے رواجی طریقۂ زراعت کو سائنٹفک موڑ دینے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اور یہ تبدیلی اُن تحقیقات کی بدولت عمل میں آئی جنہوں نے اہم فصلوں کی خوبیوں اور مقدار میں اضافہ کیا۔ ان تحقیقات نے اسکول کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر زراعتی تعلیم میں بھی مدد دی ہے۔

سو سال میں بہت سی علاقائی تبدیلیاں بھی پیش آئیں ۱۸۸۳ء میں جب محکمہ زراعت کا قیام عمل میں آیا تھا صوبۂ سندھ ہندوستان کا حصہ تھا (جو اب پاکستان کا حصہ ہے) اسی طرح گجرات کا جنوبی حصہ، موجودہ مغربی مہاراشٹر اور ریاست کرناٹک کا کچھ حصہ اس ریاست کے حصے تھے۔ مراٹھی بولی والی ایک لسانی ریاست کا وجود مئی ۱۹۶۰ء میں عمل میں آیا۔ اب ریاست مہاراشٹر ۳۰ ضلعوں، ۳۰۴ تعلقوں اور ۳۵,۷۷۸ گاؤں پر مشتمل ہے۔ جن کا جغرافیائی رقبہ ۳۰۷۷۶۲ مربع ہے۔

مہاراشٹر نو موسمی زراعتی ٹکڑوں میں منقسم ہے اور جوار، دھان، باجرہ، گیہوں، تور، چنا، مونگ پھلی، سن فلاور اور گنا اس ریاست کی بڑی فصلیں ہیں۔

۱۸۸۱ء میں قحط سالی کمیشن کی رپورٹ کے نتیجے میں اس محکمہ کے پہلے ڈائرکٹر آف اگریکلچر کا عہدہ وجود میں آیا جس کا مشورہ تھا کہ ہر لوکل گورنمنٹ کے تحت اس محکمہ کا ہونا ضروری ہے، چنانچہ اس وقت کے صوبۂ بمبئی کے پہلے ڈائرکٹر آف اگریکلچر مسٹر ای۔ سی۔ اوزا تے آئی سی ایس تھے، جنہوں نے اپنے عہدہ کا چارج ۹ جولائی ۱۸۸۳ء سے لیا، آپ رائل اگریکلچر کالج، اور رائل اگریکلچرل سوسائٹی آف انگلینڈ کے ڈپلوما ہولڈر تھے، یہ عہدہ مشاہدہ اور تجربہ کے لئے تھا، ابتداءً ڈائرکٹر آف اگریکلچر کا تعلق محکمہ محاصل سے تھا، صرف تین کلرک ان کی ماتحتی میں تھے، بعد میں اس تعداد میں سات کا اضافہ کیا گیا۔

ڈائرکٹر آف اگریکلچر نے تجویزیں پیش کیں کہ اس محکمے کے تحت ڈپٹی ڈائرکٹروں اور متعدد اکانومسٹ، بوٹانسٹ، مائکرو بیالوجسٹ جیسے ٹیکنیکل اسٹاف مقرر کئے جائیں، چنانچہ ۱۹۰۴ء سے ۱۹۰۸ء

، دوران یہ آسامیاں قائم اور پر کی گئیں۔ ۱۹۰۵-۱۹۰۶ء میں حکومت
علیحدہ سے ایک کالج آف ایگریکلچر کی تجویز کو منظوری عطا فرمائی
رڈاکٹر ایچ ایچ مان اس کالج کے پہلے پرنسپل مقرر ہوئے
لج کے لئے مقام کے انتخاب اور عمارت کی تعمیر میں تقریباً
برس صرف ہوئے اور آخر کار یکم جنوری ۱۹۰۸ء سے کالج
ابتدا ہوگئی۔

۱۹۰۱ء تک لینڈ ریکارڈز ڈیپارٹمنٹ اور ڈیپارٹمنٹ
ٹ ایگریکلچر ایک ہی افسر کی ماتحتی میں تھے، لیکن ۱۹۰۷ء
ں مسٹر جی۔ ایف۔ کیٹنگ، آئی سی ایس پورے اختیارات کے
تھ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر مقرر کئے گئے۔ اور اس طرح مذکور محکمے
زادی طور پر کام کرنے لگے۔

مستحکم ترقی

ڈیپارٹمنٹ آف ایگریکلچر رفتہ رفتہ ترقی کرنے لگا۔ زراعت
تیات، (بوٹانی) باغبانی، مویشی پالن، دیہی معاشیات
نجینیرنگ، زرعی اعداد و شمار وغیرہ میں پیش رفت ہوئی۔ محکمہ
راعت میں اس مناسبت سے اسامیاں بھری گئیں۔ ۱۹۱۰-۲۰ء
، دوران صوبائی زبانوں میں زرعی اسکولوں کے لئے مطالبات نے
ور پکڑا۔ چنانچہ حکومت نے ان کی منظوری دے دی۔

۱۹۲۰-۳۰ء کے دوران (اس وقت کی شاہی) کونسل
ٹ ایگریکلچرل ریسرچ اور مرکزی کماڈیٹی کمیٹی نے نیا صنعتی
رسائنسی ریسرچ کے لئے عطیات دیئے۔ بہت سی عارضی
سامیاں وجود میں آئیں اور مختلف زرعی امور میں تحقیقات کا
لسلہ شروع ہوا۔

توسیعی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی

۱۹۴۳-۴۴ء کے دوران "زیادہ اناج اگائیے" کی تحریک
، محکمے کے لئے مزید توسیع کی راہیں کھول دیں، ملک میں اناج کی کمی
ے سبب حکومت ہند نے محکمہ زراعت سے پیداوار میں اضافہ
ے نئے طور طریقے اختیار کرنے پر تجویزیں پیش کرنے کی مانگ کی۔
وری ۱۹۴۶ء میں پہلی دفعہ کل ہند پیمانے پر زراعت کے لئے آل
ڈیا پالیسی اختیار کی۔ یہ بات محسوس کی گئی کہ سائنسدانوں کی ایک
ہ اگر باہم مل کر کام کرے تو اس باب میں کامیابی کے امکانات ہیں چنانچہ
۱۹۶۰ء کے مابعد برسوں میں ملک کے مختلف حصوں میں تحقیقات

کے خاص مراکز اور تحتی مراکز موسمی زرعی علاقوں کے لحاظ سے منظم
کیئے گئے اور فصلوں کے واقف کاروں اور ماہروں کی اسامیاں
جاری کی گئیں۔ ان امور کی انجام دہی کے لئے ۱۶ بڑے مراکزِ تحقیق
اور ۶۶ ضمنی مراکز تحقیق کھولے گئے۔ جہاں فصلوں اور دیگر
پیداواروں پر تحقیقات کی جانے لگی۔

۱۹۴۸ء تک پونے میں فقط ایک زراعتی کالج تھا۔ ۱۹۶۰ء
میں ریاستوں کی تنظیم جدید کے بعد ناگپور، آکولہ اور پربھنی ریاست
مہاراشٹر میں شامل ہوئے تو دھولے، کولہاپور اور داپولی میں بھی
زراعتی کالج قائم کئے گئے۔

پہلی زرعی یونیورسٹی راہوری میں ۱۹۶۸ء میں قائم ہوئی۔ مزید
تین زرعی یونیورسٹیاں بمقام آکولہ (۱۹۷۱ء میں) اور بمقام پربھنی
اور داپولی (۱۹۷۲ء) میں قیام پذیر ہوئیں۔ تب سے تمام تحقیقاتی
مراکز اور تحقیقاتی اسکیمیں ان یونیورسٹیوں کی طرف منتقل کر دیئے
گئے۔ حکومت نے ان سب یونیورسٹیوں اور محکمہ زراعت میں اتحاد
عمل کے لئے ایک قانون حال ہی میں پاس کیا ہے۔

محکمہ زراعت میں بھی مذکورہ بالا امور کے سبب تقسیم کار
اور توسیع عمل کا سلسلہ پیش آیا۔ کچھ مزید ڈپٹی ڈائرکٹر آف ایگریکلچر
مقرر کئے گئے۔ ۱۹۵۷ء میں مویشی پالن کی سرگرمیوں کو ویٹرنری
(بیطاری) سائنس ڈیپارٹمنٹ میں ضم کر دیا گیا، اور ڈیپارٹمنٹ
آف ہارٹی کلچر (فن باغبانی) الگ سے قائم کر کے باغبانی سے متعلق
تمام کام محکمۂ زراعت سے نکال کر اس کے سپرد کر دیئے گئے۔

۱۹۵۰-۵۱ء میں پہلا پنج سالہ پلان زیر عمل آیا، لہٰذا ترقی
کی تمام سرگرمیوں میں زندگی کی لہر دوڑ گئی۔ بیجوں کی تعداد میں
اضافہ، فرٹیلائزروں کا استعمال، پودوں کی حفاظت، تحفظِ اراضی،
آبپاشی میں ترقی، ریسرچ اور تعلیم وغیرہ مذکور پنجسالہ پلان کے
تحت کر دیئے گئے۔ پھر جب یکم مئی ۱۹۶۲ء سے علی الترتیب
ضلع وار اور بلاک وار سطحوں پر ضلع پریشدوں اور پنچایت
سمیتیوں کی تشکیل ہوئی تو ضلعی ترقیات کی تمام سرگرمیاں انھیں
تفویض کر دی گئیں۔ ضلع پریشدوں کے ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ کو
ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ آفیسر (درجۂ اول) عطا کئے گئے جسے ضلعی
سطح پر دو یا تین متعلق موضوع کے اسپیشلسٹوں کی مدد بھی دی گئی،
اس طرح زرعی یونیورسٹیوں کے تحت جو تحقیق کے پروگرام
تھے ان میں تیزی آ گئی۔ ہائبرڈ اور زیادہ پیداوار دینے والی قسمیں
وجود میں آئیں لیکن ان قسموں کی بوائی کے لئے اعلیٰ تکنالوجی

ضروری سمجھی۔

متعدد دشواریوں کے باوجود بڑے بڑے قحط زدہ رقبوں اور محدود وسائل آبپاشی کے سبب پیش آئے، ایگریکلچر ڈپارٹمنٹ نے کسانوں کو زرعی پیداوار بڑھانے میں نمایاں طور پر مدد دی۔ فصل کی پیداوار بڑھانے میں آبپاشی کی زبردست اہمیت ہوتی ہے اور ۱۹۵۰-۵۱ء میں آبپاشی سے فیضیاب ہونے والے رقبے تقریباً ۵ء۹ فیصد تھے۔ چنانچہ بڑے، درمیانی اور چھوٹے آبپاشی کے کاموں اور کنوؤں کے ذریعہ آبپاشی پر عملدرآمد سے اب ریاست میں تقریباً ۵ء۱۲ فیصد تک آبپاشی کی مقدار ہو چکی ہے۔

بند باندھنا

اس ریاست میں زمینوں کی پیداواری صلاحیت کم درجے کی ہے اس کی ایک وجہ تو بڑی حد تک زمینوں کا کٹاؤ ہے۔ جو ہموار جغرافیائی حالت کے سبب پیش آتی ہے۔ قدرتاً زرعی پیداوار بڑھانے کے لئے تحفظ اراضی کے ہر ایک پروگرام کو بنیادی درجہ حاصل ہے۔ تحفظ اراضی کے پروگرام کے تحت بند باندھنے کا کام مہاراشٹر میں ۱۹۲۲-۲۳ء میں شروع کیا گیا تھا، بڑے پیمانے پر بند باندھنے کا آغاز ۱۹۴۲-۴۳ء سے ہوا۔ فی الحال اراضی کی پیمائش، بند سازی، بنچ بیس (جگہوں کو بلند اور ہموار) بنانے کا کام، نالوں پر بند باندھنا، زمین کی نشوونما مع باغبانی، وسیع پیمانے پر پانی کے گرنے کے مقامات کی نشوونما، چوڑی ریگھالی بنانا وغیرہ پر وہ امور ہیں جنہیں تحفظ اراضی کے ضمن میں انجام دیا جاتا ہے۔ اب یہ حالت ہے کہ ریاست کی تقریباً ۷۰ فیصد بند باندھنے کے قابل زمین پر بند باندھے جا چکے ہیں۔

پیداوار بڑھانے کے سلسلے میں محکمہ زراعت کا وہ پروگرام بھی ہے جسے "پیکٹ ڈیولپمنٹ پروگرام" کہتے ہیں، اس باب میں دوسرے اہم پروگرام، اعلیٰ بیج ہائبرڈ اور بیج کی زیادہ پیداوار دینے والی قسموں، فرٹیلائزر پروموشن پروگرام اور کیڑے مار دواؤں کی فراہمی ہے۔

سیڈ (بیج) کارپوریشن

اناج کی پیداوار بڑھانے میں بیجوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے ۱۹۵۰-۵۱ء میں "تعلقہ بیج فارم" قائم کئے گئے تھے، تاکہ پیداواری بیجوں کی مقدار بڑھائی جائے۔ اور یہ کاشتکاروں کو دیئے جائیں۔ اس وقت ۲۲۲ "تعلقہ بیج فارم" ہیں جن کا رقبہ ۴۸۱۶ ہیکٹر ہے اب ان فارموں میں بیج کی پیداوار ۴۲۰۰۰ کوئنٹل سالانہ تک ہو چکی ہے۔ ہائبرڈ کے ارتقاء کے بعد سے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ سیڈ پروگرام پر باقاعدگی کے ساتھ عمل کیا جائے اور محکمہ کی یہ کوشش ہے کہ ضلع پریشدوں کی مدد سے پیدائشاً خالص ہائبرڈ سیڈ کی پیداوار منظم طور پر کی جائے، "سیڈ سرٹیفکیشن ونگ" کا قیام ۱۹۷۰-۷۱ء سے عمل میں آچکا ہے۔ اور ایک آزاد "سیڈ سرٹیفکیشن ایجنسی" کا رجسٹریشن ۱۹۷۶-۷۷ء میں ہو چکا ہے۔ سیڈ کی پیداوار میں بہتری لانے کے لئے ۱۹۷۶-۷۷ء میں اسٹیٹ سیڈ کارپوریشن (مہابیج) قائم کیا گیا تھا، معیاری بیجوں کی فراہمی کے لئے حکومت نے ایک قانون "سیڈز ایکٹ۔ ۱۹۶۶ء" بھی وضع کیا۔

۱۱۳ کروڑ روپیہ کا بجٹ

محکمہ زراعت ۱۸۸۳ء میں قائم ہوا تھا، اس وقت اس کیلئے علیحدہ بجٹ نہیں رکھا جاتا تھا۔ اس کا پہلا علیحدہ بجٹ ۱۹۰۵-۰۶ء کا تھا، جبکہ رقم ۴ء۱۰ لاکھ تھی۔ سال رواں یعنی ۱۹۸۴-۸۵ء کے لئے بجٹ کی رقم تقریباً ۱۱۳ کروڑ روپیہ ہے۔

ہائبرڈ اور جوار، باجرہ، مکئی، گیہوں اور دھان کی اعلیٰ پیداواری قسمیں ۱۹۶۶-۶۷ء میں پیش کی گئی تھیں۔ یہ قسمیں فرٹیلائزروں کے استعمال کے لئے سازگار ہیں، ان قسموں کا پھیلاؤ رفتہ رفتہ بڑھتا جا رہا ہے، اور اب تقریباً ۷۰ لاکھ ہیکٹر تک جا پہنچا ہے۔

فرٹیلائزروں کا استعمال

ہائبرڈ اور اعلیٰ پیداواری قسموں سے بہترین فائدہ حاصل کرنے کے لئے فرٹیلائزروں کا سائنٹفک ڈھنگ سے استعمال کیا جانا ضروری ہے۔ ڈپارٹمنٹ کی ایکسٹنشن ایجنسی، فرٹیلائزروں کے استعمال پر اسی وقت سے اصرار کرتی رہی ہے جب تحریک "زیادہ اناج اگایئے" خاص طور سے شروع کی گئی تھی، تاہم فرٹیلائزروں کی اعلیٰ ٹیکنالوجی کے استعمال سے کاشتکاروں کو روشناس کرانے کے لئے محکمہ نے ۱۹۶۳ء میں "فرٹیلائزر پروموشن پروگرام" جاری کیا ان کوششوں کے نتیجے میں فرٹیلائزروں کی کھپت میں کافی اضافہ ہوا۔

ڈاکٹر۔ ایچ۔ ایچ۔ مان
زراعتی کالج، پونے کے پہلے پرنسپل
(۱-۱-۱۹۰۸)

وبائی کیڑے مکوڑوں، بیماریوں، طفیلی کیڑوں اور دوسرے
نقصان پہونچانے والے جانوروں کی وجہ سے زراعتی پیداوار میں
نقصان کا اندازہ تقریباً پیداوار کا ۲۰ فیصد ہوا کرتا ہے، لہٰذا
محکمۂ زراعت نے بھرپور کوشش کی۔ جدید مؤثر کیڑے مار
دواؤں کے استعمال کو مقبول بنایا جائے تاکہ زراعتی پیداوار
میں نقصانات کو کم کیا جا سکے۔ کیڑے مار دوائیں اور سامان
رعایتی قیمتوں پر دیئے جاتے ہیں۔ مختصر مدت کے لئے قرضوں کا
انتظام بھی کسانوں کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ پودوں کے بچاؤ کے
طریقے استعمال کر سکیں۔

ترقیاتی پروگرام

ریاستی حکومت مرکزی حکومت کے ساتھ ان متعدد تحقیقی
تعلیمی اسکیموں پر عملدرآمد کے سلسلے میں تعاون کر رہی ہے
جنہیں مرکزی حکومت نے کفالتاً جاری کیا ہے۔ مرکزی حکومت
ریاستی حکومتوں کی مدد بعض ترقیاتی اسکیموں پر عملدرآمد کے
سلسلے میں بھی کر رہی ہے۔ اس طرح کے بعض اہم پروگرام
جن کے لئے مرکزی حکومت مدد دے رہی ہے حسب ذیل ہیں،
انٹنسیو ایگریکلچرل ڈسٹرکٹ پروگرام، "انٹنسیو ایگریکلچرل

ایریا پروگرام، انٹیگریٹیڈ ایریا ڈیولپمنٹ اسکیم"، چھوٹے
کاشتکاروں کی ترقیاتی ایجنسی، اور مارجنل فارمروں، اور
زرعی مزدوروں کی ایجنسی"، اور ٹرائبل سب۔ پلان۔
مغربی گھاٹ کے مسائل سے نمٹنے کے لئے ایک خاص
اسکیم جسے مرکزی کفالت حاصل تھی ۷۵-۱۹۷۴ء میں منظور
ہوئی تھی۔ اس اسکیم کے تحت زمین کی مناسب ترقی کے لئے
اقدامات معہ دیہی معاشیاتی کارروائی کے اختیار کئے گئے۔
زمین کی ترقی اور ساتھ ہی باغبانی کے لئے اقدامات،
بالخصوص مناسب ڈھلوانوں پر بھی عمل میں لائے گئے۔
اسی طرح وسیع واٹرشیڈ ڈیولپمنٹ اسکیم پر بھی اقدامات
جاری ہیں۔

وہ کسان جو بالخصوص "ڈرائی فارمنگ ایریا" سے تعلق
رکھتے ہیں، مختلف ترقیاتی اسکیموں سے فائدہ حاصل کرنے
سے مجبور رہتے ہیں۔ لہٰذا حکومت نے کرشی پنڈھری کا اسکیم"
کے ذریعے انہیں فائدہ پہونچانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس
اسکیم کے ذریعہ ایک گاؤں کو عمل کے لئے ایک یونٹ شمار
کیا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے ذریعے مختلف ضلعی اور بلاک لیول
افسران کے کاموں کو باہم مربوط کیا جاتا ہے تاکہ بہترین
نتائج حاصل ہوں۔ اس کے تحت فی الحال ہر تعلقہ سے ایک
گاؤں انتخاب کر کے اس کی بھرپور ترقی پر توجہ دی جاتی ہے،

زراعتی کالج ۔ کوہ کی عمارت کا منظر

زرعی اطلاعی یونٹ کا قیام ڈائرکٹوریٹ میں ۱۹۵۰ء میں عمل میں آیا تھا۔ تاکہ جدید زرعی تحقیق سے کسانوں کو باخبر رکھا جائے، اس کے لئے کتابوں، پوسٹروں، فلموں، سلائیڈوں ریڈیو، ٹی۔وی وغیرہ سے کام لیا جاتا رہا ہے، مراٹھی میں ایک ماہنامہ رسالہ "شیتکری" کسانوں کو جدید زرعی تحقیق سے آگاہ کرتا ہے۔ یہ رسالہ بہت مقبول ہو چکا ہے اور ہندستان میں اس کی اشاعت سب سے بڑھ کر یعنی ۲۹۰۰۰ ماہانہ ہے۔

بعض نئی اسکیمیں

حکومت نے اس ریاست میں حالیہ برسوں میں بعض نئی اسکیمیں جاری کی ہیں، بعض بڑی اسکیمیں یہ ہیں :۔

توسیع کی ٹریننگ اور وزٹ سسٹم :۔

اس میں گاؤں کی سطح کے اسٹاف شامل ہوتے ہیں۔ اس کا اجراء ۱/۴/۱۹۸۱ء سے ہوا۔ کولی ۶۰۰۰ اسٹاف اس سے مستفیض ہوئے، پوری ریاست میں یہ دورہ ۲/۱ ۱ سال میں اختتام کو پہونچا۔ اس سسٹم کا مقصد یہ ہے ۱۔ متحدہ توسیع احکم دینے والوں کی ایک ملائن، با قاعدہ ٹریننگ دینے والے دو ماہرین جن کا تعلق زرعی یونیورسیٹوں اور پس پشت تحقیق کے عاملین سے ہے یہ مائکرو لیول پلاننگ اور ٹیکنالوجی کے منتقل کرنے کے سلسلے میں کلیدی اوزار ثابت ہوں گے۔

تخم کی پیداوار اس ریاست کے لئے بہت نازک اور اہم مرحلہ ہے کیونکہ سورگم چوڑی پتیوں والے پودے (جیسے باجرہ، گنا وغیرہ) اور کپاس کے لئے ہائبرڈ بیج استعمال کئے جاتے ہیں۔ بیج کی پلاننگ اس وقت زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہے جب مائیکرو لیول پلاننگ شروع کی جائے۔ ایک عظیم الشان فیصلہ یہ کیا گیا کہ اس اسکیم پر ۱۹۸۱-۸۲ء سے عملدر آمد بیجوں کو "تبغز۔اسٹاک" کے طور پر رکھنے سے کیا جائے۔ اور اس کے لئے سالانہ انتظام تقریباً ۲،۵ کروڑ روپیوں کا رکھا جائے تاکہ مانگ میں کمی یا بیشی کے مسئلے سے نمٹا جا سکے۔ اور مختلف فصلوں اور قسموں کی فراہمی بھی ممکن ہو۔

مہاراشٹر کو بارانی پانی کے ذریعے فارمنگ پر زور دینا ہی چاہیئے۔ تاکہ اس کی زرعی پیداوار میں اضافہ ہو۔ اس لئے اس کے لئے ریاست نے بارانی پانی کے ذریعے فارمنگ کو ترقی دینے کی دوطرفہ حکمت عملی تشکیل دی ہے۔

◆◆◆

شری راؤ صاحب جامکو
وزیر مملکت برائے زراعت

زرعی محاذ پر مہاراشٹر کی پیش رفت

ریاست مہاراشٹر کی تشکیل سے ابھی تک اس ریاست نے مختلف میدانوں میں خوب ترقی کی ہے۔ زرعی محاذ پر بھی اس کی پیش رفت قابل ستائش رہی ہے۔ ۱۹۶۰-۶۱ء ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کا سال تھا۔ اس سال زرعی پیداوار مجموعی طور پر ۴۴٫۰۰ لاکھ ٹن تھی۔ لیکن اس کے بعد مختلف وجوہات کی بنا پر ہم اتنی اچھی مقدار میں زرعی پیداوار حاصل نہیں کر سکے۔ ۱۹۷۷-۷۸ء میں زرعی پیداوار ۱۰۳٫۵۸ لاکھ ٹن تک پہونچی۔ لیکن آئندہ دو تین سالوں میں یہ تعداد پھر کم ہو گئی۔ تاہم امسال توقع ہے کہ ہم اب تک کی سب سے زیادہ یعنی ۱۰۸ لاکھ ٹن زرعی پیداوار حاصل کر سکیں گے۔ اور اسی سال ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے زراعت اپنی تاسیس کے سو سال مکمل کر رہا ہے۔ نیز یہ سال مہاراشٹر کی تشکیل کا ۲۵واں سال بھی ہے۔

زرعی محاذ پر مہاراشٹر کی یہ کامیابی بلاشبہ انتھک کوششوں اور بلند عزم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اس محاذ پر ریاست میں بعض اہم دشوار مسائل سے نمٹنا ہوتا ہے۔ پہلا دشوار مسئلہ ہے آبپاشی کا۔ زیادہ سے زیادہ اراضی کو زیر آب لانے کے لئے کئی آبپاشی پروجیکٹ جاری کئے گئے ہیں۔ اوران کے نتیجہ میں ابھی تک صرف ۱۲٫۵ فیصد اراضی ہی سیراب کی جا سکی ہے۔ باقی ماندہ ۸۷٫۵ فیصد اراضی میں سے ایک تہائی زمین آبپاشی کیلئے غیر یقینی بارش کے رحم وکرم پر رہتی ہے۔ چنانچہ ریاست میں بارش کے علاوہ دیگر ذرائع آبپاشی سے کاشتکاری کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، اسے نئے بیس نکاتی پروگرام میں بھی جگہ دی گئی ہے۔

ہمارا دوسرا مسئلہ زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں۔ ۷۰ فیصد کسان چھوٹے کسان ہیں۔ یعنی ان کے قطعات اراضی رقبہ میں کم ہیں۔ کم رقبہ کی زمین پر زرعی پیداوار کو بڑھانا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے متعدد اسکیمات نافذ کی گئی ہیں۔

نہ صرف مہاراشٹر بلکہ ملک گیر سطح پر زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے میں اعلیٰ اقسام کے بیجوں نے اہم رول ادا کیا ہے

تلہن کی ایک فصل کا منظر

مخلوط النسل اور اعلیٰ اقسام کے بیجوں سے فصل اچھی ہوتی ہے اور غلہ بھی خوب پیدا ہوتا ہے۔ ریاست میں ایسے ۲۲۲ فارم ہیں، جہاں مخلوط النسل اور اعلیٰ اقسام کے بیج تیار کئے جاتے ہیں۔ ۱۹۶۰-۶۱ء کے دوران یہاں ۲۴ ہزار کوئنٹل بیج تیار کئے گئے تھے۔ ۱۹۸۲-۸۳ء میں مقدار بڑھ کر ۴۲ ہزار ٹن ہوگئی۔ امسال بھی اتنی ہی پیداوار کی توقع ہے۔ ریاست کے کاشتکاروں کو اعلیٰ اقسام کے بیجوں کی فراہمی کے لئے ریاستی حکومت نے ۱۹۷۶ء میں ایک کارپوریشن قائم کی۔

زیادہ سے زیادہ اراضی پر مخلوط النسل اور اعلیٰ اقسام کے بیجوں کی فصلیں اگانے کے لئے بھی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ۱۹۶۸-۶۹ء کے دوران ۴۲ر۱۰ لاکھ ہیکٹر اراضی پر انکی تخم ریزی کی گئی۔ امسال ان کی تخم ریزی ۴۹ر۷۵ لاکھ ہیکٹر اراضی پر متوقع ہے۔

مہاراشٹر ملک کی وہ پہلی ریاست ہے جہاں ایسے بیجوں کا زائد ذخیرہ رکھا گیا ہے۔ ۱۹۸۳-۸۴ء میں ذخیرہ ۲۷ ہزار کوئنٹل تھا جبکہ ۱۹۸۱-۸۲ء میں بہ صرف ۱۹ ہزار کوئنٹل تھا۔

زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے کیمیائی کھاد کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا گذشتہ ۲۵ سالوں کے دوران کھاد کے استعمال میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۶۰-۶۱ء کے دوران ریاست میں ۲۹ ہزار ٹن کیمیائی کھاد استعمال کی گئی تھی۔ جبکہ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۶ لاکھ ۵۴ ہزار ٹن کیمیائی کھاد استعمال کی گئی۔ کیمیائی کھاد کی پھٹکل فروخت کی ایک مہم بھی جاری کی گئی تھی۔

زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کے لئے فصلوں کا تحفظ ناگزیر ہے۔ فصلوں کو مختلف جراثیم اور بیماریوں سے محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ ماضی میں کاشتکار اپنی سہولت اور اپنی حیثیت کے مطابق حفاظتی اقدامات کرتے تھے۔ ۱۹۷۶-۷۷ء سے حکومت نے فصلوں کے تحفظ کی مہم جاری کی۔ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۵۸ر۷ لاکھ ہیکٹر اراضی پر کھڑی فصلوں کا اس مہم کے تحت احاطہ کیا گیا۔

کپاس اور گنا ریاست کی اہم تجارتی فصلیں ہیں۔ کپاس کی پیداوار میں کچھ حد تک کمی آگئی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ اسکی کاشت میں غیر یقینی بارش کے علاقوں میں کی جاتی ہے۔ تاہم گنے کی پیداوار میں مہاراشٹر کی کامیابی بلاشبہ قابلِ ستائش ہے۔

اعلیٰ اقسام کے بیجوں سے اچھی فصل ہوتی ہے اور خوب غلہ اُگتا ہے ایسی ہی ایک فصل لہلہا رہی ہے۔

دالوں اور تلہن کی پیداوار

ہمارے یہاں دالوں اور تلہن کی پیداوار کم ہے۔ ان کی پیداوار میں اضافہ کے لئے مسلسل کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جن کے نتیجے میں تلہن کی پیداوار میں کافی اضافہ ہوا ہے، خصوصًا موسم گرما کی مونگ پھلی کی کاشت زیادہ سے زیادہ اراضی پر کی جا رہی ہے، سورج مکھی کی کاشت بھی زیادہ اراضی پر کی جا رہی ہے ۷۱-۱۹۷۰ء میں تلہن کی پیداوار ۹ر۸۳ لاکھ ٹن تھی، ۸۴-۱۹۸۳ء میں بڑھ کر ۱۱ر۵۳ لاکھ ٹن ہونے کی توقع ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ آئندہ سالوں میں مہاراشٹر دالوں اور تلہن کے تعلق سے نہ صرف خودکفیل بن جائیگا بلکہ اپنی ضرورت سے زیادہ بھی اُگا سکے گا۔

دالوں کی پیداوار میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے، خصوصًا تور کی دال کی پیداوار میں خوب اضافہ ہوا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اراضی پر تور کی نئی قسم کی کاشت کی جا رہی ہے، علاوہ ازیں باجرہ اور تور کی مخلوط فصلیں بھی اگائی جا رہی ہیں۔ ۷۱-۱۹۷۰ء میں دالوں کی پیداوار ۹٫۹۰ لاکھ ٹن تھی۔ امید ہے کہ امسال یہ پیداوار بڑھ کر ۱۱ر۲۹ لاکھ ٹن ہو جائے گی۔ دالوں کی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کے لئے حکومت کی جانب سے مختص کی جانے والی رقم میں بھی برابر اضافہ ہو رہا ہے ۸۱-۱۹۸۰ء میں یہ رقم ۳۳ لاکھ روپیہ تھی۔ جبکہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران یہ رقم ۱۰۸ لاکھ روپیہ کی گئی ہے سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران تلہن پروگرام کے نفاذ کے لئے حکومت نے ۴۲ر۷ لاکھ روپئے مختص کئے ہیں جبکہ ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران اس پروگرام کے لئے ۲۴ لاکھ روپئے مختص کئے گئے تھے۔ ان تمام اقدامات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ جلد ہی ہم تلہن اور دالوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ حاصل کر سکیں گے۔

مٹی کے تحفظ کا پروگرام

زمین کی زرخیزی کی برقراری اور اس میں اضافہ کے لئے مٹی کا تحفظ لازمی ہے۔ مٹی کے تحفظ کیلئے منڈیر بنانے کے علاوہ مگالی ۰ نالہ بدنگ اور آیوکٹ ڈیولپمنٹ جیسے اقدامات کئے جاتے ہیں۔

مہاراشٹر ملک کی وہ واحد ریاست ہے جہاں

فصل کے تحفظ کے لئے جراثیم کش ادویات کا چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے۔

(COWDEP) Comprehensive Watershed Development Programme نافذ العمل ہے اس پروگرام کے تحت واٹرشیڈ علاقوں کو منظم منصوبہ بند طریقے سے ترقی دی جاتی ہے۔ اس پروگرام کے تحت مٹی کے تحفظ کیلئے کئے جانے والے اقدامات کی بھی تنظیم کی جاتی ہے۔

کرشی پنڈھری

غیر یقینی بارش کے علاقوں میں آبپاشی کے دیگر ذرائع سے کی جانے والی کاشتکاری کو کامیاب بنانے کے لئے فصلوں کی منظم منصوبہ بندی بے حد ضروری ہے لہٰذا حکومت ہر تعلقہ سے ایک دیہات بطور "کرشی پنڈھری" منتخب کرتی ہے اور وہاں COWDEP نافذ کرتی ہے منتخب دیہات میں فصلوں کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے، مٹی کی جانچ کی جاتی ہے۔ بارش کے پانی کے بغیر کھیتی کے جدید بہتر طریقے کے استعمال سے کسانوں کو متعارف کرایا جاتا ہے نیز ایسے متعدد اقدامات کئے جاتے ہیں۔

اس پروگرام کے تحت کسانوں کو وقت پر ضروری قرض بھی فراہم کیا جاتا ہے اس طرح کرشی پنڈھری کو غیر یقینی بارش کے علاقے میں کاشتکاری کیلئے ایک نمونہ بنایا جاتا ہے۔

ریاست میں ایک اور زرعی اسکیم کامیابی کیساتھ زیر عمل ہے جسے (Pilot Demonstration Scheme) کہا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت کسانوں کی سیراب زمینوں پر دھان اور گیہوں کی کاشت کی جاتی ہے اس کاشت کے لئے جدید زرعی تکنیک کا استعمال کیا جاتا ہے اور کسانوں کو ان سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ اس اسکیم کے تحت کی گئی کاشت سے فی ایکڑ پیداوار عام کاشت کے مقابلے میں زیادہ پائی گئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت فی ہیکٹر ۳۱ء۵ کوئنٹل گیہوں اور ۸ء۴۰ کوئنٹل دھان حاصل کی گئی۔

زرعی سائنس کے میدان میں مستقل طور پر تحقیقی کام ہو رہے ہیں۔ ان تحقیقی نتائج سے عام کسانوں کو فیضیاب کرنا بے حد ضروری ہے۔ اس مقصد کے تحت ریاست کے تمام اضلاع میں اپریل ۱۹۸۳ء سے تربیت اور دورہ

کیمیائی کھاد
زرعی پیداوار میں
اضافہ
کا اہم ذریعہ ہے۔

اسکیم نافذ کی گئی ہے یہ اسکیم عالمی بینک کے تعاون سے نافذ کی جارہی ہے۔اس اسکیم کے تحت ورکروں کو ضروری تربیت دی جاتی ہے تربیت مکمل ہونے کے بعد یہ ورکر کھیتوں کا

دورہ کرتے ہیں اور کسانوں کے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔

فصل کی منصوبہ بندی

اس سال سے ریاست میں فصل کی منصوبہ بندی کی ایک نئی اسکیم جاری کی گئی ہے۔اس اسکیم کے نفاذ کے لئے ریاست کے مختلف علاقوں کو بارش، آب وہوا اور مٹی کے اعتبار سے ۲۷ یونٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے یہ اسکیم ضلع داری سطح پر نافذ کی جارہی ہے۔

منی کٹ اسکیم

مخلوط النسل اور اعلیٰ اقسام کے بیجوں نیز کیمیائی کھاد کے استعمال کو کسانوں میں مقبول بنانے کے لئے ریاستی حکومت منی کٹ اسکیم کے تحت ربیع اور خریف کی فصلوں کے وقت کسانوں کو اعلیٰ اقسام کے بیج مفت تقسیم کرتی ہے، اور کسانوں کو ان کے استعمال کے طریقے بھی سکھائے جاتے ہیں ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران بیجوں کے ۷ لاکھ اور کیمیائی کھاد کے ایک لاکھ منی کٹ تقسیم کئے گئے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران بیجوں کے بیس لاکھ اور کھاد کے دس لاکھ منی کٹ تقسیم کئے گئے۔

کم رقبہ کی زرعی آراضی کے مالک کاشتکاروں کی زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے میں یہ اسکیم معاون ثابت ہوگی۔

بیج، کھاد اور جراثیم کش دواؤں کے معیار کی جانچ اور ان کے اعلیٰ معیار کی برقراری کیلئے بھی ایک اسکیم جاری کی گئی ہے۔

خصوصی کمپونٹ پروگرام

یہ پروگرام افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے مندرجہ جاتیوں اور نوبدھوں کے خاندانوں کو اس سطح سے اوپر اٹھانے کے لئے ۸۳-۱۹۸۲ء سے جاری کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کے تحت متعلقہ کسانوں کو زرعی مقاصد کی خاطر مالی امداد دی جاتی ہے۔ ہر پنچایت سمیتی علاقے سے اس اسکیم کے تحت ستر خاندانوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران اس پروگرام کے تحت ۲۰،۲۰ خاندانوں میں بطور امداد ۹۱ء۴ لاکھ روپیہ تقسیم کئے گئے۔ ریاست کے چودہ اضلاع میں ۷۷-۱۹۷۶ء سے قبائلی علاقہ ضمنی منصوبہ بھی نافذ ہے۔ اس کے تحت ادیباسی کسانوں کی امداد کی جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ ریاست کی زرعی پیداوار میں اضافہ حاصل کرنے کے لئے متعدد اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ مہاراشٹر کا کسان ترقی پسند کسان ہے وہ جدید زرعی تکنیکوں کا خیر مقدم کرتا ہے۔ اس کی کوششوں اور سرکاری اعانت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بعید نہیں کہ مستقبل قریب میں ہماری زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ حاصل کیا جا سکے گا۔

ایس ۔ کے ۔ ڈودگے
ایڈیشنل ڈائرکٹر آف ایگریکلچر

زراعت کی توسیع کے پروگرام کی ازسرِنو تنظیم

جغرافیائی حیثیت سے مہاراشٹر کا رقبہ تقریباً ۳۰۰ لاکھ ہیکٹر ہے۔ اس میں سے کوئی ۲۰۰ لاکھ ہیکٹر زمین زراعتی استعمال میں ہے لیکن زراعتی اراضی کا صرف ۱۲ فی صد حصّے کو آبپاشی کی سہولتیں حاصل ہیں۔ اگر تمام آبی وسائل سے کام لیا جائے تو زیادہ سے زیادہ ۳۰ فی صد اراضی کو آبپاشی کی سہولتیں مل سکیں گی۔ اس طرح ۷۰ فی صد اراضی کو ہمیشہ بارش کے لئے منتظر رہنا ہوگا۔ اس کے علاوہ زرعی اراضی کا ایک تہائی (⅓) حصّہ ایسا ہے جس سے متعلق قحط زدہ ہونے کے امکانات رہتے ہیں۔ اراضی کا ۸۰ فی صد حصہ بے وقت اور ناکافی بارش کا شکار رہتا ہے۔ اس بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ مہاراشٹر میں زراعت کا حال کچھ ویسا ہی ہے جیسے کسی جوئے میں بازی لگانے کا۔

ریاست کو زرعی اراضی اور موسمی لحاظ سے ۹ زون میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کوکن کے علاقے میں بارش کی اوسط ۲۵۰۰ ملی میٹر ہے جبکہ قحط زدہ ہونے کے امکانات والے رقبوں میں یہ اوسط اس حد تک کم ہے کہ ۵۰۰ ملی میٹر سے زیادہ شمار نہیں کیا جاسکتا۔ پس کل زرعی اراضی کا دو تہائی (⅔) حصّہ فصل خریف کے تحت اور ایک تہائی (⅓) حصہ فصلِ ربیع کے تحت ہوا کرتا ہے۔

اس ریاست کی معاشی کے لئے زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے اور کم و بیش یہاں ۷۰ فی صد لوگ کاشتکار ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ امر کتنا افسوسناک ہے کہ ہم یہاں کی ضرورت کے مطابق اناج پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔ لہٰذا ہمیں نہ صرف اناج کی پیداوار بڑھانے پر پوری توجہ دینی ہوگی بلکہ اس کا بھی خیال رکھنا ہوگا کہ ہمارے کاشتکاروں کی آمدنی بڑھے اور طریقۂ کاشت میں جدید طریقوں کی انہیں تربیت بھی دی جائے۔ اس لحاظ سے کاشتکاری کو سائنسی اصول کے مطابق جدید طرز پر ڈھالنا ہوگا اور پیداوار کی نکاسی تجارتی بنیاد پر کرنی ہوگی۔ اس کیلئے زرعی توسیع کے پروگرام کو تیزی کے ساتھ اور موثر طور پر عمل میں لانے کی ضرورت محسوس ہوتی اور کسانوں کو جدید تحقیق سے روشناس کرانا لازمی ٹھہرا تاکہ پیداوار میں اضافہ ہو اور معاشی اور پیداواری مسائل حل ہوں۔ زرعی یونیورسٹیوں کا قیام اور زرعی طور طریقوں میں پیش رفت نے یہ بات واضح کردی کہ کسانوں کو ان سے آگاہ کرنا وقت کا بڑا تقاضہ ہے۔

زرعی توسیع کی مشینری کی ازسرِنو تنظیم

اب تک زراعت کو وسعت دینے کا کام ان زرعی پروجیکٹوں پر سرگرمی کے ساتھ عمل درآمد کے ذریعے انجام پاتا تھا جو گرام سیوکوں (یا ضلع پریشدوں) اور محکمۂ زراعت کی وساطت سے عمل میں لائے جاتے تھے لیکن چونکہ گرام سیوکوں کو زراعتی معاملات کی توسیع کے علاوہ اور کئی کام انجام دینے ہوتے ہیں اور محکمۂ زراعت کے تحت پاس اسٹاف ناکافی تھا۔ اس لئے زراعت کی موثر طور پر اور جلد از جلد ترقی کے لئے توسیع زراعت کی مشینری کو پھر سے منظم کرنا ناگزیر ٹھہرا۔ اس مقصد کے پیشِ نظر "ٹرینگ اور وزٹ (ٹی ۔ وی) اسکیم" پر نظرِ ثانی کرکے زرعی توسیع کی اسکیم کو عالمی بینک کی مدد سے

یکم اپریل ۱۹۸۱ء سے مہاراشٹر میں نافذ کیا گیا۔ شروع میں اسے تجربے کے طور پر آٹھ اضلاع میں جاری کیا گیا اور طے پایا کہ رفتہ رفتہ تین برس میں پوری ریاست کو اس اسکیم کے دائرے میں لے لیا جائے لیکن جب اس اسکیم کے اچھے نتائج سامنے آئے تو دوسرے برس میں ہی یعنی یکم اکتوبر ۱۹۸۲ء سے اسے پوری ریاست مہاراشٹر میں نافذ کر دیا گیا۔

نمایاں خصوصیات

اس اسکیم کی نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:

جو لوگ اس اسکیم کے تحت ملازمت میں لئے جائیں گے وہ صرف زرعی توسیع کے کام کریں گے۔ ضلع پریشد کے ملازمین بیج، کیڑے مار دوائیں وغیرہ مہیا کریں گے۔ ضلع سطح پر سب ڈویژنل ایگری کلچر افسر اور چیف ایگری کلچر آفیسر توسیع کے کام کی نگرانی کریں گے اور اس پر کنٹرول رکھیں گے۔ توسیع کے کام پر لگائے گئے ملازمین کو مخصوص حلقے سونپے گئے ہیں۔ یہ لوگ کسانوں کے فارم پر وزٹ کے لئے جائیں گے اور انہیں ترقی یافتہ ٹیکنالوجی سکھائیں گے۔ گاؤں کے لئے جو ملازم توسیعی کام کے لئے رکھا گیا وہ کسانوں کو پندرہ دن میں ایک خاص دن ہدایتیں اور مشورے دیتا اور ان کے کھیتوں پر وزٹ کے لئے جاتا ہے۔ خود توسیعی کام سے یہ ملازم بھی پندرہ دن میں ایک دن ٹریننگ حاصل کرتے ہیں تاکہ آئندہ پندرہ دن کا پروگرام ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ اس طرح ترقی یافتہ زرعی ٹیکنالوجی کسان کے دروازے تک پہنچ جاتی ہے اور ان کے حل طلب مسائل ماہانہ کلاسوں کے ذریعے زرعی سائنس دانوں کے گوش گذار کر دیئے جاتے ہیں۔

تحقیق و توسیع کے کام میں متحدہ کوششوں کو لگاتار جاری رکھنے کے لئے ٹریننگ پروگراموں کو پندرہ دن میں اور پھر مہینے کے آخر میں رکھا گیا ہے۔ توسیع کے کام کی دیکھ ریکھ اور کسانوں کو مناسب ہدایت بھی اس موقع پر دی جاتی ہے کسانوں کو زرعی تحقیق کی معلومات دینے سے پہلے، توسیعی کاموں کی جگہوں پر بڑے پیمانے پر آزمائشیں کی جاتی ہیں اور ان کے اوزار و سامان، زمین کی قسم، موسمی کیفیت وغیرہ پر غور کرنے کے بعد اگر ضرورت سمجھی جاتی ہے تو دی گئی ہدایتوں کی اصلاح کے لئے زرعی سائنس دانوں سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ کسانوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہوئے جلد از جلد ایگریکلچر یونیورسٹی میں فی الفور تحقیق کریں۔

اس اسکیم پر موثر انداز میں عمل درآمد کے لئے پوری طرح سے آراستہ ادارتی مشینری قائم کی گئی ہے جس کی تفصیل یوں ہے

(۱) توسیع کیلئے گاؤں کا ملازم

گاؤں کی سطح پر یہ نہایت اہم ملازم ہے۔ یہ ۱۰۰۰ تا ۱۲۰۰ کسان خاندانوں کو ہدایت و مشورہ دیتا ہے جن میں سے مختلف درجے کے ۸ / ۱۰ فی صد کسانوں کو "درمیانی شخص" کی حیثیت سے انتخاب کیا جاتا ہے۔ کسانوں کے ۸ گروپ بنائے جاتے ہیں اور انہیں درمیانی اشخاص کے فارموں پر پہنچ کر ہدایتیں دی جاتی ہیں۔ دوسرے کسانوں کو بھی اس موقع پر مشورے دیئے جاتے ہیں اور اگلے پندرھویں دن جو کام انجام دیا جانے والا ہوتا ہے۔ اس کی ہدایتیں بھی دے دی جاتی ہیں کسانوں سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ ان وزٹوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں اور درمیانی اشخاص سے بھی بہترین طور پر رہنمائی کرنے کی امید کی جاتی ہے۔ کسانوں کے مسائل بھی زرعی سائنس دانوں کے گوش گذار کر دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ مزید مشورے دے سکیں۔

(۲) افسر زراعت

ایک افسر زراعت آٹھ گرام سیوکوں کو صلاح دیتا اور کنٹرول کرتا ہے۔ یہی افسر گرام سیوکوں کے ہر گروپ کی ہر پندرہ دن میں رہنمائی کا فرض بھی انجام دیتا ہے۔ اس مقررہ وقت کا پہلے سے خوب پرچار کیا جاتا ہے۔

(۳) سب ڈویژنل ایگریکلچر آفیسر

۳/۴ تعلقوں کا ایک "سب ڈویژن" ہوتا ہے اور ہر سب ڈویژن میں ۸ / ۱۲ "سب ڈویژنل افسران" ہوتے ہیں اس ریاست میں اس قسم کے ۹۰ سب ڈویژن ہیں۔ ان کے علاوہ مختلف مضامین کے ۶۰ حلقے جن میں مختلف مضامین کے ماہر شامل ہیں مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر حلقے میں تین ماہرین ہیں جو پندرہ دن والی کلاسوں میں ٹریننگ کے پروگراموں پر عمل درآمد کرواتے ہیں۔ علاوہ اس کے یہ حلقے کسانوں کے فارموں پر وزٹ کے لئے جاتے ہیں اور وہاں بتلائے جانے والے عملی کاموں

کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ماہروں کے یہ تمام گروپ "سب ڈیویژنل ایگریکلچر افسران" کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں۔

(۴) چیف ایگریکلچر آفیسر

ضلع کی سطح کا یہ افسر ضلعی سطح پر اسکیم پر عمل درآمد کے لئے ذمہ دار ہے۔

(۵) ڈیویژنل جوائنٹ ڈائرکٹر

یہ جوائنٹ ڈائرکٹر، ڈیویژنل سطح پر اسکیم کے کاموں کے معائنے اور رہنمائی کا ذمہ دار ہے۔

(۶) اسسٹنٹ ڈائرکٹر آف ایگریکلچر (توسیع)،

ریاستی سطح پر اسکیم کے نفاذ کا پوری طرح ذمہ دار ہے۔

اسکیم کی مانیٹری اور تخمینہ لگانا

اسکیم کو غلط رخ پر جانے سے روکنے اور کاموں کا تخمینہ لگانے کے لئے ایک آزاد مشینری قائم کی گئی ہے۔ اسکیم پر لگاتار نگاہ رکھنے کے لئے یہ مشینری نہایت کارآمد ہے تاکہ کسی قسم کے غلط اقدام کی فوری طور پر اصلاح ہوجائے اور اسکیم پر عمل درآمد کامیابی کے ساتھ جاری رہے۔

یہ اسکیم زراعتی یونیورسٹیوں، ایگریکلچرل ڈپارٹمنٹ، ضلع پریشدوں اور پیشہ زراعت اور کاشتکاروں سے تعلق رکھنے والے اداروں کے کاموں کو ایک دوسرے کے ساتھ متحد و مربوط رکھنے میں بڑی صلاحیت رکھتی ہے۔ اس اسکیم کی بدولت کسانوں کو ان کے دروازے سے لگ کر زراعت کی ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے مفید نتائج جاننے میں بڑی مدد ملی اور اسی طرح زراعتی پیداوار میں اضافہ کے ذریعے اس پروگرام کو بڑھاوا ملا۔ تاہم چونکہ مہاراشٹر میں ۹۰ فی صد کاشتکاری خشک اراضی سے تعلق رکھتی ہے یا پھر زراعتی (بارانی) ہے اس لئے ترقی یافتہ ٹیکنالوجی کے اختیار کئے جانے کی رفتار کسی قدر دھیمی ہے۔ اس لئے اسکیم کی افادیت کا اتنی کم مدت میں تخمینہ لگانا ممکن نہیں ہو سکتا۔

پھر بھی اس اسکیم کے ذریعے گذشتہ دو سال میں

حاصل ہونے والے فائدوں پر تبصرہ کرنا فائدے سے خالی نہیں جو مختصراً حسب ذیل ہے۔

چونکہ اس ریاست میں کاشتکاری کی نوعیت خاص طور سے "زراعتی" (بارانی) ہے۔ اس لئے کم خرچ والے طریقے زیادہ اہمیت دیئے جاتے ہیں۔ ترقی یافتہ طریقوں سے کام لینا — (جیسے اعلیٰ اور ہائیبرڈ بیجوں کا استعمال، درختوں کی ایک ہیکٹر میں مناسب تعداد میں پودکاری، درمیان میں بوائی۔ درمیانی اور زرخیز زمینوں میں دگنی بوائی (ان خطوں میں جہاں بارش کا برسنا یقینی سمجھا جاتا ہے) فرٹیلائزروں کا استعمال اور زراعتی (بارانی) فصلوں کے لئے مختصر طور پر فرٹیلائزروں کا استعمال، نہایت اہم موقعوں پر فصلوں کو پانی دے کر قائم رکھنا وغیرہ — ایسے طریقے ہیں جن کی بدولت بڑے پیمانے پر اناج کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

ترقی یافتہ اور ہائبرڈ فصلوں کی بوائی

جوار :- یہ مہاراشٹر کی اہم ترین فصل بلکہ فصلوں کا جزو اعظم ہے۔ درمیانی اور زرخیز زمینوں کے لئے فصل خریف کے دوران، بجائے اس نوع کے جیسے سی۔ایس۔ایم۔۵ کہتے ہیں، سی۔ایس۔ایم۔۹ والی جوار کی قسم کی سفارش کی جاتی ہے۔ توسیعی اسکیم میں کام کرنے والے ملازمین کی کوششوں کی بدولت ۱۹۸۲-۸۳ء میں اس قسم کی جوار کی بوائی ۲۶ء۱ لاکھ ہیکٹر زمین پر کی گئی تھی۔ فصل ربیع کے لئے "مالڈنڈو" کی بجائے

گرمیوں کی مونگ پھلی

مہاراشٹر ریاست تلہن کے بارے میں قلت زدہ علاقہ ہے۔ اس کمی پر غالب آنے کے لئے گرمیوں میں مونگ پھلی کی بڑے پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔ توسیعی اسکیم کے ملازمین کی کوششوں کی بدولت، مونگ پھلی کی کاشت ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۹۸ ہیکٹر تک پہنچ گئی یعنی پیداوار ۶۵، کوئنٹل فی ہیکٹر ہوئی۔ اس موسم میں گرمیوں کی مونگ پھلی ۲ لاکھ ہیکٹر زمین پر بوئی جائے گی۔

معلوم ہوا ہے کہ ودربھ میں موسم ربیع میں تور کی بوائی زیادہ نفع بخش ہے بہ نسبت اس کے کہ "زراعتی" گیہوں کی بوائی کی جائے اس لحاظ سے توسیعی اسکیم کے ملازمین کی یہ کوشش ہے کہ "تور" کی بوائی زیادہ رقبۂ زمین پر کی جائے۔ اسی طرح 'بیساکھی مونگ' کی فصل جس کے لئے کم مقدار میں پانی لگتا ہے ۸۲-۱۹۸۱ء کے دوران ۱۰۰ و ۶ ہیکٹر زمین پر بوئی جائے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۵,۰۰۰ ہیکٹر زمین کا نشانہ رکھا گیا ہے۔

ترقی یافتہ زرعی تیکنک کا استعمال

درمیانی بوائی : عموماً مونگ، تور اور اڑد (ماش) کی بوائی جوار اور کپاس کے ساتھ، ملی جلی فصل کے طور پر ہوا کرتی ہے لیکن انہیں درمیانی فصلوں کی شکل میں بویا جاتا ہے۔ اس سے زمین کی زرخیزی بڑھ جاتی ہے اور اناج کی پیداوار میں اضافہ ہوا کرتا ہے۔ مونگ پھلی کو بھی درمیانی بوائی کے طور پر اختیار کرنے کی سفارش کی جاتی ہے۔ اس طرح کی درمیانی بوائی کا کوئی مخالف اثر اصل فصل پر نہیں ہوتا بلکہ اس کے برعکس درمیانی بوائی کے طور پر بوئی گئی فصلوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا کرتا ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں درمیانی بوائی کے طور پر بوئی گئی فصلوں کے لئے ۵۰۰۰ ۳ ہیکٹر کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

بایو فرٹیلائزروں کا استعمال

اس بات کا تجربہ ہوا ہے کہ اگر پھلی کو بوائی کے وقت بایو فرٹیلائزر (زندگی بخش فرٹیلائزر) لگائے جائیں

ایس۔ پی۔ وی۔ ۸۶ کی ترقی یافتہ قسم کی بوائی کی سفارش کی گئی ہے جس کی پیداوار "مالدنڈو" کی پیداوار سے ۱½ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ ۸۱-۱۹۸۰ء میں اس نئی قسم کی بوائی ۸۰۰۰ ہیکٹر زمین پر کی گئی تھی، لیکن ۸۲-۱۹۸۱ء، ۸۳-۱۹۸۲ء اور ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران یہ رقبہ بڑھ کر ترتیب وار ۲۸,۰۰۰، ۴۱,۰۰۰ اور ۸۷,۰۶۰ ہیکٹر تک جا پہنچا۔ اس اضافہ کے لئے ٹی۔ وی اسکیم کے ملازمین کی کوششیں خاص طور پر تعریف کی مستحق ہیں۔ اس کے علاوہ، ۸۳-۱۹۸۲ء کی قحط سالی کے دوران ۱۴ لاکھ ہیکٹر زمین پر جوار کی بوائی بالکل نہیں کی جاسکتی لیکن ربیع کی فصل مذکورہ ۱۴ لاکھ میں سے ۵ء۸ لاکھ ہیکٹر زمین پر کرنے میں آئی۔

سقولا

سقولا سے ساتھ جوار کی ملی جلی بوائی کا اثر جوار کے لئے خراب نکلا۔ اس سے بچنے کے لئے سقولا کی علیحدہ طور پر بوائی کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ ۸۱-۱۹۸۰ء کے دوران سقولا کی بوائی صرف ۲۰ء۵ لاکھ ہیکٹر زمین پر کی گئی تھی ـــــ پھر ۸۳-۱۹۸۲ء میں یہ رقبہ بڑھا کر ۴۷ء۵ لاکھ ہیکٹر اور ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۶۵ء۵ لاکھ ہیکٹر کیا گیا۔

تو پیداوار میں ۱۰ تا ۱۵ فی صد کا اضافہ ہوا کرتا ہے۔ پیداوار کے لئے یہ طریقہ کم خرچ بالا نشیں کا ایک بہترین طریقہ ہے جیسے پھلیوں کی پیداوار میں اضافے کے سلسلے میں استعمال کیا جا سکتا ہے چنانچہ بیجوں کے اس طرح استعمال کے لئے کوششیں کی بھی گئیں۔ ۸۱-۱۹۸۰ء میں صرف ۵،۰۰۰ر۱۰ پیکٹ ریاست مہاراشٹر کے کسانوں کو تقسیم کئے گئے تھے۔ لیکن اب ۸۴-۱۹۸۳ء میں ان پیکٹوں کا استعمال آٹھ گنا بڑھ گیا اور ۸ء۴۹ لاکھ پیکٹوں کی تقسیم عمل میں آئی۔

کیمیاوی فرٹیلائزروں کا استعمال

فرٹیلائزروں کے مناسب طور پر استعمال کے لئے، زمین کی جانچ کرنا اور پھر اسی مناسبت سے فرٹیلائزر دینا ہمیشہ مفید ہوتا ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں کسانوں کی ایک زبردست تعداد یعنی ۲،۳۶،۰۰۰ اپنی کھیت کی زمین کی جانچ کے لئے آئے چنانچہ ان کو اسی مناسبت سے فرٹیلائزروں کی مقدار کی سفارش کی گئی۔ اس کے علاوہ فرٹیلائزر کی فروخت کے ۱۰،۶۰۰ مراکز کھولے گئے تاکہ یہ آسانی سے انہیں دستیاب ہوں۔ اگرچہ سال مذکورہ قحط سالی کا سال تھا۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تقریباً ۵ لاکھ ٹن فرٹیلائزروں کی فروخت ہوئی تھی۔ فرٹیلائزروں کے "زراعتی" زمینوں پر استعمال کے لئے زیادہ تاکید کی جاتی ہے۔ اس بات پر بھی توجہ دی جا رہی ہے کہ کسان ان فرٹیلائزروں کو ٹھیک وقت پر حاصل کر سکیں۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۶ء۵ لاکھ ٹن فرٹیلائزروں کے استعمال کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا۔

ترقی یافتہ "ڈرل"

زراعتی فصل کے لئے فرٹیلائزروں کے مناسب استعمال کے واسطے، ایک دو بالٹی والے اسٹول کی سفارش کی جاتی ہے تاکہ بوائی کے وقت بیج کے ساتھ فرٹیلائزر استعمال کیا جا سکے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران اس قسم کے ۱۹۰۰ ڈرل کی فروخت ہوئی تھی۔

نئی فصلوں کا پرچار

سن فلاور جس کی بوائی سال بھر کی جا سکتی ہے قحط زدہ علاقوں کے لئے رحمت ثابت ہوا۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں قلت کی حالت کے باوجود، سن فلاور کی کاشت ۱،۹۴،۰۰۰ ہیکٹر زمین پر کی گئی تھی جبکہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۲ء۸۲ لاکھ ہیکٹر کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

فصل بچاؤ مہم

فرٹیلائزروں، بہتر بیجوں اور ایسے ہی دوسرے فائدہ بخش طریقوں کے ذریعے اناج کی پیداوار بڑھانے کی ترکیبیں عمل میں لائی جا رہی ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی اہم ہے کہ کیڑوں اور مختلف بیماریوں سے ہونے والے نقصانات کو روکا جاتے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے فصل بچاؤ مہم کا بڑے پیمانے پر آغاز کیا گیا تھا۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۵ء۶۲ لاکھ ہیکٹر رقبے کا اس مہم کے ذریعے احاطہ کیا گیا تھا۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے نشانے کو بڑھا کر ۸ء۱۲ لاکھ ہیکٹر کیا گیا تاکہ مختلف فصلیں جیسے تور، چنا، کپاس، دھان، نارنگیاں جوار وغیرہ بچائی جا سکیں۔

منی کٹ اور حالات کے لحاظ سے اختیار کئے جانے لائق تجربے

یہ تجربے ایسے علاقوں میں بڑے پیمانے پر کئے جاتے ہیں۔ جہاں بہتر بیجوں اور فرٹیلائزروں کا استعمال نہیں کیا جاتا، کیونکہ ان تجربوں کے سبب یہ امید کی جا سکتی ہے کہ بہتر بیجوں اور فرٹیلائزروں کا بڑے پیمانے پر استعمال ہونے لگے گا۔ اس کے علاوہ جو تحقیق زرعی یونیورسٹیوں میں کی جاتی ہے۔ اسے کسان کے کھیت میں بڑے پیمانے پر آزمایا جاتا ہے

آر۔ ٹی۔ اترے
سکریٹری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ

مہاراشٹر میں سڑکوں کی تعمیر

یکم مئی ۱۹۶۰ء کو ریاستِ مہاراشٹر کی تشکیل عمل میں آئی۔ مہاراشٹر کے چار بڑے حلقوں میں سے دو حلقے یعنی ودربھ اور مراٹھواڑہ یکم نومبر ۱۹۵۶ء سے قبل بالترتیب مدھیہ پردیش اور حیدرآباد ریاستوں میں شامل تھے۔ پس ۸۱-۱۹۶۱ء روڈ ترقیاتی منصوبے کی شروعات کے وقت راستوں کی حالت بہتر نہیں تھی۔

مختلف اضلاع میں جو ریل راستے تھے وہ بھی اتنے مقبول نہیں تھے۔ اسی طرح اندرونی حصّوں میں آبی راستوں کو بھی اتنی مقبولیت حاصل نہیں ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے راستوں سے نقل و حمل کا معاملہ ایک اہم نوعیت کا حامل بن گیا۔

ریاست کے ۸۱-۱۹۶۱ء کے روڈ ترقیاتی منصوبے نے مختلف قسم کے کل ۱,۱۳,۶۸۲ کلومیٹر لمبائی کے راستوں کو سدھار کا نشانہ بنایا تھا لیکن اس مدت کے دوران راستوں کے ذریعے نقل و حمل کی ضرورت میں مختلف تبدیلیاں آ گئیں وجہ یہ تھی کہ اس دوران بہت سے بڑے اور درمیانی آبپاشی پروجیکٹ نئے صنعتی مراکز کے قیام بشمول مختلف شکر فیکٹریوں وغیرہ جیسی ترقیاتی اسکیموں کی تکمیل کے کام کا زور رہا۔ اس لئے ۱۹۷۶ء میں روڈ ترقیاتی منصوبہ پر نظرثانی کی ضرورت پیش آئی۔ اور پھر ۱,۳۳,۲۹۸ کلومیٹر لمبائی کی سڑکوں کو سدھار کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا۔ اس مقرر کردہ نشانہ میں سے اب تک ۱,۰۰,۶۳۶ کلومیٹر روڈ سدھار کا کام مکمل ہو چکا ہے۔

۷۳-۱۹۷۲ء میں ریاست میں بہت سے اضلاع کو قحط کا سامنا کرنا پڑا۔ اس قحط سالی کی مدت کے دوران بہت سے راحتی کاموں کو جیسے مختلف گاؤں کو راستوں کے ذریعے جوڑنا، شروع کرنا پڑا۔ ۱۹۷۲ء میں ریاست میں ضمانت روزگار اسکیم جاری کی گئی تاکہ دیہی بے روزگار کا خاتمہ ہو سکے اس اسکیم کے تحت راستوں کے سدھار کے کاموں کو بھی شروع کیا گیا۔ اس لحاظ سے ایسے بہت سے راستوں کا

وجود ہوگیا جن کو پہلے سے تعین نہیں کیا گیا تھا۔ اس طرح سے راستوں کی لمبائی مجموعی طور پر تقریباً ۴۰۴۹۶ کلومیٹر ہے ۱۹۷۸ء میں دیہی راستوں کے لئے ایک جامع پروگرام مرتب کیا گیا اور اس پروگرام کے تحت ۱۰۰۰ یا اس سے زیادہ آبادی کے گاؤوں میں پکا راستہ بنانے کا پروگرام شروع ہوا بعدازاں یہ اسکیم راستوں کے کاموں کا ایک جزو بن گئی ہے۔ ۱۹۶۱ء میں ۳۶۱۶۱ گاوؤں میں سے ۸۶۹۱ گاوؤں کو راستوں سے جوڑا گیا (یعنی ۲۴.۰۳%)۔ ۱۹۸۱ء تک اس طرح سے کاموں میں کچھ بہتری آئی۔ ۳۶۰۷۲ گاوؤں میں سے ۱۲۹ و ۲۸ گاوؤں کو راستوں سے جوڑ دیا گیا —— (۷۸.۳۷%) تمام گاوؤں کو یکم اپریل ۱۹۸۱ء تک جن راستوں سے جوڑ دیا گیا ہے وہ اس طرح ہیں :

آبادی گروپ

	--۴۹۹	۵۰۰-۹۹۹	...-۱۴۹۹	...-۱۹۹۹	۲۰۰۰ سے زیادہ	کل
گاؤں کی مجموعی تعداد	۱۴۱۹۱	۱۰۵۳۳	۵۱۴۴	۲۲۸۷	۳۹۱۷	۳۶۰۷۲
وہ گاؤں جنہیں ہر قسم کے راستوں سے جوڑ دیا گیا ہے۔	۴۵۳۵	۴۷۴۳	۳۱۷۹	۱۶۱۴	۳۲۹۳	۱۷۳۶۴
	%۳۱.۹۶	%۴۵.۰۳	%۶۱.۸۰	%۷۰.۵۷	%۸۴.۰۷	%۴۸.۱۴

اگرچہ ۸۱-۱۹۶۱ء کے نظرِ ثانی کردہ منصوبہ میں سے ۷۶% کا تشارہ راستے سے طول کی حد تک تو مکمل ہو چکا ہے لیکن جہاں تک راستوں کے مخصوص معیار کا سوال ہے۔ اس میں بہت سی خامیاں موجود تھیں۔ یکم اپریل سنہ ۱۹۸۴ء تک راستوں کی سطح کی تفصیلات یوں تھیں

کروڑ روپے ۸۱-۱۹۸۰ء کی بنیاد پر ان خامیوں کو دور کیا جا سکے گا۔

تیسرے پنجسالہ منصوبہ کے بعد راستوں کے ترقیاتی پروگرام پر ہونے والا خرچ روز بروز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اگرچہ راستوں کے کام پر ہونے والے خرچ کا فی صد کل منصوبہ

کلو میٹر میں طول

روڈ کی قسم	غیر سطح	W.B.M.	B.T.	C.C.	کل
این۔ ایچ	—	۱۵	۲۸۰۹	۱۲۱	۲۹۴۹
ایس۔ ایچ	۸۴۲	۳۴۵۳	۱۴۲۸۰	۳۷۴	۱۸۹۴۹
ایم۔ ڈی۔ آر	۶۷۰۵	۱۳۴۹۸	۴۹۷۵	۵۵	۲۵۲۳۳
او۔ ڈی۔ آر	۱۴۰۹۵	۱۰۳۸۱	۹۲۶	۲	۲۵۴۰۴
وی۔ آر	۱۹۰۳۲	۸۸۵۷	۲۱۶	—	۲۸۱۰۵

۱۰۰۶۳۶

اس لمبائی میں این۔ ایچ کی ۳۸۹۲ کلو میٹر کی لمبائی اور ایکسپریس ہائی کی ۵۳ کلو میٹر کی لمبائی شامل ہے۔

مندرجہ بالا گوشوارہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ راستوں کو سطح کرنے کے اعتبار سے اب بھی بہت سا کام کرنا باقی ہے۔ اسی طرح موجودہ راستوں پر اب بھی بہت سے پل تعمیر کرنا باقی ہیں۔ اس بات کا اندازہ ہے کہ تقریباً ۱۶۶۰

ے خرچ کی یہ نسبت کم ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بات درج ذیل گوشوارہ سے ظاہر ہے۔

قومی شاہراہوں پر بڑھتی ٹرافک کی شرح پچھلے دس سالوں میں یعنی ۸۰-۷۰ء کے دوران ۶% اور ۲۰% تھی۔ قومی شاہراہوں میں سے تقریباً ۴۵% شاہراہوں پر یومیہ ۱۵۰۰-۱۲۰۰۰ ٹن ہوئی

اخراجات (کروڑ روپے میں)

سال		تمام اسکیمات پر ہونے والے	راستوں کی ترقیاتی اسکیموں پر	فی صد
۶۲-۱۹۶۱ء تا ۶۶-۱۹۶۵ء	تیسرا پنجسالہ منصوبہ	۴۲۱٫۱۶	۲۹٫۵۹	۷٫۰۳
۶۷-۱۹۶۶ء تا ۶۹-۱۹۶۸ء	تین سالہ منصوبہ جات	۳۸۰٫۶۴	۲۷٫۵۷	۷٫۲۴
۷۰-۱۹۶۹ء تا ۷۴-۱۹۷۳ء	چوتھا پنجسالہ منصوبہ	۹۱۶٫۶۶	۵۱٫۴۹	۵٫۶۲
۷۵-۱۹۷۴ء تا ۸۰-۱۹۷۹ء	پانچواں پنجسالہ منصوبہ	۲۸۴۸٫۲۸	۱۳۹٫۹۰	۴٫۵۶

ٹرافک سے نقل کا سامان کا سلسلہ جاری رہتا ہے — بقیہ ۴۰ شاہراہوں پر یومیہ ۱۲۰۰۰ ٹن سے بھی زیادہ ہیوی ٹرافک کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ سلسلہ پونے میں ۷۷۰۰,۵۲ ٹن (N.H. 4) پر ہے۔ ریاستی شاہراہوں پر ۲۷% طول تک ٹرافک یومیہ ۱۲۰۰۰ - ۱۵۰۰ ٹن کے درمیان ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ ٹرافک کا سلسلہ ریاستی شاہراہ بمبئی میں ایسٹرن ایکسپریس (سائن) پر ۸۷۰، ۲۱۳ ٹن فی یوم ہوتا ہے —— اور بھیونڈی پر ۴۳۴۴۱ ٹن فی یوم۔

حسب معمول تعمیری کاموں کو انجام دینے کی بجائے ریاستی پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ نے کچھ معیار مقرر کئے ہیں تاکہ تعمیری کاموں کو اچھے انداز پر شروع رکھا جائے۔

۱۹۶۹ء میں ایک علیحدہ شاہراہ تحقیقی ڈویژن کا قیام عمل میں آیا اور اس سال سے مختلف تجربات کئے جا رہے ہیں — بہت سا کام مختلف انداز میں کیا جا چکا ہے۔

اہم راستے

ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے بعد درج ذیل اہم راستوں کو ملایا گیا —

ایسٹرن ایکسپریس ہائی وے - سائن سے تھانے تک،

ویسٹرن ایکسپریس ہائی وے - باندرہ سے دہیسر تک؛ بمبئے آگرہ روڈ کا سدھار این۔ ایچ ۳ کلومیٹر ۴۸۷۰/۱۸۷ سے ۵۶۱/۲۰۰ جن میں چھوٹے راستے آر۔ او۔ بی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سی۔ ڈی ورکس کی دوبارہ تعمیر۔ بمبئے احمد آباد روڈ این۔ ایچ ۸ کلومیٹر ۳۸۱/۶۰۰ تا ۵۰۲/۳۷۰ دہیسر سے ریاست کی آخری حد تک، رائے گڑھ، رتنا گیری اور سندھو ڈرگ اضلاع ہیں۔ پنویل مہاڈ پناجی روڈ۔ این۔ ایچ ۱۷ کلومیٹر ۰% ۱۵۰/۴۵۳ بمبئے پونے روڈ، این۔ ایچ ۴ کلومیٹر ۷۵/۲۰۰ تا ۱۴۳/۴۰۰ موجودہ سطح اور پرانے پلوں کی تعمیر اور ان کو مضبوط بنانا۔ تھانے اور احمد نگر اضلاع میں بسین۔ اسٹیلی، بھیونڈی، کلیان ملشیج گھاٹ سرونچا روڈ۔ سائن۔ ترمبھا۔ پنویل روڈ۔ جمبور مانخورد لنک روڈ، گورے گاؤں، ملنڈ، لنک روڈ۔ بلارشاہ الاپالی۔ سرونچا روڈ اور کھام گاؤں، وارنٹ روڈ۔

۱۹۶۱ء سے ریاست میں دریاؤں اور کھاڑیوں پر مختلف اہم پل تعمیر کئے گئے، وہ یوں ہیں: بسین کریک (بمبئے احمد آباد روڈ) تھانے کریک (سائن پنویل روڈ) دریائے ساوتری (پرال - امبیٹ، مہاپرول - کھیڈ روڈ) سکھر ترکریک — (رتنا گیری، رائے گڑھ روڈ) دو پل۔ دریائے بھیما پر (ستارہ - پنڈھرپور روڈ اور بھگوان کرجت روڈ) دریائے گرنا (سورت، دھولے، ایدلا آباد - ناگپور روڈ) دریائے گوداوری۔ دریائے پڑھا (جیسے۔ چالیس گاؤں - ناگپور ریاستی شاہراہ) دریائے وین گنگا پر دو پل (مل گدھ چروی روڈ اور بھنڈارہ پاڈنی ریاستی شاہراہ)۔

(دوسری اور آخری قسط)

اردو ہے نام جس کا ہمیں جانتے ہیں داغ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے

خواجہ عبدالغفور
(ڈی ایس پی ریٹائرڈ)

زبانوں میں زبان اردو زبان ہے

(مرحوم) خواجہ عبدالغفور صاحب نے جس وقت یہ مضمون قومی راج میں برائے اشاعت میرے حوالے کیا اس وقت کی ان کی خوشی ناقابلِ بیان تھی۔ مضمون دیتے کے بعد کہنے لگے کہ ہمیں آج سے ہی مائیکروفلم اور ویڈیو کیسٹ دکھانے کی تیاری مکمل کر لینا چاہیئے تاکہ عین وقت پر جب لوگ دیکھنے کے لئے آئیں تو کسی قسم کی کمی نہ محسوس ہو، میں نے جواباً خواجہ صاحب (مرحوم) سے عرض کیا کہ مضمون کافی طویل ہے کیوں نہ اسے ہم دو قسطوں میں شائع کریں۔ خواجہ صاحب نے بڑی خوشی سے اجازت دیدی۔ افسوس یہی ہے کہ مضمون شائع ہونے سے پہلے وہ ہم سے رخصت ہو گئے۔ اور مائیکرو فلم اور ویڈیو کیسٹ دکھانے کی اپنی خواہش اپنے ساتھ ہی لے گئے۔ اردو کے اس خدمتگار کو جس نے ادب کی خدمت کو اپنا نصب العین بنا لیا تھا شاید ہی قرار آئے۔

س۔ش — سادہ سا "س" سینما میں، سوچ سمجھ میں، اس پر تین نقطے دیجئے تو "ش" شور، شان، شراب، اسی س۔ ش کو س۔ش بھی لکھا جاتا ہے، لیکن آواز یا معنیٰ میں کوئی فرق نہیں پڑتا، ہم نے اس کو تین نقطوں سے بہ آسانی ش بنا لیا۔ انگریزی میں S اور H کو ملا کر "ش" بناتے ہیں۔

سدھ بدھ دی کرتار نے تم کو سوچ سمجھ کر کرنا کچھ
ایسی مت کرنی مت کرنا جو کر کر پھر پچھتا ؤ جی

ؔ

انھیں شوق عبادت بھی ہے اور گانے کی عادت بھی
نکلتی ہیں دعایئں ان کے منھ سے ٹھمریاں بن کر

ؔ

شباب لٹ گیا یا شباب باقی ہے
ہے بو شراب کی ساغر میں اب شراب نہیں

ص۔ض — دو اور حروف تہجی ہے، ان کی آواز ث اور ذ۔ز۔ س سے ملتی ضرور ہے لیکن یہ ان سے بہت مختلف ہیں۔

قومی راج

ص لکھئے۔ اس سے صبر، صندوق وغیرہ بنتے ہیں، اسی پر ایک نقطہ دیدیجئے تو ض۔ زا ور ظ سے ملتا جلتا۔ جیسے ض سے ضروری۔ ضدی

ط۔ت جیسا ہے آٹھ۔ THA بہت ہی SOFT ط سے طالب علم۔

ظ۔ اوپر ایک نقطہ دیدیا۔ ظ یہ ز۔ض۔ ذ، کی بھی آواز دیتا ہے۔ ظالم، ظاہر۔

ؔ

کہیئے نہ بھولا اس کو ظفر جو صبح کا بھولا سانجھ آئے
چھوڑ کر سگڑے جھگڑے اپنا رب سے دھیان لگاؤ جی

ع — جیسے ج چ ح خ لکھا تھا اسی شکل اور صورت کی یہ عین ہے۔ ع سے عباس، عابد، عالم۔ اسی پر نقطہ دیدیجئے غ بن گیا۔ غبارہ، غالب۔

ؔ

عمرِ دراز مانگ کر لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

ف۔ ق — یہ بہت اہم حروف تہجی ہیں، فرق نقطوں کا ہے اور کچھ تھوڑا سا پیچ و خم دینے کا ہے، ف سے فرض۔ ق سے قرض۔

فانیؔ کا شعر سنیئے۔ ؎

فنا کے بعد یہ مجبوریاں ارے توبہ
کوئی مزار ہی کوئی سرِ مزار ہے

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لبِ بام رہ گئے

اب تک نقطوں سے حروف اور ان کی آوازیں بدلتی رہیں تمام تر نقطوں کا کمال ہے۔

ک اور گ میں نقطے نہیں صرف ایک اور دو اوپر کی لکیروں کا فرق ہے۔ اسی کاف سے کبوتر، کتاب کا بچ لکھتے ہیں۔

ایک اور لکیر اوپر بڑھا کر گاف بناتے ہیں۔ "گاما" گاما پہلوان کا نام سنا ہے نا؟ گلاب، گاندھی جی، اپنے راشٹرپتا باپو جی۔ ؎

کہتی ہے زراہ کبر وہ گرل
کیا تجھ سے ملوں کہیں کا تو ڈیوک نا ارل

؎

کھیر کھون کھانسی کھوسی بیر ہریت
مدھو پان رحیم دیلے نا دبے جانت سکل جہاں

؎

پائی ہے باغ جہاں میں ہم نے گل کی زندگی
رنگ بن کر آئے ہیں تو بو بن کر اڑ جائیں گے

ل اور م ۔ یہ بڑے ہی سیدھے سادے حروف ہیں۔ نہ نقطے ہیں نہ کوئی لکیریں۔ نہ ان سے ملتی جلتی آواز کے کوئی اور حروف تہجی ہیں۔ ل سے لندن، لاہور، لالہ جی، م سے مدراس۔ ؎

لطفِ مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

؎

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
یوں تو دنیا میں سب ہی آئے ہیں مرنے کے لئے

؎

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ کل ہماری باری ہے

ن ۔ بھی اسی طرح تن تنہا ہے۔ البتہ اگر اس کے پیٹ میں نقطہ ہو تو منہ بھر کر آواز نکالنی ہوتی ہے جیسے خود "نون" میں خون میں، نارنگی میں۔ اور یہ جب آخر میں آتی ہے، اور اس میں نقطہ نہیں ہوتا تو بڑھی مدھر، خاموش اور دھیمی سی آواز ہوتی ہے، بلکہ آواز ہوتی ہی نہیں مگر یہ اپنی جگہ پر ڈٹی رہتی ہے، جیسے مجنوں، جنوں میں نون بے آواز ہے۔ اس بے آواز نون سے کوئی لفظ شروع نہیں ہوتا۔ ؎

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

و ۔ اپنے آپ ایک پہرہ دار جیسا ہے۔ واہ واہ لو۔ دو۔ آگے پیچھے کہیں بھی کھڑا کر دیجئے، یہ لوٹتا نہیں اور اپنی شکل پر قائم رہتا ہے۔

ہ ۔ اچھ ۔ اچھے ۔ اچھا ۔ HA ۔ آہ ۔ واہ ۔ اور جب اس کی آواز میں زور پیدا کرنا ہوتا ہے تو ھ لکھ کر دو چشمی، دو آنکھوں والی ہ کہتے ہیں، جیسے چھد، چھپ، چھری ۔

ء ۔ یہ بہت ہی دل چسپ ہے، تنہا یہ کچھ نہیں، اور کہیں بیٹھتا بھی نہیں "تے" پر لگے تو آئے، گئے، نئے، پرائے اور اس کی واؤ سے بڑی دوستی ہے۔ آؤ، جاؤ، کھاؤ سے بڑی جمتی ہے۔

ی ۔ ے ۔ اب حروف تہجی کے آخری "ی" اور "ے" ہیں۔ لے لی۔ دے دی۔ دی ہوئی۔ لیے، چوڑے، بڑے، چھوٹے۔

اس طرح سیدھے سیدھے طریقہ پر حروف تہجی لکھتے ہیں تو رسم الخط کچھ بھی تو مشکل نہیں۔ البتہ دقت ہے تو یہی ہے کہ ہماری زبان کی تحریر SHORT HAND کی سی ہے، ہم لکھنے کی سہولت کے مدنظر ہر حرف کے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں۔

الف ہر حال میں سیدھا سیدھا رہتا ہے اور دیگر حروف

اس کے ساتھ اسی حال میں جڑ جاتے ہیں۔ جیسے آنا۔ لانا، نانا۔ چاچا۔

ب پ ت ٹ ث کو کسی سے جوڑنا ہو تو اسے مختصر کر دیتے ہیں۔

ب پ ت ٹ ث ــ ب سے بابا بنا لیا، ت سے تالا بنایا، پ سے پتا، ث سے ثابت، ٹ کو چھوٹا کر کے ٹاٹا کرنا آسان ہے اور سہل ہے حروف تہجی یاد رہیں تو ان کی آواز خود بخود معنی خیز ہو جاتی ہے۔

اسی طرح ج چ ح خ سب کو کاٹ کر صرف اوپر کا علاماتی مختصر سا حصہ رکھ لیا۔ ج کو الف سے جوڑ کر جا، چ کو چا، ح کو حا، خ کو خا کر لیا۔ آواز اصل ہے چاروں حروف تھوڑی سی کاٹ چھانٹ کر گلے کی مالا کی طرح جڑ گئے۔

اسی طریقہ پر ص، ض کے نچلے جسم کو کاٹ کر ان کے سر باقی رکھ لیجئے اور کسی بھی حرف کی شروعات یا بیچ میں جوڑ دیجئے یاد رکھئے آخر میں آئیں گے تو یہ مضبوط رہیں گے، آپ ان کا دھڑ نہیں کاٹیں گے۔ ص کے ساتھ الف جوڑئے تو صاحب کا صا، صابن کا صا ــ واؤ کے ساتھ صورت۔ ض کو مختصر کر کے ضامن، ضروری میں جوڑ دیئے۔

ہم آگے بتائیں گے کہ کچھ حروف پسند نہیں کرتے کہ ان کی کاٹ چھانٹ ہو، ابھی تو آپ نے ط دیکھا آگے پیچھے درمیان میں ہر جگہ یہ اپنی وضع پر قائم رہتا ہے، چاہے وہ طوطا ہو کہ طالب۔ اس پر نقطہ لگا دیجئے تب بھی وہ ظ کے روپ میں قائم رہتا ہے۔ ظالم۔

ع اور غ کے نچلے دھڑ کو اسی طرح کاٹ دیجئے اور ان کی منڈی ع غ مختصر لے لیجئے اور دوسرے حروف کے ساتھ جوڑتے جائیے ــ بلا تکلف سمجھتے ہیں نا آپ، بغیر کسی جھجھک ہچکچاہٹ یا پس و پیش الف سے جوڑ دیجئے۔ عا جیسے عابد میں۔ غ کے لئے "غا" جیسے "غالب" میں، واؤ سے جوڑیئے عورت۔ غ کو واؤ سے لگا دیجئے "غوغا"۔

جس طرح ج چ ح خ کی گردن رکھ کر نچلا حصہ کاٹ دیا تھا، اسی طرح ع غ کے ساتھ بھی کاٹ کوٹ کر دی جاتی ہے۔ س، ش، ص، ض، ف، ق، ک، گ، ل م وغیرہ بھی کٹتے ہیں۔

ف اور ق بھی کٹ کٹا کر مختصر سے ہو جاتے ہیں۔ ف سے الف جڑ کر فا۔ و سے چپکائیے تو فوری کا فو۔ ق بھی اسی طرح الف سے قابل کا "قا"۔ د سے قدرت۔ ؎

خدا کی قسم اس نے کھائی جو آج
قسم ہے خدا کی مزہ آ گیا

ک اور گ بھی بالکل اسی طرح الف سے لگائیے تو کاغذ کا "کا" گا، گانا۔ ل سے گلاب۔ ؎

کوئی آیا نہ آئے گا لیکن
کیا کریں گر انتظار نہ کریں

؎

ہے خبر گرم ان کے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

ل۔ بھی کٹ کٹا کر الف سے جڑے گا تو مختصر سا ل رہے گا۔ لال، لندن، لانبا، لانگ۔ ل سے لطیفہ یعنی چٹکلہ، مزہ دار بات، لیکن بہت ہی مختصر۔ رامن نے اپنی سمجھ کے مطابق بہت ہی دل چسپ حکایت بیان کی۔ اور جب دیکھا کہ کوئی ہنستا نہیں ہے تو کہا، ابھی میں اس میں نمک مرچ لگا کر چٹخارہ دار بناؤں گا۔ کسی نے کہا ہاں ہاں ضرور نمک مرچ لگا کر اس لطیفہ کا اچار ڈالئے۔

م بھی چھوٹا سا رہ جاتا ہے، جب اس کو کسی اور سے جوڑنا ہوتا ہے اس کا نچلا جسم چھوٹ جاتا ہے، مالک، مادر، ماما۔ لیکن آخر میں ل اور م آتے ہیں تو اپنا پورا جسم اور دیگر تمام حروف کی طرح قائم رکھتے ہیں۔ ؎

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

ن بھی کٹ کر چھوٹا ہو جاتا ہے، نانا، نانی۔ ن کی آواز کے لئے الف کو آخر میں لکھ کر "ً" اس طرح کی علامت جوڑنے پر بیچ بیچ فون کی آواز نکلتی ہے، جیسے فوراً، آناً فاناً۔

د ہر حال میں ہر جگہ اپنی وضع قطع برقرار رکھتا ہے چاہے وہ شروعات میں آئے کہ درمیان یا آخر میں۔ داہ داہ کہاوت، ولی، بولی، ڈولی۔

ہ ـــ دو قسم کی ہے۔ آہ، واہ میں تو قائم رہتی ہے لیکن شروع میں آئے تو کٹ جاتی ہے، ہالا، ہانڈی، ہاتھوں میں اس کا روپ تھوڑا سا بدل جاتا ہے۔ ایک اور طرح سے اس کو جب دو چشمی لکھتے ہیں تب بھی یہ کہیں ھ بدلتی نہیں "چھ" "مُونچھ" "کچھ"۔

ی اور ے ـــ ان کو توڑ تاڑ کر چھوٹا بناتے ہیں تو یہ ب ت کی طرح ایسے ہو جاتے ہیں اور ان کے نیچے دو نقطے لگتے ہیں۔ اردو تحریر تمام کی تمام نقطوں پر ٹکی ہوتی ہے۔

دنیا کے ستم یاد نہ اب اپنی ہی وفا یاد
اب مجھ کو نہیں کچھ بھی محبت کے سوا یاد

کسی زمانے میں پہیلی، معمہ۔ PUZZLE کا اردو میں بڑا رواج تھا اس کو بوجھ کر جواب تو دیجئے:۔

جس نے رکھ دیا سر پر ہاتھ
چپکی چل دی اس کے ساتھ
گھومے بن کر بیر کی چیلی
اور پھر بھی کہلائے اکیلی
(برتنے، استعمال کی چیز، چھتری)

صورت دیکھی یا نہیں دیکھی
مورت دیکھی بھالی
دو ڈھالیں اور دو تلواریں
بیچ میں لٹکی ایک دونالی
(حیوانوں میں ہاتھی)

ناڑہ کھول کے اندر جھانکوں
پھر میں چاہے زہر ہی پھانکوں
(استعمال کی چیز، بٹوہ۔

پہلے کیا فرق تھا ہم میں کیا فصل
آپ کچھ اور گئے "بن ور" اصل
(پہیلی میں نام موجود۔ بندر)

ان ہی حروف کی کسی نہ کسی ترکیب سے آوازیں بدلی جاتی ہیں۔ جن کے لئے "~" کی علامت ہے کہ جو حرف الف پر لگائی جاتی ہے تاکہ الف کی آواز اوپر چڑھے، آسے آواز، آخر، آگے۔

زیر، زبر، پیش، تشدید ـــ کسی حرف کے نیچے زیر لگائیے جیسے عِلم، زیر سے علم جڑ گئے اور عِلم بن گیا۔ اسی عِلم کی ع پر زبر لگائیے تو عَلم ہو گیا۔ پیش چھوٹی سی واؤ ہے۔ غلام کی غ پر یہ لگا لی جائے تو غو کی آواز نکلتی ہے۔

کسی حرف پر زور دینا ہو تو اس کو دوبارہ نہیں لکھتے بلکہ تشدید ّ چڑھا دیتے ہیں۔ غلہ سے غلّہ، ل پر تشدید کے بعد غلّہ بن جاتا ہے۔ ورنہ یہ غَلہ بھی ہو سکتا تھا غِلہ بھی، ہندی میں حروف کو دو بار لکھا جاتا ہے جیسے चचा

"ا" کے زبر سے اَنسان، ا کے زیر سے اِنیس، ا کے پیش سے اُنس۔ اور الف کے بعد ن پر تشدید سے اُنّیس۔

ہم نے بتایا تھا کہ اردو SHORT HAND والی تحریر ہے۔ اور ہر حرف توڑا جا سکتا ہے، سوائے د۔ ڈ۔ ذ ر۔ ڑ۔ ژ ز۔ ط ظ۔ و۔ ا۔ ء۔ چاہے وہ شروعات میں ہو، درمیان میں ہو۔ لیکن ایک بھی حرف کسی لفظ کے آخر میں آتا ہے تو وہ کبھی نہیں ٹوٹتا، سالم کا سالم رہتا ہے، جیسے لال، آم جام۔ کان۔ کاف، آج، پرچ۔

اردو میں مذکر اور مؤنث بھی آسان ہے، لڑکا کے الف کو نکال کر ی لگا دیجے تو لڑکی۔ چچا سے چچی، بچہ، بچی، ملتی جلتی آواز والے حروف نئے سیکھنے والوں کو ضرور پریشان کرتے ہیں کہ ان میں سے کس کو کہاں جمایا جائے۔ صوتیاتی لحاظ سے وہ ایک سے ہیں۔ لیکن ان کا مخرج یا وہ مقام کہ جہاں سے وہ بن کر آئے ہیں جدا ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان میں فرق ہوتا ہے، لیکن اس نوبت پر آپ اس فرق کو بالکل بھلا ڈالیے اور جہاں آپ کو جو سمجھ میں آئے وہ استعمال کر لیجئے، ت۔ ط ـ ث س ص ـ ح ہ ـ ذ ز ظ۔ خ ق ـــ

ملتی جلتی آواز والے حروف نئے دیکھا آپ نے اردو کے ۳۶ حروف تہجی کو ہم نے مشابہت رکھنے والے ۱۵ حروف میں جوڑ لیا اب آپ کو پورے پورے ۳۶ حروف کو A B C D

وغیرہ کی طرح یاد رکھنے کی مشق کی ضرورت نہیں ، نقطوں کی مدد سے ہم نے اردو کے حروف تہجی کو باقاعدہ طور پر خانوں میں بند کرلیا۔

ان سبقوں کی مدد سے کچھ ہی گھنٹوں میں اردو لکھنا پڑھنا بہ آسانی آجائے گا ، اور اب تک جس زبان کو آپ صرف سمجھتے اور بولتے تھے اب لکھ پڑھ سکیں گے۔

اب آپ کی دلچسپی کے لئے ہم کچھ مکرنیاں سناتے ہیں بات اس طرح شروع کی جاتی ہے کہ مطلب کچھ سمجھ میں آئے لیکن اسی بات کو اس طرح بدل دیا جاتا ہے کہ دوسرے ہی معنی نکلتے ہیں۔

آئے کم ترسائے زیادہ
منہ دکھلایا ، یہ جا وہ جا
ہوگا کون کھگوڑا ایسا
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی پیسا

دونوں ہاتھ سے سر کو گھیرے
نینوں سے وہ نین ملا دے
کان چھوئے اور چومے مستک
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی عینک

سونپ کے اس کو اپنا آپا
بول اٹھے ہیں من میں کیا کیا
ڈھل مل ڈگمگ اس کے بھاؤ
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی ناؤ

بانکی چھب پر جی للچائے
منہ کھولے تو رس ٹپکا دے
رام کے سنگ لوں اس کا نام
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی آم

نیچے سے اوپر لے جائے
یوں ہی بیری موہے تھکائے
سانس چڑھے اور کھولے سینہ
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی زینہ

آپ ہی میں نے سر پہ چڑھایا
کانپ رہی تھی جب لپٹایا
دور سے آیا میرے دیس
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی کیس

ہاتھ سے جب چھیڑا تھرائی
پیر سے جب دابا غرائی
ناپے سڑکیں اور بازار
کیا سجالی ناری ؟ نا بھائی کار

پہر دن بیٹھا سجا سجائے
سانگ بھرے اور کتھا سنائے
تاکنے آئے پڑوس کی بیوی
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی ٹی وی

آپ ہی آپ لپٹا جائے
پچھلی باتیں رٹتا جائے
جو بولوں سو لوٹ دے تڑ کھٹ
اے سکھی ساجن ؟ نا سکھی کیسٹ
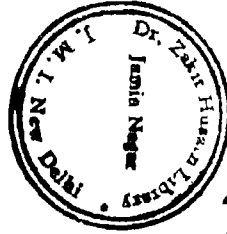
انجم رومانی
اردو ٹائمز، بمبئی

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

خواجہ عبدالغفور صاحب کی زندگی حیدرآباد سے بمبئی کی طرف آتی ہوئی تیز رفتار مہاراشٹر ایکسپریس کا ساتھ نہیں دے سکی اور اس نے پونے اور لونا ولہ کے درمیان داعئ اجل کو لبیک کہدیا۔ اس طرح سے غفور صاحب کی ناگہانی رحلت اس حقیقت کا ثبوت بھی بن گئی کہ وہ تھک ہار کر بیٹھنے والوں میں سے نہیں تھے بلکہ وہ اپنی زندگی کو ہر دم رواں دواں رکھنے کا جذبہ رکھتے تھے، عمل اور مستقل عمل ہی ان کا نظریۂ حیات تھا، اسی عمل کی بدولت آج بمبئی اور حیدرآباد کے کتنے ہی علمی، تہذیبی، ثقافتی اور سماجی ادارے ایک ممتاز اور اعلیٰ مقام بنائے ہوئے ہیں۔

غفور صاحب کی جگہ اگر کوئی اور ہوتا تو پہلے ہارٹ اٹیک کے بعد ہی تمام سرگرمیوں سے کنارہ کش ہوکر گوشہ نشین ہوجاتا لیکن یہ انھیں کا دل گردہ تھا کہ انہوں نے خوف اور پست ہمتی کو کبھی اپنے قریب پھٹکنے نہیں دیا۔ بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا کہ ادھر گذشتہ دوچار برسوں سے انہوں نے اپنے آپ کو کچھ زیادہ ہی مصروف کر لیا تھا۔ ہرچند قریبی رفقاء نے انھیں سمجھانے کی کوشش کی کہ اب وہ کام پر کم اور آرام پر زیادہ توجہ دیں لیکن ایسا کوئی بھی مشورہ ان کے لئے قابل قبول نہیں ہوسکا، وہ اپنی دھن کے پکے تھے، اپنے کام کاج سے لگے رہے، خیال رہے کہ کام کاج کی نوعیت ذاتی مفادات پر مبنی نہیں تھی بلکہ اسی رضاکارانہ جذبہ سے ان کا مقصد یہ تھا کہ اردو کی خدمت کا سلسلہ ٹوٹنے نہ پائے۔ یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہوگا کہ اردو کی ترویج واشاعت کو انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنا لیا تھا۔ وہ اہم ترین سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ لیکن فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ انہیں اردو کو بالخصوص غیر اردو داں عوام تک پہنچانے سے حد درجہ دلچسپی رہی۔ غفور صاحب ٹرانسپورٹ کمشنر بھی رہے اور سیل ٹیکس کمشنر بھی رہے۔ ریٹائر ہونے سے قبل آپ حکومت مہاراشٹر کے جنرل ایڈمنسٹریشن کے سکریٹری تھے۔

آپ نے ہمیشہ اپنے آپ کو اردو کے لئے کی جانے والی سرگرمیوں سے قریب ہی رکھا۔ مہاراشٹر میں اردو اکیڈمی کا قیام بھی انھیں کا مرہون منت ہے۔ انھوں نے ہی حیدرآباد کی عثمانیہ یونیورسٹی سے وابستہ رہنے والے وزیر اعلیٰ شری شنکرراؤ چوان کو آمادہ کیا تھا کہ وہ مہاراشٹر جیسی فراخدل ریاست میں اردو کی ممکنہ ترقی کے لئے اردو اکیڈمی تشکیل دیں، یہ غفور صاحب کی انتھک کوششوں کا ہی نتیجہ ہے کہ وہ ابتدا سے آج تک مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے سکریٹری منتخب کئے جاتے رہے۔

تہذیبی مجالس سے مرحوم غفور صاحب کی زندگی کو ایک خاص لگاؤ تھا جس کی بدولت غیر اردو داں طبقے کے لوگ بھی ان کا بے انتہا احترام کرتے تھے۔ انکساری اور شگفتہ مزاجی آپ کی شخصیت کے لازمی عنصر تھے، افسرانہ شان وشوکت اور حاکمانہ رعونت سے تو آپ کو ازلی بیر تھا۔ ہرکسی سے اس طرح ٹوٹ کے ملتے تھے کہ جیسے برسوں کی شناسائی ہو چاہے پہلی ہی ملاقات کیوں نہ ہو، سنجیدگی اور بردباری کا یہ عالم تھا کہ کڑے سے کڑے مرحلے میں بھی ثابت قدم ہی رہے۔ بزرگوں کے آداب واحترام نئی نسل کو کم معلوم ہیں مگر غفور صاحب اپنی شریف النفسی کے طفیل اپنے سے چھوٹوں کا بھی احترام اور ادب کیا کرتے تھے۔

آج خواجہ عبدالغفور صاحب اس دنیا میں نہیں ہیں، ان کے ہزارہا مداح قدم قدم پر ان کی کمی محسوس کریں گے اور قدم قدم پر غفور صاحب کی یاد تازہ ہوگی۔

کرتا ملک الموت تقاضہ کوئی دن اور

ریاض احمد خان

وہ باغ و بہار شخصیت جس کا نام خواجہ عبدالغفور تھا آج ہمارے درمیان نہیں ہے یہ تو ازل سے قانونِ قدرت ہے کہ جو اس جہانِ فانی میں آتا ہے ایک نہ ایک دن یہاں سے رخصت بھی ہو جاتا ہے مگر ایسے اچانک رخصت ہوجانے والوں کی یاد تڑپاتی رہتی ہے۔ خواجہ عبدالغفور شاندار ماضی پرشکوہ حال، اور قہقہہ زاروں کا مستقبل لے کر دنیا میں آئے اور اپنی ذات سے ان بنجر زمینوں کی آبیاری کرکے زرخیز بنایا جس پر تخم ریزی ناممکن تھی۔ اردو ادب کا یہ بے لوث خدمتگار عمر کے آخری سانس تک ادب کی ترقی کے لئے کوشاں رہا۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ گھر بیٹھ کر ادب کی ترویج و اشاعت کے لئے مشورے دیتے مگر بے چین دل کو قرار نہیں ملتا اور وہ دور دور کے سفر سے باز نہ آتے اور دورانِ سفر ہی دنیا سے سدھارے۔

خواجہ صاحب مرحوم سے میری ملاقات پندرہ برسوں سے تھی۔ اس وقت جب وہ حیدرآباد سے بمبئی تشریف لائے اور ایک فنکشن میں ملاقات ہوئی تو میں ان کی شخصیت سے کافی متاثر ہوا۔ کشادہ پیشانی، روشن آنکھیں، ستوان ناک، خوبصورت شکل اور جسم جس پر مسکراتا ہوا چہرہ، کوئی بھی انہیں ایک نظر میں ایک عظیم شخصیت ماننے بغیر نہیں رہ سکتا۔ چہرہ پر سنجیدگی اور متانت ظاہر ہوتی تھی مگر طبیعت میں بذلہ سنجی و شگفتہ مزاجی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، بات میں بات پیدا کرنے کا فن انھیں خوب معلوم تھا۔ زندگی کو انھوں نے زندہ دلی سے منسوب کیا اور اسی کلیہ پر اپنی زندگی گذاری۔

خواجہ صاحب کی "قہقہہ زار" شائع ہوئی، ہر طرف سے مبارکباد کے پیغام آئے، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ بمبئی کے اس وقت کے منیجر شاہد علی خان صاحب نے ایک نسخہ مجھے دیا کہ میں اس پر تبصرہ کردوں، میں نے کتاب کا مطالعہ کیا، واقعی لطائف جمع کرنا اور انہیں صفحۂ قرطاس پر اتارنا اور وہ اس سلیقہ سے کہ ہر خاص اور عام اس سے لطف اندوز ہوسکے، کارِ دارد، خواجہ صاحب نے بڑی خوبی سے لطائف بیان کئے، میرا تبصرہ انقلاب میں شائع ہوا۔ مجموعی طور پر "قہقہہ زار" کی ہر خوبی اور خامی ظاہر کی گئی تھی۔ اس میں چند لطائف ایسے شائع کئے گئے تھے جو کم از کم اردو میں آج تک ضبطِ تحریر میں نہیں آسکے تھے اور جن کا نہ آنا ہی اچھا تھا، کیوں کہ فحش اور بیہودہ مذاق کے لئے اردو ادب میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ان چند فحش لطائف کا میں نے تذکرہ کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ قہقہہ زار کا نسخہ کم از کم میں اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا، خواجہ صاحب کی نظروں سے جب میرا تبصرہ گذرا تو وہ شاہد علی خان صاحب کے پاس آئے، اتفاق سے تھوڑی ہی دیر بعد میں بھی پہنچ گیا کیونکہ

ن زمانے میں صبح و شام جامعہ جانا ایک فرض بن چکا تھا، خواجہ
احب نے تبصرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے صحیح نشاندہی
) ہے، "میں خود بھی ان لطائف کو شریک نہ کرتا مگر دوستوں کے
مرار پر انھیں شریک کرنا پڑا۔ بہرحال آئندہ ایڈیشن میں ان لطائف
حذف کر دیا جائے گا" میں نے تو اس وقت جب خواجہ صاحب
تبصرہ کا تذکرہ کیا تھا یہ سمجھا تھا کہ ممکن ہے خواجہ صاحب مجھے
دبارہ تبصرہ لکھنے کو کہیں یا ہمارے درمیان کچھ ترش کلامی ہو، مگر
ایسا نہ ہوا۔ اور وہ خود قائل ہو گئے۔ اس وقت میں نے اندازہ
یا کہ خواجہ صاحب میں مفاہمت کرنے کی بڑی گنجائش ہے۔ اس
نت سے خواجہ صاحب سے اکثر ملاقات ہوتی رہی اور یہ ملاقاتوں کا
لسلہ "رفتار ادب" سے لے کر "رفتار زمانہ" تک قائم رہا۔

سیلس ٹیکس کمشنر سے خواجہ صاحب کا تبادلہ منترالیہ میں
بحیثیت سکریٹری جنرل ایڈمنسٹریشن ڈپارٹمنٹ ہو گیا۔ خواجہ صاحب
ے میں نے تذکرہ کیا کہ سنہ ۱۹۷۰ء کے اسمبلی اجلاس میں حکومت نے
فیصلہ کیا ہے کہ مراٹھی اور انگریزی کی طرح اردو میں بھی ایک
مدرہ روزہ رسالہ شائع کیا جائے، خواجہ صاحب میدانِ عمل
ں کود پڑے اور یکم جنوری سنہ ۱۹۷۰ء کو مجھ سے ایک فنکشن میں فرمایا
۔ "پرچہ شروع کر دیجئے" میں نے دریافت کیا کہ کب سے؟ تو
نے لگے آپ کب سے شروع کرنا چاہتے ہیں؟ ایک وقفے کے
بعد میں نے جواب دیا کہ ۲۶ جنوری کو یوم جمہوریہ ہے اسی دن
مارے سرکاری رسالے کا اجرا ہو تو نیک فال ہوگا۔ کہنے لگے، "بس آ
گے بڑھئے، آفس کی تمام کارروائیاں میں سنبھال لوں گا" میں نے
ن باتوں کا تذکرہ اپنے اس وقت کے ڈائرکٹر آف پبلسٹی شری
ی آر سامنت سے کیا، انھوں نے بطور ہمت افزائی کہا:
Go Ahead" اب میرے سامنے ایک بڑا مسئلہ تھا صرف
۲۶ دن میں مجھے رسالہ مکمل کرنا تھا، سب سے پہلے تو نام کا مسئلہ
زادہ اطرح حل ہو گیا کہ "قومی راج" نام کی منظوری دلی سے فوراً
ہی آگئی، کتابت کا مسئلہ مرحوم سردار عرفان کے ذمہ سونپا گیا، اس
کام میں میرے شریک کار جناب عبدالوحید خان صاحب جالبی تھے
جنھوں نے بڑی محنت کی، اور ہم سب کی کوشش کا یہ نتیجہ نکلا
کہ ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء کو آل انڈیا ریڈیو آڈیٹوریم میں اس
وقت کے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ نائیک کے ہاتھوں
"قومی راج" کا اجرا ہوا۔ پہلے شمارے ہی نے اچھا تاثر پیدا کیا،
اور اس کی اس قدر تشہیر ہوئی کہ اسی وقت سے "قومی راج"
ہندوستان میں مشہور ہو گیا، آخیر وقت تک خواجہ صاحب قومی راج
کے نگراں رہے اور جب کبھی بھی اپنی مصروفیات میں سے وقت نکالتے
قومی راج کی مزید ترویج پر اظہار خیال کرتے۔

قومی راج کے اجرا کے بعد خواجہ صاحب نے "اردو اکاڈمی"
کی بنیاد ڈالنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلے میں مجھے مشہور ادبی رسالے
"شاعر" کے ایڈیٹر جناب اعجاز صدیقی مرحوم اور "صبح امید" کے
ایڈیٹر جناب عبدالحمید بوہیرے مرحوم کے پاس اردو اکاڈمی کا لائحہ
عمل تیار کرنے کے لئے بھیجتے، اسی طرح وہ خود بھی بمبئی کی عظیم ادبی شخصیتوں
سے رابطہ قائم کرتے۔ دن رات کی محنت کا یہ نتیجہ نکلا کہ جون سنہ ۱۹۷۵ء
میں "مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکاڈمی" کا قیام عمل میں آیا، اور اس
کے چیرمین ڈاکٹر رفیق زکریا صاحب منتخب ہوئے جو اس وقت مہاراشٹر
کیبنٹ میں وزیر بھی تھے خواجہ صاحب اکاڈمی کے ممبر سکریٹری مقرر
ہوئے اور آخر وقت تک اس منصب پر اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔

سرکاری کاموں میں ایک طرح کا Procedure رہتا
ہے اور ہر کام Discipline کے دائرہ میں کیا جاتا ہے اور کیونکہ
اس Procedure پر عمل کرنے میں اکثر و بیشتر دیر ہوتی ہے، اس
وجہ سے اکاڈمی کے کاموں میں بھی دیر ہوتی، اس دیر سے اردو داں طبقہ
کو سدا بیر رہا اور اسی وجہ سے خواجہ صاحب اپنی زندگی میں سخت سے
سخت تنقید کا نشانہ بنتے رہے، اخباروں میں خواجہ صاحب اور اردو
اکاڈمی کے خلاف شکایات شائع ہوتی رہیں اکثر دفعہ خواجہ صاحب
تردیدی بیان بھی جاری کرتے مگر "نشانہ" ہمیشہ بنتے رہے، اس میں
کس کا قصور ہے یہ میں نہیں کہہ سکتا بلکہ آئندہ کا وقت ہی ثابت کر سکتا
ہے۔

مرحوم خواجہ عبدالغفور نے اپنی زندگی میں بے شمار مضامین
لکھے، ریڈیو پر ان گنت تقریریں کیں اور چار مستند کتابوں کے مصنف
بھی ہوئے، مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اردو داں طبقہ نے انھیں
"اردو ادیب" ماننے سے انکار کیا، یہ ادب کی بدقسمتی ہے یا خواجہ صاحب
کی بے بسی، تخلیقی کام یوں ہی نہیں انجام پذیر ہوتا، اس کے
پیچھے بے شمار کاوشیں، تجربات، زندگی کے اتار چڑھاؤ، زمانے کے
تیور، ان سبھی کا نچوڑ ضبطِ تحریر میں آتا ہے، وہ شخص جس نے ایک
غزل یا ایک افسانہ تخلیق کیا ہے درحقیقت تخلیق کار ہے شاعر ہے
یا افسانہ نگار ہے، چہ جائیکہ چار مستند کتابوں کا مصنف ہو، اس کا
مجھے خود تجربہ ہے، ہزاروں کہ خواجہ صاحب کی تصنیف "قہقہہ زار"

جب شائع ہو چکی تو اس کا ایک نسخہ انھوں نے مجھے دیتے ہوئے کہا کہ، بھئی! اگر آپ کا جانا اس طرف ہو تو یہ کتاب ان تک پہونچا دیجئے"۔ میں ان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا، اور خواجہ صاحب کا "تحفہ زار" انکی خدمت میں پیش کیا، الٹ پلٹ کر کتاب کا معائنہ کیا اور گویا ہوئے۔ "میاں غفور بھی کوئی نثر نگار ہے،" جس پر میں نے جواب دیا کہ اتنا کچھ لکھنے کے بعد بھی اگر غفور صاحب کو ادیب کا رتبہ نہیں ملتا تو یہ ہماری بدنصیبی ہے اس سے غفور صاحب کا قد اور بلند ہوتا ہے اور ہم ان کے سامنے "نرے بونے" ٹھہرتے ہیں "میرا جواب یہیں پر ختم نہیں ہوا بلکہ میں نے یہاں تک کہہ دیا کہ" حضور! چاہے آپ انھیں ادیب کا رتبہ نہ دیں مگر وہ ادیب تھے نہ صرف اردو کے بلکہ انگریزی ادب کے بھی۔ نیز انھوں نے زندگی بھر ادب کی اتنی خدمت کی ہے کہ شاید ہی کسی اردو والے نے کی ہو، جب کبھی کبھی اردو ادب کے خدمتگاروں کی فہرست مرتب ہوگی اس میں خواجہ عبد الغفور مرحوم کا نام سرِفہرست ہوگا۔ میں نے یہی مکالمے غفور صاحب سے بیان کئے وہ صرف مسکرا کر رہ گئے۔

پاکستان سے یا ملک کے کسی حصہ سے کوئی شاعر یا ادیب آیا کہ خواجہ صاحب کو اس کی رہائش، طعام اس کے اعزاز میں جلسہ کرنے کی فکر لاحق ہو جاتی، صبح ہی صبح فون پر اطلاع دیتے کہ ہمیں یہ کرنا ہے وہ کرنا ہے، ان لوگوں کو مدعو کرنا ہے، اخبار میں خبر دینا ہے، میں تمام کام بخیر و خوبی انجام دیتا اور بعد میں خواجہ صاحب سے شکایت کرتا کہ کیا اردو شاعروں اور ادیبوں کا ٹھیکہ آپ ہی نے لے رکھا ہے؟ اس پر بھی ان کی مسکراہٹ اور رضا مندی کچھ کہنے نہیں دیتی۔

ایک مرتبہ پاکستانی شعراء ہندوستان آئے جن کی نمائندگی رئیس امروہوی صاحب کر رہے تھے جب یہ وفد بمبئی پہنچا تو خواجہ صاحب نے میزبانی کے سارے فرائض اپنے ذمہ لے لئے اور دو تین دن تک وہ ایسے مصروف رہے کہ کسی اور کام کی طرف توجہ نہیں دی اسی طرح جب پاکستان سے انتظار حسین اور احمد ہمیش بمبئی آئے تو خواجہ صاحب نے ان کے اعزاز میں جلسے منعقد کرائے، ہندوستان کے ادیبوں اور شاعروں سے ان کی ملاقات کرائی۔ اسی طرح فیض احمد فیض، قتیل شفائی، احمد فراز وغیرہ کی آمد پر جو بھی ادبی جلسے ہوئے وہ خواجہ صاحب کے مرہونِ منت ہیں۔ جسے ہم سب ہی جانتے ہیں۔

میرا اکثر خواجہ صاحب سے اختلافِ رائے بھی رہا جس کے نتیجے میں [illegible] تین دن تک بغرض ملاقات ان کے پاس نہیں گیا، یہ ان کا [illegible] [illegible] مرتبہ وہ خود ہی فون کر کے بلا لیتے یا پھر خود ہی میرے دفتر [illegible] میں تشریف لاتے اور پچھلی باتوں کا بھول جانے کا اس خلوص سے کہتے کہ میری نگاہوں میں ان کی عزت اور بڑھ جاتی، بڑے نیک شخص تھے بڑے مخلص دوست تھے، رحمدل اتنے تھے کہ اگر بس چلتا تو اپنا سب کچھ لٹا کر خود بحالبہ پر جا بیٹھتے۔

خواجہ عبد الغفور اب ہم میں نہیں ہیں ان کی پیار بھری نصیحت آموز باتیں یاد رہیں گی، ان کا مسکراتا ہوا چہرہ نظروں کے سامنے گھومتا رہے گا۔ اور جب کبھی کوئی شاعر یا ادیب سرحد پار سے آئے گا، یا کوئی ادبی مسئلہ ہوگا خواجہ صاحب کی خدمات یاد آئیں گی، کیا ہی اچھا ہوتا اگر ؎

کرتا ملک الموت تقاضہ کوئی دن اور

ضروری گذارش

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت حوالہ نمبر ضرور تحریر فرمائیں، جو آپ کے خط یا لفافہ کے ریپر کے اوپر درج ہوتا ہے۔

- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط / لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ اور پن کوڈ نمبر صاف صاف اُردو کے ساتھ مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں بھی لکھ دیں۔
- کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی نام کے ساتھ اصل نام بھی درج فرمائیں۔ غیر طلبیدہ مضامین کی ایک نقل اپنے پاس ضرور رکھ لیں۔

(ادارہ)

اندرجیت لال
ڈی۔ ۱۴، گل مہر پارک
نئی دہلی ۱۱۰۰۴۹

اکبر الٰہ آبادی ۔ معاشرتی و تمدنی طنز و مزاح کا بادشاہ

جوہر ظرافت طبعِ انسانی کا ایک لطیف عنصر ہے۔ خود نفسیات میں تبسم کو فطرتِ انسانی کا خاصہ قرار دیا جاتا ہے۔ پھر وہ کلام جو ہنسی و مذاق پیدا کرنے میں معاون و محرک ثابت ہو، فانی کیسے ہوسکتا ہے، اس قول کی روشنی میں اکبرؔ الہ آبادی کی شاعری اردو ادب میں ایک ممتاز درجہ رکھتی ہے۔ اور اس کی ہر دلعزیزی کی وجہ ہے طنز و ظرافت کی وہ بھرمار جس سے اکبرؔ کی شاعری اپنے انفرادی رنگ سے نمایاں نظر آتی ہے۔ اکبرؔ اپنی شاعری کی عظمت کو سمجھتے تھے اور کہا کرتے تھے ؎

وہ بات ہوں کہ جولانی ہے جوش میں دل کو　　وہ حال ہوں جسے سُن سُن کے وجد آتا ہے

بہ حیثیت مجموعی اکبرؔ کے کلام کا معتدبہ حصہ پرانے طرز کی شاعری پر مشتمل ہے۔ جن سے ان کے پختہ غزل گو ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ بہ حیثیت معاصر امیرؔ مینائی اور داغؔ ان کی غزلیت کمزور نہیں۔ لیکن طنز و ظرافت کا رنگ انھیں اپنے معاصرین میں سے ہی نہیں بلکہ متاخرین سے بھی ممتاز رکھتا ہے۔ ویسے ان کے کلام میں سیاست کا چٹخارہ بھی ہے۔ اور پند و نصائح کا طومار بھی۔ اسی طرح غالب کے رنگ کا تصوف اور عرفان بھی جھلکتا ہے۔ مگر ان کی فطری ظرافت بذلہ سنجی اور لطیف طنز ان سب کی خصوصیات پر حاوی ہے۔

اکبرؔ کا ابتدائی ظریفانہ رنگ "اودھ پنچ" کی نامہ نگاری سے شروع ہوا، مگر وہ بہت جلد اس سے گذر کر ترقی کے مدارج اعلیٰ تک پہونچ گئے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اوائل عمر ہی سے انھیں اس رنگ سے لگاؤ تھا۔ کیونکہ اس زمانہ کے کلام میں بھی متین اشعار کے ساتھ ساتھ کہیں کہیں مذاقیہ اور ظریفانہ اشعار کہہ جاتے تھے، اس کے بعد جوں جوں زمانہ گذرتا گیا اور سوسائٹی کا رنگ بدلتا گیا ان کے اس رنگ میں ترقی ہوتی گئی اور پختہ کاری آتی گئی۔ اس رنگ نے ان کی شوخ طبیعت کے واسطے نئے نئے راستے کھول دیئے، اس رنگ میں وہ یقیناً بے مثال رہے۔ اور ہر چند کہ بہت سے شعراء نے ان کی نقل کرنی چاہی مگر صحیح معنوں میں کوئی ناقل نہ ہوا۔ سب نقال رہے۔ وہ اپنے فن کے آپ ہی موجد تھے۔ اور آپ ہی خاتم، اپنے دور میں انشاؔ اور مصحفیؔ نے مناقشہ اور ہجو کی صنف کو ترقی بخشی لیکن ان کا فن اکبرؔ کی ظرافت اور طنز کے مقابلہ میں اتنا باریک اور لطیف نہیں، اور اس کا نتیجہ سامنے ہے کہ آج ہجو کے مقابلہ میں طنز و ظرافت کی قدر و اہمیت زیادہ ہے۔ جتنی ہر دلعزیزی اکبرؔ کے طنز و ظرافت کے حصہ میں آئی وہ انشا و مصحفی کی ہجو میں نہ آسکی۔ یہاں تک کہ اقبال ایسے عظیم شاعر نے بھی اکبر کے رنگ کو نبھانے کی کوشش کی، مگر اکبر ایسا کمال نہ پیدا کر سکے۔ اکبرؔ کو اپنی شاعری کے اس پہلو پہ کتنا ناز تھا وہ ان کے اس شعر سے ظاہر ہے:۔ ؎

میں اپنے آپ میں ان شاعروں سے فرق کرتا ہوں
سخن ان سے سنورتا ہے سخن سے میں سنورتا ہوں

یہ سوال کہ اکبرؔ کو اس طرح کے بے پناہ طنز و ظرافت کو اپنی شاعری میں کیوں سمونا پڑا؟ تو اس کی ٹھوس وجوہ ہیں۔ جب ان کی شاعری پروان چڑھی تو ہندوستان ایک نازک دور سے گذر رہا تھا انگریزی

حکومت کا تیسرا دور تھا، ملک میں امن و امان قائم ہو گیا تھا — یونیورسٹیاں کھل رہی تھیں، پریس کو آزادی تھی، سائنس اور جمہوریت کا چرچا شروع ہو گیا تھا، اور اس طرح نئی روشنی کی کرنیں ہمارے افق پر پھوٹنے لگی تھیں، اور قوم اور ملک کے پیشوا اور رہنما ترقی کی سبیلیں نکالنے لگے تھے۔ اس ترقی کو لانے کے لئے ملک میں دو تحریکیں تقریباً ایک ساتھ رواں تھیں، پہلی تحریک انڈین نیشنل کانگریس کی تھی، جس کے نزدیک مقصد یہ تھا کہ سرکار سے اپنے حقوق کا مطالبہ کیا جائے اور دوسری طرف اپنی قوم کی اصلاح کا جذبہ۔ دوسرے الفاظ میں تحریک کا مطلب یہ تھا کہ مغرب کی نئی روشنی سے جو کچھ حاصل ہوتا ہے اسے لے لیا جائے، لیکن مشرق کی پرانی تہذیب میں بھی جو کچھ باقی ہے اسے کھویا نہ جائے۔

دوسری تحریک سر سید احمد خان کی تھی، اور یہ تحریک صرف ہندی مسلمانوں تک محدود تھی۔ اس کی غرض مسلمانوں کی تعلیمی اور معاشرتی اصلاح تھی، یہ تحریک کافی عرصہ تک سیاست سے الگ رہی، لیکن بعد میں اس تحریک نے بھی سیاسی مقاصد کو مرکوزِ عمل کر لیا۔ سر سید نے اس تحریک کو دو صورتوں میں چلایا۔ ایک تو مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کے قیام سے، جس کا مقصد مسلمانوں میں تعلیم کے دروازے کو کھولنا تھا۔ دوسرا دھارا جذباتی رنگ کا تھا۔ اور یہ دھارا شمالی ہندوستان کے اسلامی (اردو) پریس کے راستے سے بہتا تھا۔

اکبرؔ پر ان تحاریک کا براہِ راست اثر پڑا، خود وہ بڑے حساس، نرم دل، اور لطیف مزاج تھے۔ مغربی تعلیم و ادب سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے ان کا فن طنزیہ بن گیا۔ اور شاعری محض گل و بلبل کی شاعری یا قافیہ پیمائی نہ رہی بلکہ اکبرؔ کی شاعری ہندوستانی سماج، معاشرت اور تمدن پر تنقید بن کر رہ گئی۔ ہندوستان کی معاشرت اور تہذیب کو جو دھکا لگ رہا تھا، اکبرؔ اس دور میں مصلح کا روپ اختیار کرنا چاہتے تھے، لیکن بہ حیثیت شاعر اور سرکاری جج آپ کی اصلاح براہِ راست عمل میں نہ آسکتی تھی، چنانچہ اکبرؔ نے شاعری کا سہارا لیکر ہر اس قدر اور صنف پر اپنا نشتر رکھا جسے وہ ہندوستانی زندگی کے لئے ملعون سمجھتے تھے۔ اکبرؔ نے اپنے دور کو صحیح نگاہ سے جانچا۔ انھوں نے محسوس کیا کہ مغربی تعلیم اور مغربی معاشرت کی شراب ہندوستانیوں کے دماغوں میں اثر کر گئی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ اعتدالِ دماغی کھو بیٹھے تھے۔ ہندوستان ایک عجیب انقلاب کا جولانگاہ تھا۔ مغربی تمدن، مغربی اخلاق و معاشرت غرض کہ ہر قسم کی مغربیت آنکھوں کو خیرہ اور دماغوں کو تیرہ کر رہی تھی، ہندوستانی لوگ مغربیت کے اتنے دلدادہ ہو گئے تھے کہ انگریز بننا بڑا فخر سمجھتے تھے۔ اس قسم کے لوگوں کو اس میں خاص لطف آتا تھا کہ پرانی تہذیب اور پرانے خیالوں کا خاکہ اڑائیں، یورپی نام یورپی لباس، یورپی طعام، یورپی وضع و قطع مرغوبِ خاطر تھی، حتیٰ کہ انگریزی گفتگو اور وہ بھی گورہ شاہی لب و لہجہ کے ساتھ ایک خاص طغرائے امتیاز سمجھی جاتی تھی، ایسے لوگوں کا اکبرؔ نے کیا خوب مذاق اڑایا ہے:۔ ؎

لنڈن سے ہوکے ہنڈ میں جب آنے مانگٹا
گاڑی میں جورو لوگ کو سبھلانے مانگٹا
ہم مانگٹا سگار ولایت کا سگریٹ
اور ہمرا لوگ دیسی چرٹ لانے مانگٹا
مت بولو ایسا بات کہ ہم دیسی لوگ ہے
"صاحب" کا نام ڈل کو بھٹ کھانے مانگٹا
ہم باپ دادا لوگ کو پاگل بنا دیا
یورپ کا ڈھنگ ہنڈ میں پھیلانے مانگٹا
اکبرؔ نے صاف کہہ دیا کیا خوب یہ غزل
جو لیڈی لوگ باجے پہ ہے گانے مانگٹا

اکبرؔ ان لوگوں کا خاکہ اڑانے سے نہیں چوکتے جو ہندوستانی وضع قطع کو نبھائے جا رہے ہیں، شاید ایسے لوگ صاحب بننا پسند نہیں کرتے۔ لیکن ایسے لوگوں کا موازنہ اکبرؔ خوب کرتے ہیں۔ طنز و حسرت "صاحب" بننے پر اسی ہے، مگر جس جدت سے انھوں نے طنز کسا ہے اس کا جواب نہیں:۔ ؎

دھوتی کے پیچ میں ہیں تہمد میں تن رہے ہیں
"صاحب" بنا رہے ہیں ہم "لوگ" بن رہے ہیں

ویسے "صاحب" بننے کی آرزو ایک عام ہندوستانی کے دل میں کیونکر چٹکیاں لیتی تھی کہ معمولی پڑھا لکھا جوان بھی اپنے آپ کو انگریزی لباس کا شائق قرار دیتا تھا، دھوتی سے نفرت ہو نہ ہو لیکن پینٹ کوٹ کا شوق ضرور ہوگا۔ خواہ ایسی پوشاک میں آدمی کارٹون نظر آئے۔ ایک شوقین چھبیلے کی عکاسی یوں،

اکبر کا کلام ملاحظہ ہو:۔ ؎

شکل کوّے کی ہیٹ مولے کی
واہ کیا دھج ہے میرے بھولے کی

ویسے ہندوستانیوں کے لئے انگریزی تمدّن کو لے لینا اتنا آسان نہ تھا۔ رکھ رکھاؤ، ذات برادری کا ڈر، وضع کا پاس غرضیکہ ع نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے
ایک تذبذب، گومگو اور ردوعملی کا عالم قائم، چار قدم آگے بڑھے تو پھر چھ قدم پیچھے ہٹ آئے، ہنسے گئے، بنائے گئے، اِدھر سے قہقہے بلند ہوئے، اُدھر سے تالیاں بجیں، واقعیت کے اس سادہ نقش پر اکبر کی گلکاری کے کیا کہنے:۔ ؎

مغربی ذوق ہے اور وضع کی پابندی بھی
اونٹ پہ چڑھ کے تھیٹر کو چلے ہیں حضرت

مغرب کی نئی روشنی سے لوگ اس طرح چندھیا گئے تھے کہ ہر ہندوستانی نئے حقیر سمجھنے لگے تھے، فاتح بدیشی حکومت نے ہندوستانیوں کے عقل و خرد پر تسلط جما لیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستانی اپنی معاشرت کو برا گرداننے لگے۔ اُدھر نئی تعلیم سے آدمیت کا سبق نام کو نہ ملتا تھا، اگر کچھ حاصل ہوا تو یہی کہ نئی نئی تھیوریاں چھانٹو اور بحث کرو۔ ؎

نئی تعلیم کو کیا واسطہ ہے آدمیت سے
جنابِ ڈارون کو حضرت آدم سے کیا مطلب

یہاں تک ہی نہیں، اکبر کی نگاہ میں تو مغربی تعلیم سے ہندوستانیوں کو کافی نقصان ہوا۔ کہنے کو بہت لوگ ڈگری اور سند لے کر عالم بن بیٹھے، مگر عمل و اخلاق سے کوسوں دور، ذہنی طور پر جب طالب علم تیز ذہن نہ بن سکیں تو اکبر کیوں نہ اپنا طنز ایسے لوگوں پر کسیں:۔ ؎

ان مدعیوں کا طرزِ عمل اکبر یہ شہادت دیتا ہے
پڑھنے کو کتابیں پڑھ لی ہیں، یہ سمجھے مگر کچھ خاک نہیں

فرنگی تہذیب و معاشرت نے ہندوستانیوں کو یہاں تک گرویدہ کر لیا کہ علم، ہنر اور اخلاق کے ساتھ ساتھ حسن و عشق اور عیش و عشرت کا معیار بدل گیا، یہ داستان اکبر نے صرف دو لفظوں میں بیان کر دی ہے:۔ ؎

فکر ساڑھی کی ہے نہ کنگن کی
اب تو دھن ہے انھیں فرنگن کی

ہندوستانی بچے اگر کچھ سمجھ سکے تو وہ محض انگریزی طرزِ زندگی اور ان کے مشاغل کے ڈھنگ مثلاً بال روم کا ناچ، تھیٹر، سینما، کلب، تاش، شطرنج، گھوڑ دوڑ، اور ان مشاغل میں طلبا ایسے الجھے کہ اس کا اثر ہر ایک کی زندگی سے ظاہر ہونے لگا:۔ ؎

تعلیمِ دختراں سے یہ امید ہے ضرور
ناچے دلھن خوشی سے خود اپنی برات میں

یا

نغمہ سنجی سے تو آتی تھی خواتین کو شرم
سازِ مغرب سے مگر ہو گئی اب ناچ کی دُھن

عورتیں فیشن پرستی میں مردوں سے بھی دو چار قدم آگے بڑھ گئیں، پردہ کے ہٹانے سے شرم و حیا نہ رہی اور نئی روشنی و تعلیم کی وجہ سے اس کا رواج کم سے کم تر ہونے لگا۔ اکبر اس کیلئے کس طرح مردوں کو ذمہ دار ٹھہراتے ہیں، ذرا ملاحظہ ہو:۔ ؎

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

مذہبیت اور مشرقیت اکبر کی گھٹی میں پڑی تھی، اسلامی تہذیب و معاشرت سے ان کی شخصیت اور صفات کا خمیر گندھا تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ رواداری، شرافت اور ادب ان میں بدرجہ اتم موجود تھا۔ یہی ورثہ تھا جو اکبر نے اپنے بزرگوں سے حاصل کیا۔ اور جسے وہ اپنے کلیجہ کے ساتھ لگا کر رکھنا چاہتے تھے، ان کا عقیدہ، ایمان اور دولت یہی تھی کہ ہندوستانی عورتیں اپنی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے آپ کو نیک سے نیک تر بنائیں۔ لیکن حقیقت ان کے آدرش سے دور تھی، لہٰذا ان کا طنز ایسی عورتوں پر کسا گیا:۔ ؎

اعزاز بڑھ گیا ہے آرام گھٹ گیا ہے
خدمت میں وہ ہے لیزی اور ناچنے کو ریڈی
تعلیم کی خرابی سے ، ہو گئی بالآخر
"شوہر پرست بی بی" پبلک پسند لیڈی

اکبر عورتوں کی تعلیم کے خلاف نہ تھے، لیکن تعلیم کی بدولت جو ذہنی انقلاب ہندوستانی عورت نے اپنے آپ میں محسوس کیا، اکبر اسے بخش نہ سکے، اور اس پر کئی پہلوؤں سے

انھوں نے اپنا طنز کسا ہے :۔

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی
اب ہے شمع انجمن، پہلے چراغ خانہ تھی

لفظ "چمکی" میں وہ بے پناہ بلاغت ہے کہ سننے والا لوٹ پوٹ ہو جائے، یہ چمک مخصوص ہے نئی روشنی کی جنبیوں کے ساتھ پرانے فانوسوں میں بھلا چمک دمک کہاں، شرم وحیا سے آزادی، ناز وانداز کی نمائش، قابلیت کے جوہر کی جلا، یہ سب کچھ ایک ننھے سے لفظ "چمکی" سے آشکار، اور یہ شمع انجمن اور چراغ خانہ کی مثال کسی قدر روشن تشبیہ کی تشبیہ اور پھبتی کی پھبتی، جادو بیانی نہیں تو اور کیا ہے بیسویں صدی کی کالج گرل کی قدآدم تصویر۔

نئی روشنی کا اثر اتنا گہرا اور اس کی وسعت کا پھیلاؤ اتنا تھا کہ پرہیزگار سے پرہیزگار بھی اس کے اثر سے نہ بچ سکے۔ بنگال کے نامور ناول نگار بنکم چندر چیٹرجی بھی اکبر کے قبیل کے فنکار تھے، انھوں نے اپنے پرزور اور دلچسپ ناولوں میں انگریزی تہذیب اور سوسائٹی کا جو خاکہ اڑایا ہے وہی رنگ اکبر کی شاعری میں بھی موجود ہے۔ متقی لوگ نئی روشنی کے دھارے میں کس طرح بہہ گئے وہ اکبر کی نگاہ سے جانچیے :۔

مرعوب ہو گئے ولائت سے شیخ جی
اب صرف منع کرتے ہیں دیسی شراب کو

اسی پر بس نہیں، اکبر نے محسوس کیا کہ پرہیزگار سے پرہیزگار ہندوستانی بھی انگریزی معاشرت کے معمول کو اپنا رہا تھا۔ روزانہ ہندوستانی زندگی میں ہر وہ معمولات جزو بنتی جا رہی تھیں جو ولائت کے لوگوں کو مرغوب خاطر تھیں۔ شیخ جی کی مزید عکاسی ملاحظہ ہو :۔

نہیں اب شیخ صاحب کی وہ عادت
دعاؤں کی اور مناجات سحر کی
مگر ہاں چائے پی کر حسب دستور
تلاوت کرتے ہیں وہ "پانیر" کی

صرف روزانہ معمول و معاشرت ہی پر موقوف نہیں انگریزی طعام بھی ہندوستانیوں میں ہر دلعزیز ہونے لگے۔ ہندوستانی خوراک ہر جگہ اپنا نعم البدل تلاش کر رہی تھی، اکبر کی دور اندیشی اس کی شاہد تھی کہ یہ سب بدیسی دلچسپیاں ہندوستانی زندگی کا جزو بن جائیں گی۔

عزیزان وطن کو پہلے سے ہی دیتا ہوں نوٹس
چرٹ اور چائے کی آمد ہے حقہ پان جاتا ہے

کچھ ایسے ہندوستانی بھی تھے جو ہندوستانی تہذیب کے ساتھ ساتھ انگریزی اثر کو بھی قبول کرنے پر تیار تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایسے لوگ نہ تو کلیتاً انگریزی تہذیب کا تاثر بن سکے، اور نہ ہی ہندوستانی معاشرت کے نمائندہ۔ ایسے لوگوں کی الجھن قیاس کیجیے کہ نہ تو ہمت سے کام لے کر کسی تہذیب و معاشرہ کا دامن تھام سکے اور نہ ہی اسے رد کر سکے۔ اکبر بڑے کائیاں تھے، انھوں نے ایک سادہ سے شعر میں ایسی الجھن کا بیان کر دیا ہے

جو چاہتے ہیں کٹے عمر اعتدال کے ساتھ
ملا رہے ہیں وہ بسکٹ کا جوڑ دال کے ساتھ

اکبر نے طنز و ظرافت کے اظہار کے لئے نہایت جدید اور لطیف تشبیہیں وضع کیں۔ کبھی تصنع اور نازک خیالی سے کام نہیں لیا بلکہ وہ ایسی چیزوں کا ذکر کرتے ہیں جو ہر شخص دیکھتا اور جانتا ہے، لیکن ان چیزوں کے بیان میں وہ ایک خاص جدت اور لطف پیدا کر دیتے ہیں جن سے دل مزے لیتا ہے، اس کے علاوہ وہ نئے نئے مذاق سے الفاظ میں سے تبسم کے پھول جھاڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ذرا سائنس پر پھبتی ملاحظہ ہو :۔

بھلا سائنس کیا سمجھے نزاکت شوق عاشق کو
کہاں فوٹو سے وہ نکلا جو میرے دل میں ارماں تھا

اکبر کے ہاں نہ الفاظ کی کمی ہے، نہ مضامین کی، وہ جب کسی کو اپنے طنز کا تختۂ مشق بنانا چاہتے ہیں تو کوئی نہ کوئی راہ نکال لیتے ہیں، ہر انسان اور ہر قدر میں کوئی نہ کوئی کمزور پہلو مل سکتا ہے، اکبر کی باریک نظر اسی کمزوری کو تلاش کر لیتی ہے۔ اور پھر اس کی بدولت اکبر ظرافت کے شگوفے چھوڑ دیتے ہیں، اکبر ظریف تھے۔ ہزال اور فحاش نہ تھے، وہ دلوں کو خوش کرتے تھے، چہروں پر تبسم لاتے، ان کی ظرافت ہزل گوئی کے مترادف نہ تھی۔ بلکہ ان کی ظرافت اکثر صورتوں میں معنویت سے لبریز ہوتی تھی۔ بازار، تھیٹر، مندر، مسجد، کالج، خانقاہ میکدہ، کونسل، اور کچہری ہر شے کا بغور جائزہ لیتے، اور ظرافت کا وہ پہلو نکال کر صفحۂ قرطاس پر لے آتے۔ کہ دوسروں کو حیرت ہوتی،

ن کی ظرافت کی چوٹ سے کوئی بچ نہ سکا۔ بدھو، کلو، صلو،
بتن، ہیرو، حتو، گنگو، گھورن، دفاتی، بھاتی، شبراتی،
رین، لفیبس سے لے کر مولوی، شیخ، مرزا تک ان کی زندہ
لی اور ظرافت کا نشانہ بنے۔ رام لال، بر جرن داس ایسے
ام کرداروں سے لے کر بالو آسوش، لارڈ کرزن، پنڈت
رن موہن مالویہ بھی ان کے طنزیہ نشتر کا شکار بن گئے،
یہاں تک کہ گاندھی جی بھی ان کی لپیٹ میں آ گئے، بدھو
یاں کا تمسخر ملاحظہ ہو :۔ ؎

بدھو میاں بھی حضرتِ گاندھی کے ساتھ ہیں
گو مشتِ خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

مگر حد ہو گئی کہ اکبر نے خود اپنے آپ کو نہیں بخشا، دوسروں
کا مذاق اڑانے والا جب خود اپنے آپ کو نشانۂ مذاق بنا کر
ہنسنے لگتا ہے تو طنز و ظرافت کی چبھن محسوس نہیں ہوتی۔
ور طبیعت بشاش رہتی ہے۔ دوسرے اس سے شاعر کا
بے لاگ طنز بھی جھلکتا ہے۔ کہ جہاں کمزوری کا وہ کوئی پہلو
دیکھتا ہے وہیں اپنے طنز و مزاح کا نشتر رکھ دیتا ہے۔ اکبر
کی خود مذاقی ملاحظہ ہو :۔ ؎

اکبر دبے نہیں کسی سلطاں کی فوج سے
لیکن شہید ہو گئے بیگم کی نوج سے

یا

کچھ الہ آباد میں ساماں نہیں بہبود کے
یاں دھرا کیا ہے بجز اکبر کے اور امرود کے

ہندوستانی تہذیب اور ہندوستانی حکومت خواہ کسی
لت ذرفہ کی ہو، اغیار کی حکومت سے تو بہر حال گوارا تر ہے
اپنے وطن کی ہر شے سے الفت ہوتی ہے خواہ وہ شے مقابلتاً
کم دلچسپی کی حامل ہو، اور اس مفہوم کو جس خوش کن کنایہ
میں اکبر نے بیان کیا ہے، عجب نہیں کہ اہل ذوق کی زبان
چٹخارے لینے لگے۔ ؎

دھن دیس کی تھی جس میں گاتا تھا اک دیہاتی
بسکٹ سے ہے ملائم پوری ہو یا چپاتی

گلشنِ مغرب کا باغباں اپنی آنکھوں سے ہندوستانی چمن
کی بربادی دیکھتا رہا اور ہندوستانی کچھ نہ کر سکے۔ ان کے پلے میں
کچھ آیا تو بس مرثیہ خوانی یا اپنی روایات پر رونا جن کی قدر اہمیت

کم سے کم تر ہو رہی تھی، سائنس اور نئی روشنی سے ہندوستان
اکبر کی نگاہ میں منور نہ ہو سکا۔ اور ہندوستان کو اگر کچھ ملا تو
بناوٹ اور عیش پرستی، اس حقیقت کو اکبر نے کس خوبی سے
بیان کیا ہے :۔ ؎

ہم کو نئی روشنی کے حلقے جکڑ رہے ہیں
باتیں تو بن رہی ہیں اور گھر بگڑ رہے ہیں

اکبر کو غیر مانوس الفاظ خصوصاً انگریزی اور ہندی کے الفاظ
میں شعر کہنے اور نبھانے کا کچھ ایسا سلیقہ تھا اور وہ بھی طنز و
ظرافت کے رنگ میں کہ نفظ لفظ نہیں رہ جاتے بلکہ نگینوں کی
طرح چمکنے لگتے ہیں، کئی بار ایسے بدیسی الفاظ وتراکیب اکبر
بطور قافیہ استعمال کرتے ہیں، ایسے اشعار کے چند نمونے ملاحظہ ہوں:

(۱) کوٹھی میں ڈیپازٹ ہے نہ جمع ہے بنک میں
قلاش کر دیا مجھے دو چار ٹینکسن میں

(۲) بہت بجا نوٹ بکھر گئے ہیں یا اپنی پوتھی میں بجائی ناٹک
غذا نہ ہو گی تو کیا جیوں گا دیا کرو تم ہزار ٹانک

(۳) واعظ کا جو ارشاد ہے وہ ریزن ایبل ہے
رندوں کی یہ مستی بھی مگر سینس ایبل ہے

طنز و ظرافت کا دور اکبر کے آخری دنوں تک قائم رہا بلکہ آخری
دور میں اکبر کی شاعری میں طنز و ظرافت کی بھرمار ہونے لگی، بلکہ
یوں کہنا مناسب ہے کہ وہ جوں جوں بزرگ ہوتے گئے، ان کی ظرافت
میں چبھن اور لطافت زیادہ ابھرتی گئی، خود اکبر اس امر کے قائل
تھے کہ ان کی سی ظرافت اور طنز کوئی دوسرا شاعر نہ پیدا کر سکا، اپنی
اس خوبی کو یوں بیان کرتے ہیں :۔ ؎

تاکیدِ عبادت پہ کہتے ہیں یہ لڑکے
پیری میں بھی اکبر کی ظرافت نہیں جاتی

شوخی اور ظرافت اکبر کی سرشت میں شامل تھی اور انھوں نے
اپنی خوبی اور استعداد کو ہر موقع لعد ہر حیثیت سے روشن کیا۔
بطور نائب تحصیلدار، بطور جج، بطور رجسٹرار الہ آباد یونیورسٹی ان
کی چٹکیاں اور گدگدیاں موقع بہ موقع خوشی و طنز بکھیرتی رہیں،
اور شاعری کے ذریعہ وہ اپنا طنز عمر بھر برساتے رہے ۱۹۲۱ء
میں اکبر نے ۷۵ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ اکبر ایک دور اندیش اور
سنجیدہ انسان تھے، وہ جانتے تھے کہ طنز و ظرافت سے ہندستانی
(باقی صفحہ ۳۹ پر)

۱۔ Resonsible
۲۔ Sensible

پریم چند

ایک سماجی مصلح — ایک نامور ادیب

ترجمہ:۔ غنی غازی
انجمن خیر الاسلام ہائی اسکول
مدنپورہ، بمبئی ۸

منشی پریم چند کی تخلیقات اردو اور ہندی میں "سنگِ میل" کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اردو یا ہندی ادب میں کہانی یا ناول نگاری کا جب تذکرہ چلتا ہے تو بات پریم چند تک جا پہنچتی ہے۔ اس عظیم قلمکار کی پیدائش ۱۸۸۰ء میں وارانسی کے قریب ایک دیہات "لمہی" میں ایک غریب خاندان میں ہوئی۔ ان کی مکمل زندگی غربت کے سائے میں بسر ہوئی۔ "سیوا سدن" اور "گئودان" جیسی شاہکار ناولوں کی وجہ سے لوگ انھیں ناول نگار کی حیثیت سے پہچانتے ہیں۔ پریم چند نے سیکڑوں کہانیاں بھی لکھی ہیں۔ آج بھی ان کی کہانیاں قارئین کے لئے نہ صرف دلچسپی اور تفریح طبع کا باعث ہیں بلکہ ایک نئی راہ عمل تلاش کرنے میں "مشعلِ راہ" ثابت ہوئی ہیں۔

زندگی کے نشیب و فراز

پریم چند کے والدین نے ان کا نام دھنپت رائے رکھا تھا۔ لیکن ان کی زندگی میں "دھن" دولت" کا نام و نشان نہیں تھا۔ ان کے والد پوسٹ میں بیس روپئے تنخواہ پر ملازم تھے۔ آمدنی کم اور خاندان بڑا۔ انتہائی ہی عزت اور تنگدستی کے عالم میں پریم چند کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ وہ ابھی آٹھ سال کے ہی تھے کہ ان کی والدہ وفات پاگئیں۔ ان کے والد نے بچوں کی تربیت کی خاطر دوسری شادی کی، لیکن اس سوتیلی ماں نے ان کے ساتھ سوتیلا برتاؤ کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی۔

پندرہ سال کی عمر میں دھنپت رائے کی شادی ہوگئی۔ دھنپت رائے اور ان کی بیوی کے مزاجوں میں ہم آہنگی نہ ہونے کے سبب دونوں کی ازدواجی زندگی تلخ ہوگئی۔ اسی عرصہ میں ان کے والد بھی پرلوک سدھار گئے۔ اب پورے خاندان کا بار دھنپت رائے کے ناتواں شانے پر آپڑا۔ انھیں اپنی تعلیم منقطع کرنی پڑی۔ انھوں نے بچوں کو ٹیوشن پڑھانا شروع کر دیا۔ کل پندرہ روپیہ معاوضہ ملتا تھا۔ آٹھ روپئے گھر روانہ کرتے اور سات روپئے میں خود کے اخراجات چلاتے تھے۔

اپنی ذاتی محنت اور لگن سے انھوں نے کالج کی تعلیم جاری رکھی۔ رات دن محنت کے باوجود انہیں گھر میں کبھی سکون نصیب نہیں ہوا۔ بیوی کی چیخ پکار اور جاہلانہ رویّہ سے وہ بیزار ہوچکے تھے۔ ایک دن ان کی بیوی کہنے لگی "میں ایک پل بھی اس گھر میں نہیں رہ سکتی"۔ پریم چند کو بھی غصہ آیا۔ انہوں نے کہا۔ "تو پھر اپنے باپ کے گھر چلی جا"۔ اور ان کی بیوی سچ مچ میکے چلی گئی۔

اس کے بعد پریم چند نے شیورانی دیوی سے دوسرا بیاہ رچایا۔ جس نے اپنے شوہر کی خدمت اور تعاون میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ چھوڑا۔

خدمتِ ادب

"سوزِ وطن" پریم چند کی کہانیوں کا مجموعہ ہے ۱۹۰۸ء کا ذکر ہے جب تقسیم بنگال کی تحریک زوروں پر تھی۔ "سوزِ وطن" کی پانچ کہانیوں پر

حبِ وطن کے جذبات کو ابھارا گیا تھا لہٰذا انگریز سرکار نے اس کتاب کو قابلِ ضبطی گردانا۔ چونکہ دھنپت رائے ہمیرپور ضلع میں محکمہ تعلیمات میں ڈپٹی انسپکٹر کے عہدہ پر فائز تھے اس لحاظ سے انگریز سرکار کے ملازم تھے۔ لہٰذا انہیں ضلع کلکٹر نے کتاب میں انگریز مخالف مواد کی اشاعت پر تنبیہہ کی۔ اس کے بعد انھوں نے اپنا "قلمی نام" "پریم چند" رکھ لیا۔ اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ انسپکٹر کی ملازمت کے دوران وہ اکثر سفر میں رہتے تھے جس کی وجہ سے ان کی صحت متاثر ہوئی۔ اور بہ مجبوری پریم چند کو انسپکٹر کی ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا۔

پریم چند نے تن من دھن سے ادب کی خدمت کی۔ "ہنس" اور "جاگرن" جیسے مقبولِ عام اخبارات جاری کئے۔ "سیواسدن" ناول نے پریم چند کو خوب شہرت بخشی، برٹش گورنر نے ان سے ملاقات کرنے اور "راؤ صاحب" کا خطاب تفویض کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا۔ لیکن پریم چند گورنر سے نہیں ملے۔ مہاراجہ الور انہیں اپنا معتمد بنانا چاہتے تھے لیکن پریم چند نے نا منظور کیا۔ وہ اپنی آزادی میں مست و مطمئن تھے، نہ کسی کا ڈر نہ خوف۔

پریم چند مہاتما گاندھی کی تقریروں سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے۔ وہ اپنی خود نوشت سوانح عمری میں لکھتے ہیں:۔

"مہاتما جی کے درشن کا یہ اثر تھا کہ مجھ جیسا آدمی بھی خوابِ غفلت سے بیدار ہوگیا۔"

رات دن کی مسلسل محنت کی وجہ سے ان کی صحت اکثر خراب رہتی تھی، لیکن انھوں نے لکھنا کبھی ترک نہیں کیا۔ عمر کے آخری ایام میں انہوں نے "گئو دان" ناول لکھی اور یہی ناول ان کی ناولوں میں شاہکار تخلیق کا درجہ رکھتی ہے۔ "گئو دان" کے پڑھتے ہی بھارتیہ کسان کی مکمل تصویر ہمارے ذہن کے پردے پر ابھرتی ہے۔ سچ سچ پریم چند عوامی قلم کار تھے۔

پریم چند اور ہندی ادب

ہم آہنگ کیا۔ قدیم ہندی اُدبا "ادب برائے ادب" پر کاربند رہے۔ لیکن پریم چند "ادب برائے زندگی" کے قائل تھے۔ ان کے یہاں ہندوستانی ثقافت و تہذیب اپنے پورے طمطراق کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے۔ معرکتہ الآرا رخیالات کی بنا، پر ان کا مقابلہ شرت چندر اور دی، ایس کھانڈیکر سے کیا جا سکتا ہے۔

پریم چند کی تخلیقات صرف تفریحِ طبع کیلئے نہیں بلکہ سماج کی اصلاح کے لئے ہوتی تھیں۔ دیہاتی زندگی کی جس قدر بھرپور عکاسی پریم چند کی کہانیوں میں ملتی ہے وہ کسی اور ہندی ادیب کی کہانیوں میں نہیں ملے گی۔

مفلوک الحال زندگی بسر کرنے کے باوجود پریم چند مطمئن و مسرور رہے۔ اپنی "آپ بیتی" کے اختتام پر لکھتے ہیں۔

"ان تجربات نے مجھے تقدیر پر بھروسہ کرنے پر مجبور کر دیا ہے، اب میرا پورا عقیدہ ہے کہ خدا جو کچھ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی کاوشیں بھی اس کی مرضی کے بغیر کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتیں۔"

صفحہ ۴۷ سے آگے

اکبر الٰہ آبادی

تہذیب و معاشرت جیبھن ضرور محسوس کرے گی، لیکن مغربیت کا بہاؤ رفتہ رفتہ ہندوستان کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا ان کی پیشین گوئی بھی قابلِ داد ہے:۔

یہ موجودہ طریقے راہئ ملک عدم ہوں گے
نئی تہذیب ہوگی اور نئے ساماں بہم ہوں گے
نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجبِ روئے صنم ہوں گے
عقائد پر قیامت آئے گی ترمیم ملت سے
نیا کعبہ بنے گا، مغربی پتلے صنم ہوں گے
تمہیں اس انقلابِ دہر کا کیا غم ہے اے اکبر
بہت نزدیک ہے وہ دن کہ تم ہوگے نہ ہم ہوں گے
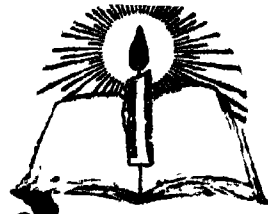
تاریخ ناگپور

مصنف:- ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل
قیمت:- ۱۰/ روپئے
ملنے کا پتہ:- ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل
محمد علی روڈ، مومن پورہ، ناگپور۔

"تاریخ ناگپور" کے مصنف ڈاکٹر محمد شرف الدین ساحل صاحب قابلِ مبارکباد ہیں کہ ان کی توجہ سے یہ کتاب وجود میں آئی، جس کی شدید ضرورت تھی، اس شہر کے اطراف اور وسط سے شہسواروں، فوجیوں اور قافلوں کی آمد و رفت کے جستہ جستہ واقعات مختلف جاگیرداروں، زمینداروں اور سرداروں کی باجگذار اور غیر باجگذار ریاستوں کے ساز و یراق اور راجاؤں کی شوکت و شان کے قصّے سننے میں بھی آئے تھے اور عہدِ شاہ جہانی کے وقائع نگار عبدالحمید لاہوری کی تصنیف بادشاہ نامہ کی ورق گردانی کی بدولت پڑھنے میں بھی، لیکن تاریخ و سال کے تسلسل کے ساتھ، جو تاریخی کتابوں کا خاصہ ہوا کرتا ہے، بہت سے نامعلوم گوشے اب تاریخ ناگپور کے ذریعے روشنی میں آئے۔

اس تاریخ کی تدوین میں جن کتابوں کے حوالجات شامل ہیں اور جن کی فہرست کتاب ہٰذا کے آخر میں موجود ہے، وہ سب ہی مستند شمار ہوتی ہیں، ان کتابوں کی ورق گردانی کے بعد واقعات کو جمع کرنے اور تسلسل کے ساتھ لکھنے میں مصنف کو جس قدر کاوش کرنی پڑی ہوگی اسے اہلِ قلم ہی جان سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جن قدیم کتابوں سے حوالہ جات لئے گئے ہیں وہ اکثریت کے ساتھ فارسی زبان میں ہیں، چنانچہ مصنف موصوف نے ایسے حوالوں کو بعینہٖ نقل کر کے ان کے تراجم بھی نیچے دیئے ہیں، لیکن ان قدیم کتابوں کی فارسی جن بے مثل زبان دانوں کی ہے ان میں ابوالفضل اور عبدالحمید لاہوری جیسے اہلِ قلم حضرات شامل ہیں جو اپنے وقت کے یکتائے زمانہ اور یگانۂ روزگار تھے۔ کیوں کہ جہاں اوّل الذکر یعنی ابوالفضل کو علمی بلندی پر ان کا بے نقطوں والا ترجمۂ قرآن مجید شاہد ہے وہیں موخر الذکر یعنی عبدالحمید لاہوری کی علمی شان اس امر سے آشکار ہوتی ہے کہ شاہ جہاں کی ایما پر تلاشِ مدید کے بعد شہنشاہی پیمانے پر جو شخص پورا اترا وہ اس وقت صوبہ بہار کے کسی مدرسہ کا لاغر و نحیف مدرس تھا جس کی دستیابی کی خوشی شہنشاہ شاہجہاں نے یوں منائی کہ عبدالحمید لاہوری کو چاندی سے تولا گیا اور وہ چاندی اسی کو بخشدی گئی۔

فارسی کی دیگر قدیم کتابیں بھی جن سے حوالجات لئے گئے ہیں جیسے "تزکِ جہانگیری" "ماثر الامراء" "ماثرِ عالمگیری" وغیرہ مستند ہی شمار ہوتی ہیں۔ اسی طرح تاریخ پر انگریزی کی مختلف کتب نیز ڈسٹرکٹ گزیٹیئروں کے قلمبند کردہ واقعات اور دیگر کتابوں سے استفادہ جہاں مصنف کی سخت کوشی پر دلالت کرتے ہیں وہیں ان کی تحقیقی کاوشوں کا ثبوت بھی پیش کرتے ہیں۔ جس کے لئے ساحل صاحب مبارکبادی کے مستحق ہیں۔

ضلع ناگپور کے "اجمالی تعارف" کا آغاز کتاب میں اضافہ خود کتاب کی افادیت میں اضافہ کا باعث ہے۔ جس سے ناگپور کے حدودِ اربعہ، آبادی، رقبہ وغیرہ کے علاوہ وہاں کی فصلوں اور پیداوار کی معلومات بھی حاصل ہوتی ہے، ضلع ناگپور کا نقشہ بھی کتاب کے ابتدائی اوراق میں موجود ہے۔

"تاریخ ناگپور" کی کتابت و طباعت پسندیدہ ہے منجملہ طور پر کتاب غلطیوں سے [illegible] ہے۔ سرورق دیدہ زیب اور اوراق کے لئے استعمال کردہ کاغذ بھی اچھا ہے۔ ۱۲۰ صفحات کی اس کتاب کی قیمت دس روپیہ بہت مناسب ہے۔
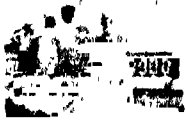
غزلیں

جگن ناتھ آزاد

شعبۂ اردو۔ جموں یونیورسٹی۔ جموں

(ریاست جموں و کشمیر)

*

نہیں اس سے تعلق آسماں تیرا ہے یا میرا
نقطہ یہ پوچھنا ہے خاکداں تیرا ہے یا میرا

بُرا ہے یا بھلا جو کچھ بھی ہے تخلیق ہے تیری
اب آگے کیا کہوں وہ راز داں تیرا ہے یا میرا

ہمیشہ بول بالا دہر میں ہوگا صداقت کا
مجھے اتنا بتا دے یہ بیاں تیرا ہے یا میرا

ہر شر ہے خیر ہے جو کچھ بھی ہے تیری عنایت ہے
تو پھر محشر میں یا رب امتحاں تیرا ہے یا میرا

یقیں بھی تیری بخشش ہے گماں بھی ہے عطا تیری
یہ میرا دل یہ دارائے گماں تیرا ہے یا میرا

ڈاکٹر ظفرالاسلام ظفر

رئیس ہائی اسکول کمپاؤنڈ۔ ۱۵۰۔ تھانے روڈ

بھیونڈی ضلع تھانے۔ ۴۲۱۳۰۲

*

دشمن ہمارا ایسی کوئی چال چل گیا
شہرِ خرد، دیارِ جنوں میں بدل گیا

کیا خونچکاں تھی کوچۂ قاتل کی داستاں
سن سن کے ظالموں کا کلیجہ دہل گیا

چھڑکاؤ کر کے خون کا آگے نہ جاؤ تم
گر جاؤ گے جو پاؤں ذرا سا پھسل گیا

چوٹی کے لوگ کھائی میں ذلت کی گر گئے
بے فکر تھے کہ برف کا تودہ پگھل گیا

پوچھو نہ ہم سے حادثہ عہدِ شباب کا
سورج عروج پر تھا ڈھلان آئی ڈھل گیا

نذیر بنارسی
پانڈے حویلی، وارانسی (یوپی)

نئے قافلے کا نیا ترانہ

نفرتوں کو دلوں سے مٹاتے چلو　　ساتھ قدموں کے دل بھی ملاتے چلو
آدمیت کے پودے اُگاتے چلو　　پیڑ انسانیت کا لگاتے چلو
دھوپ پر چھاؤں بن بن کے چھاتے چلو

زندہ باد اے جوانانِ جنت نشاں　　تم جواں سال اور حوصلے نوجواں
بن کے معمار آزاد ہندوستاں　　سب کے دل میں گھر اپنا بناتے چلو
بغض و نفرت کی دیوار ڈھاتے چلو

عزم تعمیر ہونے نہ دو مضمحل　　جدوجہد مسلسل نہ ہو مضمحل
جن چراغوں سے بجھتے ہوں انساں کے دل　　ان چراغوں کو پہلے بجھاتے چلو
بزمِ انسانیت کو سجاتے چلو

سب کے مذہب کا کرتے ہوئے احترام　　تم عوامی ہو اور تمہارے عوام
تم کو سب کی دعا تم کو سب کا سلام　　خود بڑھو آگے سب کو آگے بڑھاتے چلو
گیت سب کی محبت کے گاتے چلو

جگمگاتا رہے کارواں، کارواں　　راستہ راستہ کہکشاں کہکشاں
زندگی ہر طرف پُرفشاں پُرفشاں　　ذرہ ذرہ ستارہ بناتے چلو
آسماں کو زمیں پر بچھاتے چلو

اٹھ کے لہراؤ گنگ و جمن کی طرح　　سامنے آؤ صبحِ وطن کی طرح
پھیلو سورج کی پہلی کرن کی طرح　　روشنی راستوں میں لٹاتے چلو
ہر اندھیرے کی دھجی اڑاتے چلو

ہو عیاں سب کے چہرے سے شانِ وطن　　زندگی میں وہ پیدا کرو بانکپن
اک بہادر کے ماتھے پہ جیسے شکن　　دل سے احساسِ غربت مٹاتے چلو
اس غریبی کی میت اٹھاتے چلو

کھل اٹھے سب کے دل کی کلی اے نذیرؔ　　لاؤ ہر چہرے پر تازگی اے نذیرؔ
چھین لو موت سے زندگی اے نذیرؔ　　چھین کر موت پر مسکراتے چلو
ہر اداسی کے چھکے چھڑاتے چلو

بجلیوں کی طرح مسکراتے چلو　　گولیوں کی طرح سنسناتے چلو
وقت کے ساز پر گنگناتے چلو　　ساتھیو جاگرن گان گاتے چلو
کوئی سونے نہ پائے جگاتے چلو

ہند کو جنت بنائیں دوستو

شفیق اعظمی
معرفت پرنس ہینڈ لیکل ہال، سرائے میر
اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۳۰۵

★

آؤ کچھ کر کے دکھائیں دوستو
ہند کو جنت بنائیں دوستو

تیرگی کا اب نہ ہو نام و نشاں
علم کی شمع جلائیں دوستو

عزم پختہ ہو عمل کی راہ میں
غم جو ہو ہنس کر اٹھائیں دوستو

منزلیں آساں ہوں سب کے لئے
راستہ ایسا بنائیں دوستو

لالہ و گل مسکرائیں ہر طرف
اس طرح گلشن سجائیں دوستو

پیکرِ گیتی کو دے کر رنگِ نو
عظمتِ ہستی بڑھائیں دوستو

وقت کی رفتار بھی ہو شرمسار
یوں قدم آگے بڑھائیں دوستو

کیوں نہ ہم خونِ جگر کی بوند سے
پیاس کلیوں کی بجھائیں دوستو

شادمانی جھوم لے بڑھ کر قدم
نقشِ غم ایسا مٹائیں دوستو

ہے شفیقِ اعظمی کی یہ دعا
ابرِ رحمت بن کے چھائیں دوستو

غزلیں

ی دار پنچھی

انی گنج، رائے بریلی (یوپی)

قلاب آئے سدا پر ایسی تبدیلی نہ تھی
نشہ رشتوں کی کبھی بھی اسطرح ڈھیلی نہ تھی

ج وغم پہلے بھی تھے پہلے بھی تھے ہجر و وصال
ی کی آنکھ لیکن اس طرح گیلی نہ تھی

، اپنے رنگ انسانوں نے اس پر مل دیئے
دا سے یہ زمیں نیلی نہ تھی پیلی نہ تھی

ی کیڑوں میں لپٹی کچھ کتابیں ڈس گئیں
می کی سوچ پہلے اتنی زہریلی نہ تھی

ہ گئی جس کو وہی بس دل پکڑ کر رہ گیا
ہ میری ہر غزل کی آنکھ شرمیلی نہ تھی

سفر تھے جو وہ کوسوں دور پیچھے رہ گئے
ار دو شاعری کی راہ پتھریلی نہ تھی

صلہ پنچھی کا کالی رات سے ٹکرا گیا
کو دیکھا قفس کی ایک بھی تیلی نہ تھی

راغب فاروقی

تارتھ جہان آباد، رائے بریلی (یوپی)

★

حنا کا رنگ کہ رنگِ گلاب کیا دو گے
ہمارے خون کا آخر جواب کیا دو گے

یہی بہت ہے کہ الزام کچھ نہیں رکھتے
تم انتہائے وفا پہ خطاب کیا دو گے

ہمارے باغ کا ہر پھول تم نے توڑ لیا
تو سبز باغ کے تازہ گلاب کیا دو گے

جو پوچھتی ہے سُلگتے گھروں کی خاموشی
تم آنسوؤں سے بھی اسکا جواب کیا دو گے

حساب بھر نہ کبھی دے سکے وفا کا بدل
یہ حال ہے تو کرم بے حساب کیا دو گے

بتا تو دو گے خدا کو کہ تم نہیں قاتل
مگر ضمیر کو اپنے جواب کیا دو گے

مزاج میر کا غالب کا دے دیا انداز
اب اس سے بڑھ کے مقدر خراب کیا دو گے

جفائیں کوئی بھی ثانی نہیں مگر راغب
وفا کے ذکر پہ آخر جواب کیا دو گے

ڈاکٹر ع۔ عزیز خیرآبادی

ٹیلیگراف آفس، رائے بریلی (یوپی)

موسم ہجر کی پلکوں پہ گھٹائیں کب تک
اے خدا پیاس میں ڈوبیں گی نگاہیں کب تک

باغ میں آئیں گی آوارہ ہوائیں کب تک
چھینتی جائینگی پیڑوں سے قبائیں کب تک

تیرہ زادوں کا نگر اور دہی راتوں کا فسوں
ایسے ماحول میں ہم دیپ جلائیں کب تک

اپنے ہونٹوں پہ سجائے ہوئے صحرائے جنوں
دیں بھلا ابرِ گریزاں کو صدائیں کب تک

پاؤں منزل کی طرف بڑھ تو رہے ہیں لیکن
ہمسفر ہونگی یہ موہوم سی راہیں کب تک

ایک لمحے کے تبسم کے صلے میں آخر
عمر دے گی ہمیں زخموں کی ردائیں کب تک

بے گناہی پہ بھی رکھتے ہوئے الزام عزیز
منصفِ شہر ہمیں دے گا سزائیں کب تک

★

ریاست میں ۲۰۔نکاتی پروگرام پر عمل آوری

ریاست مہاراشٹر میں فروری ۱۹۸۴ء کے اواخر تک ۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت پرائمری صحت مراکز کھولنے سے متعلق مقررکردہ نشانے کے مقابلے میں ۴۶۵ء۸ فی صد پرائمری مراکز کھولے گئے ہیں۔ اسی طرح مندرجہ جاتیوں کے اراکین کو دی جانے والی مالی امداد کے سلسلے میں بھی ۲۵۲ء۳ فی صد نشانہ پورا کیا گیا ہے۔

۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت نافذالعمل مختلف پروگراموں سے مقررکردہ نشانے کی فی صد تکمیل کی تفصیل اس طرح ہے۔ بچوں کی بہبود کا مربوط پروگرام ۱۰۷ء۶۰ فی صد شجرکاری ۱۴۰ء۷ فی صد مربوط دیہی ترقی پروگرام برائے مندرج قبائل ۱۴۰ء۳ فی صد، پانی سے پمپوں کو چلانے کا پروگرام ۱۳۱ء۶ فی صد بائیوگیس یونٹوں کی تنصیب ۱۲۶ء۸ فی صد مربوط دیہی ترقی پروگرام برائے مندرجہ جاتی افراد ۱۰۰ء۴ فی صد پرائمری صحت ضمنی مراکز ۱۰۰ فی صد، خاندانی منصوبہ بندی آپریشن ۹۸ء۴ فی صد اور گھروں کے لئے قطعاتِ اراضی کی فراہمی ۹۴ فی صد۔

۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت جاری کردہ سلم سدھار، مندرجہ قبائلیوں کے خاندانوں کو مالی امداد گھروں کی تعمیر کے لئے امداد زائد اراضی کی تقسیم جیسے دیگر پروگراموں پر عمل آوری بھی اطمینان بخش ہے۔

گورنر کے ہاتھوں چھوٹے صنعتکاروں کی عزت افزائی

گورنر مہاراشٹر شری آئی۔ایچ لطیف کے ہاتھوں یکم مئی کو جبکہ راج بھون میں قومی انعامات حاصل کرنے والے ریاست کے چھوٹے صنعتکاروں کی عزت افزائی کی گئی۔

جن انعامات جیتنے والوں کی عزت افزائی کی گئی ان کے نام اس طرح ہیں: ڈاکٹر جوشی میسرز انرجی سسٹمز، پرائیویٹ لمیٹڈ ناشک، پہلا انعام۔ شری پانڈورنگ شندے میسرز سائیکلو انٹرپرائزز ستارا۔ دوسرا انعام شری اے۔پی چاپھالکر میسرز آوانتی مائننگ ٹولس پرائیویٹ لمیٹڈ جنہیں خصوصی انعام دیا گیا تھا۔ کی بھی آج عزت افزائی کی گئی۔

اس موقع پر شریمتی بلقیس لطیف، شری کلپا اواڈے وزیر مملکت برائے صنعت اور شریمتی اواڈے۔ شری رام پردھان چیف سکریٹری بھی موجود تھے۔

وزیرِاعلیٰ نے ایم۔ایل۔اے ہوسٹل کی سنگِ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی

وزیرِاعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے یکم مئی کو "یوم مہاراشٹر" کے موقع پر نریمان پوائنٹ (بمبئی) پر ممبرانِ اسمبلی کے لئے ۲۳۶ جدید طریقوں سے آراستہ فلیٹوں والی مجوزہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی۔

اس موقع پر تقریر فرماتے ہوتے شری پاٹل نے کہا کہ رہائشی ہوسٹل کی تعمیر معینہ مدت سے قبل مکمل ہونی چاہیئے آپ نے مشورہ دیا کہ اس پروجیکٹ کی تکمیل کے لئے ایڈیشنل فنڈ سے رقم حاصل کی جانی چاہیئے۔ شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ اس ہوسٹل کی تعمیر سے ممبرانِ اسمبلی کی دیرینہ ضرورت کی تکمیل ہوجائیگی۔ شری آر۔وی بوراڈے وزیر برائے پبلک ورکس نے اس تقریب کی صدارت فرمائی۔ اس موقع پر کابینی رفقاء ممبرانِ اسمبلی ممتاز افراد موجود تھے۔

ابتدا میں شری وی۔ایس را نے سکریٹری محکمہ پبلک ورکس نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شریمتی یشودھرا بجاج وزیر مملکت برائے پبلک ورکس نے شکریہ ادا کیا۔

وزیرِاعلیٰ نے جرنلزم کے طلباء کا امتحان لیا

پونے یونیورسٹی کے جرنلزم سرٹیفکٹ کورس کے طلباء نے ۱۹ اپریل کو نئے ودھان بھون بمبئی، میں جب وزیرِاعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی تو وزیرِاعلیٰ نے غیر متوقع طور پر ایک ممتحن کی طرح ان طلباء کا امتحان لیا۔ ابتداءً طلباء سے ان کے کورس سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے بعد

آپ نے انہیں پچھلے چند دنوں میں ریاست میں ہوتے کسی اہم واقعہ کی خبر تیار کرنے کے لئے کہا۔ آپ نے طلباء کو دو منٹ کا وقت دیا۔ دو منٹ مکمل ہونے پر آپ نے وقت پورا ہونے کا اعلان بھی کیا۔ اور طلباء سے ان کے تیار کردہ خبرنامے پڑھ کر سنانے کے لئے کہا۔

تقریباً تمام طلباء نے نائب وزیر اعلیٰ شری رام راؤ آدک کے استعفیٰ دینے اور وزیر اعلیٰ کی جانب سے اسے ریاست کے گورنر کی خدمت میں روانہ کرنے سے متعلق خبرنامہ تیار کیا تھا۔

وزیر اعلیٰ نے طلباء کے خبرنامے سُننے کے بعد ریاست کے اہم واقعات سے ان کی باخبری کی ستائش کی لیکن یہ بھی کہا کہ طلباء کو چاہئے کہ اہم واقعات سے پوری طرح باخبر ہونا چاہیئے تھا کہ گورنر نے نائب وزیر اعلیٰ کا استعفیٰ منظور کیا ہے۔

خاندانی بہبود پروگرام

حکومتِ مہاراشٹر نے خاندانی بہبود پروگرام کے تحت یکم اپریل تا ۲۰ر جون کے دوران نس بندی کرانے والے مردوں اور عورتوں، ترغیب کاروں، ڈاکٹروں اور طبی عملے کو زائد مالی ترغیبی امداد دینے کے لئے زائد رقم منظور کی ہے۔

مردانہ نس بندی کرانے والے کو ۷۵ روپے ——

ترغیب کار کو فی کیس ۲۵ روپے، زنانہ نس بندی کے ترغیب کار کو ۱۰ روپے، ڈاکٹر کو مردانہ نس بندی کے لئے فی کیس ۳ روپے نرس / معاون کو مردانہ نس بندی کے فی کیس کے لئے ۵۰ پیسے، مردانہ نسبندی کے خدمت گاروں کو فی کیس کے لئے ۲۵ پیسے اور مردانہ نس بندی کے فی کیس کے لئے ڈرائیور کو ۲۵ پیسے ادا کئے جائیں گے۔

سماج کے کمزور طبقات کیلئے امداد باہمی سوسائٹیاں

رتناگیری ضلع میں ۲۰۔ نکاتی پروگرام کے تحت گھروں کے لئے قرض کی فراہمی کے لئے ۲ / نیز ماہی گیری اور طلباء کے لئے ایک ایک امداد باہمی سوسائٹی تشکیل دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سماج کے کمزور طبقات کی خاطر سستے داموں کی دکانیں بھی کھولی گئی ہیں۔

قومی راج

مذکورہ ضلع میں تعلیم بالغان کی خاطر جاری کی گئے کلاسوں میں ۳۶۷۷ عورتوں اور ۱۰۴۴۰ مردوں نے اپنے نام درج کرائے ہیں۔ ان طلباء کے لئے ضلع میں ۳۷ کتب خانے بھی کھولے گئے ہیں۔

۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۶ تا ۱۱ برس کے ۲۴,۵۸۶ لڑکوں اور لڑکیوں کو پرائمری اسکول میں داخل کرایا گیا۔

شری اردل دیوکیر، وزیر مملکت برائے یوتھ ویلفیر ۴ر مئی کو بمبئی کے مضافاتی علاقے گھاٹ کوپر میں سکھ شانتی دواخانے کا افتتاح کر رہے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل یکم مئی کو بمبئی میں گرنی کامگار کریڈا بھون ایلفنسٹن روڈ میں ایک مزدور کو "گنونت کامگار پرسکار" دے رہے ہیں۔ اس تقریب کا اہتمام مہاراشٹر لیبر ویلفیئر بورڈ نے کیا تھا۔

*

گورنر مہاراشٹر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف نے ۵ مئی کو بمبئی کے آگسٹ کرانتی میدان میں منعقدہ دستکاروں کی مصنوعات کی نمائش "ہست کار بازار" کا دورہ کیا۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

*

شری اظہر حسین وزیر مملکت برائے صحت عامہ ۴ مئی کو ورلی میں واقع "سمیرا" میں عطیہ خون مہم کا افتتاح کر رہے ہیں۔

قومی راج

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے یکم مئی کو بمبئی کے رویندر ناٹیہ مندر میں "یوتھ کوبر۔ ۱۹۸۴ء" کا افتتاح کیا۔ وزیر مملکت برائے اسپورٹس شری ارون دیویکر بھی تصویر میں نظر آ رہے ہیں۔

جاپان کے وزیر اعظم مسٹر یشیشرو ناکاسونی اور ان کی اہلیہ کے ۳ مئی کو بمبئی میں آمد پر سانتا کروز ہوائی اڈے پر شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر تعلیم اور شری اظہر حسین وزیر مملکت پروٹوکول نے آپ کا خیر مقدم کیا۔

اتر پردیش کے وزیر تعلیم شری حامد رضوی نے ۸ مئی کو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے آپ کی سرکاری رہائش گاہ "ورشا" میں ملاقات کی اس موقع پر لی گئی تصویر میں دونوں حضرات محو گفتگو ہیں۔

قارئین کی رائے

★ ڈاکٹر ایم آئی۔ ساجد

نزدیکی مسجد۔ کھام گاؤں
۴۴۴۳۰۹ (مہاراشٹر)

۲۷ اپریل کی شام میں یہ خبر بجلی بن کر اعصاب پر گری، (بصورت ٹیلی گرام) کہ اردو ادب میں ہردلعزیز طنز و مزاح نگار، باغ و بہار و پر وقار شخصیت، مہاراشٹر اردو اکاڈمی کے ممبر سکریٹری اور قومی راج کے نگراں، ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور صاحب (آئی۔ اے۔ ایس) کا اچانک انتقال پُرملال ہوگیا۔ کیا کیا توقعات تھیں ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور سے اور اچانک کیا ہوگیا۔ ابھی پچھلے مہینے ۲۸ مارچ کو بلڈانہ میں ان کے ہونہار فرزند جناب حسن غفور صاحب (ڈی۔ ایس۔ پی) کے بنگلہ پر ان سے تفصیلی ملاقات ہوئی، آئندہ پروگرام کے بارے میں مشورے ہوئے اور قدرت کا مذاق تو دیکھئے کہ موت سے چار روز قبل یعنی ۲۰ اپریل کو غفور صاحب کا راقم الحروف کے نام لکھا ہوا خط (حیدرآباد سے) آج ۲۸ اپریل کی صبح کی ڈاک سے ملا، جس میں ۲۴ اپریل کو بمبئی پہونچنے کی اطلاع، تفصیلی خط لکھنے کا ذکر اور مئی کے دوسرے ہفتہ میں کھام گاؤں آنے کا وعدہ تھا۔ سچ ہے:۔ ؎

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا
آدمی بلبلہ ہے پانی کا

ساتھ ہی یہ ستم ظریفی بھی کیا کم ہے کہ راقم الحروف ۳۰ اپریل کو اردو اکاڈیمی کی میٹنگ میں شرکت کے لئے آ رہا تھا اور ساتھ میں قومی راج کے لئے غزل کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر خواجہ عبدالغفور صاحب کی نئی تصنیف "طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ" پر مضمون بھی لا رہا تھا کہ آپ کو دیدوں، کہ غفور صاحب کے انتقال کی خبر ملی، اور تمام ارمان دل ہی میں رہ گئے۔ خدا مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ (آمین)

★ فکر حیدرآبادی (جرنلسٹ) سکریٹری نہرو فاؤنڈیشن

۲-۲۳۸/۱-۱۰، آصف نگر، حیدرآباد ۲۸

"قومی راج" کا خصوصی شمارہ وصول ہوا جو وزیر اعظم کے بیس نکاتی، ترقیاتی پروگرام کی تفصیلی معلومات پر مشتمل ہے۔ نہایت دیدہ زیب "ٹائیٹل" ہے، ترتیب نہایت لاجواب، بہت دلکش اور بے مثال ہے۔ اس نمبر کی اشاعت پر مبارکباد قبول فرمائیے۔ میری تمنا یہ ہے کہ آپ کی ادارت میں یہ رسالہ ترقی کی منازل ہی طے کرتا رہے۔

★ طالب ممتاز

ریلوے اسٹیشن روڈ۔ نواپاڑہ۔ راجم
ضلع رائے پور (ایم۔ پی)

بیس نکاتی خصوصی نمبر میں "۲۰۔ نکاتی پروگرام کے افادی پہلوؤں کی نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی کے ساتھ ترجمانی کر کے حکومت اور عوام کے درمیان رابطہ پیدا کیا گیا ہے جو بالخصوص عام لوگوں کے لئے کارآمد اور مفید ثابت ہوگا۔

★ نثار اختر انصاری

ایڈیٹر "ہمہ گیر" مومن پورہ
چوک، ناگپور ۱۸

"قومی راج" کا "۲۰۔ نکاتی پروگرام" پر مبنی "خصوصی نمبر" موصول ہوا۔ اس جامع نمبر میں نئے نئے بیس نکاتی پروگرام پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے۔

"قومی راج" اردو کا پہلا رسالہ ہے جس نے بیس نکاتی پروگرام کی افادیت سے اردو والوں کو روشناس کروایا ہے سر ورق بہت ہی خوبصورت ہے۔ جلیل ساز اور دیگر شعراء کا ... دیں۔

ضروری گذارش

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام رقم خریداری روانہ فرمانے والے حضرات سے: پتہ، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ نام، پتہ نہیں لکھتے جس کی وجہ سے شکایتی خط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر پتہ لکھا ہو تو فوراً "قومی راج" جاری کر دیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1984

قومی راج

۱۰ رجون ۱۹۸۴ء
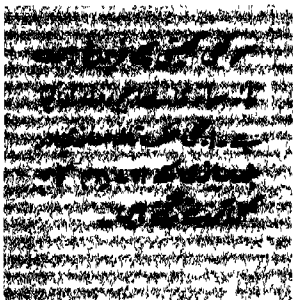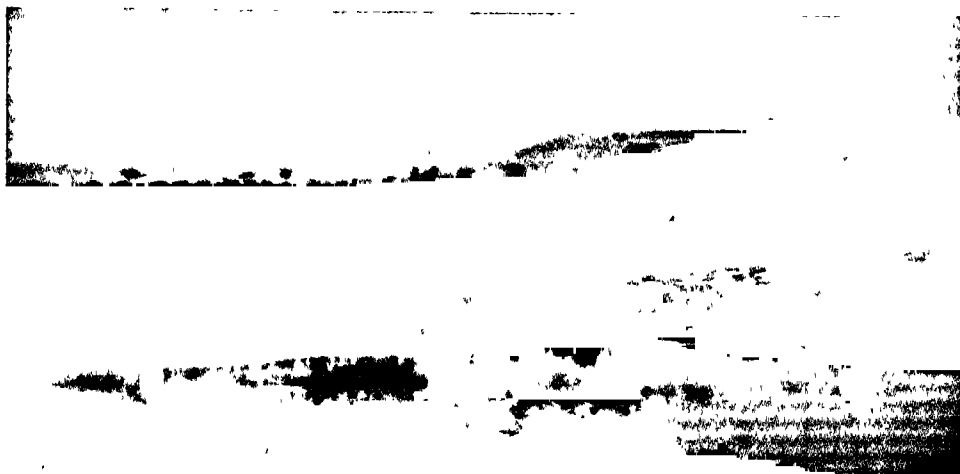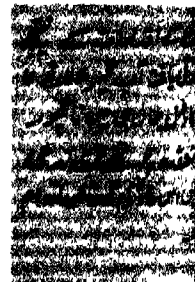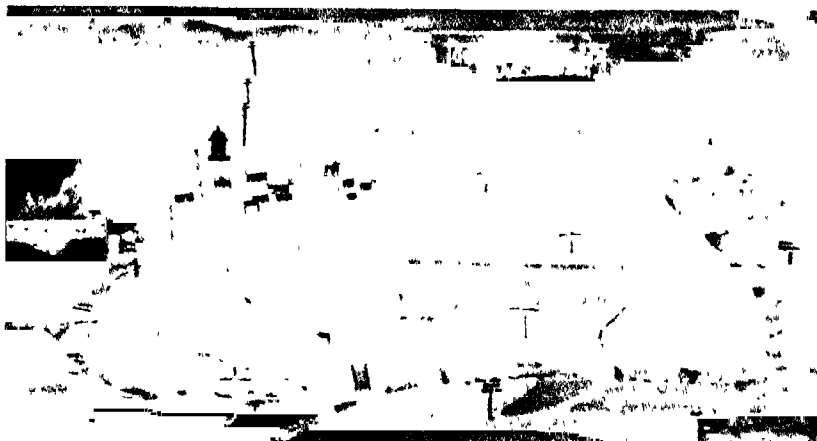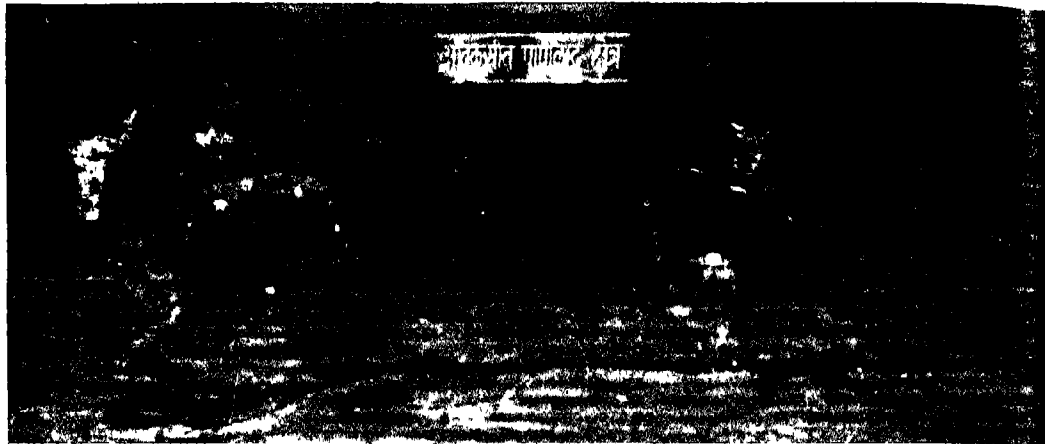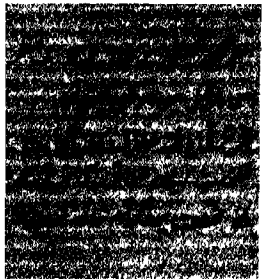
وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۲ رمئی کو بھیونڈی، تھانے اور بمبئی کا دورہ کیا۔ آپ کا یہ دورہ حالات کو دوبارہ معمول پر لانے میں بے حد معاون ثابت ہوا۔ اس سے عوام کا اعتماد بحال ہوا اور قیام امن کے لئے سازگار ماحول پیدا ہوا۔

وزیراعظم، بھیونڈی کے ریسٹ ہاؤس میں وزیراعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل سے فساد کی صورت حال پر تبادلہ خیالات کر رہی ہیں۔ تصویر میں ریاستی حکومت کے چیف سکریٹری شری رام پردھان بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

وزیراعظم، بھیونڈی میں عوام کے ایک کثیر مجمع سے خطاب کر رہی ہیں۔ آپ نے لوگوں سے ہم آہنگی اور امن کو بحال کرنے کی اپیل کی۔

ایک راحت کیمپ میں وزیراعظم فساد زدگان کی بپتائیں سن رہی ہیں اور انھیں دلاسہ دے رہی ہیں۔

وزیراعظم تھانے اسپتال میں زیر علاج ایک زخمی کی مزاج پرسی کر رہی ہیں اور اس کی ہمت بندھا رہی ہیں۔

گورنر اور وزیرِ اعلیٰ کی اپیل

عوام
راحتی اقدامات میں تعاون دیں

مہاراشٹر کے گورنر اور وزیرِ اعلیٰ کی اپیل کے جواب میں چند عطیات موصول ہوئے ہیں اور فساد زدگان کی بازآبادکاری کا کام شروع ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ مالی اعانت اور اجناس کی شکل میں عطیات کی شدید ضرورت ہے۔

عطیات دیجئے —— اور — فراخدلی کے ساتھ دیجئے

مالی عطیات چیک کی صورت میں وزیرِ اعلیٰ کے دفتر واقع منترالیہ بمبئی نمبر ۰۰۰۳۲ ۴ کو روانہ کئے جاسکتے ہیں۔ چیک وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ برائے فساد زدگان کے نام لکھے جائیں۔

روزمرّہ کی زندگی میں استعمال میں آنے والی بالٹی، کیتلی، اسٹو، لالٹین گھاسلیٹ رکھنے کے پلاسٹک کے ڈبّے، دیگچی، مگ، توا، روٹی بنانے کا تختہ اور بیلن، کرتہ، پائجامہ، لنگی، ساڑیاں، قمیض، چھوٹی دریاں اور چادر جیسی نئی اشیاء پر مشتمل اجناس کی شکل میں عطیات راج بھون بمبئی نمبر ۰۰۰۳۵ ۴ میں کھولے گئے راحت مرکز کو روانہ کئے جاسکتے ہیں۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا

قومی راج

— ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے —

سالانہ: دس روپئے — فی کاپی: پچاس پیسے

جلد نمبر ۱۱ شمارہ ۱۰ و ۱۱

مشترکہ شمارہ ۲۵ مئی اور ۱۰ جون ۱۹۸۴ء

ترتیب — صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر :- موہن پاٹل

ایڈیٹر :- ریاض احمد خاں

سرورق ۱ اور ۲ پر فساد زدگان کی راحت اور باز آبادکاری کے لئے کئے جا رہے اقدامات کی تصویری جھلکیاں پیش کی گئی ہیں۔

حکومت مہاراشٹر کا یہ پندرہ روزہ جریدہ مراٹھی، انگریزی، اردو، ہندی، گجراتی اور سندھی چھ زبانوں میں شائع ہوتا ہے

قومی یکجہتی

— چند مقولے

"مذہب" فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ ہندوستانی ہونے کے ناطے ہمیں چاہئیے کہ تمام مذاہب کو احترام کی نظر سے دیکھیں۔ میں تمام مذاہب کی عبادت گاہوں میں جاتا ہوں۔ وہ چاہے مسجد ہو، مندر رہو، چرچ ہو، یا گرودوارہ۔ میں اس نظریہ کا قائل ہوں کہ خدا ہر جگہ موجود ہے ہمیں چاہئیے کہ اُسے انسانوں میں تلاش کریں۔ انسانیت سے بڑھ کر کوئی شئے نہیں ہے۔"

— صدر گیانی ذیل سنگھ

"قومی یکجہتی کی بنیاد محض اخلاقیات نہیں ہے بلکہ یہ ہماری قومی بقاء کے لئے ایک لازمی جزو ہے۔ اگر ہم ہمارے ترقیاتی منصوبوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور آپس میں مل جل کر ترقی کی راہ پر گامزن رہنا چاہتے ہیں تو یہ ہمارے لئے ایک عملی ضرورت ہے۔ ایک عام آدمی کے مستقبل اور اس کے بچوں کے مستقبل کو جن طاقتوں سے خطرہ درپیش ہے اُسے اُن سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عام شہری کی بنیادی تہذیبی نفاست و شائستگی اور اس کی روزمرہ کی زندگی کی سوجھ بوجھ کو صحیح سمت دی جائے۔"

— وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی

"خدا کی نظروں میں، جو ہم سب کا خالق ہے۔ تمام مخلوق برابر ہے۔"

— مہاتما گاندھی

"میں ایسا امن چاہتا ہوں جو مختلف مذاہب کے مابین ہم آہنگی کا نتیجہ ہو"

— مہاتما گاندھی

"تمام مذاہب میں پائی جانے والی بنیادی یکسانیت کی بازیافت کیلئے ایک کلید درکار ہے۔ یہ کلید ہے حق اور عدم تشدد، جب تک ہم اس بنیادی یکسانیت کو نہیں سمجھتے مذہب کے نام پر لڑی جانے والی لڑائیاں بند نہیں ہوں گی۔"

— مہاتما گاندھی

"بھارت ایک ایسا ملک ہے جہاں مختلف فرقوں کے لوگ آباد ہیں۔ جب تک ہم آپس میں مل جل کر، ایک دوسرے کے عادات و اطوار اور عقائد کا احترام کر کے نہیں رہتے، ہم ایک عظیم اور متحد قوم کی تشکیل نہیں کر سکتے۔ مختلف مذاہب کے گروہوں کے درمیان ہم آہنگی اور دوستی کی فضا پیدا کی جانی چاہئیے۔ نیز آپسی غصہ اور تلخی کو بڑھنے سے روکنا چاہئیے۔"

— جواہر لال نہرو
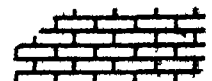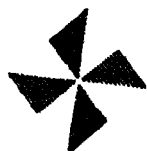
امن کی بحالی
وقت کی اوّلین ضرورت

★ وزیر اعظم، شریمتی اندرا گاندھی

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے فرقہ وارانہ فسادات کی وجہ سے ملک کی ایکتا کو درپیش ہونے والے خطرے سے عوام کو آگاہ کرتے ہوئے، ہر کسی سے بمبئی، بھیونڈی اور تھانے کے فساد زدہ علاقوں میں امن بحال کرنے کی اپیل کی۔

۱۸ر مئی کو بمبئی کے فساد زدہ علاقوں کے ایک روزہ دورے کے بعد وزیر اعظم نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صدیوں سے ہمارے ملک میں مذہبی رواداری کی روایت چلی آرہی ہے جس کی وجہ سے یہاں دنیا کے تمام مذاہب کے پیرو امن اور ہم آہنگی کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہماری اس شاندار روایت کو زندہ رکھنا آج پہلے کے مقابلے میں کچھ زیادہ ضروری ہے۔

شریمتی گاندھی نے کہا کہ دنیا کے ہر خطّے میں اقلیتی فرقے پائے جاتے ہیں، بھارت میں اقلیتی فرقہ کی تعداد کافی زیادہ ہے اور یہاں کا اقلیتی طبقہ مذہبی امور سے متعلق دیگر مقامات کی اقلیتوں کے مقابلہ میں شاید زیادہ حساس ہے۔ آپ نے عوام اور خصوصاً پریس سے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور اسے نبھانے کی اپیل کی۔

اس سے قبل شریمتی گاندھی بھارتی فضائیہ کے ایک خصوصی طیارے کے ذریعہ کانگریس (آئی) کے جنرل سکریٹری اور ایم۔پی شری راجیو گاندھی کے ہمراہ بمبئی پہنچیں۔

ہوائی اڈے پر مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ایچ لطیف، ان کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف، وزیر اعلیٰ وسنت راؤ پاٹل، ایم پی سی سی (آئی) کے صدر شری این۔ایم کامبلے، وزیر توانائی شری بلی رام ہیرے، وزیر قانون و عدلیہ شری شیواجی راؤ پاٹل نیلانگیکر، وزیر مملکت برائے توانائی شری یشونت شیریکر، ایم۔پی اور ایم۔ایل۔اے حضرات کے علاوہ سماجی خدمت گاروں کی ایک کثیر تعداد نے آپ کا خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر خصوصی سکریٹری شری پی۔سی۔ الیگزنڈر اور چیف پروٹوکول افسر شری پی۔پی۔ بھانا بھی موجود تھے۔

ہوائی اڈے پر موجود حضرات سے مختصراً گفتگو کے بعد شریمتی اندرا گاندھی شری راجیو گاندھی اور وزیر اعلیٰ کے ہمراہ بذریعہ ہیلی کاپٹر بھیونڈی کے لئے روانہ ہوئیں۔ مرکزی وزیر مملکت برائے نقل و حمل، شری زیڈ۔آر انصاری بھی آپ کے ساتھ بھیونڈی تشریف لے گئے۔

وزیراعظم کا دورۂ بھیونڈی

وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۲۱ مئی کو بھیونڈی کے فسادزدہ علاقوں کا دورہ کیا اور صورتحال کا جائزہ لیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ کے ساتھ شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعظم، ایک ریلیف کیمپ میں فسادزدگان کی ڈھارس بندھا رہی ہیں

وزیراعظم، بھیونڈی کے راحت مرکز تشریف لے گئیں اور وہاں فساد سے متاثرہ خاندانوں کو دلاسہ دیا۔ تصویر میں مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

باز آباد کاری کا کام زوروں پر

بھیونڈی، تھانے، کلیان اور بمبئی کے فساد زدہ علاقوں میں حالات تقریباً معمول پر آچکے ہیں۔ یہاں کے شہریوں کے لئے اب کرفیو یادِ ماضی بن چکا ہے۔ بازار بھرے ہوئے ہیں۔ سڑکوں پر سواریوں کی آمد و رفت کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ سینما گھروں اور تھیٹروں میں شائقین کا ہجوم دیکھا جا سکتا ہے۔ بیوپاریوں اور تاجروں کا کاروبار چل نکلا ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک [illegible] کے پہیئے میں تیزی آگئی ہے۔ اب ہمیں فساد زدہ لوگوں کی دلجوئی کرنی چاہئے۔ ان کی راحت اور باز آباد کاری کے کاموں کی رفتار کو تیز کرنا ہے۔

[illegible] کی مشینری باز آبادکاری کے کاموں میں ہمہ تن مصروف ہے۔ [illegible] زور شور سے جاری ہے۔ اس کام میں حکومت کو عوام کا بھی بھرپور تعاون حاصل ہو رہا ہے۔ وہ نقد رقم اور اجناس کی شکل میں فراخدلی کے ساتھ عطیات دے رہے ہیں۔ حکومت کے ساتھ عوام کا تعاون اور فساد زدہ بھائی بہنوں کے تئیں ان کی دردمندی اور ہمدردی اس بات کا ثبوت ہے کہ عوام آپس میں مل جل کر ہم آہنگی اور یکجہتی یگانگت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔

ریاست میں ہوئے حالیہ فسادات سے متاثر ہونے والوں کو راحت پہنچانے اور ان کی باز آباد کاری کے لئے اسکیمات وضع کی گئی ہیں۔ فساد میں بے گھر ہونے والوں کو ۱۵ر جون تک گھر فراہم کئے جائیں گے۔ دیگر سہولتیں بھی تیز رفتاری سے فراہم کی جا رہی ہیں۔

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی، مہاراشٹر کے گورنر، ایئر چیف مارشل، آئی۔ ایچ۔ لطیف، مرکزی وزرائے کابینہ، وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور ان کے کابینی رفقاء، اے۔ آئی۔ سی۔ سی کے جنرل سکریٹری اور ایم۔ پی شری راجیو گاندھی، **حزب مخالف کے رہنما، اعلیٰ سرکاری افسران**، [illegible] چیف سکریٹری شری آر۔ ڈی۔ [illegible] اور سماجی خدمت گاروں نے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور متاثرین کے آنسو پونچھے، **انھوں نے** عوام سے اپیل کی کہ فوری طور پر امن کی بحالی کے لئے کوشش کریں۔

وزیر اعظم کے دورے کے بعد حالات تیزی سے معمول پر آنے لگے ہیں۔ نظم و نسق کی بحالی کیلئے فوج بلائی گئی تھی جس کی وجہ سے غنڈوں لوٹ مار کرنے والوں اور شر پسند عناصر میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی اور عوام کا اعتماد دوبارہ بحال ہوا۔ گلیوں، محلوں اور فیکٹریوں میں زندگی معمول پر آنے لگی ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ فوج کو بلانے کا فیصلہ صحیح اور بڑا ہی مناسب فیصلہ تھا۔

وزیر اعلیٰ اکثر و بیشتر فساد زدہ علاقوں کے دورے پر جاتے رہے ان کے یہ دورے اور بہ نفسِ نفیس ان کی وہاں موجودگی سے عوام کے حوصلے مضبوط ہوئے انھوں نے وہاں نہ صرف فساد کی روک تھام کے لئے ہدایات دیں بلکہ امن پسند شہریوں کو حالات معمول پر لانے پر اکسایا۔ بھیونڈی میں فساد کے دوران بے گھر ہونے والوں کی باز آباد کاری کے لئے گھروں کی فراہمی کے آپ کے فیصلے کا ہر طرف سے خیر مقدم کیا گیا ہے۔ شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے داخلہ، بھیونڈی ہی میں قیام پذیر ہو گئے اور اکثر و بیشتر فساد زدہ علاقوں کا دورہ کرتے رہے۔ انھوں نے بڑے ہی صبر و استقلال سے متاثرہ افراد کی بپتائیں سنیں اور ان کی راحت کے لئے اقدامات کئے۔

مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ۔ لطیف نے بھی اکثر و بیشتر فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ فساد زدہ علاقوں میں فوری طور پر راحت اقدامات جاری کرنے میں آپ نے ریاستی انتظامیہ کی نیز ڈاکٹروں، نرسوں، پولس اور فوج کے جوانوں کی ستائش کی۔ گورنر موصوف کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف نے راج بھون ہی میں ایک راحت مرکز جاری کیا ہے۔

شری راجیو گاندھی نے مختلف راحت مراکز کا دورہ کیا اور فساد زدہ افراد کو دلاسہ دیا۔ ۲۵ر مئی کو آپ دوبارہ ریاست آئے۔ اب کی بار آپ نے فساد زدہ علاقوں میں لوگوں کے گھر جا کر ان سے امن بحال کرنے کی اپیل کی۔

شری ماجیوگاندھی جنرل سکریٹری اے۔آئی۔سی۔سی اور ایم، پی، اور شری وینکٹ سبّیا، مرکزی وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے ۲۵ر مئی کو [illegible] دورہ کیا۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور وزیر مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ نے ۱۹ر مئی کو بھیونڈی کے فسادزدہ علاقوں کا دورہ کیا اور صورتحال سے پوری طرح واقفیت حاصل کی، اس دورے میں آپ کے ہمراہ چیف سیکریٹری شری رام پردھان اور شری وقار مومن ایم۔ایل۔اے بھی تھے۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ، بھیونڈی میں پولس افران سے بندوبست ڈیوٹی سے متعلق تفتیش کر رہے ہیں۔ شری دیشمکھ، بھیونڈی میں امن کی بحالی اور ہم آہنگی قائم کرنے کے لئے آٹھ دنوں تک وہیں مقیم رہے۔
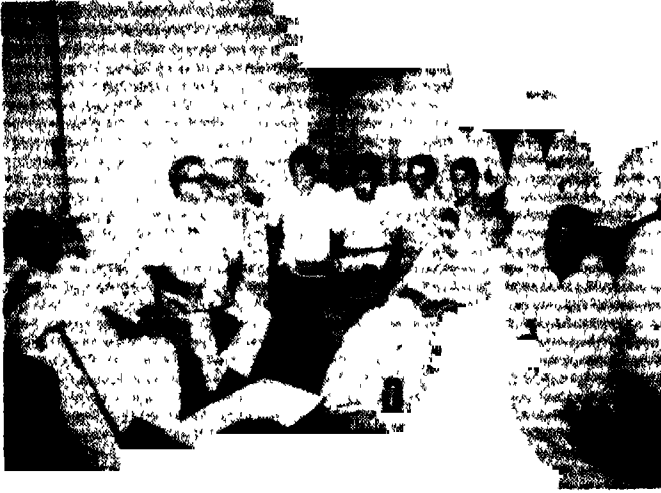
وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور چیف سکریٹری شری رام پردھان
۲۸ رمئی کو بھیونڈی ریسٹ ہاؤس میں سماجی خدمت گاروں اور متعلقہ
[illegible]ران سے بازآبادکاری اور راحت اقدامات کے مسائل پر
[illegible]تگو کی۔ تصویر میں وزیراعلیٰ کی اہلیہ شریمتی شالینی تائی پاٹل،
[illegible]پی بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

ناشک کی ایک طالبہ کماری سواتی اپا صاحب
پاٹل نے منترالیہ، بمبئی میں وزیراعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل کو حالیہ فسادزدگان کیلئے
اپنے ذاتی جیب خرچ سے جمع کی گئی
رقم ۵۱ روپے بطور عطیہ پیش کی۔
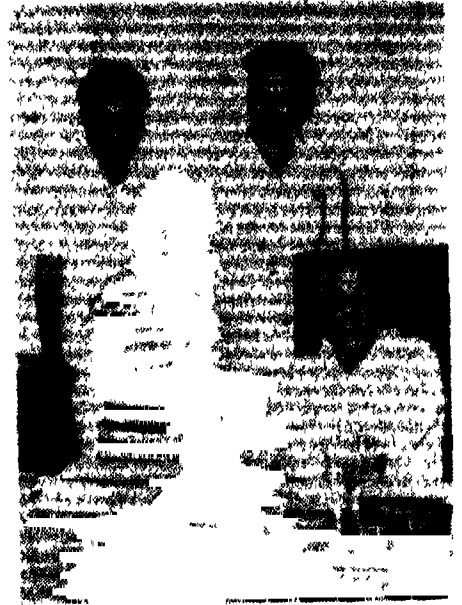
فساد کے پہلے ہی دن ۱۸ رمئی کو شری
شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیرمملکت برائے امور
داخلہ بھیونڈی پہنچ گئے۔
انھوں نے وہاں پولس عہدہ داران
کے ساتھ رابطہ قائم کیا۔ تصویر میں شری ایم۔
جی۔ کاترے اسپیشل انسپکٹر جنرل آف پولس
اور تھانے کے پولس کمشنر شری ڈی۔ راجندرن
دیکھے جاسکتے ہیں۔

آپ نے سماجی، خدمت گاروں سے خصوصی طور پر اپیل کرتے ہوئے
کہا کہ فساد زدہ علاقوں میں حالات کو معمول پر لانے کے لئے وہ پیش قدمی
کریں۔ آپ نے افسران اور رضاکار خدمتگاروں کو ہدایت دی کہ وہ
اپنی تمام تر توجہ متاثرین کی بازآبادکاری کے کام پر مرکوز کر دیں۔
چیف سکریٹری شری رام پردھان نے بھیونڈی اور تھانے
کے فساد زدہ علاقوں اکثر و بیشتر دورہ کر کے وہاں کئے جا رہے
راحت اقدامات کی نگرانی کی اور علاقائی افسران کو برمحل ہدایات
دیں۔ تھانے کی کلکٹر شریمتی جوائس شنکرن اور ضلع کے دیگر افسران
نے فرض شناسی اور مستقل مزاجی کے ساتھ کام کیا۔

میجر جنرل ایل۔ ایس۔ راوت گجرات اور مہاراشٹر کے، جی۔
او۔ سی، اور شری کے، پی گائیکواڑ، کمانڈر اسٹیٹ ریزرو پولس
نے بھی امن کی بحالی اور فساد کے خاتمے کیلئے گرانقدر خدمات
انجام دیں۔

جیسے ہی فساد کی صورت حال مزید دھماکہ خیز ہوئی، حکومت نے
ضروری تعداد میں فوج متعین کرنے کے انتظامات کئے۔ فساد کے
دوران بے گھر ہونے والوں کی دیکھ ریکھ کے لئے بھی فوری اقدامات
کئے گئے۔

فساد زدہ علاقوں میں امن کی بحالی اور راحت اقدامات پر
عمل آوری کی نگرانی کے لئے چیف سکریٹری شری رام پردھان اور
میجر جنرل ایل۔ ایس۔ راوت، گجرات اور مہاراشٹر کے جی۔ او۔ سی
نے ان علاقوں کے متعدد دورے کئے۔

ریاست میں پاور لوم صنعت کے مرکز کی حیثیت رکھنے والے
شہر بھیونڈی کے علاوہ بمبئی اور تھانے میں فساد برپا ہوا۔ جس میں
بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہوا۔ ان ناخوشگوار واقعات کے
رونما ہوتے ہی وزیراعلیٰ نے فوراً دو باتوں کی جانب سب کی
توجہ مبذول کرائی۔ اوّل تو یہ کہ ان حالات میں افواہیں خوب
پھیلتی ہیں۔ جن کی وجہ سے عوام میں بے وجہ خوف و ہراس اور دہشت
پھیل جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ متاثرہ شہروں کے گرد و نواح کے قصبات
اور مضافات میں بھی کشیدگی کے پھیلنے کے امکانات ہوتے ہیں۔ ان
امکانات کا سدّباب کرنے کی جانب آپ نے سب کی توجہ مبذول کرائی۔

بھیونڈی میں دونوں فرقوں کے سنجیدہ اور امن پسند افراد نے
شہر میں امن کی بحالی کے لئے ریلی نکالی۔

۱۸ مئی کو وزیراعلیٰ نے بڑی ہی عجلت میں طلب کردہ پریس
کانفرنس میں بتایا کہ فساد کو روکنے کے لئے دیکھتے ہی گولی مارنے کا
حکم دیا جا رہا ہے۔ اسی کے ساتھ آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ
امن کی بحالی کے لئے کوشش کریں۔ فساد جمعہ کی رات ڈھائی بجے شروع ہوا
اور شہر بھر میں پھیل گیا۔ بھیونڈی ایک گنجان آباد شہر ہے، اس میں کئی
گلیاں اور چھوٹی گلیاں ہیں جس کی وجہ سے پولس کے لئے فساد پر قابو پانا
مشکل ہو گیا۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت امور داخلہ نے خصوصی انسپکٹر
جنرل پولس کے ساتھ ہیلی کوپٹر سے جلتے ہوئے شہر کا معائنہ کیا۔ انہوں نے
بھیونڈی میں آٹھ دنوں تک قیام کیا، لوگوں کی بپتائیں سنیں اور ان کو راحت
پہونچانے کے لئے فوری اقدامات کئے۔

مرکزی وزیر داخلہ شری پی۔ سی۔ سیٹھی، انڈین ایرلائنس کی ایک پرواز
کے ذریعہ دہلی سے بمبئی تشریف لائے نیز بھیونڈی اور دیگر فساد زدہ علاقوں
کا دورہ کیا۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۱ مئی کو مسافر خانہ، ناگپاڑہ، ڈونگری،
کماٹی پورہ اور اگری پاڑہ کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ آپ نے مختلف
مساجد کے سامنے کھڑے ہو کر لوگوں کو دلاسہ دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد
مسجد سے باہر آتے وقت مسلم بھائی یہ منظر دیکھ کر خوشی کا اظہار کئے
بغیر نہیں رہ سکے۔ انہوں نے وزیراعلیٰ کا شکریہ ادا کیا۔

ضروری گذارش۔

- دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت "حوالہ نمبر" ضرور تحریر فرمائیں جو آپ کے خط یا رسالہ کے ریپر کے اُوپر درج ہوتا ہے۔
- جواب طلب امور کے لئے جوابی خط/لفافہ یا ڈاک ٹکٹ روانہ فرمانے کی زحمت نہ فرمائیں۔
- منی آرڈر کوپن پر (منی آرڈر فارم کے نچلے حصہ میں) ہمیشہ اپنا نام و پتہ صاف صاف اُردو، مراٹھی، ہندی یا انگریزی میں ضرور تحریر فرمائیں۔

اس موقع پر وزیر اعلیٰ کی اہلیہ شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم، پی، شری شانتا رام گھولپ، وزیر محصول، شری عبدالعظیم وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ، چیف سیکریٹری شری رام پردھان، سیکریٹری پبلک ورکس، شری وی ایس رائے سابق وزیر مملکت شری دتار مومن، مقامی رہنما اور عوام موجود تھے۔

بعدازاں وزیر اعلیٰ نے صحافیوں سے گفتگو کے دوران بتایا کہ ایک جھونپڑے پر تقریباً ساڑھے چھ ہزار روپیہ خرچ آئیگا اور تمام جھونپڑے امسال ماہ جون کی پندرہ تاریخ تک بنائے جائیں گے۔

آپ نے وضاحت کی کہ ہر جھونپڑے کا کارپیٹ رقبہ ۱۲ × ۱۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ پانی اور دیگر عام سہولتیں میونسپلٹی فراہم کرے گی۔

آپ نے مزید اطلاع دی کہ شانتی نگر کے ڈھائی ہیکڑ قطعۂ اراضی کے علاوہ مزید دو مقامات پر جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے قطعاتِ اراضی منتخب کئے گئے ہیں۔ یہاں جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے تعمیری سامان موصول ہو چکا ہے جبکہ شانتی نگر کے قطعۂ اراضی پر فوج کے جوان بل ڈوزر چلا کر اسے مسطح کر رہے ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے بتایا کہ جھونپڑوں کی تعمیر کے پروگرام کے لئے ان قطعات اراضی کے علاوہ سرکاری اور میونسپل نیز ذاتی اراضی سے بھی قطعات حاصل کئے جائیں گے۔ جن بھی زمینوں پر جھونپڑیاں جلائی گئی ہیں یا منہدم کی گئی ہیں وہ زمینیں ان کے مالکان کو نہیں دی جائیں گی۔

آپ نے کہا کہ فساد کے دوران جن لوگوں کی جھونپڑیاں جلائی گئی ہیں وہیں ان کی تعمیر کے لئے تعمیراتی سامان کی فراہمی کی بابت لوگوں کے مطالبہ پر حکومت ہمدردی کے ساتھ غور کرے گی۔

وزیر اعلیٰ نے وضاحت کی کہ اس پروگرام کے تحت بنائے جانے والے جھونپڑوں کا حق ملکیت حکومت کا ہوگا جبکہ ان کے مکینوں سے کرائے کے طور پر معمولی سی رقم لی جائیگی۔

شری پاٹل نے بتایا کہ فساد زدگان کی بازآبادکاری کے بڑے پروگرام کی خاطر دس کروڑ روپیہ جمع کرنے کے لئے عوام سے اپیل کے جواب میں عوام حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کر رہے ہیں۔ آپ نے کہا کہ حکومت اس فنڈ کے لئے انفرادی عطیات کا بھی خیر مقدم کرے گی۔

بھیونڈی میں بے گھر لوگوں کو گھر مہیا کرنے کا پروگرام میں تیز گامی لانے کے لئے وزیر محصول شری شانتا رام گھولپ، چیف سیکریٹری شری رام پردھان، سیکریٹری پبلک ورکس، شری وی ایس رائے نے ۲۷ مئی کو بھیونڈی و اطراف و اکناف کے علاقوں میں بہت سی زمینوں کا معائنہ کیا۔

چیف سکریٹری نے مختلف مقامات پر ضروری ہدایات جاری کیں کہ ان جگہوں کی زمینوں کو بل ڈوزر کے ذریعہ ہموار کیا جائے، وہاں تعمیری سامان فراہم کئے جائیں۔ اور کو مبڑپاڑا علاقہ میں زمین پر نشانات لگائے جائیں۔

وزیر اعلیٰ نے بھیونڈی کا دورہ کیا۔

وزیر اعلیٰ، شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۹ مئی کو بھیونڈی میں تمام فرقوں کی امن کمیٹی میں تقریر کرتے ہوئے کہا بھیونڈی کا واقعہ بہت ہی دلخراش ہے۔ لیکن ہمیں اس بات پر دھیان رکھنا چاہیئے کہ اس قسم کے واقعات پھر نہ دہرائے جائیں۔

شری پاٹل نے کہا کہ فوج اور پولس کے عملے کو بھیونڈی کی ہر گلی پر متعین کر دیا گیا ہے۔ آپ نے عوام سے درخواست کی کہ وہ امن و امان کو بحال کریں۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ بے گھر افراد کو دودھ، پانی اور راشن پر ملنے والی اشیاء جیسے اناج، دالیں، وغیرہ مہیا کی جا رہی ہیں۔ آپ نے اس بات سے آگاہ کیا کہ فسادیوں کے خلاف سخت ترین اقدامات کئے جائیں گے۔

وزیر اعلیٰ کے ہمراہ وزیر مملکت برائے داخلہ، شری شیواجی راؤ دیشمکھ، چیف سکریٹری، شری رام پردھان اور میجر جنرل ایل ایس راؤت، جی او سی، مہاراشٹرا اور گجرات بھی تھے۔

گورنر مہاراشٹر کا مثالی اقدام

مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے فساد زدگان کی راحت اور بازآبادکاری کے لئے جمع کئے جا رہے فنڈ میں اپنی جانب سے ساڑھے پانچ ہزار روپے کا ایک چیک بطورِ عطیہ ریاست کے وزیرِ اعلیٰ کو روانہ کیا۔ اس سے قبل گورنر موصوف نے صاحبِ حیثیت لوگوں سے اپیل کی تھی کہ وہ اپنی ایک ماہ کی تنخواہ مذکورہ فنڈ کے لئے بطور عطیہ پیش کریں۔

مرکزی وزیر برائے امور داخلہ شری پی ۔ سی ۔ سیٹھی
نے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ، وزیر
مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ
اور شری پی ۔ ڈی ۔ جادھو ، ایم ۔ پی کے ہمراہ
بھیونڈی کے انصاری باغ کا معائنہ کیا جہاں بیس
افراد کو آگ میں جلا دیا گیا

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی
خدمت میں شری بی ۔ کے پٹیل نے
ماتولیا موہیرا اور آئی ۔ ڈی ۔ آئی انڈسٹریل
کمپلیکس آف یوگیندرا مفت لال کی طرف
سے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ (برائے فساد زدگان)
کے لئے دو لاکھ روپے کا چیک پیش کر رہے
ہیں ۔ زیر نظر تصویر میں
شری ایس ۔ بی ۔ گھولپ ، وزیر محصول بھی
دیکھے جا سکتے ہیں ۔ (بائیں طرف) شری
رمیش مفت لال چیئرمین اسٹینڈرڈ ملز اور
سورت کاٹن اسپننگ اینڈ ویونگ ملز
وزیر اعلیٰ کی خدمت میں دو لاکھ روپے
کا ایک چیک پیش کر رہے ہیں ۔

تھانے کے پولیس کمشنر شری ڈی ۔ راجندرن ۱۹ مئی گورنمنٹ ریسٹ
ہاؤس میں بھیونڈی کی صورت حال کے بارے میں وزیر اعلیٰ شری
وسنت راؤ پاٹل کو اطلاعات فراہم کر رہے ہیں ۔
تصویر میں ریاستی وزیر مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ
دیشمکھ اور اسپیشل انسپکٹر جنرل آف پولیس شری ایم ۔ جی ۔ کترے بھی دیکھے
جا سکتے ہیں ۔

راحت کیمپوں کا دورہ

بھیونڈی میں تمام مقامی پارٹیوں اور تمام فرقوں کی امن کمیٹیوں کے ممبران سے ۹۰ منٹ تک گفتگو کرنے کے بعد، شریمتی اندرا گاندھی نے چند راحت مراکز کا دورہ بھی کیا۔ اس کے بعد آپ انصاری باغ کمپاؤنڈ تشریف لے گئیں جہاں ۱۹ مئی کو ۱۷ اشخاص کو بہت بے دردی کے ساتھ ہلاک کرکے زندہ جلا ڈالا گیا تھا۔

بھیونڈی کے لوگوں میں اعتماد پیدا کرنے کی غرض سے شریمتی گاندھی نے کہا کہ یہ وقت ایک دوسرے کے خلاف الزام تراشی کا نہیں ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ قانون کو نافذ کرنے والے لوگوں پر کسی قسم کا شک وشبہہ نہ کریں ہو سکتا ہے ان لوگوں سے کچھ غلطیاں سرزد ہوئی ہوں۔

آپ نے کہا کہ میرا اوّلین مقصد یہ ہے کہ بھیونڈی میں ہر جگہ امن وامان قائم ہو جائے۔ آپ نے لوگوں کو اس بات سے آگاہ کیا کہ ہندوستان میں کچھ طاقتیں ایسی ہیں جو ملک کے استحکام کو برباد کرنا چاہتی ہیں۔ اس بنا پر آپ نے اس بات پر زور دیا کہ عوام کا ہر طبقہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو اپنائے تاکہ ملک ترقی کرے۔

شریمتی گاندھی پولس پریڈ میدان سے سیدھے تھانے سیول اسپتال گئیں۔ جہاں آپ نے ۵۰ افراد کی مزاج پرسی کی۔ آپ نے اسپتال کو دوائیوں کی فراہمی کی توثیق کی غرض سے اسپتال کے عملہ کے ساتھ اسپتال کی جانچ بھی کی۔

بمبئی میں شریمتی گاندھی نے تقریباً ۳۰ منٹ گزارے اور گول دیول، وللنا آگاروڈ، دوٹینک، جے جے روڈ، ناگپاڑہ، کے فساد زدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ یہاں آپ نے دونوں فرقوں کی شکایات سنیں اور اس بات کا مشورہ دیا کہ وہ پہلے امن بحال کریں۔ آپ نے کماٹی پورہ میں رک کر لوگوں کے سامنے ۷ منٹ تک تقریر کی اور اس بات پر زور دیا کہ لوگوں کو چاہیئے کہ وہ امن کو بحال کریں اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے ساتھ ملکر رہنا سیکھیں۔

بھیونڈی میں جھونپڑوں کی تعمیر کے زبردست پروگرام کا افتتاح۔

بھیونڈی میں ہوئے حالیہ فساد کے دوران بے گھر ہونے والوں کو مکانات کی فراہمی کے لئے ۱۲۰۰ تا ۱۵۰۰ جھونپڑوں کی تعمیر کے کام کا ۲۸ مئی کو بھیونڈی میں شانتی نگر کے مقام پر وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کے ہاتھوں افتتاح ہوا۔

مسلمانوں نے ہنومان مندر کی حفاظت کی

فسادات کے دوران بمبئی کے مضافاتی علاقہ سیوری میں واقع ۱۹ مئی کی شب کو ساڑھے دس بجے کے قریب چند بلوائیوں نے سیوری کراس لین پر واقع ہنومان مندر پر حملہ کیا مندر کے پجاری اور دیگر لوگ خوف کے مارے وہاں سے بھاگ گئے۔ انھوں نے ایک محفوظ مقام میں پناہ حاصل کی۔ اس موقع پر یعقوب محمد خان۔ شیخ بہادر اور شیخ عبداللہ نے بلوائیوں کے حملے کو روکا اور ان کے حملے کے جواب میں سینہ سپر ہوکر کھڑے ہو گئے بلوائیوں نے محسوس کیا کہ وہ تین جانبازوں سے میدان نہیں جیت سکتے۔ اور انھیں اپنے ناپاک ارادے میں کامیابی حاصل نہیں ہوگی۔ لہٰذا وہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

غیر مذہب کے تئیں احترام اور دیگر مذاہب کی عبادت گاہوں کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگانے کا یہ جذبہ ہی سیکولر ازم کی شان ہے۔

آپ نے فساد سے متاثرہ علاقے رسول آباد، نظام پورہ، اور قیصر بلغ، گوری پاڑہ، کنیبر، درگاہ محلہ، وغیرہ کا دورہ کیا اور یہ کہا کہ عوام کی ایک کثیر تعداد کے خلاف تھی۔

بعد ازاں آپ نے چیف سیکریٹری اور مقامی افسران کو اس بات کی ہدایت دی کہ وہ ۵۰۰۰ تا ۶۰۰۰ فسادزدہ افراد کے لئے راحت مراکز کھول کر ان کی بازآبادکاری کا انتظام کریں۔ ★ ★ ★

مذہبی تفریق سے بالاتر
اِنسانی دردمندی کی مِثال

شری لیشونت سکھارام مراٹھے، ۲۴ رمئی کو محمد علی روڈ پر اپنے بچوں کے لئے نان خطائی خرید رہے تھے کہ وہاں ایک دھماکہ ہوا جس کی زد میں وہ بھی آگئے اور زخمی ہوئے شری لیشونت سکھارام کو مجروح حالت میں دیکھ کر ایک غیر مسلم شخص شری انیس انھیں فوراً میونسپل ہسپتال لے گئے۔ جہاں لیشونت سکھارام کو فوری طبی امداد پہنچائی گئی ۔

فوری راحت اقدامات کی گورنر نے ستائش کی

گورنر مہاراشٹر ائرچیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے اس بات کی ستائش کی کہ ریاستی انتظامیہ نے وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی قابل قدر رہنمائی میں بھیونڈی اور تھانے میں فوری طور پر راحت اقدامات کئے اور فسادزدہ افراد کی امداد کی

گورنر موصوف نے ۲۴ رمئی کو منترالیہ میں طلب کردہ اہم شہری شخصیتوں، صنعتکاروں، بنک کے عہدیداران اور مزدور رہنماؤں کی ایک میٹنگ میں فرمایا کہ انتظامیہ نے اناج طبی امداد اور روزمرہ کی ضروریات مہیا کر کے ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ اور اسطرح عوام میں تحفظ اور اعتماد پیدا کیا ہے۔ آپنے پولس فورس۔ ایس آر۔ پی۔ فوج، ڈاکٹروں نرسوں اور ہسپتال کے عملہ کی بھی تعریف کی کہ انھوں نے فساد سے متاثرہ افراد کو فوری مدد پہنچائی۔ یہ میٹنگ ریاست کے وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے طلب کی تھی۔

گورنر موصوف اور انکی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف نے بھیونڈی میں قائم کردہ راحت مراکز کا دورہ کیا اور فرمایا کہ ان مراکز تک دودھ، بریڈ، وغیرہ پہنچانے کا کام اطمینان بخش طریقہ سے انجام پا رہا ہے

سول ہسپتال میں داخل کردہ لوگوں نے گورنر موصوف سے کہا کہ انھیں ہسپتال میں مناسب اور فوری طبی امداد مل رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس سلسلے میں کسی نے بھی کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔

گورنر موصوف نے مزید فرمایا کہ حکومت کی پوری مشینری وزیراعلیٰ کی رہنمائی میں حالات سے نمٹنے کے لئے مستعد ہے۔ چیف سکریٹری شری رام پردھان بھیونڈی اور تھانے میں متاثرہ افراد کے لئے راحت اقدامات کا نہایت باریک بینی کے ساتھ جائزہ لینے کی غرض سے بار بار دورہ کر رہے ہیں۔ گورنر موصوف نے مزید فرمایا کہ کلکٹر تھانے، شری جوائس شنکرن اور دوسرے ضلعی افسران بہت ہی مستعدی سے اپنے فرائض انجام دینے میں مصروف ہیں۔

۲۴ رمئی کو تھانے میں اپنے دورہ کے دوران شری آئی۔ ایچ لطیف نے عوام سے اپیل کی کہ وہ آپسی تلخیاں مٹا کر حالات کو معمول پر لائیں۔ فساد سے متاثرہ۔ لیبے واڑی، اندرا نگر، اور ورونے نگر علاقوں کا دورہ کرنے کے بعد آپنے فرمایا کہ امن اور نظم و نسق برقرار رکھنے کے لئے عوام کو حکومت اور پولس کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔

گورنر موصوف نے ہسپتال میں زخمیوں کی عیادت بھی کی اور انھیں دلاسہ دیا۔ آپنے واگھلے اسٹیٹ پولس اسٹیشن میں واقع ریلیف مرکز کا بھی دورہ کیا۔

قومی راج

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا۔

صورتحال کو معمول پر لانے میں شریمیتی بلقیس لطیف کی کوششیں

شریمیتی بلقیس لطیف، جب پہلی مرتبہ کماٹی پورہ کے علاقے کے دورے پر تشریف لے گئیں تو موصوفہ کو اپنی اپنی بپتائیں سنانے کے لئے بے تاب عورتیں آپس میں ایک دوسرے پر الزام تراشی کرنے لگیں۔ بمبئی کے پولس کمشنر شری جے۔ ایف ریبیرو بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

شریمیتی بلقیس لطیف جب دوسری مرتبہ اس علاقے کے دورے پر گئیں تو اپنے ساتھ منی بھون کی بھجن منڈلی کو بھی لے گئیں۔ بھجن منڈلی کے ساتھ جب شریمیتی بلقیس لطیف بھجن گانے لگیں تو دونوں فرقوں کے افراد بھی وہاں آگئے اور ان کا ساتھ دینے لگے اور دیکھتے ہی دیکھتے عفو و درگذر کا ماحول پیدا ہوا۔

حالات کو معمول پر لانے میں تعاون دیجئے

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے ۲۴ رمئی کو بھیونڈی کے عوام سے پرزور اپیل کی کہ وہ مذہب، ذات پات اور فرقہ کے فرق کو پس پشت ڈال کر اپنے اپنے علاقوں میں حالات کو دوبارہ معمول پر لانے میں پوری طرح تعاون کریں
آپ شہر میں فسادزدگان کے لئے کھولے گئے مختلف راحت مراکز میں فسادزدگان سے خطاب فرما رہے تھے۔ گورنر موصوف کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف اور آئی اے ایس اور آئی۔ پی۔ ایس۔ افسران کی بیویوں کی ایسوسی ایشن کی صدر شریمتی لوبا بردھان کے ہمراہ بھیونڈی تشریف لائے تھے۔

اس سے قبل شری آئی۔ ایچ لطیف نے پولس اور ملٹری افسران سے فسادزدگان کی بازآبادکاری کے لئے کئے جا رہے اقدامات سے متعلق گفتگو کی۔
تھانے کی کلکٹر شریمتی جوائیس شنکرن نے فسادزدگان کو راحت پہنچانے کے لئے کئے جا رہے اقدامات سے گورنر موصوف کو متعارف کرایا۔ انہوں نے بتایا کہ ہر راحت مرکز کو اشیائے ضروری کی فراہمی کے لئے علاقائی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔
شری لطیف نے عوامی نمائندوں، سماجی خدمتگاروں اور شہریوں سے ملاقات کی اور ان کی شکایت اور درخواستیں سنیں۔ جبکہ شریمتی بلقیس لطیف نے غذا اور امداد کی فراہمی سے متعلق سوالات کئے۔
شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے فسادات کے دوران بھیونڈی ہی میں کیمپ کیا تھا۔ تھا۔ آپ نے ۲۸ مئی کو عوامی نمائندوں اور کچھ کارکنوں سے حالات پر تبادلۂ خیالات کیا اور کارکنوں سے اپیل کی کہ وہ ریلیف مرکزوں میں بسے ہوئے پناہ گزینوں کی امداد کریں۔ آپ نے یقین دہانی کی کہ عوام کا ہر طرح سے تحفظ کیا جائے گا۔
وزیر محصول شری شانتارام گھولپ بھی اس موقع پر موجود تھے۔ ۲۳ رمئی کو شری دیشمکھ نے ٹھانے ڈسٹرکٹ... کیا ڈنڈ

سونا پور قبرستان اور رحمن لائبریری میں بذات خود تشریف لے گئے۔ اور پناہ گزینوں کے حالات دریافت کئے۔ آپ نے سرکاری عہدہ داران کو دوائیوں کے ساتھ غذائی اجناس تقسیم کرنے کے احکامات دئیے۔ آپ نے پولس فورس کو بندوبست کرنے کے احکامات دئیے۔

واڈا میں

واڈا میں واقع ریسٹ ہاؤس میں ۱۴ رمئی کو شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے عوامی نمائندوں اور سماجی خدمتگاروں سے اپیل کی کہ وہ امن و امان قائم کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔
شری دیشمکھ نے وزیر محصول شری۔ ایس۔ پی گھولپ کے ساتھ واڈا، واڈولی کیمپ اور دیگر دیہاتوں کے دورہ کے دوران وہاں کے علاقائی لیڈران اور عوام سے مقامی صورتحال پر تبادلہ خیالات کیا۔
شری گھولپ نے لوٹ مار کے واقعات کا پنچنامہ کرنے کے احکامات دئیے۔
مرکزی وزیر برائے امور داخلہ شری پی۔ سی۔ سیٹھی نے بھیونڈی کا دورہ کر کے وہاں کی صورتحال کا جائزہ لیا۔ ۲۰ رمئی کو آپ نے عوام سے اپیل کی کہ وہ امن و آشتی اور یکجہتی کے ساتھ رہیں۔

ویلاس راؤ دیشمکھ کا دورہ

وزیر مملکت برائے امور داخلہ شری ویلاس راؤ دیشمکھ نے بہرام باڑہ، کھیرواڑی، کرلا، گونڈی، لوش نگر، چمبور، اور شیواجی نگر کے فسادزدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ اور عوام کی شکایات سنیں۔ وزیر موصوف نے عوام سے اپیل کی کہ وہ فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم کریں۔

شری ویلاس راؤ دیشمکھ کے ہمراہ مرکزی وزیر برائے ٹرانسپورٹ شری زیڈ۔ آر۔ انصاری۔ شری ایس۔ ایم۔ آئی۔ اشیر ریاستی

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے بمبئی، بھیونڈی، اور تھانے میں فرقہ وارانہ فسادات کے بحران کے لئے اقدامات تجویز کرنے کے لئے تمام پارٹیوں کے رہنماؤں اور ممبروں کی ۲۲ مئی کو منترالیہ بمبئی میں ایک میٹنگ منعقد کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری وسنت داد پاٹل، شری ویلاس راؤ دلشیمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ، شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات، شری شرد پوار، اسمبلی میں حزب مخالف کے لیڈر، شری مرلی دیورا صدر بی۔ آر۔ سی۔ سی، شری این۔ ایم کامبلے ایم۔ پی اور صدر ایم۔ پی۔ سی۔ سی اور شری بالا صاحب ٹھاکرے شیو سینا کے چیف اور بمبئی ریجنل کانگریس (آئی) کمیٹی کے اقلیتی سیل کے چیرمین پروفیسر جاوید خاں دیکھے جا سکتے ہیں۔

امن کمیٹیوں کی میٹنگ
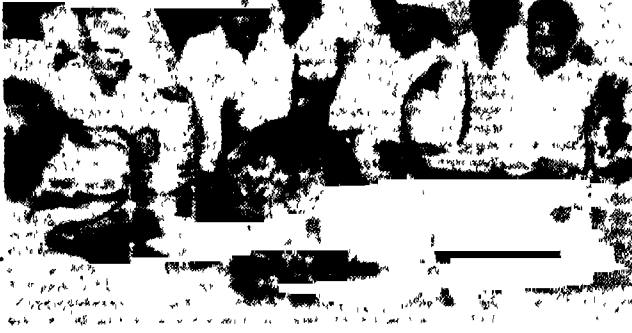
ریاستی قومی یکجہتی کمیٹی کی ... میں میٹنگ منعقد ہوئی۔ جس میں عوام سے امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم کرنے کی اپیل کی گئی۔ تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت داد پاٹل، حزب مخالف کے لیڈر شری شرد پوار اور ریاستی وزیر مملکت برائے داخلہ شری شیواجی راؤ دلشیمکھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

(بائیں طرف) شری شیواجی راؤ دلشیمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ ایک فساد زدہ خاتون کو دلاسہ دے رہے ہیں (دائیں طرف) شری دلشیمکھ اور وزیر محصول شری ایس۔ جی گھولپ ہنگاموں سے پیدا ہونے والے مسائل پر تبادلۂ خیالات کر رہے ہیں۔

وزیر محصول شری شانتا رام گھولپ ۲۹ مئی کو بھیونڈی کے ریسٹ ہاؤس میں امن کمیٹی کی میٹنگ سے خطاب فرما رہے ہیں۔

گورنمنٹ ریسٹ ہاؤس، بھیونڈی میں ۱۹ مئی کو منعقدہ امن میٹنگ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، وزیر مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ اور چیف سکریٹری شری رام پردھان، بھیونڈی کے معزز شہریوں کے ساتھ وہاں کی صورت حال کے بارے میں تبادلۂ خیالات کر رہے ہیں۔ زیر نظر تصویر میں ضلع تھانہ کی کلکٹر شریمتی جوائس شنکرن بھی نظر آ رہی ہیں۔

امن کمیٹی کی ایک میٹنگ ۲۴ مئی کو منترالیہ میں منعقد کی گئی۔ (دائیں سے بائیں) گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایم۔ آئی۔ لطیف، وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، حزب مخالف کے لیڈر شری شرد پوار، ڈاکٹر رفیق زکریا اور بیرسٹر اے۔ آر۔ انتولے، سابق وزیر اعلیٰ دیکھے جا سکتے ہیں۔
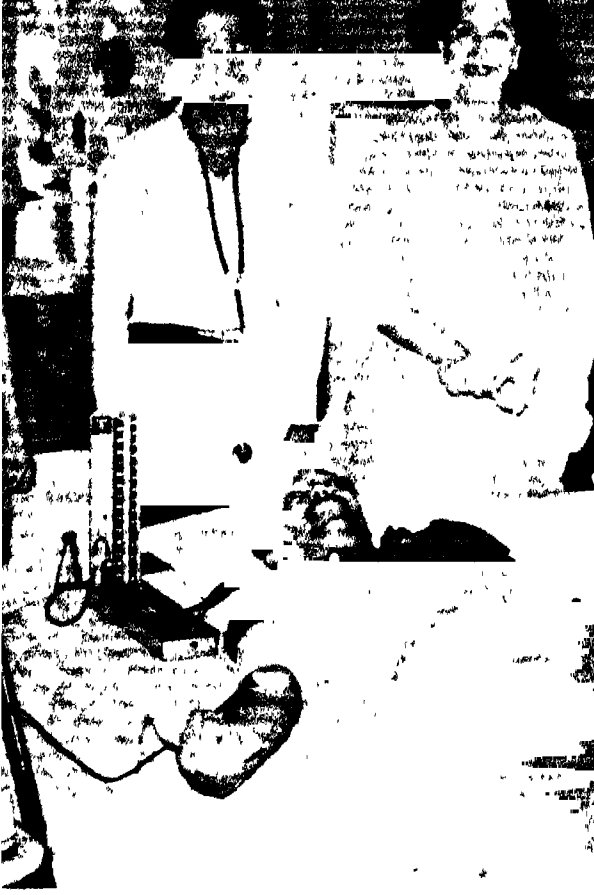
تھانے کے پولس کمشنر، شری ڈی رام چندرن، مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل آئی ایچ۔ لطیف کو بھیونڈی کا نقشہ سمجھا رہے ہیں تصویر میں شریمتی بلقیس لطیف، کوکن کے ڈویژنل کمشنر شری ڈی سندارم اور تھانے ضلع کی کلکٹر شریمتی جواش شنکرن بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔

راج بھون، بمبئی کے بلڈ کیمپ میں خون کا عطیہ دینے والوں کی کثرت نے واضح کردیا انسانی دردمندی اور جذبۂ ہمدردی کسی بھی قسم کی حدبندی سے بالاتر ہے۔ زیر نظر تصویر میں مہاراشٹر کے گورنر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف اس کیمپ کی نگرانی کررہی ہیں۔

مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل آئی۔ ایچ۔ لطیف تھانے میں ایک زخمی کی مزاج پرسی کررہے ہیں

مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل آئی۔ ایچ۔ لطیف، بھیونڈی میں فساد زدگان کو دلاسہ دے رہے ہیں۔

وزیر محصول شری ایس جی گھولپ اور جینل
شری آر۔ ڈی پردھان نے بھیونڈی میں م
تعمیر کیلئے مقامات کا سروے کیا۔ تھانے کی کلا
شنکرن بھی آپ کے ہمراہ دیکھی جا سکتی ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے شانتی نگر میں جھونپڑوں کی تعمیر کے پروجیکٹ کا افتتاح کیا
اس موقع پر لی گئی تصویر میں آپ کی اہلیہ شریمتی شالینی تائی پاٹل، ایم، پی، وزیر محصول شری ایس
جی گھولپ اور چیف سیکریٹری شری پردھان بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شانتی نگر، بھیونڈی میں زیر تعمیر مکانات کا ایک رُخ۔
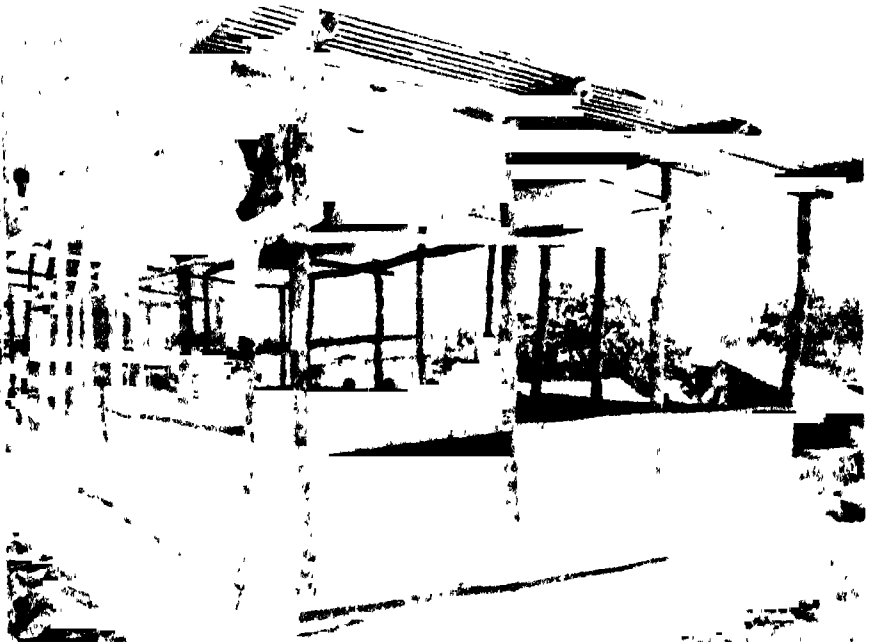
ھیونڈی میں مکانات کی تعمیر کا کام زوروں پر۔

بھیونڈی میں اب حالات پوری طرح معمول پر آچکے
ہ۔ لہذا اب فساد زدگان کی بازآبادکاری کے کام کو
وصیت اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ موسم باراں کی آمد
ے قبل تقریباً ۵۰۰ مکانات بنائے جائیں گے۔ علاوہ
ں جن مکانات کو نقصان پہنچایا گیا ہے ان کی مرمت کے
ۓ انھیں امداد دی جائیگی۔
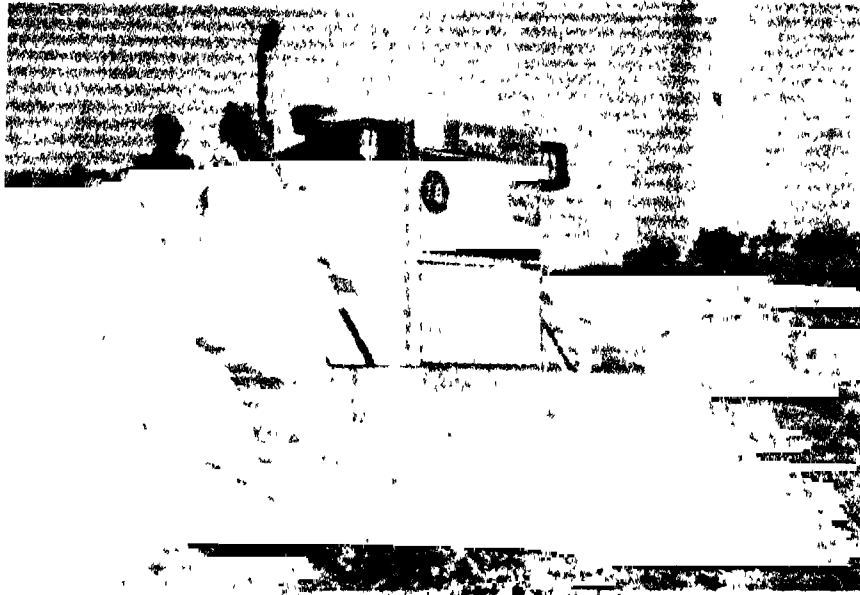
شانتی نگر میں جھونپڑوں کی
تعمیر کے لئے بل ڈوزر سے
زمین سطح کی جارہی ہے۔

محکمۂ جنگلات نے اس
کام کے لئے لکڑا فراہم کیا ہے
بانس کی ٹٹیاں بھی آگئی ہیں۔

یں از سرِ نو تعمیرات

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ۔ لطیف کی اہلیہ بلقیس لطیف، حکومت مہاراشٹر کے چیف سکریٹری کی اہلیہ شریمتی لوبا پردھان، تھانے ضلع کی کلکٹر شریمتی جوائس شنکرن اور راحت کمشنر شری دی۔ رنگا ناتھن، بھیونڈی میں راحت اقدامات سے متعلق بحث کر رہے ہیں۔

فساد زدگان کی باز آبادکاری کے لئے شریمتی بلقیس لطیف کی زیر صدارت ایک راحت کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔
زیر نظر تصویر میں شریمتی بلقیس لطیف کی سرپرستی میں رضاکار خواتین کپڑوں کا معائنہ کر رہی ہیں اور گھریلو استعمال کی مختلف اشیاء کے سیٹ بنا رہی ہیں۔

بھیونڈی میں فوری طور پر راحت مرکز قائم کئے گئے جہاں متاثرین کو پناہ دی گئی۔ زیر نظر تصویر میں ایک راحت مرکز میں کھانا پکایا جا رہا ہے۔
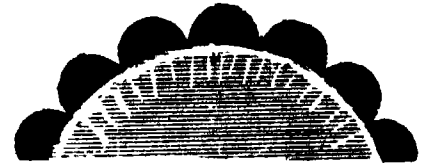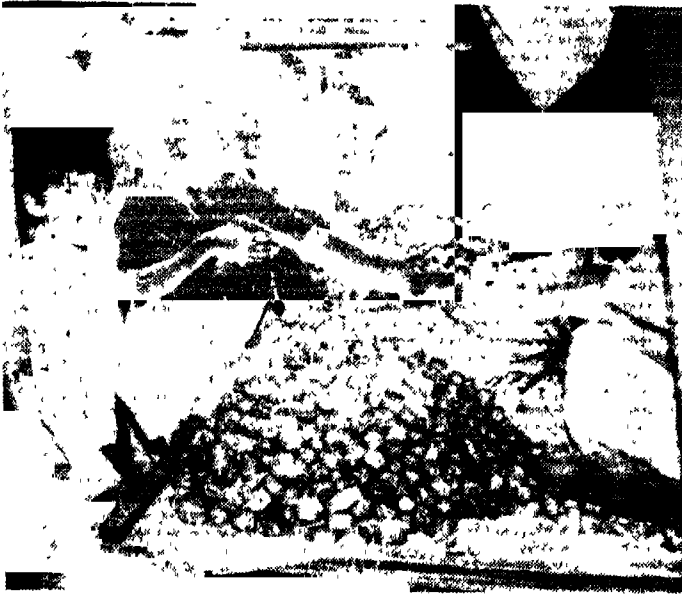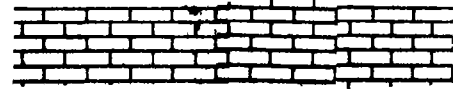
بھیونڈی میں صورتحال تیزی سے معمول پر آرہی ہے۔ لوگ روزمرّہ کا سودا خرید رہے ہیں اور پاور لوموں کی کھڑکھڑاہٹ دوبارہ شروع ہو گئی ہے۔

بھیونڈی کا ٹی تی روڈ پر ایک راحت مرکز میں چاول اور دالیں تقسیم کی جا رہی ہیں۔

بھیونڈی کے ایک راحت مرکز میں فساد زدگان میں دودھ تقسیم کیا جا رہا ہے۔

مختلف رضاکارانہ تنظیموں نے ضروری اشیاء، کپڑے، دوائیاں وغیرہ فساد زدگان کے لیے روانہ کیں۔ زیر نظر تصویر میں رضاکار کپڑوں کی گنتی میں مصروف ہیں۔

وزیر برائے ٹرانسپورٹ (کانگریس آئی) کے جنرل سکریٹری شری چندولال چندراکر اور ایم بی سی کے صدر شری این ایم کامبلے نے بھی ان علاقوں کا دورہ کیا۔

وزیر صحت کا دورہ

وزیر برائے صحت عامہ اور ضلع بمبئی کی انچارج وزیر ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ نے فساد سے متاثرہ جیتا کیمپ ٹاٹا نگر، دیونار، شیواجی نگر، بیگن واڑی اور گونڈی ۲۷ مئی کو دورہ کر کے وہاں کے عوام سے امن اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی قائم کرنے کی اپیل کی۔ موصوفہ نے ماہول پر تکشا نگر کا بھی دورہ کیا۔

بھیونڈی میں باز آبادکاری کے لئے تین کمیٹیوں کی تشکیل

فساد زدگان کی باز آبادکاری کے کام کو تیزی سے تکمیل تک پہنچانے کے لئے تین کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ۲۹ مئی کو امن کمیٹی کی ایک میٹنگ میں وزیر محصول شری شانتارام گھولپ کی زیر صدارت فیصلہ کیا گیا۔

یہ تین کمیٹیاں یوں ہیں۔ فنڈ کمیٹی جس کے چیرمین شری موہن بیٹھ کاروا ہیں۔ انڈسٹریل کمرشیل یونٹ کمیٹی جس کے چیرمین ز بیر ال کلٹری ہیں اور راحت کام کمیٹی جس کے چیرمین پرشورام تاورے ہیں۔ متعلقہ ایم پی اور ایم ۔ ایل ۔ اے مذکورہ بالا کمیٹیوں کے بلحاظ عہدہ ممبر ہونگے۔

جوں ہی وزیر محصول نے فنڈ کے لئے ۱۵۰۰ روپیہ کا عطیہ دینے کا اعلان کیا تو اسی وقت ۱۶۶ لاکھ روپیہ سے زیادہ کے عطیات کا اعلان ہوگیا۔ ڈویژنل کمشنر، کوکن، شری وی سندارام نے کہا کہ محصول افسران اور ملازمین اپنی ایک ایک دن کی تنخواہ اس فنڈ میں دے دیں گے۔

بجلی سپلائی کی بحالی

وزیر توانائی بلی رام ہیرے نے ۲۹ مئی کو بھیونڈی میں کہا کہ ۱۴۰ مزید تکنیکی ملازمین کو کلوا اور کلیان سے بلایا گیا ہے تاکہ بھیونڈی میں بجلی کی سپلائی کو بحال کر دیا جائے اور وہاں پاور لوم صنعت دوبارہ زور و شور سے جاری ہو جائے۔ وزیر موصوف نے مزید فرمایا کہ وہ اپنی ایک ماہ کی تنخواہ فساد زدگان کی باز آبادکاری کے لئے بطور عطیہ دے رہے ہیں۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ مالیگاؤں سے بھیونڈی کے لئے ۸۰ تھیلے گیہوں، عورتوں کے لئے کپڑے اور دوسری چیزیں بھی بھیجی جائینگی۔

باز آبادکاری اسکیم

چیف سکریٹری شری رام پردھان نے منترالیہ میں منعقدہ افسران کی ایک میٹنگ میں فساد زدگان کی باز آبادکاری اور انکو راحت پہنچانے کے لئے کئے جا رہے اقدامات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ بھیونڈی اور تھانہ کے فساد زدگان کی باز آبادکاری کا کام تیزی سے جاری ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ فساد کے دوران بے گھر ہونے والوں کو گھروں کی فراہمی اور گھروں کی تعمیر کے لئے امداد دینے کی خاطر حکومت نے ایک پالیسی وضع کی ہے۔ حکومت کی اس پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے شری پردھان نے بتایا کہ دستیاب سرکاری اراضی پر تقریباً ڈیڑھ ہزار مکانات تعمیر کئے جائیں گے اور انھیں فساد میں بے گھر ہونے والے لوگوں کو معمولی کرائے پر رہنے کے لئے دیا جائے گا۔ ان مکانات کی تعمیر کا کام تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔

علاوہ ازیں فساد کے دوران بے گھر ہونے والے جو افراد اپنے پرانے قطع اراضی یا سرکاری اراضی پر اپنے طور پر مکان تعمیر کرنا چاہتے ہیں انھیں مکان کی تعمیر کے لئے حکومت کی جانب سے امداد دی جائے گی۔ یہ امداد فی سی آئی کے چھ شیٹس، دو بالنس کی ٹیٹوں دو تھیلے سیمنٹ اور نقد ۷۵۰ روپے پر مشتمل ہوگی۔

چیف سکریٹری نے مزید بتایا کہ جن ایک کمرے کے مکان کے مالکان کے گھروں کو نقصان پہنچایا گیا ہے انھیں دو ہزار روپیہ قرض اور دو ہزار روپیہ بطور امداد دئے جائیں گے۔

جن دیہی علاقوں میں فساد کے دوران گھر جلائے گئے ہیں وہاں متاثرین کو دیہاتوں میں مکانوں اور قطع اراضی کی فراہمی کے پروگرام کے تحت جھونپڑے فراہم کئے جائیں گے۔ اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے ۷۰۰ روپیہ کا قرض اور دو ہزار روپیہ کی امداد دی جائے گی۔

جن دیہی علاقوں میں فساد کے دوران گھر جلائے گئے ہیں یا انھیں نقصان پہنچایا گیا ہے وہاں حکومت کی جانب سے ۲,۰۰۰ روپے کی امدادی رقم اور ۶,۰۰۰ روپے کا قرض دیا جائے گا۔

شری پردھان نے کہا کہ فساد زدہ علاقوں میں روزمرہ کی زندگی معمول پر آچکی ہے۔ فی الحال بھیونڈی میں سات راحت کیمپ ہیں جن میں ۱۲,۴۰۰ افراد ہیں۔ کیمپ میں موجودہ افراد کو یومیہ فی کس ۴۰۰ گرام چاول، ۴۰ گرام دال، پیاز، آلو اور پام تیل بطور راشن دیا جا رہا ہے۔ یہاں روزانہ تقریباً ڈھائی ہزار لیٹر دودھ تقسیم کیا جا رہا ہے۔

چیف سکریٹری کا شکریہ

چیف سکریٹری شری رام پردھان نے آج یہاں آل انڈیا ریڈیو سے نشر کی گئی ریاست کے عوام کے نام اپنی اپیل میں عوام سے درخواست کی کہ وہ مہاراشٹر کے گورنر اور وزیر اعلیٰ کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے حالیہ فساد زدگان کی بازآبادکاری کے کاموں میں حکومت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

شری پردھان نے کہا کہ حالیہ فساد میں جن لوگوں کے کارخانوں اور دکانوں کو نقصان پہنچا ہے ان کی امداد کے لئے حکومت ایک اسکیم کا اعلان دو، تین دنوں میں کرے گی۔

آپ کی اپیل کا متن درج ذیل ہے

۱۸ر تاریخ کی صبح بھیونڈی میں آتش زنی کے واقعات پیش آئے۔ اور فساد برپا ہوا۔ اسی رات وہاں فوج بھی پہنچ گئی۔ اسی دن صبح وزیر اعلیٰ کے ہمراہ میں بھی بھیونڈی گیا۔ حالات کا مجموعی طور پر جائزہ لینے کے بعد ہم نے یہ محسوس کیا کہ حکومت کو دو باتوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ دینی چاہئے۔ ایک دودھ اور خوردنی اشیاء کی فراہمی اور دوسرے بے گھروں کے لئے رہنے کی سہولت۔

۱۸ر تاریخ کی صبح سے شہر بھر میں کرفیو نافذ کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دکانیں بند تھیں اور دودھ سبزی ترکاری اور دیگر ضروری اشیاء کا کوڑا بھی بھیونڈی نہیں پہنچ سکا۔ ۱۹ر تاریخ کو حالات کا جائزہ لینے کے بعد اسی دن ۵۰۰۰ لیٹر دودھ اور دو گاڑیاں بھر کر کھانے کی چیزیں بھیونڈی بھیجی گئیں۔ یہ اشیاء اسی دن شام کو بے گھروں اور دوسرے لوگوں میں تقسیم کی گئیں۔

گھر جلائے جانے پر کئی افراد بے گھر ہو گئے تھے۔ ان میں سے کئی لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر جہاں کہیں بھی سہارا ملا وہاں چلے گئے ۱۹ر تاریخ کو ایسے تمام لوگوں کی کل تعداد ۳۰ رتا ۳۵ ر ہزار تھی حکومت کی جانب سے اسی رات کو فوری طور پر چھ راحت کیمپ کھولے گئے ۲۰ر تاریخ کی صبح تک ان کیمپوں میں چھ تا سات ہزار لوگ پہنچ گئے تھے۔ اسی دوران گاؤں میں لوگوں نے بے گھروں کے لئے ۲۸ رتا ۳۰ مقامات پر کیمپ جاری کئے تھے۔ ان کیمپوں میں کم و بیش ۲۵ ر تا ۲۷ ر ہزار لوگ تھے۔ ان تمام لوگوں کو دودھ۔ پاؤ اور غلہ کی فراہمی کی ذمہ داری حکومت نے خود سنبھالی اور اسطرح آج تک کئی ہزار لوگوں کو یہ چیزیں فراہم کی گئی ہیں۔ ۲۵ر تاریخ تک یہ تعداد ۸۰ رتا ۸۵ ر ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

جوں جوں حالات قابو میں آنے لگے شہریوں نے بھی اپنے اپنے گھروں کو لوٹنا شروع کر دیا۔ آج صبح سرکاری راحت کیمپ میں تقریباً دس ہزار افراد باقی تھے۔ یہ لوگ جن محلوں میں بے گھر ہو گئے ہیں۔ ان کے گھر جلا دئے گئے ہیں۔ یا منہدم کر دئے گئے ہیں۔ ان کے لئے بڑے پیمانے پر گھروں کی تعمیر کے ایک پروگرام کا آغاز کل ہی وزیر اعلیٰ کے ہاتھوں ہوا۔ اس پروگرام کے تحت حکومت ۱۵ر جون تک ۱۲۰۰ جھونپڑے تیار کرے گی۔ اسی کے ساتھ اپنی زمینوں پر جو لوگ خود جھونپڑے بنانا چاہتے ہیں انھیں تعمیراتی سامان فراہم کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں کو جی۔ سی۔ آئی۔ شیٹس، بانس کی ٹٹی اور سیمنٹ کے علاوہ نقد رقم بھی دی جائے گی۔ میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ان لوگوں کو جن کے گھر جلا دئے گئے ہیں انھیں ان دو پروگرام کے تحت ۱۵ر جون تک بارش سے قبل رہائش گاہیں فراہم کرنے میں حکومت ضرور کامیاب ہو جائے گی۔

اب کافی حد تک حالات قابو میں ہیں بھیونڈی تھانے او

دیگر مقامات پر دکانیں کھل چکی ہیں ۔ اکثر مقامات پر روزمرہ کی زندگی معمول پر ہے ۔ ہمیں توقع ہے کہ مہاراشٹر کے گورنر اور وزیر اعلیٰ کی اپیل پر عوام لبیک کہیں گے ۔ اور جلد ہی ہمارے اس کام کی تکمیل ہوگی ۔ اسی کے ساتھ جن لوگوں کے کارخانے برباد ہوئے ہیں ۔ دکانوں کی توڑ پھوڑ ہوئی ہے یا انھیں جلایا گیا ہے ان لوگوں کی امداد کے لیے حکومت دو، تین دنوں میں اسکیم کا اعلان کرے گی ۔ نیز فساد زدگان کی امداد کے پروگراموں پر عمل کیا جائے گا ۔ حکومت کو توقع ہے کہ اس کام کی تکمیل کے لئے تمام شہری اس کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گے ۔ اور بے گھروں اور فساد زدہ بھائیوں اور بہنوں کی مدد کریں گے ۔"

بھیونڈی میں راحت اقدامات

بھیونڈی میں راحت اقدامات کا جائزہ لینے کے لیے افسران کی ایک میٹنگ میں جو ۲۲ مئی بمبئی میں منعقد ہوئی تھی ۔ سری رام پردھان چیف سکریٹری نے انھیں دال کے ۶۰۰ تھیلے اور چاول کے ۵۰۰ تھیلے بھیونڈی روانہ کرنے کی ہدایات دیں ۔

اناج کے اسٹاک میں اضافہ کی خاطر دوسری ایجنسیوں کو بھی اس بات کی طرف راغب کیا گیا ہے کہ وہ اناج و دیگر بنیادی اشیاء ضروریات کو پولس کی نگرانی میں ۔ بمبئی سے بھیونڈی روانہ کر سکتے ہیں ۔ بے گھر ہونے والے افراد کے لئے بڑے پیمانے پر جھونپڑے تعمیر کرنے کا منصوبہ بھی بنایا گیا ہے ۔

شہر میں دودھ اور پاؤ (ڈبل روٹی) کی رسد کا انتظام بھی گذشتہ ۳ دنوں سے معمول پر آچکا ہے ۔ روزانہ ۲۰۰۰۰ لیٹر دودھ معمول کے ۱۰۰۰۰ لیٹر دودھ کے علاوہ بطور زائد فراہمی بھیونڈی روانہ کیا جا رہا ہے ۔ اور حکومت کی طرف سے چھ راحت مراکز کھولے گئے ہیں جہاں ۴۵۰۰ افراد پناہ گزیں ہیں ۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ دودھ ، بریڈ اور دوسری اشیاء ضروریات کو ان راحت مراکز تک پہنچانے کا انتظام کیا گیا ہے چیف سکریٹری نے ، شہری ترقیات اور صحت عامہ کے سکریٹریوں کو یہ ہدایت دیں کہ وہ صحت عامہ کی برقراری کے لئے مناسب اقدام کریں ۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہوم گارڈ کو مختلف علاقوں میں لاشوں اور جانوروں کے مردہ جسموں کو پتہ چلانے کے کام پر متعین کر دیا گیا ہے ۔ اور میونسپل کے کنزروینسی ملازمین کو بھیونڈی کے مختلف علاقوں میں جمع شدہ کوڑا کرکٹ دور کرنے کے کام پر لگا دیا گیا ہے ۔

بازآبادکاری کے کاموں کیلئے اسٹاف کا تقرر

محکمہ محصول کا ایک ۲۸۹ ۔ افراد پر مشتمل مضبوط اسکواڈ ضلع کلکٹر ڈاکٹر جے اسی شنکرن کی قیادت میں بھیونڈی کے باشندوں کو حسب معمول سہولیتیں مہیا کرنے والے پروگراموں پر تندہی سے عمل کر رہا ہے ۔ اس پروگرام کو ڈیویژنل کمشنر سری وی ۔ سندارام کی رہنمائی میں ترتیب دیا گیا ہے ۔

تھانے میں بھیونڈی اور ملنڈ ناکہ پر امدادی مراکز کھولے گئے ہیں ۔

بازآبادکاری کے کاموں میں مدد کے لئے رائے گڈھ اور رتناگیری کے ۹ تحصیلدار اور ۱۵ نائب تحصیلداروں کی خدمات حاصل کی گئی ہیں ۔ راحت کے کام اطمینان بخش طور پر جاری ہیں ۔ اور ہنگاموں میں جلائے یا تباہ کئے گئے جھونپڑوں کے تخمینے ناموں کا کام بھی تیزی سے جاری ہے ۔

ریاستی قومی یکجہتی کمیٹی کی اپیل

وزیر اعلیٰ سری وسنت راؤ پاٹل کی زیر صدارت ۲۰ مئی کو منترالیہ بمبئی میں مہاراشٹر قومی یکجہتی کمیٹی نے ریاست کے عوام کو امن قائم کرنے کی اپیل کی ہے ۔

" یہ دیکھا گیا ہے کہ بمبئی اور ضلع تھانے خاص طور سے بھیونڈی کے علاقوں میں گذشتہ چند دنوں سے جاری فرقہ وارانہ تصادم کے باعث ان غریب عوام کا بیحد جانی اور مالی نقصان ہوا ہے جن کا ان فرقہ وارانہ ہنگاموں سے کوئی تعلق نہیں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جھونپڑے میں آباد غریب عوام ایسے ہنگاموں میں زیادہ تباہی اور بربادی کا شکار ہوتے ہیں ۔ ریاست مہاراشٹر میں ہمیشہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں عام جنتا فرقہ وارانہ دنگوں سے ہمیشہ بے تعلق رہی ہے ۔ اس ریاست

کی یہ بھی روایت رہی ہے کہ جب بھی ایسے ہنگامے ہوتے ہیں سماج کے تمام طبقات اور اداروں نے فرقہ وارانہ امن کی بحالی اور متاثرہ افراد کی بازآبادکاری کے سلسلے میں سرکاری اقدامات میں حکومت کو مکمل تعاون دیا ہے۔

بمبئی۔ تھانے۔ اور بھیونڈی میں رونما ہونے والے ہنگامے قابل مذمت ہیں۔ ریاست مہاراشٹر قومی یکجہتی کمیٹی کے تمام اراکین شہریوں سے پرزور اپیل کرتے ہیں کہ وہ افواہوں پر دھیان نہ دیں۔ اور بھائی چارگی کی فضا کو برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔ شہریوں سے درخواست ہے کہ وہ نظم و نسق اور امن کی بحالی میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔

اس میٹنگ میں ریاستی کابینہ کے وزراء۔ شری غلام نبی آزاد، مرکزی وزیر مملکت برائے اطلاعات اور نشریات، حزب مخالف کے رہنما شری شرد پوار، ممبران اسمبلی، ممبران پارلیمنٹ اور مختلف سیاسی جماعتوں کے لیڈروں نے شرکت کی۔

امن کی بحالی کیلئے لیڈروں کی اپیل

مہاراشٹر کی مختلف پارٹیوں اور فرقوں کے اہم لیڈروں کی ایک میٹنگ وزیراعلیٰ کے دفتر میں طلب کی گئی۔ اس میٹنگ میں متفقہ طور پر بمبئی۔ تھانے۔ بھیونڈی اور دیگر فسادزدہ علاقوں میں قیام امن کا عزم کیا گیا۔

یہ متفقہ اپیل ۲ ½ گھنٹے تک چلنے والی اس میٹنگ کے اختتام پر ۲۴ر مئی کو جاری کی گئی۔

حاضرین میٹنگ میں چند حضرات کے نام درج ذیل تھے۔

شری شرد پوار، ریاستی قانون ساز اسمبلی میں حزب مخالف کے لیڈر ڈاکٹر رفیق زکریا، مرلی دیورا، صدر بی۔ آر۔ سی۔ سی۔ شری بال ٹھاکرے، شیوسینا لیڈر، اور مسلم لیگ کے شری ضیاء الدین بخاری،

اس اپیل میں عوام سے گزارش کی گئی کہ وہ ایسے بیانات، تحریرات اور حرکات و سکنات سے باز رہیں جن سے آپسی رنجش سے بڑھنے کا خدشہ ہو۔ اس اپیل کے باوجود اگر کسی نے کہیں بھی کسی طرح کا دنگا فساد برپا کرنے کی کوشش کی تو عوام اور سرگرم عمل ورکروں کو چاہئے کہ اس سماج دشمن فرد کو کسی مذہب یا پارٹی سے وابستگی سے قطع نظر اسے پولس کے حوالے کردیں۔

تمام لیڈروں نے اس بات پر اپنا اعتماد و یقین ظاہر کیا کہ بھارت کی وزیراعظم اور ریاست کے وزیراعلیٰ نے آپس میں ہم آہنگی بحال کرنے کے لئے فسادزدہ علاقوں کا جو دورہ کیا تھا اور جو اپیل کی تھی وہ صورتحال کو معمول پر لانے میں مددگار ثابت ہوگی۔

درج بالا بیان پر دستخط کنندگان درج ذیل تھے۔

شری شرد پوار۔ شری بال ٹھاکرے، شری ڈاکٹر رفیق زکریا شری ایس۔ ایم۔ آئی۔ اسٹیر (وزیر محنت) شری ابراہیم گاندھی (کانگریس کے سرگرم رکن) شری مرلی دیورہ، شری شیخ شمیم احمد، شری محمد حسین پٹیل، شری جلال الدین، پروفیسر این۔ ایم کامبلے (صدر ایم۔ پی۔ سی۔ سی) شری پرمود نونکر، شری دتاجی سانوی شری منوہر جوشی (تمام شیوسینا لیڈر) شری امین الدین پین والا شری تریلو ٹھاکر، شری پی۔ اے ڈیسائی، شری احمد زکریا (تمام کانگریس ایم۔ ایل۔ اے) شری اسحاق جمخانہ والا (کانگریس ایس) شری چندر شیکھر پربھو (صدر بمبئی یوتھ کانگریس) شری سشیل کمار شندے (وزیر مالیات) شری ولاس دیشمکھ (وزیر مملکت داخلہ) شری ششی کانت راجارام کدم، اور شری دتا میگھے کانگریس (ایس) ایم۔ ایل۔ اے۔

بھیونڈی میں ۵۴ راحت مراکز

۲۵ر مئی کو بھیونڈی میں ۵۴ راحت مراکز میں ۶۰۰۰ ۵ فساد سے متاثرہ افراد نے پناہ حاصل کی۔ ۳۴ راشن کی دکانیں کھولی گئیں۔ اور بھیونڈی میں پندرہ روزہ کوٹہ کے لئے ۲ کلو چاول کو بڑھا کر ۴ کلوگرام کر دیا گیا ہے۔ اور دیہی علاقوں میں آدھے کلو سے بڑھا کر ایک کلوگرام کر دیا گیا ہے واجبی قیمتوں کی دکانوں کے ذریعہ خوردنی تیل فراہم کیا جا رہا ہے جس کی تقسیم آج سے شروع ہو گئی ہے۔ تمام واجبی قیمتوں کی دکانوں کو راشن کارڈ پر گھاسلیٹ فراہم کرنے کے احکامات دے دئے گئے ہیں۔

پہلے روز ان مراکز پر فساد زدہ افراد میں ۲۵۰۰۰ ڈبل روٹیاں ۱۲۰۰ درجن کیلے اور خشک سبزی تقسیم کی گئی۔ رضاکار ادارے

نے بھی راحت مراکز کھولے ہیں ۔ ۴۰ راحت مراکز کے ذریعہ ۔ چاول، دال، ڈبل روٹی، آلو، اور دودھ فراہم کرنے کے لئے انتظامات کئے گئے ۔ فی ہزار افراد کے لئے چار کوئنٹل دال کی مفت تقسیم کا انتظام کیا گیا ہے ۔ علاوہ ازیں ان مراکز کو مجموعی طور پر ۵۰۰ لیٹر دودھ بھی فراہم کیا جا رہا ہے ۔ غذا کی فراہمی کے کام کو تیزی سے مکمل کرنے کے لئے ان مراکز میں کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں ۔

تھانے میں واگلے اسٹیٹ، ورتک نگر، پرس کمپاؤنڈ اور ربالا میں راحت مراکز کھولے گئے ہیں ۔

فی الحال بھیونڈی میں سات مراکز جاری ہیں اور یہاں ان تمام لوگوں کو پناہ مل سکتی ہے جو پناہ کے متلاشی ہیں ۔

طبی سہولتوں کی فراہمی

شری وی سری نواسن سکریٹری محکمہ محنت عامہ نے بھیونڈی شہر میں ہوئے حالیہ فساد کے پیش نظر شہریوں کی طبی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک جامع طبی اسکیم وضع کی ہے ۔ جس کے تحت ۶۵ ڈاکٹر ۔ ۱۷ نرسیں، ۸۱ ہیلتھ انسپکٹر اور دیگر عملہ جوائنٹ ڈائرکٹر آف ہیلتھ سرویسز ڈاکٹر ایم آر بھاٹے اور ڈپٹی ڈائرکٹر آف ہیلتھ ڈاکٹر سبھاش سالنکے کی سربراہی میں مصروف کار ہیں ۔ نرس عملے کو ۴۴ ایمبولینس گاڑیاں اور چار گشتی دواخانے بھی فراہم کئے گئے ہیں ۔

۹۳ کنوئیں اور ۸۴ پانی کے تالابوں میں جراثیم کش ادویات ڈالی گئی ہیں ۔ مچھروں ۔ اور مکھیوں کی افزائش کو روکنے کے لئے بھی جراثیم کش ادویات کا چھڑکاؤ کیا جا رہا ہے ۔ محکمہ انسداد ملیریا کی ۹ یونٹ اور بمبئی میونسپل کارپوریشن کی چار یونٹ بھی یہاں مصروف کار ہیں ۔

شہریوں کی طبی رہنمائی کے لئے شہر بھر میں پوسٹر لگائے گئے ہیں نیز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ بھی ضروری اعلانات کئے جا رہے ہیں

مہاراشٹر کے گورنر کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف نے راج بھون سے ادویات روانہ کی ہیں ۔ جو سٹی زنس ایڈ کمیٹی کی جانب سے فساد زدگان کے لئے موصول ہوئی تھیں ۔

اَمن کی بحالی کے لئے جلوس

متاثرہ علاقوں میں امن کی بحالی کے لئے مختلف تنظیموں اور امن کمیٹیوں نے جلوس نکالا اور پد یاترا کا اہتمام کیا ۔ جس کی مختصر تفصیل اسطرح ہے ۔ ڈاکٹر دتا سامنت کی تنظیم کامگار اگاڑی نے امن کی بحالی کے لئے ۲۹ مئی کو بمبئی میں وکھرولی ریلوے اسٹیشن سے بھانڈوپ اور ملنڈ چیک ناکہ سے بھانڈوپ تک دو جلوس نکالے ۔ ڈاکٹر سامنت نے اگاڑی کے ورکروں سے اپیل کی کہ وہ ہر سال امن کمیٹیاں تشکیل دیں ۔ ۲۹ مئی کو بھی اس تنظیم نے ساکی ناکہ سے اندھیری تک جلوس نکالا تھا ۔

بیرسٹر اے آر انتولے کی رہنمائی میں تشکیل کردہ امن کمیٹی نے موصوف کی رہنمائی میں ۲۰ مئی کو چیتا کیمپ اور گوونڈی میں جلوس نکالے ۔ اسی دن کانگریس آئی اور شیوسینا نے باندرہ میں الگ الگ جلوس نکالے ۔

بمبئی سرودیہ منڈل، چھاتر سیوا سنگھرش سمیتی، گاندھی سمارک ندھی اور دیگر تنظیموں کے ورکروں نے ۲۷ مئی کو بھوک ہڑتال کی اور علاقہ میں امن کی بحالی کے لئے پائدھونی چوک پر دھرنا دیا ۔

کانگریس آئی کی شریمتی کاویری بائی پٹیل، جنتا کے شری دشرتھ پٹیل اور یوتھ لیڈر شری ندھیر نے ۲۵ مئی کو کلوا میں امن کے لئے پد یاترا کی ۔

فسادزدگان کی بازآبادکاری کے لئے ریاست میں ۱۰ کروڑ روپے جمع کئے جائیں گے ۔

۲۴ مئی کو منترالیہ میں منعقدہ ممتاز شہریوں صنعتکاروں بینک کے عہدہ داران اور سیاسی لیڈروں کی ایک میٹنگ میں بھیونڈی، تھانے، اور بمبئی میں سے متاثرہ افراد کی باز آبادکاری کے لئے ۱۰ کروڑ روپیہ جمع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔ گورنر مہاراشٹر شری آئی ۔ ایچ لطیف نے اس تقریب کی صدارت کی ۔ یہ میٹنگ وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی

منعقد کی گئی تھی ۔
میٹنگ میں فسادزدگان کی امداد کے لئے ایک ریاستی
سطح کی کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا گیا ۔
میٹنگ میں شریمتی بلقیس لطیف کی طرف سے قائم کردہ
راحت کمیٹی کے ذریعہ فسادزدگان علاقوں میں عوام میں اناج
کپڑے ، برتن ، اور دیگر ضروری اشیاء تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا
اس میٹنگ میں ریاستی سطح کی قائم کردہ کمیٹی کے ذریعہ مالی امداد
مہیا کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔
اس موقع پر شریمتی بلقیس لطیف ، شری شردپوار ، شری
اے ۔ آر ۔ انتولے ، شری بابا صاحب بھونسلے ، شری مرلی دیورا
شری این ایم کامبلے ، شریف شری مادھو ایبٹے ، شری سنیل
دت ، شری ایس بی گودنبے ، شری نیول ٹاٹا ، شری وی ۔
این ناڈکرنی ، اسٹیٹ بینک کے چیرمین ، ڈاکٹر رفیق زکریا
شری احمد زکریا ، شری اسحاق جمخانہ والا ، شری شیخ نسیم احمد
شری ابراہیم گاندھی ، ڈاکٹر وی سبرامنیم ، شری ابھیے کمار
کسلی والی ، شری لال چند ہیرا چند آف وال چند گروپ
آف کمپنیز ، شری بھاؤ صاحب ورتک ، شری منتو اپادھیائے
شری مادھو دیولیکر ، شریمتی اہلیہ رانگیکر ، شریمتی پرمیلا
ڈنڈوتے ، شری رندھیر کپور ، شری ہریش مہندرا چیف
سکریٹری آر ، ڈی ۔ پردھان اور ایڈیشنل چیف
سکریٹری شری ۔ بی کے ہوتے ۔

وزیر اعلیٰ کی اپیل کا مثبت نتیجہ

بھیونڈی ، تھانے ، اور بمبئی کے فسادزدگان
کی بازآبادکاری کے راحت فنڈ میں مختلف تنظیموں اور
صنعتی ایسوسی ایشنوں کی جانب سے عطیات موصول
ہو رہے ہیں ، وزیر اعلیٰ نے اس سلسلے میں مختلف تنظیموں
اور نمائندوں کی ایک میٹنگ ۲۸ مئی کو منترالیہ میں طلب کی تھی ۔
اور ان سے اپیل کی تھی کہ وہ راحت فنڈ میں فراخ دلی سے
عطیات دیں ۔
آپ کی اس اپیل کے جواب میں مین میڈ فائبرس ایسوسی
ایشن کے نمائندوں نے یقین دلایا کہ ان کی تنظیم جلد ہی عطیہ
دے گی ۔
اس موقع پر سروشری سینچری ملس کے ادیتیہ برلا ،
اسٹینڈرڈ ملس کمپنی لمیٹیڈ بمبئی کے شری رمیش این مفت لال نے
۲۷ مئی کو منترالیہ میں فسادزدگان کی راحت کے لئے وزیر اعلیٰ
شری وسنت راؤ پاٹل کی خدمت میں دو لاکھ روپیہ کا ایک
چیک بطور عطیہ پیش کیا ۔ شری مفت لال نے بتایا کہ دوسری
قسط جلد ہی دے دی جائے گی ۔
بھیونڈی ، تھانے ، کلیان اور بمبئی کے فسادزدگان کو
امداد کے لئے پولس افسران کی بیویوں نے برتن کپڑے ۔ اور
دیگر روز مرہ کی ضروریات کی اشیاء اکٹھا کرنا شروع کیا ہے
جو مہاراشٹر کے گورنر آئی ایچ لطیف کی اہلیہ شریمتی بلقیس
لطیف کی زیر نگرانی فسادزدگان میں تقسیم کی جائیں گی ۔
انسپکٹر جنرل آف پولس شری ہیڈ ھیکر کی اہلیہ شریمتی انجلی
ہیڈھیکر اور خصوصی انسپکٹر جنرل آف پولس شری کا تدرے
کی اہلیہ شریمتی نلنی کا تدرے فسادزدگان کی بازآبادکاری
کے کام میں عملی طور پر شریک ہیں ۔

عطیات و امداد کی بہتات

بمبئی اور اس کے مضافات میں ہوئے حالیہ فسادات نے
سماج کے دو اہم فرقوں کے مابین پائی جانے والی کشیدگی کو
ایک بھیانک روپ میں منظر عام پر لایا ہے ۔ لیکن اسی کے
ساتھ چند منکر اور دردمند شہریوں کے جذبۂ ایثار اور
دردمندی کی مثالیں بھی دیکھنے میں آئی ہیں ۔
اسکوائڈرن لیڈر موہن راؤ نے بتایا کہ بمبئی کے
مضافاتی علاقہ وڈالا میں واقع لیپراسی ہوم کے جذام کے
دس مریضوں نے ۵۰۵ روپے کا عطیہ دیا ہے ۔ برطانیہ بسکٹ
بنانے والوں نے بسکٹ کے ہزار ٹین بھیجے ہیں جبکہ دوائیں بنانے والی
تنظیم نے مختلف دوائیوں کے باکس مفت بھیجے ہیں ،
ملک کے بحری ، بری ، اور فضائی فوجوں کے افسران
نے اپنے ایک دن کا راشن تھانے کے کلکٹر شریمتی چوائس
شنکرن کو بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

بڑے بڑے صنعتکاروں نے مختلف اداروں کے سربراہوں نے مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف۔ اور وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی اپیل کے جواب میں اپنے اپنے عطیات کا اعلان کیا ہے۔ فسادزدگان کی راحت اور بازآبادکاری کے لئے فنڈ جمع کرنے کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ کی جانب سے طلب کردہ میٹنگ میں سینچری ملس کے ادتیہ نارائن، ریلائنس ٹیکسٹائیل کے شری دھیرو بھائی امبانی اور سینچری ریان کے شری ایس پی منڈیلیا اور دیگر حضرات شریک تھے۔

سب سے زیادہ عطیہ ٹاٹا کے صنعتی گھرانے نے دیا جو ۵ لاکھ روپیہ پر مشتمل ہے۔ آغا خان ٹرسٹ نے پچیس ہزار روپیہ عطیہ دیا جبکہ متعدد شہریوں نے فی کس ایک ہزار روپیہ تک عطیات دئیے ہیں۔

شہر کے ہسپتالوں کو اکثر و بیشتر خون کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ فساد سے کچھ پہلے بھی یہی صورتحال تھی۔ لیکن جب فساد میں زخمی ہونے والوں کے لئے بڑی مقدار میں خون کی ضرورت محسوس کی گئی۔ تو دردمند اور فرض شناس شہریوں نے مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف ان کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف اور وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے اس کثیر مقدار میں خون کا عطیہ دیا کہ اسے طبی اصولوں کے مطابق محفوظ رکھنا مشکل ہو گیا۔ بلاشبہ ضرورت سے زیادہ ہی خون لوگوں نے بطور عطیہ دیا تھا۔

رضاکاروں کی جانب سے امداد

مختلف رضاکاروں کی جانب سے اجناس کی شکل میں بھی عطیات موصول ہو رہے ہیں۔ رانی ستی سیوا سنگھا ملاڈ، مہاراشٹر سلک مل، بھیونڈی مدرسہ، مدارس بھیونڈی مارواڑی سمیلن۔ بمبئی جین سیوا سنستھا تھانہ کلیان ہول سیل مرچنٹس ایسوسی ایشن، رام کرشن مشن اور کمار اینڈ ملاڈ سٹیزنس نے بالترتیب ۱۵۰۰، ۲۵۰۰، ۱۱۰۰۰، ۳۰۰۰، ۷۰۰، ۳۰۰۰، ۲۰۰، اور ۲۰۰۰ افراد کے لئے کھانے پینے کی چیزیں بھیجیں۔ وسار بیلڈرس ایسوسی ایشن نے پیاز، آلو، توری کی دال، گیہوں کا آٹا، دودھ کا پاؤڈر اور مرچ جیسی ضرورت کی چیزیں فراہم کی ہیں۔

آئی پی ایس۔ افسران کی بیویوں کی ایسوسی ایشن نے کپڑے کے دو گٹھے بھیجے۔ جبکہ بھیونڈی روٹری کلب نے تھالی، لوٹا، گلاس، پیالی، پتیلی، توا، اور دیگر برتنوں پر مشتمل دوسرے سیٹ بھیجے ہیں۔

ہلاک شدہ پولس عملے کے اراکین کے لئے امداد کا اعلان

فساد کے دوران اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے وقت جاں بحق ہونے والے۔ بمبئی کے دو، تھانے کے ایک۔ پولس والوں کے پسماندگان کے لئے ڈائریکٹر جنرل پولس شری کے۔ پی میڈھیکر نے مالی امداد منظور کی ہے۔

فرائض منصبی کی ادائیگی کے وقت فوت ہونے والے پولس عملے کے تین اراکین یہ ہیں۔ سب انسپکٹر نند کمار گوکھلے، ہیڈ کانسٹبل گلاب سنگھ امیرا اور ہیڈ کانسٹبل ملہار راؤ کونڈا جی نیوکر۔

ان کے پسماندگان کو دی جانے والی رقم میں ۲۰۰۰۰ روپیہ امدادی رقم اجتماعی انشورنس اسکیم کے تحت واجب الادا رقم جو بیس ہزار سے چالیس ہزار کے درمیان ہوگی، خصوصی مالی امداد اور دیگر رقومات شامل ہوں گی۔

شری ہریش مہندرا، پریزیڈنٹ آف سوسائٹی فار اسسٹنس، ریلیف، بازآبادکاری اور ایڈ مہاراشٹر (سارم) یکم جون کو گورنر مہاراشٹر سے ملاقات کر کے آپ کو فساد سے متاثر افراد کے لئے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں ۱۰ لاکھ روپیہ کا چیک پیش کیا۔

گورنر موصوف نے سارم کے ممبران کے اس فراخ دلانہ عطیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ مختلف ادارے، بڑے بڑے صنعتکار اور شہری بھی انفرادی اور اجتماعی طور پر ایک بڑی رقم جمع کریں تاکہ فسادزدہ افراد کی بازآبادکاری کے ۱۰ کروڑ روپے کے مقررہ نشانے کو پورا کیا جا سکے۔

مدر ٹریسا کا بھیونڈی میں حکومت کے راحت اقدامات پر اظہارِ اطمینان

مدر ٹریسا نے ۳۱ر مئی کو شریمتی بلقیس لطیف صدر شہری راحت کونسل اور چیف سکریٹری شری رام پردھان کی اہلیہ شریمتی لویا پردھان صدر آئی۔ اے۔ ایس افیسرس وائیز ایسوسی ایشن کے ہمراہ بھیونڈی کا دورہ کیا۔ مدر ٹریسا نے فساد سے متاثر افراد کی اشک شوئی کے لئے ریاستی حکومت کی جانب سے کئے گئے راحت اقدامات پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔

مدر ٹریسا نے ۳۱ر مئی کو بھیونڈی میں سات ریلیف کیمپوں کا دورہ کرکے وہاں کے مکینوں سے بات چیت کی۔ ڈاکٹر شریمتی جوائنس شنکرن کلکٹر نے آپ کو راحت اقدامات کے بارے میں تفصیلات پیش کیں۔ ان مراکز پر بے گھر خاندانوں میں دو اناج، پیاز، آلو وغیرہ تقسیم کئے جارہے ہیں۔
شریمتی لطیف اور شریمتی لویا پردھان روزمرہ کی ضروری اشیاء کو مختلف مراکز پر فراہم کررہی ہیں۔

خوراک کی تقسیم

وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ نے ۳۱ر مئی کو گونڈی، شیواجی نگر، بیگن واڑی، ٹاٹانگر کے علاقوں کا دورہ کرکے وہاں فی خاندان ۲۰ر کلوگرام گیہوں، ۴ر کلوگرام چاول، ۱ر کلوگرام دال، اور ۱ر کلوگرام پیاز اور آلو کے حساب سے تقریباً ۴۰۰ر خاندانوں میں خوراک تقسیم کی، سماکی نامی ایک سماجی خدمت گار شری اسحاق سرگرو کی رہنمائی میں اشیاء جمع کی گئیں تھیں

◆

ہندوستانی تاریخ کا مطالعہ ـــ ایک جدید تناظر

مصنف :۔ شری بی۔ این پانڈے
مترجم :۔ ڈاکٹر جاوید احمد کامٹوی
قلندریہ اُردو جونیئر کالج ، منگرول پیر ضلع اکولہ مہاراشٹر

پانچویں دہائی کے اوائل میں یونسکو کے تعاون سے انڈین نیشنل کمیشن برائے امداد باہمی نے ایک کمیٹی تشکیل دی تھی، جس کے کنوینر ڈاکٹر ذاکر حسین تھے۔ جو اس وقت مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے وائس چانسلر تھے۔ اس کمیٹی کا مقصد ثانوی اور انٹرمیڈیٹ سطح پر پڑھائی جانے والی تاریخ کی نصابی کتابوں کا جائزہ لے کر ان میں اصلاح کی تجاویز پیش کرنا تھا۔ چنانچہ اس کمیٹی نے تاریخ کی نصابی کتابوں میں اصلاح کے لئے مندرجہ ذیل سفارشات پیش کیں۔

"قومی حالات کے پیش نظر تاریخی مواد کے اظہار میں بین گروہی، بین علاقائی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی پر خصوصی زور صرف کیا جائے۔"

یہ بڑی بدقسمتی ہے کہ ہمارے مدارس اور کالجوں میں برسہا برس سے پڑھائی جانے والی بھارت کی تواریخ بنیادی طور پر یوروپی مصنفوں کی تالیف کردہ ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ اپنے انگریز استادوں کے سرایت کردہ تعصبات سے آجتک ہندوستانی خود کو آزاد کرنے میں کامیاب نہیں ہو پایا ہے۔ ان نام نہاد تواریخ نے اپنے قاری کے اذہان پر اَن مٹ نقوش چھوڑتے ہیں۔ اور قومی زندگی کے سرچشموں کو بری طرح متأثر کیا ہے انھوں نے نفاق پر زیادہ زور دیا ہے اور ایسی تصویریں کھینچ کر رکھ دی ہیں جن میں ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات پر تشدد، استحصال، غلبہ اور مذہبی تعصب کے رنگ غالب نظر آتے ہیں۔

سرکاری برطانوی ریکارڈ پر ایک سرسری نظر اس حقیقت کو بے نقاب کر دے گی۔ کہ ان باتوں سے کس طرح انگریزوں کی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" پالیسی کو تقویت ملی، جارج فرانسس ہملٹن جو ہندوستان کا سکریٹری آف اسٹیٹ تھا اس نے لارڈ کرزن کو اپنے ایک خط میں لکھا۔

"ہمیں نصابی کتابوں کو کچھ اس ڈھنگ سے تیار کروانا چاہئے کہ فرقوں کے درمیانی خلیج کو گہرا کیا جا سکے"

اس وقت ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ ڈفرن تھے، مسٹر کراس نے انھیں ۱۴ر جنوری ۱۸۸۷ء کو لکھے گئے ایک خط میں یہ اطلاع دی

"مذہبی پھوٹ ہمارے حق میں بڑی سودمند ثابت ہوئی، آپ کی ہندوستانی تعلیم اور تدریسی وسائل کی انکوائری کمیٹی سے مزید توقعات وابستہ ہیں۔"

اس طرح ایک خاص پالیسی اور پلان کے تحت ہندوستانی تاریخ کی کتابوں میں کچھ اس طرح غلط بیانیوں سے کام لیا گیا۔ اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا کہ ان کے مطالعے سے ہندوستان کے قرون وسطیٰ کی حکومتوں کے متعلق یہ تاثر ملتا ہے کہ یہ دور عبارت ہے مسلمان حکمرانوں کی اپنی ہندو رعایا پر ظلم و استبداد، اور اہانت سے، اور اس وقت زندگی کے سماجی، سیاسی یا اقتصادی

ذ ۱/۲

شعبوں میں مشترک عناصر مفقود تھے۔

آئیے اب ذرا ان الزامات کو صداقت کی کسوٹی پر پرکھتے چلیں قاضی مغیث الدین ایک جگہ اظہار افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"گو کہ قرون وسطیٰ کے ھندوستان میں مملکت کا سربراہ ایک مسلمان ھوتا تھا مگر یہ حکومت اسلامی نہیں تھی اس مملکت میں قرآنی قوانین، احادیث اور نہ ھی سنی عقائد کے کسی بھی مکتب فکر کے قوانین نافذ تھے اسلئے ازمنۂ وسطیٰ کی اس حکومت کو اسلامی حکومت کہنا ایک توہین ھوگی۔ کیونکہ یہ علماء کے زیر ھدایت نہیں چلائی جاتی تھی۔"

تیرہویں صدی کے بعد آنے والے ہر ہندوستانی مسلم فرماں روا نے اپنی مجبوری کا اظہار کیا کہ یہاں شرعی احکام کے تحت حکومت کرنا ممکن نہیں ہے۔ قاضی مغیث الدین سے علاء الدین خلجی کا مذاکرہ کافی مشہور ہے۔ اس نے قاضی صاحب کے جواب میں کہا تھا:۔

"میں اسی بات کا حکم دیتا ھوں جس میں سلطنت کا مفاد مضمر ھو میں نہیں جانتا کہ روز قیامت خداوند تعالیٰ میرے ساتھ کیا سلوک کریگا۔"

پروفیسر محمد حبیب کے مطابق ——

"یہ ایک حقیقت ھے کہ مسلم بادشاہ جو کہ غیر ملکی نسل کے تھے۔ ھندوستانی تخت پر چھ یا سات صدیوں تک جلوہ افروز رھے۔ یہ اس لئے ممکن ھو سکا کہ ان کی تخت نشینی کسی مسلم سلطنت کی تخت نشینی نہیں تھی، بصورت دیگر وہ ایک نسل تک بھی قائم و دائم نہیں رہ پاتے۔" (مجلّہ "میڈیول انڈیا" سہ ماہی صفر؟)

حقائق کا انکشاف

اب مجھے چند مثالیں پیش کرنے کی اجازت دیجئے تاکہ یہ عیاں ہو سکے کہ تاریخی حقائق کو کس طرح مسخ کیا گیا ہے ۱۹۲۸ء کے زمانہ میں ٹیپو سلطان پر تحقیق کے دوران میرا سابقہ میٹرک میں پڑھائی جانے والی تاریخ کی ایک کتاب سے پڑا جو یوپی، بہار، بنگال، آسام اور اڑیسہ کے نصاب میں داخل تھی۔ ٹیپو سلطان سے متعلق باب کھولنے پر جس جملہ نے مجھے سب سے زیادہ متوجہ کیا وہ یہ تھا:

" اسلام کے ظلم کی بدولت تین ہزار برہمنوں نے خودکشی کر لی تھی۔"

اس کتاب کے مصنف مہا مہوپادھیہ ڈاکٹر ہر پرشاد شاستری صدر شعبۂ سنسکرت، کلکتہ یونیورسٹی تھے۔ میں نے فوراً ایک خط شاستری جی کو لکھا، کہ وہ اس معلومات کے ماخذ کی نشاندہی کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ متعدد یاددہانیوں کے بعد مجھے شاستری صاحب کا جواب موصول ہوا کہ یہ معلومات انھوں نے میسور گزیٹیر سے حاصل کی تھی۔ میسور گزیٹیر اس وقت الہ آباد یا کلکتہ کی امپریل لائبریری میں دستیاب نہ تھا، چنانچہ میں نے شاستری جی کے بیان کی تصدیق کے لئے ایک خط سر برجیندر ناتھ سیل کو لکھا جو کہ میسور یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ سر برجیندر سنگھ نے میرے اس خط کو پروفیسر شری کنٹیا کے حوالے کر دیا جو اس وقت میسور کے نئے گزیٹیر کی تالیف میں مصروف تھے۔ پروفیسر سری کنٹیا نے مجھے اطلاع دی کہ تین ہزار برہمنوں کی خودکشی کا یہ قصہ من گھڑت ہے اور میسور گزیٹیر میں کہیں اس کا کوئی ذکر نہیں، اور میسور کی تاریخ کے ایک طالب علم ہونے کے ناطے وہ (پروفیسر سری کنٹیا) پُر یقین تھے کہ ایسا کوئی واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ انھوں نے مزید لکھا کہ ٹیپو سلطان کا وزیراعظم پورنیہ نام کا ایک برہمن تھا۔ اور اس کا کمانڈر اِن چیف بھی کرشنا راؤ نام کا برہمن تھا۔ انھوں نے مجھے ایک سو چھپن مندروں کی فہرست روانہ کی جنھیں ٹیپو سلطان سالانہ امداد دیا کرتا تھا۔ انھوں نے مجھے تیس ایسے خطوط کی فوٹو اسٹیٹ کاپیاں بھی روانہ کیں جو ٹیپو سلطان نے سرین گری مٹھ کے جگت گرو شنکراچاریہ کو تحریر کئے تھے جن سے سلطان دلی محبت کرتے تھے۔ میسور کے حکمرانوں کے دستور کے مطابق سلطان بھی ناشتہ سے قبل بلاناغہ روزانہ بھگوان رنگناتھ کے مندر میں حاضری دیا کرتے تھے، جو سری رنگاپٹم کے قلعہ میں بنا ہوا تھا۔

اورنگ زیب کے فرامین

میں جس زمانہ میں الہ آباد میونسپلٹی کا صدر تھا، سومیشور ناتھ مہادیو کی جاگیر کے تنازعہ کا ایک معاملہ سماعت کیلئے آیا، اس جائیداد کے دو دعویدار تھے۔ ان میں سے ایک نے چند فرامین پیش کئے جو اورنگ زیب کے عطا کردہ تھے۔ ان کے مطابق مند

کو ایک جاگیر اور نقد عطیات دیئے گئے تھے، مجھے سخت حیرانی ہوئی اورنگ جیسا بادشاہ جو مندروں کو توڑنے کے سلسلے میں خاصا مشہور یا بدنام ہے اس نے کس طرح کسی مندر کو پوجا اور بھوگ جیسے مقاصد کے لئے جاگیر بخشی تھی! مجھے یقین ہوگیا کہ یہ سارے فرمان جعلی ہیں، تاہم حتمی فیصلے پر پہنچنے سے قبل میں نے مناسب سمجھا کہ ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو کی بھی رائے دریافت کر لی جائے کیوں کہ وہ فارسی کے ایک جید عالم تھے۔ میں نے ان دستاویزات کو سر تیج بہادر کے سامنے رکھ دیا۔ اور ان کی رائے جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ دستاویزات کے مشاہدات و مطالعے کے بعد موصوف نے جواب دیا کہ یہ فرمان جعلی نہیں ہیں پھر انہوں نے اپنے منشی کو وہ فائل لانے کا حکم دیا جس میں وارانسی کے بڑے شیوا مندر کا کیس ہے اور جو پچھلے پندرہ برسوں سے الہ آباد ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت ہے۔ اسی مندر کے مہنت کے قبضہ میں بھی اورنگ زیب کے چند فرمان تھے جن کے مطابق بڑے شیوا مندر کو جاگیریں عطا کی گئیں تھیں۔ اب میرے تصور میں اورنگ زیب کی ایک بالکل ہی مختلف شبیہہ ابھر آئی۔ ڈاکٹر سپرو کے ایماء پر میں نے ہندوستان کے تمام اہم مندروں کو خطوط بھیج کر درخواست کی کہ اگر ان کے پاس اورنگ زیب کے مزید فرمان موجود ہوں تو مجھے ان کی نقلیں روانہ کریں۔ میرے لئے ایک بڑا استعجاب ابھی باقی تھا، مجھے نہ صرف شمالی ہندوستان کے مشہور مندروں جیسے مہاکلیشور مندر اجین، بالاجی مندر چترکوٹ، اوما نند مندر گوہاٹی اور جین مندر شترن جائی بلکہ گردواروں سے بھی اورنگ زیب کے فرامین کی نقلیں دستیاب ہوئیں ان سبھی کا اجراء ۱۰۶۵ھ تا ۱۰۹۱ھ (بمطابق ۱۶۵۹ء تا ۱۶۸۵ء) میں ہوا تھا۔

شری شیواجی کے متعلق

مسلمانوں اور قرآن سے متعلق شیواجی مہاراج کی بے تعصبانہ مذہبی پالیسیوں کو بہت سے مسلم مورخین نے بھی خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ ان کے دورِ حکومت میں ہندو اور مسلم دونوں ہی کو یکساں حقوق حاصل تھے۔ انھوں نے اپنی ہندو رعایا اور مسلم رعایا میں کبھی کوئی امتیاز نہیں کیا۔ شیخ حیدر قاضی ان کے پرائیویٹ سکریٹری تھے، ان کا ایک جسمانی محافظ (باڈی گارڈ) بھی ایک مسلم تھا اور ایک نائب امیر البحر (نیول ریئر ایڈمیرل) بھی مسلمان تھا۔ یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ شیواجی کے دادا مالوجی ایک مسلمان ولی اللہ حضرت شاہ شرف الدین کے معتقد تھے۔ لہٰذا انھوں نے اپنے بڑے بیٹے شاہ جی اور چھوٹے بیٹے شرف جی کے نام انہی بزرگ کے نام پر رکھے۔ شیواجی شاہ جی کے بیٹے تھے۔ شیواجی بذاتِ خود ایک عارف باللہ کاسی (پاکلشی) کے بابا یاقوت سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔

راجہ رانا پرتاپ سنگھ

اب رانا پرتاپ سنگھ کی مثال لیجئے، ہلدی گھاٹ کے میدان میں اکبر سے ان کی نبرد آزمائی کو ایک مذہبی جنگ کا روپ دیدیا جاتا ہے۔ اب ذرا حقائق پر بھی نظر ڈال لیجئے۔ اکبر کی فوج میں چالیس ہزار راجپوت اور ساٹھ ہزار مغل شامل تھے جن کی قیادت راجہ مان سنگھ کر رہے تھے۔ اسی طرح رانا پرتاپ سنگھ کی فوج جو زیادہ تر پٹھانوں پر مشتمل تھی، اس کی قیادت کا شرف حکیم خاں سر کو حاصل تھا۔ جالور کے پٹھان راجہ تاج خان نے رانا پرتاپ کی فوج میں مع اپنے ہزار سواروں کے رسالہ کے شمولیت کی۔ راجپوتوں کا مقابلہ راجپوتوں سے تھا۔ اور پٹھانوں مغلوں کے خلاف بغیر کسی رد و رعایت کے اور جاں بخشی کے لڑ رہے تھے۔ پھر بھلا اس جنگ کو کس طرح ہندو دھرم اور مذہب اسلام کی جنگ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟

سکھ گروؤں اور مسلمانوں کے تعلقات بھی بڑے مخلصانہ تھے، سکھ گرو نے امرتسر کے مشہور سنہری مندر کے سنگِ بنیاد کیلئے ایک مسلم صوفی سائیں میاں میر کو مدعو کیا تھا۔ آپ کو لانے کے لئے چند سکھ سرداروں کا ایک گروہ خاص طور پر لاہور گیا تھا، اور مسلم بزرگ کو بڑی عزت و احترام کے ساتھ پالکی میں بٹھلا کر امرتسر لایا گیا تھا۔

رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت میں مسلمانوں کو مساوی حقوق حاصل تھے۔ ان کا وزیر اعظم ایک مسلمان تھا اس کی دو بیگمات بھی مسلمان تھیں، اور اس کے انتقال تک ہندو مسلمانوں اور سکھوں میں اتحاد و اتفاق برقرار رہا۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ انتہائی ضروری ہو جاتا ہے کہ تاریخ کی کتابوں کی ترتیب و تدوین اور اس کی تدریس کچھ اس ڈھنگ سے کی جائے کہ ہماری آئندہ نسلیں تعصب اور نفرت کے زہر سے محفوظ رہ سکیں اس مضمون کو گاندھی جی کے الفاظ پر ختم کرنے

کی اجازت دیجئے۔

"ھندو اور مسلم مورخوں کے مطابق ازمنہ وسطیٰ میں ھم اتحاد واتفاق سے رہا کرتے تھے یہ اس طرح نہیں ھے جس طرح برطانوی تاریخ میں بتلایا گیا ھے۔"

ایک متاثر کن بیان

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے ۲۹رمئی کو بمبئی کے مضافاتی علاقہ گونڈی بیگن واڑی، باندرہ اور شیواجی نگر کے فسادزدہ مقامات کا دورہ کیا اور وہاں کے لوگوں سے بات چیت کی پہلے تو دونوں فرقوں کی جانب سے ایک دوسرے سے متعلق شکایات کا سلسلہ شروع ہوا جس پر گورنر موصوف نے ان سے غصے پر قابو پانے کیلئے کہا آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ گذشتہ چند دنوں کے واقعات کو بھلا کر ہمیشہ کی طرح بھائی چارہ اور امن کے ساتھ رہیں آپ نے ہندوؤں سے درخواست کی کہ وہ اپنے مسلم بھائیوں کے تباہ شدہ مکانات کی مرمت اور تعمیر نو میں مدد کریں۔ گورنر موصوف کی اس درخواست پر مثبت نتیجہ دیکھنے میں آیا دونوں فرقوں کے لوگوں نے آپس میں مل جل کر بھائی چارہ کے ساتھ رہنے اور ایکدوسرے کی حفاظت کرنے کی یقین دہانی کی۔ گورنر موصوف گونڈی کے باندرہ پلاٹ میں رہنے والی شکنتلا بائی گجم کے بیان سے بیحد متاثر ہوئے۔ شریمتی شکنتلا بائی گجم نے کہا کہ ان کی بستی میں صرف ان کا ہی ایک ہندو گھر ہے باقی تمام گھر مسلمانوں کے ہیں، لیکن فساد شروع ہونے کے بعد انھوں نے اس بستی کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ جانا ضروری نہیں سمجھا انکی نظر میں وہ اپنے گھر اور اپنی بستی ہی میں سب سے زیادہ محفوظ تھیں کیونکہ انھیں انکے اطراف رہنے والے مسلم خاندانوں پر پورا پورا اعتماد تھا۔ شکنتلا بائی کا بیان سنکر گورنر موصوف نے کہا کہ یہی ایسی ہی فضا قائم کرنی ہے جہاں مسلم اور ہندو خود کو شکنتلا بائی گجم کی طرح محفوظ سمجھے۔

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل، آئی۔ ایچ ۲۹رمئی کو بمبئی کے مضافاتی علاقہ گونڈی کے فسادز بیگن واڑی کے دورے کے دوران شریمتی شکنتا سے گفتگو کر رہے ہیں۔ شریمتی گجم، مسلم بستی میں ا اکیلی خاتون ہیں۔ انھیں اپنے مسلم پڑوسیوں پر اس ق تھا کہ انھوں نے فساد کے دوران کسی دوسری جگہ منت ضروری نہیں سمجھا۔

حبیب ہائی اسکول میں لگائے گئے کیمپ کا ن بمبئی کے معروف تاجر اور سماجی خدمت گار ش رتنی کر رہے تھے۔ شری رتنی نے بتایا کہ کیمپ مذہب و فرقہ ضرورت مندوں کو امداد بہم جاتی ہے۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۹رمئی خانہ، ناگپاڑہ، ڈونگری، کمائی پورہ، او کے فسادزدہ علاقوں کا دورہ کیا۔ آپنے مختا کے سامنے کھڑے ہوکر لوگوں کو دلاسہ دیا۔ نماز کے بعد مسجدوں سے باہر آنے والے مسلم بھائی یہ خوشی کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ انھوں نے کا شکریہ ادا کیا۔

خبریں - تصویروں میں

گورنر مہاراشٹر ایئر چیف مارشل آئی ایچ. لطیف یکم مئی کو یوم مہاراشٹر کے موقع پر شیواجی پارک میں ہوم گارڈ، این سی سی، فائر بریگیڈ وغیرہ کی مشترکہ پریڈ کا معائنہ کر رہے ہیں۔
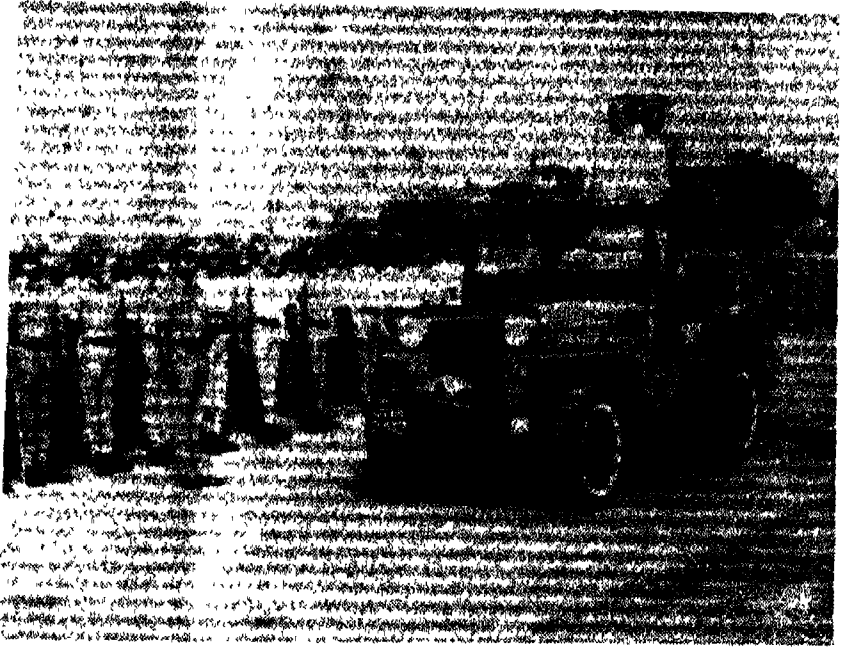
مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی. ایچ. لطیف نے یوم مہاراشٹر کے موقع پر راج بھون میں ریاست کے چھوٹے صنعت کاروں کی غیر معمولی کارکردگی پر ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی. زیر نظر تصویر میں شریمتی بلقیس لطیف اور شری رام پردھان بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے یکم مئی کو یوم مہاراشٹر کے موقع پر نریمان پوائنٹ پر مجوزہ ایم۔ ایل۔ اے ہوسٹل کا سنگِ بنیاد رکھا۔ شری رام پرشاد بوراڈے وزیر رفاہِ عامہ نے اس تقریب کی صدارت کی یہ تصویر اسی موقع کی ہے

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے
حال ہی میں ریاست کے قلت زدہ علاقوں
میں پینے کے پانی کی فراہمی کے مسئلہ پر منترالیہ،
بمبئی میں ایک میٹنگ طلب کی۔ زیرِ نظر تصویر میں
دیہی ترقیات کے وزیر شری پرتاپ راؤ بھونسلے،
وزیر مملکت برائے محصول شری بھائی ساونت
اور ریلیف کمشنر شری وی۔ رنگا ناتھن بھی
دیکھے جا سکتے ہیں

وزیر برائے ثقافتی امور شری شوشیل کمار
شندے، ۳۰ اپریل کو بمبئی کے رنگ بھون
میں منعقدہ ۲۱ ویں مہاراشٹر اسٹیٹ مراٹھی
فلم فیسٹیول ایوارڈ تقریب میں تقریر کرتے
ہیں۔ تصویر میں دائیں طرف مشہور فلم اسٹار
اشوک کمار، جنھوں نے اس تقریب میں
بحیثیت مہمانِ خصوصی شرکت کی تھی، دیکھے
جا سکتے ہیں۔

بھیونڈی میں قیامِ امن کے ساتھ
ہی کوڑا کرکٹ اور ملبے کی صفائی کا کام شروع
کیا گیا۔

بھیونڈی میں حالات معمول پر آچکے ہیں
سڑکوں پر سواریوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔

گلیوں اور محلوں میں ہمیشہ کی طرح عوام
کا ہجوم دیکھا جاسکتا ہے۔ بازار بھی بھرے
ہوئے ہیں۔

ہ گاڑی پر کپڑے کے بنڈل لاد کرے
ا رہے ہیں۔

بھیونڈی عرف عام میں "پاورلوم کا شہر"
کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اب یہاں دوبارہ
پاورلوم شروع ہو گئے ہیں۔
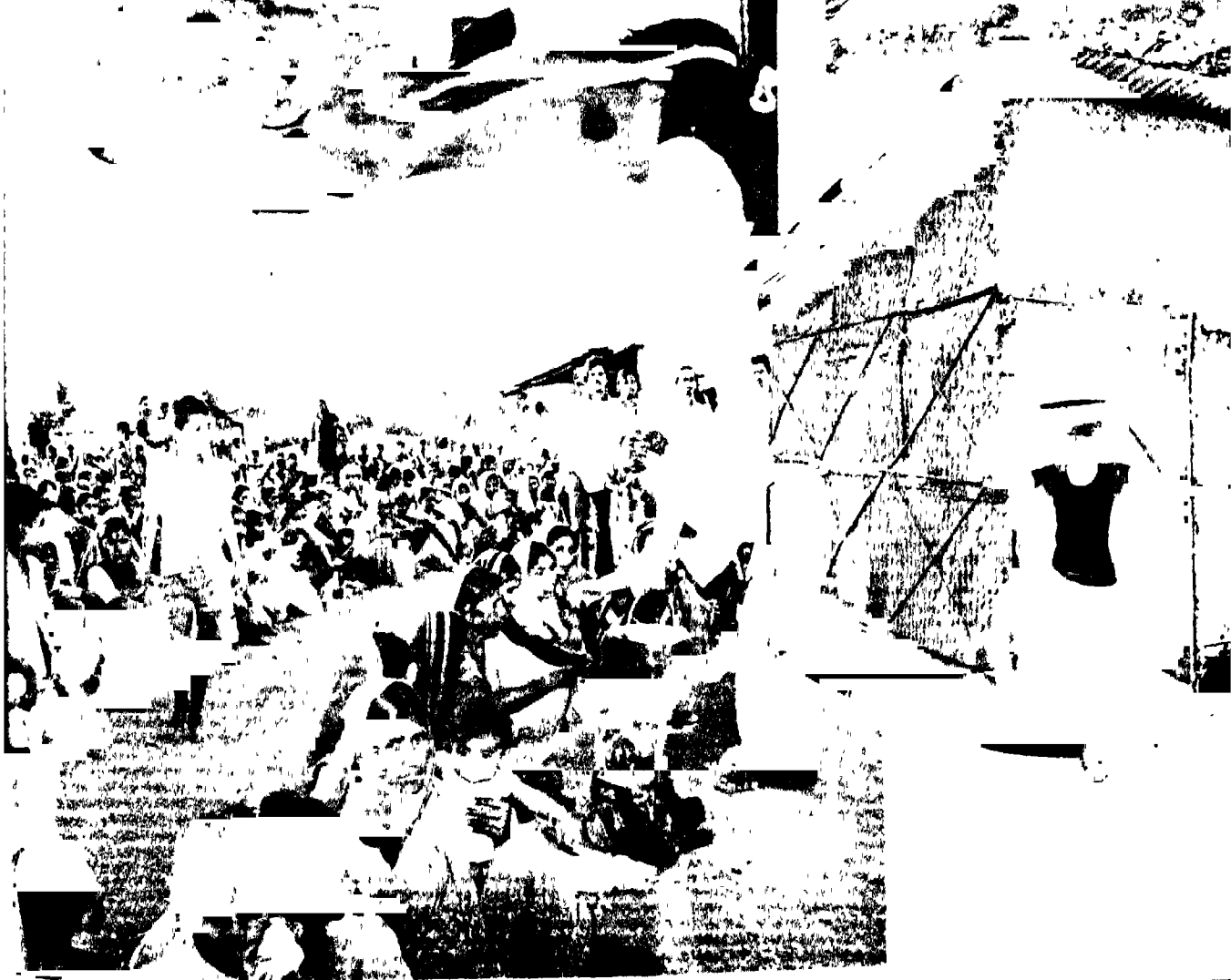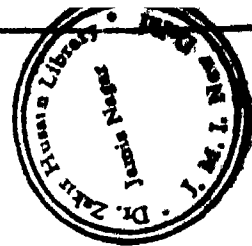
आरोग्य दर्शन

آروگیہ درشن

۲۵ جون ۱۹۸۴ء
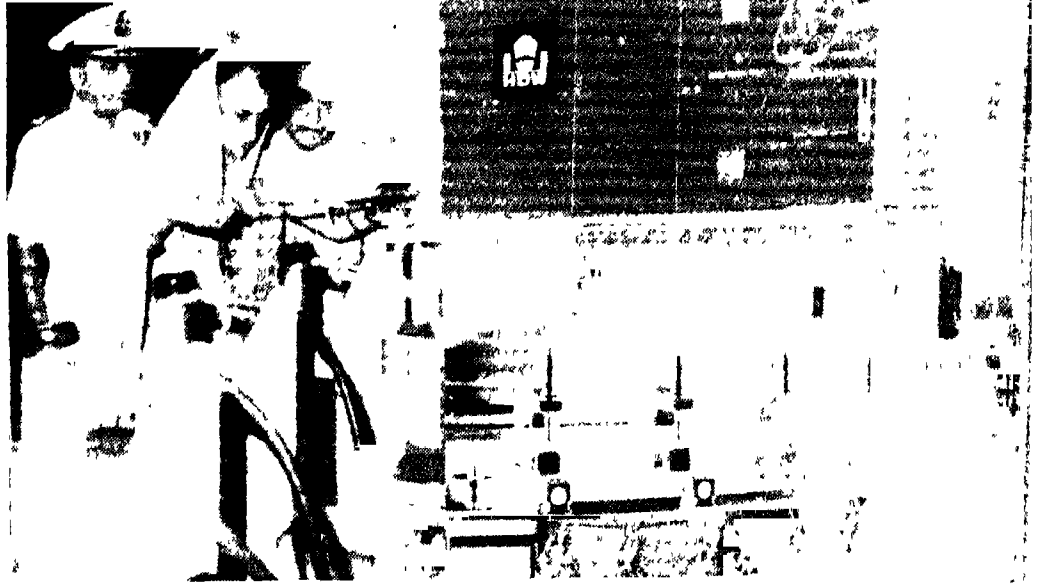
وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۱۱ر مئی کو بمبئی میں مجگاؤں ڈاک کے آبدوز پروجیکٹ کا افتتاح کر رہی ہیں۔

اِس موقع پر مجگاؤں ڈاک کے چیرمین شری این۔ کے۔ ساہنی نے پروجیکٹ کے تحت تیار کی جانے والی آبدوز کشتی کا ایک نمونہ (ماڈل) وزیر اعظم کی خدمت میں پیش کیا۔ تصویر میں مہاراشٹر کے گورنر ایر چیف مارشل شری آئی۔ ایچ۔ لطیف بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعظم، بمبئی کے مضافاتی علاقے کھیرواڑی میں منعقدہ ایک طبی کیمپ میں ضرورت مندوں کو عینک تقسیم کر رہی ہیں۔ بمبئی ریجنل کانگریس کمیٹی کے صدر شری مرلی دیورا بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

پندرہ روزہ

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

زرِ سالانہ: دس روپے ۔ فی پرچہ: ۵۰ پیسے

۲۵ جون ۱۹۸۴ء

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۱۲

[illegible]

چیف ایڈیٹر: موہن پاٹل
ایڈیٹر: ریاض احمد خاں

ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ:
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر۔ منترالیہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

★ ایشور راج ماتھر

پرنسپل انفارمیشن آفیسر آندھرا پردیش اگریکلچرل یونیورسٹی
راجندر نگر۔ حیدرآباد۔ ۳۰۔ ۵

قومی راج کا ۲۵ر دسمبر کا شمارہ پڑھا۔ مجھے یہ کہتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ قومی راج کا مطالعہ ایک سنجیدہ قاری کے لئے وقت کے صحیح مصرف کے مترادف ہے۔ ریاست کی ترقی سے عوام کو باخبر کرنے کے ساتھ اس رسالہ میں شامل کی جانے والی ادبی نگارشات بھی اپنا جواب نہیں رکھتیں۔ یہ قومی راج کی انفرادیت ہے جو کسی دوسرے سرکاری رسالہ میں نہیں پائی جاتی۔

رسالہ کے اس اعلیٰ معیار کو برقرار رکھنے پر میں چیف ایڈیٹر شری موہن پاٹل اور آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

رسالہ کی طباعت بڑی عمدہ ہے تصویریں بھی خوب اچھی طرح چھپتی ہیں۔ رسالہ کے اس تکنیکی پہلو پر بھی خصوصی توجہ دینے کے لئے آپ دوہری مبارکباد کے حقدار ہیں۔

★ عامر برقی اعظمی

جے سی / ۲۷، عتا نلشن، ماپالوری، ہری نگر، نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۶۴

ماما دریر کر نمبر ملا۔ ان کی شخصیت، کارنامے نیز دیگر فکری صلاحیت کے پیشِ نظر ترتیب بہت خوب رہی۔ ایک مفکر، اور ڈرامہ نگار کے پورٹریٹ کے ساتھ پتھروں میں جان ڈالنے والے خیال کا ترتیب پانا، ؎

اس قدر ڈھلی کہ آج چال ڈھال بن گئی
زندگی بذاتِ خود اک سوال بن گئی

مرہونِ منت ہیں میرے کرم فرماؤں کا.....

قومی راج کے لئے ڈھیر ساری نیک تمنائیں۔

★ میر عظمت علی کیف

اتواری۔ ناگپور ۔۲

جب سے "قومی راج" کا سالانہ خریدار بنا ہوں رسالہ پابندی کے ساتھ موصول ہو رہا ہے۔ تمام مضامین اور غزلیں معیاری ہیں۔ امید ہے کہ قومی راج میری توقعات کے مطابق ہی شائع ہوگا۔

★ موھن لال ویشنوی

ٹیکنیکل اسسٹنٹ اردو، نیشنل ٹیکنیکل ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
رانا پرتاپ مارگ، لکھنؤ ۔ ۲۲۶۰۰۱ (یو۔ پی)

۲۵ر جنوری ۱۹۸۴ء کا "قومی راج" میرے ہاتھوں میں ہے۔ اردو کے سلسلے میں آپ کی بے لوث خدمت اپنے آپ میں ایک تاریخی کارنامہ ہے۔ جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ میں خود ذاتی طور پر عملی کام کرنے والوں کا مداح ہوں اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کی دشوار گذار راہوں کا بھی مجھے شدت سے احساس ہے ہر مہینے دو بار ظاہر و باطن خوبصورتی سے مزین "قومی راج" جیسے مجلّہ کا شائع کرنا ہم سب کے لئے فخر کی بات ہے۔ خدا آپ کو اور آپ کے رفقاء کو سلامت رکھے اور قومی راج دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہے۔ آمین۔

★ محمد صادق

سال، تعلقہ مانگاؤں۔ رائے گڑھ، ۴۰۲۱۱۷

قومی راج کا ہر شمارہ نت نئی رنگینیاں بکھیرتا ہے۔ اور ہر شمارہ قابلِ ستائش ہے۔ مضامین کا انتخاب اور اس پر طبع آزمائی کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ تصاویر بھی بہت دلچسپ اور حیرت انگیز پیش کی جاتی ہیں۔ میری جانب سے "قومی راج" کے قلم کاروں، اور شاعروں کو بہت بہت مبارکباد پیش کیجئے۔ آپ کے ساتھ تمام ممبران اسٹاف کو بھی صدقِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب آپ لوگوں کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ "قومی راج" دن دونی، رات چوگنی ترقی کرے۔

★ فیروز ظفر (ایم اے۔ ایل ایل بی)

کلکٹریٹ۔ بدایوں (یو۔ پی)

قومی راج کا ہر شمارہ دیدہ زیب اور معیاری ہے "ادیباسی بہبود" خصوصی نمبر موضوع کے اعتبار سے ایک اہم ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ "پس منظر" اور "سماج سیوا" کے تحت مضامین بہت خوب ہیں۔ بہتر ہو اگر ادبی مواد کا اضافہ کیا جائے۔ اور اس کے تحت بھی خصوصی نمبر شائع ہوں۔

جذام کے خاتمے کیلئے اقدامات

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ
(وزیر صحت عامہ)

قومی جذام کنٹرول پروگرام، گذشتہ ۲۵ برسوں سے ملک میں نافذالعمل ہے۔ مہاراشٹر اس پروگرام کی عمل آوری میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے۔ یہاں کے بعض رضا کار اداروں کی اس ضمن میں خدمات، ملک بھر کے لئے مثالی خدمات کا درجہ رکھتی ہیں ــــ

دنیا میں اس وقت بارہ تا پندرہ ملین جذامی پائے جاتے ہیں جن میں سے چار ملین جذامی ہمارے ملک میں آباد ہیں۔ گذشتہ ۲۵ برسوں کی انتھک، مسلسل کوششوں کے باوجود ملک میں اس مرض پر قابو نہیں پایا جا سکا ہے۔ حالانکہ مہاراشٹر میں ریاستی حکومت مذکورہ پروگرام کو بہترین طور پر عمل میں لا رہی ہے۔ اس کے باوجود ریاست کے متعدد حصوں میں یہ مرض شدت و کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ ریاست کے ۲۶ اضلاع میں سے ۱۲ اضلاع میں اس مرض سے متاثر افراد کی شرح ۵ فی ہزار سے زیادہ ہے۔ چار اضلاع میں یہ شرح ۱۰ فی ہزار اور بمبئی کی سلم آبادیوں میں اس کی شرح ۲۰ فی ہزار ہے۔

چار لاکھ جذامی

ریاست میں جذام کے مریضوں کی شرح مجموعی طور پر چھ فی ہزار ہے۔ ریاست میں ان کی کل تعداد چار لاکھ ہے۔ ہر سال ایک لاکھ افراد کا اس مرض کے شکار ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ انسداد جذام اسکیم کے تحت مرض کے ابتدائی مراحل میں ہی تشخیص اور کامیاب علاج پر زور دیا جاتا ہے تاکہ مریض کی شکل و شباہت اس سے متاثر نہ ہو اور سماج میں اس کے پھیلنے کے امکانات کا بھی سدباب ہوسکے۔

مسلسل کوششوں کے نتیجے میں اب اس مرض کے شکار افراد کی تعداد گھٹنے لگی ہے اور اس سے بھی زیادہ کمی شکل و شباہت خراب ہونے کے واقعات میں آرہی ہے کیونکہ مرض کے ابتدائی مرحلے میں تشخیص سے اس کا کامیاب علاج آسان ہو جاتا ہے۔ ہماری ان تمام تر کامیابی کے باوجود یہ مرض آج بھی عوام کی صحت کے لئے سب سے بڑے خطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء سے جذام کنٹرول پروگرام پوری طرح مرکزی پروگرام کے طور پر نافذ کیا جا رہا ہے۔

مطالعاتی ٹیم کی نامزدگی

ریاستی حکومت نے بڑی ہی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلے سے نمٹنے کا عزم کیا ہے۔ اس کا مظہر اس کا وہ اقدام ہے جس کے تحت ایک مطالعاتی ٹیم نامزد کی گئی ہے۔ اس ٹیم کے ذمہ ریاست میں جذام کی صورت حال، حکومت اور رضاکار اداروں کی اس سلسلے میں کارکردگی کا جائزہ لینے نیز طبی امداد و سہولتوں کی فراہمی سے متعلق سفارشات پیش کرنے کے کام دیئے گئے ہیں۔ مہاراشٹر ملک کی وہ پہلی ریاست ہے جہاں ایسی مطالعاتی ٹیم نامزد کی گئی ہے۔

دریں اثنا مرکزی حکومت نے ڈاکٹر ایم۔ ایس سوامی ناتھن کی صدارت میں انسداد جذام کے لئے ایک ورکنگ گروپ نامزد کیا ہے۔

اہم سفارشات

ریاستی حکومت کی نامزد کردہ مذکورہ ٹیم نے منجملہ دیگر امور
، اسٹیٹ لیپراسی کونسل کی تشکیل کی سفارش کی تاکہ مجوزہ
نسل، حکومت کو جذام سے متعلق مشورے اور ہدایتیں دے سکے۔
ڈاکٹر سوای ناتھن کے سربراہی میں مرکزی حکومت کی جانب
سے نامزد کردہ ورکنگ گروپ نے انسداد جذام پروگرام پر
عمل آوری کے لئے نگرانی اور رہنمائی کی خاطر نیشنل لیپراسی کنٹرول
کمیشن کی تشکیل کی سفارش کے علاوہ مجوزہ کمیشن کے منصوبوں
اور پالیسیوں کو زیر عمل لانے کے لئے نیشنل لیپراسی ایراڈی
کیشن بورڈ کی تشکیل کی بھی سفارش کی تھی۔ اس گروپ
نے ریاستی سطح پر بھی دو کمیٹیوں کی تشکیل کی سفارش کی تھی
جو اس طرح ہیں :-

(۱) وزیر اعلیٰ کی زیر صدارت پالیسی گائیڈ لنس کمیٹی۔ اور
(۲) محکمۂ صحت کے سیکریٹری کی سربراہی میں ورکنگ لیول
امپلی منٹیشن کمیٹی۔

ریاستی حکومت نے ان ہدایات کی روشنی میں مذکورہ دو
کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ ریاستی جذام کونسل کی پہلی میٹنگ
۱ر جنوری ۱۹۸۴ء کو ہوئی تھی۔

مطالعاتی ٹیم کی سفارش کی روشنی میں ریاستی حکومت نے
۲۰ر جنوری ۱۹۸۴ء سے جذام قانون بابت ۱۸۹۸ء کو منسوخ
کر دیا ہے۔ مہاراشٹر ملک کی پہلی ریاست ہے جہاں یہ اقدام
کیا گیا ہے۔

ریاستی حکومت نے یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے دوا خانوں
میں جذامیوں کے لئے بستر مخصوص کرنے والے رضاکار اداروں
کو دی جانے والی امداد کو فی بستر ماہانہ ۷۵ روپے سے بڑھا کر
۱۹۱ روپے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ امداد ان اداروں کو دی
جائے گی جو فی مریض ماہانہ ۲۴۰ روپے خرچ کرتے ہیں۔

متعدی امراض کے مریضوں کے مرض کو پھیلنے سے روکنے
کے لئے وردھا میں ۱۹۸۱ء سے ایک پروجیکٹ زیر عمل ہے۔ یہ
پروجیکٹ Multi-Drug Regemen Project
کہلاتا ہے۔ اس کی عمل آوری کیلئے سویڈن کی بین الاقوامی ترقیاتی
اتھارٹی اور عالمی ادارۂ صحت سے امداد بھی حاصل ہوئی ہے۔ یہ
دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا پروجیکٹ ہے۔ اس پروجیکٹ کی
عمل آوری کے حلقے میں امراؤتی ضلع کو بھی شامل کرنے کی تجویز ہے

جس کے لئے مرکزی حکومت نے ضروری منظوری دے دی ہے۔

علاوہ ازیں ریاستی حکومت نے ۵۴ شہروں میں جذام
کو پھیلنے سے روکنے کے لئے اس نوعیت کا پروگرام جاری کیا ہے۔

جذام کنٹرول پروگرام کی عمل آوری کے لئے گذشتہ تین برسوں
کے دوران فراہم کردہ مشنری اور سہولتوں میں بھی کافی اضافہ ہوا
ہے جس کا اندازہ درج ذیل گوشوارہ سے ہو سکتا ہے۔

تفصیلات	یکم اپریل ۱۹۸۰ء	یکم اپریل ۱۹۸۳ء
۱۔ سروے، معلومات کی فراہمی اور علاج کے مراکز	۹۰۰	۹۷۰
۲۔ شہری جذام مراکز	۸۴	۱۹۵
۳۔ شہری جذام مراکز کی نگراں یونٹیں۔	--	۱۵
۴۔ غیر طبی نگراں یونٹیں	۲۰۵	۳۲۰
۵۔ سواریوں کی فراہمی	۶۲	۹۳
۶۔ نمونوں کا سروے اور جائزہ یونٹیں۔	--	۱
۷۔ ادویات کی فراہمی ڈی۔ڈی۔ایس۔	۲،۰۱،۰۷،۷۵۰ گولیاں ۱۰۰ ملی گرام	۴،۴۲،۵۱،۰۰۰ گولیاں ۱۰۰ ملی گرام

۸۰-۱۹۷۹ء کے دوران جذام کے ۴۳،۹۷۰ مریضوں کی
تشخیص کی گئی جبکہ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران یہ تعداد بڑھ کر
۸۸،۲۷۱ ہوگئی۔

یکم اپریل ۱۹۸۰ء کو باقاعدہ علاج کرانے والے غیر متعدی
مریضوں کا فی صد صرف ۴۹ تھا جو یکم اپریل ۱۹۸۳ء تک بڑھ کر
۷۶ ہوا۔ اسی طرح متعدی مریضوں کے باقاعدہ علاج کی شرح اس
دوران ۵۷ فی صد سے بڑھ کر ۹۱ فی صد ہوئی۔

مختلف اداروں کی اس پروگرام میں شمولیت اور مناسب
طریقوں کی دریافت کی وجہ سے جذام کے مرض کی تشخیص کے
واقعات میں اضافہ ممکن ہو سکا ہے۔ اس ضمن میں مختلف

*

وزیر صحت عامہ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ نے ۲۰ مئی کو بمبئی کے مضافاتی علاقہ وڈالا میں ڈان باسکو اسکول کے قریب کے علاقے کا دورہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں آپ جذام کے مریضوں کو سرکاری سہولتوں سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کر رہی ہیں

*

ہسپتالوں کے جنرل آؤٹ پے شنٹ ڈپارٹمنٹ، مرض کی تشخیص کے لئے لگائے گئے کیمپوں، جلدی امراض سے متعلق لگائے گئے کیمپوں کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے۔

اس پروگرام کی عمل آوری میں طبی کالجوں اور سماجی تنظیموں کی شرکت حاصل کرنے نیز اس مرض سے متعلق عوامی شعور کو بیدار کرنے کے لئے بمبئی کی سلم بستی، دھاراوی اور ناگپور کی سلم بستیوں میں مہم کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس قسم کی مہمات ریاست کے دیگر شہروں میں بھی جاری کرنے کی تجویز ہے تاکہ معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کے افراد کی طبی جانچ اور مرض کی تشخیص ممکن ہو سکے۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش رہی ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری یا سیاسی [illegible] سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہو سکتا ہے۔ لہذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کے [illegible]" [illegible] شائع کیا جا رہا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس [illegible] خیال سے ہمیں اور بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ مختلف سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، ممبئی - ۴۰۰۰۲۲

نمائش کے ذریعے تعلیمِ حفظانِ صحت

ڈاکٹر شریمتی لیتا راؤ، وزیر صحت عامہ، عام شہری کو حفظانِ صحت کے اصولوں سے روشناس کرانے کے لئے حال ہی میں پونے میں منعقدہ طبی نمائش کا روایتی دیپ روشن کرکے افتتاح کر رہی ہیں۔ تصویر میں آپ کے علاوہ شریمتی بشانتا ساستری سکریٹری ما طبی تعلیم شریمتی ایس۔ وی۔ بوستی ینجنگ ڈائرکٹر ہافکن بائیو۔ فارماسیوٹیکل کارپوریشن لمیٹیڈ بمبئی اور ڈاکٹر جو گلیکر ڈی۔ بی۔ جے میڈیکل کالج پونے بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ دائیں جانب نمائش میں لگائے ہوئے نرسوں کی ایسوسی ایشن کے اسٹال کا منظر پیش کیا گیا ہے۔

صحت ہر اچھائی کا نقطۂ آغاز ہے۔ "ہر کسی کے لیے صحت" کے اعلان پر دستخط کنندہ کی حیثیت سے حکومت ہند کی بہترین کوشش یہ ہے کہ ۲۰۰۰ء تک سبھوں کے لئے صحت کا مطمع نظر حاصل ہو جائے۔ وزیر اعظم کے ۲۰ نکاتی پروگرام میں — جسے معاشی طور پر کمزور طبقوں کے لئے سہولت کے ساتھ بھلائی کے حصول کا منشور اعظم کہنا چاہیئے — خاندانی بہبودی کی جن خوبیوں اور خصوصیتوں پر نکتہ نمبر ۱۳ اور نکتہ نمبر ۱۴ میں زور دیا گیا ہے۔ انہیں بے معنی نہ سمجھا جائے۔

حکومت مہاراشٹر جو قومی معاملات میں ہندستان کی ساری ریاستوں سے پیش پیش ہونے میں نیک نام ہے۔ اس کوشش میں منہمک ہے کہ "سبھوں کے لئے صحت" کا مقصود مقررہ مدت سے دس برس پہلے ہی یعنی ۱۹۹۱ء تک

حاصل کر لے۔ اس مقصد کے تحت ریاستی حکومت صحت کی حفاظت اور بیماریوں سے تحفظ کی سہولتوں کو بڑھاوا دے رہی ہے تاکہ ہر شہری کو تندرستی کو اچھا بنانے کے مواقع حاصل ہوں۔ تندرستی کے مسائل کے سلسلے میں متحدہ کوششوں کے ذریعے بیماریوں کو روکنے، ان سے محفوظ رکھنے اور انہیں اچھا کرنے والی ترکیبیں ترتیب دی جا چکی ہیں۔ جیسے پینے کے صاف پانی کی فراہمی، صحت افزا طور طریقوں کی ترقی، غذائیت بخش اشیاء کی دستیابی، تعلیم وغیرہ۔ ریاست سرگرمی کے ساتھ خاندانی منصوبہ بندی، کوڑھ پر کنٹرول، تپِ دق کی بیخ کنی اور اندھے پن کو روکنے کے قومی پروگراموں کو عمل میں لا رہی ہے۔ تندرستی کے بارے میں تمام تدبیریں اس طرح ترتیب دی گئی ہیں کہ دیہاتوں اور شہری علاقوں میں بلکہ ریاست کے دور افتادہ اور ناقابلِ گزر مقامات میں بھی بسنے والوں کو ان سہولتوں سے فیض اٹھانے کے مواقع بہ آسانی مل سکیں۔

تندرستی کی منصوبہ بندی، ترقی کے لئے ہمارے سماجی اور معاشی منصوبوں کا ایک لازمی جز بن چکا ہے اور ہم صحت سے متعلق خدمات میں کافی حد تک پیش رفت کر چکے ہیں اور ان کے تحت کتنے ہی قابلِ ذکر امور انجام پا رہے ہیں۔

میڈیکل ایکسپو نمائش کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ذریعے وہ تصویر پیش کی جائے جسے حکومت لوگوں کی تندرستی کے میدان میں، ان کی تندرستی کی حفاظت کے بارے میں انجام دے رہی ہے اور عام لوگوں کو بھی صحت کی دیکھ ریکھ اور خاندانی منصوبہ بندی کی سہولتوں کی معلومات حاصل ہو۔ اس نمائش کا انتظام ریاستی حکومت کے میڈیکل ایجوکیشن اور ہیلتھ ڈپارٹمنٹ نے ہافکن، پالو۔ فارماسیوٹیکل کارپوریشن لمیٹیڈ، بمبئی اور بی۔ جے۔ میڈیکل کالج، پونے کی مدد سے ۶۔ ۱۵ ارسی تک بی۔ جے میڈیکل کالج پونے کے گراؤنڈ میں کیا تھا۔

طبی نمائش کے موقع پر حفظانِ صحت کے موضوع پر پوسٹر بنانے کے مقابلے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ زیر نظر تصویر میں انعام یافتہ پوسٹر دیکھے جا سکتے ہیں جو حفظانِ صحت اور زچہ بچہ کی تصویر) ٹی۔ بی کے خاتمے سے متعلق ہیں۔

نمائش کے ذریعے عوام کو حفظانِ صحت
کے اصولوں کی تعلیم دی جاتی ہے ۔
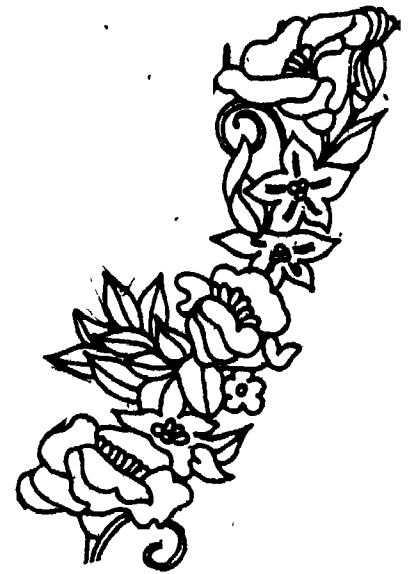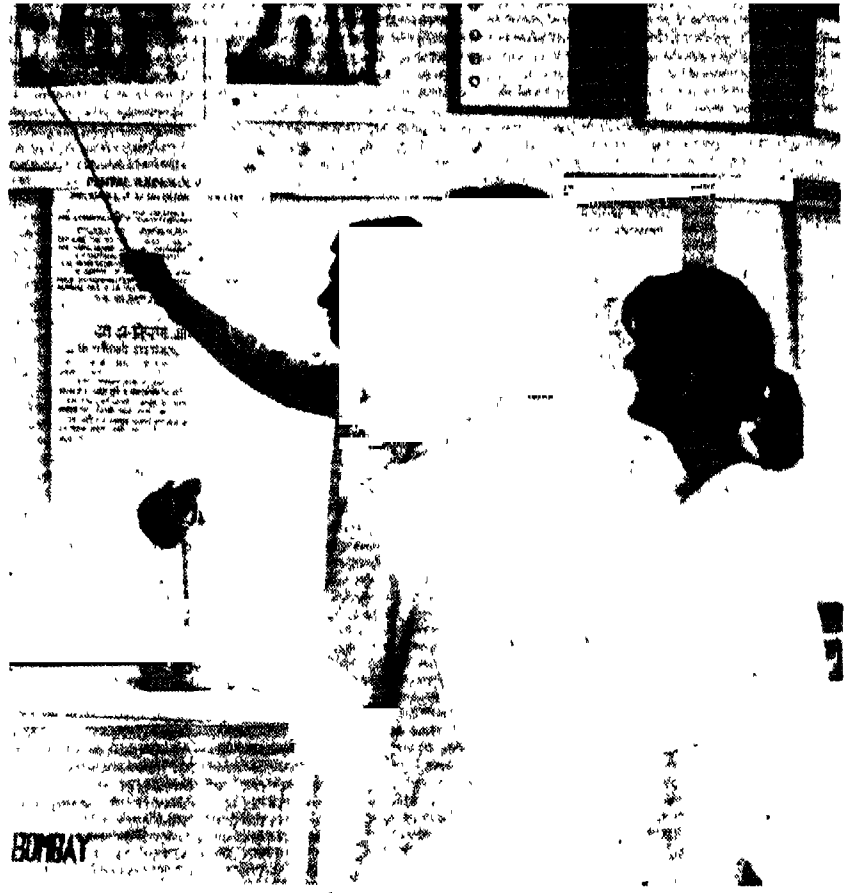
نمائش کے اس نقشے میں ان مصنوعی آلات
کی تصاویر پیش کی گئی ہیں جو جسمانی اعتبار
سے معذور افراد کے استعمال میں آتے ہیں۔

ہومیوپیتھک بورڈ کے او پور ٹبربس
ریاست کے دور دراز علاقوں
میں طبی سہولتوں کی فراہمی کے لئے
کئے گئے سرکاری اقدامات کی تفصیل
درج ہے ۔۔

یہاں الیکٹرانک
خوردبین
سے
متعلق معلومات
درج کی گئی ہیں
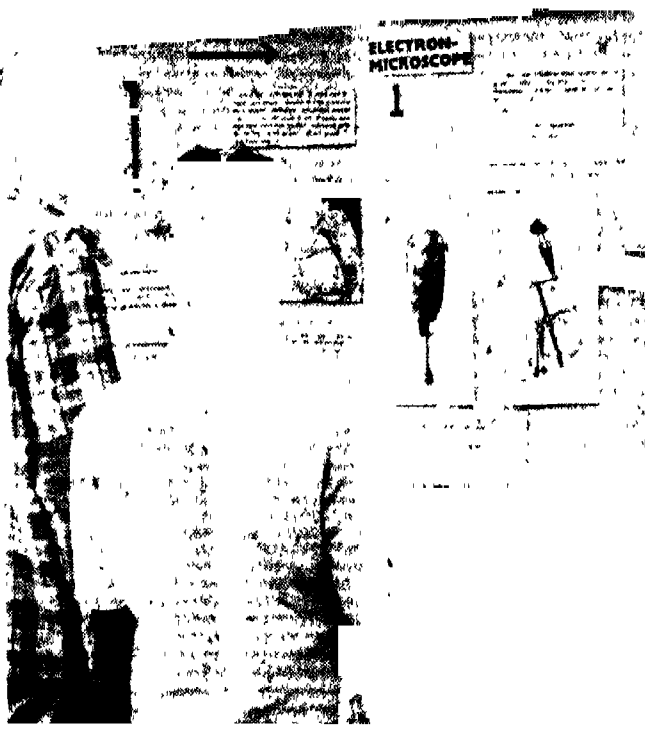
ایم۔ این۔ رانے

خاندانی منصوبہ بندی

مہاراشٹر کی قابلِ فخر کارکردگی

ملک کی و نیز ریاست کی آبادی گذشتہ چند دہوں سے تیزی سے بڑھتی جارہی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگوں کی بہبودی سے تعلق سے منصوبہ بند ترقی کے فوائد کی رفتار اتنی نمایاں نہیں ہوسکی جتنی ہونی چاہیئے تھی۔ اگر موجودہ شرح سے آبادی بڑھتی رہی تو ترقی کے لئے جو کوششیں جاری ہیں ان کے فائدے نہیں کے برابر ہوں گے۔ ہندستان میں درمیانی مردم شماری کے لحاظ سے ۸۱-۱۹۷۱ء سے فی ہزار آبادی پر شرح پیدائش تقریباً ۳۷ تھی اور مہاراشٹر میں شرح پیدائش کا اندازہ تقریباً ۲۹ تھا۔

قابلِ فخر کارکردگی

اس لحاظ سے خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام ملک کے ترقیاتی پروگرام میں سب سے زیادہ اولیت کا حامل ٹھہرتا ہے۔ اورلامحالہ ہماری اس ریاست [illegible] پروگرام میں بھی۔

مہاراشٹر نے روایتاً خاندانی بہبود کے سلسلے میں اس کی نومبر ۱۹۵۷ء میں ابتدا کے وقت سے دوسری ریاستوں پر فوقیت قائم رکھی ہے۔ اس نے خاندانی بہبود میں بہترین کارکردگی پر اب تک دس قومی ایوارڈ جیتے ہیں۔ کچھ ہی پہلے ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے خاندانی بہبودی میں بہترین کارکردگی پر ریاست ہٰذا ۲٫۵ کروڑ روپے کا اول انعام حاصل کرچکی ہے۔ اور یہ اس انعام کا "اے" گروپ کے لئے ابتدائی سال تھا یعنی اس گروپ میں وہ ریاستیں شامل تھیں جن کی آبادی ایک کروڑ سے زائد ہے اور جن میں سب سے زیادہ شرح میں شادی شدہ جوڑے پیدائش کے خلاف محفوظ کردیئے گئے۔ مہاراشٹر کا درجہ اس گروپ میں سب سے اول اور بلند تھا جہاں ۶٫۲۲ لاکھ جوڑوں کی نس بندی عمل میں آئی اگرچہ نشانہ ۴٫۳ لاکھ رکھا گیا تھا، ۰٫۸۸ لاکھ آئی۔یو۔ڈی لگائے گئے، ۳٫۰۱ لاکھ رواجی حمل روک تدبیریں استعمال میں لائی گئیں۔ اور ۴٫۵۷ لاکھ گولیاں استعمال کے لئے دی گئیں۔ چنانچہ اس پروگرام کے آغاز سے لے کر دسمبر ۱۹۸۳ء کے آخر تک ۶۹ لاکھ سے زیادہ نس بندیاں کی گئیں اور ۱۱۴ لاکھ شادی شدہ جوڑوں کو خاندانی بہبود کے دوسرے طریقوں سے محفوظ بنایا گیا۔ اتنی شاندار کامیابی ضلع پریشدوں، میونسپل کارپوریشنوں، میونسپل کونسلوں، رضاکارانہ تنظیموں، سماجی کام کرنے والے لیڈروں اور سب ہی قسم کے کاموں میں لگے ہوئے لوگوں کی

مشترکہ کوششوں اور جدوجہد سے ممکن ہو سکی۔

ہمارا مشترکہ خاندانی بہبودی کے پروگرام پر عمل درآمد کرنے میں سب سے پیش پیش رہا ہے۔

حکومت کی طرف سے دفتری طور پر خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے منظور کئے جانے سے بہت پہلے اس تحریک کا اولین علم ممتاز سماجی کارکن پروفیسر آر۔ ڈی کروے نے بلند کیا تھا جن کی سوسالہ سالگرہ ریاستی حکومت کی جانب سے گذشتہ برس ہی منائی گئی تھی۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر ہی غالباً وہ تنہا سیاسی لیڈر تھے جنہوں نے اب سے بہت پہلے ۱۹۳۸ء میں ضبط تولید کا نعرہ بلند فرمایا تھا۔ چنانچہ اس وقت کی نئی تشکیل شدہ اسمبلی میں انہوں نے ایک غیر سرکاری تجویز پیش فرمائی تھی جس کے ذریعے انہوں نے مسئلہ ضبط تولید کی جانب حکومت کو متوجہ کیا تھا۔

رضاکارانہ شرکت

اس پروگرام پر عوام کی بلا جبر و اکراہ شرکت کی بنیاد پر عمل کیا جاتا ہے۔ نس بندی کے علاوہ، حمل روک طریقوں جیسے روایتی مانع حمل ترکیبوں آئی۔یو۔ڈی کا استعمال اور کھائی جانے والی گولیوں کے استعمال وغیرہ پر بھی برابر زور دیا جاتا ہے۔ ہمارا مشترکہ خاندانی بہبودی کے پروگرام پر عمل درآمد میں اس

وجہ سے زیادہ دلچسپی لیتا ہے کہ اس سے دو مقصد حاصل ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زندگی لمبی ہوتی ہے اور بڑھتی ہوئی آبادی بھی قابو میں رہتی ہے۔

حکومت کو آبادی میں اضافہ کے مسئلے پر گہری تشویش ہے۔ سالہا سال سے وہ تمام سماجی، سیاسی، مذہبی اور ثقافتی اداروں اور نوجوانوں کی تنظیموں کو اس امر کی طرف راغب کر رہی ہے کہ [illegible] خاندانی [illegible] مائل کریں اور اس کی خوبیاں سمجھائیں۔ اس کی طرف لوگوں کو رغبت دلانے کے لئے تربیت یافتہ سرکاری ملازمین ریاست کے تمام دیہی اور شہری میڈیکل اداروں میں رکھے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں حمل روک اشیاء اور خدمات کی سہولتیں دیہی اور شہری دونوں حلقوں میں مہیا کی جا چکی ہیں تاکہ لوگ اپنی اپنی پسند کے مطابق نس بندی، آئی۔یو۔ڈی کے استعمال، روایتی حمل روک ترکیبوں اور کھائی جانے والی گولیوں سے فائدہ اٹھائیں۔

"سنہ ۲۰۰۰ء تک سبھوں کے لئے صحت" ہمارا مقررہ مطمع نظر ہے۔ اس سلسلے میں حکومت جو پہلا قدم اٹھانا چاہتی ہے یہ ہے کہ موجودہ شرح پیدائش کو ۲۹۶۶ سے ۲۱ فی ہزار پر لے آئے۔ اور شرح اموات کو ۱۱ سے ۹

گذشتہ تین سال کے دوران
خاندانی منصوبہ بندی کی کارکردگی

سال	واسیکٹومی	ٹیوبیکٹومی	جملہ	آئی۔یو۔ڈی کا استعمال
۱۹۸۱-۸۲ء	۱,۹۹,۳۶۰	۲,۹۵,۲۴۴	۴,۹۴,۶۰۴	۴۰,۶۹۸
۱۹۸۲-۸۳ء	۲,۱۰,۷۵۷	۴,۱۱,۵۶۷	۶,۲۲,۳۲۴	۹۴,۱۲۴
۱۹۸۳-۸۴ء *	۱,۹۵,۹۴۷	۴,۲۰,۸۶۰	۶,۱۶,۸۰۷	۷,۲۶,۰۱۷

* اعداد برائے ۱۹۸۳-۸۴ء غیر قطعی ہیں۔

ترقی کے لئے ای۔پی
اور
آئی۔این۔پی۔این۔پی

خاندانی منصوبہ بندی ترقی کے لئے ایک ذخیرہ ہے اور انسانی سرمایہ کاری کی راہ میں ایک ایسی مشق جس سے مفر نہیں۔ تعلیم، پیداواری اور کمائی کرنے کی بہتر صلاحیت اور فی کس آمدنی میں زیادہ اضافہ صرف اسی وقت ممکن ہو سکتے ہیں جب آبادی میں اضافہ گھٹایا جائے۔ افراد، اعداد و شمار سے نہیں بلکہ جذبات و احساسات کے ذریعے حرکت میں آتے ہیں۔ ہم نے لوگوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو اطمینان دلا دیا ہے کہ، ہمارے موجودہ حالات کے لحاظ سے، خاندانی منصوبہ بندی کے معنی ہیں ماں اور بچے کی بہتر صحت اور مجموعی طور پر خاندان کیلئے زیادہ مواقع۔

ہندستان کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ارشادات

"حمل برداری کو بوجھ نہیں بلکہ فرض جان کر کرنا چاہیئے اور چونکہ حمل برداری اور بچے کی پرورش ماں کی ذمہ داری ہے۔ اس لئے ہم نہ صرف ماں کی صحت کا خیال رکھنا چاہتے ہیں بلکہ اس کی مرضی کا بھی۔ خاندانی منصوبہ بندی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمیں بچوں سے محبت ہے اور ہمارے اس دعوے کی آزمائش بھی کہ ہم اچھی مائیں اور اچھے باپ ہیں اور ایک اچھے سماج کے فرد بھی"۔

خاندانی منصوبہ بندی کو سرکاری پالیسی کی حیثیت اختیار کرنے میں ہندستان سب سے پہلا ملک ہے۔ ترقی کے لئے ہمارے منصوبوں کا لازمی حصہ یہ ہے کہ آبادی کو ضبط میں لایا جائے۔ اس پروگرام کیلئے ہم خاص فنڈز اور عملے بھی مقرر کرتے ہیں۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس کام کو ہمیں اپنے عام صحت کے پروگرام اور تعلیم کے ساتھ منسلک کرنا ہوگا۔ ہمارے سارے کام جمہوری اصول پر انجام پاتے ہیں۔ حکومت صرف عوام کے تعاون اور رضامندی سے کوئی کام کر سکتی ہے۔ ہمارا خاندانی منصوبہ بندی کا پروگرام پوری طرح رضا کارانہ ہے۔ اور ہم رضا کارانہ تنظیموں کو اس کام کی عمل آوری میں شامل کر لینے کی اہمیت تسلیم کرتے ہیں۔"

فی ہزار اور بچوں کی شرح اموات ۶۲ سے ۶۰ فی ہزار پر ۱۹۶۱ء تک لے آئے۔ اسی طرح وہ جوڑے جو بلحاظ عمر پیدائش کے قابل ہیں اور جو خاندانی منصوبہ بند نہیں ہیں اور جن کی تعداد اب ۴۰ فی صد ہے۔ وہ ۶۰ فی صد تک بڑھ جائے۔ اس بارے میں کل ہند فی صد اعداد ۱۳۔۱۴ کے آس پاس ہے۔

ماں اور بچے کی صحت کی دیکھ بھال

ماں اور بچے کی بھرپور صحت مندی خاندانی بہبود کے پروگرام کا لازمی حصہ ہے۔ بھرپور صحت مندی ایسے سرگرمیوں میں وہ حصہ جس کا تعلق تحفظ سے ہے، بچے کے لئے ڈفتھیریا (خناق)، پرٹوسس اور ٹی ٹے نس (کزاز) کے خلاف حفاظت کا یقین دلاتا ہے اور ماں کے لئے بھی ٹی ٹے نس کے خلاف۔ یہ عمل بچوں اور ماؤں کی اموات گھٹانے کے ساتھ ساتھ میاں بیوی کو، تعداد کے لحاظ سے خاندان کو محدود رکھنے پر آمادہ کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ریاستی حکومت نے کئی ابتدائی اسکیمیں بنائی ہیں تاکہ رضا کارانہ کام کرنے والے مختلف ادارے پرائیوٹ طبی شفا خانوں کے ڈاکٹروں، ضلع پریشدوں، میونسپل کارپوریشنوں، پنچایت سمیتوں، میونسپل کونسلوں،

وغیرہ کو خاندانی منصوبہ بندی کے کام سے دل چسپی ہو۔ اسی طرح افراد کے لئے، سرکاری اور غیر سرکاری کارکنوں کے لئے اور مختلف اداروں کے لئے بہترین کارگزاری پر عطا کرنے کے لئے سونے کے تمغے رکھے گئے ہیں۔ ایک نئی اسکیم بھی رائج کی گئی ہے جس کا مہاراشٹر میں صدیوں سے رواج ہے، یعنی یہ کہ نمایاں کارکردگی پر شخص مذکور کو کسی اعلیٰ عہدے دار کے ہاتھوں صافہ باندھا جاتا ہے۔ چنانچہ گرام پنچایتوں کے سرپنچوں اور پنچایت سمیتیوں کے سبھا پتیوں نے یوں صافہ باندھنے کا اعلان ہر ۵۰۰ افراد پر ۵ نس بندیوں کے لئے ۵ عورتوں کے آئی یو ڈی کے استعمال سے بنے اور دیگر ۵ نس بندیوں یا عورتوں کے آئی یو ڈی کے استعمال میں لیا ہے انہیں ۱۲ "امیدوں سے ہونے والی" مائیں کو ٹی ٹی کے خلاف تحفظ کا اور ۱۲ بچوں کو ڈفتھیریا (خناق)، پرٹوسس اور ٹی ٹی نس، پولیو اور بی سی جی کے خلاف تحفظ کا یقین بھی دلانا ہوگا۔

مہاراشٹر میں ۵۸-۱۹۵۷ء تا مارچ ۱۹۸۴ء، ۷ لاکھ سے زیادہ نس بندی کی جا چکی اور ۸ لاکھ سے زیادہ لوپ لگائے گئے ہیں اور ان لوگوں کی تعداد جو خاندانی منصوبہ بندی کی دوسری ترکیبوں پر عمل کر رہے ہیں ۰۸-۲۰ لاکھ سے اوپر ہے۔ مجموعی طور پر نس بندی کی شرح ۹۵ فی ہزار ہے جو ملک کی تمام ریاستوں میں سب سے زیادہ ہے۔

خدمات

حکومت کے خدمات فراہم کرنے کے فیصلے پر، اور اس بنا پر کہ ضروری انفرا اسٹرکچر کی از سر نو تشکیل اور ڈیزائننگ عمل میں لائی گئی ہے۔ ڈیلیوری کا طریقہ زیادہ موثر ہو چکا ہے۔ اس لحاظ سے صحت مندی کی ابتدائی دیکھ ریکھ، خاندانی منصوبہ بندی اور ماں اور بچے کی صحت سے متعلق خدمات دیہی علاقوں میں بیک وقت پیکیج کے ڈھنگ پر انجام پا رہے ہیں اور انہیں ۴۰۰ پرائمری ہیلتھ یونٹوں، ۱۵۳۹ پرائمری ہیلتھ سینٹروں اور ۱۴۱۷، ۵ ضمنی مراکز کے ذریعے انجام دیا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں خاندانی بہبودی کی خدمات بھی ۱۳۷ دیہی کاٹیج اسپتالوں کے واسطے سے مہیا کی جا رہی ہیں۔ شہروں میں خاندانی منصوبہ بندی کی خدمتیں ۲۲۹ مراکز اور ۵۰ "پوسٹ۔ پارٹم" مراکز کے ذریعے انجام دیئے جا رہے ہیں۔

بنیادی سطح میں فی الحال ۲۸، ۵۴۰ "صحت کے گائیڈ" ریاست میں برسرِ عمل ہیں جو دوسرے متعدد قسم کے کام کرنے والے ورکروں کے ہمراہ خاندانی بہبودی کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ مزید برآں، دیسی دائیاں بھی دیہاتوں میں کام کر رہی جو زچگی کا کام کرنے والی مددگار نرسوں اور لوگوں کے درمیان کڑی کے طور پر خدمت کرتی ہیں۔ بخوبی ٹرینڈ ڈاکٹروں کے ذریعے کسی ساز و سامان سے لیس اسپتال میں اسقاط حمل کو انجام دینے کا پروگرام، لازمی طور پر حفاظت صحت کا ایک اچھا سلسلہ ہے۔ لیکن، ایک طرح سے یہ ترکیب خاندانی بہبودی کے پروگرام میں اضافہ بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اسپتال اسقاط کی سہولت قانوناً اس صورت میں فراہم کرتے ہیں جب حمل روک ترکیب فیل ہو جائے۔ اسقاط پر رضامندی ظاہر کرنے والیوں کی ایک مناسب تعداد، کسی نہ کسی قسم کی حمل روک ترکیب جیسے ٹیوبکٹومی، آئی یو ڈی وغیرہ کو منظور کر لیتی ہیں۔ جب سے ۱۹۷۲ء میں اس کا آغاز ہوا ہے مہاراشٹر میں مارچ ۱۹۸۴ء تک قانونی طور پر اسقاط کے لئے ۷۸۶ مرکزوں کو منظوری دی جا چکی ہے۔ مختلف ضلعی اسپتالوں اور پرائمری ہیلتھ سینٹروں پر بااکٹروں کو میڈیکل انداز میں حمل کو ختم کرنے کی درجہ بدرجہ تکنیک کی ٹریننگ دی جا رہی ہے۔ حکومت ایسا طریقہ اختیار کرنے پر بھی توجہ دے رہی ہے جس کے مطابق ہر کاروبار اور روزگار سے وابستہ لوگ اس پر عمل کرنے کے پابند ہو جائیں۔

رضاکارانہ جماعتیں (پارٹیز)

رضاکارانہ تنظیموں کی خاندانی بہبودی کے پروگرام میں حصہ لینے میں حوصلہ افزائی کے لئے ریاستی حکومت نے ایک اسکیم بنائی ہے۔ اس کے تحت انہیں نس بندی کے لئے لوگوں کی تقرری اور ٹریننگ پر مالی مدد دی جاتی ہے۔ پھر یہ ٹرینڈ لوگ نس بندی کرانے کے لئے لوگوں کو آمادہ کرتے ہیں۔ اس اسکیم کے مطابق ایک "پروموٹر" کو ۴۰ روپے فی نس بندی (واسکٹومی یا ٹیوبکٹومی) کے لئے ملتے

آبادی کی کثرت کا مسئلہ جو آج ہر ہندستانی کے لئے باعثِ تشویش بنا ہوا ہے، "مسئلہ سے متعلق پیوپلین" کا مرکزی مضمون اور مسئلہ تھا۔ پیوپلین میں ماں اور بچہ دونوں کے لئے اور ملک کے لئے بھی خاندانی بہبودی کے فائدوں پر اعلیٰ انداز میں روشنی ڈالی گئی تھی۔

ہے اور ۲۵ روپے جو عموماً ہر واسکٹومی پر اور ۱۰ روپے ہر ٹیوبکٹومی پر دیا جاتا ہے وہ اس کے علاوہ ہے۔ یہ اسکیم ان تنظیموں کے لئے ہے جو پہلے ہی سے خاندانی بہبودی کے پروگرام میں لگے ہوئے ہیں۔ ایک اور اسکیم ایسی نئی تنظیموں کے لئے ہے جو خاندانی بہبود کا کام کرنے کے خواہش مند ہوں۔

اس رضاکارانہ تنظیم کے ترغیب دہندہ کو ۲۰ روپے اور ۱۰ روپے علی الترتیب ہر ٹیوبکٹومی اور وا سکٹومی پر دیا جاتا ہے۔ علاوہ اس ۱۰ روپے کے جو اسے عموماً ملتا ہے۔ اسی طرح ایک اور اسکیم کے تحت نمایاں کارکردگی پر ارنلے کی بہترین رضاکارانہ تنظیم کو ۰۰۰ روپے کا نقد

انہیں عطا کیا جائے گا۔ دوسرے نمبر پر آنے والی اسی طرح کی تنظیم کے لئے ۲،۵۰۰ روپے کا نقد انعام رکھا گیا ہے۔

اسی طرح خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کو بڑھاوا دینے پر حکومت پرائیویٹ ڈاکٹروں کی بھی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔ انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن کے ممبران یا ... اشتہار کردہ ڈاکٹر جو جدید ادویات اور ضروری مہارت رکھتے ہوں انہیں ہر نس بندی یا واسکٹومی پر ۵۰ روپے اور ہر ... ۵ روپے عطا کیا جائے گا تاکہ وہ اس سلسلے میں اپنے جدید اور ضروری سامانوں سے آراستہ نرسنگ ہوم یا کلینک میں ان کاموں کو انجام دیں۔

ریاستی حکومت لوگوں کو خاندانی بہبودی کے لئے ان معاملات سے آگاہ کرنے کے لئے ابلاغ اور اطلاع کے تمام ذریعوں سے کام لے رہی ہے۔ دیہاتوں میں باتر لیڈروں کے بڑے پیمانے پر کیمپ کا قیام بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے تاکہ ان کے ذریعے لوگوں کو خاندانی بہبودی کے مختلف کاموں پر آمادہ کیا جاسکتا ہے

بعض اہم اعداد و شمار

	مہاراشٹر	آل انڈیا
۱۔ پیدائش کی شرح پیدائش۔	۲۸۱۷	۳۳۶۰
۲۔ اموات کی شرح۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔	۸۷۰	۱۳۶۲
۳۔ بچوں کی اموات کی شرح۔ ۔	۷۰	۱۱۷
۴۔ پیدائش کے قابل جوڑے جنہیں ہر طریقہ سے محفوظ کیا گیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (صورت حال جو یکم اپریل ۱۹۸۳ء کو تھی)	۴۰%	۲۵۶۹%
۵۔ پیدائش کے قابل جوڑے جنہیں ہر طریقے سے محفوظ کیا گیا (صورت حال جو یکم اپریل ۱۹۸۴ء کو تھی)	۴۷%	۲۹%

۱۹۷۹-۸۰ء سے مرکزی حکومت خاندانی بہبودی پروگرام کی جس قدر حوصلہ افزائی کر رہی ہے اس کو بڑھاوا دینے کے لئے ریاستی حکومت اور بھی اس پر توجہ دے رہی ہے۔ چنانچہ ریاستی حکومت نے اس سلسلے میں کئی ایوارڈ جاری کئے ہیں۔ جو شیلڈ، سونے اور چاندی کے تمغوں، پسندیدگی کی علامت کے طور پر سرٹیفکیٹوں کی شکل میں، مختلف اداروں اور افراد کو نمایاں کارکردگی کے صلے میں عطا کئے جائیں گے۔

حکومت ہند نے خاندانی منصوبہ بندی کی مختلف شکلوں اور طریقوں پر مہاراشٹر میں عمل درآمد کے لئے جو نشانہ مقرر کیا ہے اور خود ریاستی حکومت نے ۱۹۸۳-۸۴ء کے لئے جو نشانہ مقرر کیا ہے اور ریاست کو ان میں جس قدر کامیابی دسمبر ۱۹۸۳ء تک حاصل ہو چکی ہے ان کے اعداد و شمار علی الترتیب حسب ذیل ہیں:

	حکومت ہند کا نشانہ	حکومت مہاراشٹر کا نشانہ	کامیابی تا دسمبر ۱۹۸۳ء
نس بندی	۵،۰۱،۰۰۰	۶،۸۷،۶۰۰	۶،۱۶،۸۰۸
آئی یو ڈی	۲،۹۶،۰۰۰	۶،۰۰،۰۰۰	۷،۲۶،۰۱۷
نگلنے والی گولیاں	۱،۴۸،۰۰۰	۲،۰۰،۰۰۰	۱،۱۲،۵۶۳
سی سی استعمال کنندگان	۴،۱۴،۰۰۰	۵،۲۵،۰۰۰	[illegible] ۶۰،۰۹۳

اس طرح سے ریاستی حکومت یہ پیغام نشر کر رہی ہے کہ چھوٹے خاندان کو اصول و معیار بنایا جائے اور خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق لوگوں میں جو جہالت پھیلی ہوئی ہے اسے دور کر رہی ہے۔

وہی بارلے ہیں جو مسٹر پیٹرک نے محبوب طالب علم شریل ا تے شاگرد رشید اور مسٹر گلبڈ اسٹون کے سوانح نگار تھے۔ کتنا بلند درجہ تھا ان کا کہ انہوں نے ان اساتذہ کے اصولوں اور خود اپنے اصول بھی اس ملک کی حکومت پر اس طرح عائد کئے کہ انڈیا آفس انگشت بدنداں رہ گیا۔ "

یہ حوالہ اس وقت کے اہم سیاسی سوال، مارلے منٹو ریفارم سے متعلق ہے اور اسے پیش اس لئے کیا گیا ہے کہ انگلستان کے سلجھے ہوئے دماغوں کے بارے میں ہندوستان کے تعلیم یافتہ افراد کے خیالات کا اندازہ لگایا جا سکے جیسا کہ مضمون کے ابتدا میں مذکور ہے، یہ بات کسی حد تک صحیح ہے کہ برطانیہ نے ہمیں ایک قوم بنایا۔ ہمارے رواجات میں عمومیت لائی اور احساسات و جذبات میں یگانگت کا رنگ بھرا۔ یہ صحیح ہے کہ اتحاد و یگانگت کے عناصر ہندوستان میں صدیوں پہلے سے ہر صوبے میں موجود تھے — وہ روایتی طور پر ہندوستان کے تمام دریاؤں پہاڑوں اور اس کے متعدد مندروں کو بلکہ ان مندروں کے نقوش کو بھی پرکھوں سے ملی ہوئی عام وراثت تصور کرتے تھے۔ چنانچہ ہندوستان کا ہر ہندو گنگا کا احترام مثل "ماتا" کے کرتا ہے اور قدیم شہروں اجودھیا، متھرا، کاشی، دوارکا وغیرہ کو مقدس مقامات کے بطور مانتا ہے۔ جن پر دلی اعتماد ایک عقیدت مند ہندو کے لئے ذریعہ نجات ہوتا ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے تو ہندوؤں کی تمام چھوٹی جاتیاں سنسکرت کو مقدس زبان کا درجہ دیتی ہیں کیونکہ اس زبان میں ان کے وید، سمرتی اپنشد، رامائن، مہابھارت، بھگوت گیتا ہیں اور کالی داس، بھاس، بھوبھوتی، ڈنڈی، شودرک کی منظوم کتابیں وغیرہ بھی۔

انگریزوں کی آمد سے پہلے یہاں مسلمان، عیسائی، بدھ، سکھ اور پارسی بھی ہندوؤں کے پڑوس میں اچھے پڑوسیوں اور بھائی بھائی کی طرح رہتے تھے اور مغلوں کے دور میں ہندو اور مسلمان ایک عام شہری کی طرح ہنسی خوشی رہتے تھے، بلکہ شہنشاہ اکبر نے تو کتنے ہی ہندو مراسم اختیار کر لیا تھا اور راجپوتوں کے ساتھ ان کا رشتہ بھی تھا۔ اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اکبر عقائد میں مسز اینی بیسنٹ، ڈاکٹر اسکاٹ کے صوفیانہ عقائد یا گاندھی اور ونوبا بھاوے کے مذہبی عقائد کا پیش رو تھا۔ اسی کا دوسرا روپ سیکولرازم ہے جس کا پرچار نہرو نے کیا۔ ان کی ماتحتی میں حکومت ہر مذہب کا احترام کرتی تھی اور برابر کا درجہ دیتی تھی۔

موجودہ دور ایک صنعتی اور تکنیکی دور ہے — اس میں اقتصادی شکوہ شکایات اور مانگیں مسلمات میں شمار ہوتے ہیں۔ ہندوستان کی اقتصادی ترقی، حصولِ آزادی کے بعد سے تیزی کے ساتھ قدم بڑھا رہی ہے۔ ہندوستان کے تمام شہری یکساں قواعد و قوانین کے ماتحت ہیں اور ان کو ایک جیسی رکاوٹوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے۔ اس کی وجہ سے سب شہری اتحادِ عمل پر کاربند ہیں۔ ہم تجارتی اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کے لحاظ سے ہندو، مسلم، پارسی، پنجابی، بنگالی اور مدراسی میں کوئی فرق نہیں پاتے۔ اسی طرح مزدوروں میں چاہے وہ مل مزدور ہوں، کارخانوں میں کام کرتے ہوں، یا ریلوے، جہازات، گودیوں اور کوئلہ وغیرہ کی کانوں میں کام کر رہے ہوں۔ اس امر میں یکسانیت ہے کہ سب مزدور ہیں اور تنخواہ کے لئے کام کرتے ہیں۔ جب صورتِ حال یہ ہے تو جھگڑا تو ہونا ہی نہیں چاہیئے۔

برطانیہ نے کسی حد تک قومی یکجہتی کا جذبہ ہندوستانیوں میں میں پیدا ضرور کیا لیکن یہ جذبہ ان میں ہمیشہ سے ہی موجود تھا کہ ہم ہندوستانی ہیں اور ہمارے مفادات یکساں ہیں قطع نظر اس کے کہ ہم الگ الگ دھرم کے ماننے والے اور جدا جدا مذاہب کے پیرو کار ہیں۔

*

غزلیں

عبدالستار ظاہر بھڑگانوی

معمار، محلہ بھڑگاؤں،
ضلع جلگاؤں، نمبر ۴۲۴۲۰۱

خیال بن کے آیئے نہ خواب بن کے آیئے
جب آیئے دلیل آفتاب بن کے آیئے

نگاہ نکتہ چیں کا انتخاب بن کے آیئے
نہ ہو جواب جس کا وہ جواب بن کے آیئے

ہو جس سے اضطراب وہ سکون چاہیئے ہمیں
سکون جس سے ہو وہ اضطراب بن کے آیئے

تڑپ اٹھے جبین شوق مسکرا اٹھے جہاں
وہ سادگیٔ حسن وہ شباب بن کے آیئے

جو وقت کی پکار ہو دلیل انقلاب ہو
وہ ولولہ وہ عزم کامیاب بن کے آیئے

وہ شام بن کے آیئے جبیں ہو جسکی صبح نو
جو دے پیام زندگی وہ خواب بن کے آیئے

نظر نظر نفس نفس، قدم قدم ہے بیکسی
جو ہو سکے تو اس کا سدِ باب بن کے آیئے

سبھی کو انتظار ہے قسم ہے انقلاب کی
برائے انقلاب، انقلاب بن کے آیئے

اب آپ کا ہے انتظار ظاہر غریب کو
غریب کیلئے کرم مآب بن کے آیئے

مشتاق المحوی

کانٹ اسٹور، بھارت ٹاکیز
بھوپال

آنکھ دیدارِ یار کو ترسے
جیسے گلشن بہار کو ترسے

زندگی اعتبار کو ترسے
آئینہ کیوں غبار کو ترسے

شہر مجھ کو لگے ہے ویرانہ
شہر جب شہر یار کو ترسے

میں بھی سیرِ چمن سے ہوں محروم
وہ بھی فصلِ بہار کو ترسے

امتحاں ہے، یا معجزہ کوئی
تیغِ گردن بھی دھار کو ترسے

دیکھ کر ان کی آنکھ میں آنسو
ہم بھی صبر و قرار کو ترسے

تم نے مشتاق کو بھی دیکھا ہے
ہم تو اس کے دیار کو ترسے

★

فیروز ظفر بدایونی

کاکڑ ٹولہ، بدایوں (یوپی)

جب تصور ترا راس آ جائے گا
ذہن تک روشنی میں نہا جائے گا

عاشقی کا سلیقہ جب آ جائے گا
بات رونے کی ہو گی ہنسا جائے گا

ہر مسافر اگر ایک ہو کر چلے
منزلوں تک ہر اک راستہ جائے گا

اگر اجب کبھی دامن پہ آنسو کوئی
بجلیوں کو تڑپنا سکھا جائے گا

دشمنوں کے ستم یاد کرنے تو دو
لطفِ احباب بھی یاد آ جائے گا

سخت پتھریلا، پیچیدہ اگمراہ کن
منزلوں تک یہی راستہ جائے گا

گوریاں پنگھٹوں کو ترس جائیں گی
گاؤں جب شہر کی زد میں آ جائے گا

گیسوئے یار سے چھیڑ اچھی نہیں
اے ظفر روز تک سلسلہ جائے گا
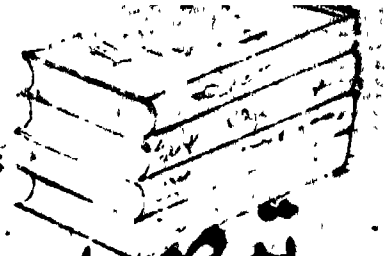
تبصرے

تبصرہ نگار
عبدالخالق
۱۸۰۔اے پائپ روڈ۔
کرلا۔بمبئی۔۷۰

سیکنڈ ہینڈ

طنز و مزاح پر مشتمل جز مضامین کو جناب رفیق شاکر صاحب ماضی بعید (۱۹۷۴ء) تا ماضی قریب (۱۹۸۱ء) میں سپرد قلم فرما چکے ہیں۔ انہیں کے مجموعے کو اب انہوں نے "سیکنڈ ہینڈ" کے نام سے شائع فرمایا ہے۔

اس کتاب میں طنز نگاری، برجستہ فصیح و بلیغ، شوخ اور دل نشیں ٹکڑے نہایت عمدگی سے پیش کئے گئے ہیں۔ اس کتاب کی تھوڑی سی ورق گردانی قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی۔

جناب شاکر صاحب مضمون "اور میں فیل ہو گیا" میں فرماتے ہیں "یہ ہمارے دوست سکندر خاں صاحب تھے۔ ہماری بے تکلفی اس وقت ہی بالغ ہو چکی تھی جب ہم ہوسٹل میں "ہم تھیٹر و ہم نشا" رہ چکے تھے۔ کسے خبر تھی کہ یہی بے تکلفی آج وبال امتحان بن جائے گی۔

"انہیں دیکھتے ہی ہمیں یقین ہو گیا کہ اب پڑھائی ناممکن ہے اور ہم اپنے تصوراتی اسکرین پر جو فلم دیکھ رہے تھے وہ کچھ اس طرح تھی کہ ہمارے احباب تیسری دفعہ اظہار تعزیت کر رہے ہیں۔ خاندان کی بڑی بوڑھیاں ہمیں تسلی دے رہی ہیں اور ہم اپنے والدین کے ہمراہ سراپا یتیم بن کر بیٹھے ہوئے یونیورسٹی کی ناانصافی سے متعلق دلیلیں پیش کر رہے ہیں۔" خط کشیدہ فقرہ پر غور کیجئے۔۔ مزاحیہ انداز میں کسمپرسی کے لئے اچھی اصطلاح نکالی ہے۔

جناب رفیق شاکر صاحب کا مشغلہ بھی درس و تدریس ہے، انہوں نے سیکنڈ ہینڈ میں ایک افسانہ بعنوان "ماسٹر" کسی قدر شرح و بسط کے ساتھ سپرد قلم فرمایا ہے۔ اس کے متعدد ضمنی عنوانات میں سے ایک عنوان ہے "ماسٹر محکمے کی نظر میں" ــ کام کی نوعیت ملاحظہ ہو ــ "ماسٹر عوام سے حتی الامکان چندہ جمع کرے۔ ڈاکٹروں، پٹواریوں، پوسٹ ماسٹروں، پولس مینوں، اور پٹیلوں کے کاموں میں مدد کرتا رہے۔۔۔ خاندانی منصوبہ بندی میں سرگرمی دکھائے، چھ ماہ تو کیا اگر سال بھر بھی تنخواہ نہ ملے تو پریشان نہ ہو۔ پوری تنخواہ پر دستخط کرے ــ اور کم تنخواہ وصول کرے، اس نوکری کے سوا دوسرا کام ہرگز نہ کرے رہا درس و تدریس کا معاملہ تو نہ اس کی بابت کچھ پوچھا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا حکم دیا جاتا ہے" اخبارات ان کاموں میں سے ہر ایک پر گل افشانی فرماتے رہتے ہیں ــ طنز قابلِ داد ہے۔

منجملہ طور پر کتاب "سیکنڈ ہینڈ" طنز و مزاح کا ایک دلچسپ مجموعہ ہے۔

دستی سائز کی کتاب "سیکنڈ ہینڈ" ۱۹ مضامین کا مجموعہ ہے۔ جملہ صفحات ۱۰۰ ہیں۔ سرورق دبیز، کاغذ اچھا اور کتابت و طباعت غلطیوں سے مبّرا اور پسندیدہ ہے۔ کتاب کے جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔ قیمت دس روپے ہے ــ ان پتوں پر ملتی ہے:

(۱) جناب رفیق شاکر، قدیم فائل۔ کھام گاؤں (مہاراشٹر)
(۲) ماہنامہ "شگوفہ" معظم جاہی مارکیٹ۔ حیدر آباد۔
(۳) حنیف بکڈپو۔ مومن پورہ۔ ناگپور۔
(۴) مکتبہ جامعہ لمیٹیڈ۔ اردو بازار۔ دہلی۔
(۵) ایوانِ ادب۔ جے ون ۵۶، کورنگی۔ کراچی (پاکستان)

ارتکاز

سید صابر علی صابر زاہد کے مجموعۂ کلام کا عنوان ہے جو جناب مجاہد جلگانوی کی زیرِ نگرانی زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر منظرِ عام پر آچکا ہے۔

عمدہ اور سفید کاغذ پر خوبصورت کتابت سے مزین ۱۱۲ صفحات پر مشتمل یہ گلدستہ وقت کی اچھی غزلوں سے سنوارا گیا ہے۔ سرورق جاذبِ نظر ہے اور مجموعی طور پر پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی طباعت میں فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی کا مالی اشتراک بھی شامل ہے۔

پندرہ روپے میں یہ مجموعہ کلام، محبی بکڈپو، نزد ہمدرد دواخانہ بھنڈی بازار بمبئی ۳ سے خریدا جا سکتا ہے۔

حکومت مہاراشٹر کی جذام خاتمہ مہم نائب صدر ہند نے ستائش کی

نائب صدر ہند شری ایم ہدایت اللہ نے جذام مریضوں کا جلد از جلد پتہ چلانے اور ان کے فوری علاج کی ضرورت پر زور دیا۔ موصوف نے ۱۰ رجون کو ... میں اس سلسلہ میں ایک مہم کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف بھی تشریف فرما تھے۔ نائب صدر نے فرمایا کہ ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے ... بالخصوص دیہی عوام کو جذام سے متعلق ہر قسم کی معلومات بہم پہنچائیں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ ہر گاؤں ہر قصبہ اور ہر ضلع کو اس پیغام سے روشناس کرا دینا چاہیئے کہ جذام قابل علاج مرض ہے تاکہ جذام کے مریضوں کا پتہ چلایا جا سکے۔

اس زبردست مہم کے چلائے جانے پر حکومت مہاراشٹر کی ستائش کرتے ہوئے صدر موصوف نے فرمایا کہ جذام کی بیماری کے خاتمے میں عام لوگوں کی شرکت قابل تعریف ہے اور اس طرح اس بیماری کا خاتمہ کرنے میں ... ناصر درساز گار ہوگی۔

تقریب کی صدارت کرتے ہوئے وزیر صحت ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ نے فرمایا کہ اس مقصد کے تحت ۴ رضا کاروں کو اس کام کے لئے تعین کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے اور ہر رضا کار کو اس کے علاقے میں جانچ پڑتال کے لئے طبی ماہرین کی زیر نگرانی متعین کیا گیا ہے۔ موصوفہ نے مزید فرمایا کہ تشخیص کردہ کیسوں کا ... مراکز میں جدید طریقہ پر علاج کیا جائے گا۔

وزیر صحت نے مزید فرمایا کہ بمبئی کی سلم بستیوں میں شہر کی نصف آبادی بود و باش اختیار کئے ہوئے ہے۔ جذام کے مریضوں کی تعداد ایسی بستیوں میں ہر ہزار میں ۱۲ ہے۔ چونکہ یہ مریض بیماری پھیلانے کا ذریعہ بنتے ہیں اس لئے دھاراوی جیسی سلم بستیوں میں جذام کے مریضوں کا پتہ چلانے کے لئے باضابطہ تشخیصی کام اور علم صحت کی معلومات بہم پہنچانے کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر آر۔ گنپتی ڈائرکٹر بمبئی لیپروسی پروجیکٹ نے فرمایا کہ جذام عوام کی صحت کے لئے ایک بہت بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ اس لئے اس سے نپٹنے کے لئے اہم طرز کے کام کی ضرورت ہے۔ آپ نے جذام کی تشخیصی مہم جاری کرنے پر حکومت مہاراشٹر کی کوششوں کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ اس سلسلے میں ملک کی دیگر ریاستوں کو مہاراشٹر کی تقلید کرنی چاہیئے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ گذشتہ سال ۲۰۰ میڈیکل طالب علم، تربیت یافتہ طبی عملہ اور رضا کاروں نے دھاراوی سلم بستی میں صرف چار دن کے کام میں ۲۵۰ کیسوں کا پتہ چلایا، جس میں ۱۵۶ کی تصدیق کی گئی۔ ۸۵ مریض باقاعدہ زیر علاج ہیں۔

اس سے قبل مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے ڈائرکٹر آف ہیلتھ سروسز ڈاکٹر (شریمتی) ایم۔ آر۔ چندرا پورکر نے فرمایا کہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ریاست نے مرکزی حکومت کی طرف سے ۶۰،۰۰۰ کے مقرر کردہ نشانے میں سے جانچ پڑتال کے ذریعے ۹۹۰۰۰ نئے کیسوں کا پتہ چلاکر جذام خاتمہ پروگرام میں قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔

اس موقع پر نائب صدر نے پانچ رضا کاروں کو جنہوں نے اس مہم میں بخوشی کام کرنے کی رضا مندی ظاہر کی شناختی کارڈ تقسیم کئے۔

ایڈیشنل میونسپل کمشنر شری ڈی۔ کے افضل پورکر ممتاز ڈاکٹر اور سماجی خدمت گاروں نے اس تقریب میں شرکت کی۔

ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ دیپالپورکر ڈپٹی ڈائرکٹر آف ہیلتھ سروسز نے شکریہ ادا کیا۔

کونسل برائے زرعی تحقیق وتعلیم گورنر کے ہاتھوں افتتاح

مہاراشٹر زرعی یونیورسٹیز قانون ۱۹۸۳ء کے تحت قائم کردہ ایک ... ادارہ یعنی مہاراشٹر کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ اینڈ ایجوکیشن کا ۱۴ رجون کو راج بھون بمبئی میں مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے افتتاح کیا۔ وزیر موصوف ریاست کی تمام یونیورسٹیوں کے چانسلر ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اس تقریب کی صدارت کی۔ کونسل کی پہلی میٹنگ کا افتتاح کرتے ہوئے گورنر موصوف نے فرمایا اگرچہ مہاراشٹر نے مختلف میدانوں میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے لیکن ریاست اب تک اناج کی پیداوار میں خود کفیل نہیں بن سکی ہے۔ مہاراشٹر اپنے طور پر اپنی صرف ۸۰ فی صد ضرورتیں پورا کرنے کے قابل ہے۔

گورنر نے فرمایا کہ ہمارے پاس کافی زمین اور ماہرین موجود ہیں اور اگر ہم اس کام کو چیلنج سمجھ کر کریں تو ہم یہ کام بآسانی کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہ صرف اناج بلکہ کپاس دالوں اور غلے کی دوسری اقسام کی پیداوار میں بھی ہمیں بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنا ہے۔

گورنر موصوف نے وائس چانسلر سے بھی درخواست کی کہ وہ ریسرچ کے کاموں کو کسانوں تک پہنچائیں تاکہ انہیں اپنی مزدوری کا زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہو۔ آپ نے مزید فرمایا کہ کسانوں کو اس علم کی تعلیم علاقائی زبان میں دی جانی چاہیئے تاکہ انہیں سمجھنے میں آسانی ہو۔

گورنر موصوف نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا کہ زراعت میں کی گئی پیش رفت کے سلسلے میں ہم کیرالا اور دوسری ریاستوں سے سبق حاصل کر سکتے ہیں اس لئے کہ ہمارے یہاں بھی نقد فصلوں کی حصولی کے امکانات بہت ہیں۔

گورنر موصوف نے امید ظاہر کی کہ کونسل بہترین رابطہ کے طور اپنے فرائض موثر طریقے پر ادا کر سکے گی۔ اس کونسل سے ریسرچ کے کاموں میں کسی قسم کا دہراپن نہ ہوگا اور ان کاموں کو زیر عمل لانے کے مختلف پروگراموں میں جو خامیاں پیش آتی ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔

وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ چار زرعی یونیورسٹیوں کے مابین رابطہ قائم نہ ہونے کی وجہ سے یہ کونسل قائم کی گئی ہے تاکہ کام کرنے میں آسانی ہو۔ آپ نے مزید فرمایا کہ کسانوں کے لئے ریسرچ کا کام زیادہ توجہ سے کرنا چاہیئے تاکہ انہیں اس کا اصل فائدہ مل سکے۔ وزیر اعلیٰ نے سوکھے کھیتوں میں ریسرچ کے کام کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس طرح سے خشک سالی والے علاقوں کے کسانوں کو فائدہ ہوگا۔

قومی راج

وزیر مملکت برائے زراعت شری راؤ صاحب جامکر اور چار زرعی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر اور محکمہ زراعت کے افسران اس موقع پر موجود تھے۔

اس سے قبل مہمانوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے وزیر زراعت شری ناناّ بھاؤ ایمبڈ وار نے توقع ظاہر کی کہ اس کونسل کے قائم کئے جانے سے یونیورسٹیوں کے کام بنا کسی دشواری کے کئے جا سکیں گے۔

شری کے راجن سکریٹری محکمہ زراعت نے شکریہ ادا کیا۔ ریاست میں واقع تمام زرعی یونیورسٹیوں کے مابین رابطہ قائم کرنے، خاص طور سے تعلیم، ریسرچ اور عام مفاد کے کاموں اور یونیورسٹیوں کے کاموں کی جانچ کرنے اور مالی سرگرمیوں اور پروگراموں کی جانچ کرنے کے لئے یہ کونسل قائم کی گئی ہے۔

وزیر زراعت اس کونسل کے چیرمین اور عام وائس چانسلر اس کونسل کے ممبران مقرر کئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں چیف سکریٹری اور محکمۂ زراعت مالیات منصوبہ بندی کے سکریٹری صاحبان انڈین کونسل آف ایگریکلچرل ریسرچ کا ایک نمائندہ ہر یونیورسٹی کی ایگزیکیٹو کونسل سے ایک غیر سرکاری ممبر چانسلر کی طرف سے ایک نامزد کردہ اور ریاستی حکومت کی جانب سے مقرر کردہ دو زرعی سائنس داں بھی اس کونسل میں شامل کیا گیا ہے۔

شری انا صاحب شندے سابق مرکزی وزیر زراعت اس کونسل کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے ہیں۔

نئی بمبئی میں مارکیٹوں کی منتقلی

پیاز اور آلو کے تھوک بیوپار کے مارکیٹوں کی نئی بمبئی منتقلی سے سبزی کے زرعی پیداواری اشیاء کے تھوک مارکیٹوں کی نئی بمبئی منتقلی کے پروگرام کا پہلا مرحلہ کامیابی کے ساتھ طے کیا ہے۔ اس منتقلی کا مقصد جنوبی بمبئی کی بھیڑ بھاڑ اور ہما ہمی کو کم کرنا ہے۔

دوسرے مرحلے میں مصالحے، گرم مصالحے، شکر، اناج، دالیں، خوردنی تیل اور دیگر زرعی اشیاء وغیرہ کے مارکیٹوں کو بھی واشی میں منتقل کیا جائے گا۔ اس کام کے لئے نئے مارکیٹوں کی تعمیر کے کام کی تکمیل کا انتظار ہے۔ ان تھوک

مارکیٹوں کی واشی میں منتقلی کے بعد بمبئی میں ان اشیاء کے بازار خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

نئی بمبئی میں کالمبولی میں لوہے اور فولاد کی تھوک مارکیٹوں کی عمارتوں کی تعمیر کا کام زوروں سے جاری ہے۔ ان مارکیٹوں میں ایس۔ اے۔ آئی۔ ایل (Sail) اور ٹی۔ آئی۔ ایس۔ سی۔ او (TISCO) کے گودام بھی بنائے جائیں گے۔

"ادیواسی سیوک" ایوارڈ

حکومتِ مہاراشٹر نے قبائلی بہبود اور ترقیات کے میدان میں غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے مستحق افراد اور سماجی خدمت گاروں کی عزت افزائی کے لئے "ادیواسی سیوک" ایوارڈ اسکیم کی منظوری دے دی ہے۔

حکومت نے وزیر برائے قبائلی بہبود شری سروپ سنگھ نائیک کی صدارت میں ایک کمیٹی نامزد کی ہے جو حکومت کو اس ایوارڈ کے لئے ناموں کی سفارش کرے گی۔

وزیر مملکت برائے سماجی بہبود اس کمیٹی کے نائب صدر مقرر کئے گئے ہیں۔

کمیٹی کے دیگر ممبران مندرجہ ذیل ہیں:

ایسوشیل کمار شندے وزیر مالیات، شری ایم۔ جی۔ کدو، ایم۔ ایل۔ اے، سکریٹری اور قبائلی بہبود کمشنر، ڈائرکٹر قبائلی بہبود، ایڈیشنل ٹرائبل کمشنر ناسک، ایڈیشنل ٹرائبل کمشنر ناگپور، ڈائرکٹر ٹرائبل ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، پونے (سکریٹری)۔ کمیٹی کی کارکردگی کی میعاد ۳ سال ہے۔

شہری دفاعی تربیتی پروگرام

سیول ڈیفنس اسٹاف کالج بمبئی امسال ماہ جولائی ستمبر کے دوران آگ سے بچاؤ اور ہنگامی خدمات سے جیسے ۱۵ مختلف تربیتی کورسوں کا اہتمام کرے گا۔

تجارتی و صنعتی اداروں نیز سرکاری دفاتر میں واقع شہری دفاع یونٹوں کے اراکین اور سیول ڈیفنس رضاکاروں سے درخواست ہے کہ وہ تربیتی پروگرام کی اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں۔

صنعتوں، اسکولوں، کالجوں، بینکوں، میونسپل کونسلوں، تجارتی اداروں کے لئے خصوصی تربیتی کورسوں کا اہتمام کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ سول ڈیفنس اسٹاف کالج کو سات دن قبل آگاہ کریں۔

اس سلسلے میں مزید تفصیلات کمانڈنٹ آف کالج واقع کراس میدان، دھوبی تلاؤ، بمبئی ۴۰۰۰۰۲ سے کام کے ایام کے دوران صبح دس بجے سے شام ۵ بجے تک حاصل کی جا سکتی ہیں۔

این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی امتحانات کی مرکزی حیثیت ختم

حکومتِ ہند نے نیشنل کونسل آف ایجوکیشن ریسرچ اینڈ ٹریننگ کے زیرِ اہتمام ۱۹۶۴ء سے ہر سال منعقد کئے جانے والے نیشنل ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ امتحانات کے انتخابی طریقۂ کار میں ریاستی حکومت کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کی غرض سے مرکزیت کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

نظرثانی اسکیم کے تحت امیدواروں کے انتخاب کرنے کے طریقوں کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے مرحلے میں اسکریننگ امتحانات کا اہتمام ریاستی حکومت کی جانب سے کیا جائے گا اور دوسرے مرحلے کی جانچ کا کام این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی کی طرف سے کیا جائے گا۔

ریاست مہاراشٹر سے پہلی سطح کے امتحانات کے لئے ۳۲۵ امیدواروں کا انتخاب کیا جائے گا اور انہیں این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی کی طرف سے منعقدہ ٹسٹ کے امتحان میں روانہ کیا جائے گا۔

دوسرے مرحلے کے امتحانات میں شرکت کرنے والے امیدواروں کے لئے این۔ سی۔ آئی۔ آر۔ ٹی۔ ۵۰، نیشنل ٹیلنٹ سرچ اسکالرشپ بشمول ۷ شیڈول کاسٹ/ٹرائبس محفوظ کریگی۔

نظرثانی طریقۂ کار کی روشنی میں حکومتِ مہاراشٹر پہلے درجے کے اسکریننگ ٹیسٹ اکتوبر/نومبر میں ہر سال منعقد کرے گی۔ پہلے درجے کے امتحانات این۔ سی۔ ای۔ آر۔ ٹی کی ہدایت کے مطابق کمشنر بیوریو آف گورنمنٹ اگزامینیشن، مہاراشٹر اسٹیٹ کے زیرِ اہتمام منعقد کئے جائیں گے۔

ریاستی سطح کے امتحانات کی نمایاں خصوصیات اس طرح ہیں

ریاست میں ہر قسم کے منظور شدہ اسکولوں بشمول کیندریہ ودیالیہ

میں جماعت دہم میں زیر تعلیم طلباء ان امتحانات میں شرکت کے اہل ہیں۔ اس سلسلے میں انہیں ریاست کے رہائشی باشندے ہونے کا سرٹیفکٹ پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ امتحانات کی فیس ۲۰ روپے ہوگی اور درخواست فارم کی قیمت ایک روپیہ درخواستوں کے فارم ریاست کے تمام ضلعوں کے ایجوکیشن افسران (سیکنڈری) ۔ اور بمبئی عظمٰی ریجن کے ایجوکیشنل انسپکٹران سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

ریاستی سطح کے امتحانات دو پرچوں پر مشتمل ہوں گے جن کا وقفہ ڈیڑھ گھنٹے فی پرچہ ہوگا۔

عام ذہنی قابلیت ٹیسٹ (جی۔ایم۔اے۔ٹی) اور جس کی تفصیلات اس طرح ہیں :۔ (۱) عام ذہنی استعداد (جی۔ایم۔اے۔ٹی) اور (۲) اعلیٰ تعلیمی صلاحیت ٹیسٹ (ایس۔اے۔ٹی)۔ دونوں پرچے سو نمبروں کے ہوں گے ایک امیدوار کو مندرجہ ذیل آٹھ مضامین میں سے چار مضامین چننے ہوں گے۔ فزکس، کیمسٹری، میتھ میٹکس، بائیلوجی، تاریخ، جغرافیہ علم شہریت اور اکنامکس۔

مہاراشٹر اسٹیٹ بورڈ آف سکنڈری اینڈ ہائیر سکنڈری ایجوکیشن برائے جماعت دہم۔ اور جماعت دہم تک کا نصاب تعلیم اس ریاستی سطح کے امتحانات کے لئے اپنایا جائے گا۔

امتحانات انگریزی / علاقائی زبان میں ہوں گے۔ بیورو آف گورنمنٹ آرگنائزیشن امتحانات، کے مراکز کی جگہوں اور ان کی تعداد کا انتخاب کرے گا۔ پھر بھی ریاست کے ہر ضلع میں کم از کم ایک مرکز کو جاری کیا جانا چاہیئے۔

ناندیڑ میں کل ہند مشاعرہ کا اہتمام

ناندیڑ میونسپل کونسل کی جانب سے ۲۶ مئی کو ایک کل ہند مشاعرے کا اہتمام کیا گیا۔ مشاعرے کا افتتاح شری سید فاروق پاشا ایم۔ایل۔سی، چیرمین موپیک نے شمع روشن کر کے کیا۔ موصوف نے اپنے افتتاحیہ خطبہ میں ناندیڑ میونسپل کونسل کے ایڈمنسٹریٹر شری مونگے کی ادب نوازی کی ستائش کی اور امید ظاہر کی کہ مستقبل میں بھی وہ اس روایت کو برقرار رکھیں گے۔

اس موقع پر شری خواجہ عبدالغفور کے انتقال پر ایک تعزیتی قرارداد بھی منظور کی گئی جس میں آپ کی رحلت کو اردو دنیا کا ناقابل تلافی نقصان قرار دیا گیا۔

دیگر شعراء کے علاوہ شری انیس اختر، شری صلاح الدین قمر اقبال، ثریا مہر، عزیز النساء، صبا، شری اختر آصف برہانپوری شری مصور کارنجوی اور نگار سلطانہ نے بھی سامعین کو اپنے کلام سے محظوظ کیا۔

نظامت کے فرائض شری جاوید ناصر (آل انڈیا ریڈیو اورنگ آباد) نے ادا کئے۔ سابق صدر بلدیہ شری یعقوب نے شکریہ ادا کیا۔

شری وسنت راؤ ساٹھے، مرکزی وزیر کیمیکلز و کھاد، راشٹریہ کیمیکلز اینڈ فرٹیلائزرس لمیٹیڈ کی جانب سے فساد زدگان کی راحت کے لئے ایک لاکھ روپے کا چیک بطور عطیہ، منترالیہ بمبئی میں وزیر اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل کو دے رہے ہیں۔

ریاست میں پائی جانے والی علاقائی نابرابری کا مطالعہ کرنے اور اس کے خاتمے کے لئے اقدامات تجویز کرنے کے لئے نامزد کردہ کمیٹی کے چیرمین ڈاکٹر وی۔ایم ڈانڈیکر وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو بمبئی کے ودھان بھون میں کمیٹی کی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔

پنچایت راج سے متعلق حکومت کرناٹک کی ایک کمیٹی نے حال ہی میں بمبئی کے ودھان بھون میں شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر دیہی ترقیات سے ملاقات کی۔ اور مہاراشٹر میں پنچایت راج انتظامیہ سے متعلق واقفیت حاصل کی۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

شری آر۔آر۔ بوراڈے، وزیر برائے رفاہِ عامہ نے ۴ جون کو بھونڈی میں فساد زدگان کی بازآبادکاری کے لیے زیر تعمیر جھونپڑوں کے تعمیری کاموں کا معائنہ کیا۔
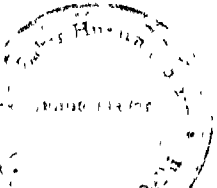
فسادزدگان کی بازآبادکاری کیلئے جاری کردہ "فسادزدگان بازآبادکاری فنڈ" میں فراخ دلی سے ساتھ عطیات دینے کے لئے مہاراشٹر کے گورنر ایئرچیف مارشل آئی۔ایچ۔ لطیف اور وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی جانب سے کی گئی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے مختلف اداروں نے عطیات دیئے۔ جن میں سے بعض کی تصویری جھلکیاں پیش کی جاتی ہیں۔

سوسائٹی برائے امداد، راحت، بازآبادکاری اور اعانت مہاراشٹر کے صدر شری ہرش مہندرا نے یکم جون کو راج بھون بمبئی میں ریاست کے گورنر ایئرچیف مارشل آئی۔ایچ لطیف کی خدمت میں ۲لاکھ روپے کا چیک، وزیراعلیٰ راحت فنڈ برائے فسادزدگان میں عطیہ کے طور پر پیش کیا۔ یہ اسی موقع کی تصویر ہے۔

*

مہاراشٹر کے گورنر ایئرچیف مارشل آئی۔ایچ لطیف، ۴ر جون کو راج بھون، بمبئی میں پارسی پنچایت کے چیئرمین شری ڈاکٹر گول واللہ سے ۱۶۵ لاکھ کا چیک قبول کر رہے ہیں۔

*
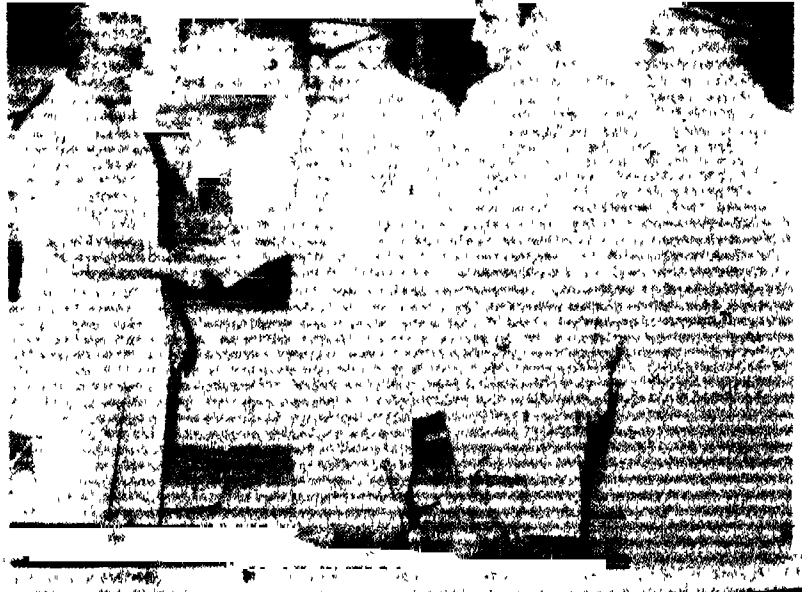
فلپس کمپنی کے چیئرمین شری ایس ۔ جے
سیٹھن ، وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی
کی خدمت میں ۴ لاکھ روپے کا چیک پیش
کر رہے ہیں ۔
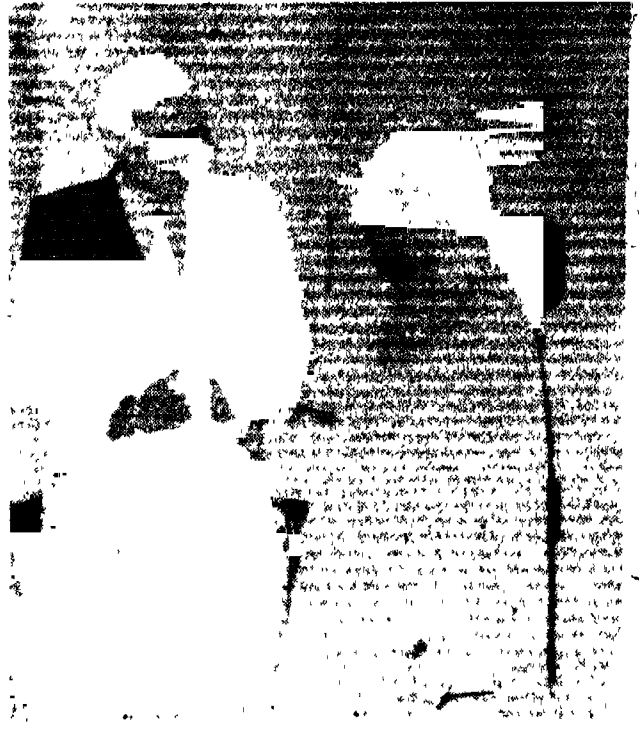
ہانگ کانگ یا ٹیو فارما سیوٹیکل کارپوریشن
کے چیئرمین ڈاکٹر بی ۔ کے گوئل ۔ جو
کومنترالیہ میں ۔ ایک لاکھ روپے ۔
چیک وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی
خدمت میں پیش کر رہے ہیں ۔

ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات
و رابطہ عامہ کے ملازمت سے سبکدوش
پنشن یافتہ کیمرہ مین شری جیون نائیک
، رجون کو منترالیہ میں فسادزدگان کی
راحت کے لئے اپنی ایک ماہ کی پنشن
وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں ۔

مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل آئی۔ایچ۔ لطیف نے بھارت کے دورے پر نکلے ہوئے بھارتی اور روسی خلابازوں کو ۹ مئی کو راج بھون، بمبئی میں اُن کے مشن کی کامیابی پر مبارکباد دی۔ اور انہیں یادگار تحائف پیش کئے۔ زیر نظر تصویر میں اسکواڈرن لیڈر شری راکیش شرما، گورنر موصوف سے تحفہ قبول کر رہے ہیں۔ ونگ کمانڈر شری رویش ملہوترا بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

فرینڈس آف سوویت یونین نے ۸ مئی کو ہند روس خلائی مشن کے خلابازوں کے اعزاز میں بمبئی کے آزاد میدان میں ایک عوامی تقریب کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں اسکواڈرن لیڈر شری راکیش شرما عوام سے خطاب کر رہے ہیں۔ وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے ڈائس پر دیکھے جا سکتے ہیں۔

خلاباز، ۹ مئی کو بمبئی کے تجارتی مرکز "ورلڈ ٹریڈ سینٹر" میں واقع مہاراشٹر اسمال اسکیل انڈسٹریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ایمپوریم تشریف لے گئے جہاں اُن کے سروں پر پھیٹے باندھ کر خالص مہاراشٹری انداز میں اُن کا خیر مقدم کیا گیا۔

شائع کردہ : شری ہ مرن یاٹی، ڈائرکٹر جنرل ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

... Regd. No. MH-BY South-544 Licence No. 89 for without prepayment of postage

बाळाची निकोप वाढ, आईचे आरोग्य; यासाठी उत्तम उपाय — "तांबी."

पहिल्या बाळंतपणानंतर आईला हवी असते विश्रांती.
पहिल्या बाळाचं संगोपन करण्यासाठी व संसाराकडे पाहण्यासाठी हवा असतो वेळ.
अशा वेळी दुसरा पाळणा लांबवणंच श्रेयस्कर असतं.

कुणाला असतात आधीच दोन मुलं झालेली.
बाळंतपणानंतर आईचं आरोग्य जपावयाचे असतं.
संसारातल्या इतर समस्या भेडसावत असतात.
अशावेळी नको असतं तिसरं मूल.

वेगवेगळ्या समस्या. उपाय एकच.

Shilpi/MSGFW 1/83

गर्भनिरोधनाचे निर्धोक साधन.
विनासायास बसवता येणारे, दीर्घकाळ टिकणारे आणि त्रासविरहित.

۱۰ رجولائی ۱۹۸۴ء 10/7/84

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
۲۳ جون کو اگست کرانتی میدان میں درخت
لگا کر آنجہانی سنجے گاندھی کی چوتھی برسی کے
موقع پر سالا مارل یوتھ کانگریس (آئی) کی
طرف سے منعقدہ "شجرکاری مہم" کا افتتاح
کر رہے ہیں۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت پربھنی ضلع کے مقام ایلداری میں نمو ببول کے دو لاکھ درخت لگائے گئے ہیں۔

قومی راج

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۱۳

۱۰ر جولائی ۱۹۸۴ء

چیف ایڈیٹر :۔ موہن پاٹل
ایڈیٹر :۔ ریاض احمد خاں

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ: دس روپے
فی کاپی: پچاس پیسے

ترتیب — صفحہ نمبر

انساں کے کرّوفر بھی درختوں کے دم سے ہیں

جنگل کا ہر درخت ہے قدرت کا شاہکار
جن کی صفات پر ہے تحیّر میں روزگار
اپنی افادیت میں ہر اک بے مثال ہے
پھل، پھول، چھال، جڑیں بھی جن کے کمال ہے
مضبوط بعض اتنے کہ جن کی نہیں نظیر
لوہے کی طرح کام بھی جن کے کہیں خطیر
چپکے سے جن کے پاس سے چلتی ہیں آندھیاں
مضبوطیوں سے جن کے لرزتی ہیں آندھیاں
ہوں جھونپڑے کہ شاہوں کی اونچی حویلیاں
سب میں لگی ہوئی ہیں درختوں کی لکڑیاں
طوفانِ نوح میں بھی جو ثابت قدم رہی
تھی تو درخت ہی سے وہ کشتی بنی ہوئی
بعضوں کا ٹھنڈیوں میں جلاتے ہیں ہم الاؤ
ٹھٹھرن سے اور ٹھنڈ سے کرتے ہیں یوں بچاؤ
برسا ہے ابر جھوم کر اکثر درخت پر
نازل ہوا ہے غیظِ زمیں کز درخت پر
خوشحال جانور بھی درختوں کے دم سے ہیں
انساں سے کرّوفر بھی درختوں کے دم سے ہیں

عبدالخالق فرید

قارئین کی رائے

★ محمد رضی الدین معظم (بی کام، بی ایڈ، ایل ایل بی عثمانیہ)
۸۶۶-۳-۲۰، رحیم منزل۔ شاہ گنج۔ حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲ (آندھراپردیش)

جس محنت و سعی پیہم سے "قومی راج" کو خوبصورت سے خوب سیرت بھی بنا رہے ہیں اس کے لئے آپ کی خدمات عالیہ لائقِ صد تحسین ہیں۔ سچ پوچھئے تو "قومی راج" کا ہر شمارہ علمی، ادبی، ثقافتی، تفریحی اور تہذیبی سرگرمیوں کا عکسِ جمیل ہی نہیں بلکہ ہر قاری کے دکھ درد کا شریک و رفیق بھی ہے۔ رفاقت کا یہی جذبہ ہمیں سمجھاتا ہے کہ آج سرزمینِ ہند کے ہر شہری کے قدموں کے ساتھ قدم ملا کر چلیں گے۔

★ فیروز ظفر (ایم اے، ایل ایل بی)
کلکٹریٹ۔ بدایوں (یو۔پی)

"قومی راج" ۱۰ر مارچ ۱۹۸۴ء موصول ہوا۔ "قومی راج" روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ ہر شمارہ گذشتہ سے بہتر ہی نظر آتا ہے۔ تازہ شمارے میں "انداز گفتگو"، "کچھ اردو کے بارے میں" "فراق صاحب مشاعروں میں" عنوانات کے تحت نہ صرف مضامین معلوماتی و معیاری ہیں بلکہ اچھوتے بھی ہیں جس کے لئے قومی راج کے قلمکار ہی نہیں آپ کی نگاہِ انتخاب بھی داد کی مستحق ہے۔

ترقیاتی سرگرمیوں اور قومی مفادات کے مستقل نوشتہ اپنی روایات کے مطابق ہیں۔ سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ رسالے کی اشاعت میں آپ پابندی کا خیال رکھتے ہیں اور نئے و پرانے کی تفریق کے بغیر قلم کاروں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔

★ اسلم عزیز انصاری
۶۵۵۔ نیاپورہ۔ چھٹی لین۔ مالیگاؤں ۴۲۲۲۰۳
(ضلع ناشک)

"قومی راج" کا تازہ شمارہ (۴-۵) موصول ہوا۔ اس سے قبل کے دوسرے شمارے "بیس نکاتی پروگرام خصوصی نمبر" اور "آدیباسی بہبود نمبر" بے حد دلچسپ، معلومات افزا، دیدہ زیب طباعت و کتابت میں بے داغ، تزئین و زیبائش میں سونے پر سہاگہ، ہمہم باشاق نظر آئے جو قابلِ صد ستائش ہیں۔

موجودہ شمارہ زرعی میلہ۔ ناگپور ۱۹۸۳ء سے متعلق مذہب عام اور معلومات افزا ہے۔ غزلیں آپ کے انتخابِ کلام اور نظرِ سخن شوکتِ فکر و فن لئے ہوئے ہیں۔ ترتیب بے حد موزوں، مضامین بر وقت، جامع اور معقول قسم سے شامل کئے گئے ہیں۔

بس آپ سے استدعا ہے کہ اسی طرح جہیز مخالف خصوصی نمبر (جو آج کا سلگتا موضوع ہے) پر کوئی شمارہ شائع فرمائیں جو مواد، مضامین کے لحاظ سے ایک مکمل دستاویز نمبر ثابت ہو۔ علاوہ ازیں قومی یک جہتی۔ اور فسادات سے کیا نقصانات ہوتے ہیں موضوعات مضامین حالیہ شماروں میں جاری رکھیں۔

★ سہیل احمد صدیقی (جالنوی)
دھرم آباد، ضلع ناندیڑ۔ (مہاراشٹر)

تازہ شمارہ پاکر واقعی حیران رہ گیا۔ مجھے یہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوتی ہے کہ "قومی راج" کا ہر شمارہ صحت مند مواد، اعلیٰ ادبی مضامین اور منتخب غزلیں پیش کر کے آپ کے ذوقِ سلیم کی غمازی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے جو اسے عام اردو رسائل سے ایک علیحدہ درجہ دیتا ہے۔ آپ کی کاوشوں اور حسنِ نظر کا نتیجہ ہے کہ "قومی راج" نے ادبی حلقوں میں نمایاں مقام حاصل کر لیا ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیں۔

★ عبدالحفیظ خلش تسکینی (ایم۔ اے، بی ایڈ)
اچل پور سٹی

"قومی راج" مہاراشٹر میں اردو کے فروغ کا باعث بن رہا ہے۔ آپ کی ادارت نے اسے علم و ادب سے بہت قریب کر دیا۔ جس کے لئے میں آپ کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نیک خواہشات کے ساتھ۔

★ سرفراز احمد۔ اقبال روڈ۔ دھولے (مہاراشٹر)

"قومی راج" ہر لحاظ سے مثالی رسالہ بن گیا ہے اور مہاراشٹر کے اردو نوازوں کے ساتھ ہی اسے ملک بھر میں شہرت حاصل ہے۔ اس کا اندازہ اس میں شائع ہونے والے خطوط اور بلند پایہ مضامین سے ہوتا ہے۔ مبارکباد قبول فرمائیں۔

ایل۔ کے۔ مٹاٹکر
خصوصی نامہ نگار، دی اکنامک ٹائمز

مہاراشٹر فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن

ایک جائزہ

مہاراشٹر فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن پندرہ کروڑ روپے کے سرمائے سے قائم کیا گیا ہے۔ کارپوریشن نے ایک منصوبہ ترتیب دیا ہے جسے تیس سالوں تک مختلف مدارج میں نافذ کیا جائے گا۔ یہ منصوبہ ۲۰۰۲ء تک مکمل ہوگا۔ ریاست کا کل جنگلاتی علاقہ ۶۱،۳۴۹ مربع کلومیٹر پر مبنی ہے۔ اس کا ۵۹،۷ فی صد حصہ یعنی ۶۶۰،۴۸ مربع کلومیٹر علاقہ جو ریاست کے نو اضلاع میں پھیلا ہوا ہے، کارپوریشن کے ماتحت ہے۔ جنگلاتی علاقے کے موثر انتظام کے لئے ناگپور، چندپور، ناشک اور تھانے میں کارپوریشن کے علاقائی دفاتر کھولے گئے ہیں۔

حالانکہ مہاراشٹر میں جنگلات کثرت سے پائے جاتے ہیں لیکن ریاست کی صرف ۶۸،۲۱ فی صد اراضی پر ہی جنگلات آباد ہیں جبکہ قومی سطح پر یہ فی صد ۳۲ ہے۔ ریاست کے جنگلاتی علاقے کی وسعت کی مناسبت سے ملک میں مہاراشٹر کا تیسرا نمبر ہے۔

جنگلات کی اہمیت و افادیت کو دیکھتے ہوئے نیز ان کے تحفظ اور ان کی وسعت سے متعلق وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے خیالات کے پیش نظر حکومت مہاراشٹر نے اپنے چھٹے پنجسالہ منصوبے میں مناسب تبدیلی کی اور جنگلات کے لئے مختص رقم میں ڈھائی گنا اضافہ کیا —— نیشنل فاریسٹ پالیسی کے تحت مقرر کردہ ریاست کی ۳۳ فی صد اراضی پر جنگلات آباد کرنے کے مقصد کے حصول کے لئے ریاستی حکومت نے بنجر اور کٹی پھٹی زمین پر بھی شجر کاری مہم کا خاکہ تیار کیا ہے جس کے تحت بیروزگار

نوجوانوں کو شجر کاری سبز درختوں اور پودوں کی حفاظت کا کام دیا جائے گا۔ ان نوجوانوں کو پانچ سال تک ماہانہ ڈیڑھ سو روپے دیئے جائیں گے نیز وہ درخت سے دوسرے فائدے بھی حاصل کر سکیں گے۔ درخت جب بار آور ہونگے تو ان کی پچاس فی صد آمدنی کے بھی یہ نوجوان حصے دار ہوں گے۔ ایک اندازے کے مطابق اگر اس اسکیم کے تحت بارہ ہزار خاندانوں کو یہ کام سونپا جاتا ہے تو معینہ مدت میں پچیس ہزار ہیکٹر اراضی پر شجر کاری کریں گے۔ اس طرح سال ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۱۳٫۸۰ کروڑ پودے لگائے جانے کی توقع ہے جبکہ سال ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران ۱۳٫۵۳ کروڑ پودے لگائے گئے تھے۔ سوبول ایک کثیرالمقاصد درخت ہے۔ یہ مویشیوں کے لئے چارہ فراہم کرتا ہے۔ اس سے ایندھن ملتا ہے نیز لکڑی کے علاوہ پلپ / وڈ بھی حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر ضلع میں پچاس ہیکٹر اراضی پر اس درخت کو لگانے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ شجر کاری کے لئے فضائی تخم ریزی کا طریقہ بھی اختیار کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۳ء کے دوران اس طریقے سے آٹھ ہزار ہیکٹر اراضی کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۸۴ء کے دوران تیرہ ہزار ہیکٹر اراضی کا احاطہ کرنے کا نشانہ طے کیا گیا ہے۔

ریاست میں بڑے پیمانے پر شجر کاری کو کامیاب بنانے کے سلسلے میں سماجی سطح کی شجر کاری کا ذکر ناگزیر ہے۔ اس کے تحت کٹی پھٹی زمینوں، نہروں، راستوں کے کناروں اور سرکاری جنگلات کی حد سے باہر شجر کاری کی جاتی ہے۔ اس پروجیکٹ کی مؤثر عمل آوری کے لئے جولائی ۱۹۸۱ء سے باغبانی اور شجر کاری کا ایک علیحدہ محکمہ قائم کیا گیا ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت چھ سال کی مدت میں اکیاسی ہزار ہیکٹر اراضی پر شجر کاری کا کام مکمل کیا جائے گا جس کے لئے چالیس کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

"ہر بچے کا ایک درخت اسکیم" بھی کافی مقبول ہوئی ہے۔ اس اسکیم کے تحت آٹھ سے پندرہ برس کے بچے درخت لگا کر اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہر بچہ اپنے لگائے ہوئے درخت کی نشو ونما کی فکر کرتا ہے۔ اس طرح بچوں کو درختوں سے دل چسپی پیدا ہوتی ہے۔ ۱۹۸۲-۸۳ء کے دوران ۱٫۷۵ لاکھ بچوں نے درخت لگائے۔ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۲٫۵۰ لاکھ بچوں کی شرکت متوقع ہے۔

وزیر اعظم کے بیس نکاتی پروگرام میں "جنگل بانی" کی شمولیت سے اس جانب خصوصی توجہ دی جا رہی ہے — مہاراشٹر میں بڑے پیمانے پر درخت لگائے جا رہے ہیں۔ اس سلسلے میں نئے نئے تجربات بھی کئے جا رہے ہیں۔ ۱۹۶۹-۷۰ء میں فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے قیام سے اس کام میں بڑی تیزی آگئی ہے۔ ابتداً کارپوریشن کی کارکردگی بھنڈارا، ناگپور، مرکزی چاندہ اور مغربی چاندہ کے جنگلاتی علاقوں تک محدود تھی۔ بعد ازاں کارپوریشن کی سرگرمیوں کا دائرہ بڑھنے لگا اور کارپوریشن نے مندرجہ ذیل تین امور کی جانب خصوصی توجہ دینے کا فیصلہ کیا۔

۱ — غیر معیاری جنگلاتی علاقوں میں شجر کاری تاکہ وہاں شہد سازی اور ایسی ہی دیگر صنعتیں قائم کی جا سکیں۔
۲ — جنگلاتی دولت کا بھرپور استعمال کرنا تاکہ جنگلات سے ہونے والی آمدنی میں اضافہ ہو۔ اس کے لئے بانس کی شجر کاری اور دو اینوں میں استعمال ہونے والے درخت اور پودے لگانے جیسے اقدامات کرنا۔
۳ — جنگلات میں پائے جانے والے غیر معیاری بے سود

مہاراشٹر فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی جانب سے ادیباسیوں کو مختلف پیشوں کی تربیت دی جارہی ہے۔

درخت گرا کر ان کی جگہ تجارتی سطح پر نفع بخش ثابت ہونے والے درخت لگانا۔

مندرجہ بالا تینوں امور جنگلات سے ہونے والی آمدنی میں اضافہ حاصل کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ اس سے دیہی پسماندہ افراد اور ادیباسیوں کو فائدہ پہنچے گا۔

گڈچرولی ضلع کے مقام ٹونڈل کے ایک گشتی ہسپتال میں ادیباسی مریضہ کا علاج کیا جا رہا ہے۔

تیس۳۰ سالہ منصوبہ

تیس برسوں کی مدت پر محیط کارپوریشن کے پروگرام کے تحت ہر سال بارہ ہزار ہیکٹر اراضی پر غیر معیاری درخت لگائے جائیں گے۔ درختوں کے پتے گرانے اور غیر ضروری حصوں کو کاٹ کر الگ کرنے کے بعد نعم البدل کے طور پر ساگوان اور دیگر ایسے درخت لگائے جائیں گے جو لکڑے کی صنعت میں کام آتے ہیں۔ کارپوریشن یہ پروگرام سائنٹفک طریقوں سے نافذ کر رہی ہے۔ فی الوقت جن اضلاع میں یہ پروگرام نافذ کیا جا رہا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ چندرپور، بھنڈارہ، ناگپور، ناشک، جلگاؤں، دھولے، تھانے، ناندیڑ اور ایوت محل۔ ان نو اضلاع میں مجموعی طور پر ۴۷،۶۶۰،۴۰ مربع کیلومیٹر اراضی

پودے تیار کرنے کی
نرسری میں
عورتیں مصروف کار ہیں۔
ایسی نرسریاں
ہر فاریسٹ ڈویژن میں
بنائی گئی ہیں۔

کا احاطہ کرنے کا نشانہ طے کیا گیا ہے۔ کارپوریشن اپنے قیام سے ابھی تک ۵۰،۷۰ و ۹۲ ہیکٹر اراضی پر ساگوان کے درخت لگا چکی ہے۔ کارپوریشن نے ۲۹ نرسریاں بھی قائم کی ہیں جہاں پودے اگائے جاتے ہیں۔

وزیر جنگلات اس کارپوریشن کے چیرمین اور وزیر مملکت برائے جنگلات نائب چیرمین ہوتے ہیں۔ کارپوریشن کی ایگزیکیوٹو کمیٹی گیارہ اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ کارپوریشن کا صدر دفتر ناگپور میں ہے۔ یہاں کمپنی سکریٹری کنٹرولر آف اکاؤنٹس، مالیاتی مشیر اور مختلف سینئر افسروں، ایگزیکیوٹو ڈائرکٹر کی مدد کرتے ہیں۔ ریجنل منیجروں کو معاون منیجر فاریسٹ آفیسر اور کنزرویٹو آف فاریسٹ کی خدمات حاصل ہوتی ہیں۔ کارپوریشن کے لئے ۲۰۴۱ ملازمین کی منظوری ہے۔ فی الوقت اس میں ۱۴۷۹ ملازم کام کر رہے ہیں۔

گذشتہ چار سالوں کے دوران کارپوریشن کی آمدنی اور اخراجات سے متعلق اعداد و شمار اس طرح ہیں:۔

سال	آمدنی (کروڑ روپے میں)	اخراجات (کروڑ روپے میں)
۸۰-۱۹۷۹ء	۱۹٫۰۷	۹٫۲۴
۸۱-۱۹۸۰ء	۲۴٫۵۵	۱۱٫۶۳
۸۲-۱۹۸۱ء	۲۷٫۸۸	۱۲٫۵۵
۸۳-۱۹۸۲ء (مارچ تک)	۱۸٫۷۹	۷٫۷۳

فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے تحت ملازمت پر رکھے گئے افراد سے متعلق تفصیل اس طرح ہے:۔

سال	کل ایام کار (لاکھوں میں)	پروجیکٹ پر اوسط حاضری
۸۰-۱۹۷۹ء	۵۴,۵۴,۷۰۲	۱۸,۱۸۲
۸۱-۱۹۸۰ء	۷۴,۶۷,۷۸۶	۲۴,۸۹۳
۸۲-۱۹۸۱ء	۷۴,۹۱,۲۴۸	۲۴,۹۷۱
۸۳-۱۹۸۲ء (مارچ تک)	۵۵,۴۶,۰۵۷	۲۴,۶۵۰

ملازمت کے نئے مواقع زیادہ تر ادیباسی علاقوں میں فراہم کئے گئے ہیں۔ کارپوریشن کے قیام کے بعد ابھی تک ادیباسی علاقوں میں ادیباسیوں کی ملازمت میں ۸ تا ۹ گنا اضافہ ہوا ہے۔

دیگر سرگرمیاں

کارپوریشن کی دیگر سرگرمیوں اور کارکردگی سے متعلق یہ امر قابل ذکر ہے کہ ریاستی حکومت ۱۹۸۱ء میں بمبئی کے مضافاتی علاقے بوریولی میں واقع سنجے گاندھی راشٹریہ ادیان کا چارج کارپوریشن کو دیا۔ کارپوریشن نے اس کی ترقی پر ۲٫۶۴ کروڑ روپے خرچ کئے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران

عالمی غذائی پروگرام کے تحت
کام کے عوض
غلہ دیا جا رہا ہے۔

ب اندازے کے مطابق کارپوریشن مختلف کاموں کے لئے
۱۶ء۵ کروڑ روپے خرچ کرے گی۔

چار نیشنل پارک اور جنگلی جانوروں کے دس مامن پہلے
ں قائم کئے گئے ہیں جو بالترتیب مجموعی طور پر ۱۰۲۰ء۴۴ اور
۲۲۷ء۸۰ و ۱۰ مربع کلومیٹر اراضی پر پھیلے ہوئے ہیں۔
رید چار مامن قائم کئے جا رہے ہیں جو ۶۸۸ء۰۷ مربع کلومیٹر
اضی کا احاطہ کریں گے۔ امراوتی ضلع سے میلگھاٹ جنگلات
ں ۱۵۷۱ء۶۷ مربع کلومیٹر اراضی پر پھیلا ہوا ایک دو ٹائیگر
زروائر ہے۔ اس کا شمار ملک کے اہم ٹائیگر ریزروائر میں
ہوتا ہے۔

۱۹۸۰ء میں یہاں ۶۵ شیر تھے جن کی تعداد ۱۹۸۳ء
ں بڑھ کر ۱۷۴ ہو گئی ہے۔ مگر مچھ کا بھی ایک پارک ہے۔
ہاں آٹھ بڑے مگرمچھ پائے جاتے ہیں۔ اس پارک پر
رچ ۱۹۸۲ء تک ۱۶ء۰۵ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

جنگلات کی طبی و معالجاتی اہمیت

کارپوریشن نے DYESKORIA نامی پودا اگانے
کا ایک پروجیکٹ جاری کیا ہے۔ یہ پودا طبی و معالجاتی افادیت
کا حامل ہے۔ اس سے دیگر دوائیوں کے علاوہ مانع حمل
گولیاں بھی بنائی جاتی ہیں۔ اس پودے کے استعمال سے

ہم خطیر مقدار میں بیرونی زر مبادلہ بچا سکتے ہیں۔ اسی
پروجیکٹ کے تحت [illegible] نرسری (ناگپور پروجیکٹ
ڈویژن)، چول بند (گوندیا پروجیکٹ ڈویژن)،
کھوسا نرسری (ایوت محل پروجیکٹ ڈویژن)،
جاپرالا نرسری (سرکنڈا پروجیکٹ ڈویژن) میں اسمی پودے
کی کاشت کی جاری ہے۔ اس پروجیکٹ کے لئے حکومت مہاراشٹر
نے چوبیس ہزار روپے کی مالی امداد منظور کی ہے تقریباً ایک
سال کی مدت میں یہ پودے پھل دینے لگتے ہیں۔ ایک ایکڑ
زمین پر پھیلے پودوں سے ۸ تا ۱۰ ہزار روپے کی آمدنی ہوتی ہے۔

ایوت محل پروجیکٹ ڈیویژن میں آئندہ پانچ سالوں کے
دوران جو نرسریاں قائم کی جانے والی ہیں ان کی تفصیل اس
طرح ہے۔

- بانس اور ریشوں کی ۴۸۰ ہیکٹر اراضی پر پھیلی ہوئی نرسری۔
- کاجو کی نرسری جو ۴۰۰ ہیکٹر اراضی پر پھیلی ہوگی۔
- سو ببول کی نرسری جس کا رقبہ ۱۲۶۹ ہیکٹر ہوگا۔

اس پروجیکٹ کے لئے قومی زرعی و دیہی ترقیاتی بنک
سے مالی امداد حاصل کی گئی ہے۔ آئندہ پانچ سالوں کے دوران

جاری رہے گی۔ ان مزدوروں کی بہبود کے لیے بھی اقدامات کیے جاتے ہیں۔ انھیں طبی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ ان کے لیے پینے کے پانی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ غلے کی سستی دکانیں کھولی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے لیے تفریح کا سامان بھی مہیا کیا جاتا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مہاراشٹر فارسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن صرف جنگلات کے تحفظ اور جنگلاتی آمدنی میں اضافہ حاصل کرنے میں ہی مصروف نہیں ہے، بلکہ اس کے مقاصد میں ادیباسیوں اور دیہی عوام کی بہبود بھی شامل ہے جو اپنی آمدنی کے لئے بنیادی طور پر جنگلات کا سہارا لیتے ہیں۔

اکتوبر ۱۹۷۷ء سے ستمبر ۱۹۸۲ء تک کارپوریشن نے ملازمین کی اجرت پر ۸۴ء۱۶ کروڑ روپے خرچ کئے ہیں۔ اس سے زیادہ تر ادیباسی اور مہاراشٹر کے دوردرا

کارپوریشن اپنے ملازمین کے لیے پینے کے پانی کا بھی انتظام کرتا ہے۔

ساگوان کے درخت

پانچ سو ہیکٹر اراضی پر کئی نرسریاں قائم کیے جانے کی توقع ہے فی ہیکٹر اخراجات کا اندازہ پندرہ ہزار روپے ہوگا۔ لیکن پروجیکٹ کی تکمیل کے بعد فی ہیکٹر آمدنی ۱۵ ہزار تا ۲۰ ہزار روپے ہوگی۔

ناندیڑ ضلع کے بھوکر فاریسٹ پروجیکٹ ڈویژن میں کارپوریشن نے آئندہ تیس برسوں کے دوران مزید ۲۳,۳۰۰ ہیکٹر اراضی پر شجر کاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

کارپوریشن کے مختلف جنگلاتی پروجیکٹوں میں مجموعی طور پر ۲۱,۰۰۰ مزدور کام کرتے ہیں۔ ان مزدوروں کی یومیہ اجرت ان کے کام کی نوعیت کے اعتبار سے ۸۵ء۷ روپے، ۸ روپے اور ۱۲ روپے یومیہ ہوتی ہے۔ اجرت کے عوض غلہ کی مقررہ مقدار بھی دی جاتی ہے۔ یہ اسکیم ۱۹۷۱ء میں جاری کی گئی تھی جو ستمبر ۱۹۸۵ء تک

ں میں آباد پس ماندہ افراد کو فائدہ پہنچا ہے۔ آئندہ
سالوں کے دوران ایک اندازے کے مطابق کارپوریشن
دس کروڑ روپے اس مد میں خرچ کرے گی۔ اس طرح
پروگرام پر ۱۸ کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

مہاراشٹر فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کی کارکردگی
ندہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ ریاست کے جنگلات
ت سے استفادہ کرنے کے لئے جاری کیا گیا یہ

ادارہ نہ صرف اپنے قیام کے مقصد میں پوری طرح کامیاب
رہا بلکہ اس نے ادیباسیوں اور دور دراز دیہاتوں میں آباد
پسماندہ افراد کی مالی حیثیت کو سدھارنے میں بھی خاطر خواہ
کام کیا ہے۔

ت کی التجا

زمین کا مؤثر استعمال۔ محفوظ رکھنے کی حکمت عملی

پانی کے مسلسل بہاؤ کے لئے جنگلات کا تحفظ ضروری ہے۔ جنگل کے معنی یہ نہیں ہیں کہ صرف درخت ہی دکھائی دیں بلکہ اس کے معنی ہیں وہ زیر زمین تہہ بھی آجاتی ہے جس کا درختوں سے تعلق ہوتا ہے اور اس کی خوبی اور سلامتی اس خطہ زمین کی آب و ہوا پر دلالت کرتی ہے۔ لہٰذا اس خطہ زمین کے آس پاس کا تمام جنگلاتی علاقہ محفوظ یا "بند" علاقہ قرار دیا جانا چاہیئے۔ وہاں کی ہوا کو آلودہ کرنے والی اشیاء رفتہ رفتہ جنگل کی ترکیب کو بدل دیتی ہیں اور سخت الزاع والی اشیاء جو زہریلی گیس کو برداشت [illegible] کی صلاحیت [illegible] موجودہ انواع کی جگہ لے لیتی ہیں۔ وہ لکڑیاں جو [illegible] اور بے جان ہوں انہیں نکال دینا بھی ضروری ہے تاکہ جنگل کی صحت پر اثر پڑے اور اس لئے بھی کہ ان کی وجہ سے وبائی کیڑوں کے پیدا ہونے کے امکانات [illegible] ہیں۔

بے جان سوکھی اور بے کار لکڑیاں پڑے پڑے سڑ جائیں تو اور کئی مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کو نکال دینا بلکہ دس سال میں ان [illegible] صاف کر دینا لازمی طور پر اختیار کیا جانا چاہیئے۔ البتہ ہرے درختوں کو گرانا اور کاٹنا بند کیا جانا چاہیئے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ بے ترتیبی اور بغیر منصوبہ بندی سے درختوں کو کاٹنا یا گرانا جنگل کے لئے تباہ کن ہوتا ہے۔ خاص طور سے ان لوگوں کے ہاتھوں جو جلانے کے لئے لکڑیاں بٹورنے جاتے ہیں۔ بظاہر ایسے ایک یا دو واقعات پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی لیکن جب کئی تو آب [illegible]

[illegible] مشغول ہوں اور یہ کام [illegible] انجام دیئے جاتے ہوں تو نقصان کا اندازہ لگانا بھی مشکل [illegible]

زمین کھودنا سوائے اس کے جو کوئلے کے لئے ہو [illegible] دیا جانا چاہیئے۔ چونا اور پتھر کے لئے کھدائی کرنا غیر نفع بخش کاروبار ہے۔ کھودی گئی زمین کے ہر ہیکٹر پر موجودہ قیمت کے حساب سے ۲۰۰۰۰ روپیہ خرچ آئے گا اور یہ خرچہ برسوں تک برداشت کرنا پڑے گا۔ اگر اس زمین کو کھیتی کے قابل بنانے کی ضرورت پیش آئی اور اتنا خرچ کرنے کے بعد بھی کاشت صرف برائے نام ہو سکے گی اور اس لحاظ

آمدنی بھی کم ہوگی۔ بعض زمینیں اس حد تک برباد ہو چکی ہیں اور ان کی کھدائی اتنی گہرائی تک کی گئی ہے کہ اگر اس مرحلے پر مزید کھدائی روک دی جائے تب بھی قدرتی طور پر ان کے ٹھیک ہونے میں صدیاں لگ جائیں گی۔

جانوروں کے چرنے کے نقصان دہ اثرات

پورے آبگیر علاقے میں تمام جانوروں کا چرنا بالکل روک دیا جانا چاہیے۔ بے روک ٹوک چرائی نہایت نقصان دہ ہے۔ اس سے زمین کی تمام روئیدگیاں مر جاتی ہیں اور ٹوٹ پھوٹ اور شگاف میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے یہ بندش معاشی طور پر ناسازگار ہو لیکن وسیع قومی مفاد کے لحاظ سے اس پر عمل کیا جانا ضروری ہے۔ اگرچہ چرانے کی مفت اجازت ہو یا صرف برائے نام دام وصول کئے جاتے ہوں تب ہی معاشی طور پر وہ فائدہ بخش ہو سکتا ہے بلکہ عام قومی مفاد کے پیش نظر ایسے مقامات سے جانوروں کو ان کے کٹہروں میں ہی گھاس چارہ دیا جانا چاہیئے۔ ہزاروں جانوروں کا ان زمینوں پر آنا جانا زمین کے اوپری حصے کو روند ڈالتا ہے جس سے اس کی روئیدگی پانی اثر پذیر ہوتی ہے۔ اس کا اثر زمین کی آبگیر صفتوں پر بھی پڑتا ہے۔

زمینی شگاف کو روکنا

کوئلہ کی کان کنی کی صنعت میں سوچ بچار کے

بنجر زمین، جس کی سخت و کرخت زمین، ٹوٹ پھوٹ سے بھری ہوئی ہے۔ کیونکہ اس میں جانوروں کے چرنے اور ہریالی سے کاٹنے، چھانٹنے پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ زیرِ نظر تصویر سانگلی ضلع کے شرقی علاقے کی ہے۔

ایک اچھا جنگلاتی علاقہ جس کے
آس پاس کی زمین سخت نہ ہونے کے
سبب شگاف کو روکنے کے لئے کافی
ہے اور جہاں جنگلاتی زمین کو باقاعدگی
سے پانی پہنچتا ہے۔ یہ تصویر آسام کے
ضلع کے ایک جنگل کا منظر پیش کر رہی ہے

"درخت انسان کے نہایت معتبر دوستوں میں سے ہیں اور وہ ملک جو خوشگوار
مستقبل کا متمنی ہو، لازم ہے کہ اپنے جنگلات کی بخوبی حفاظت کرے۔"
شریمتی اندرا گاندھی وزیرِ اعظم

کوٹنا کا
آب گیر علاقہ

طور طریقے بدلنے ہوں گے ۔ اس صنعت کو بھی زمینی
شگاف کے نقصانات پر نظر رکھنی ہوگی ۔ کوئلے کے
لیے کان کنی کے سلسلے میں زمین کی اوپری سطح کی مٹی ہٹاکر
یک طرف تلے اوپر رکھی جانی چاہیے ۔ پھر یہ زمین ایسے
نی طور پر واقف کار عملے کے حوالے کی جانی چاہیے
د وہاں پودے اور درخت لگائیں ۔ یہ کام ایسے لوگوں
ے بس کا نہیں جو شجرکاری کے کام سے ناواقف ہوں ۔
پھر ان حلقوں میں نئی کھدائی تب ہی شروع کی جانے
ب پہلے کھودی گئی زمینیں ایک کے بعد دوسری شجرکاری
ے آباد کی جا چکی ہوں اور اس آبادکاری کا خرچ کوئلے
، صنعت کے کارکنوں کو برداشت کرنا چاہیے ۔ ایک
قیقاتی ٹیم مقرر کی جانی چاہیے جو موقع و مقام کے مطالعہ
ے بعد ان پودوں اور درختوں کی ایک فہرست تیار کرے
مٹی کے ان تودوں پر اگائے گئے ہوں اور اس فہرست
ں اگانے کے طریقے کا بھی ذکر ہو ۔ ۔۔۔۔۔۔
لبہ معلومات کی بنیاد پر کام کا آغاز کیا جا سکتا ہے ۔
کام میں جنگل کے واقف کاروں کی سرگرم شمولیت
زمی ہونی چاہیے ۔
کوئلے کی کان پر لگائے گئے پاور جنریٹنگ اسٹیشن
ے ذریعے آلودگی کو دور کرنے کا طریقہ اختیار کرنا لازمی
ونا چاہیے تاکہ کوئلے کے غبار کی فضا میں آلودگی
ی ۔۔۔ کم ہو ۔ تھرمل پاور اسٹیشن نے جو سیمنٹ
کے کارخانوں سے ہمراہ مشغول کار ہیں، کافی نقصان کا
باعث بن چکے ہیں ۔ مؤثر طور پر آلودگی کو ختم کرنے کے
طریقے اختیار کیے بغیر کسی نئی سیمنٹ پلانٹ کے نصب
کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے ۔

آب گیر علاقوں کے جنگلات

اس بات کو بخوبی سمجھ لینا چاہیے کہ پانی ہمیشہ
دستیاب نہیں ہوا کرے گا ۔ اگر اس کے استعمال کو منظم
کرنے کی خاص کوشش نہیں کی گئی ۔ جن سرگرمیوں کے سبب
پانی کی پیدائش اور ذخیرہ اندوزی متاثر ہوتی ہو، انہیں
بند کر دینا ضروری ہے ۔ آب گیر علاقوں کے ذخیرۂ آب والے
حلقوں میں روئیدگی کی بہتات پانی کی فراہمی پر اثرانداز
ہوتی ہے ۔ اس روئیدگی کو کسی قسم کا نقصان پہنچنا خود پانی
کی کیفیت و مقدار پر اثر ڈالتا ہے ۔ موجودہ حالات
میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھتی جا رہی ہے ۔ اس
کی وجہ سے حرارت میں اضافہ اور بارش کی کمی پیش آنا
لازمی ہے ۔ لہٰذا آبگیر علاقوں میں جنگلات کی طرف سے ذرا
بھی غفلت زمینی حالات کی اور علم معیشت ہوتا ت
کی ناگوار تباہی کا پیش خیمہ ہوگی ۔

جنگل کی افادیت

"جنگل کی ترتیب عجیب و غریب ہوتی ہے، جس سے
قدرت کی لامحدود عنایات و بخشائش کا اظہار ہوتا ہے ۔ اسے
دیکھیے تو دل اندر سے آواز دیتا ہے کہ اسے باقی رہنا چاہیے کیوں کہ یہی
جنگل اپنی پیداوار، اپنی زندگی بھر کے اکتسابات کو فیاضی کے ساتھ
ہمیں دیتے ہیں ۔ جنگلات ان گنت مخلوقات کو تحفظ سے نوازتے
ہیں یہاں تک کہ اسے بھی سایہ بہم پہنچاتے ہیں جو کلہاڑی لے انہیں
کاٹنے گراتا ہے ۔"

مہاتما گوتم بدھ

یکم مئی ۱۹۶۰ء کو ریاست مہاراشٹر کی تشکیل عمل میں آئی اب تک چار پنج سالہ منصوبے عمل میں لائے جا چکے ہیں، پہلے اور دوسرے منصوبے کا نفاذ مہاراشٹر ریاست کے وجود میں آنے سے پیشتر کیا گیا۔ اس وقت پہلے منصوبہ میں شامل وہ تمام علاقے جو آج ریاستِ مہاراشٹر میں شامل ہیں تین مختلف ریاستوں میں شامل تھے — دوسرے منصوبہ میں بھی تقریباً یہی صورتِ حال تھی۔ زیرِ نظر مضمون میں اپریل ۱۹۵۱ء تا مارچ ۱۹۸۲ء کی مدت میں منصوبہ بندی کے ۳۰ سالہ عرصہ میں حاصل کردہ مہاراشٹر کی معاشی ترقی کا جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔

ریاستی منصوبہ بندی کی تین دہائیاں

مالی نقطۂ نظر سے پہلے منصوبہ میں اخراجات کی رقم ۱۵۵ کروڑ روپیہ تھی جو کہ چھٹے منصوبہ تک بڑھ کر ۶۱۷۵ کروڑ روپیہ تک جا پہنچی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یکے بعد دیگرے منصوبوں میں مالی رقوم میں اضافہ ہوتا رہا لیکن صحیح معنوں میں ترقی کا ماحصل متوقع نشانہ سے کچھ کم رہا جس کی خاص وجہ قیمتوں میں اضافہ اور بازار کے بدلتے ہوئے حالات ہیں۔ بہرکیف ان حالات میں زراعت، آبپاشی، بجلی، صنعت، نقل و حمل اور مواصلات جیسے اہم شعبوں میں جو کچھ بھی ترقی حاصل ہوئی وہ یقیناً قابلِ ذکر ہے۔

زراعت

زرعی پیداوار میں اضافہ اور بہتری کا زیادہ تر دارومدار مانسون پر ہوتا ہے۔ اس کے باوجود حکومت کی اپنی کوششیں بھی قابلِ ذکر ہیں۔ مثال کے طور پر حکومت کی جانب سے زراعتی کاموں میں معاون اشیاء جیسے بیج، کھاد، باغبانی اوزار، امداد باہمی قرضہ جات وغیرہ کی فراہمی میں بتدریج توسیع جاری رہی، نتیجہ میں ۱۹۵۱ء میں فصلی پیداوار ۳۸ لاکھ ٹن سے زیادہ نہ تھی، مگر ۱۹۷۱ء تک یہ پیداوار بڑھ کر ۵۴ر۱۴ لاکھ ٹن جا پہنچی۔ اس سے آگے ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۱ء تک اور ۱۹۸۳ء میں متوقع پیداوار بالترتیب ۳۸ر۹۰ لاکھ ٹن، ۱۲ر۱۰۵ لاکھ ٹن، اور ۹۹ لاکھ ٹن زرعی پیداوار میں اضافہ کا کھلا ثبوت پیش کرتی ہے۔

کپاس کی کاشت ۵۱-۱۹۵۰ء میں ۱۸ر۸ لاکھ ۸۱-۱۹۸۰ء میں ۶۹ر۱۳ لاکھ ہو گئی۔ اور ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۱۸ لاکھ گانٹھیں متوقع ہیں۔ گنے (گڑ) کی پیداوار ۵۱-۱۹۵۰ء میں ۲۹ر۵ لاکھ ٹن، ۷۱-۱۹۷۰ء میں ۴۱ر۱۶ لاکھ ٹن، ۸۱-۱۹۸۰ء تا ۸۳-۱۹۸۲ء تک بالترتیب ۲۵ر۵ لاکھ ٹن، ۵۲ر۳۱ لاکھ ٹن، اور ۲۹ر۱۳ لاکھ ٹن حاصل کی گئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۲۶ لاکھ ٹن کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ تلہن (مونگ پھلی) کی پیداوار ۵۱-۱۹۵۰ء، ۷۱-۱۹۷۰ء، ۸۱-۱۹۸۰ء اور ۸۳-۱۹۸۲ء میں بالترتیب ۷ر۵ لاکھ ٹن، ۸۶ر۵ لاکھ ٹن، ۱۱ر۶ لاکھ ٹن، اور ۹۵ر۶ لاکھ ٹن حاصل ہوئی جس سے بتدریج اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔

۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران تلہن کی پیداوار ۴۴ر۷ لاکھ ٹن حاصل ہونے کا اندازہ ہے جبکہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۷۹ر۸ لاکھ ٹن کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ تلہن کی کل پیداوار ۸۲-۱۹۸۰ء میں بالترتیب ۰۵ر۱۰ لاکھ ٹن اور ۲۸ر۱۲ لاکھ ٹن تھی۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں یہ پیداوار ۰۳ر۱۲ لاکھ ٹن

متوقع ہے، جبکہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۴۰ر۱۲ لاکھ ٹن کا نشانہ مقرر رہے۔

ڈیری ترقیات اور مویشی پالن

دودھ کی پیداوار ۶۶ر۹ لاکھ ٹن تھی اور ۸۱-۱۹۸۰ء میں اس میں اضافہ ہوا اور وہ ۲۱ر۱۶ لاکھ ٹن تک جا پہنچی۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران یہ پیداوار ۴۷ر۱۷ لاکھ ٹن حاصل ہونے کی توقع ہے۔ انڈوں کی پیداوار ۶۱-۱۹۶۰ء میں ۵۳ ملین تک تھی اور ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران اس میں زبردست اضافہ کے ساتھ ۲۹۲ ملین تک پہنچنے کی امید ہے۔

آبپاشی

آبپاشی کے انتظامات کی سہولت زیادہ سے زیادہ بہم پہنچانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۸۰ء تک مختلف منصوبہ مدت کے دوران ۹ بڑے، ۹۰ درمیانی درجے کے ۱۰۹۱ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ کے علاوہ ۳۴۰ اٹھاؤ سینچائی کے پروجیکٹ تیزی سے تکمیل کے مراحل طے کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ۹ بڑے، ۴۳ درمیانی درجہ کے اور ۴۲ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹ تقریباً تیار ہیں۔

حصول آزادی کے بعد کی مدت میں بہاؤ کے ذریعے تقریباً ۷۴ر۲ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی تھی۔ ۱۹۸۰ء میں چھٹے پنج سالہ مدت کے ابتدائی عرصہ میں اس وقت تک ۲۰ر۷ لاکھ ہیکٹر اراضی زیر آبپاشی لائی جا چکی تھی۔

بجلی

صنعت کے لئے بجلی ایک اہم ضرورت ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر حکومتِ مہاراشٹر نے بجلی کے لئے جو چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں اہم درجہ رکھتی ہے۔ ۱۶۷ کروڑ روپیہ مالیت کے ریاستی منصوبہ میں سے تقریباً ۱۵۷۲ کروڑ روپیہ مختص کیا ہے جو کہ کل اخراجات کا ۳۵ فیصد ہے۔ اس طرح سابقہ پنج سالہ منصوبہ میں بھی بجلی کی ترقی کے لئے خاصی رقم مختص کی جاتی رہی ہے۔ ذیل کے خاکہ سے ریاست میں بجلی ترقیات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

	۵۱-۱۹۵۰	۶۱-۱۹۶۰	۸۲-۱۹۸۱
سابقہ گنجائش (میگاواٹ)	۲۹۳	۷۶۰	۴۳۹۶
اضافہ شدہ بجلی (،،)	۱۳۶۷	۳۲۶۳	۱۹۸۹۶
فروخت کردہ بجلی (،،)	۱۱۵۰	۲۷۲۰	۱۵۳۶۳
صنعتی استعمال (،،)	۶۸۵	۱۳۵۳	۸۵۹۵
زرعی استعمال (،، سالانہ)	--	۱۵	۱۸۸۴
شہری / دیہی بجلی (تعداد)		۸۵۳	۲۹۱۳۹
زرعی پمپ (سال کے آخر میں)		۶۶۹۵	۷۱۹۲۹۰

اقل ترین ضروریاتی پروگرام

سماج کے کمزور طبقات کی فلاح و بہبود ہمیشہ ہی حکومت کے پیشِ نظر رہی ہے، چنانچہ پانچویں پنج سالہ منصوبہ میں حکومت ہند نے اس سلسلے میں مثبت قدم اٹھاتے ہوئے ان طبقات کے لئے بنیادی ضرورتوں کی سہولت از حد بہم پہنچانے کی غرض سے کم از کم ضرورت پروگرام کا اجراء مذکورہ پروگرام کے تحت قابل ذکر امور میں ۱۵۰۰ سے زائد آبادی والے علاقوں میں جوڑنے والی سڑکوں کی تعمیر، تعلیم بالغان دیہی صحت پروگرام، دیہی فراہمی آب، بے زمین زرعی مزدوروں کو مکانات اور جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے جگہوں کی فراہمی، قبائلی علاقوں میں آباد غریب باشندوں کے لئے توانائی بخش غذا کی فراہمی اور ۱۱-۶ سال کے درمیان عمر والے بچوں کو دوپہر کا کھانا شامل ہے۔

ریاستی حکومت نے بھی ہر ضلع میں دیہی سڑکوں کی تعمیر کی بابت ایک ماسٹر پلان تیار کیا ہے۔ ریاست میں ۱۰۰۰ سے زائد آبادی والے دیہاتوں کی تعداد ۱۱۳۲۴ ہے، جس میں سے ۶۶۳۱ دیہات ۱۹۸۲ء کے آخر تک پابندار سڑک تعمیر پروگرام میں شامل کئے گئے ہیں۔

ابتدائی تعلیم کے تحت ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران ۱۱-۶ سال کی عمر کے جماعت اوّل تا پنجم میں ۳۷ر۸۸ لاکھ، جماعت ششم تا ہشتم میں ۱۴-۱۱ سال کی عمر کے ۲۰ر۳۵ لاکھ طلباء فیضیاب کئے گئے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اول تا پنجم ۸۷ر۹۰ لاکھ اور ششم تا ہشتم ۳۰ر۲۷ لاکھ طلبہ کا نشانہ مقرر رہے۔

تعلیم بالغان پروگرام کے تحت جو کہ ۲ راکتوبر ۱۹۷۸ء سے نافذ العمل ہے ۱۱ر۳ لاکھ نفوس کو فیضیاب کئے جانے کی توقع ہے۔

حکومتِ ہند نے ۲۰۰۰ء تک سب کے لئے صحت کا نصب العین اپنایا ہے۔ اسی نصب العین کے تحت مرتب کردہ پروگراموں میں ۳۰،۰۰۰ آبادی والے غیر قبائلی اور ۲۰،۰۰۰ آبادی والے قبائلی علاقوں میں متعدد ابتدائی صحت مرکز کا قیام شامل ہے۔ اس سلسلے میں ریاستی حکومت نے اپنے ریاستی عوام کی بہبود کے لئے ۹۰-۱۹۸۹ء تک ۵۰،۰۰۰ آبادی والے غیر قبائلی علاقہ اور ۸۵-۱۹۸۴ء تک ۳۰،۰۰۰ آبادی والے قبائلی علاقوں کا نشانہ مقرر کیا ہے۔

توانائی بخش غذا کی فراہمی کے سلسلے میں ریاستی حکومت نے خصوصی اقدامات کئے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت قبائلی اور سلم علاقوں میں نوزائیدہ بچوں سے لیکر ۵ سال کے بچوں کو، حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں کو توانائی بخش غذا (یعنی ڈبل روٹی یا میٹھا بن یا ؤ اور دودھ) دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ۶-۱۱ سال کی عمر کے اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کو کھانے کے پیکٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت ۸۲-۱۹۸۱ء اور ۸۳-۱۹۸۲ء تک ابتدائی مدرسوں میں زیر تعلیم ۲۵ ر۲ لاکھ بچے اور مزید ایک لاکھ بچے بالترتیب فیضیاب کئے جانے کی توقع ہے۔

مکانات اور جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے جگہوں کی فراہمی کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۸۱ء تک ۴ر۴ لاکھ جگہیں فراہم کی جا چکی ہیں۔ ریاستی حکومت چھٹے منصوبہ مدت (مارچ ۱۹۸۵ء) کے آخر تک پینے کے پانی کی فراہمی سے متعلق پروگرام کے تحت ۷۸،۳۵ دیہاتوں کو فیضیاب کرنے کے لئے مؤثر اقدامات کئے جائیں گے۔ اب تک ۳۲،۲ دیہاتوں کو اس پروگرام سے فائدہ پہنچایا گیا ہے۔

غریب طبقات کی بہبود کے لئے دیگر اقدامات میں ۸۳-۱۹۸۲ء کے دوران کھارا راضی ترقیات پر عمل آوری قابلِ ذکر ہے۔ اس اسکیم کا راست فائدہ صرف غریب طبقات ہی کو پہنچتا ہے۔ اس اسکیم سے ۴۰،۰۰۰ خاندان فیضیاب ہو سکتے ہیں علاوہ ازیں باغبانی اور سماجی سطح کی جنگل بانی پروگرام بھی شروع کئے گئے ہیں اور اس کے لئے ایک علیحدہ محکمہ کا اجراء کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کی اہمیت یہ ہے کہ مندرج جاتیوں اور قبائلیوں کی زمین پر شجرکاری کو بڑھاوا دیا جاتا ہے۔ سماجی سطح کی جنگل بانی پروگرام کے تحت سڑکوں، نہروں اور ریلوے لائن کے کنارے شجرکاری مہم کو خاص طور سے شامل کیا گیا ہے۔

اسی طرح سنجے گاندھی نرادھار انودان یوجنا اور غریب طبقات کو مناسب داموں پر اشیائے ضروری کی فراہمی جیسے غیر منصوبہ پروگرام بھی قابلِ ذکر ہیں جس کے لئے ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران تقریباً ۷ لاکھ نفوس کو فیضیاب کرنے کی غرض سے اس پروگرام پر اخراجات کے لئے ۵۰ کروڑ روپیہ مختص کیا گیا ہے

قبائلی ضمنی منصوبہ

قبائلی علاقوں کی نشاندہی اور قبائلی طبقات کی بہتری کے لئے یکم اپریل ۱۹۷۶ء سے قبائلی ضمنی منصوبہ نافذ کیا گیا۔ مندرج جاتیوں اور نوبدھسٹوں کی ترقیات کے لئے ۸۰-۱۹۷۹ء میں ایک مربوط منصوبہ شروع کیا گیا۔

مربوط منصوبہ مرکزی حکومت کا جاری کردہ ہے لیکن اس

یہ سے مہاراشٹر کے جاری کردہ خاص پروگراموں کو مزید
ت حاصل ہوگی۔ جن کا مقصد سماج کے تسلیم شدہ طبقات
دلیات بہم پہونچانا ہے۔ مندرج جاتیوں اور نو بدھ عنسول
الاتِ زندگی کو بہتر بنانے کے لئے بھی مخصوص کوششیں
ی ہیں۔

حکومتِ ہند کے مرتب کردہ اصولوں کے پیش نظر ریاستی
ت نے قبائیلیوں کے لئے علیحدہ ضمنی منصوبہ جاری کیا ہے،
کے تحت ۱۳ اضلاع کے ۸۴ تحصیلوں میں واقع ۶۴۲۶
ت شامل ہیں۔ اس منصوبہ کا خاص مقصد کمزور طبقات کے
صال کی روک تھام اور ایسے طبقات کی سماجی و
ی ترقیات حاصل کرتا ہے۔

غربت کے خاتمہ کیلئے کوششیں

مہاراشٹر میں چھٹے پنج سالہ منصوبہ میں چند خاص پروگرام
ں کئے گئے ہیں جن پر عمل آوری سے غربت میں تیزی سے
لائی جاسکتی ہے اس کے علاوہ بے روزگاری کے خاتمہ
ساتھ ساتھ سماج کے کمزور طبقات مثلاً چھوٹے اور
یانی درجہ کے کسان، بے زمین مزدور، مندرج جات اور
عوام کی فلاح وبہبود میں معاون مسائل پر خصوصی توجہ
ی ہے۔ غربت کے خاتمہ کے لئے مرتب کردہ پروگرام
دو اہم مقاصد کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

(۱) سطحِ غربت سے نیچے زندگی گذارنے والے
ں کو اوسط حالاتِ زندگی تک لانا، اور (۲) انھیں
ی اسکیمات / امداد کے ذریعے اس قابل بنانا کہ وہ خود
ں بن سکیں۔ چنانچہ ۸۳-۱۹۸۰ء کے سالانہ منصوبہ میں
گنجائش پیدا کی گئی ہے جس پر عمل آوری سے عوام کے
تِ زندگی میں بہتری لاکر زیادہ سے زیادہ عوام کو
غربت سے اوپر اٹھایا جاسکتا ہے۔

ضمانتِ روزگار اسکیم

یہ خاص اسکیم دیہی علاقوں کے غریب طبقات کو جو کہ
ے متلاشی ہوتے ہیں۔ لازماً روزگار فراہم کرنے کی
سے ۱۹۷۲ء میں شروع کی گئی تھی۔ مارچ ۱۹۸۳ء

تک اس پروگرام پر ۱۰۸ کروڑ روپیہ صرف کئے جاچکے ہیں۔
جس کے نتیجہ میں دیہی علاقوں میں ۱۲۵ کروڑ ایام کار
کی گنجائش پیدا ہوسکی ہے۔ تقریباً ۴ لاکھ انطامی
امور منظور کئے گئے جن میں سے ۱۷۲۰۰۰ امور تکمیل پاچکے ہیں،
ان امور میں آبپاشی پروجیکٹ، دیہی سڑکیں جیسے
کام شامل ہیں۔ مذکورہ اسکیم کی وجہ سے ریاست میں
مؤثر زرعی ترقیات ممکن ہوسکتی ہیں۔

ریاستی حکومت اور مرکز کا مشترکہ طور پر جاری کردہ
اناج بطور اجرت پروگرام جو کہ ۱۹۷۸ء میں جاری کیا گیا
تھا، اب قومی دیہی روزگار پروگرام میں تبدیل ہوچکا ہے
مربوط دیہی ترقیات اسکیم بھی معمولی درجے کے بے زمین
کسانوں کی بہبود سے متعلق مختلف پروگراموں کی اہم
کڑی ہے۔ جو کہ ریاستی حکومت نے (مرکز کی جانب سے
چھوٹے اور درمیانی درجہ کے کسانوں نیز زرعی مزدوروں کو
فلاح وبہبود کے نقطۂ نظر سے نافذ کی ہے۔

امدادِ باہمی تحریک

سماج کیلئے ایک نعمت

امدادِ باہمی تحریک ایک ایسا مؤثر ذریعہ ہے جس کے ذریعے غریب افراد کی زندگی کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ ابتداءً اس تحریک کا وجود صرف ضرورت مند دیہاتی لوگوں کو مالی مدد پہنچانے کی غرض سے ہوا۔ لیکن اس وقت اس تحریک نے مختلف صنعتی اداروں کو سرمایہ فراہم کرنے کے ذریعے اور مختلف سیکٹروں میں سرمایہ کاری میں اہم مقام حاصل کرلیا ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں اس تحریک کی نمایاں کامیابیوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔

فی الحال ریاست میں ٧٦٤٥٨ کوآپریٹیوز قائم ہیں اور ان کا مجموعی سرمایہ ٧٠٠٠ کروڑ روپے ہے۔ اس تحریک نے گذشتہ ٢٥ سال کے دوران بہت تیزی سے ترقی کی اور اب یہ زندگی کا ایک جزو بن چکی ہے۔

اس تحریک کی ابتداء ١٩ویں صدی کی پہلی دہائی میں ہوئی۔ اور اس وقت اس تحریک کا مقصد خاص یہ تھا کہ دیہی افراد کو قرضہ جات فراہم کرے تاکہ وہ پرانے قرضہ کے بار سے سبکدوش ہوجائیں۔ قرض فراہم کرنے کی بابت قانون کی تشکیل ١٩٠٤ء میں ہوئی

کوآپریٹیو کے اصولوں میں غریب عوام کی خدمت کو ہی خاص طور پر پیشِ نظر رکھا گیا تھا۔ اس وجہ سے جب ملک آزاد ہوا تو پنج سالہ منصوبہ اور پلاننگ میں اس تحریک کو خاص طور پر شامل کیا گیا۔

درج ذیل خاکہ اس بات کو عیاں کرتا ہے کہ مہاراشٹر میں اس تحریک کو صرف قرضہ جات فراہم کرنے کی حد تک ہی محدود نہیں رکھا گیا بلکہ اس کی کارکردگی کو اور زیادہ وسیع کردیا گیا ہے۔

عنوانات	١٩٦١ (کروڑ روپے میں)	١٩٨٤ (کر[illegible]
١۔ امدادِ باہمی اداروں کی مجموعی تعداد	٣١٥٦٥	[illegible]،٤٥٨
٢۔ ممبروں کی تعداد (لاکھ میں)	٤٢	١٨٠
٣۔ حصص سرمایہ (کروڑ میں)	٥٣	٨٠٠
٤۔ حکومت کا حصص سرمایہ	٨	١٢٥
٥۔ ذاتی سرمایہ	٧٣	٤٦٠
٦۔ کاروباری سرمایہ (کروڑ میں)	٣٢٦	[illegible]٠٠٠

١٩٦١ء میں امدادِ باہمی سوسائٹیوں کے ذریعے ٤٠ [illegible] کے قرضہ جات فراہم کئے گئے لیکن جون ١٩٨٣ء تک یہ قرضہ جات کی رقم ٥٠[illegible] کروڑ تک پہنچ گئی۔ ان قرضہ جات کی وہ رقوم بھی شامل ہیں جو مختلف صنعتی صنعتو[illegible]

فراہم کی گئی تھیں اور وہ رقوم بھی شامل ہیں جو وسط مدتی قرضہ جات کے بطور دی گئی تھیں۔ ان امداد باہمی سوسائٹیوں پر یہ لازم ہے کہ وہ سماج کے کمزور طبقات کو مالی امداد بہم پہنچائیں۔ ریزروبینک کا ۲۰% کا متعین کردہ معیار ان امداد باہمی سوسائٹیوں نے پورا کر دیا ہے۔ سماج کے کمزور طبقات کو مالی امداد دینے کے سلسلے میں جون ۱۹۸۳ء کے اختتام تک ۵۵ء۲۶ فی صد کا اضافہ ہوا اور چھوٹے کسانوں کو قرضہ جات کی فراہمی کا فی صد بھی بڑھ کر ۲۸ ہو چکا ہے۔

حکومت قبائلیوں میں امداد باہمی سوسائٹیوں کے قیام کے رجحان کو فروغ دینے کے لئے بھی کوششیں کر رہی ہے — قبائلی ترقیات پروگرام کے تحت ۱۳،۱ اضلاع کے قبائیلی علاقوں میں ابھی تک ۲۵۹ امداد باہمی سوسائٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ ان کے کل ۹۷ء۵ لاکھ اراکین ہیں جن میں سے ۴ء۷ لاکھ قبائیلی ہیں۔ ان سوسائٹیوں کا مجموعی حصص سرمایہ ۳۴ء۷ لاکھ روپے ہے۔ ان کی سرمایہ کاری ۸۲ء۱۰۶ لاکھ روپے ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران انہوں نے ۷۰ء۴ لاکھ روپے فصلی قرض اور ۸۳ء۲۰ لاکھ کھونٹی قرض دیا ہے۔

دیہی دستکاروں کی امداد کے لئے ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران ایک اسکیم کے تحت بلوتے دار امداد باہمی سوسائٹیاں قائم کی گئیں۔ آج ایسی ۲۹۵ بلوتے دار سوسائٹیاں ہیں جن کے ۵۳۰۰۰ ,۱ دستکار رکن ہیں۔ ان سوسائٹیوں میں سرکاری حصہ ۴ء۲ لاکھ روپے کا ہے۔ اسی طرح بھنڈارہ اور ناگپور اضلاع میں امداد باہمی تحریک کے ذریعے بیڑی سازوں نے اپنے لئے سہولتیں حاصل کی ہیں۔

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے تحت اشیائے ضروری کی تقسیم کاری کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے۔ اس مقصد کے حصول میں امداد باہمی سوسائٹیاں اہم رول ادا کر رہی ہیں۔ آج ریاست میں ۷۷ سینٹرل کنزیومرس اسٹورس ہیں — اور ۱۹۰۳ افراد ان کے پرائمری ممبر ہیں۔ ان دکانوں سے ۲۰ء۱۴ لاکھ روپے کا سامان فروخت کیا گیا ہے۔ ان دکانوں کو ریاستی حکومت اور قومی امداد باہمی ترقی کارپوریشن سے امداد بھی ملتی ہے۔

بنکروں کی امداد باہمی سوسائٹیوں کو بھی مضبوط بنانے کے لئے حکومت اقدامات کر رہی ہے۔ انہیں ریاستی حکومت اور ریزروبینک آف انڈیا سے قرض مہیا کیا جاتا ہے بہترین ڈیزائینوں پر انعامات بھی دئیے جاتے ہیں۔

ریاست میں اس وقت کل ۶۸ شکر فیکٹریاں ہیں۔ ۱۴ نئی فیکٹریوں کے قیام کی خاطر مرکز سے منظوری طلب کی گئی ہے۔ مہاراشٹر میں پہلی کتائی مل اچل کرنجی میں ۱۹۶۰ء میں قائم کی گئی تھی۔ پانچویں پنجسالہ منصوبے کے اواخر تک ۲۰ کتائی ملیں قائم کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ان میں سے چھ ملوں کو این ڈی سی سے قرض ملے گا۔ حکومت نے چھ ملوں کے لئے ۱۶۹ ,۱۹,۵۴ لاکھ روپے منظور کر چکی ہے۔ دیگر ملوں کے پروجیکٹوں کے لئے حکومت نے ۵۹۰ لاکھ روپے مختص کئے ہیں۔

امداد باہمی تحریک کے ضمن میں کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم کا ذکر بہت ضروری ہے۔ ریاست میں یہ اسکیم ۷۵-۱۹۷۴ء سے نافذ العمل ہے۔ جون ۱۹۸۳ء تک اس کے تحت ۳۰ء۴۰۴ کروڑ روپے کی کپاس خریدی گئی اور ۳۰ء۶۶ کروڑ روپے کا قرض موصول کیا گیا۔ ●

ایکتا کا گیت

اسرار اکبرآبادی
۳۲۷/۱۸ [illegible]
آگرہ ۲۸۲۰۰۳ (یو پی)

آؤ ہم مل کے چلیں

اور یہ عہد کریں .... امن کی راہ کو پھولوں سے سجانا ہے ہمیں

اپنے گلشن کی بہاروں کو بچانے کے لئے
رنگ میں ڈوبے نظاروں کو بچانے کے لئے
مست بلبل کی پکاروں کو بچانے کے لئے
چشمِ نرگس کے اشاروں کو بچانے کے لئے

آؤ ہم مل کے چلیں

اور یہ عہد کریں .... امن کی راہ کو پھولوں سے سجانا ہے ہمیں

ہم میں نانک بھی ہیں چشتی بھی ہیں اور رام بھی ہیں
کنس کو مارنے والے شری گھنشیام بھی ہیں
بھیم و ارجن کی طرح سیکڑوں گلفام بھی ہیں
اپنے میخانے میں شعلوں سے بھرے جام بھی ہیں

آؤ ہم مل کے چلیں

اور یہ عہد کریں .... امن کی راہ کو پھولوں سے سجانا ہے ہمیں

ہم اگر مل کے بڑھیں آندھیاں رک جائینگی
اپنے گلشن کی بہاریں بھی پلٹ آئیں گی
ہم اگر ساتھ چلیں وادیاں مسکائیں گی
غیر کی فوجیں ہمیں دیکھ کے تھرّائیں گی

آؤ ہم مل کے چلیں

اور یہ عہد کریں .... امن کی راہ کو پھولوں سے سجانا ہے ہمیں

★ ★★

قومی یکجہتی

شیخ محمد جعفر موتی
بی اے (آنرس) بی ایڈ، پونے

اس دیش کے پربت میں یہ سمجھونہ رانی
ہندو ہو مسلماں ہو یا سکھ عیسائی
تم ہی بتاؤ لڑے کیوں آپس میں برائی
سب کا خون ایک رنگ کا آتما امر ہے

پدیاترا کرینگے مٹانے کو ذات پات
ہو ختم اچھوت ہندو مسلماں کے فسادات
کہہ رہا ہے راشٹر ایک آتما یہ بات
ہو امن کیلئے سنگ ہر آتما امر ہے

راناؔ دے بچھلے کو کھلا دیا نندت جواہر
گاندھی تلک سبھاش اور لال سے مہر
مل کر رہو کہتے تھے یہ دیش کے گوہر
گاؤ ترانہ سنگ سنگ ہر آتما امر ہے

اس دیش کا سفید ہرا گیروی ہے رنگ
خونِ دل خونِ جگر خونِ ہر امنگ
خونِ قبا پہن کر کہتا ہے یہ ترنگ
محنت کرو بجاؤ شنکھ یہ آتما امر ہے

ہے کالی رات عجب یہ گھٹا ٹوٹ رُت
بنگال کی روک خوفناک موتی یہ سماتے
ہو گئے سبھی لب دیا پھر نہ آئے نہ آتے
لائے کوئی صبح کرے رنگ ہر آتما امر ہے

—٥—

...ناز قاسمی
رتی لال نگر، گوریگاؤں، بمبئی ۶۲ (ویسٹ)

آوازِ وطن

جوانو، بڑھو نوجوانو، ہمالہ کی چوٹی سے ماں نے پکارا
...ت جہاں سے لڑو آسماں سے یہی وقت کی گونج ہے اور نعرہ

...وطن تو تمہارے چمن کو کہیں دشمنوں کی نظر ہو نہ جائے
...یہ جنت تمہاری بہ قسمت اندھیروں میں غم کے کہیں کھو نہ جائے
...رے جو سائے گھٹن، فنا کیے انہی میں کہیں ہے مقدر کا تارا

جوانو، بڑھو نوجوانو، ہمالہ کی چوٹی سے ماں نے پکارا
...ت جہاں سے لڑو آسماں سے یہی وقت کی گونج ہے اور نعرہ

...ی جنت یہ اکبر کی دنیا، یہ رانا کا گڑھ اور یہ چشتی کی بستی
...بھائی چارہ یہاں پیار پیارا، یہاں امن دیتا ہے پیغامِ ہستی
...بول بالا ہے انسانیت کا، وطن اپنا انسانیت کا سہارا

جوانو، بڑھو نوجوانو، ہمالہ کی چوٹی سے ماں نے پکارا
...ت جہاں سے لڑو آسماں سے یہی وقت کی گونج ہے اور نعرہ

...نا جاؤ اسکی حدوں سے، یہ ہندوستاں کی مقدس زمیں ہے
...ار نظروں سے یہ بھی تو دیکھو، یہاں کی ہر اک چیز کتنی حسیں ہے
...میں سونا ہے پتھر میں ہیرا، انہی سے تو ہم نے وطن کو سنوارا

...و جوانو، بڑھو نوجوانو، ہمالہ کی چوٹی سے ماں نے پکارا
...ت جہاں سے لڑو آسماں سے یہی وقت کی گونج ہے اور نعرہ

شمیم بانو
(رسالی پارا۔ دھمتری (ایم۔ پی))

عِلم

★

علم کیا ہے؟ انکشافِ پردۂ رازِ حیات   علم کیا ہے؟ سعیِ انساں بر بنائے کائنات
علم کیا ہے؟ ایک منزل دور از حدِ نظر   علم کیا ہے؟ ارتقائے پیکرِ نوعِ بشر
علم کیا ہے؟ ذہن و دل کی سعیِ پیہم کا مقام   علم کیا ہے؟ کوششِ انساں کی منزل کا نام
علم کیا ہے؟ بحرِ دل میں موجۂ بیتاب ہے   علم کیا ہے؟ روح میں جذبات کا سیلاب ہے
علم کیا ہے؟ بزمِ ظلمت میں چراغِ روشنی   علم کیا ہے؟ در حقیقت صبح کی تابندگی
علم کیا ہے؟ خود کے آئینے میں خود کی دید ہے   علم کیا ہے؟ تیرگی میں مطلعِ خورشید ہے
علم کیا ہے؟ قوتِ تخلیق کی جادوگری   علم کیا ہے؟ موت کے پیکر میں روحِ زندگی

علم کیا ہے؟ ارتقائے زندگی کا ساز ہے
علم کیا ہے؟ غیب سے آئی ہوئی آواز ہے

علم سے انساں لگاتا ہے سراغِ کائنات   علم سے تعبیر ہے دراصل تخلیقِ کائنات
علم سے تخریب کا ہوتا رہا ہے سدِ باب   علم کی تعمیر کا ممکن نہیں کوئی جواب
علم دیتا ہے زمانے کو پیامِ اندر پیام   علم نے افشا کئے ہیں رازِ سربستہ تمام
علم ہے ظلمت کدے میں رہنمائے خاص و عام   علم ہر انساں کو آتا ہے ہر منزل پہ کام

علم کے سر پر ہمیشہ سے رہا عظمت کا تاج
علم کے قدموں پہ جھک جاتے ہیں سلطانی مزاج

★

شوق ماہری
موگھٹ روڈ، کھنڈوہ
(ایم۔پی) ۴۵۰۰۰۱

کس کی آنکھوں سے اُڑالائے ہیں کاجل بادل

پھر مچانے لگے جذبات میں ہلچل بادل   شوق! ایسا نہ ہو کر دیں مجھے پاگل بادل

کر گئے کس کو مری آنکھ سے اوجھل بادل   جستجو کس کی لئے پھرتی ہے بادل بادل

خاک اُڑتی ہوئی جب شہر میں دیکھی نہ گئی   شہر میں چار طرف کر گئے جل تھل بادل

اِن ہواؤں نے مجھے اور بھی بے تاب کیا   جن ہواؤں میں سکھاتے رہے آنچل بادل

سوئے میخانہ سہی جانبِ بُت خانہ سہی   تو جہاں چاہے مجھے لیکے چلا چل بادل

اُن کو بے کیفیٔ موسم پہ ترس آ ہی گیا   موسلا دھار برسنے لگے بوجھل بادل

دل کی دھڑکن ہے کہ پیمانوں کی کھنک شاید   کچھ سمجھنے نہیں دیتے مجھے پاگل بادل

یہ گھٹا ٹوپ اندھیرا یہ دھواں دھار گھٹا   کس کی آنکھوں سے اُڑا لائے ہیں کاجل بادل

چل کے شیشہ سے ابھی جام تک آئی بھی نہ تھی   چل دیئے پھیر کے منہ سوئے ہماچل بادل

لڑکھڑاتے ہوئے سرشار چلے آتے ہیں   اپنے کاندھوں پہ اٹھائے ہوئے چھاگل بادل

جانے کس شوخ حسینہ کا پڑا ہے پرتو   اور بھی شوخ ہوئے جاتے ہیں چنچل بادل

کچھ سویرے ہی سے بے تاب نظر آتے ہیں   شام ہوتے ہی ہوئے اور بھی بیکل بادل

شوق! کس یوسفِ گم گشتہ کی ہے ان کو تلاش

[illegible] ی جو لئے پھرتے ہیں مشعل بادل

ما اشارہ … محمود آبادی (مرحوم) کی جانب ۔

غزلیں

دار بنچھی

ں گنج - رائے بریلی (یو پی)

والیوں میں لگی تو آنیوالے کل جلے
لے کلیاں جلیں آنسو جلے کاجل جلے
ی ہے ساری نگری آگ یہ کیسے بجھے
نی آگ میں جب سب کے سب بادل جلے
ے اشکو! ذرا ہشیار رہنا کیا پتہ
لی نگری جلادے کب کوئی آنچل جلے
ری میں قاتلوں نے ہاتھ دھوئے ہیں ضرور
لے جلتا تھا ساحل اب ندی کا جل جلے
لوں کے ہیں بیٹھے جو چراغ دل لئے
یری رات میں اک پل بجھے اک پل جلے
اغوں کا اجالا اپنے تک محدود ہے
مندر میں یا مسجد میں سب نشچل جلے
، اخبار کی سرخی گرگئی کھلیان میں
لے بیلوں کے پیچھے بالیوں کے ہل جلے

احمد صدیقی

۱۲۳- مہاجے پور

الہ آباد - ۲۱۱۰۰۳

سمجھ میں آج یہ آیا کہ بیخودی کیا ہے
سرور بادۂ الفت بھی واقعی کیا ہے

کبھی تو پوچھئے ہم جیسے تیرہ بختوں سے
یہ چاندنی یہ ستاروں کی روشنی کیا ہے

اگر یہ پرتو حسن جمال دوست نہیں
تو پھر فضائے جہاں میں یہ دلکشی کیا ہے

خوشی مناؤ کرو اہتمام جشن حیات
مگر سمجھ لو یہ پہلے کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک شے میں تجھے دیکھ کر یہ اہل نظر
سمجھ چکے ہیں ترا پردہ واقعی کیا ہے

نہ وہ خلوص ہے احمد نہ وہ مذاق دروں
عجیب دور ہے اب آج آدمی یہ ہے

سکندر عرفاں ایم اے

یونائیٹیڈ انڈیا انشورنس کمپنی لمیٹیڈ

بدھانا روڈ، کھنڈوہ (ایم پی)

تمام عمر یہی تشنگی رہی اکثر
اک اجنبی کی طرح زندگی رہی اکثر
تمہیں بھلائے ہوئے یوں تو کتنے یگ بیتے
تمہاری یاد سے وابستگی رہی اکثر
خوشی کا ساتھ مناسب نہیں ہمارے لئے
ہمارے ساتھ تو بے چارگی رہی اکثر
میں اپنے کرب کا اظہار بھی نہ کر پایا
لبوں پہ مہر خموشی لگی رہی اکثر
بدلتا رہتا ہوں چہرے میں یوں تو روز مگر
مرے وجود پہ بے چہرگی رہی اکثر
لو آج ٹوٹ گئی ہے روایتوں کی صلیب
صدائے درد جہاں گونجتی رہی اکثر
مرے حسین تخیل کی ہمسفر بنکر
ترے جمال کی دوشیزگی رہی اکثر
ملی تھی مجھ کو جو عرفاں اندھیری راتوں سے
سفر میں ساتھ وہی روشنی رہی اکثر

تبصرے

اُجالوں کا کرب

تبصرہ نگار :
عبدالخالق
۱۸۰۔اے پاپٹ روڈ۔کرلا بمبئی ۴۰۰۰۷۰

انسان کی زندگی آلام و مصائب کی رہین منت ہے۔ خوشی کے وہ لمحات جو کبھی کبھی حیاتِ انسانی کو منوّر کرجاتے ہیں اس برق کی مانند ہیں جس کی چمک نہایت عارضی ہوتی ہے۔ اور جس کے بعد تاریکی اور زیادہ گہری ہوجاتی ہے۔

جناب خیالؔ انصاری نے ان دونوں پہلوؤں کی عمدگی کے ساتھ عکاسی کی ہے۔ خیالؔ انصاری نے انسانی زندگی کے مختلف ادوار کا عمیق مطالعہ کیا ہے جس کی جھلک ان کے افسانوں میں نمایاں ہے۔

یوں تو اجالوں کا کرب دس افسانوں کا مجموعہ ہے لیکن جن پہلوؤں میں جناب خیالؔ انصاری نے رنگ بھرا ہے ان میں سے کسی نہ کسی پہلو کی چبھن اغلباً ہر فرد کو اپنے گرد وپیش کے حالات میں محسوس ہوتی ہوگی۔

جس طرح مصورِ غم علامہ راشدالخیری دہلوی نے ابسے کوئی نصف صدی قبل اپنی تصنیفات ” صبحِ زندگی “ ،” شامِ زندگی “ ،” شبِ زندگی “ ۔ و ” نوحۂ زندگی “ کے ذریعے اس وقت کے معاشرے و ماحول کے بعض خلجانوں اور خرابیوں کی نشاندہی فرمائی تھی اور جس کی تاثیر سے کچھ ناپسندیدہ امور کی اصلاح عمل میں آئی تھی، اسی طرح جناب خیالؔ انصاری کے افسانے سب کے سب اصلاحی طرز کے ہیں اور موجودہ ماحول کے ظاہری اجالوں میں کرب و درد کی جو خلشیں پنہاں ہیں ان کی انہوں نے الگ الگ نشاندہی کی ہے اور وہ بھی ایسے شائستہ مہذب اور ادیبانہ انداز میں کہ دل بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ” اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ “

موزوں سائز (۵ × ۷) کی کتاب ” اجالوں کا کرب “ کے جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔ دبیز اور خوبصورت سرورق، چکنا کاغذ، کتابت طباعت اچھی لیکن قدرے تصحیح طلب اور جملہ صفحات ۱۲۸ ہیں۔ قیمت پندرہ (۱۵) روپے ہے جو دورِ حاضر کے لحاظ سے مناسب ہے۔ کتاب، مصنف کا پتہ ۲۷۷، خوش آمد پورہ، مالیگاؤں۔ ۴۲۳۲۰۳ (مہاراشٹر) مکتبہ جامعہ لمیٹڈ پرنسس بلڈنگ۔ بمبئی ۳ ، دہلی ۶ ، علی گڑھ

اُداس موڑ

تبصرہ نگار :
معین الدین جیناڑے
۳۸۰۔شانتی نگر۔چیمبور بمبئی ۱۔

” اُداس موڑ “ ابراہیم یوسف کے سات یک بابی ڈراموں کا مجموعہ ہے۔ ان ڈراموں کی یہ خصوصیت قابلِ ذکر ہے کہ انھیں اسٹیج کیا جاسکتا ہے۔

ڈراما بنیادی طور پر مجسم عمل ہے۔ اس کا اسٹیج کے ساتھ اٹوٹ رشتہ ہے۔ اسٹیج کی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے ڈراما لکھنا، ڈراما نگاری کی اولین شرط ہے۔ اردو میں اس شرط کو پورا کرنے والوں کی کمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں ” ادبی ڈراما “ کی اصطلاح وضع کی گئی ہے۔ ادبی ڈرامے صرف پڑھنے کے لئے ہوتے ہیں۔ انہیں اسٹیج نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جو صرف اردو زبان سے مخصوص ہے۔ یہ دراصل ایک ادبی بلکہ فنی بدعت ہے جس کی وجہ سے اسٹیج اور ڈراما کے درمیان فاصلہ پیدا ہوا ہے۔ گجراتی، مراٹھی اور بنگالی جیسی علاقائی زبانوں کے اسٹیج کے مقابلے میں اردو اسٹیج کی پسماندگی کی اہم وجہ فلموں کی مقبولیت سے زیادہ یہ خلیج ہے۔

” اداس موڑ “ میں شامل ڈراموں کو پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ اردو میں اس خلیج کے پاٹ کو کم کرنے کی سعی ... شخصیتوں میں ابراہیم یوسف کا نام لیا جاسکتا ہے۔

ابراہیم یوسف نے ڈراموں کے موضوع کے تعین ... بعد پلاٹ کی ترتیب کے وقت اسٹیج پر کرداروں کی بھیڑ لگانے سے احتراز کیا ہے۔ کسی ڈرامے میں اسٹیج پر ایک وقت تین سے زیادہ کردار نہیں پائے جاتے۔ عموماً چوتھے کردار کی آمد سے قبل اس کی آمد کے تھوڑی دیر بعد کسی معقول وجہ کا سہارا لے کر ایک کردار اسٹیج سے ہٹ جاتا ہے۔ ویسے بھی ان کے یہاں کرداروں کی مجموعی تعداد محدود ہے ” اداس موڑ “ کے ڈراموں میں کم سے کم تین (ڈراما : تصویر اور جھوٹ) اور زیادہ سے زیادہ چھ (ڈراما : قدم قدم اداس موڑ) کردار پائے جاتے ہیں۔ اس طرح ڈراما نگار نے ڈراما میں وحدتِ عمل کی برقراری کے ...

مشکل مرحلے کو کامیابی کے ساتھ طے کیا ہے۔

کسی زمانے میں ڈرامہ نگار کرداروں کی خود کلامی (MONOLOGUE) سے خوب کام نکالتے تھے۔ لیکن اب اس کا شمار فن کے معائب میں ہوتا ہے "اداس موڑ" میں شامل ڈرامے اس عیب سے پاک ہیں ــــ ان ڈراموں کے مکالمے (DIALOGUE) مختصر اور برجستہ ہیں۔ موقع و محل کی مناسبت سے لکھے گئے ہیں۔ ان میں ادبی چاشنی بھی پائی جاتی ہے۔ بعض جملے اختصار اور بلاغت کے اچھے نمونے ہیں۔ ڈراما قدم قدم اداس موڑ کی مرکزی کردار پروین ذرا ذرا سے وقفے سے تین لفظ ہاں، مگر اور شاید (ہاں ــ مگر ــ شاید) ادا کرتی ہے۔ واقعات کے ڈرامائی ارتقاء کے پس منظر میں اس تین لفظی جملے میں چھپی ہوئی بلاغت کا بیان بہ خوفِ طوالت یہاں نہیں کیا جا رہا ہے۔

ان ڈراموں کو انسانی رشتوں اور جذبات کے درمیان پلنے جانے والے تعلق کو سمجھنے کی ایک کوشش سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اکثر انسانی زندگی میں رشتوں اور جذبات کے درمیان پیچ پڑ جاتے ہیں۔ جو بعض اوقات شخصی وجود کو ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ ابراہیم یوسف نے انسانی زندگی کے اسی نازک پہلو کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ اس نازک مرحلے سے گذرنے کے بعد کوئی شخص اندر سے پوری طرح ٹوٹ جاتا ہے تو کوئی سنبھل کر نئے سرے سے زندگی شروع کرتا ہے۔ یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے۔

کتاب کے آغاز میں "مقدمہ" کا عنوان قائم کئے بغیر بطور مقدمہ لکھے ہوئے ڈراما نگار کے چند جملے یہ اشارہ کرتے ہیں کہ کتاب میں شامل ساتوں ڈراموں کے کرداروں میں ایک بھی ایسا نہیں جو سنبھل کر نئے سرے سے زندگی شروع کرنے کا عزم رکھتا ہو۔ ان ڈراموں کے تمام کردار اندر سے ٹوٹے ہوتے ہیں۔ اقتباس ملاحظہ ہو۔

"چاند سے سنگریزے بٹورنے اور خلاؤں کا سینہ چیرنے پر فخر کرنے والا انسان اندر سے خود کتنا دکھی اور ٹوٹا پھوٹا ہے یہی ان ڈراموں کا موضوع ہے۔ خلاؤں کی تاریکیوں میں وہ اس طرح کھو گیا ہے کہ اپنے مسائل اور اپنے غم بھول گیا ہے یا پھر ان کی طرف توجہ دینے کی اسے فرصت نہیں۔"

پتہ نہیں ڈراما نگار کو تسخیر قمر اور خلائی سفر سے کیا کد ہے۔ اگر وہ صرف اس لئے جزبز ہیں کہ اس تمام ترقی کے باوجود انسان اندر سے ٹوٹا پھوٹا کیوں ہے تو عرض ہے کہ اگر انسان یہ ترقی نہ بھی کرتا تو وہ اندر سے ٹوٹا پھوٹا ہو سکتا تھا جیسا کہ ان ترقیوں سے پہلے وہ ہوا کرتا تھا۔ سوال دراصل زندگی کے تئیں انسان اور بالخصوص ایک فن کار کے نقطۂ نظر کا ہے۔ ابراہیم یوسف کے تعلق سے اس سوال کا جواب ان کی تخلیق کے علاوہ ان سطروں میں بھی تلاش کیا جا سکتا ہے جن کا اقتباس پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ آپ مزید لکھتے ہیں:

"ان ڈراموں کا ہر کردار سوال کرتا ہے "کیا آپ کے پاس ہمارے درد کا درماں ہے؟ اور کہتا ہے کہ آپ اسے ہمارا مقدر یا نفسیاتی کیفیت کہہ کر ہمیں مطمئن نہیں کر سکتے۔ یہ سب کچھ آپ کا دیا ہوا ہے۔ آپ ہی کو اس کا علاج کرنا ہوگا۔ کیا آپ کے پاس ہمارے دکھوں کا علاج ہے؟ کیا یہ انسانی زندگی کا سب سے بڑا المیہ نہیں کہ وہ اپنے دکھوں کے علاج سے گریز کرتا ہے؟"

یہ کہنا کہ انسان اپنے دکھوں کے علاج سے گریز کرتا ہے ــ انسانی فطرت کے منافی ہوگا۔ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ بعض اوقات مختلف وجوہات کی بنا پر انسان زندگی کی تلخ حقیقتوں سے آنکھ ملانے سے کتراتا ہے۔ حقیقت سے گریز کے اس رجحان کی وجہ سے وہ نہ تو زندگی کے مسائل کو سمجھ سکتا ہے اور نہ انہیں حل کر پاتا ہے وہ بے بس ہو جاتا ہے اور اس بے بسی کے عالم میں کسی تیسرے وجود کو اپنی تمام تر مصیبتوں اور ناکامیوں کا ذمہ دار قرار دے کر اسی سے اپنے درد کا درماں طلب کرتا ہے۔

جیسا کہ خود ڈرامہ نگار نے لکھا ہے ان ڈراموں میں زندگی سے گریز کا رجحان رکھنے والے کردار پائے جاتے ہیں لیکن یہ امر باعثِ اطمینان ہے کہ اسی کے ساتھ ایسے کرداروں سے بھی ہماری ملاقات ہوتی ہے جو اپنے درد کا درماں دوسروں سے طلب نہیں کرتے، حقیقتوں سے چشم پوشی نہیں کرتے بلکہ واقعات اور حالات کو معروضی سطح پر سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور ہر سانحہ کے بعد نئے سرے سے زندگی شروع کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں "تماچہ" کے علیم اور "موت سے پہلے آدمی" کے ڈاکٹر امتیاز کو بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔

اسّی صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت بارہ روپے ہے۔ کتابت و طباعت عمدہ ہے۔ کتاب مکتبہ جامعہ نئی دہلی نیز مکتبہ کی دہلی، بمبئی اور علی گڑھ کی شاخوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔

ایم۔آئی۔ڈی۔سی کی کارکردگی
۶۵ صنعتی علاقوں کی ترقی

مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ایم آئی ڈی سی) نے گذشتہ ۲۵ برسوں کے عرصہ میں ریاست میں واقع ۶۵ صنعتی علاقوں کی ترقی پر ۱۷۵ کروڑ روپے صرف کئے اور آئندہ پانچ سالوں میں صنعتی طور پر پسماندہ علاقوں میں سے مزید ۳۰ صنعتی علاقوں کی ترقی کی تجویز ہے۔

یہ اطلاع منترالیہ میں منعقدہ ایم آئی ڈی سی کی ایک میٹنگ کے دوران فراہم کی گئی۔ کارپوریشن کے چیرمین وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اسی میٹنگ کی صدارت کی۔

میٹنگ میں اس بات کی مزید اطلاع دی گئی ــــ کہ ایم۔آئی۔ڈی۔سی اب تک ان صنعتی یونٹوں کو مختلف سہولتیں فراہم کرنے کے لئے ۴۰ کروڑ روپے خرچ کرچکی ہے نیز یونٹوں کو پانی کی روزانہ فراہمی پر ۱۱۲ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جاتی ہے۔

ایم۔آئی۔ڈی۔سی نے گذشتہ سال کے دوران صنعت کاروں میں ۲۰۰۰ صنعتی پلاٹ اور ۲۰۰ دستیاب انڈسٹریل شیڈیں تقسیم کیں۔ امسال ایسی ۵۰۰ شیڈیں بنانے کا کام جاری ہے جس پر تقریباً ۸ کروڑ روپے خرچ ہونے کی توقع ہے۔

کارپوریشن نے صنعتکاروں کے مسائل حل کرنے کے لئے ان سوپرنٹنڈنگ انجینئرس اور جوائنٹ چیف اکاؤنٹس افسران کے دفاتر جاری کئے ہیں۔

اس میٹنگ میں، وزیر مملکت برائے صنعت شری کلپا اواڈے، انڈسٹریز کے سکریٹری شری جے۔ بی۔ ہانسا، انڈسٹریز کمشنر شری شردکیلکر اور دیگر عہدیداران نے شرکت کی۔

چھوٹے صنعتکاروں کیلئے قومی ایوارڈ

حکومت ہند نے ایک اسکیم کے تحت ملک سے چھوٹے صنعت کاروں کی ہمت افزائی کے لئے پچیس ہزار، بیس ہزار اور پندرہ ہزار روپے کے تین قومی انعامات کا اعلان کیا ہے۔

چھوٹی صنعتوں کے میدان میں نمایاں ترقی کرنے والے درآمدی اشیاء کا متبادل تیار کرنے والے، برآمد میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والے یا نئی مصنوعات ٹکنک دریافت کرنے والے صنعتکار مذکورہ انعامات کے لئے اپنی درخواستیں مقررہ فارم پر جنرل منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹر کے نام روانہ کرسکتے ہیں۔

مندرجہ ذیل دو شرائط پر پورے اترنے والے صنعتکار ہی درخواست کرنے کے اہل ہوں گے ــــ متعلقہ چھوٹی صنعتی یونٹ کا یکم جنوری ۱۹۷۹ء کو یا اس کے بعد جاری کردہ مستقل رجسٹریشن سرٹیفکٹ ہونا چاہیئے نیز کم از کم تین برسوں تک یونٹ میں صنعتی پیداوار ہوتی رہی ہو۔

درخواست ایک نقل کے ساتھ متعلقہ جنرل منیجر ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹر کے نام روانہ کی جاسکتی ہے اور بمبئی میٹروپولیٹن علاقے میں واقع صنعتی یونٹوں کے صنعتکار اپنی درخواستیں ڈائرکٹر آف انڈسٹریز، بمبئی میٹروپولیٹن علاقہ، دھرسا دیہ آلوکات بھون ۸۳ ڈاکٹر اینی بسنٹ روڈ، ورلی بمبئی ۴۰۰۰۱۸ کے نام ۳۰ جولائی ۱۹۸۴ء سے قبل روانہ کرسکتے ہیں۔

پاورلوم یونٹوں کو
ایم۔ایس۔ایف۔سی کی مالی امداد

بھیونڈی میں حالیہ فسادسے متاثرشدہ پاورلوم یونٹوں کو چھ فی صد شرح سود کے حساب سے پچاس ہزار روپے تک کی مالی امداد دینے کا مہاراشٹر اسٹیٹ فائنینشیل کارپوریشن نے فیصلہ کیا ہے۔

ایم۔ایس۔ایف۔سی کے ایک خبرنامے کے مطابق وہ یونٹیں جن کے پاس ٹیکسٹائل کمشنر کا مستند ٹیکس مارک ہوگا اور جو یونٹیں فساد میں پوری طرح برباد ہوگئی ہیں۔ وہی یونٹیں اس مالی امداد کی مستحق ہوں گی۔

مربوط دیہی ترقی پروگرام عمل آوری کا جائزہ

مربوط دیہی ترقی پروگرام کے تحت ۸۴-۱۹۸۳ء سے
ران ۲۷ء۲۶ لاکھ افراد کا احاطہ کیا گیا۔ اس دوران اس
گرام کی عمل آوری پر ۱۹ء۲۸ کروڑ روپے خرچ کئے گئے
پروگرام سے مستفیض ہونے والوں میں ۳۹ فی صد
رج جاتیوں اور قبائل کے افراد شامل ہیں۔

یہ اطلاع ۲۸ جون کو منترالیہ میں منعقدہ مربوط دیہی
پروگرام کی ریاستی سطح کی رابطہ کمیٹی کی میٹنگ میں دی
۔ چیف سکریٹری شری رام پردھان نے میٹنگ کی
ارت کی۔

رابطہ کمیٹی کو مزید بتایا گیا کہ اس پروگرام کے تحت
یٹ بنک آف انڈیا نے سب سے زیادہ معاملات کی
وری دی۔ ان کی تعداد ۴۸ ۷ ۷ ۴ ہے جبکہ بنک آف
اشٹر نے ۱۲۶۴۰۰ کروڑ روپے کی سب سے زیادہ رقم
ور کی۔ پروگرام کی عمل آوری کی رفتار کو تیز کرنے کے
توسیعی افسران کی ۲۹۷ آسامیوں کی تشکیل کی تجویز
غور ہے۔

کمیٹی نے خشک سالی سے متاثر ہونے والے علاقوں
متعلق پروگرام پر عمل آوری کا بھی جائزہ لیا۔ ریاستی
ت نے ۱۴ اضلاع کے ۸۷ بلاکوں کو خشک سالی
متاثر ہونے والے بلاک قرار دیا جن میں سے ۱۰ اضلاع
۵۳ بلاکوں کو مرکزی امداد کے لئے بھارت سرکار نے
ل کیا ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے سالانہ منصوبہ میں اس
گرام پر عمل آوری کے لئے ۹۲۹ء۴۹ لاکھ روپے
ص کئے گئے ہیں۔ اس سے قبل چیف سکریٹری نے اس
گرام کی عمل آوری میں بنکوں کے کردار کی سراہنا کی۔
عمل آوری کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے ضمنی کمیٹیوں کی
یل کی تجویز پیش کی۔
اعلیٰ افسران اور بنکوں کے نمائندوں نے اس میٹنگ
شرکت کی۔

سبکدوش پرائمری اساتذہ کو ایڈ ہاک پنشن

حکومت مہاراشٹر نے حکومت کی منظور شدہ اور
امداد یافتہ پرائیویٹ پرائمری اسکولوں کے ان کل وقتی اور
تسلیم شدہ تدریسی اور غیر تدریسی عملہ (سوائے درجہ چہارم ملازمین) کو جو
۱۵ اگست ۱۹۴۰ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۷۳ء کے دوران اپنی
ملازمت کی میعاد مکمل کرنے کے بعد سبکدوش ہوتے ہیں
یکم اپریل ۱۹۸۲ء سے ایڈہاک پنشن دینا منظور کیا ہے۔

اس اسکیم کے تحت ایڈہاک پنشن کی شرحیں یکم مارچ
۱۹۸۲ء سے ۶۰ روپے ماہانہ اور یکم جون ۱۹۸۳ء سے ۸۰ روپے
ماہانہ ہوگی۔

اس اسکیم کے تحت وظیفہ یاب ڈیتھ ریٹائر منٹ
گریجویٹی پنشن میں عارضی بڑھوتی کے حق دار نہیں ہوں گے۔
اس اسکیم کے تحت اہل ملازمین مقررہ فارم پر متعلقہ
اسکول کے ذریعے ڈپٹی ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کے نام درخواست
روانہ کر سکتے ہیں۔ غیر موجود اسکول کے ملازمین اپنی درخواستوں
کو براہِ راست ڈائرکٹر آف ایجوکیشن کے نام روانہ کریں۔

فلیگ ڈے فنڈ میں زیادہ رقم جمع کرنے پر مہاراشٹر کو ٹرافی

ریاست مہاراشٹر نے کینڈ ری سیٹلمنٹ بورڈ کی طرف
سے سال ۱۹۸۲ء میں فلیگ ڈے کے لئے زیادہ فنڈ جمع کرنے
پر قائم کردہ ٹرافی جیت لی ہے۔
شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ
نے یہ ٹرافی ۲۵ جون کو ودھان بھون بمبئی میں کینڈ ری سیٹلمنٹ
بورڈ کی منعقدہ میٹنگ کے دوران شری آر وینکٹا رامن کے
ہاتھوں حاصل کی۔
ریاست مہاراشٹر گذشتہ تین سالوں سے فلیگ ڈے
فنڈ جمع کرنے میں دیگر ریاستوں میں سرفہرست ہے۔
مہاراشٹر نے گذشتہ تین سالوں ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۲ء اور
۱۹۸۳ء میں بالترتیب ۵۸، ۲۲، ۲۰ روپے ۲۴۴، ۹۵۶، ۲۷ پیسے
اور ۷۵۲، ۷۷، ۳۰ روپے جمع کئے۔

شری دیشمکھ نے میٹنگ میں فرمایا کہ بڑی تعداد میں مہاراشٹر کے نوجوانوں میں مسلح افواج میں شامل ہونے کے جذبے کو ابھارنے کی غرض سے ریاستی حکومت نے سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے تمام اضلاع میں بھرتی سے قبل تیاری و تربیت کے لئے ۱۵ لاکھ روپے منظور کئے ہیں۔

حکومت نے سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے خصوصی فنڈ (مہاراشٹر) قائم کرنے میں ۲۰ لاکھ روپے بھی دینا منظور کئے ہیں۔ شری دیشمکھ نے مزید فرمایا کہ بھارت سرکار کے سینک بورڈ نے بھی اس فنڈ میں عطیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

شری دیشمکھ نے مزید فرمایا کہ ریاستی حکومت مہاراشٹر میں سابق فوجیوں کی حالت کو بہتر بنانے کی غرض سے دیگر بہبود اسکیمات کی منصوبہ بندی پر عمل آوری کر رہی ہے

ریاستی حکومت نے سابق فوجی کارپوریشن قائم کرنے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔ اس کے علاوہ ریاستی حکومت نے سابق فوجیوں کے بچوں کو میٹرک کے رتبہ تک تعلیم میں رعایت دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ ریاستی حکومت نے سابق فوجیوں کے بچوں کیلئے مختلف تعلیمی شعبوں میں پانچ نشستیں محفوظ کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ ۱۹۶۴ء میں سبکدوش سابق فوجیوں کی بیواؤں کو فی ماہ ۶۰ روپے کی مالی امداد بھی دی جائے گی۔ شری دیشمکھ نے میٹنگ میں آگاہ کیا کہ مہاراشٹر میں ۲۰ ضلع سینک آفس ہیں۔

ایس۔ ڈی بھوسلے ڈائرکٹر ڈپارٹمنٹ آف سینک ویلفیر مہاراشٹر اور شری ڈی۔ پی کامبلے ڈپٹی سکریٹری جی۔ اے۔ ڈی نے بھی اس میٹنگ میں شرکت کی۔

شری چماجی اپا نے ۱۷۳۹ء میں پرتگالیوں سے مقابلہ کرکے بسین سے دمن تک کا علاقہ فتح کیا تھا۔ وسئی وجے سمارک سمیتی اور کشتراکیہ سماج صدسالہ تقریبات کمیٹی نے اس تاریخی واقعہ کی یادگار کے طور پر چماجی اپا کی ایک یادگار قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مہاراشٹر لیجسلیٹو کونسل کے چیرمین شری جینت راؤ تلک ۳ رجون کو بسین قلعہ کے تیسرے دروازے کے سامنے مجوزہ یادگار کی بھومی پوجا ادا کر رہے ہیں۔

عثمان آباد ضلع پریشد کی طرف سے اس بین الجاتی جوڑے کو مبارکباد پیش کی جا رہی ہے جن کی شادی "چھوت چھات مٹاؤ پروگرام" کے تحت شری ویلاس راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے وزیر داخلہ، اطلاعات و رابطۂ عامہ کے ہاتھوں انجام پائی۔ تصویر میں شری رام پرشاد تیواری، ضلع کلکٹر عثمان آباد، شری واگھ، سوشیل ویلفیر آفیسر، شری رمیش چندرا کاواڈ، چیف اگزیکیٹو آفیسر ضلع پریشد، نئے جوڑے کے ہمراہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

مہاراشٹر کے گورنر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف اور شریمتی بلقیس لطیف نے چندرپور سے اپنے حالیہ دورے کے دوران برہم پوری فارسیٹ ڈویژن کے مقام دلا پیاری میں فضائی تخم ریزی کا سروے کیا۔ زیر نظر تصویر میں چیف کنزر ویٹر آف فاریسٹس شری وائی۔ بی جا دھو گورنر موصوف کو فضائی تخم ریزی سے متعلق معلومات فراہم کر رہے ہیں۔

...ل۔ تصویروں میں

...مہاراشٹر ائیر چیف مارشل ... ایچ لطیف "تنجاور چیترم" ...یں جس کا انعقاد جہانگیر آرٹ ... میں ۱۷ر جون کو ہوا تھا۔ اپنی ...گی کا اظہار فرمارہے ہیں۔ اس ...ی تنظیم، کی راجہ موتھیان اسکول ... روایتی آرٹس و کرافٹس نندی ...مدراس نے کی تھی۔

شری شیوراج پاٹل مرکزی وزیر مملکت برائے سائنس و ٹیکنالوجی نے ۲۰ر جون کو منترالیہ میں بمبئی میٹرو پولیٹن ریجن کے لئے روڈ سسٹم پلاننگ پر منعقدہ ایک سیمینار کا افتتاح فرمایا۔ تصویر میں شری رام پرشاد پوار ڈپٹی وزیر برائے پبلک ورکس اور شری آر۔ ٹی۔ اترے سیکریٹری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

گورنر مہاراشٹر، ایر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف، ۲۰ر جون کو تاج محل ہوٹل بمبئی میں "بمبئی پروڈکٹیویٹی کونسل" کی سلور جوبلی تقریب کا افتتاح کرتے ہوئے روایتی دیپ روشن فرما رہے ہیں۔ تصویر میں شری بی۔ آر۔ بایٹ کونسل کے صدر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری شرد دیگھے، اسمبلی کے اسپیکر بمبئی میں ۱۱ر جون کو سانے گروجی سمرتی دن، کے موقع پر تقریر فرما رہے ہیں۔ تصویر میں شری ایس۔ اے ڈانگے بھی جو اس خاص موقع پر خصوصی مہمان تھے، شری شرد دیگھے کی دائیں جانب دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری باجی راؤ شندے، وزیر مملکت برائے زراعتی ترقیات نے پچھلے دنوں ضلع تھانے میں الہاس نگر تعلقہ کے گاؤں ڈونے کے مقام پر پائپ کے ذریعے پانی سپلائی اسکیم کا افتتاح فرمایا۔ گاؤں کے سرپنچ شری سرپالندے بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

ایئر چیف مارشل آئی ۔ ایچ لطیف، گورنر مہاراشٹر نے راج بھون، بمبئی میں ۱۴ ؍جون کو، مہاراشٹر زراعتی، تحقیقاتی اور تعلیمی کانفرنس کا افتتاح فرمایا۔ تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، وزیر زراعت شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار اور وزیر مملکت برائے زراعت شری راؤ صاحب جاگر دیکھے جا سکتے ہیں ۔

کولہا پور سے دہلی تک کا فاصلہ اسکیٹنگ اور سائیکلنگ کے ذریعے ۱۲ دنوں میں طے کرنے والے جوانوں کو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۷ ؍جون کو منترالیہ میں پانچ ہزار روپے کا ایک چیک پیش کیا اور ان کی اس مہم جوئی کی ستائش کی ۔ زیر نظر تصویر میں وزیر اعلیٰ کے ساتھ ان نوجوانوں سرو شری ویلاس پانڈو، وجے مالکر، سنگیش بھانڈ گرے، بھاسکر کدم اور ششی کانت جادھو کے علاوہ ان کے گائیڈ شری او دے سنگھ راؤ نائیکواڑ ایم ۔ پی اور شری دگ وجے کھانولکر ایم ۔ ایل سے کو بھی دیکھا جا سکتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے "مہاراشٹر کے آبی وسائل اور ان کی ترقی" پر منعقدہ سیمنار کا افتتاح فرماتے ہوئے ۱۲ ؍جون کو منترالیہ بمبئی میں، دیپ روشن کیا ۔ زیر نظر تصویر میں شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر دیہی ترقیات اور شری باجی راؤ شندے، وزیر مملکت برائے دیہی ترقیات بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔

مہاراشٹر لیبر ویلفیئر بورڈ کے ۱۷ ویں، آرٹس ڈرامہ فیسٹیول، میں تقسیم انعامات کی تقریب جو رویندرا ناٹیہ مندر بمبئی میں ۱۸ر جون کو منعقد ہوئی تھی۔ بائر انڈیا تھانے کے شری رابرٹ کوئیلو، ڈرامہ "بہشکرت" کی اسٹیجنگ کے سلسلے میں پہلا انعام جیتنے پر وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے کے ہاتھوں ٹرافی لیتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔

پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی۔ اشیر، وزیر برائے لیبر ۸ار جون کو اورنگ آباد میں انڈسٹریل کورٹ کا افتتاح کرتے ہوئے تقریر فرمارہے ہیں۔ شری عبدالعظیم، وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ بھی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں۔
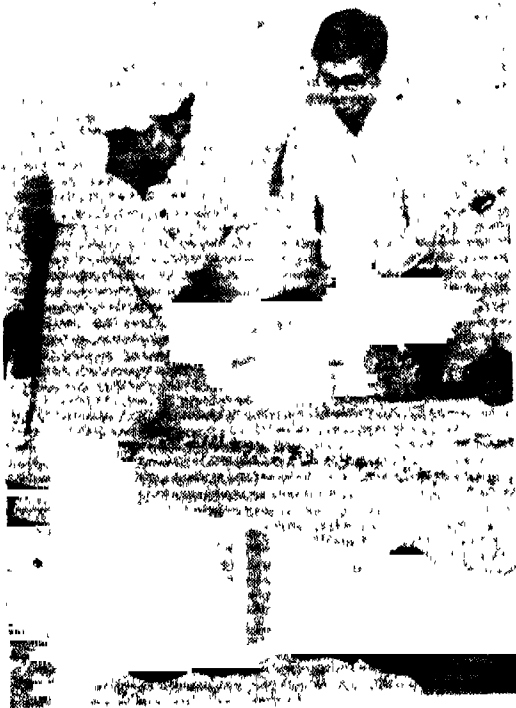
شری اے۔ کے نندگار، چیف آفیسر ناشک ضلع پریشد نے حال ہی میں ضلع ناشک کے کالون، سٹانا اور سرگانا تعلقوں کے ادیباسیوں کو نیوکلیس بجٹ اسکیم کے تحت برتن تقسیم کئے گئے۔ زیر نظر تصویر میں موصوف سرگانا کے ایک ادیباسی کو برتن دیتے ہوئے دیکھے جاسکتے ہیں

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS PUNE-1984

GOVERNOR'S AND CHIEF MINISTER'S APPEAL TO THE PUBLIC FOR ASSISTANCE IN RELIEF MEASURES

In response to the appeal some contributions have already been received and rehabilitation work has started. But much more remains to be done. Both cash and contributions in kind are needed.

DONATE NOW **DONATE GENEROUSLY**

For cash contributions cheques may be drawn in favour of the Chief Minister's Relief Fund (for Riot Affected Persons) and sent to the Chief Minister's Office, Mantralaya, Bombay-400 032.

Contributions in kind of items of daily necessities like bucket, kettle, stove, lantern, plastic can for kerosene, degchi, mug, tawa, chakla and belan, kurta, pyjamas, lungi, sarees, shirts, small durees, sheets, etc. may be sent to the Relief Centre at the Raj Bhavan, Bombay-400 035.

MIRAJ : Regd. No. MH-BY South-544 *Licence No. 89 for 'without prepayment of postage'*

مہاراشٹر فاریسٹ ڈیولپمنٹ کارپوریشن
کی جانب سے لگائے ہوئے ساگوان کے
درخت ۔

کارپوریشن کی اس نرسری میں ساگوان
کے پودے اگائے جا رہے ہیں ۔

شائع کردہ : ۔ موہن پاٹل، ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، حکومت مہاراشٹر، منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ : ۔ گورنمنٹ سینٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴ / گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس ۔ پونے ۔ ۱
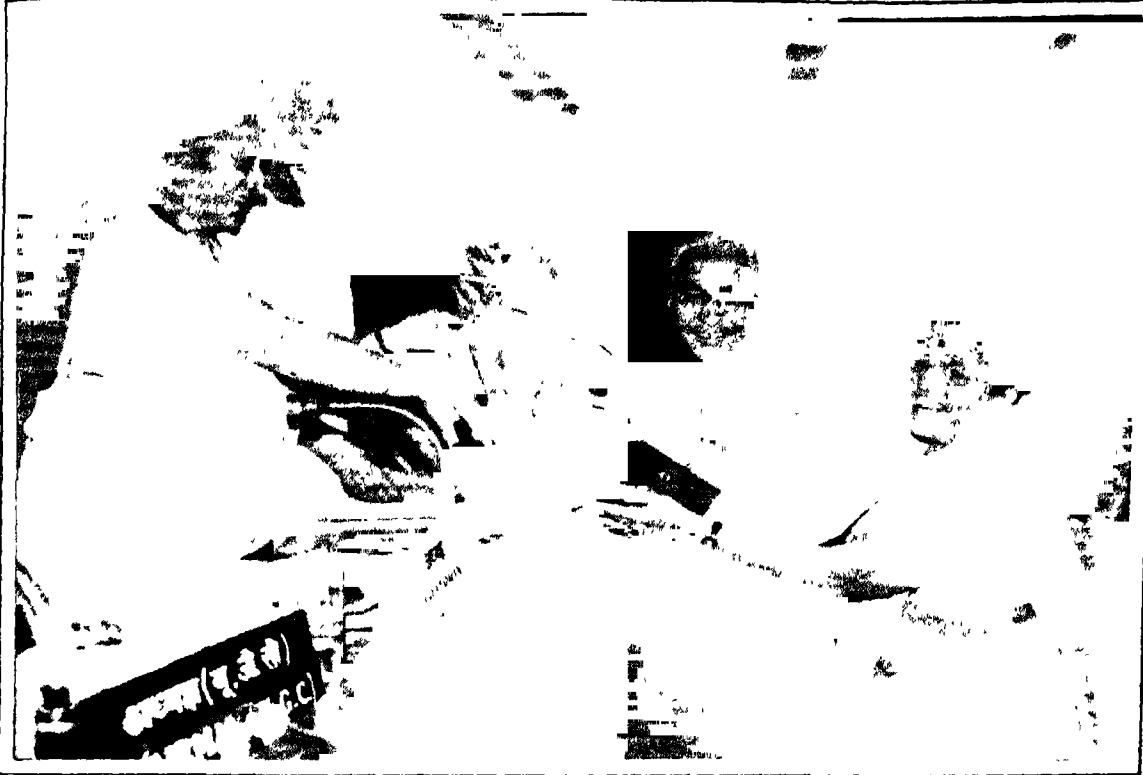
مہاراشٹر نے ملک گیر سطح پر لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم اور خواتین کی تعلیم کے میدان میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر دو ٹرافیاں اور ۱.۰۵ کروڑ روپے بطور انعام حاصل کئے۔ زیرِ نظر تصویر میں شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا وزیر مملکت برائے تعلیم ٹرافی اور چیک قبول کر رہی ہیں۔ وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ریاست کی اس کامیابی پر وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک، سکریٹری محکمہ تعلیم، شری ستی کانت دیتھسکر، ڈائرکٹر برائے تعلیم، شری وی۔ وی چپلکر اور تعلیم بالغاں کے ڈائرکٹر شری آر۔ ایس جھوڑے کو مبارکباد دی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں دونوں انعام یافتہ ٹرافیاں بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔

اردو، ہندی، مراٹھی، گجراتی، انگریزی
اور سندھی، چھ زبانوں میں شائع ہونے والا
پندرہ روزہ

مہینہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ : دس روپے
فی کاپی : پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر : موہن پاٹل

ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

ہمارا سرورق :
لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم اور خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں کل ہند سطح پر مہاراشٹر کی نمایاں کارکردگی پر ریاست مہاراشٹر کو عطا کی گئی ٹرافی۔

ترسیل زر کا پتہ :
ڈائرکٹوریٹ آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،
گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ، ممبئی ۳۲ ۴۰۰

جلد ۱۱ * ۲۵ جولائی ۱۹۸۴ء * شمارہ ۱۴

ترتیب

صفحہ نمبر

• بیکل اتساہی
سول لائن، بلرام پور۔ گونڈہ (یو۔پی)

"قومی راج" اپنی روایتی آن بان سے برابر باصرہ نواز ہو رہا ہے.
آپ کے خلوص، کاوش، ترتیب سے "قومی راج" کا اپنا معیار، اپنی ڈگر، اپنی چھاپ امتیازی رہی ہے۔
خواجہ صاحب مرحوم کی سرپرستی ہم سبھوں کے سر سے بظاہر اٹھ گئی ہے، مگر خواجہ صاحب کی شفقت، تربیت، محبت، اخلاص کے نقوش تاعمر زندہ رہیں گے اور ہم سب ان کے مشن کے پورا کرنے میں ایک راہ پر جُٹ جائیں اور اس کی تکمیل کریں۔ اسی سے ان کی روح کو تسکین ملے گی۔ ان کی قبر پر ہزاروں رحمتیں، خدائے عزّوجل انہیں اپنی جوارِ رحمت میں رکھے۔

• مہدی پرتاپگڈھی
معرفت ایگزیکیٹو انجینئر اریگیشن ڈیویژن۔ پرتاپگڈھ۔

شمارہ ۴۔۵ میں "شہ رگ" پر آپ کا تبصرہ پسند آیا ــ "فراق صاحب مشاعروں میں" تسنیم فاروقی کا مضمون، مختصر مگر جامع ہے۔ شمارہ ۶۔۷ میں سردار پنچھی، عرش صہبائی، نذیر فتح پوری، دلدار ہاشمی کی غزلیں، یوسف ناظم کا "مشاعرہ۔ درس گاہ سے تفریح گاہ تک" اور "آؤ بچو! گیت سنائیں" پر تبصرہ لائق مطالعہ ہیں۔ شمارہ ۸ میں غزلوں کی تعداد خاصی ہے۔ قمر جلال آبادی، نقش لائلپوری، قتیل راجستھانی، کامل چاندپوری، رئیس بلوی، قاسم قریشی، کفیل آذر، عثمان عامر، نسیم اجمیری وغیرہ کی غزلیں بہت خوب ہیں۔ محبوب راہی کا تبصرہ بھی اچھا لگا۔ شمارہ ۹ میں مرحوم خواجہ عبدالغفور پر آپ کا مضمون اور انجم رومانی کے تاثرات دل پر اثر کرتے ہیں۔ منظومات میں سردار پنچھی، نذیر بنارسی اور جگن ناتھ آزاد کی تخلیقات اچھی ہیں۔ خواجہ عبدالغفور (مرحوم) کا مضمون "زبانوں میں زبان اردو زبان ہے" بہت اچھا لگا۔

• میوا رام گپت، مجاہد جنگ آزادی
ء-۳۰ بی ۳/ ۳، آئی۔ اے۔ ایل۔ اے۔ ایل۔ ایس، اسٹاف کالونی، کالینہ، بمبئی ۲۹ ۴۰۰۰ ـ

ہماری مہاراشٹر سرکار کا اردو رسالہ "قومی راج" ہر اعتبار سے ایک معیاری رسالہ ہے اور اس کے لئے قومی راج کی اشاعت میں لگے، کل عملے کو اپنا شکریہ اور خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ شائع شدہ ہر رسالے کے بارے میں قارئین کرام کی رائے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ قومی راج کو قومی مقبولیت حاصل ہے۔ میں قارئین کرام کی رائے سے اتفاق رکھتا ہوں اور اس مقبول رسالے کو مقبول سے مقبول تر دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کے لئے میں اپنی ناچیز رائے دینا چاہتا ہوں کہ ہماری مہاراشٹر سرکار نے اب تک مجاہدینِ جنگِ آزادی کے لئے بہت کچھ کام کیا ہے۔ انہیں بڑی بڑی مراعات دی گئی ہیں جن کی جانکاری عام پبلک کیا خود مجاہدین کو بھی نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا ہو جو ہر شمارے میں سرکار کی طرف سے جہاں اور تمام ریاستی سرگرمیوں کا ذکر رہتا ہے وہاں مجاہدین کو دی گئی یا دی جانے والی سہولتوں اور مراعات کا بھی ذکر رہے اور کم از کم ۱۵/ اگست "یوم آزادی" کے شمارے میں ان چیزوں کا ذکر ضرور کیا جانا چاہیئے۔

• صابر علی
امام باڑہ۔ لکھنؤ

اچانک ایک دوست کے یہاں، بہت خوبصورت رسالہ دیکھا "قومی راج" ــ ماشاءاللہ کیا بات ہے۔ اس قدر سلیقے سے آپ اس پندرہ روزہ رسالے کو پیش کرتے ہیں کہ دل خوش ہو گیا۔ معلوماتی، سائنسی، ادبی معلومات کے ساتھ ہی مہاراشٹر سے متعلق بڑے اچھے مضامین پڑھنے کو ملے۔ اور اس پر سونے پر سہاگہ معیاری غزلیں بھی۔ سچ ہم تو "قومی راج" کے عاشق ہو گئے۔ مدت بعد اتنا پیارا، رنگا رنگ اردو رسالہ پڑھنے کو ملا۔

شریمتی اندرا گاندھی
(وزیر اعظم)

ترقی میں تعلیم کا کردار

تعلیم کی اہمیت ہر جگہ موضوعِ بحث بنی ہوئی ہے۔ اسی کے ساتھ فرد، قوم اور عالمِ انسانیت سے تعلق سے اس کی تفہیم بھی اہلِ دانش کو دعوتِ فکر دے رہی ہے۔ یہ ایک دل چسپ موضوع ہے۔

جواہر لال نہرو نے کہا تھا

"یونیورسٹی انسانیت، رواداری، تعقل پسندی، خیالات کی جولانیوں اور حق کی تلاش کے فروغ کا ذریعہ ہے۔ اس کا مقصد نسلِ انسانی کا ارتقا، اور اعلیٰ و ارفع مقاصد کا حصول ہے۔ اگر یونیورسٹیاں اپنی خدمات اچھی طرح ادا کرتی رہیں تو یہ امر ملک و قوم کے حق میں بے حد مفید ثابت ہوگا۔"

یہ ہندستان کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں ماضی میں عظیم اساتذہ ہو گذرے ہیں۔ ماضی میں ہمارے یہاں کہانیوں، قصوں داستانوں، گیتوں اور رزمیہ نظموں کے ذریعے اخلاقی تعلیم دی جاتی تھی اور اسی کے ساتھ ملک کی ایکتا کا بھی درس دیا جاتا تھا۔ یہاں بدھ اور مہاویر جیسی مذہبی تعلیم دینے والی ہستیاں ہو گذری ہیں۔ بعد ازاں شہنشاہ اشوک نے بھائی چارہ اور بے زبان جانوروں کے تئیں ہمدردی کی تعلیمات کو چٹانوں اور ستونوں پر کندہ کرایا اور ان تعلیمات کو عوام کے دلوں پر نقش کر دیا۔ آگے چل کر شہنشاہ اکبر نے اشوک کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے علمی تہذیبی و ثقافتی سرگرمیوں کو رواج دیا اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو عام کیا۔ ہمارے وقت میں سوامی ویویکانند، شری اربندو اور جے کرشنا مورتی نے اس روایت کو آگے بڑھایا ہے۔ ان کا اسلوب اور طریقۂ کار ماضی کی ان عظیم ہستیوں سے مختلف ہے لیکن فکر کی بنیاد ان سے مختلف نہیں۔

تعلیم کے معنی یہ نہیں کہ ہم کیا جانتے ہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم کیا بنتے ہیں۔ محض معلومات اکٹھا کرنا تعلیم نہیں ہے بلکہ ذہن کی تنظیم ہے کہ جس سے متوازن شخصیت جنم لیتی ہے۔ اور فرد میں زندگی کے بدلتے ہوئے مسائل کا ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔

مجھے اپنی زندگی میں کئی ایسی عظیم شخصیتوں سے قربت کی سعادت حاصل ہوئی ہے جن کی عظمت قومی زندگی کے افق سے بالاتر ہے۔ ان ہندستانی شخصیتوں کی جڑیں ملکی تہذیب و روایات سے پیوست تھیں۔ اس کے باوجود ان کی فکر و نظر مستقبل کا بھی احاطہ کرتی تھی۔ ان عظیم شخصیتوں میں ایک ٹیگور تھے جن کی یونیورسٹی شانتی نکیتن میں میں ایک برس رہ چکی ہوں اور دوسرے مہاتما گاندھی تھے جو میرے لئے پتا سمان تھے۔ وہ اپنی بیدار تھنا سبھا میں مجھ سے موضوعات کو چھوتے تھے۔ ان میں کچھ تو بہت ہی معمولی ہوتے تھے لیکن ان کے نزدیک کوئی موضوع اتنا معمولی یا چھوٹا نہ تھا کہ ان کی توجہ کا مستحق نہ ٹھہرے۔

میرے والد صاحب کے حلقۂ احباب میں کئی نمایاں بین الاقوامی شخصیتیں شامل تھیں۔ ان میں مدبر، مصنف، فلسفی، سائنس داں سب ہی تھے۔ وہ بھی صحیح معنوں میں ایک معلم تھے ——— جو

سیدھی سادی زبان میں زندگی کے وسیع کینوس کا احاطہ کرتے تھے۔ وہ عوام کو حتیٰ کہ ان پڑھ دیہاتیوں کو بھی سیاست، معاشیات، سائنس اور خارجہ حکمتِ عملی جیسے موضوعات سمجھاتے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ عوام ان معاملات کو وسیع تناظر میں سمجھنے لگیں۔ ان میں سائنسی طرزِ فکر عام ہو اور ہندوستانی مٹی سے اپنا رشتہ استوار رکھتے ہوئے وہ جدیدیت کی جانب پیش رفت کریں۔ ایسا چاہنے میں وہ دراصل مہاتما گاندھی کی اس خواہش کو عملی جامہ پہنا رہے تھے۔

"میں نہیں چاہتا کہ میرے گھر کے اطراف دیواریں اٹھائی جائیں اور اس کی کھڑکیاں بند کر دی جائیں۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر خطۂ زمین کی تہذیب کی ہوائیں بلا روک ٹوک مجھ تک پہنچیں لیکن میں یہ کبھی گوارا نہیں کر سکتا کہ میرے پیر جڑ سے اکھاڑے جائیں۔"

ہندوستانی تہذیب کا ارتقاء

ہندوستان انسانی تہذیب کے ابتدائی گہواروں میں سے ایک ہے اور اس کا شمار ان چند ملکوں میں کیا جا سکتا ہے جہاں صدیوں سے تاریخ کا تسلسل برقرار ہے۔ میسوپوٹامیہ، مصر، یونان اور روم کا قدیم تمدن دھندلا گیا ہے جبکہ ہندوستان (اور چین بھی اس صورت میں کہ اہلِ چین اپنے ماضی سے منکر نہ ہوں) کا تمدن آج بھی برقرار ہے۔ وید اور اپنشدوں کو انسانی ذہن کی ابتدائی کاوشات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

زمانۂ قدیم میں اس وقت تک دریافت شدہ دنیا کے تمام ملکوں سے ہندوستان کے تجارتی تعلقات تھے۔ مصر اور بابل میں ہندوستانی مہریں پائی گئی ہیں۔ یونانی ڈراموں میں ہندوستانی الفاظ ملتے ہیں۔ اور جنوبی ہند میں روم کے سکے پائے گئے ہیں۔ ان تجارتی روابط اور آمد و رفت کی وجہ سے ہمارے یہاں نئے خیالات، نئے لوگ اور نئی مصنوعات آنے لگیں۔ ہندوستان کی آج کی آبادی کا ایک قلیل حصہ اس کے اصل باشندوں پر مشتمل ہے۔ ہندوستان کی تاریخ دنیا کے مختلف حصوں سے سواروں کے دستوں کی آمد ان کی سکونت اور یہاں کے عوام اور ماحول سے ہم آہنگی کے ساتھ اپنی بعض انفرادی خصوصیات کی برقراری کی تاریخ ہے جس کی وجہ سے ہمارے یہاں اختلافات کے ساتھ دلچسپ رنگارنگی بھی پائی جاتی ہے۔ اس کی اہم وجہ ہمارا جذبۂ رواداری ہے۔ ہمارے یہاں ہر شخص اپنی تہذیب اور مذہب کی پیروی کرنے میں آزاد ہے

ہندوستان میں شہریوں کو ایک زبان یا ایک مذہب اختیار کرنے کے لئے اپنی شناخت سے دست بردار ہونے کے لئے نہیں کہا جاتا۔ لوگوں کے گروہوں کی نسلی امتیازی خصوصیات کو ختم نہیں کیا جانا چاہئے اور ایسا کیا بھی نہیں جا سکتا اور نہ ہی اتحاد کے لئے یکسانیت لازمی ہے ہم نے بہت پہلے یہ جان لیا ہے کہ اختلافات مضبوطی کا ذریعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے مختلف دھاتوں کا مرکب اصل دھات سے مضبوط ہوتا ہے

پانچویں صدی کا ہندوستان جنگجو بہادروں، عالموں، شاعروں اور مصوروں کا ہندوستان تھا۔ یہاں کئی یونیورسٹیاں تھیں۔ جہاں کسبِ علم کے لئے دنیا بھر سے طلبار آتے تھے۔ اس وقت یہاں کے سنگتراش پتھر سے بدھ کا ایک ناقابلِ بیان مجسمہ تراش سکتے تھے۔ اس وقت کے لوہاروں نے ایسے فولادی ستون بنائے ہیں جو آج بھی دہلی میں اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ صدیوں قبل کالیداس نے شاعری کے پیرائے میں ان خیالات کا اور نظریات کا اظہار کیا جن تک آج انسانی ذہن کی رسائی ہو رہی ہے۔

ہندو دھرم، بدھ مت اور جین مت کا جنم اسی سرزمین پر ہوا۔ بعد میں عیسائی یہاں آئے۔ آگے چل کر ساتویں صدی عیسوی میں مسلم اور آتش پرست یہاں آئے۔ مسلم علمار اور سپاہی اپنے ساتھ اسلامی دنیا کا سائنٹیفک اور فلسفیانہ نکتہ نظر لیتے آئے اور جب ان کا ملاپ یہاں کی روایات سے ہوا تو زندگی کے ہر شعبے میں کامیابی کی نئی منزلیں سر کی گئیں۔ لیکن بعد کی صدیوں میں مزید علم و معلومات کا اضافہ نہیں ہوا۔ تعلیم ایک محدود فارغ البال طبقے تک محدود ہو کر رہ گئی۔ اس طبقے نے اپنے اطراف ایک حصار سا بنا لیا۔

لیکن ہر دور کے خاتمے کی وجوہات بھی وہ دور ہی فراہم کرتا ہے۔ ہم نے آزادی کے لئے ایک طویل مدت تک جدوجہد کی ہے۔ ہماری جدوجہد کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ یہ عدم تشدد کے اصول پر چلائی گئی ہے نیز یہ کہ اس میں شہروں اور دیہاتوں کے عوام کی ایک کثیر تعداد شریک تھی حالانکہ ہم سیاسی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے لیکن ہمیں اس وقت بھی یہ احساس تھا کہ اسی کے ساتھ ہمیں سماجی و معاشی تبدیلی کے لئے کوششیں کرنی چاہئیں۔

ہمارے رہنما بھی یہ جانتے تھے کہ ہندوستان کی آزادی سے دنیا پر مسلط شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائیگا اور ہوا بھی ایسا ہی۔

ہندوستان ۱۹۴۷ء میں آزاد ہوا لیکن قومی تعمیر کا کام اب بھی جاری ہے۔ ہمارا دستوری نظام عوامی شرکت کی جمہوریت

حالی ہے۔ ایسی جمہوریت جس میں روایتی طور پر نقصان زدہ پسماندہ طبقات کی فلاح و بہبود کے لئے خصوصی حفاظتی اقدامات کئے جاتے ہیں۔ ہمارے تعلیمی نظام میں سائنس اور ٹیکنالوجی، کیوں اور پسماندہ طبقات سے بچوں کی تدریس پر زور دیا جاتا ہے۔ ری ترقیاتی حکمتِ عملی میں خود کفالت اور پسماندہ طبقات اور علاقوں کی ترقی کو اہمیت دی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے یہاں معاشی، ٹیکنالوجیکل، اور سماجی سطح پر کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ آج صنعتی مصنوعات کی پیداواری تعداد اور ان کی نفاست کے اعتبار سے دنیا میں بھارت دسویں مقام پر ہے۔ یہاں کے سائنسدانوں اور ٹیکنالوجی کے ماہرین نے زراعت اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ملک کو خود کفیل بنانے کے لئے ٹھوس بنیادیں فراہم کی ہیں۔

علم اور ترقی

تعلیم اور ترقی کا بڑا قریب کا رشتہ ہے۔ اس صدی کی پہلی دہائی میں سویڈن کو یورپ کا غریب ترین ملک تصور کیا جاتا تھا لیکن آج وہاں فی کس آمدنی نمایاں طور پر زیادہ ہے۔ ابھی ایک صدی قبل جاپان بے انتہا پسماندہ ملک تھا لیکن آج صنعت کے معاملے میں وہ سب سے آگے ہے۔ سویڈن کے پاس تو کم از کم معدنی دولت پائی جاتی ہے جاپان میں تو وہ بھی نہیں ہے۔ اس کی ــــ یہ حیرت انگیز ترقی اور قومی خوش حالی وہاں کے لوگوں کی مہارت کا نتیجہ ہے۔ آپ جاپان یا سویڈن یا کسی ترقی یافتہ ملک کی مثال لے لیجئے۔ تعلیم کی وجہ سے وہاں کے لوگوں میں اتنی اہلیت آگئی کہ وہ اپنے یہاں پائی جانے والی قدرتی دولت کا خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں اور اگر وہ اس ضمن میں زیادہ خوش قسمت نہیں ہیں تو دوسرے ممالک سے قدرتی خام مال برآمد کریں۔ دولت کی تشکیل اور اس کی تقسیم کی جانب تعلیم کا فروغ پہلا قدم ہے۔

ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ صنعتی انقلاب کے بعد زیادہ تر ممالک کی معاشی ترقی کی بنیاد کوئلے اور تیل پر قائم ہوئی ہے۔ یہ دونوں توانائی کے ناقابلِ تجدید ذرائع ہیں اور ان کے استعمال کی شرح بھی خطرناک حد تک زیادہ ہے۔ ان کے کلی طور پر عدم دستیابی کے خدشے نے سائنس دانوں کو توانائی کا ایسا ذریعہ تلاش کرنے پر مجبور کیا ہے جو قابلِ تجدید بھی ہو اور جسے بڑے پیمانے پر تقسیم بھی کیا جا سکے۔ لہٰذا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ دن دور نہیں جب قدرتی وسائل کی خاطر قوموں کو جغرافیائی اتفاقات پر منحصر ہونے یا فوجی بالادستی کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ معاشی اعتبار سے پسماندہ طبقے کے لئے تو تعلیم اور بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ یہ ان کے لئے بہبود و ترقی کی کلید ہے۔

ترقی پذیر ملکوں کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ترقی یافتہ ملکوں کی فارغ البالی اور وہاں حصولِ تعلیم اور حصولِ زر کے مواقع کی فراوانی کو رشک کی نظر سے دیکھتے ہیں حتیٰ کہ بھارت میں بھی کہ جہاں اعلیٰ سطحی تحقیق کے مراکز قائم ہیں کئی ایسے ذہین طلباء پائے جاتے ہیں جو بیرونی ممالک کا رخ کرتے ہیں۔ ہر سال کئی طلباء سے ہم محروم ہو جاتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ تربیتی سہولت کی فراہمی کی آڑ میں ترقی یافتہ ممالک ترقی پذیر ممالک کے بہترین ذہنوں کو ہتھیا لیتے ہیں۔ اس کے باوجود یہ کہتے ہوئے ہمیں خوشی ہوتی ہے کہ ایسے کئی طلبہ ہیں جنہوں نے وطن کی خاطر قربانی دی اور لالچ سے دور رہے انہوں نے ملک سے باہر نہیں جانے کا عہد کر لیا اور اپنی تمام تر صلاحیتیں عوام کی بہبود کے لئے وقف کر دیں۔

پرانے سماج میں ذمہ داریوں اور فرائض پر زور دیا جاتا تھا۔ جبکہ آج موقع اور حق پر زور دیا جاتا ہے۔ تعلیم کی وجہ سے کئی امکانات روشن ہوتے ہیں اور جدید مواصلاتی نظام کسی بھی جگہ کی کسی دریافت یا کامیابی سے باخبر کرتا ہے۔ ایسے سماجی نظاموں میں جن میں مشترکہ خاندان اور مشترکہ زندگی کی اہمیت پر زور دیا جاتا ہے آج انفرادیت راہ پا رہی ہے اور لوگ ذاتی مفاد کی سطح پر سوچنے لگے ہیں۔ تاہم بعض مستثنیات سے قطع نظر ہر شخص خاندان، قبیلہ، قوم اور انسانیت کے تئیں اپنی ذمہ داریوں کو ضرور محسوس کرتا ہے۔

قومیت اور بین الاقوامیت کے مابین کسی قسم کا تضاد نہیں ہونا چاہیئے۔ اچھے بین الاقوامی ماحول اور فضا کی خاطر خود کفیل قوموں کا پایا جانا ضروری ہے۔ سماج کی خدمت اور دیگر عظیم مقاصد کی خاطر خود کو وقف کرنا ہی عظیم ہستیوں کا شیوہ رہا ہے۔ اس کے لئے افراد بالخصوص نوجوانوں میں خود اعتمادی ہونا چاہیئے اور انہیں خود کفیل بھی ہونا چاہیئے۔

[وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو ۲۶ ستمبر ۱۹۸۱ء کو فیجی کے شہر سووا میں یونیورسٹی آف ساؤتھ پیسفک کی جانب سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری عطا کی گئی۔ یہ مضمون وزیرِ اعظم کی تقریر پر مبنی ہے۔]

☆☆

صحت مند قدروں کے فروغ میں تعلیم کا کردار

شری ایس۔ بی۔ چوان
(مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی)

کالج اور یونیورسٹی کے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد ان اقدار کا فروغ ہے جو ہمارے دستور میں درج ہیں۔ جامعاتی سطح کی تعلیم سے متعلق کمیشنوں اور کمیٹیوں نے اس جانب توجہ مبذول کرائی ہے۔ اس سلسلے کی پہلی کمیٹی رادھا کرشن کمیٹی تھی۔ اس کے باوجود یہ دیکھا گیا ہے کہ اعلیٰ تعلیم کے متعدد ادارے نہ صرف اس مقصد کو پورا نہیں کر رہے بلکہ اس کی تکمیل کے لئے ٹھوس اقدامات بھی نہیں کئے جا رہے ہیں۔

بامعنی زندگی

کالج کی ذمہ داری نوجوانوں کو صرف حصول زر کے قابل بنانا نہیں بلکہ انہیں ایک اچھی اور بامعنی زندگی گزارنے کے قابل بنانا ہے۔ ان دو پہلوؤں میں سے کسی بھی ایک پہلو کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کالج میں داخل ہونے والے نوجوان لڑکے لڑکیاں پیشہ ورانہ دوڑ میں کامیابی حاصل کرنے کے قابل بننے اور کالج کی تعلیم کے سہارے اچھی ملازمت حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ یہ ایک اہم پہلو ہے اور اس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ اعلیٰ تعلیم اور ملک کی معاشی ضروریات اور حصول ملازمت کے درمیان ایک رشتہ قائم ہو جائے لیکن یہیں پر اعلیٰ تعلیم کا مفہوم اور مقصد ختم نہیں ہوتا۔ اس کے ذریعے نوجوانوں کی ذہنی استعداد کو بڑھانا۔ ان کے سائنٹفک تجسس کو مہمیز کرنا اور ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنا بھی مقصود ہے۔ اس کے سہارے ان اقدار کو بھی فروغ دینا ہے جو سماج کے حق میں مفید ہوں۔

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن یہ ایک اچھا کام کر رہا ہے کہ وہ اپنے کورسوں کی ازسرنو تشکیل کر رہا ہے تاکہ انہیں مزید سودمند بنایا جا سکے۔ یہ ایک عمل مسلسل ہونا چاہیئے کیونکہ زندگی ساکت نہیں ہوتی لہٰذا کورسوں کو بھی نہ صرف انسانی علوم اور ٹیکنالوجی میں ہونے والے اضافے بلکہ بدلتی ہوئی انسانی ضروریات اور توقعات کا ساتھ دینا ہوتا ہے۔ کورسوں کی تشکیل کے وقت یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو۔ جی۔ سی) نے بجا طور پر معلومات کے عملی زندگی میں استعمال پر زیادہ زور دیا ہے لیکن اسی کے ساتھ کورسوں کی نصابی حیثیت کو زیادہ مجروح نہیں کیا گیا ہے تاکہ اگر عملی

برۃ حاصل کرنے کے بعد کوئی طالب علم اعلیٰ سطح پر مہارت حاصل
رنا چاہے تو اسے دشواریاں نہ پیش آئیں۔ کورسوں کی تشکیل نو کے
نت یو۔جی۔سی کے پیشِ نظر یہ مقصد رہتا ہے کہ ان میں علاقائی
ضروریات کے ساتھ مطابقت پیدا کی جا سکے اور سائنس اور آرٹس
ے گریجویٹ نوجوانوں کے لئے ملازمت کے مواقع فراہم کئے جا سکیں۔
رسوں کو اس طرح دوبارہ ترتیب دیا جانا چاہیئے کہ طلباء اپنی
رسی معلومات کو فیلڈ ورک پروجیکٹ ورک اور توسیعی کاموں کے
سیلے سے علاقائی مسائل کو حل کرنے کے لئے استعمال کر سکیں۔ ہمن
ہندوستان میں سالانہ امتحانوں پر کچھ زیادہ ہی زور دیا جاتا ہے۔

فاؤنڈیشن کورس

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی فاؤنڈیشن کورس کی تجویز توجہ طلب
ہے۔ فاؤنڈیشن کورس طلباء کو ان کے سماجی، ثقافتی اور فطری ماحول سے
باخبر کرتا ہے۔ تجویز کردہ فاؤنڈیشن کورسوں میں سماجی و ثقافتی
تاریخ، تاریخ جدوجہد آزادی بشمول قومی یک جہتی کے علاوہ
فلاسفی اور روحانی نظریات کا ارتقاء اور نظام اقدار بھی شامل ہے۔
ضمن میں عموماً اخلاقی قدروں کی ترویج کو نظامِ تعلیم میں
پسِ پشت ڈال دیا گیا یا اسے محض نعرہ بازی بنا کر رکھ دیا گیا
ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں تعلیم کے اس بے حد اہم پہلو
کے ضمن میں بہت کم کام ہوا ہے۔

اساتذہ کا کردار ان کی استعداد اور صلاحیت ہی سے
کالج کی تعمیر ہوتی ہے۔ ہر ترقی کی بنیاد انسانی مواد پر ہی ہوتی
ہے۔ ابتدائی دہائیوں میں جو ماہرینِ معاشیات طبعی سرمایہ اور
ٹیکنالوجی کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اب انسانی سرمایہ اور صلاحیت کے
قائل ہو گئے ہیں۔ یہ بات ترقی پذیر ممالک کے تعلق سے بھی
درست ہے۔ ہمارے یہاں کثرتِ آبادی کے پیشِ نظر یہ پہلو
خصوصی اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے۔ ہم نے ہماری منصوبہ بندی
کے وقت ترقی کے جن اشاریوں کو مدِ نظر رکھا وہ ہیں سماجی
انصاف، تجدید اور خود کفالت: ہموار حالات اور جمہوری سیکولرزم
سرشدہ اداروں کے اصولوں کی حدود کے تناظر میں یہ ایک
بے حد متوازن حکمتِ عملی ہے۔ لیکن اسی کے ساتھ ایک مشکل چیلنج
بھی ہے۔ صرف عزمِ مصمم ہی ہمیں راہ کی دشواریاں ہٹانے اور
کامیابی سے ہم کنار کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

[مرکزی وزیر برائے منصوبہ بندی، شری ایس۔ بی۔ چوان
کی جانب سے گورنمنٹ کالج آف آرٹس اینڈ سائنس، اورنگ آباد،
کی ڈائمنڈ جوبلی تقریب میں کی گئی تقریر پر مبنی۔] ●

یوتھ فورم

یوتھ فورم، مستقل فیچر کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں
پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی، معاشی ترقی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی
پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ، تعلیم کا فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔
اپنے مضامین اس پتے پر رحمت فرمائیں:
ایڈیٹر، قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹو بلڈنگ، ۱۵ واں منزلہ، مقابل منترالیہ۔ بمبئی نمبر ۳۲ ۴۰۰

سدھاکر راؤ نائیک
وزیرِ تعلیم

تعلیمی ترقی کے جڑواں پروگرام
ماضی کی روشنی میں مستقبل کا لائحہ عمل

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیرِ تعلیم

حکومتِ مہاراشٹر ابتدائی تعلیم کو خاص اہمیت دے رہی ہے کیونکہ یہی تعلیم کی بنیاد ہوتی ہے اور سماجی ترقی کی پوری عمارت اسی بنیاد پر بلند ہوتی ہے۔ پلاننگ کمیشن نے ابتدائی تعلیم اور تعلیم بالغان کو ہندستان گیر بنانے پر بہت زور دیا ہے اور اسے اقل ترین ضروریاتی پروگرام بتلایا ہے۔ یہ دونوں پروگرام وزیرِ اعظم کے نئے ۲۰ نکاتی پروگرام میں بھی جزءِ اعظم کا درجہ رکھتے ہیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے، ریاستی حکومت بھرپور کوشش کر رہی ہے اور اس جڑواں پروگرام کو تعلیمی ترقی کے سلسلے میں اوّلیت کا درجہ دے رہی ہے۔

موجودہ کامیابیاں

ریاست میں ۸۴-۱۹۸۳ء کے آخر تک کیلئے، ۶ سے ۱۴ سال کی عمر والے ۵۲ء۱۱۷ لاکھ بچے پہلی تا آٹھویں کلاس میں داخلہ پا چکے ہیں۔ ان میں ۶۴ء۴۹ لاکھ لڑکیاں ہیں۔ مہاراشٹر میں ابتدائی تعلیم پہلی سے ساتویں کلاس تک دی جاتی ہے۔ اور آٹھویں سے دسویں تک کو اسکول کا ثانوی درجہ سمجھا جاتا ہے۔ پھر بھی قومی سطح پر ابتدائی تعلیم کے لئے اعداد پہلی تا آٹھویں ہی جمع کئے جاتے ہیں۔ بحساب فی صد ۶ سے ۱۴ سال کی عمر کے ۶۹ء۹۰ فی صد بچے اسکولوں میں داخلہ پا چکے ہیں۔ رہے درج فہرست جاتیوں اور درج فہرست قبائل کے بچے تو اول الذکر جاتی کے ۹۱ فی صد اور آخر الذکر قبائل کے ۶۱ فی صد بچے اسکولوں میں داخلہ پا چکے ہیں۔

چھٹے پنجسالہ پلان کے پہلے چار سال میں کل ۴۶ء۱۴ لاکھ بچوں کی زائد تعداد نے اسکولوں میں داخلہ لیا۔ پلان کی پوری میعاد میں داخلہ لینے والے بچوں کے لئے ۵۴ء۲۰ لاکھ کا نشانہ مقرر ہے۔ رواں سال کے آخر تک اس نشانے میں مقرر کردہ تعداد کے پورا ہو جانے کی امید ہے۔ اس کے نتیجے میں، چھٹے پلان کی میعاد کے دوران داخلہ پانے والے بچوں کی زائد تعداد ۲۸ء۱۷ لاکھ ہوگی۔ ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر عمل درآمد کے وقت سے اسکولوں میں بچوں کے داخلے میں اضافہ ۰۶ء۳ لاکھ کا ۸۳-۱۹۸۲ء میں اور ۲۱ء۴ لاکھ کا ۸۴-۱۹۸۳ء میں ہوا۔ مذکورہ بالا تعداد میں لڑکیوں کے داخلے میں اضافہ اولا سال میں

مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل، آئی۔ ایچ۔ لطیف کی اہلیہ شریمتی بلقیس لطیف ساوتری بائی پھلے فوسٹر پیرنٹ اسکیم پر بحث کے لئے طلب کردہ میٹنگ سے خطاب فرما رہی ہیں۔ اب تک ایک لاکھ سے بھی زیادہ افراد نے اس اسکیم کے تحت ایک لاکھ بچیوں کو پالنے کے لئے رضامندی ظاہر کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت والدین کو ہر بچی پر فی ماہ ۲۵ روپے ادا کرنا ہوگا۔

: ۵ء۱۰ لاکھ کا اور گذشتہ سال ۹۶ء۱ لاکھ کا شامل ہے۔ اسی طرح داخلے میں مجموعی اضافہ تقریباً ۵۰ فی صد کا ہوا

۱۹۸۳-۸۴ء کے آخر تک ایسے تمام گاؤں میں جن کی آبادی ۲۰۰ یا اس سے زیادہ ہے لیکن جو اسکولی سہولت سے محروم تھے، ان میں ایسی سہولت کا انتظام کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ ۱۳۰۰ بستیوں میں سے ۱۳۰ میں امسال انتظام کیا جا رہا ہے

اگر ان اساتذہ کی تعداد، جو سالِ رواں کے دوران مقرر کئے جانے والے ہیں، شمار کر لی جائے تو ابتدائی اسکولوں میں، چھٹے پنج سالہ پلان کے دوران مقرر کئے جانے والے جملہ اساتذہ کی تعداد ۱۰,۳۶۵ ہوگی اور اگر ثانوی مدارس یعنی پانچویں سے آٹھویں تک کے مطلوبہ ٹیچروں کی تعداد بھی جمع کر لی جائے تو پلان مذکور کے دوران پہلی سے آٹھویں کلاس تک کے بھرتی کئے جانے والے اساتذہ کی مجموعی تعداد ۲۲,۰۰۰ ہو جاتی ہے۔

کتاب بنک کی معرفت پڑھائی جانے والی کتابیں مفت دینے کی اسکیم کے ذریعے ابتدائی مرحلے میں ۱۸ لاکھ طلباء فائدہ اٹھا رہے ہیں جبکہ ۵۰,۰۰۰ طلباء کو اسکولی یونیفارم اور لکھنے کے پیپر بھی مفت دی جا رہی ہیں۔ قبائلی لڑکوں اور لڑکیوں میں سے تقریباً ۱۲,۰۰۰ خاص اسٹیپنڈ (Stipend) پا رہے ہیں۔

تقریباً ۳۶,۰۰۰ بچے "اسکول۔ سے۔ باہر" ــــ "غیر قاعدہ واری" تعلیم ــ جو پارٹ ٹائم کلاسوں کے ذریعے تعلیمی پروگرام کے تحت مہیا کی گئی ہے، فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور تقریباً ایک لاکھ بچے "گھریلو کلاسیز" کے ذریعے جنہیں اساتذہ رضاکارانہ طور پر چلا رہے ہیں، تعلیم سے فیض یاب ہو رہے ہیں۔

۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر میں پڑھے لکھے بالغوں کی تعداد ۴۷ فی صد ہے۔ تعلیم بالغان کے پروگرام کے تحت تقریباً ۱۴ لاکھ بے پڑھے لکھے بالغین کو ۱۹۸۰-۸۱ء سے پڑھنا لکھنا سکھایا جا چکا ہے۔ موجودہ سال کے نشانے کے مطابق ۴ء۳۴ لاکھ بالغوں کو پڑھا لکھا بنانا ہے ــ اس میں درج فہرست جاتیوں اور درج فہرست قبائل کی خاصی بڑی تعداد ہے۔ درج فہرست جاتیوں کے محلوں میں ۲۵ فی صد مراکز تعلیم بالغان چل رہے ہیں۔

دو مرکزی انعامات

مرکزی حکومت نے ایسی ریاستوں کو انعامات دینے کی اسکیم شروع کی ہے جو لڑکیوں کی ابتدائی تعلیم اور بے پڑھی لکھی بالغ خواتین کی تعلیم میں نمایاں کردار ادا کریں گے۔ کتنی امتیازی بات ہے کہ اس اسکیم کے سالِ اول میں ہی، مہاراشٹر نے قومی سطح پر ۸۰ لاکھ روپے کا انعام لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں اور ۲۵ لاکھ روپے کا انعام بے پڑھی لکھی بالغ خواتین کی تعلیم کے سلسلے میں حاصل کیا۔ مرکزی حکومت کی طرف سے اس اظہارِ پسندیدگی نے بلاشک وشبہ ریاست میں ان پروگراموں کو مزید بڑھاوا دیا ہے۔ اس کامیابی کا سہرا ٹیچروں، سرکاری ــ اور

غیر سرکاری افسروں اور عوام الناس کی جدوجہد کے سر ہے۔

تعلیم اگرچہ صحیح معنوں میں کوئی صنعت یا انڈسٹری نہیں ہے لیکن اب اس میں ویسا جھکاؤ پایا جاتا ہے۔ ریاست میں تقریباً ۱۳۰ لاکھ طلباء اور تقریباً ۳ء۵ لاکھ اساتذہ ہیں اور سال بھر میں مجموعی سرمایہ کاری ۵۵۰ کروڑ روپے تک پہنچتی ہے۔ ان اعداد سے اس بھاری بھرکم ذمہ داری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جو اس راہ سے کارپردازوں کے سر آتی ہے۔ کسی صنعت کی ابتدا کرتے وقت عموماً چار امور زیر غور ہوتے ہیں ــــ کام کرنے والے، کام کے لئے سازوسامان، کام کے طور طریقے اور کام کے لئے سرمایہ ــــ ان چاروں پہلوؤں پر پوری طرح غور کرنے کے بعد ہی تعلیمی ترقی کی مختلف اسکیموں پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔

رقم

۲۵۰ کروڑ روپے کا سرمایہ ابتدائی تعلیم میں لگایا جاچکا ہے اگر ثانوی تعلیم پر کئے جانے والے خرچ کے ہے کو ثانوی اسکولوں سے ملحق پانچویں سے آٹھویں درجے تک کے لئے سمجھ لیا جائے تو ریاست بھر میں پہلی سے آٹھویں تک کی تعلیم پر کی گئی جملہ سالانہ سرمایہ کاری ۳۸۰ کروڑ روپے ہوتی ہے ــــ اور یہ رقم بھی فی الحقیقت صحیح ضرورت کے حساب سے کم پڑتی ہے۔ داخلہ لینے والے طالب علموں کی بڑھتی ہوئی تعداد کی نسبت سے اساتذہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کی اقل ترین بنیادی ضرورتوں کو کافی وشافی طور پر پورا کرنا، کلاسوں کے نئے کمروں کی تعمیر، ضروری تعلیمی لوازمات کی تکمیل اور پھر ۵۵۰ کروڑ روپے سالانہ جیسی کافی بڑی رقم کے خرچ پر مؤثر فائدے کے متعلق اطمینان کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ کم از کم ۲۰۰ کروڑ روپے مزید فراہم کئے جائیں۔ اتنا کچھ کرنے کے بعد اس اہم مسئلہ کے متعلق یہ فکر دامن گیر رہتی ہے آیا اتنا مالی بندوبست کرنا پھر بھی ممکن ہوگا یا نہیں جتنا ابتدائی تعلیم اور تعلیم بالغان کے پروگراموں کے لئے سنہ ۱۹۹۰ء تک ضروری ہوگا۔ ریاستی حکومت اس سلسلے میں اپنی تجویز آٹھویں فنانس کمیشن کے روبرو پیش کرچکی ہے۔ اس بات کے لئے کوششیں جاری ہیں کہ قومیائے گئے بینکوں سے اور سماج کے ہر طبقے سے کافی مدد دینے کی اپیل کی جائے۔ ریاستی حکومت خود بھی اپنے میزانیہ کی مجموعی رقم کا چھٹا حصہ بچا لینے کا خیال رکھتی ہے تاکہ اس بچت کو تعلیمی کاموں میں لگایا جاسکے ــــ تاہم تعلیم کی موجودہ مالی مد میں معتدبہ اضافہ ناگزیر ہے چونکہ ان دونوں پروگراموں کو "کم سے کم ضرورت کا پروگرام" گردانا گیا ہے۔ اس لئے امید کی جاتی ہے کہ ان کے لئے قومی سطح پر رقوم کا مناسب بندوبست ضرور ہوسکے گا۔

امسال یوم جمہوریہ کے موقع پر ۲۶ر جنوری کو نئی دہلی میں منعقدہ یوم جمہوریہ پریڈ میں ریاستی حکومت کے محکمۂ تعلیم کی جانب سے یہ جھانکی پیش کی گئی۔
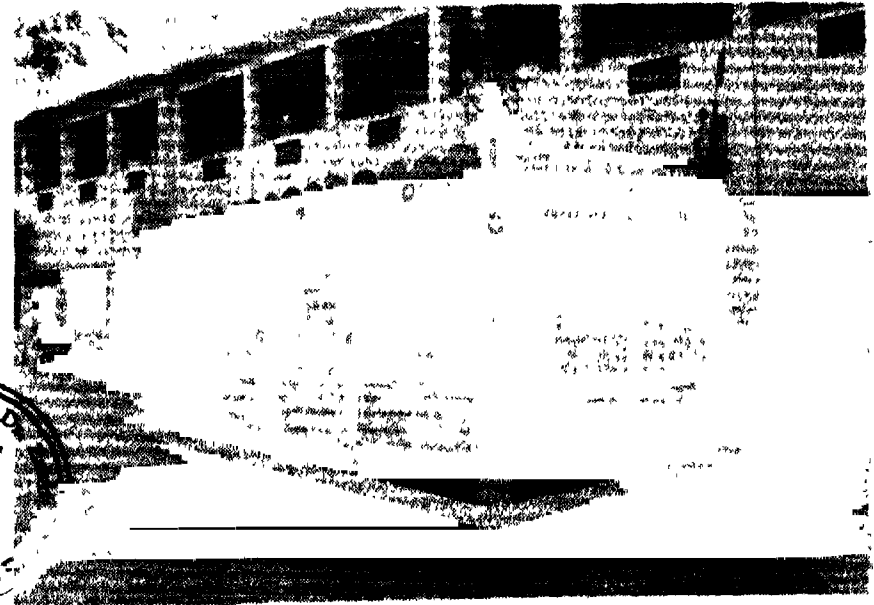
اساتذہ کے تئیں ہمارے جذبہ احسان و ممنونیت کے اظہار کے طور پر ہر سال ستمبر کی ۵ تاریخ کو یوم اساتذہ" منایا جاتا ہے۔ زیر نظر تصویر میں وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک ایوارڈ یافتہ اساتذہ کے ساتھ دیکھے جا سکتے ہیں۔

مرکزی حکومت ۹ ریاستوں کو، جنہیں تعلیمی حیثیت سے پسماندہ تصور کیا جاتا ہے، خاص مالی اعانت دے رہی ہے جس کا مفہوم یہ ہوا کہ اس نے کمزور علاقوں کو خاص مالی مدد دینا بطور پالیسی کے منظور کر لیا ہے لیکن یہ بات مناسب نہیں ہوگی کہ مالی مدد کے لئے ہم اس ریاست کو بھی ان ریاستوں کے زمرے میں شمار کریں۔ حقیقت میں ترقی کے لئے پلاننگ کے وقت ایک پورے بلاک یا پوری ریاست کو، نہ کہ ایک ایک ضلع کو، ایک یونٹ سمجھ کر، منصوبہ بنایا جانا چاہیئے۔ مہاراشٹر میں، ضلعی سطح پر پلاننگ کی جاتی ہے۔ اسی لئے یہ امر بڑی سرگرمی کے ساتھ ریاست کے زیر غور ہے کہ اسے ریاستی سطح پر لانا ضروری ہے یا نہیں اس نقطۂ نظر کے لحاظ سے یہ ضروری ہے کہ مرکزی حکومت پسماندگی کا اندازہ لگانے کیلئے کچھ اصول مرتب کرے اور ان کی روشنی میں خاص مالی اعانت ان اضلاع اور بلاکوں کو دے جو تعلیمی طور پر پسماندہ ہیں اور پھر دیکھے کہ انہوں نے کم سے کم ترقی پہلے پہل کہاں تک کی۔ اساتذہ کی تعداد میں کمی، کلاس کے کمروں کی تعمیر، لڑکیوں کے لئے ہوسٹلوں کا انتظام اور ناخواندہ عورتوں کے لئے کاروباری اور کارآمد خواندگی کا بندوبست بعض ایسے نہایت ضروری امور ہیں جن کے لئے مرکزی حکومت کی طرف سے مذکورہ بالا قسم کی مالی اعانت کا بہت جلد پیش کیا جانا اشد ضروری ہے۔

کوئی بھی سوسائٹی ہو، ترقی کے مراحل میں فنڈ کی کمی اسے بری طرح متاثر کرتی ہے۔ اس صورتِ حال میں سدھار تب ہی آسکتا ہے جب اضافۂ آبادی پر مکمل قابو حاصل ہو اور پیداوار میں زیادتی مسلسل ہوتی جائے۔ یہ بات باعثِ تسکین ہے کہ تینوں پروگرام یعنی آبادی، تعلیم اور پیداوار کی مسائل پر ایک ساتھ ضروری توجہ دی جا رہی ہے لیکن مالی دشواریوں کی وجہ سے انتظامی امور، اضافۂ ملازمین اور ساما نوں کی بہم رسانی تین ایسے پہلو ہیں جن کا نکتہ شناسی اور حکمتِ عملی سے طے کیا جانا ضروری ہے۔

ملازمین

فی الحال ریاست میں اس سلسلے سے ۲,۳۱۰۰۰ اساتذہ وابستہ ہیں۔ ان کے علاوہ ۷۰,۰۰۰ کی تعداد ایسے اساتذہ کی ہے جو پانچویں سے آٹھویں درجے کے طلبار کو تعلیم دیتے ہیں۔ ان میں سے ۹۳ فی صد اساتذہ تربیت یافتہ (ٹرینڈ) ہیں۔ ریاستی حکومت ایک اسکیم یعنی کرسپانڈنس (خط و کتابت) کے ذریعے تعلیم کا سلسلہ ملازمت سے لگے ہوئے باقیماندہ غیر تربیت یافتہ ٹیچروں کے لئے جاری کر چکی ہے۔ مزید برآں تقریباً ۱۵,۰۰۰ پرائمری ٹیچروں کو جو سروس میں ہیں "سروس کے ساتھ ٹریننگ" دی جا رہی ہے۔ یہ ٹریننگ چار ہفتے ساری ریاست کے ۱۰۰ ڈیوٹیشنوں میں، ہر سال دی جاتی ہے۔ داخلے میں اضافہ کی مناسبت سے اساتذہ کی کافی تعداد مہیا کرنے کے لئے ریاستی حکومت اس بات کے امکانات پر غور کر رہی ہے کہ اساتذہ کو ۳۰۰ روپے ماہانہ کی معینہ تنخواہ پر ابتدائی دو سال کے لئے مقرر کرے۔ قبائلی اور پہاڑی

☆

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر تعلیم ۹ جون کو ناگپور میں "تعلیم بالغان پروگرام برائے سال ۸۵-۱۹۸۴ء" پر غور و خوض کرنے کے لئے طلب کردہ ڈیویژنل میٹنگ میں شرکاء سے خطاب کر رہے ہیں۔ تصویر میں آپ کے علاوہ ڈائرکٹر آف ایجوکیشن، شری وی۔ وی چپلونکر اور سکریٹری برائے محکمہ تعلیم شری ششی کانت دیتھنکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

☆

گذرگاہوں والے علاقوں میں ریاستی حکومت ٹریننگ کی شرطیں نرم کر چکی ہیں تاکہ خالی اسامیاں مقامی اور زنانہ ٹیچرس خصوصاً بآسانی مل سکیں۔ ریاست میں زنانہ اساتذہ کی تعداد فی الحال ۳۴ فی صد ہے۔

حکومتی نظم و نسق کی مختلف سطحوں پر کام کرنے والے افسران بھی بحیثیت ملازمین مذکورہ بالا ملازمین ہی کی طرح اہم اجزاء ہیں۔ الگ الگ طریقوں کے ذریعے تعلیمی ترقی کے حسب دلخواہ حصول کے لئے بالخصوص اس صورت میں جبکہ فنڈز کی کمی آڑے آتی ہو، نظم و نسق کی مشینری کو "بیٹ" ـ "بلاک" اور ضلع کی سطح پر مستحکم کرنا ضروری ٹھہرا اور سروس کے ساتھ ٹریننگ کی سہولت ان ملازمین کے لئے بھی نکالنی پڑی۔ چنانچہ تعلیم میں ایک اسسٹنٹ آفیسر کے ذمے اوسطاً ۴۰ اسکولوں کا معائنہ رکھا گیا۔ اس کے بعد سے، آفیسر مذکورہ اوسطاً ۲۰ اسکولوں کا انچارج ہوگا۔ لیکن استثنائیہ طور پر، قبائلی علاقوں کے افسر کو صرف ۱۵ اسکولوں ہی کا انچارج رکھا جائے گا۔ "بلاک" کی سطح پر تعلیمی نظم و نسق کا اعلیٰ افسر درجے میں کلاس نمبر ۲ کا ہوگا اور اس کے عہدے کا نام "بلاک ایجوکیشن آفیسر" ہوگا۔ "ضلع" کی سطح پر درجہ نمبر ۱ کا ایک انڈیپنڈنٹ (آزاد) افسر، جو درجہ میں کلاس نمبر ۱ کا ہوگا، ایجوکیشن آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔ ان میں سے ہر ایک آفیسر کے تحت پرائمری مدارس کی تعلیم، ثانوی مدارس کی تعلیم اور بالغوں کی تعلیم رکھی گئی ہے۔ نظم و نسق میں استحکام لانے کے ساتھ ساتھ، اس بات پر بھی مناسب توجہ دی گئی ہے کہ افسران صحیح ہدایت دینے کا خیال رکھیں تاکہ صلاحیت و لیاقت میں اضافہ ہو۔

لوکل باڈیز اور ریاستی حکومت میں غیر سرکاری ملازمین کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا دوسرے سرکاری ملازمین کا چنانچہ اسکول کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ایک جوائنٹ کونسل تشکیل دی گئی ہے تاکہ ان تمام ایجنسیوں میں باہمی تفاہم پیدا ہو اور ان کے تعاون سے مختلف ترقیاتی پروگراموں کو کامیابی کے ساتھ عمل میں لایا جا سکے۔ آپس میں گفتگو کے لئے ان ایجنسیوں کو وقتاً فوقتاً بلکہ بسا اوقات جمع ہونے کا موقع دینے کے لئے ان کی میٹنگیں ضلعی، علاقائی (ریجنل) اور ریاستی سطح پر رکھی جاتی ہیں۔ انہیں ضلع سطح پر منصوبہ بندی کی مشق میں شریک رکھا جاتا ہے مزید برآں ٹیچروں، افسروں اور غیر سرکاری اہل کاروں سے جو لوکل باڈیز میں کام کرتے ہیں، ابتدائی تعلیم کی عالمگیریت کے پروگرام پر عمل درآمد کی خاطر، اقل ترین عمل والے پروگرام تشکیل دیئے گئے ہیں۔ ان تمام ایجنسیوں کی طرف سے ان پروگراموں میں شرکت اور وابستگی حوصلہ افزا ہے۔

حکومت اب اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ نصاب میں اصلاح لائی جائے۔ اس سلسلے میں حکومت نصاب کی بربریت اور بوجھ کو دور کرنے کے لئے، اس (نصاب) کے مشتملات کو تسلیم کرنا اور درسی کتابوں، کاپیوں، گھر پر کرنے کے کام وغیرہ کو کم کرنا اور ان کی جگہ نصاب میں بچوں کے ماحول، آبادی

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر تعلیم نے حال ہی میں امراوتی میں تعلیم سے متعلق ڈیویژنل کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔ تصویر میں شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا، وزیر مملکت برائے تعلیم، شری وی۔ وی چیلونکر، ڈائریکٹر آف ایجوکیشن شری جام بھولے، ڈائریکٹر تعلیم بالغان اور دوسرے افراد بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

کی تعلیم، پیداواری مہارتوں، کھیل کود، بچوں کے اجتماعی گیتوں کے گائے جانے، حکایتیں بیان کرنے، دستکاریوں وغیرہ کے مطالعوں کو شامل کرنا چاہتی ہے۔

ٹیکسٹ بک بیورو مذکورہ بالا صفات سے مزین اور بے عیب درسی کتابیں تیار کرنے میں تندہی سے کام کر رہا ہے تاکہ ان کتابوں میں مذکورہ خوبیاں اور قومی یک جہتی پر مشتمل نظریات اور ساتھ ہی دوسرے تعلیمی پہلو نمایاں ہوں اور یہ کتابیں طلباء کو بروقت مل سکیں۔ علاوہ ازیں، بیورو نے کنٹرول قیمت پر کاپیاں تقسیم کرنے کی ذمہ داری بھی اپنے سر لے لی ہے اور وہ ضرورت مند اسکولوں کی لائبریریوں کو اور ان کتب خانوں کو، جو اس باب میں نمایاں کام کر رہے ہیں، مدد بھی دے رہا ہے۔ بیورو "کیشور" نام کا ایک بلند پایہ ماہانہ رسالہ بھی بچوں کے لئے شائع کر رہا ہے۔ ٹیچروں کے لئے ہینڈ بکس اور طلباء کے لئے ورک بکس شائع کرنے کے علاوہ، بیورو نمایاں کام کرنے والے ایسے ریٹائرڈ ٹیچروں کی سوانح حیات بھی شائع کر رہا ہے جنہیں حکومتی یا قومی ایوارڈز سے نوازا گیا تھا تاکہ اساتذہ میں تندہی اور جوش عمل کی رغبت پیدا ہو۔

ریاستی سطح کے انسٹی ٹیوٹ جیسے اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف سائنس ایجوکیشن، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف انگلش، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف آڈیو ویژول ایجوکیشن، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ووکیشنل اینڈ ایجوکیشنل گائیڈنس، اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایڈلٹ ایجوکیشن اور اسٹیٹ بیورو رس ممبر۔ بھی اساتذہ کے لئے رہنمائی کرنے والی کتابیں شائع کر رہے ہیں اور تعلیمی رسالے بھی۔ ایسی ہی کوشش ریاست کی آٹھ سبجیکٹ ٹیچرس ایسوسی ایشنیں بھی کر رہی ہیں۔

پرائمری اسکولوں کو سائنس کے لئے ضروری لوازمات کے بکس بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ ابتدائی جماعتوں میں ریڈیو اور ٹی۔وی کا استعمال جو عوامی مجمعوں کے لئے میڈیم کا کام دیتے ہیں، اب ایلیمنٹری اسکولوں میں بھی اضافہ پذیر ہے۔ ٹیچروں کو بھی، بالخصوص انہیں جو دیہاتوں میں تعلیم دیتے ہیں، ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ قسم قسم کے ترقی یافتہ تعلیمی وسائل تیار کریں۔

سہارا دینے والے پروگراموں جیسے فری کھانا، درسی کتابیں، لکھنے کے سامان، یونیفارم وغیرہ کی ابتداً، بالخصوص ان بچوں کے سلسلے میں جن کا تعلق درج فہرست جاتیوں اور درج فہرست قبائل سے ہے یا جن کا شمار معاشی طور پر پسماندہ جماعتوں سے ہے، کی جا چکی ہے۔ تعلیمی سامانوں کے سیٹ بھی سنگل ٹیچر والے اسکولوں کو مہیا کئے جاتے ہیں۔

وقتاً فوقتاً اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ دیہاتوں میں واقع ایلیمنٹری اسکولوں کو تعلیمی سامان دیئے جائیں تاکہ ان کی اقل ترین ضروریات پوری ہوں۔

طریقے

جب اور جہاں کہیں مالی وسائل کی شدید کمی ہوتی ہے تو یہ بات لازمی ہوا کرتی ہے کہ ملازمین اور سامانوں میں سے جتنے بھی دستیاب ہوں ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم، انسٹی ٹیوٹ آف آڈیو ویژول ایجوکیشن کے آرٹ سے خانہ (ڈرافٹنگ) شعبہ کا معائنہ فرما رہے ہیں۔

لئے مختلف اور لچک دار طریقے اختیار کئے جائیں۔ یہاں بعض ایسی حکمتِ عملی کا اظہار کیا جارہا ہے جسے موجودہ حالات کے تحت ہمیں اختیار کرنا پڑا۔

کوشش کی جاتی ہے کہ ادارے کا ترقیاتی نظریہ اختیار کر لیا جائے اور اس سلسلے میں کسی شخص کو تمام ترقیاتی سرگرمیوں کا مرکز قرار دیا جاتا ہے اور ریاست میں جتنے بھی اس کام کو انجام دینے والے دستیاب ہوتے ہیں ان سے ممکن حد تک کام لیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مناسب ہدایتیں اور سوجھ بوجھ دے دی جاتی ہیں۔

زیادہ زور اس بات پر دیا جاتا ہے کہ اس قسم کی سرگرمیوں میں لگے ہوئے لوگ آپس میں ایک طرح کا وفاق سا بنائے رکھیں لیکن اپنی اپنی حیثیت آزاد رکھیں اور کسی دوسرے کے لئے نہ بوجھ بنیں اور نہ سہارا چاہیں۔ مہاراشٹر کی یہ اختراعی ترکیب جس کے ذریعے کمپلیکس بنا کر اسکولوں کی کارکردگی میں بہتری لائی جا سکی اور ان کمپلیکسوں کے مختلف کارپردازوں کے درمیان وفاق جیسا باہمی ربط اور میل جول پیدا کر کے اسکولوں کی کارگزاریوں کو بلند کیا جا سکا، قومی سطح پر پسندیدگی اور تعریف کا باعث بن چکا ہے۔ چنانچہ نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشنل پلاننگ اینڈ ایڈمنسٹریشن، نئی دہلی نے ایک کتاب بنام "ری وٹالائزنگ اسکول کمپلیکسیز ان انڈیا" شائع کی ہے اور سینٹرل ایڈوائزری بورڈ آف ایجوکیشن، نئی دہلی نے بھی گزشتہ سال دوسری ریاستوں سے اس پروگرام کی سفارش کی ہے۔ تقریباً ۱۸۰۰ اسکول کمپلیکسیز ان خطوط پر اس ریاست میں سرگرم عمل ہیں اور وقتاً فوقتاً پرائمری ٹیچروں کی تنظیموں کے ساتھ ان کی میٹنگیں ہوتی رہتی ہیں۔ یہ میٹنگیں ان گروپ میٹنگوں کے علاوہ ہیں جو "بیٹ لیول" پر پرائمری ٹیچروں کی آپس میں باقاعدگی کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں۔

اسکول کمپلیکسیز کے درمیان وفاقوں کے ذریعے سماج کی تائید بھی بڑے پیمانے پر میسر آئی۔ یہ تائید رقموں اور اشیاء دونوں شکلوں میں ملی۔ "فاسٹر پیرنٹ اسکیم" کو ایک برس کی مدت میں جو کامیابی نصیب ہوئی وہ وفاق مذکور کی وساطت سے ملی۔ اسٹیٹ انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کی طرف سے شائع کئے جانے والے ماہانہ رسالہ "جیون شکشن" کے بارے میں یہ تجویز پیش کی گئی ہے کہ اسے ریاست کے تمام اساتذہ اور اسکولوں کو رعایتی قیمت پر دیا جائے تاکہ ان کا وفاق زیادہ مستحکم ہو۔ ادارۂ مذکور کے زیرِ غور ہے عوام کی زیادہ سے زیادہ تائید کا حصول، تاکہ ایلیمنٹری تعلیم ہندوستان گیر بلکہ عالم گیر بن سکے، ہماری کوششوں کے زمرے کی تیسری حکمتِ عملی ہے۔

اس کے بعد، "اسکول۔سے۔باہر" والے بچوں کی غیر رسمی تعلیم پر زیادہ زور دیا جانا ضروری ٹھہرتا ہے۔ سردست ریاست میں ۱۲۰۰۰ پارٹ ٹائم (جز وقتی) کلاسیں کام کر رہی ہیں۔ ان کے علاوہ ۲۵،۰۰۰ "ہوم کلاسیز" ایسی ہیں جنہیں خود اساتذہ رضاکارانہ طور پر چلا رہے ہیں۔ "ہوم کلاسیز" کا فائدہ

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم اور شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا، وزیر مملکت برائے تعلیم نے ایک ٹرافی اور مبلغ ۸۰ لاکھ روپے کا ایک انعام، پرائمری سطح پر لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دینے کے سلسلے میں مبلغ ۲۵ لاکھ روپے کا ایک انعام برائے تعلیم خواتین حاصل کیا۔ یہ ایوارڈس شریمتی شیلا کول، مرکزی وزیر ریاست، برائے تعلیم نے اسٹیٹ ایجوکیشن منسٹران کانفرنس میں پیش فرمائے گئے جس کا انعقاد حال ہی میں نئی دہلی میں ہوا تھا ـــــ تصویر میں (دائیں سے بائیں) شریمتی پاروتی مالگونڈا، شری سدھاکر راؤ نائیک اور شری ایس۔ جی ڈھنکر سکریٹری برائے تعلیم بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ہے کہ "اسکول۔ سے۔ باہر" والے بچوں کے لئے ان میں" اپنے
وقت۔ پر۔ پڑھائی" کی سہولت ملتی ہے۔ یقیناً ان دونوں
پروگراموں میں سدھار لانے کی گنجائش ہے۔ تجویز یہ ہے کہ
ان دونوں پروگراموں میں ضروری ترمیمات کی جائیں اور آئندہ انہیں
مزید توسیع دی جائے۔ اس کے علاوہ ایک تجویز یہ ہے کہ ساتویں
پلان میں جز وقتی اسکولیں جاری کی جائیں اور "اوپن۔ اسکول۔ پروگرام"
شروع کئے جائیں۔

عام طور پر، داخلہ کا انتظام، خارجہ کی تعداد کی مناسبت
سے کیا جاتا ہے۔ بعض علاقوں کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے
لئے، اور انہیں دوسرے علاقوں کے شانہ بشانہ لانے کے لئے یہ
ضروری ہوتا ہے کہ داخلے کا پیشگی انتظام کیا جائے اور خارجے
پر ہٹائی جائے۔ اس سلسلے میں کچھ تجربات پائلٹ بنیاد (تجرباتی
اصول) پر کئے جانے چاہئیں۔

اسکولوں کی درجہ بندی اس لئے کی جاتی ہے کہ ان کی تعلیمی
مضبوطیوں اور کمزوریوں کا پتہ لگایا جا سکے اور تاکہ انہیں ضروری
رہنمائی ملے اور وہ نتائج کی روشنی میں اپنے یہاں مناسب سدھار
لا سکیں جس سے کہ طالب علم میں مطلوبہ حد تک لیاقت آجائے۔
ایک ایسی ہی کوشش "بیٹ"، "بلاک" اور ضلعی سطحوں کے تعین
کے ذریعے مطلوب ہے۔ پھر اس خیال سے کہ حاصل کردہ تعلیم
"ضائع" نہ جائے یا ترقی نہ دینے سے تعلیم سے "ختم" ہو جانے کو

روکا جائے۔ ایک متبادل تجویز یہ ہے کہ ترقی کو نہ۔ روکنے۔ کی۔ پالیسی
اختیار کی جائے، چنانچہ یہ تجویز بھی سرگرمی کے ساتھ زیر غور ہے
لیکن اس کے تحت ضروری ہے کہ حاضری باقاعدہ رہی ہو ـــ اور
نصابوں کی تکمیل پوری طرح کی گئی ہو اور یہ کہ فیل ہونے والے
مضمون یا مضامین کا امتحان طالب علم دوبارہ دے۔ اگرچہ اسے
اگلے درجے میں ترقی دی جا چکی ہو۔

ریاستی حکومت نے بھی تعلیمی سہولتیں پیدا کرنے کی پالیسی
اختیار کر لی ہے اور چاہتی ہے کہ جہاں یہ سہولت نہ ہو ـــ وہاں
عطا کی جائے، جہاں سدھار لانا ضروری ہو وہاں سدھار لایا جائے
اور ایسی اسکولوں کو بہترین طور پر کارآمد بنایا جائے۔ اسی نظریے
کے تحت شفٹ سسٹم کی بھی، وقت کی اہم ضرورت سمجھ کر تائید
کی جاتی ہے۔

تاحال منصوبہ بندی کے لئے ضلع کو ایک یونٹ تصور
کیا جاتا رہا ہے۔ ایک قدم آگے بڑھ کر اب یہ تجویز ہے کہ "بلاک"
کو یونٹ گردانا جائے۔

بجائے اس پروگرام پر زور دینے کے کہ بچوں کا داخلہ
۶+ پہلی کلاس میں ہو، زور اب اس پر دیا جا رہا ہے کہ جن کا
نام رجسٹر میں ہو انہیں باقی رکھا جائے۔ اس نظریہ کے تحت
ریاستی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ سال رواں کو، لڑکیوں کو،

اسکول میں قائم رکھنے کا سال شمار کیا جائے ـــــ اسی طرح "اسکول ۔ سے ۔ باہر" والے بچوں کے لئے اجازت ہے کہ پہلے سے مناسب تیاری کے بعد وہ جس بھی کلاس میں چاہیں داخلہ لے سکتے ہیں ۔

سنہ ۱۹۹۰ء سے آخر تک ایلیمنٹری تعلیم کو ریاست گیر بنانے کے مقصد میں کامیابی کے لئے کم فیض یافتہ گروپ یعنی درج فہرست جاتیوں اور درج فہرست قبائل کے بچوں اور خصوصیت سے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم پر، اولیت کی بنیاد پر توجہ دی جارہی ہے ۔ ریاستی حکومت لڑکیوں کے لئے دسویں تک فری تعلیم کا اعلان کر چکی ہے ۔ لڑکیوں کی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ریاست بھر میں مناسب فضا بھی تیار کی جارہی ہے ۔ جو کوششیں اس سلسلے میں ہورہی ہیں ان کے نتائج بھی رفتہ رفتہ دیکھنے میں آرہے ہیں ـــــ گذشتہ دو سال کے دوران لڑکیوں کے داخلے میں اضافہ اس بات پر شاہد ہے ۔

وزیر ریاست برائے تعلیم کی چیئرمینی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی تاکہ وہ ریاست میں موجودہ اسکولی تعلیم کے طور طریقوں میں اصلاحات کی سفارش کرے اور کم فیض یافتہ گروپ، اور بالخصوص لڑکیوں کے سلسلے میں خاص توجہ دے اور اس بات کو پیش نظر رکھے کہ ہمارا مقصد سنہ ۱۹۹۰ء سے آخر تک ایلیمنٹری تعلیم کو ریاست گیر بنانا ہے ۔ کمیٹی مذکور کی سفارشات ریاستی حکومت کے زیر غور ہیں ـــ

ساتویں پلان کی طرف

ساتویں پلان کا مسودہ تیار کرنے کی ابتدا کی جا چکی ہے جس میں مذکورۂ بالا اسکول ایجوکیشن ریفارم کمیٹی کی سفارشات پیش نظر رکھی گئی ہیں ۔ ایلیمنٹری ایجوکیشن کی ریاست گیریت کے اپنے مقصد کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے، زور اس امر پر دیا جاتا رہے گا کہ کم فیض یافتہ گروپوں، بالخصوص لڑکیوں کی تعلیم خاص توجہ کی حامل رہے گی ۔ اس بات کی زبردست کوشش کرنی ہوگی کہ کسی قسم کا ضیاع اور رکاوٹ کسی مرحلے میں پیش نہ آئے اور ساتھ ہی ساتھ یہ کوشش بھی کرنی ہوگی کہ "اسکول ۔ سے ۔ باہر" جو بچے ہوں وہ بھی غیر رسمی تعلیم سے محروم نہ رہنے پائیں ۔ اسی دوران، یہ بھی ضروری ہوگا کہ موجودہ طریقۂ تعلیم کو جن جن راستوں سے ممکن ہو سکے مستحکم کیا جائے اور ان کے لئے بعض ایسے پروگراموں پر عمل کیا جائے جو نیچے مذکور ہیں :۔

۱ ـــ ۱۲۰۰ بغیر اسکول والی ان بستیوں میں جن کی آبادی ۲۰۰ یا اس سے زیادہ ہے، پلان والی مدت کے ابتدائی دو سال کے اندر، اسکولیں شروع کر دی جائیں ۔

۲ ـــ ہر پرائمری اسکول کے ساتھ ایک "مرکز قبل از اسکول" جوڑ دیا جائے ۔

۳ ـــ ایک ٹیچر والی اسکول کا گریڈ بڑھایا جائے ۔

۴ ـــ دیہاتی حلقوں میں، ۳ کلومیٹر کے دائرے کے اندر، مڈل اسکول کی سہولتیں مہیا کی جائیں ۔

۵ ـــ کلاس کے کمروں کی تعمیر کا پروگرام وسیع پیمانے پر ہاتھ میں لیا جائے ۔

۶ ـــ لڑکیوں کے لئے ہوسٹل قائم کئے جائیں ۔

۷ ـــ دیہاتی حلقوں میں زنانہ ٹیچروں کے لئے رہائشی مکانات تعمیر کئے جائیں ۔

۸ ـــ پارٹ ٹائم (جزوقتی) پرائمری اسکولیں شروع کی جائیں ۔

۹ ـــ "اوپن اسکول اسکیم" (کھلی فضا میں اسکول کی اسکیم) شروع کی جائے ۔

۱۰ ـــ دشوار گزار علاقوں میں لڑکیوں کے لئے "حاضری کے لئے وظیفہ" شروع کیا جائے ۔

۱۱ ـــ سروس میں لگے ہوئے ٹیچروں کی ٹریننگ کے لئے سہولتیں بڑھائی جائیں ۔

۱۲ ـــ نصاب میں اصلاحات کر کے اسے کافی لچک دار بنایا جائے ۔

۱۳ ـــ اختراعی پروگراموں کی حوصلہ افزائی کی جائے ۔

۱۴ ـــ غیر فیض یافتہ گروپوں کے لئے تائیدی پروگراموں کو مضبوطی عطا کی جائے ۔

۱۵ ـــ ٹیچروں کی کمی پوری کی جائے ۔

۱۶ ـــ اسکول میں تعلیمی فضا کو شاندار بنانے کے لئے کافی سامان وغیرہ فراہم کئے جائیں ۔

جو کام آگے در پیش ہے اس کے پیش نظر ۵۔ ۶ سال کی مدت بہت اہم ہے ۔ دشواریاں بہت ہیں اس لئے یہ ہمارے کام کرنے کی صلاحیت کے لئے ایک چیلنج ہے ۔ کام جیسے انجام

پونے یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر شری دیودت دابھولکر نے حال ہی میں ان اسکولوں کا دورہ کیا جہاں معیاری تعلیم پروگرام نافذالعمل ہے۔ زیرنظر تصویر میں آپ قومی تعلیم بالغان پروگرام کے نفاذ پر مامور افسران سے خطاب کر رہے ہیں۔

ینا ہے، اگرچہ بہت بڑا ہے لیکن یقیناً ناقابلِ عبور نہیں ہے۔ ز تعلیم سے وابستہ تمام کاروباری جیسے اساتذہ، افسران، بر سرکاری اہل کار، مقامی سماج اور حکومت، اس چیلنج سے نمٹنے کے لئے، ایک دل ہوکر اور مضبوط عزم وارادے کے ساتھ آگے ھیں۔ ریاست میں اس امر کے لئے پوری کوشش صرف کی جائیگی۔

تاہم یہ ضروری ہے کہ مرکزی حکومت پورے ملک کی ساری ریاستوں میں تعلیمی لحاظ سے پسماندہ ضلعوں اور بلاکوں کو مدد اسی طرح عطا کرے جس طرح وہ تو پسماندہ ریاستوں کو ے رہی ہے۔ کم سے کم ایک سال میں تین میٹنگس، ملاقاتی سطح پر، ہوا کریں تا "اقل ترین ضرورتوں والے پروگراموں" ے بارے میں جو وزیر اعظم کے نئے ۲۰۔نکاتی پروگرام کا ایک حصہ ہیں، مختلف ریاستیں اپنے اپنے تجربات پیش کریں۔ اور ں تبادلۂ خیالات میں سہولت ہو۔ اگر یہ میٹنگیں باری باری سے ختلف ریاستوں میں بلائی جائیں تو مختلف امتیازی پروگراموں ، بر محل معلومات جنہیں متعلقہ ریاستیں اس وقت پیش کررہی ں گی، حاصل کرنا بھی ممکن ہو سکے گا۔ ساتویں پلان کو آخری شکل یتے وقت تعلیم کے بارے میں دو "اقل ترین ضروریات والے پروگراموں" کو ترجیح دیا جانا چاہیے اور انہیں "قومی ترقیات کے تعلیمی پروگرام" میں شامل کیا جانا چاہیے۔ کاغذ کی کافی مقدار، رعایتی داموں اور ٹھیک وقت پر ریاستی حکومت کو دستیاب ہونی چاہیے، تاکہ درسی کتابیں، کاپیاں، کام سے متعلق کاپیاں، ہینڈ بکس، سپلیمنٹری، تعلیمات کے سامان، تعلیمی رسائل اور ایسی ہی دوسری تعلیمی اہمیت رکھنے والی سرگرمیاں انجام دی جا سکیں۔ مختلف، اختراعی پروگراموں کی معلومات، جنہیں مختلف ریاستیں شروع کرنے والی ہوں تمام ریاستوں کی اطلاع کے لئے تقسیم کی جائیں اور اسٹڈی گروپ ان کے برمحل مطالعہ کے لئے روانہ کئے جائیں۔

ایس کے کلکرنی

تعلیمِ بالغان - ایک عوامی تحریک

وزیراعظم، شریمتی اندرا گاندھی کے ۲۰- نکاتی پروگرام میں طلباء اور رضاکار انجمنوں کے ذریعے بالغوں میں ناخواندگی دور کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ ریاست میں اکتوبر ۱۹۷۸ء میں "تعلیم بالغان پروگرام" کے تحت "تعلیم بالغان پروگرام" پر وسیع پیمانے پر عمل آوری کی جارہی ہے۔ ریاست میں یونیورسٹیوں اور کالجوں کے ذریعے ۲۲۰ مراکز اور بمبئی سٹی سوشیل کمیٹی کے ذریعے ۳۵۰ مراکز کے علاوہ ۱۲،۰۰۰ سے بھی زیادہ مراکز اس سلسلے میں اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست میں بالغ تعلیم یافتہ افراد کی تعداد (۳) ۲،۴۷ فیصد ہے۔ مرد تعلیم یافتہ افراد کی تعداد ۵۸،۸ فیصد اور خواتین تعلیم یافتہ کی تعداد ۳۴،۸ فیصد تھی۔

ضلع ستارا نے ملک کی جدوجہد آزادی اور وہاں کے باشعور عوام کی وجہ سے ملک کے نقشے میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا ہے۔ وہاں کے عوام کی برطانوی سامراج کے خلاف سرفروشانہ جدوجہد ابھی تک ہمارے دلوں میں تازہ ہے۔ نئی نسل اپنے بزرگوں کی شاندار روایات کو برقرار رکھتے ہوئے ناخواندگی کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہے۔

۱۹۵۹ء کے خاتمے تک تعلیم بالغان کو مقبول بنانے کے لئے کافی کام کیا گیا تھا۔ موجودہ سالوں میں سماجی طور پر

ایک گاؤں میں "تعلیم بالغان" کی ایک کلاس کا منظر

بار لوگوں نے حکومت کی مدد سے بغیر تعلیم بالغان" کو چیلنج
کر قبول کرتے ہوئے ۔ ۱۹۵۹ء میں رو گرام شکشن مہم "
ویلیج ایجوکیشن مہم) جاری کرتے تقریباً ہر سال ۳۰۰۰ بالغوں
زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ سال ۶۱-۱۹۶۰ء سے اس
ان میں قابل قدر کارکردگی کا مظاہرہ کر کے بہت سے
پڑھے لوگوں کو تعلیم یافتہ بنایا گیا۔ سال ۶۰-۱۹۵۹ء اور
۶۱-۱۹۶۰ء میں نئے تعلیم یافتہ لوگوں کے اعداد و شمار
لترتیب ۱۱۰۰۰ اور ۱,۰۹,۰۰۰ تک ہوئے جو اس
تحریک کا کامیاب ترین پہلو ہے ۔

ریاستی سطح پر بے شک سماجی خدمت گاروں نے اس
روگرام پر عمل آوری کی ہے ۔

خواندگی فی صد میں

	۱۹۶۱ء	۱۹۸۱ء	فی صد اضافہ
رد	۴۲٫۶۰	۵۸٫۶۸	۴۰
اتین	۱۷٫۶۸	۳۴٫۶۸	۹۵٫۶۵
ران	۲۹٫۶۸	۴۷٫۶۲	۵۸٫۶۴

مہاراشٹر میں خواتین ناخواندگان

تعداد میں مرد خواندگان کی بہ نسبت بہت زیادہ اضافہ ہوا
ہے ۔ خواتین کی خواندگی کی شرح ، آبادی میں اضافہ کی شرح کا ½
ہے ۔ ۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء سے اس پروگرام کو نافذ کیا گیا ۔ اس
روگرام میں چار مہینوں میں ۲۵ سے ۵۰ سال کے گروپ کے افراد
معمولی خرچ سے تعلیم یافتہ کرنے کا نشانہ مقرر کیا گیا تھا ۔

پھلوے ایوارڈ

ضلع پریشدوں کی تشکیل سے دیہی ایجوکیشن تحریک پر صحیح
معنوں میں عمل آوری شروع ہوئی ۔ ۶۲-۱۹۶۱ سے ۷۵-۱۹۷۴ء
کے دوران ۲,۳۲,۹۹,۶۰۶ بالغوں کو تعلیم یافتہ بنایا گیا جس میں سے
۱,۷۲,۵۹,۲۴۷ مرد اور ۵۲,۷۳,۳۲۹ خواتین تھیں ۔ یونیسکو
نے مہاراشٹر کی اس کارکردگی کو کافی سراہا اور اسے محمد رضا پہلوی
ایوارڈ سے نوازا ۔ ریاست میں کارکردگی کے نتیجے میں تعلیمی تناسب
۱۹۶۱ء میں ۲۹٫۶۹ فی صد اور ۱۹۷۱ء میں ۳۹٫۰۶ فی صد
تک ہو گیا ۔ اس طرح سے تعلیمی محاذ میں مہاراشٹر نے ملک میں دوسرا
مقام حاصل کیا ۔

نیا طریقۂ کار

ویلیج ایجوکیشن پروگرام کا خاص مقصد ناخواندگی کو دور کرنا
تھا ۔ اس دوران بالغوں کی شخصیت کو نکھارنے والا کوئی دوسرا
کام نہیں کیا جا سکا ۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے وردھا میں ایک
نئی اسکیم "ایجوکیشن کم ۔ لٹریسی" پروگرام کا ۷۵-۱۹۷۴ء میں
نفاذ کیا گیا ۔ مختلف تجارتوں میں ۱۵۱ بالغوں کی کامیابی کے ساتھ
تربیت کی گئی ۔ محکمۂ سوشیل ویلفیئر نے پسماندہ طبقے کے ۲۳ بالغ
افراد کو ذاتی کاروبار کے لئے ۱۲,۴۰۰ روپے کی مالی امداد دی اس
کے علاوہ فنکشنل لٹریسی پروگرام کے تحت ۹,۹۰۰ بالغوں کو
۳۳۰ مراکز میں تربیت دی گئی ۔ اس اسکیم میں مزید بہتری اور پائیداری
پیدا کرنے کے لئے فارمل ایجوکیشن اسکیم اور کسان ایجوکیشن اسکیم کو
مرکزی حکومت کی مدد سے جاری کیا گیا ۔

این ۔ اے ۔ ای ۔ پی

تعلیم بالغان پروگرام کے تیسرے مرحلے میں اکتوبر ۱۹۷۸ء کو
نیشنل ایڈلٹ ایجوکیشن پروگرام کو متعارف کرایا گیا ۔ اس اسکیم کی
عمل آوری میں رضاکار انجمنوں کی طرف سے مدد طلب کی گئی — یہ
اسکیم سماجی بیداری اور تعلیمی کاموں کے لئے بنائی گئی تھی ۔

اس اسکیم کے تحت ۱۵ برس سے ۳۵ برس کے گروپ
والے غیر تعلیم یافتہ مرد و خواتین دونوں کی ناخواندگی دور کرنے پر
زور دیا گیا ۔ ستمبر ۱۹۷۸ء کے اواخر تک تعلیمی سروے کے مطابق
کل غیر تعلیم یافتہ افراد کی تعداد ۸۲,۷۱,۵۳۸ تھی جس میں سے
۲۶,۵۸,۲۵۵ مرد اور ۵۶,۱۳,۱۷۹ خواتین تھیں ۔

نیاض رفعت
آل انڈیا ریڈیو۔ چرچ گیٹ ریکلیمیشن
بمبئی ۴۰۰۰۲۰

خواجہ صاحب

بات پرانی ہوگئی۔ اور ویسے بھی سن و سال کے اہتمام سے فائدہ بھی کیا۔ میں ریڈیو کشمیر میں تھا۔ اسٹیشن ڈائرکٹر کے۔ کے نیرّ تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ گیسٹ ہاؤس بمبرون میں خواجہ صاحب ٹھہرے ہوئے ہیں۔ مل آؤ اور ان سے ریکارڈنگ بھی کرالو۔ حکم حاکم مرگ مفاجات کے باوجود میں نے قیل وقال سے کام لیا۔ مگر نیرّ صاحب میرے براڈکاسٹر جہاندیدہ ڈائرکٹر کہتے لگے جاؤ یہ ضروری ہے

کی کرتا طوعاً وکرہاً گیا۔ خواجہ عبدالغفور صاحب
ی شگفتگی سے ملے۔ زعفران زار اور شگوفہ زار رہنا، ان کا
اج بھی تھا شاید ریکارڈنگ کے لئے مجتبیٰ حسین
ی آتے ہوتے تھے۔ دو مزاح نگاروں کے ساتھ محفل پروگرام
ا۔ اس کے روح رواں نیرّ صاحب تھے اور دوسرا ہمراس
دم کا تھا۔ اس محفل میں رسمیات اور تکلف کو طاق پر
ھا دیا جاتا اور خوب خوب چوٹیں ہوتیں۔ خواجہ صاحب نے
طیفے سنائے۔ کچھ پرانے کچھ نئے مگر محفل خوب زور دار رہی
ن کے بعد خواجہ صاحب نے "نورس" سے متعارف کرایا۔
لکھنے کو کہا۔ میری نظمیں اشاعت کے لئے لیں اور شائع بھی
ں۔ بمبئی آیا تو خواجہ صاحب سے اکثر ریڈیو اسٹیشن پر
ملاقات رہتی۔ بہت شفقت سے ملتے مگر ایک طرح کا
فاصلہ قائم رہا۔ پتہ نہیں کیوں۔ لوگوں نے بتلایا بڑے
کام آدمی ہیں۔ لوگوں کے کام آتے ہیں۔ ان سے بنائے
رکھو! شاید یہ غلط بھی نہیں تھا۔ مگر میرا جوڑ توڑ کا
مزاج ہے ہی نہیں۔ پھر کوئی کام بھی نہیں تھا۔

اکادمی کی ادبی سرگرمیوں کے سلسلے میں اکثر دعوت
دیتے۔ میں ایک دو بار سے زیادہ ان کی منعقد کی ہوئی محفلوں
میں شریک رہا۔ اکثر معذرت طلبی کی نوبت آئی۔

خواجہ صاحب نے اردو اکادمی تو قائم کردی مگر وہ
اس کے بنیادی مقصد کو پورا نہ کر سکے۔ رسالہ نکالنا، مضامین
چھاپنا، سیمینار کرنا، یہ رسمی کارروائیاں تو ہوتی رہتی تھیں، مگر
میں چاہتا تھا کہ طلباء کے لئے افادی کورسوں کا اہتمام کیا جائے
انہیں ریڈیو، ٹیلی ویژن اور فلم کے لئے باقاعدہ لکھنے کی
تربیت فراہم کی جائے۔ اردو رسالوں کی بھرمار رہتی ہے۔
افسانے، غزلیں اور نظمیں سبھی رسالوں میں شائع ہوتے
ہیں۔ پھر "امکان" کی کیا ضرورت ہے۔ رسالے میں مہاراشٹر کا
کلچر، یہاں کی تہذیب، یہاں کا اسٹیج، یہاں کا لوک سنگیت،
دکھائی پڑے تو مزے کی بات ہو۔

خواجہ صاحب شریف آدمی تھے اور انہیں اردو
زبان وادب میں نام کمانے کا شوق تھا۔ مزاح تو داجبی سا لکھ
پاتے اور شاید نام بھی نہیں کما سکتے۔ ان کے مرنے کے بعد
یوسف ناظم نے ریڈیو کی دعوت پر ایک تقریر ضرور کی۔ ورنہ
جعفری صاحب سے لے کر ظ۔ انصاری اور پروفیسر دلوی
تک کسی نے کوئی معرکہ کی چیز نہیں لکھی۔ خواجہ صاحب کا ادبی
قد تھا یا نہیں اس کا فیصلہ نقاد کریں، میں تو صرف اتنا
کہوں گا کہ وہ بے حد اچھے تنظیم کار تھے۔ ان کی تنظیمی صلاحیتوں
ہی کا طفیل ہے کہ آج مہاراشٹر میں اردو اکادمی ہے۔ ایک
سرکاری رسالہ "قومی راج" بھی نکلتا ہے۔ کاش وہ ... [illegible]

(باقی صفحہ ۳۶ پر)

شمیم کرہانی — شخصیت اور شاعری

فصیح اکمل
اسلامیہ ہاشمی محل۔ کوکی واڑہ
وسئی۔ تھانے (مہاراشٹر)

ہندی سے ایک مشہور کوی شری دامودر سروپ "ودروہی"، شاہجہان پور میں اپنی کوششوں سے ہر سال ایک اچھا مشاعرہ کراتے تھے، اس مشاعرے میں مشہور بزرگ اور نوجوان شاعر یکساں شریک ہوتے تھے، یہ ایک طرح سے "قومی یکجہتی" کا بھی خوبصورت سنگم ہوتا تھا۔ یہ غالباً ۱۹۷۰ء کی بات ہے، میں نیا نیا دہلی گیا تھا۔ شناساؤں میں رفعت سروش تنہا ایسے شاعر تھے جن سے قربت زیادہ تھی، بیشتر وقت انہیں کے ساتھ گزرتا تھا "اردو مجلس" کی مقبولیت اچھی خاصی ہوگئی تھی، دہلی میں "لینن صدی" تقریبات کی دھوم دھام تھی —— سجاد ظہیر (بنے بھائی) سے ملاقات ہو چکی تھی، انہوں نے اس کے مشاعرے میں مجھے بھی دعوت نامہ بھجوایا۔

جس شام "لینن صدی" کا یادگار مشاعرہ ہونا تھا اسی دن مجھ کو ودروہی جی کا خط ملا کہ تم دہلی میں شمیم کرہانی، رفعت سروش، زبیر رضوی، اور جس کو تم مناسب سمجھو اس بار شاہجہان پور کے مشاعرے کے لئے مدعو کر لو، میں نے اسی دن آکاش وانی میں رفعت سروش سے اس خط کا تذکرہ کرتے ہوئے شعراء کے انتخاب اور متذکرہ شاعروں کی بات کی۔ طے ہوا کہ شمیم صاحب اور زبیر رضوی سے تو شام کو مشاعرہ میں بات ہو جائے گی۔ باقی کا معاملہ دیکھا جائے گا۔

لال قلعہ کے وسیع باہری میدان میں جہاں "لینن صدی" تقریبات کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جب میں پہنچا تو رئیس مرزا کو مہمانوں کے خیر مقدم کے لئے لغزش براہ پایا۔ رفعت سروش، سلام مچھلی شہری اور شمیم صاحب نیچے کرسیوں پر ہی بیٹھے تھے۔

"شمیم صاحب یہ فصیح اکمل ہیں شاہجہان پور کے نوجوان شاعر، اس سال وہاں کے مشاعرے میں یہ آپ کو بھی زحمت دینا چاہتے ہیں۔" رفعت سروش نے شمیم صاحب سے تعارف کرایا۔ ایک شفقت بھری مسکراہٹ کے ساتھ شمیم صاحب نے اپنا ہاتھ بڑھایا، اور مجھے اپنے قریب ہی کرسی پر بٹھالیا۔ شاہجہانپور کے مشاعروں کی روایت۔ سے وہ اس قدر باخبر ہوں گے اس کا مجھے اندازہ بھی نہیں تھا۔ کئی شعراء کا انہوں نے ذکر کیا، معروف اور غیر معروف دونوں، مجھے حیرت ہوئی کہ اتنی تفصیلات کا علم ان کو کیسے ہے۔ یہ تو کبھی شاہجہانپور گئے ہی نہیں۔ میں نے حیرت سے رفعت سروش کو دیکھا، وہ بھی مسکرا دیئے۔

رسمی باتیں ہوتی رہیں۔ صبح انہوں نے گھر آنے کی دعوت دی۔ میری ضرورت تھی، میں نے فوراً وعدہ کر لیا۔

شمیم صاحب دہلی کالج میں فارسی کے استاد تھے، اردو لکھنے والوں کے ایک اہم قافلے سے ان کا تعلق تھا۔

غالباً دوسرے روز اتوار تھا۔ اسی لئے انہوں نے مجھ سے کہا "گیارہ بجے تک آجاؤ، پھر اطمینان سے باتیں ہوں گی" ٹھیک سے یاد نہیں ہے بس جب پہلی بار کوچہ میر عاشق میں شمیم صاحب کے گھر گیا تھا تو میرے ساتھ کون تھا، شاید امیر قزلباش —— یا اور کوئی نیا شاعر،

دہلی کی جامع مسجد کے عین شمالی دروازے کے سامنے ایک

ہوٹل ہے جو "حاجی ہوٹل" کے نام سے مشہور ہے۔ اس ہوٹل کے مالک حاجی صاحب بھی کوچہ میر عاشق میں ہی رہتے ہیں۔ شمیم صاحب انہیں کے مکان میں کرایہ دار کی حیثیت سے رہتے تھے، چھوٹا سا بالائی مکان تھا جس میں ایک کمرہ بھی ایسا نہ تھا جس کو باقاعدہ کمرہ کہا جا سکے۔

لیکن میں نے کبھی شمیم صاحب کو جگہ کی تنگی کا شکوہ کرتے نہیں دیکھا، مالک مکان کی جانب سے آئے دن ان کو احکامات صادر ہوتے تھے مگر شمیم صاحب اپنے مخلصانہ رویے سے ان احکامات کی بجا آوری سے گریز نہیں کرتے تھے، اس بات پر میں نے مرحوم فرقت صاحب اور ان کے دیگر بے تکلف احباب کو شمیم صاحب سے لڑتے بھی دیکھا ہے۔

زینہ طے کر کے جب میں اوپر پہنچا تو اس تنگ کمرے کو جو عین زینے سے متصل تھا، شمیم صاحب کی کل کائنات پایا، یہی ان کا ڈرائنگ روم بھی تھا اور بیڈ روم بھی، اسی کو ان کی لائبریری سمجھئے اور اسی کو پورا مکان، بقول اصغر

یہی تھوڑی سی مے ہے اور یہی چھوٹا سا میخانہ
اسی سے رند رازِ گنبد مینا سمجھتے ہیں

اس چھوٹے سے میخانے کی شہرت کہاں نہیں تھی، ہندوستان بھر سے مشاعروں کے دعوت نامے آتے تھے۔ بہت دور دراز کے سفر سے تو شمیم صاحب کو ویسے ہی الجھن ہوتی تھی، ہوائی سفر تو وہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ ٹرین کے سفر میں کوئی نہ کوئی شریکِ سفر ضرور رہتا تھا، اس کمزوری سے مبتدی اور نئے شاعروں کو شمیم صاحب کی ذات سے بہت فائدہ پہنچتا تھا، وہ اپنے ساتھ اس شاعر کا نام بھی مشاعرے کے منتظمین کو لکھتے تھے اور اپنی مجبوری بھی لکھ دیتے تھے، امیر قزلباش ایسے نوجوان شاعر تھے جو ترنم سے غزلیں پڑھتے تھے اور شمیم صاحب ان کو پسند بھی کرتے تھے۔ غالباً مہذب ہونے کی بنا پر، اسی لئے وہ اکثر ان کے ساتھ ہوتے تھے۔

شاہجہاں پور کے مشاعرے میں دہلی سے کئی شعراء جا رہے تھے، اسلئے انہوں نے شرکت کی منظوری دے دی۔ اس سفر میں ان کی شخصیت کے کئی خوبصورت پہلو نمایاں ہوئے۔ ان کی صحبت میں مردہ دل سے مردہ دل بھی مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا تھا، ایسی گہری اور خوبصورت طنزیہ گفتگو کرتے تھے کہ مزہ آجاتا تھا۔

مشاعرہ ہو گیا، دہلی واپسی بھی ساتھ ہوئی، اس کے بعد تو روز کا جانا معمول بن گیا۔ نوجوانوں کی ذہنی تربیت اور مہذب مزاج کی ساخت ان کی اولین کوشش ہوتی، غزلیں تو اصلاح کے لئے ان کے پاس خدا جانے کہاں کہاں سے آتی تھیں لیکن وہ ایسی کاغذی اصلاح کے کچھ زیادہ قائل نہیں تھے، جاوید وششٹ، ستنام سنگھ خمار، کرتار سنگھ دگل اور کتنے ہی ایسے نام ہیں جو ان سے شاعری پر اصلاح لیتے تھے اور بے پناہ محبت کرتے تھے۔

مہمانوں کی خاطر تواضع کا زیادہ بار ان دنوں مراد صاحب پر تھا، عابد شرمیلے تھے اور سلمان شکّر چھوٹے، اب تو خیر سے مراد صاحب اور عابد صاحب دونوں مرکزی حکومت کے محکمۂ اطلاعات و نشریات میں ذمہ دار عہدوں پر فائز ہیں — جن میں عابد صاحب تو رسالہ "آج کل" کے نائب مدیر ہیں۔

کوچہ میر عاشق کے اسی چھوٹے سے مکان میں شمیم کرہانی کی ذات پورا کوچہ میر عاشق تھی۔ کالج کے بعد رات گئے تک اس چھوٹے سے کمرے میں محفل جمی رہتی اور شمیم صاحب کے چہرے پر کبھی ناگواری کی شکن تو دور ہے تھکان کا احساس بھی ظاہر نہیں ہوتا۔

"حلقۂ اربابِ فکر" کی زیادہ تر نشستیں اسی مختصر سے کمرے میں انعقاد پذیر ہوتیں جن میں شاعری کے علاوہ، افسانے اور تنقید بھی زیرِ بحث آتے، تنقید کے تعلق سے یہ محفلیں ان دنوں اور زیادہ شباب پر ہوتی جب کبھی پروفیسر سید احتشام حسین دہلی تشریف لاتے، یوں تو احتشام صاحب اور شمیم صاحب رشتے میں ہم زلف تھے لیکن دونوں میں جو برادرانہ رفاقت تھی، اس کا اظہار احتشام صاحب کے انتقال پر ہوا، شمیم صاحب کو ایسا ذہنی صدمہ شاید پوری زندگی میں کبھی نہیں پہنچا تھا، ان دنوں ان پر جو کرب کی کیفیت تھی وہ بیان تو کی ہی نہیں جا سکتی، اس شدت سے شاید محسوس بھی نہیں کی جا سکتی تھی جس کا اظہار شمیم صاحب نے اپنی طبیعت کو روک روک کر "مرثیۂ احتشام" میں کیا ہے۔

کبھی ذکر نکلتا تھا تو وہ "ترقی پسند تحریک" کے ساتھیوں کی بے اعتنائی کا مزور دبی زبان سے شکوہ کر لیتے تھے۔

ہم سفرانِ شب سے ہے شکوۂ بے رخی ہمیں
ان سے کوئی گلہ نہیں، وقتِ سحر جو آئے ہیں

ان کی مشہور غزل

جشنِ حیات ہو چکا جشنِ ممات اور ہے
ایک برات آچکی ایک برات اور ہے

لال قلعہ کے مشاعرے کی ریڈیو رپورٹ میں سُن چکا تھا — اور بیشتر شعر اس غزل کے یاد تھے۔ ایک شعر میرے ذہن میں اکثر ان کے ذاتی دکھ کا آئینہ بن کر چمک جاتا تھا۔

سارے جہاں کی شامِ غم صبحِ بہار بن گئی
میری سحر کا مسئلہ آج بھی زیرِ غور ہے

اور یہ حقیقت ہے کہ سردار جعفری، کیفی اعظمی، کرشن چندر، راجندر سنگھ بیدی اور کئی دیگر شاعروں اور افسانہ نگاروں کی "شامِ غم" "صبحِ بہار" میں تبدیل ہو چکی تھی۔ بنّے بھائی (سجاد ظہیر) کا اس فہرست میں نام میں نے جان بوجھ کر شامل نہیں کیا ہے کیونکہ ان کی "شامِ غم" ہی ان کے لئے "صبحِ بہار" تھی، پھر وہ بہت زیادہ جوڑ توڑ والے آدمی بھی نہیں تھے۔ قناعت اور سادگی کے ایسے دلدادہ اب اس دور میں ملنا مشکل ہیں جن کی دسترس میں سب کچھ ہونے کے باوجود معرفت میں نہیں تھا۔

شمیم صاحب اپنی دلّی کالج کی نوکری، مخصوص مشاعروں اور گاہے گاہے ریڈیو یا رسائل کی یافت پر اپنی خوش طبعی — اور فنکاری کے جوہر دکھا رہے تھے۔

جس مکان میں وہ رہتے تھے وہ اس میں بھی نہ رہیں — مالک مکان کی زیادہ سے زیادہ کوشش یہی تو ہو سکتی تھی — لشتم پشتم گاڑی چل رہی تھی، امید تھی کہ بیٹے جوان ہو چکے ہیں۔ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں گے تو معاملات خود سدھر جائیں گے۔ فرصت اور اطمینان ہوگا تو زیادہ لگن سے شاعری کے پیچ و خم سنوارے جائیں گے۔

"جگاؤ نہ باپو کو نیند آگئی ہے" ان کی اپنے عہد کی گاندھی جی پر لکھی گئی نظموں میں سب سے زیادہ مؤثر نظم تھی، ویسے نظموں میں وہ سلام مچھلی شہری کی طرح نئے تجربوں کے کچھ بہت زیادہ قائل نہیں تھے۔ ان کی ساری نظمیں مروجہ اور معینہ فارم میں ہی ہیں۔ غزلوں کا مجموعہ "حرفِ نیم شب" شائع ہوا۔ اس میں ان کی بیشتر مشہور اور تازہ غزلیں شامل تھیں۔ پتہ نہیں جان بوجھ کر یا نامکمل ہونے کی وجہ سے انہوں نے بہت سی غزلیں روک لیں۔ ایک دن میں گیا تو ایک سرخ رنگ کی ڈائری سے اپنے کچھ اشعار سنائے، میں نے کہا "انہیں آپ نے حرفِ نیم شب" میں کیوں شامل نہیں کیا۔

"اب میں ایک نیا مجموعہ ترتیب دے رہا ہوں۔ ساہتیہ اکیڈمی کو چیلنج کروں گا" مسکرا کر کہنے لگے "حرفِ نیم شب" پر تبصرے شائع ہو رہے تھے، سب کو غور سے پڑھتے تھے۔ اور عالموں کی رائے کو اہمیت دیتے تھے۔ اس بات کا انہیں بے حد ملال تھا کہ غزل کی تہذیب مرتی جا رہی ہے۔ وہ اکثر اپنے بے تکلف احباب سے بھی اور معتبر ناقدین سے بھی ایک سوال کرتے تھے کہ مشاعروں کی اہمیت وافادیت کچھ ہے یا نہیں؟

میں نے دو مشاعروں کی انہیں اسی طرح تیاری کرتے دیکھا جیسے پورے رمضان کے روزے رکھنے کے بعد کوئی متقی مسلمان عید کا اہتمام کرتا ہے، ایک لال قلعہ دہلی کا مشاعرہ اور دوسرا رامپور نمائش کا مشاعرہ، ان دو مشاعروں میں وہ اگر تھوڑے بہت علیل بھی ہوتے تو گھر والوں کی مرضی کے خلاف ضرور شرکت کرتے، دونوں مشاعروں کے لئے ہمیشہ تازہ غزل کہتے، اور ایک ایک شعر خوب ٹھونک بجا کر دیکھتے، جو آتا اسے سناتے، اور اس کی رائے طلب کرتے۔

فارسی ادب کے تو وہ خیر وہ پارکھ تھے لیکن انگریزی ادب بھی مطالعہ میں رکھتے لیکن جھوٹا غرّہ جیسا آج کل بہت سے عنر تربیت یافتہ ذہنوں میں خلل ڈال دیتا ہے، میں نے شمیم صاحب میں کبھی نہیں دیکھا، ان کا عجز، خلوص اور ہر ایک سے محبت ہی ان کی شخصیت کے نمایاں پہلو تھے۔

جو اشعار ان کے مجموعہ ان کے مجموعۂ کلام "حرفِ نیم شب" میں شامل ہونے وہ پہلے سے مشہور ہو چکے تھے۔

ہر دانہ میں یہ جبینِ عرق عرق کے سوا
نہ قطرۂ مئے رنگیں نہ دانۂ جو ہے

کوئی تو شکوہ کریں اپنی تیرہ روزی کا
چلو کہ دھوپ میں رکھیں جلا جلا کے دیئے

میری غربتِ سحر کا نہ تھکا غرور ورنہ
میں چمن سے مانگ لیتا کوئی شام بے حیائی

کام آنے کی یہ دولت کل جشنِ بہاراں میں
دامن کو بچالینا خوشبو جو صبا مانگے

فردا ہے انتظار میں صدیاں لئے ہوئے
ماضی کے ماہ و سال تمہارا شمار کیا

کہتے ہو کہ انسان کی تقدیر بدل دی ہے
تاریخ تو ماتھے پہ شکن لے کے چلی ہے

ہٹے نہ عرصۂ بارانِ سنگ سے ہم لوگ
ثبوت یہ ہے کہ جو زخم ہے جبیں پر ہے

دنیا میں کوئی جان سے پیارا نہیں ہوتا
کچھ لوگ مگر جان سے پیارے بھی ملے ہیں

ن اشعار کی اپنی ایک تہذیب ہے، وہ زندہ تہذیب جس کے
قوش اب ماند ہوتے جا رہے ہیں "حرفِ نیم شب" کے
ندائیہ میں شمیم صاحب نے غزل کے لئے جس ماحول کا ذکر کیا تھا،
ماحول اپنے تمام لوازمات کے ساتھ رخصت ہو چکا ہے۔ ادبی رجحان
ے محرومی اقتصادی کساد بازاری کی مرہون ہے۔
وقت اپنے تیور جب بدلتا ہے، نئی تاریخ کے اجزا مرتب
ونے لگتے ہیں۔ کوچۂ میر عاشق سے مجبوراً شمیم صاحب کو اپنی
ام مخلصانہ مساعی کے باوجود نکلنا ہی پڑا۔

ڈر پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا
جتنے عرصے میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

غالب نے تو روایتی محبوب کے ایک ناز کا ذکر کیا تھا لیکن
شمیم صاحب کی زندگی بن گیا یہ شعر اور سچی بات تو یہ ہے کہ
ان کا لپٹا ہوا بستر کھلا بھی کہاں تھا۔ انہوں نے زمانے سے
کا جو پروگرام بنایا تھا، وہ کوچہ میر عاشق سے حوض سوئیوالان
سے بالائی مکان تک کہیں گردِ سفر ہو گیا۔
میں ان دنوں بیمار تھا، صرف میں نے سنا کہ ایوانِ غالب
میں قریش کے اہتمام سے کوئی مشاعرہ ہو رہا تھا۔ اس میں شرکت
سے لے گئے حماد صاحب بھی ساتھ تھے۔ دہلی کے دوسرے
شعرا بھی مشاعرے میں شرکت کے لئے گئے تھے۔ سب سے ہنس
ہنس کر باتیں کرتے رہے۔ کیفی اعظمی جن پر کچھ دن قبل دماغی
تکلیف کا اثر ہو گیا تھا، جب آئے تو شمیم صاحب ان سے لپٹ کر
رونے لگے، دل پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ طبیعت وہیں بگڑنے لگی۔
کہاں ضلع اعظم گڑھ سے دہلی تک سفر کوئی سفر تھا، سفر کی
تیاری تو اب شروع ہوئی اور سارے گھر کے ہی نہیں اپنے
احباب اور مخلصین کے بھی پیارے شمیم کرانی

جشنِ حیات ہو چکا جشنِ ممات اور ہے
ایک برات آچکی ایک برات اور ہے

کہتے ہوئے رخصت ہو گئے۔
میں نے کبھی ان کو کسی کی بدگوئی کرتے نہیں دیکھا۔ کبھی غصہ
آجاتا تھا تو خاموش ہو جاتے تھے یا بہت برداشت کر کے اپنے
ناراضگی کا نہایت نرم لہجے میں اظہار کر دیتے تھے۔ مرحوم ساغر نظامی
کی شاعری پر اکثر مزاحیہ بحث رہتی تھی۔ اس بحث میں بھی میں نے
کبھی ان کی زبان سے کوئی نازیبا یا ایسا لفظ ادا ہوتے نہیں سنا۔
جو ذاتی ہتک کا سبب ہو۔
پنڈت جواہر لال نہرو کی بے حد تعریف کرتے تھے اور
ان کی اس تحریر کو اپنی قدر افزائی سمجھتے تھے جو شمیم صاحب کے
متعلق پنڈت جی نے ان کو لکھ کر بھیجی تھی، وہ کہتے تھے کہ شعر
فہمی اور نکتہ رسی میں پنڈت جی جیسا ذہین آدمی میں نے اپنی
زندگی میں نہیں دیکھا۔

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خاں منشاء
اا، راسشارکی مٹاؤں (ناگپور)

سُورج

بہت خود کو پہلے جلاتا ہے سورج
جہاں بھر کو پھر جگمگاتا ہے سورج
ہر اک صبح تاریکیوں سے ابھر کر
زمانے کو جینا سکھاتا ہے سورج
جو رہتے ہیں سوئے ہوئے دن چڑھے تک
انھیں تیز آنکھیں دکھاتا ہے سورج
دلِ شبنم و گل سے پوچھو کہ کیسے
بیک پل ہنساتا رلاتا ہے سورج
تری آنکھ سے اسکو نسبت ہے شاید
نئے جادو کیا کیا جگاتا ہے سورج
کبھی چھپ کے پھیلاتا ہے یہ اندھیرا
اجالا کبھی ساتھ لاتا ہے سورج
اے دانشورو ہو سکے تو بتاؤ
یہ چپ چاپ کیوں آتا جاتا ہے سورج
اشارہ پہ کس احکم الحاکمیں کے
ہر سمت سونا لٹاتا ہے سورج
یہ کس کی تجلی سے خیرات لے کر
ہمیں اپنا جلوہ دکھاتا ہے سورج
جلالی تمازت کے باوصف آخر
سرِ شام کیوں منہ چھپاتا ہے سورج
جو سوزِ محبت میں جلتے ہیں منشاء
جبیں ان کے در پر جھکاتا ہے سورج

★

قومی راج

سُبھاش چندر بوس

محبوب راہی
نزد گلزاری مسجد، بڑا بارسی ٹاکلی
ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

گرے تھے ہم اٹھا دیا سبھاش چندر بوس نے ۔۔۔ جو سوئے تھے جگا دیا سبھاش چندر بوس نے
خود آپ کو مٹا دیا سبھاش چندر بوس نے ۔۔۔ مگر ہمیں جلا دیا، سبھاش چندر بوس نے
قلعہ جو سامراج کا وطن کی سرزمیں پہ تھا ۔۔۔ اسے ہلا ہلا دیا، سبھاش چندر بوس نے
اندھیرے جس سے مٹ گئے تمام درد و یاس کے ۔۔۔ چراغ وہ جلا دیا، سبھاش چندر بوس نے
گلِ نشاط و عیش اور غنچہ ہائے آرزو ۔۔۔ روش روش کھلا دیا، سبھاش چندر بوس نے
لگا کے نعرہ جے ہند کا تمام دیش میں ۔۔۔ ہر ایک کو جگا دیا، سبھاش چندر بوس نے
سب کے جوش اور امنگ سے ہر ایک دل کو پھر ۔۔۔ نیا اک حوصلہ دیا، سبھاش چندر بوس نے
وطن کی آن بان اور وقار اپنی قوم کا ۔۔۔ جہان میں بڑھا دیا، سبھاش چندر بوس نے
بنا کے اپنی فوج اک جیالے سورماؤں کی ۔۔۔ پہاڑوں سے لڑا دیا، سبھاش چندر بوس نے
پھر ایک دن نہ جانے کن خلاؤں میں وہ کھو گیا ۔۔۔ نہ کچھ اتا پتا دیا، سبھاش چندر بوس نے

اے راہی جس پہ چل کے منزلوں پہ ہم پہنچ گئے
وہ راستہ دکھا دیا، سبھاش چندر بوس نے

3F

یفع اللہ خان رازؔ اٹاوی

س۔ ابن کالج۔ کٹرہ مرداں خان
اٹاوہ۔ ۲۰۶۰۰۱

نا شفاف ہے بدن میرا
اندنی بن گئی کفن میرا

دار پہ چڑھ کے مسکراتا ہوں
یاد رکھو گے بانکپن میرا

ے دل کش ہیں پھول سے چہرے
ع فردوس ہے وطن میرا

سرد خانوں میں تم نہ اتراؤ
کوہِ آتش فشاں ہے تن میرا

ر تازہ گناہ کرتا ہوں
بھی پاپی نہیں ہے من میرا

زندگی اشکِ ماہ و انجم ہے
نام پوچھے ہے ہر کرن میرا

ے بھی کتنی خوبصورت ہے
، ہاتھوں میں ہے کفن میرا

کام تو رازؔ بت پرستی ہے
نام لیکن ہے بت شکن میرا

منظور ندیم

ایڈووکیٹ۔ بالا پور ضلع اکولہ
مہاراشٹر

فکر کا مرکز کبھی تیرا حسیں چہرہ بھی تھا
بھول بیٹھا ہوں کہ میں نے تجھ پہ کچھ لکھا بھی تھا

اس دسمبر میں تو دشمن بن گئی ہے جان کی
چاندنی سے سرد راتوں میں کبھی رشتہ بھی تھا

سلوٹیں بستر کی اکثر کر رہی تھیں انکشاف
شب گئے میری طلب میں وہ بدن ٹوٹا بھی تھا

اس سخن کی بزم میں ہم کیا جلاتے شمعِ فکر
چونچ میں سورج لئے جس بزم میں مرغا بھی تھا

اپنے ہاتھوں مجھ سے سب شیریں مراسم توڑ کر
رنجشوں کے تلخ موسم میں کوئی رویا بھی تھا

میری غزلوں سے بظاہر بے تعلق تھا مگر!
چوری چوری وہ رسائل میں مجھے پڑھتا بھی تھا

جانے کس عالم میں اس نے خط لکھا ہو اے ندیمؔ
ایسا لگتا ہے کہ یہ کاغذ کبھی بھیگا بھی تھا

★

مختار احسن

بھنڈی بازار پولس آفیسرس کوارٹرز
سیکنڈ فلور، الس۔ دی۔ پی۔ روڈ،
بمبئی ۴۰۰۰۰۳

★

جو پی رہے تھے شیخ ترا ڈر لئے ہوئے
پیاسے ہی رہ گئے وہ سمندر لئے ہوئے

کس کس کو ہم خیال بناؤ گے دوستو!
ہر آنکھ ہے علیحدہ منظر لئے ہوئے

شیشے کے کس مکاں کا وہاں افتتاح ہے
ہر شخص جا رہا ہے جو پتھر لئے ہوئے

وہ اک جنازہ جس پہ تھا اردو لکھا ہوا
کل جا رہے تھے قوم کے رہبر لئے ہوئے

تنگ آ کے آفتاب نے کرنیں سمیٹ لیں
میں سو رہا تھا دھوپ کی چادر لئے ہوئے

گردن جھکائے باغ کے پتے کھڑے رہے
صیاد ہنس رہا تھا مرے پر لئے ہوئے

روزِ حساب داورِ محشر کے سامنے
احسنؔ کھڑے تھے عشقِ پیمبر لئے ہوئے

★

لیں

حکیم رازی ادیبی
ساچا پیر اسٹریٹ
پونے ۱

کیفیت پیدا ہوتی ہے آہ پُر تاثیر میں
کچھ ترنم بھی ہے شامل پاؤں کی زنجیر میں

دل کے زخموں نے دکھائی ہیں عجب گلکاریاں
رنگ بھرنا آگیا ہے آپ کی تصویر میں

پھول برساتے ہیں، میں نے جب تمہاری راہ میں
پتھروں کی بارشیں ہیں کیوں مری تقدیر میں

زندگی کی ہر کرن کتنی منوّر ہو گئی
روشنی ہی روشنی ہے خواب کی تعبیر میں

صبحدم سارا افق رنگین و لالہ زار تھا
خونِ دل شامل رہا تھا نالۂ شبگیر میں

ایک ہی عالم نظر آئے نہ کیوں احساس کا
میرے ہاتھوں کی لکیریں ہیں تری تقدیر میں

کچھ تو ہے رازی فرشتے ہو گئے جو سجدہ ریز
عکس یہ کس کا جھلکتا ہے مری تصویر میں

ظفر گورکھپوری
ایف ۲/۴، یونیورسپل کالونی،
دیونار۔ بمبئی ۴۰۰۰۴۳

ندی بھی، لہر بھی، ٹوٹے ہوئے حباب بھی ہم
کہ خانہ ساز بھی ہم، خانماں خراب بھی ہم

گذشتہ رُت میں تو آنکھیں گئیں مگر اس بار
بچا سکیں گے نہ شاید یہ چند خواب بھی ہم

ہماری گرم ہتھیلی سے آفتاب اُگے
ستم کہ کشتۂ شمشیرِ آفتاب بھی ہم

ترا بھلا ہو اگر زندگی تو سہہ لیں گے
بدن کی قید میں سانسوں کا یہ عذاب بھی ہم

ابھی شعور نہیں، خوب خرچ کر لے ہمیں
کہو یہ وقت سے لیں گے کبھی حساب بھی ہم

بھیروں کی طرح بھیڑ میں نظر آئیں
فریب آئینہ اوڑھے ہوئے نقاب بھی ہم

ہمارے چہرہ نما پہ لکھا ہے عہد عہد کا حال
ہم آئینہ بھی ہیں، تاریخ کی کتاب بھی ہم

جلا نہ دیتے ظفر میکدہ تو کیا کرتے
کہ میناگر بھی ہیں، تشنۂ شراب بھی ہم

ظفر مرزاپوری
تحصیلداری لین
مرزاپور (یو۔پی) ۲۳۱۰۰۱

ڈر ہے جنہیں کہ بھٹکیں نہ ہم دربدر کہیں
ملے ان سے ہو سکی ہے تری رہگذر کہیں

بارِ الم نہ اٹھے تو یہ اور بات ہے
آئی ہے ورنہ رات سے پہلے سحر کہیں

پہچانتا تھا پہلے مری شکل تیرا غم
واپس نہ ہو گیا ہو مجھے ڈھونڈھ کر کہیں

پیکر دیا جنہوں نے چٹانوں کو تاج کا
دیکھا مری نگاہ نے ان کا نہ گھر کہیں

زاہد! یہ سجدہ کیسا ہے ہم کو بھی کچھ بتا
دل ہے کہیں خیال کہیں ہے نظر کہیں

ان کو یہ سوچنے نہ دیا سکھ کی نیند نے
دیوانے کو جھلس نہ دے یہ دوپہر کہیں

ایک ایک کر کے ہم سے بچھڑتے گئے سبھی
رہ پائے گا یہ غم بھی ظفر عمر بھر کہیں

*

*

تبصرہ نگار:- معین الدین جینا بڑے

تعمیرِ نو

" انجمن تعلیم جمہور مالیگاؤں" کے تحت چلنے والے "جمہور
ٹی آئی " کے سالانہ رسالہ "جمہور" کی تیسری اشاعت
رے مقصد کی حامل ہے۔ اوّل تو یہ کہ اس رسالے کے
یعے ادارے کے ذمہ دار حضرات نے اپنی سال بھر کی
ردگی کا محاسبہ کیا ہے اور اپنی کامیابیوں اور ناکامیوں سے
وملّت کا درد رکھنے والے حضرات کو واقف کرایا ہے۔
رے یہ کہ اس رسالے میں نومشق قلمکاروں کی تخلیقات
امل کر کے ان کی ہمت افزائی کی ہے تاکہ وہ مستقبل کے
ے قلم کار بن سکیں۔
آئی ٹی آئی کے سکریٹری شری الیاس صدیقی نے اپنے
ون میں آئی ڈی آئی کے قیام سے آج تک اس کی کارکردگی کا
مل جائزہ پیش کیا ہے۔ یہاں پلمبر، ڈرافٹس مین — اور
ل کنٹراکٹر، ان تین کورسوں کی تربیت دی جاتی ہے —
موف نے گذشتہ چار برسوں کے امتحانات کے نتائج
شمارہ بھی دیا ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مجموعی
پر اس عرصے کے دوران ادارے کی کارکردگی انتہائی
ان بخش ہے۔

ادارے کے تعلق سے یہ امر خصوصیت کے ساتھ قابلِ
ہے کہ اسے خالص عوامی عطیات کے سہارے چلایا
ہا ہے جبکہ اس کا سالانہ خرچ ایک لاکھ پانچ ہزار روپے
ادارے کو حکومت سے کسی قسم کی گرانٹ نہیں مل رہی ہے۔
ے کے ذمہ دار حضرات کو توقع ہے کہ بہت جلد گرانٹ
ور ہو جائے گی۔
آئندہ سال میکنیکل ڈرافٹس مین کا ایک نیا کورس جاری
نے کا پروگرام ہے۔

اس ادارے کے اساتذہ کرام کے ملک و قوم کی خدمت کا
جذبہ قابلِ ستائش ہے کہ وہ حکومت کے اسکیل سے
بہت کم تنخواہ پر کام کر رہے ہیں۔

اشفاق انجم کا مضمون " مومن بنکر برادری اور مالیگاؤں"
معلومات افزا ہے۔
سنجیدہ علمی مضامین کے علاوہ اس رسالے میں غزلیں،
آزاد غزلیں، نظمیں اور افسانے بھی شامل ہیں۔●

آبگینے

" آبگینے" عرفان پربھنوی صاحب کا مجموعۂ کلام ہے جس میں
ہندوستانی بچوں کے فہم و ادراک کو مدِنظر رکھتے ہوئے کئی نظمیں شامل
کی گئی ہیں۔ ایسی نظمیں بھی شامل ہیں جس سے بچوں کے دل میں وطن
کی محبت کا جذبہ بیدار ہوتا ہے اور انہیں اپنے ملک کے رہنماؤں کی
کارکردگی کا علم بھی۔

یہ مجموعہ مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکادمی کے جزوی مالی
تعاون سے شائع ہوا ہے۔ اعجاز پرنٹنگ پریس۔ چھتہ بازار
حیدرآباد (اے۔پی) نے طباعت کی ذمہ داری بخوبی ادا کی ہے۔
یہ مجموعہ کلام، عرفان پربھنوی صاحب سے بھوئی گلی ضلع پربھنی ۴۳۱۴۰۱
سے مبلغ پانچ روپے میں خرید جا سکتا ہے۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے امور داخلہ نے ۳۰ جون کو بمبئی کے مضافاتی علاقہ، باندرہ (مشرق) میں واقع مقام "کھیرواڑی" کا دورہ کیا۔ زیر نظر تصویر میں آپ کھیرواڑی پولس اسٹیشن میں ضبط شدہ ہتھیاروں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

خبریں ۔ تصویروں میں

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر برائے ڈیری ترقیات، ۲۷ جون کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کو محکمہ ڈیری ڈیولپمنٹ کا ایک "موزگرام" پیش کر رہے ہیں۔ شری انت راؤ تھوپٹے وزیر مملکت برائے ڈیری ترقیات بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری شانتا رام گھولپ، وزیر محصول، نے حال ہی میں تھانے ضلع کے شاہ پور تعلقہ میں تعمیر کردہ ... اور ... اس کا معائنہ لیا۔
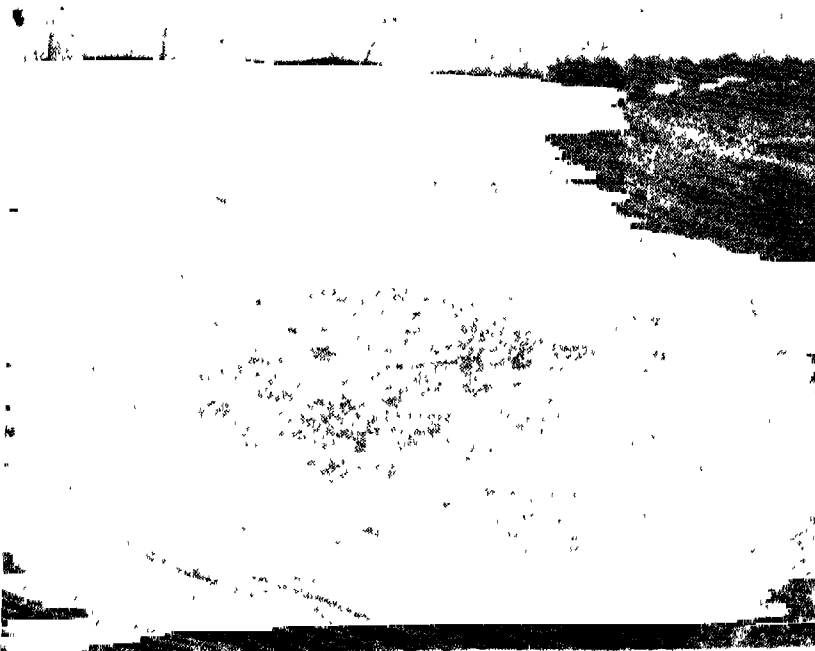
رنگ آباد ضلع پریشد کے چیف آفیسر
جینت دیشپانڈے نے ۲۹ر جون کو
یہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی
ن میں فساد زدہ افراد کی راحت کے لئے
۴۵,۸ روپے کا چیک پیش کر رہے
یہ رقم ضلع پریشد کے ملازمین ——— نیز
آباد اور عثمان پور کے ثانوی مدارس
یار نے اکٹھا کی ہے۔

پیوپلز ایکشن فار ڈیولپمنٹ (پیڈ) مہاراشٹر
کے خصوصی افسر شری بالچند نینے، تھانے ضلع
کے مقام وانگنی میں ادیباسیوں کو گائے اور
بھینس دے رہے ہیں۔ یہ پروگرام الہاس
پرتسٹھان اور پیڈ کا مشترکہ اقدام تھا۔

نا رڈ ودیتیہ کے وزیر مملکت برائے امور داخلہ
رے اعلیٰ افسران اعلیٰ پولس افسران بشمول ڈائرکٹر
شری کے پی میڈھیکر کے ساتھ ریاست
عامہ اور محکمہ داخلہ کے دیگر مسائل پر
الات کر رہے ہیں۔ تصویر میں
زل برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ شری
پاٹل بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

حال ہی میں فرانس میں بھارت کی معروف اور باصلاحیت اداکارہ سمیتا پاٹل کی فلموں کی دو خصوصی نمائشوں کا اہتمام کیا گیا۔ سمیتا وہ پہلی ایشیائی اداکارہ ہیں جنہیں اس اعزاز سے نوازا گیا ہے لہٰذا مہاراشٹر کلا رچنا نے ۲۷ جون کو بمبئی کے ویسٹ اینڈ ہوٹل میں سمیتا کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں (بائیں سے دائیں) شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم۔پی، کماری سمیتا پاٹل وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، اور وزیر برائے ثقافتی امور، شری ارون دیوکر دیکھے جا سکتے ہیں

حال ہی میں بمبئی میں ۲۹ ویں آل انڈیا مراٹھی پترکار پریشد کے موقع پر ریاستی ڈائرکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ کی جانب سے منعقدہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام نمائش کا افتتاح شری ویلاس راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت، اطلاعات و رابطہ عامہ نے کیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیر موصوف کے علاوہ شری شری رام پاٹل، ڈویژنل، ڈپٹی ڈائرکٹر آف انفارمیشن اورنگ آباد بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری نانا بھاؤ ایمبڈوار، وزیر برائے جنگلات نے حال ہی میں کوکن کی زرعی یونیورسٹی سے باغبانی سے متعلق تحقیق کے اسٹیشن میں کاجو کا ایک پودا لگایا۔ شری کلپا اواڈے، وزیر مملکت برائے صنعت اور شری بھائی ساونت وزیر مملکت برائے محصول بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں

علاقائی نابرابری کا خاتمہ ضروری
قومی ترقیاتی کونسل سے وزیرِ اعلیٰ کا خطاب

وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر شری وسنت راؤ پاٹل نے علاقائی نابرابری کو حتی المقدور کم کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ تمام علاقوں کو ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہونے چاہئیں۔ شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ ساتویں پنج سالہ پلان میں علاقائی نابرابری کو ختم کرنے پر خصوصی توجہ دی جانی چاہیئے۔ آپ نے اس ضمن میں مرکزی حکومت کی جانب سے بڑے پیمانے پر امداد کی ضرورت کا بھی تذکرہ کیا۔

شری پاٹل نیشنل ڈیولپمنٹ کونسل کی دو روزہ کانفرنس میں تقریر فرما رہے تھے۔ اس کانفرنس کا افتتاح وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے کیا۔

شری پاٹل نے فرمایا کہ ریاستی حکومت کی جانب سے علاقائی پس ماندگی کا جائزہ لینے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی۔ کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق مختلف علاقوں کی پسماندگی کی تفصیل اس طرح ہے۔

کوکن ۲۹۶ کروڑ روپے، مراٹھواڑہ ۷۵۱ کروڑ روپے ودربھ ۲۴۷ کروڑ روپے اور مغربی مہاراشٹر ۸۸۴ کروڑ روپے

آپ نے صنعت سے متعلق مرکز کی حکمتِ عملی میں مناسب ترمیم کا مشورہ دیا تاکہ غیر صنعتی ضلع کے بجائے زون اکائی تصور کیا جا سکے۔ صنعتی اعتبار سے پسماندہ زونوں میں صنعتیں قائم کی جا سکیں۔ صنعتی ترقی کے لئے ریاست کو ضلع میں تقسیم کرنے کے بجائے زونوں میں تقسیم کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ مہاراشٹر میں زیادہ تر صنعتیں بمبئی اور پونے کے صنعتی علاقوں ہی میں مرکوز ہیں۔

وزیرِ اعلیٰ نے ہر یرا، جگدیش پور، گیس پائپ لائن سے مہاراشٹر کے ودربھ اور مراٹھواڑہ جیسے پسماندہ علاقوں کو گیس کی فراہمی کی ضرورت پر زور دیا تاکہ ان علاقوں میں ایسے پروجیکٹ جاری کئے جا سکیں جن میں گیس استعمال ہوتی ہے۔ آپ نے اران کے جنوب کے چند حصے میں تیل اور گیس کی صفائی کا ایک اور ٹرمنل قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا تاکہ پیٹرو کیمیکل کی صنعت کو فروغ دیا جا سکے۔

شری پاٹل نے مرکز سے درخواست کی کہ وہ ریاستی حکومت کو کپاس کی اجارہ دارانہ خرید پالیسی کو جاری رکھنے کی اجازت دے تاکہ اسکیم کے تحت کاشتکاروں کو حسب سابق ان کی محنت کا مناسب معاوضہ دیا جا سکے۔ آپ نے مرکزی حکومت سے مزید درخواست کی کہ وہ بمبئی شہر کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ساتویں پنج سالہ پلان میں ریاستی حکومت کو ۱۰۰ کروڑ روپے کی خصوصی رقم عطا کرے۔

وزیرِ اعلیٰ نے چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں کی منظوری دینے کی بھی درخواست کی فی الوقت ۱۰۹۷ میگھاواٹ پیدا کرنے کی صلاحیت کے چھوٹے اور ۴۷۶ میگھاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت کے ۵ بڑے پروجیکٹوں کے لئے ریاستی حکومت کو مرکز کی منظوری درکار ہے۔

وزیرِ اعلیٰ نے فرمایا کہ چھٹے پلان کے دوران مہاراشٹر میں مربوط دیہی ترقی پروگرام پر کامیابی کے ساتھ عمل آوری کی گئی تھی آپ نے کہا کہ ریاست میں کل ۴۴۴ کمیونٹی ڈیولپمنٹ بلاکس موجود ہیں جن میں سے مرکز کی جانب سے صرف ۲۹۶ بلاکوں کو امدادی گرانٹ دی جاتی ہے آپ نے باقیماندہ بلاکس کے لئے بھی مرکزی امداد کی درخواست کی۔

آپ نے فرمایا کہ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کے مسئلہ کو تعلیمی نظام میں تبدیلی اور خود روزگار اسکیم کے تحت حل کیا جائے گا۔ مستقبل میں پیشہ ورانہ تعلیم کو اہمیت دی جائے گی۔

وزیرِ اعلیٰ نے فرمایا کہ ملک میں نئی ریلوے لائن بچھاتے وقت مہاراشٹر کو اس کا جائز حق نہیں دیا گیا ہے۔ لہٰذا اب ساتویں منصوبہ میں کوکن ریلوے، مانخورد، بیلاپور۔ نیز منماڑ کھنڈ سو کر براڈ گیج میں بدلنے جیسے مطالبات تسلیم کر لئے جانے چاہئیں۔

شری پاٹل نے مزید فرمایا کہ مہاراشٹر ملک میں سب سے زیادہ کپاس پیدا کرتا ہے اور اس سلسلے میں ریاستی حکومت نئی امداد باہمی اسپننگ ملیں اور بڑی تعداد میں قائم کرنے کی خواہش مند ہے۔ آپ نے مرکز سے درخواست کی کہ وہ نیشنل کوآپریٹو ڈیولپمنٹ کارپوریشن کو نئی ملوں کو حصص سرمایہ مہیا کرنے کی ہدایت کرے، فی الحال یہ معاوضہ صرف ۶ ملوں کو ہی دیا جاتا ہے۔

شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات نے بھی اس کانفرنس میں شرکت کی۔

LF

کاوس جی جہانگیر ہال میں ماڈرن آرٹ گیلری کا قیام

ریاستی حکومت کے چیف سکریٹری شری رام پردھان نے مرکزی وزارت تعلیم اور ثقافتی امور کی سکریٹری شریمتی سرلا اگروال کے ساتھ ۲۲ر جولائی کو سرکاوس جی جہانگیر ہال میں منعقدہ سادہ سی تقریب میں سرکاوس جی جہانگیر ہال کو پٹے پر مرکزی حکومت کو دینے کے دستاویزات پر دستخط کئے۔ اس ہال کو مرکزی حکومت کی جانب سے ماڈرن آرٹ (بمبئی شاخ) کی نیشنل گیلری بنایا جائے گا۔

اس موقع پر ریاستی وزیر برائے ثقافتی امور شری سوشیل کمار شندے نے بحیثیت مہمان خصوصی تقریر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ سرکاوس جی جہانگیر ہال جلد ہی جدید فن کا مرکز بن کر شہر کے ثقافتی تقاضوں کو پورا کرے گا۔

شری شندے نے توقع ظاہر کی کہ مرکزی حکومت کی جانب سے اس ہال پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

ثقافتی امور کے وزیر نے سرکاوس جی جہانگیر کا اس ہال کو عوامی مقصد کے تحت دینے پر شکریہ ادا کیا۔

سرکاوس جی جہانگیر اس تقریب میں کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تھے انھوں نے اس تقریب کی کامیابی کے لئے اپنی جانب سے نیک خواہشات کا پیغام ارسال کیا۔

شری رام پردھان نے اس موقع پر فرمایا کہ ریاستی حکومت نے جلد ہی بمبئی میں آرے کالونی میں للت کلا اکیڈیمی کے پروجیکٹ کے لئے ایک قطعہ اراضی دینا منظور کیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ کے قیام سے شہر کی ایک دیرینہ ضرورت کو پورا کیا جا سکے گا۔ آپ نے اس ہال کو ایک آرٹ گیلری بنانے کی بابت تفصیلات پیش کیں۔

شریمتی سرلا اگروال نے اس ہال کو ایک اچھوتا تحفہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جلد ہی اسے ماڈرن آرٹ گیلری میں تبدیل کر دیا جائے گا۔

ابتدا میں شری بی۔ این بہادر سکریٹری سماجی بہبود اور ثقافتی امور نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری کملاکر سونٹکے ڈائرکٹر ثقافتی امور نے شکریہ ادا کیا۔

اس تقریب میں شری ایس۔ جی ڈیتھنکر سکریٹری محکمہ تعلیم اور اطلاعات اور رابطہ عامہ، سرکاری عہدہ داران، آرٹسٹوں اور شہر میں فن کے قدر دانوں نے شرکت کی۔

نئے میڈیکل کالج کا اجراء
میڈیکل کونسل آف انڈیا کی پیشگی منظوری قانونی طور پر لازمی نہیں

نئے میڈیکل کالجوں کے قیام کے لئے میڈیکل کونسل آف انڈیا (ایم۔ سی۔ آئی) کی پیشگی اجازت قانونی طور پر لازمی نہیں ہے۔ اس کا اظہار ماہ جولائی کے دوسرے ہفتے میں نئی دہلی میں منعقدہ صحت اور خاندانی بہبود کی دسویں مرکزی کونسل کی کانفرنس میں اس وقت کیا گیا جب کانفرنس کے ورکنگ گروپ میں نئے طبی کالجوں کے قیام کے موضوع پر بحث ہو رہی تھی۔

اس میٹنگ میں میڈیکل کونسل آف انڈیا کے صدر بھی موجود تھے۔ حکومتِ ہند کے ڈائرکٹر جنرل برائے طبی سہولیات نے نئے طبی کالجوں کے اجراء کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ملک بھر میں اس وقت پھیلے ہوئے ۱۰۶ طبی کالج ایک دہائی قبل کی ضروریات کی تکمیل کے لئے قائم کئے گئے تھے۔ کانفرنس میں مجموعی طور پر یہ نئے طبی کالجوں کے قیام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔

مہاراشٹر کی وزیر صحت عامہ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ نے فرمایا کہ بدلتے ہوئے حالات، عوام اور طلباء کی بڑھتی ہوئی توقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے طبی کالجوں کے قیام میں تاخیر نہیں کرنا چاہیئے۔

رہائشی ڈاکٹروں کو جے جے اسپتال کے احاطے میں متوازی آوٹ پے شنٹ ڈپارٹمنٹ کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے نیز ایم۔ اے۔ پی۔ ڈی نے وہاں ایسا کوئی آوٹ پے شنٹ ڈپارٹمنٹ نہیں کھولا ہے۔

شری ڈیتھنکر
اطلاعات اور رابطۂ عامہ کے سکریٹری

شری ششی کانت گوپی ناتھ ڈیتھنکر سکریٹری محکمہ تعلیم نے ۲۰ر جولائی کو اطلاعات اور رابطۂ عامہ کے سکریٹری کا چارج لیا۔

شری ڈیتھنکر اطلاعات اور رابطۂ عامہ کے چیف ڈائرکٹر اور ریاست مہاراشٹر کے لیبر کمشنر کے عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں۔ بحیثیت لیبر کمشنر آپ نے مزدوروں کی فلاح کے لئے اقل ترین اُجرت قانون کی عمل آوری پر خصوصی توجہ دی۔

شری ڈیتھنکر کی تعلیم پونے میں ہوئی۔ آپ نے پونے یونیورسٹی سے ماسٹر آف آرٹس کی ڈگری حاصل کی ہے۔ مقابلہ جاتی امتحان ۱۹۶۴ء میں آپ آئی اے ایس کے لئے منتخب ہوئے اور ۱۹۶۵ء میں بحیثیت آئی اے ایس تقرری کے بعد سے ابھی تک آپ کئی اہم سرکاری عہدوں پر فائز کئے گئے ہیں۔ جہاں آپ نے اپنے فرائض بحسن وخوبی ادا کئے۔

شری ڈیتھنکر بھنڈارا، کولہاپور، دھولے اور وردھا کے کلکٹر رہ چکے ہیں۔ آپ تین سال تک گوا کے وزیر اعلیٰ کے سکریٹری رہ چکے ہیں۔

ریاست میں ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر کامیاب عمل آوری ممبران پارلیمنٹ کی ستائش

مہاراشٹر کے ممبران پارلیمنٹ نے ۳۱ رمارچ ۱۹۸۴ء تک ریاست میں ۲۰۔ نکاتی پروگرام پر موثر طور سے عمل آوری کے سلسلے میں ملک میں پہلا مقام حاصل کرنے پر ریاستی حکومت کی ستائش کی۔

ممبرانِ پارلیمنٹ نے ریاست میں بغیر گرانٹ کے طبی کالج جاری کرنے کے ریاستی حکومت کے فیصلے کا خیرمقدم کیا اور ان کالجوں کے قیام کے امکانات کا جائزہ لینے کی اہمیت پر زور دیا۔

ممبرانِ پارلیمنٹ آج یہاں سہیادری گیسٹ ہاؤس میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی جانب سے طلب کردہ میٹنگ میں اظہارِ خیال کر رہے تھے۔ وزیر اعلیٰ نے یہ میٹنگ مرکزی حکومت کے پاس زیرِ التوا معاملات پر بحث کرنے اور مختلف میدانوں میں ریاستی حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لینے کی غرض سے منعقد کی تھی۔

وزیر اعلیٰ نے ممبرانِ پارلیمنٹ سے اپیل کی کہ وہ زیر التوا معاملات پر مرکز کی توجہ مبذول کرائیں۔

میٹنگ میں کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم، مہاراشٹر میں امداد باہمی اور شکر کارخانہ امداد باہمی اسپننگ ملوں کا پروگرام نئی ریلوے لائن بچھانے نیز حالیہ ریلوے لائنوں کو چوڑا کرنے اور گیس کی فراہمی، ریاست میں نئی صنعتوں کے لئے لائنوں کا اجراء ریلوے کوچ فیکٹری کے لئے جگہ کا انتخاب، مہاراشٹر اسٹیٹ الیکٹریسٹی تھرمل پاور کے کلینرس جیسے امور پر بحث کی گئی۔

اراکین پارلیمنٹ نے کہا کہ مزید شکر کارخانوں کے قیام اور نئی ریلوے لائنیں بچھانے کے کاموں سے متعلق ریاستی حکومت کو اپنی کوششوں میں تیزی لانی چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ نے اس ضروریات کا اعادہ کیا کہ نو انڈسٹری ڈسٹرکٹ کے نظریے کی جگہ صنعتی اعتبار سے پسماندہ زون کے نظریے کو قبول کیا جانا چاہیئے ۔۔ تاکہ صنعتی اعتبار سے پسماندہ اضلاع کا بھی احاطہ کیا جا سکے۔ اس سے قبل آپ نے قومی ترقیاتی کونسل کی میٹنگ میں اس ضروریات کا اظہار کیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس تجویز کے لئے مرکزی حکومت کی منظوری حاصل کرنے کے لئے کوشش کی جانی چاہیئے۔

شری شیوراج پاٹل، مرکزی وزیر مملکت برائے سائنس ۔۔ اور ٹیکنالوجی شری دیجے نول پاٹل، نائب وزیر برائے مواصلات ؛ شری غلام نبی آزاد، نائب وزیر برائے اطلاعات ونشریات ا تقریباً ۴۰ ممبران پارلیمنٹ، ریاستی کابینہ کے اراکین شری نریندر کامبلے صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس (آئی) چیف سکریٹری شری آر۔ ڈی پردھان، ریاستی حکومت کے دیگر سینئر عہدہ داران نے اس میٹنگ میں شرکت کی۔

*

[صفحہ ۲۱ سے آگے]

خواجہ صاحب

کو چھوڑ کر خواجہ صاحب اردو کے صاحبِ طرز بزرگوں کی بازیافت کر پاتے۔ ایک بات رہ جاتی ہے۔ خواجہ صاحب موت سے ایک دن قبل ریڈیو اسٹیشن تقریر ریکارڈ کرانے کے لئے آنے والے تھے۔ کنٹریکٹ فارم پر دستخط بھی کر دیئے تھے مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ یقینی طور پر انہوں نے اپنی ویڈیائی تقریر رشید احمد صدیقی (جنت مکانی) اور کنہیا لال کپور کو سنائی ہوتی۔

خواجہ صاحب کی یاد کو اگر قائم رکھنا ہے تو ان کا ذہن اردو زبان وادب کا ایک فعال ادارہ بنانا ہوگا۔ مراٹھی ادب کو پوری طرح اردو میں منتقل کیا جانا چاہیئے اور یہ ایک خدمت بھی بڑی خدمت ہوگی۔ خواجہ صاحب کی روح کی خوشنودی کے لئے بھی یہ ضروری ہے۔ ●

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1984

گورنر اور وزیرِ اعلیٰ کی اپیل

عوام

راحتی اقدامات میں تعاون دیں

مہاراشٹر کے گورنر اور وزیرِ اعلیٰ کی اپیل کے جواب میں چند عطیات موصول ہوئے ہیں اور فساد زدگان کی بازآبادکاری کا کام شروع ہو چکا ہے۔ لیکن ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ مالی اعانت اور اجناس کی شکل میں عطیات کی شدید ضرورت ہے۔

عطیات دیجئے —— اور —— فراخدلی کے ساتھ دیجئے

مالی عطیات چیک کی صورت میں وزیرِ اعلیٰ کے دفتر واقع منترالیہ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲ کو روانہ کئے جاسکتے ہیں۔ چیک وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ "برائے فساد زدگان" کے نام لکھے جائیں۔

روزمرہ کی زندگی میں استعمال میں آنے والی بالٹی، کیتلی، اسٹو، لالٹین، گھاسلیٹ رکھنے کے پلاسٹک کے ڈبے، دیگچی، مگ، توا، روٹی بنانے کا تختہ اور بیلن، کرتہ، پائجامہ، لنگی، ساڑیاں، قمیض، چھوٹی دریاں اور چادر جیسی نئی اشیاء پر مشتمل اجناس کی شکل میں عطیات راج بھون بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۵ میں کھولے گئے راحت مرکز کو روانہ کئے جاسکتے ہیں۔۔

IRAJ : Regd. No. MH-BY South-344

قومی راج
۱۰ راگست سنہ ۱۹۸۴ء
10.8.84

علی باغ ضلع کے مقام ریوڈنڈا میں تعمیر کردہ شہیدان جنگ آزادی کی یادگار

رائے گڑھ ضلع میں بنائی گئی واٹی سٹیٹ مانڈوا سڑک۔ اس سڑک کی وجہ سے تھل فرٹیلائزر کمپلیکس کی تیاری کے کام میں تیزی آگئی۔

قومی راج

ہر ماہ کی ۱۰ اور ۲۵ تاریخ کو شائع ہوتا ہے
زرِ سالانہ: دس روپیہ فی پرچہ: پچاس پیسے

۱۰ اگست ۱۹۸۴ء
جلد ۱۱، شمارہ ۱۵

چیف ایڈیٹر ریاض احمد خاں
ایڈیٹر فیروزہ خان

*

سیل زر کا پتہ
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
ڈائرکٹوریٹ جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر ۔ منترالیہ ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ (مہاراشٹر)

ترتیب

صفحہ نمبر

• شفیع اللہ خان مراتی اٹاوی
ایس۔ این کالج۔ کٹرہ پور دل خان۔ اٹاوہ (یو۔پی)

قومی راج، مسلسل باصرہ نواز ہو رہا ہے، تمام سرکاری وغیر سرکاری رسائل میں قومی راج اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔ ہر شمارہ خوب سے خوب تر ہوتا ہے۔ قومی راج، پندرہ روزہ ہوتے ہوئے بھی ضخیم سے ضخیم جریدے پر بھاری ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حوصلے جوان رکھے۔

• محمد منظور امام
۳/۱۱۹۔ مسوری روڈ۔ پٹنہ (بہار) ۸۰-۴۴۵۲

قومی راج کا یوم مہاراشٹر نمبر، نظر نواز ہوا۔ سلسلہ وار پڑھ ڈالا۔ مہاراشٹر پر اتنی تفصیل سے لکھا گیا ہے کہ پورا مہاراشٹر نظر کے سامنے آجاتا ہے۔ اس نمبر میں شامل جگن ناتھ آزاد کی غزل بے حد پسند آئی۔ راغب فاروقی بھی تاثر کئے بنا نہ رہ سکے۔
اس خوبصورت نمبر کے نکالنے پر میری جانب سے مبارکباد قبول کریں۔

• عبدالصمد
اقبال روڈ۔ دھولے

جیسا کہ اکثر قارئین کرام نے اپنے خطوط میں مبارکباد دی ہے۔ میں بھی پہلی بار آپ کو خط لکھتے ہوئے "قومی راج" کی شاندار کارکردگی پر آپ کو حکومتِ مہاراشٹر کو، اور آپ کے جملہ اراکین ادارہ کو سچے دل سے اس بات کی مبارکباد دینا چاہوں گا کہ "قومی راج" "فخرِ مہاراشٹر" ہے ہر لحاظ سے شاندار، معلوماتی اور ادبی پندرہ روزہ ـــــ شکایت صرف اس قدر ہے کہ اس میں ایک دو اصلاحی افسانے، کہانیاں بھی شامل ہوں تو چار چاند لگ جائیں۔

کریم اللہ
مسجد کمپاؤنڈ۔ ممبرا۔ ضلع تھانے

مختلف ریاستوں کے سرکاری رسائل میں صرف 'قومی راج' ہی ایسا ہے جو سب سے خوبصورت، سب سے دلکش، دلچسپ ہوتا ہے اور اس میں ریاست سے متعلق جہاں بھرپور معلومات ہوتی ہیں وہیں ادبی اعتبار سے بھی بہت خوب مضامین، نظم نثر کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ آپ کو، آپ کے سرگرم اراکین اور حکومتِ مہاراشٹر کو مبارکباد دینے کے ساتھ میں یہ گذارش کرتا ہوں۔ اس میں کچھ عام دلچسپی کے لئے بچوں کا صفحہ عورتوں کا صفحہ اور فلمی صفحہ بھی شامل کیا جائے۔

• شمیم احمد
نیا پورہ۔ مالیگاؤں

شکایت نہیں۔ یہ درخواست ہے کہ "اقبال نمبر" کے بعد "قومی راج" کا کوئی ادبی نمبر شائع نہیں ہوا جبکہ مختلف رسائل پر قومی راج کے نہایت شاندار نمبر برابر نکلتے رہے ہیں۔ مولانا آزاد، مولانا حسرت موہانی، وجد جیسی شخصیتوں پر قومی راج کے منفرد نمبروں کا انتظار ہے۔

• سرفراز احمد
مدن پورہ۔ بمبئی۔ ۸

مراٹھی ادب پاروں کو اردو جامہ میں پیش کرنے کے سلسلے میں قومی راج، نے منظوم تراجم کا سلسلہ شروع کیا تھا، وہ دوبارہ شروع کیجئے۔

ضروری گذارش

'قارئین کی رائے' کے لئے خطوط روانہ فرماتے وقت ازراہِ کرم اپنا پورا پتہ پن کوڈ نمبر کے ساتھ ضرور تحریر فرمائیے۔ (ادارہ)

شری ۔ آر ۔ ڈی ۔ آترے
سکریٹری پبلک ورکس

مہاراشٹر میں سڑکوں کی تعمیر و ترقی

مہاراشٹر کی جداگانہ تشکیل یکم مئی ۱۹۶۰ء میں ہوئی۔ اس سے پہلے یہ ریاست بمبئی کی ذولسانی ریاست کا حصہ تھی۔ مہاراشٹر کے چار بڑے علاقوں میں سے ودربھ اور مراٹھواڑہ، یکم نومبر ۱۹۵۶ء سے پہلے علی الترتیب مدھیہ پردیش اور حیدرآباد کی ریاستوں کا حصہ تھے۔ اس طرح ۸۱-۱۹۶۱ء کے آغاز میں ریاست میں موجودہ سڑکوں کی ترقی کا پلان یکساں معیار کا نہیں تھا۔

اسی طرح مختلف اضلاع میں ریلوے کی ترقی کا سلسلہ بھی یکسانیت نہیں رکھتا تھا۔ ریاست کے اندرونی حصوں میں پانی کے ٹرانسپورٹ کا سلسلہ حتیٰ کہ ساحلی مقامات میں بھی زیادہ مقبول نہیں تھا۔ اس لئے روڈ ٹرانسپورٹ اور زیادہ اہمیت اختیار کرچکا تھا۔

۸۱-۱۹۶۱ء کے ریاستی روڈ ڈیولپمنٹ پلان نے مختلف قسم کی سڑکوں کے لئے ۱,۱۳,۶۸۲ کیلومیٹر تعمیر کرنے کی تجویز رکھی تھی لیکن اسی دوران میں، مختلف ترقی پذیر سرگرمیوں کے سبب، جیسے متعدد بڑے اور درمیانی درجے کے آبپاشی پروجیکٹوں کی تکمیل، نئے صنعتی مرکزوں کا قیام جن میں کئی شکرسازی کے کارخانے وغیرہ بھی شامل ہیں — روڈ ٹرانسپورٹ کی ضرورتیں بہتیری تبدیلیوں سے دوچار ہوچکی تھیں۔ لامحالہ سڑکوں کی تعمیر و ترقی کے پلان پر ۱۹۷۶ء میں نظرثانی کرنی پڑی جس کے نتیجے میں لمبائی میں سڑکوں کے تعمیری نشانہ ۱۸,۶۱۶ کیلومیٹر تا ۱,۳۲,۲۹۸ کیلومیٹر زیادہ ہوگیا۔ اس نشانہ کے بجائے، لمبائی میں ۱,۰۰,۶۳۶ کیلومیٹر سڑکوں کی تعمیر تکمیل پا چکی ہے۔

۷۳-۱۹۷۲ء میں، ریاست کے مختلف اضلاع میں سخت قحط پڑا۔ قحط سالی کی اس مدت میں راحت کے کئی امور انجام دینے کی ضرورت پیش آئی جن میں گاؤں کو جوڑنے والے سڑکوں کی تعمیر شامل ہے۔ ۱۹۷۲ء میں دیہاتوں کے بے روزگاروں کے لئے ضمانت روزگار اسکیم کا اجرا کیا۔ اس اسکیم کے تحت سڑکوں کے کام بھی شروع کئے گئے۔ اس کی وجہ سے بہت سے غیر درجہ بندی کئے گئے راستے بھی تعمیر کئے گئے۔ اس طرح تعمیر کردہ سڑکوں کی لمبائی تقریباً ۴۰,۴۹۵ کیلومیٹر ہے۔

۱۹۷۸ء میں دیہاتوں کی سڑکوں کے لئے ایک جلد سے جلد انجام دیا جانے والا پروگرام شروع کیا گیا جس کے تحت

مہاراشٹر میں اہم سڑکوں کی تعمیر کا کام (۱۹۶۱ء تا ۱۹۸۱ء)

تعمیری کام کا نام	لاگت (لاکھ روپے میں)
۱۔ مشرقی ایکسپریس ہائی وے، سائین سے تھانے تک	۰۰۰
۲۔ مغربی ایکسپریس ہائی وے، باندرہ سے دھیسر تک	۰۰۰
۳۔ بمبئی۔ آگرہ روڈ کی بلندسازی قومی شاہراہ ۳ کیلومیٹر ۹۴۰/۴۷۰ تا ۵۶۱/۲۰۰	۹۵۰٫۰۰
۴۔ بمبئی۔ احمد آباد روڈ قومی شاہراہ ۸ کیلومیٹر ۲۸۱/۴۰۰ تا ۵۰۲/۳۷۰ دہیسر سے ریاستی صدود تک	۲۶۵٫۰۰
۵۔ پنویل۔ مہاڈ پناجی روڈ نمبر ہائی وے ۱۷ کیلومیٹر ۴۵۳/۱۵۰ رائے گڑھ، رتناگری اور سندھو درگ ضلعوں میں	۱۹۰٫۰۰
۶۔ بمبئی پونے روڈ قومی شاہراہ نمبر ۴ کیلومیٹر ۲۰۰/۱۷۵ تا ۲۴۲/۱۰۰ تک موجودہ بائی سطح کو مضبوط کرتے ہوئے اور پرانے پلوں کا نئے سرے سے تعمیر	۸۲٫۰۰
۷۔ بمبئی۔ ساتپولی۔ بھیونڈی۔ کلیان۔ ملشیج گھاٹ سرو نچا روڈ تھانے اور احمد نگر ضلعوں میں	۲۰۸٫۰۰
۸۔ سائین۔ ترمبے۔ پنویل روڈ	۳۰۱٫۲۸
۹۔ چمبور۔ مانخورد۔ لنک روڈ	۱۲۴٫۶۳
۱۰۔ گورے گاؤں۔ ملنڈ لنک روڈ	۸۰٫۲۵
۱۱۔ بلہارشاہ۔ الاپلی۔ سرونچا سڑک کی تعمیر	۱۶۶٫۹۸
۱۲۔ کھام گاؤں۔ وار دانٹ روڈ	۳۹۱٫۸۰

۱۰۰۰ اور اس سے زیادہ آبادی والے دیہاتوں کے لئے پتھروں سے بنائی گئی پختہ سڑکیں مہیا کرنا مقصود تھا۔ بعد میں یہ اسکیم "اقل ترین ضروریات والے پروگرام" کے تحت اصل پروگرام کا ایک جز قرار دے دی گئی۔ ۱۹۶۱ء میں ۳۶,۱۶۱ دیہاتوں میں سے ۸,۶۹۱ دیہات سڑکوں کے ذریعے جوڑنے میں آئے۔ ۱۹۸۱ء تک اس حالت میں۔ یعنی ۲۴٫۰۳ فی صد ۱۹۸۱ء تک اس حالت میں کافی حد تک بہتری آگئی۔ چنانچہ ۳۶,۰۷۲ دیہاتوں میں سے ۲۸,۶۲۹ دیہات (یعنی ۷۹٫۳۷ فی صد) سڑکوں کے ذریعے جوڑے گئے۔

سڑکوں کی سطح کاری

اگرچہ سڑکوں کی لمبائی کے حساب سے ۸۱-۱۹۶۱ء کے نظرثانی کردہ پلان کے مطابق ۷۶ فی صد نشانہ تکمیل پاچکا ہے۔ پھر بھی مذکورہ سسٹم میں ۸۱-۱۹۶۱ء کے معیار اور پلان کی صراحتوں کے لحاظ سے (سڑکوں کے مختلف قسموں) کے پیش نظر ان میں کئی کوتاہیاں اور خامیاں ہیں۔

دیے ہوئے گوشوارہ ۲ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سڑکوں کی سطح کاری کے بارے میں بہت سے کام کرنے باقی ہیں۔ اسی طرح موجودہ سسٹم کے مطابق بنائی ہوئی سڑکوں پر متعدد پلوں کی تعمیر تا حال کی جانا ہے۔ تخمینہ کے مطابق ۸۱-۱۹۶۱ء کے نظرثانی کردہ پلان کے لحاظ سے مجموعی طور پر مبلغ ۱,۶۶۰ کروڑ روپے (تقریباً) کی ضرورت ہوگی۔ تب کہیں (۸۱-۱۹۸۰ء بنیادی) کوتاہیوں کو دور کیا جاسکے گا اور سڑکوں کو حالیہ سسٹم کے مطابق ترقی دی جاسکے گی۔

سڑکوں کی ترقی کے کاموں پر اخراجات تیسرے پنجسالہ پلان (ایف وائی پی = پنجسالہ پلان) کے بعد سے، اضافہ پذیر ہیں۔ اگرچہ فی صد خرچ، جو سڑکوں کے کاموں پر ہوگا، مجموعی طور پر پلان میں دکھائے جانے والے اخراجات میں گھٹتے جارہے ہیں۔ یہ بات گوشوارہ ۳ سے واضح ہوجائے گی۔

ٹریفک میں شدید اضافہ

گذشتہ دس سال کے عرصے میں سڑکوں پر ٹریفک میں زبردست اضافہ ہوچکا ہے۔ قومی شاہراہوں پر اس عرصے (۸۰-۱۹۷۰ء) میں ۶ سے ۲۰ فی صد تک کا اضافہ پیش آیا

گوشوارہ ۱

*ہمہ موسمی سڑکوں کے ذریعے جوڑے گئے دیہاتوں کی پوزیشن

(یکم اپریل ۱۹۸۱ء ۔ گروپ بندی بلحاظ آبادی)

	۰ تا ۴۹۹	۵۰۰ تا ۹۹۹	۱,۰۰۰ تا ۱,۴۹۹	۱,۵۰۰ تا ۱,۹۹۹	۲,۰۰۰ اور اس سے زائد	کل مجموعہ
دیہاتوں کی مجموعی تعداد	۱۴,۱۹۱	۱۰,۵۳۳	۵,۱۴۴	۲,۲۸۷	۳,۹۱۷	۳۶,۰۷۲
ہمہ موسمی سڑکوں کے ذریعہ جڑے ہوئے دیہات	۴,۵۲۵	۴,۷۴۳	۳,۱۷۹	۱,۶۱۴	۳,۲۹۳	۱۷,۳۶۴
	۳۱٫۹۶%	۴۵٫۰۳%	۶۱٫۸۰%	۷۰٫۵۷%	۸۴٫۰۷%	۴۸٫۱۴%

گوشوارہ ۲

سڑکوں کی سطح کی تفصیلات (لمبائی کیلو میٹرس بتاریخ ۱-۴-۱۹۸۴)

لمبائی کیلو میٹرس میں۔

سڑک کی قسم	سطح کاری کے بغیر	ڈبلیو۔بی۔ایم	بی۔ٹی	سی۔سی	جملہ
قومی شاہراہ*	...	۱۵	۲,۸۰۵	۱۲۱	۲,۹۴۵
صوبائی ریاستی شاہراہ	۸۴۲	۳,۴۵۳	۱۴,۲۸۰	۳۷۴	۱۸,۹۴۹
بڑی ضلعی سڑکیں	۶,۷۰۵	۱۳,۴۹۸	۴,۹۷۵	۵۵	۲۵,۲۳۳
دوسری ضلعی سڑکیں	۱۴,۰۹۵	۱۰,۳۸۱	۹۲۶	۲	۲۵,۴۰۴
دیہاتی سڑکیں	۱۹,۰۳۲	۸,۸۵۷	۲۱۶	..	۲۸,۱۰۵
					۱۰۰,۴۳۶

گوشوارہ ۳

سڑک کے کاموں پر خرچ

سال		خرچ (کروڑ روپے میں) تمام اسکیموں پر	سڑک کی ترقیاتی اسکیموں پر	فیصدی
۱۹۶۱-۶۲ء تا ۱۹۶۵-۶۶ء ..	تیسرا پنجسالہ منصوبہ	۴۲۱٫۱۶	۲۹٫۵۹	۷٫۰۳
۱۹۶۶-۶۷ء تا ۱۹۶۸-۶۹ء ..	تین سال والے منصوبے	۳۸۰٫۶۴	۲۷٫۵۷	۷٫۲۴
۱۹۶۹-۷۰ء تا ۱۹۷۳-۷۴ء ..	چوتھا پنجسالہ منصوبہ	۹۱۶٫۲۴	۵۱٫۴۹	۵٫۶۲
۱۹۷۴-۷۵ء تا ۱۹۷۹-۸۰ء ..	پانچواں پنجسالہ منصوبہ	۲۸۴۸٫۲۸	۱۲۹٫۹۰	۴٫۵۶

*اس لمبائی میں قومی شاہراہ کی ۲,۸۹۲ کیلو میٹر لمبائی اور اکسپریس ہائی وے کی ۵۳ کیلو میٹر لمبائی شامل ہے۔

ایک گاؤں میں پل
جو تمدن کی برکتیں دیہاتوں
کی دہلیز تک لے جاتا ہے۔

سڑک پر بنے ہوئے موجودہ پُل

قسم	بڑے	چھوٹے	زمین دوز/بند رو ڈ	جملہ
قومی شاہراہیں	۱۹۹	۷۲۸	۳,۵۶۴	۴,۴۹۱
ریاستی شاہراہیں	۶۶۴	۲,۶۹۳	۱۸,۰۸۹	۲۱,۴۴۶
بڑی ضلعی سڑکیں	...	...	...	...
دوسری ضلعی سڑکیں	۲۶۵	۱,۱۴۱	۲۴,۶۱۷	۲۶,۰۲۳
دیہات کی سڑکیں	...	...	...	...
جملہ	۱,۱۲۸	۴,۵۶۲	۴۶,۲۷۰	۵۱,۹۵۸

دھار لوز گھاٹ
پہاڑی علاقے میں

قومی راج

راجورہ تعلقہ ضلع چندر پور میں
گڈ - چاندور - اول پور سڑک کی توسیع

۱۹۶۱ء سے ۱۹۸۱ء تک مہاراشٹر میں تعمیر کئے گئے اہم پل

نمبر شمار ۱	ندی کا نام ۲	سڑک کا نام ۳	قریب ترین دیہی قصبہ ۴	لاگت (لاکھ روپے میں) ۵	کتنی مدت میں تعمیر ہوا ۶	لمبائی میٹر ۷
۱	بسئی کی کھاڑی	بمبئی احمد آباد سڑک پر قومی شاہراہ ۸ ..	گھوڑ بندر	۱۸۰٫۰۰	۱۹۶۲-۷۰	۵۵۳
۲	تھانے کی کھاڑی	سائین پنویل سڑک پر بڑی ریاستی شاہراہ ...	واشی اور تربھے ...	۲۵۳٫۷۸	۱۹۶۳-۷۲	۱۸۳۶
۳	ساوتری ندی	پوار - آمبیٹ مہابردل کھیڈ سڑک پر ۲۰	آمبیٹ اور مہاپل کے درمیان	۹۸٫۰۶	۱۹۷۳-۷۸	۳۷۵٫۸۱
۴	سکھارات کی کھاڑی	رتنا گیری - جےگڈ سڑک ۳	رتنا گیری	۵۶٫۳۷	۱۹۷۶-۸۰	۲۳۵٫۴۸
۵	بھیما ندی کی کھاڑی	ستارا - پنڈھر پور سڑک ۲	پنڈھر پور	۴۵٫۴۷	۱۹۷۳-۷۸	۳۲۰٫۰۰
۶	بھیما ندی کی کھاڑی	بھگوان - کرجٹ سڑک پر	کھانوٹا	۱۱۲٫۸۸	۱۹۷۵-۷۷	۳۱۵٫۷۸
۷	گرنا ندی	سورت، دھولے، عادل آباد، ناگپور سڑک پر قومی شاہراہ ۶	بھبھوری گاؤں .	۶۴٫۰۰	1979	۵۱۵٫۸۰
۸	دریائے گوداوری	دھرم آباد - کونٹس واڑی سڑک بڑی ضلعی سڑک (ضلع ناندیڑ میں)	بابلی گاؤں ..	۶۶٫۳۱	۱۹۷۷-۸۱	۳۰۰٫۰۰
۹	پورنا ندی	بمبئی - جالیس گاؤں، ناگپور ریاستی شاہراہ ..	سوموں گاؤں	۵۵٫۷۸	۱۹۷۴-۷۷	۲۸۵٫۳۰
۱۰	وین گنگا ندی	مول، گڈچرولی سڑک، قومی شاہراہ نمبر ۹۲ ..	ویاہد	۵۳٫۷۳	۱۹۷۲	۵۵۵
۱۱	وین گنگا ندی	بھنڈارہ - پاؤنی ریاستی شاہراہ ..	پاؤنی	۱۱۱٫۸۸		۵۲۹
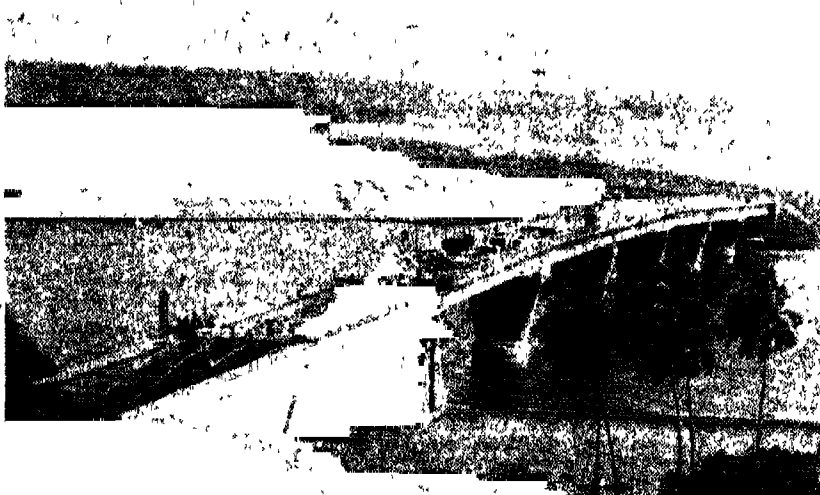
بھاٹیے پل
ضلع رتنا گیری میں

زیر تعمیر پل
گڈ چرولی ضلع میں
جہاں ادیباسیوں کی
بہت کثیر آبادی ہے۔

بسئی۔ بھیونڈی۔ کلیان روڈ پر
کھار باؤ کھاڑی
کے آرپار پل کی تعمیر۔
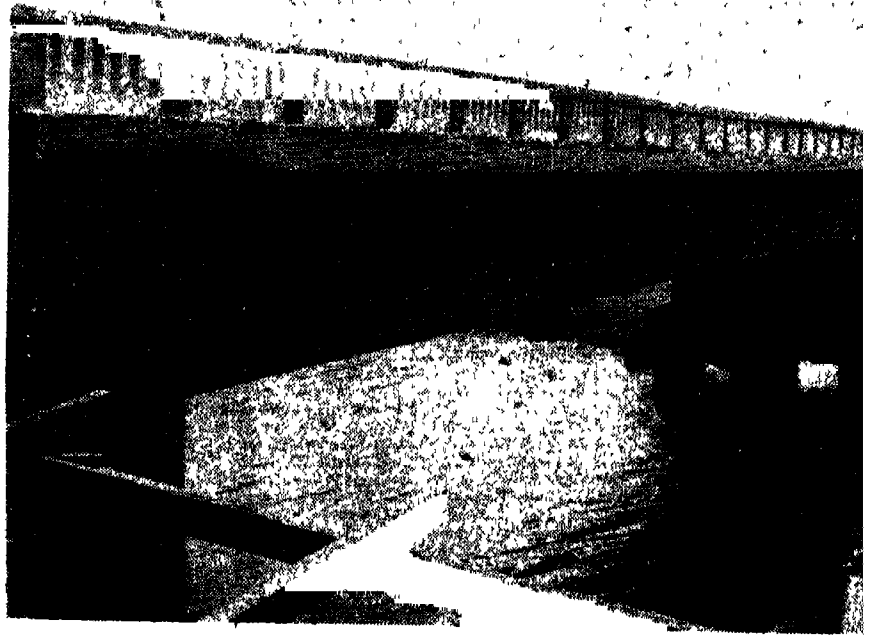
قومی شاہراہوں پر سے تقریباً ۶۰ فی صد بھاری بھر کم ٹریفک
۱۲ - ۱۵۰۰ ٹن روزانہ گزرتی ہے۔ ان شاہراہوں پر سے
نیز ۴۰ فی صد ٹریفک اور بھی زیادہ وزن والی یعنی روزانہ
۱۲ ٹن سے بھی زائد ہوتی ہے۔ اس میں (قومی شاہراہ ۴ پر)
کے مقام سے ۵۲,۷۷۰ ٹن ٹریفک کا گزر ہوا کرتا ہے

ریاستی قومی شاہراہوں پر سے ۲۰ فی صد طولانی تک جو ٹریفک
گزرتی ہے اس کا ۱۵۰۰ سے ۱۲۰۰۰ ٹن تک کا ہر روز معمول ہے
سب سے زیادہ بھاری ٹریفک کی شدت جو کسی ریاستی شاہراہ
کو برداشت کرنی پڑتی ہے وہ ہے مشرقی ایکسپریس ہائی وے کا
مقام بمبئی (سائین) جہاں سے ہر روز ۸۷۰, ۱۲ اور ۲ ٹن کی
بوجھل ٹریفک گزرتی ہے۔ بمبئی (سائین) ایک شہری سڑک ہے۔
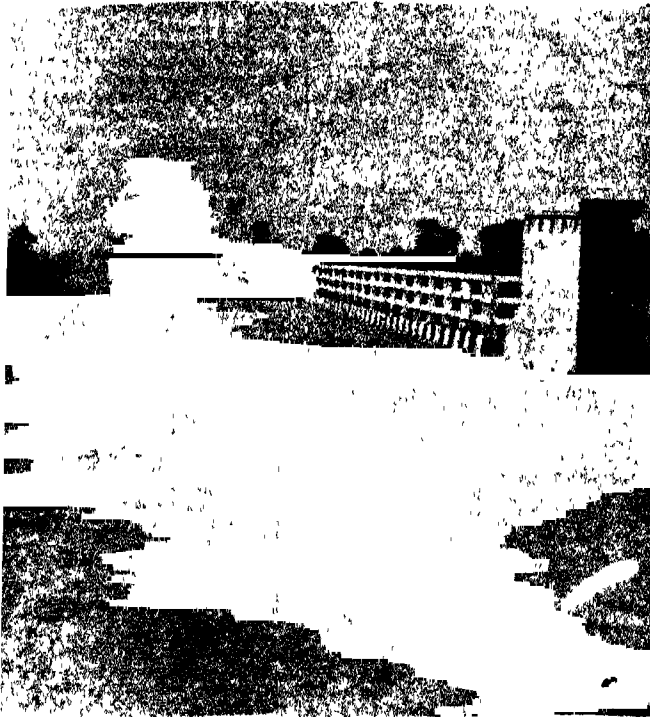
اوراس سے آگے ایک دیہاتی مقام بھیونڈی کا وہ ریاستی ہائی وے ہے جہاں سے روزانہ ۴۳۱۳ ۴۲ ٹن وزنی بھاری ٹریفک گزرتی ہے۔

علاوہ عام تعمیری سرگرمیوں کے ریاستی پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ (محکمۂ رفاہِ عامہ) نے کچھ کار آمد معیار اور قابلِ عمل اصول ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔

۱۹۶۹ء میں علیحدہ سے ایک ہائی وے ریسرچ ڈویژن کے قیام کے بعد سے تجربہ کے طور پر میدانی کام میں اضافہ عمل میں آچکا ہے۔ متعدد تعمیراتی نقشوں پر بہت کچھ کام کیا جا چکا ہے جس میں بلٹ۔ اَپ گراؤنڈ (تعمیر کردہ ڈالی بدرو) (یعنی بدرو جو زمین میں ٹھیاں یا ڈالیاں دبا کر بنائی جائے)، پتلی گراؤٹ یا بدرو گیلا کرکے آمیز کردہ گٹھے ہوئے کنکر پتھر کی سڑک (Macadamization) وغیرہ شامل ہے۔ پلوں کی تعمیر میں نئے مسالوں (Materials) کی ہمت افزائی بھی کی گئی ہے جیسے الاسٹومیٹک (خاص طور سے نیوپرین ٹائپ) جو بلند پایہ انداز ہیں۔ کھینچے یا تنے جانے کی صلاحیت اور معیار کے حامل ہوں وغیرہ۔

اہم سڑکیں

ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے بعد سے مندرجۂ ذیل اہم سڑکوں کی تعمیر کے کام انجام دیئے جا چکے ہیں۔ مشرقی ایکسپریس ہائی وے سائن تا تھانے، مغربی ایکسپریس ہائی وے باندرہ تا دھیسر سطح کی بلند سازی۔ بمبئی آگرہ روڈ۔ قومی شاہراہ نمبر ۳ ۸۰/۴/۷۰ تا ۵۹۱/۲۰۰ کیلومیٹر، [جس میں شکمی سڑکیں (بائی پاسیز) آر او بی وغیرہ) اور سی ڈی ورکس شامل ہیں] بمبئی احمد آباد روڈ قومی شاہراہ نمبر ۸ ۔ ۶۰۰/۳۸۱ تا ۵۰۲/۱۵۰۷ کیلومیٹر۔ دہیسر سے ریاستی حدود تک، پنویل مہاڈ پناجی روڈ۔ قومی شاہراہ نمبر ۱۷ ۱۵۰ تا ۴۵۲ / کیلومیٹر۔ رائے گڑھ، رتناگیری ... اور سندھو درگ ضلعوں میں، بمبئی پونے روڈ۔ قومی شاہراہ نمبر ۴ ۲۰۰/۷۵ تا ۱۴۳/۲۰۰ کیلومیٹر سے ۱۴۳/۴۰۰ کیلومیٹر یک موجودہ بالائی سطحوں کو مضبوط کرتے ہوئے اور پرانے پلوں کو نئے سرے سے تعمیر کرکے، بسئی۔ ساتیولی۔ بھیونڈی۔ کلیان مالشیج گھاٹ۔ سرو بچا روڈ۔ تھانے اور احمد نگر ضلعوں میں، سائین۔ تربھے۔ پنویل روڈ، چمبور۔ مانخورد، لنک روڈ، قومی راج۔

گوریگاؤں ملنڈ لنک روڈ، بلہار شاہ الاپلی، سرونچا روڈ کی اور کھام گاؤں وارونٹ روڈ کی تعمیر۔

۱۹۶۱ء کے بعد سے ریاست میں اہم پلوں کی تعمیر مندرجہ ذیل کھاڑیوں، ندیوں اور دریاؤں پر کی جا چکی ہے: بسئی کی کھاڑی (بمبئی احمد آباد روڈ) تھانے کی کھاڑی (سائین پنویل روڈ)، دریائے ساوتری (پوار۔ امبیٹ۔ مہاپرول۔ کھیڈ روڈ) ساکھر تری کھاڑی (رتناگیری۔ جے گڈ روڈ)؛ بھیما ندی پر دو پلوں کی تعمیر (ستارا پنڈھرپور روڈ اور بھگوان کرجت روڈ) گرنا ندی (سورت۔ دھولے۔ عادل آباد۔ ناگپور روڈ)؛ دریائے گوداوری (دھرم آباد۔ کونڈل واڑی روڈ)؛ پورنا ندی (بمبئی۔ چالیس گاؤں۔ ناگپور ریاستی شاہراہ)؛ وین گنگا ندی پر دو پلوں کی تعمیر (مول گڈ چرولی روڈ اور بھنڈارہ پاؤنی ریاستی شاہراہ۔ ●

بے وائی ۔ ایس ۔ ڈیسائی
انڈر سکریٹری
محکمہ رفاہِ عامہ

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت سڑکوں کی تعمیر
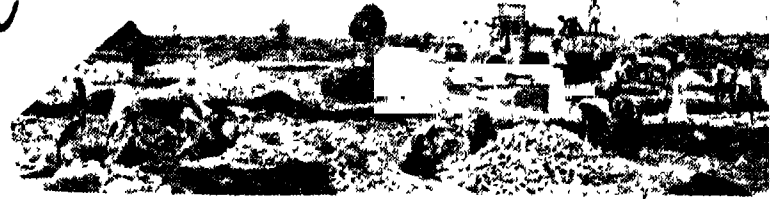
حکومتِ مہاراشٹر نے اپریل ۱۹۷۲ء میں ضمانتِ روزگار اسکیم جاری کی تھی۔ اس وقت دیہی عوام کی معاشی ترقی کے لئے نافذالعمل پندرہ نکاتی پروگرام کے جزو کے طور پر یہ اسکیم جاری کی گئی تھی۔ اسکیم کا مقصد، ان صحت مند بالغ نوجوانوں سے جسمانی محنت سے کام کروانا تھا جو کام کرنے کی خواہش رکھتے ہوں لیکن کلی یا جزوی طور پر بے روزگار ہوں۔ ان سے لئے جانے والے کاموں کے لئے کسی قسم کی مہارت یا پیشگی تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کام کی ضمانت حکومت کی معاشی پالیسی کا بنیادی مقصد ہے۔ حکومت نے ضمانت روزگار قانون بابت ۱۹۷۷ء کی منظوری سے اسے قانونی حیثیت بھی دے دی۔ یہ قانون ریاست میں ۲۶ رجنوری ۱۹۷۹ء سے نافذالعمل ہے۔ اس قانون کی رو سے دیہات کے ہر بالغ بے روزگار کو بغیر کسی مہارت کے جسمانی کام حاصل کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔

س اسکیم کا مقصد دیہاتوں، بشمول تیسرے درجے کے علاقوں کے غیر ماہر ضرورت مندوں کو منظور شدہ کاموں ست کی فراہمی ہے۔ کام کی ضمانت غیر ماہرانہ جسمانی نوعیت ں تک محدود ہے۔

کام کرنے کے خواہش مند نوجوانوں کو مقام کے انتخاب ہیں دیا گیا ہے۔ انہیں ان کے ضلع میں کہیں بھی کام فراہم لتا ہے۔ عموماً کام پنچایت سمیتی علاقے ہی میں فراہم ہے۔ کام فراہم نہ کئے جانے کی صورت میں کام کے متلاشی ں کی جانب سے درخواست موصول ہونے پر ایک روپیہ ے روزگاری الاؤنس حکومت پر واجب الادا ہو جاتا ہے۔ است کنندگان کو سمیتی آفیسر کی معرفت ادا کیا جاتا ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت مٹی اور پانی کا تحفظ، شجرکاری اور سڑکوں کی تعمیر جیسے کام ہی جاری کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ان میں زیادہ سے زیادہ مزدوروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس اسکیم کے تحت اختیار کئے جانے والے کاموں کی نوعیت کچھ ایسی ہونی چاہیئے کہ کام کے غیر ماہرانہ اخراجات مجموعی اخراجات کے ۶۰ فی صد یا اس سے زیادہ ہوں۔ کاموں کے انتخاب کے وقت راست پیداواری پروجیکٹوں کو ترجیح دی جاتی ہے نیز قبائلی ضمنی منصوبہ علاقوں اور پہاڑی علاقوں کے علاوہ ضلع کے دیگر علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر پر سالانہ اخراجات کل اخراجات کے ۳۳ فی صد سے زیادہ نہ ہونے کی حد مقرر کی گئی ہے جبکہ قبائلی اور پہاڑی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر پر کئے جانے والے اخراجات کے لئے کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت جاری کئے جانے والے کام بعض مستثنیات سے قطع نظر محکمہ جاتی سطح پر زیرِعمل

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت
ستارا ضلع میں پھلٹن۔ گیروی۔ وردگھاٹ
سڑک بنانے کا کام جاری ہے ۔

لائے جاتے ہیں۔ اس وقت ریاست کو اس اسکیم کے نفاذ کے لئے ۱۶ ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے ریاست میں سڑکیں بنانے کے لئے خصوصی طور پر ۲۲ ضمنی ڈویژن بھی کھولے گئے ہیں ۔

ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت واجب الادا معاوضہ کا انحصار مزدور کے کام کی مقدار اور کیفیت پر ہوتا ہے ۔ اس اسکیم کے تحت اختیار کئے جانے والے ہر نوع کے کاموں کیلئے واجب الادا معاوضہ کا شیڈول کچھ اس طرح وضع کیا گیا ہے کہ ایک عام شخص یومیہ سات گھنٹے اگر دل لگا کر کام کرتا ہے تو اسے ریاست کے سب سے پچھلے زون کے زرعی مزدور کی اقل ترین اجرت کے برابر معاوضہ ملتا ہے ۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نہ تو اقل ترین اجرت کی حدبندی ہے اور نہ ہی زیادہ سے زیادہ اجرت کی حدبندی کی گئی ہے ۔ معاوضہ کا ایک حصّہ عموماً اجناس کی شکل میں دیا جاتا ہے جو غلہ پر مشتمل ہوتا ہے

ضمانت روزگار اسکیم ریاست کے سالانہ منصوبے کا جزوِ لاینفک ہے ۔ یہ ایک ضلع واری اسکیم ہے ۔ اس اسکیم کے تحت اگر ماہر مزدوروں اور دیگر شعبہ جاتی ماہرین کی ضرورت پیش آتی ہے تو اس کے اخراجات ریاست کے سالانہ منصوبے سے پورے کئے جاتے ہیں ۔ اس اسکیم کے تحت درکار زمین عموماً اسکیم سے مستفیض ہونے والوں کی جانب سے بلا معاوضہ حاصل کی جاتی ہے ۔ تاہم اگر حصولِ اراضی ناگزیر ہو جائے اور اسکیم سے مستفیض ہونے والے اپنی مرضی سے زمین بلا معاوضہ نہ دیں تو زمین کی خرید کے اخراجات اسکیم کی رقم سے نہیں بلکہ ریاست کے سالانہ منصوبے سے پورے کئے جاتے ہیں ۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت سڑکوں کی تعمیر پر اخراجات

سال	ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کل اخراجات (کروڑ روپے میں)	سڑکوں کے کام پر اخراجات (کروڑ روپے میں)	اسکیم کے کل اخراجات کے مقابلے میں سڑکوں کی تعمیر کے اخراجات کا فیصد	سڑکوں کے کاموں کی منظوری کی تعداد	سڑکوں کی لمبائی (کلومیٹر میں)
۱۹۸۰-۸۱ء	۱۲۲٫۱۲	۲۲٫۴۵	۱۸٫۳۸%	۹۹۱۹	۴۹۸۱
۱۹۸۱-۸۲ء	۱۳۵٫۰۰	۲۴٫۵۶	۱۸٫۱۹%	۱۱,۰۱۹	۵۴۴۸
۱۹۸۲-۸۳ء	۱۴۲٫۴۵	۴۲٫۴۴	۲۹٫۷۹%	۱۴,۱۱۵	۹۴۳۱

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت
بھنڈارہ ضلع میں
تمسر-شیوانی سڑک کو
چوڑا کیا گیا ہے

اسکیم کے نفاذ کی خاطر رقم فراہم کرنے کے لئے ریاستی حکومت نے خصوصی ٹیکس اور چنگیاں عائد کی ہیں نیز سال بھر میں اس طرح جمع ہونے والی کل رقم کی مساوی رقم ریاستی حکومت اپنے طور پر فراہم کرتی ہے۔

سڑکوں کے کام

مہاراشٹر کی معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے لہٰذا مٹی کے تحفظ اور شجرکاری جیسے کاموں کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اسی کے ساتھ سڑکوں اور خصوصاً دیہی سڑکوں کی تعمیر کا کام بھی معیشت کی ترقی کے لئے درکار بنیادی ضروریات کی فراہمی کے طور پر اختیار کئے جاتے ہیں۔

ریاست کے بعض علاقوں اور خصوصاً پہاڑی علاقوں میں روزگار کے خواہش مند نوجوانوں کی کثیر تعداد کو دیکھتے ہوئے اسکیم کے تحت قابلِ اختیار کام سڑک بنانے کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔ سڑکوں کی تعمیر سے بعض خصوصی فائدے بھی منسلک ہیں۔ اس کے پروجیکٹ بناتے اور ان پر عمل کرنے میں کوئی خاص دشواری درپیش نہیں ہوتی نیز یہ کہ اس میں زیادہ سے زیادہ مزدوروں کو کام فراہم کیا جا سکتا ہے۔

اقل ترین ضروریات پروگرام

ہر موسم میں دیہاتوں کو بڑی سڑک سے جوڑے رکھنے والی سڑکیں بنانے کا کام "اقل ترین ضروریات پروگرام" کے تحت جاری کئے جانے سے قابل کاموں کی تعریف پر بھی پورے اُترے ہیں۔ اس ضمن میں ریاستی حکومت مقررہ قومی نشانہ تجاوز کر چکی ہے۔ اس کے باوجود دیہاتوں کو جوڑنے کے مقصد کے حصول کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

ریاستی حکومت نے ۷ رجنوری ۱۹۸۱ء کو فیصلہ کیا کہ اقل ترین ضروریات پروگرام کے ان تمام کاموں کو جن میں غیر ماہرین اور ماہرین کی ضرورت کا تناسب ۴۰ : ۶۰ ہو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس ضمن میں بعض قابلِ ذکر ہدایات اس طرح ہیں۔

I ــــ بڑی سڑک سے کسی بھی دیہات کو جوڑنے کے لئے سڑک کی تعمیر کے کام کو اس دیہات سے ۵ کلومیٹر کے قطر کے علاقے میں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت جاری کاموں کے مقابلے میں بنیادی کام تصور کیا جائے۔

II ــــ ایسی جوڑ سڑکوں کا معیار دیہات کی سڑکوں کے معیار پر ہوگا۔

III ــــ ایسی سڑکوں کی تعمیر میں شرطیہ طور پر ماہرین کی خدمات کے بغیر کئے جانے والے کام اور ماہرین کی خدمات حاصل کر کے مکمل کئے جانے والے کام کے حصے کے اخراجات کا تناسب ۴۰ : ۶۰ ہونا چاہیئے۔ ۴۰ فی صد سے زیادہ اگر ماہرین کے کام کے حصے پر رقم خرچ ہوتی ہے تو اس کی ادائیگی اسکیم کے تحت نہیں بلکہ سالانہ منصوبہ بند پروگرام کے تحت ہوگی۔

سانگلی ضلع میں ضمانت روزگار
اسکیم کے تحت ایک سڑک بنائی جا رہی ہے ۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت سڑک بنانے
کے لئے درکار دھات کو توڑا جا رہا ہے ۔

IV ۔ گندے پانی کا نکاس اور پلوں کی تعمیر جیسے کام ۶۰ : ۴۰ کے تناسب کی شرط پر پورے نہیں اترتے لہذا ایسے کام سالانہ منصوبہ بند پروگرام کے تحت کئے جائیں ۔

V ۔ "دیہی سڑک پروگرام" کے تحت بنائی جانے والی سڑکوں کے کام کے اس حصے کے اخراجات جن میں ماہرین کی خدمت درکار نہیں ہوتی ۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت برداشت کئے جائیں تاکہ "دیہی سڑک پروگرام" کی اس طرح پس انداز کی گئی رقم پلوں کی تعمیر اور گندے پانی کے نکاس کے انتظامات کے سلسلے میں ماہرین کی خدمات حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جا سکے ۔

VI ۔ دیہی سطح پر روزگار کی فراہمی کے لئے مختلف پروگراموں کے تحت جاری کئے گئے سڑک بنانے کے نامکمل کاموں کی تکمیل حتی الامکان ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کی جائے ۔

VII ۔ ضمانت روزگار اسکیم کے تحت سڑکیں بناتے وقت ۳۰۰ اور ۵۰۰ نفوس کی بستیوں کو بھی بڑی سڑک سے جوڑا جائے ۔

VIII ۔ سڑک کی تعمیر کے وقت دیہات کے کام کو پہلے مکمل کر لیا جائے ۔

قومی راج

تناسب

دیہی سڑک کی تعمیر کے لئے درکار ماہرین کی خدمات ، ساز و سامان اور مشنری اور کاموں یا در رولر ، دھات کی نقل و حمل ، دھات کی سطح جمانا یا سخت مورم ، گارڈ اسٹون یا دیہات کے نام کا بورڈ وغیرہ شامل ہیں ۔ عموماً یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ اور ایسے دیگر تمام اخراجات ۴۰ فی صد کی حد بندی میں پورے کئے جا سکتے ہیں ۔

مرمّت

سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال کا کام ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نہیں کیا جاتا ۔ تاہم بعض شرائط کی تکمیل پر ضلع کی بڑی سڑک یا ریاستی شاہراہ کے سدھار کا کام اس اسکیم کے تحت کیا جاتا ہے ۔

ایس۔ ڈی۔ گپتے
سپرنٹنڈنٹ پارکس اینڈ گارڈنس

باغات اور پارکوں سے متعلق ادارہ اور اس کی کارکردگی

پارکوں اور باغیچوں سے متعلق ادارہ Parks and Gardens Organisation محکمۂ رفاہِ عامہ کے تحت کام کرتا ہے۔ یہ ادارہ ریاستی سطح پر تشکیل دیا گیا ہے۔ لیکن فی الحال اس کی کارکردگی بمبئی، ناگپور، پونے، اورنگ آباد اور کولہاپور تک محدود ہے۔ پارکوں اور باغات سے متعلق شعبہ کا سپرنٹنڈنٹ اس تنظیم کی نگہداشت کرتا ہے، ایک سپرنٹنڈنٹ کی معاونت کے لئے چار علیحدہ سپرنٹنڈنٹ ہوتے ہیں جو مذکورہ مقامات کے سب ڈویژنوں کی دیکھ بھال کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔

اس ادارے کا کام اہم مقامات پر بنائے جانے والے نئے باغات کی ترقی اور ان کی دیکھ بھال ہوتا ہے۔ ذاتی عمارتوں کے علاوہ دیگر نیز سرکاری عمارتوں اور شہروں کے اہم مقامات پر لگائے جانے والے باغات کی دیکھ بھال کا سارا کام بھی اس ادارے کے ذمے ہوتا ہے۔ اس کارکردگی کے علاوہ خوشنما پودوں کو اگانے کا ایک شعبہ بھی ہے جو بمبئی، پونے، ناگپور، اورنگ آباد اور کولہاپور میں اسی ادارے کے زیرِ انتظام چل رہا ہے۔

تفریحی مقامات کی دیکھ بھال

اس ادارے کے ذمے باغات کی دیکھ بھالی اور مختلف قسم کے پودوں کو اگانے کا کام کیا جاتا ہے۔ ریاستی سرکار کے مختلف شعبے اس بات کی درخواست کرتے ہیں کہ وہ سرکار کے ان تفریحی مقامات سے متعلق منصوبوں کی جانچ پڑتال کرے اور ساتھ ہی ساتھ وہاں پر باغات کی توسیع و ترقی کے لئے حکومت کو مشورہ دے، اس طرح سے مقامات جو سرکار کے پیشِ نظر ہیں عام طور سے نئے دفتروں کی عمارتوں، آبپاشی کے منصوبوں سے متعلق مقامات اور عوامی کاموں سے منسلک شعبوں کے آس پاس ہوتے ہیں۔

بہت سی ذاتی قسم کی پارٹیاں بھی اس ادارے سے رابطہ قائم کرتی ہیں اور اپنے باغات سے متعلق منصوبوں پر رائے مشورہ کر کے کسی نتیجہ تک پہنچتی ہیں۔

ادارے کی کارکردگی

جب مذکورہ ادارہ تفریحی مقامات کی دیکھ بھال کرتا ہے تو باغات کے قیام کے سلسلے میں اسے مختلف قسم کی معلومات حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ مثلاً باغ کی لمبائی چوڑائی کتنی ہوگی، اس

ودھان بھون، بمبئی کے باغیچہ کا ایک منظر

پر صرفہ کتنا ہوگا۔ ان سب چیزوں سے متعلق ادارہ پوری معلومات حاصل کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی آب وہوا کس نہج کی ہوتی ہے۔ زمین کی ساخت کیسی ہوتی ہے۔ یہ باتیں بھی ادارہ کے علم میں آتی ہیں۔ یہ معلومات پودوں کی کاشت میں مدد دیتی ہیں اور اس بات کی بھی معلومات حاصل ہوتی ہے کہ جس نوعیت کی آب وہوا اور مٹی ہے اس کے حساب سے پودے اگائے جاتے ہیں۔ ان تمام معلومات کے حصول کے بعد پھر اس بات کا تعین کیا جاتا ہے کہ باغ کس وسعت کا ہونا چاہیئے۔ جب یہ تمام باتیں ادارے کو معلوم ہو جاتی ہیں تو پھر ان سے متعلق تفصیلات متعلقہ دفتروں کو بھیج دی جاتی ہیں تاکہ ان پر پوری طرح عمل درآمد ہو سکے، ہر سال پورے مہاراشٹر میں وَن اتسو پورے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے اور ریاست بھر میں پودوں کے بیجوں کی مانگ رہتی ہے۔ اس کام کی حوصلہ افزائی کیلئے حکومت کی طرف سے مختلف قسم کے پودوں کے بیج مفت فراہم کئے جاتے ہیں۔ ہر سال چھوٹے چھوٹے پودے گورنمنٹ دفاتر، ضلع پریشد اور مقامی دفتروں اور تعلیمی اداروں کو بھیجے جاتے ہیں۔ حکومت اور عوامی دونوں سطحوں پر پودوں کو اگانے کے کام میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

مفت تکنیکی صلاح

بہت سے لوگ انفرادی طور پر بھی باغبانی کا شوق رکھتے ہیں۔ ایسے لوگ باغات اور پارکوں سے متعلق اداروں میں جاتے ہیں اور مختلف قسم کے پودوں کی کاشت کے بارے میں مشورے حاصل کرتے ہیں۔ وہ یہ بھی معلومات حاصل کرتے ہیں کہ کس طرح کی کھاد دی جائے۔ کیسی مٹی حاصل کی جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔

آج کل پودوں کو بہتر طور پر اگانے کے لئے اور انہیں ہرا بھرا اور تروتازہ رکھنے کے لئے سائنسی طریقے بھی اپنائے جا رہے ہیں۔ اگر ہم مذکورہ شہروں کا معائنہ کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ اکثر گھروں میں جہاں بالکنیاں ہوتی ہیں یا کھلی جگہیں ہوتی ہیں، مختلف قسم کے پودوں کو لوگ اپنے ذوق وشوق کی تکمیل کے لئے رکھتے ہیں۔

ذاتی عمارتوں اور دفتروں کے علاوہ شہر کی شاہراہوں پر بھی پودے اگائے جانے کا چلن عام ہو رہا ہے اور اب اس ادارے کے ذمے یہ کام بھی عاید کر دیا گیا ہے، بہر حال اس بات کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی جا رہی ہے کہ سائنسی طریقے کو زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے اور پودوں کی مختلف قسموں کو ارزاں طریقہ سے فراہم کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ انہیں حاصل کر سکیں۔

ادارہ ہر سال بمبئی، ناگپور اور اورنگ آباد میں پھولوں کی نمائش کا انعقاد کرتا ہے۔ نمائش میں آنے والے بڑے اشتیاق سے سجے ہوئے پھولوں کو دیکھ رہے ہیں۔
نیچے کی تصویر میں خوبصورتی سے سجے ہوئے پھول نظر آرہے ہیں۔

عوں اور پارکوں کے ترقیاتی منصوبوں کے بارے میں جب ہم بات کرتے ہیں تو ہمیں ان امور پر بھی سوچنا پڑتا ہے کہ اب لوگ ایسے پودوں کی تلاش کرتے ہیں جو خوبصورت اور رنگا رنگ پھول فراہم کرتے ہوں، دوسرے پنج سالہ منصوبے میں حکومت نے ایک نرسری قائم کی تھی۔ یہ نرسری ۱۹۵۷ء میں پونے یونیورسٹی کے احاطہ میں قائم کی گئی تھی۔ اس نرسری نے نہ صرف یہ کہ سرکاری باغات کی ضرورتوں کی تکمیل کی تھی بلکہ عوامی سطح پر بھی لوگوں کی ضرورتوں کے مطابق مختلف قسم کے پودے فراہم کئے تھے اور اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مختلف ساخت کے ایسے پودوں کی ضرورت روز بروز بڑھ رہی ہے جو اچھے اور خوشنما پھولوں سے لدے ہوں۔

ان حقائق کے پیشِ نظر بمبئی، ناگپور، اورنگ آباد اور کولہاپور میں اس طرح کی نئی نرسریاں قائم کی گئی ہیں جہاں پر اچھے اور خوشنما پھول دینے والے پودے لگائے گئے ہیں۔ یہ نرسریاں بہت اچھی طرح قائم کی گئی ہیں اور ان علاقوں کی توقعات کی تکمیل کرتی ہیں اور اب اس بات کا امکان ہے کہ ادارے کی یہ کارکردگی بڑے بڑے شہروں سے نکل کر مہاراشٹر کے دوسرے چھوٹے بڑے مقامات تک پھیل جائے گی۔ حکومت کے پاس زمین موجود ہے۔ اور اس کے لئے اسٹاف اور فنڈ بھی فراہم کیا جا سکتا ہے۔ دو عوامی پارک، دس عوامی باغات، بیس غیر رہائشی عمارتیں۔ تین گورنمنٹ اسپتال، اٹھانوے رہائشی بنگلے ایسے ہیں جہاں اس ادارے نے تیزی سے کام شروع کیا ہے اور ان جگہوں پر قائم کئے

نوکاراج

جانے والے باغات اور پارکوں کی نگہداشت یہ ادارہ پوری ذمہ داری کے ساتھ انجام دیتا ہے۔ پونے میں آغا خان محل کے اطراف میں جو باغ لگایا گیا ہے وہ قومی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ وہ پاپورا سمارک ہے لہٰذا اس کا اہتمام بھی اسی ادارے کے تحت ہوتا ہے۔

یہ ادارہ جو مہاراشٹر میں مختلف شہروں کے باغات اور اور پارکوں کی دیکھ بھال کرتا ہے آرائش و زیبائش کے طور پر استعمال کئے جانے والے پودوں سے محصولات بھی حاصل کرتا ہے۔ اس کے تحت جو نرسریاں قائم کی گئی ہیں ان میں بہت سے ایسے پودے بھی ہیں جن کی قلمیں فراہم کی جاتی ہیں۔ مثلاً گلاب گلوڈیالی (Glodiali) ٹیوب روز وغیرہ۔

ہر سال جو قومی تہوار منائے جاتے ہیں مثلاً جشنِ جمہوریہ، یوم مہاراشٹر، یوم آزادی، ان مواقع پر مختلف قسم کے پھولدار پودوں سے جو شامیانے سجائے جاتے ہیں یہ کام بھی یہی ادارہ انجام دیتا ہے۔ یوم آزادی کے موقع پر منترالیہ کے عمارت کے آس پاس جو پھول والے پودے سجائے جاتے ہیں یہ بھی اسی ادارے کا فریضہ ہے۔

ہر سال اس ادارے کی جانب سے پھولوں کے میلے لگتے ہیں۔ یہ میلے بمبئی، ناگپور اور اورنگ آباد میں منعقد کئے جاتے ہیں۔ ان میلوں میں مختلف قسم کے پھولدار پودوں کو سجا کر عوام کو ان کے بارے میں اطلاعات و معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

ان میلوں میں سرکار کی طرف سے قائم کی جانے والی نرسریوں کے مختلف پودے بھی عوامی نمائش کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ ان سب چیزوں سے ادارے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ باغبانی کا شوق لوگوں میں رواج پاتے اور یہ رواج بڑے بڑے شہروں سے نکل کر چھوٹے چھوٹے شہروں تک پہنچے۔ اس سلسلے میں دلچسپی لینے والے لوگوں کو ادارے کی جانب سے انعامات بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔

جب سے انعامات کی تقسیم کا سلسلہ شروع ہوا ہے عوامی دلچسپی میں اضافہ ہوا ہے۔ مہاراشٹر کے مختلف علاقوں میں بہت سی ایسی سوسائیٹیاں قائم ہیں جو پودوں سے متعلق کارکردگی انجام دیتی ہیں۔

اس سلسلے میں "فرینڈس آف ٹریز ان بمبئی" — "دی باہیے روز سوسائٹی" "دی ناگپور گارڈن کلب" "دی پونا وومن کونسل" — "دی کولہاپور گارڈن کلب" وغیرہ کے نام نمایاں ہیں۔

ایک نظر میں پارک اور گارڈن

- پبلک گارڈن ۱۱
- سرکاری عمارتوں سے ملحق باغیچے (غیر رہائشی) .. ۳۰
- سرکاری عمارتوں سے ملحق باغیچے (رہائشی) ۳۶
- سرکاری اسپتالوں اور اداروں کے باغیچے ۳
- پیڑ لگانے سے متعلق سیکشن ۴
- نرسری ۵

یس۔اے۔ایچ قریشی
لک ریلیشنز آفیسر
یٹ کنزرویٹر آف فاریسٹ۔پونے

دیمنی میں شجرکاری کے کام

حال ہی میں موضع دیمنی میں کامیابی کے ساتھ شجرکاری کے لئے اقدام کئے گئے ہیں۔ یہ چھوٹا سا گاؤں اورنگ آباد سے ۴۵ کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ علاقہ بڑی حد تک بنجر و بے آب و گیاہ ہے۔ یہاں بارش بھی بس قدرے ہوجاتی ہے۔ ایک چھوٹی سی ندی اس گاؤں کا احاطہ ضرور کرتی ہے مگر زیادہ عرصے تک وہ بھی خشک ہی رہتی ہے۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر شجرکاری یہاں ناممکنات میں سے تھی۔

۱۹۷۹ء میں مقامی فاریسٹ افسران نے گاؤں کے لوں سے مل کر اس بات کی کوشش کی تھی کہ گاؤں کی چراگاہ کو ۔ ۲۰ ہیکٹر اراضی پر مشتمل ہے جہاں روایتی طور پر گاؤں کے ویشی چرتے ہیں سرسبز بنایا جائے مگر گاؤں والوں نے سُنی ن سُنی کر دی۔ اس کے بعد دیگرے کوششوں سے فاریسٹ فسران اپنی بات کو منوانے میں کامیاب ہوگئے اور چراگاہ و سرسبز بنانے کا کام ہاتھوں میں لیا گیا۔ محکمۂ جنگلات نے وری طور پر ایک اسکیم وضع کی اور آناً فاناً کام شروع کردیا۔ لبتہ گاؤں کے لوگوں نے بھی اس میں ہاتھ بٹایا۔

۹۰۰ درخت لگائے گئے جن میں نیم، سوبیل، کرنجی سیتا پھل، ولایتی املی وغیرہ کے درخت شامل ہیں۔ ۴۵۰ گڈھے فی ایکڑ کے حساب سے یہ کام کیا گیا۔
لگن اور باہمی امداد کی بنا پر یہ مہم بے حد کامیاب رہی ۵ سال کے قلیل عرصے میں ۸۵ فی صد درخت اکھڑنے سے یا ضرر پہنچنے سے بچالئے گئے ہیں اور ان کی زیادہ سے زیادہ اونچائی ۶ میٹر ہے۔

مویشیوں کو چرانے اور درختوں کو کاٹنے کی سخت ممانعت کی گئی ہے اور اس قسم کا انتظام کیا گیا کہ اشجار کو زیادہ سے زیادہ تحفظ حاصل ہو۔ اس طرح سے گھاس بھی کافی تعداد میں اگنے لگی۔ اب گھاس کی بکری سے گرام پنچایت کو باقاعدہ آمدنی حاصل ہوتی ہے جبکہ یہ زمین کسی زمانے میں بالکل بنجر تھی۔ اس طرح سے اس بات کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ پہلے سال میں ۲۰ روپے کی گھاس فروخت کی گئی۔ دوسرے سال ۳۵۰ روپے کی۔ تیسرے سال میں ۶۵۰ روپے کی۔ ان اشجار سے مستقبل میں ہر طرح سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ ایندھن کے کام آنے کے علاوہ رسیاں تیار کی جاسکتی ہیں۔ مکانات کے لئے لکڑی حاصل کی جاسکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

گاؤں کے سرپنچ شری ڈی۔ڈی شندے اور ان کے ساتھی اس کام سے بہت خوش ہیں کیونکہ اس کام میں ان کی ذاتی کوششیں شامل ہیں۔

دیمنی موضع کے باسیوں نے شجرکاری کے کام کو ہاتھ میں لے کر اور کامیابی کے ساتھ اس کی انجام دہی کر کے ایک انوکھی مثال قائم کی ہے۔ محکمۂ جنگلات نے ضمانتی روزگار اسکیم کے تحت اس اسکیم کو جاری رکھنے اور لوگوں کو اس کے ذریعے روزگار مہیا کرنے کی خاطر ۱۱ مراکز پر زور و شور سے کام شروع کر دیا ہے۔

محکمۂ جنگلات نے تمام دشوار گذار حالات کے باوجود لوگوں کے تعاون سے دیمنی گاؤں کو بنجر علاقے سے سرسبز و شاداب علاقہ میں تبدیل کردیا ہے۔ ●

مہاراشٹر کی صنعتی ترقی

ملک کی صنعتی ترقی میں مہاراشٹر نے ہمیشہ ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ گذشتہ دو دہائیوں کے دوران ریاست میں ہوئی صنعتی ترقی مرکزی اور ریاستی حکومت کی پالیسیوں، ملک اور بیرون ملک ہوئی ٹیکنالوجی کی ترقی، ملکی اور بین الاقوامی بازاری عوامل اور پرائیویٹ سیکٹر کی کارکردگی کی رہونِ منت ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ریاست کی صنعتی ترقی کے لئے کئے گئے مختلف سرکاری اقدامات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

۱۹۶۰ء میں ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کے وقت یہ محسوس کیا گیا تھا کہ نئی تشکیل شدہ ریاست کے مختلف علاقے ترقی کے مختلف مدارج میں ہیں۔ نئی ریاست کی تشکیل سے قبل ودربھ اور مراٹھواڑہ کے علاقے سابق مدھیہ پردیش ـــــ اور حیدر آباد ریاستوں میں شامل تھے۔ مہاراشٹر میں ان کی شمولیت سے دیکھا گیا کہ یہ علاقے مغربی مہاراشٹر کے علاقے کے مقابلے میں کم ترقی یافتہ ہیں۔

اسی کے ساتھ مغربی مہاراشٹر کے علاقوں میں خشک سالی سے متاثرہ علاقوں کے خصوصی مسائل کے حل کے لئے اقدامات کرنا ناگزیر تھا۔ ودربھ اور مراٹھواڑہ کی پسماندگی کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تیسرے پنج سالہ منصوبے اور اس کے بعد منصوبوں میں ان علاقوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ زیادہ فنڈ مختص کیا گیا اور اس کے لئے مغربی مہاراشٹر میں فی کس صرفہ کو بنیاد بنایا گیا۔

مذکورہ دو علاقوں کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے مغربی مہاراشٹر کے فی کس صرفے سے مقابلے میں ان علاقوں کے لئے ۳۳۸۰ کروڑ روپے کی زائد رقم مختص کی گئی۔

مہاراشٹر کی آبادی ملک کی آبادی کا ۹٫۲ فی صد ہے اس کے باوجود یہاں ملک گیر سطح کے مقابلے میں ۱۲ فی صد صنعتی یونٹیں ۲۰٫۹۴ فی صد روزگار ۱۵٫۴ فی صد مستقل سرمایہ، ۲۴ فی صد پیداوار پائی جاتی ہے۔ ریاست کی معیشت سے متعلق یہ امر باعثِ دل چسپی ہے کہ صنعتی یونٹوں کے ملازمین اور ریاست کی آبادی کا تناسب ملک گیر سطح پر پائے جانے والے تناسب سے زیادہ ہے۔ ملک کی دیگر تمام ریاستوں کے مقابلے میں صنعتی پیداوار کی فی کس قدر مہاراشٹر میں ہے۔

۱۹۶۱ء کے دوران ریاست میں کل ۸۲۳۳ ایسی فیکٹریاں تھیں جنہیں فیکٹریز قانون کے تحت رجسٹر کیا گیا تھا اور ان میں ۸۷٫۷ لاکھ افراد برسرِ روزگار تھے جون ۱۹۷۸ء تک فیکٹریوں کی تعداد بڑھ کر ۱۲,۵۷۸ اور ملازمین کی تعداد بڑھ کر ۱۰٫۷۹ لاکھ ہوگئی۔

۱۹۶۱ء کے دوران ریاست میں بڑی اور درمیانی صنعتی یونٹوں

اوران میں کام کرنے والے ملازمین کی تعداد بالترتیب
اور ۹۶۷۹ لاکھ تھی۔ ۱۹۷۸ء میں یہ بڑھ کر بالترتیب
اور ۱۱۶۶۳ لاکھ ہوئی۔ اس دوران تخمینہ جاتی
ری اور مصنوعات کی قیمت ۴۳۲ کروڑ روپے
۰۰ ۳ کروڑ روپے سے بڑھ کر ۹۱۶ کروڑ روپے
۴۴ کروڑ روپے ہوئی۔

ی صنعتی پالیسی میں حکومت نے ۸۰۰ اشیاء کی تیاری
نعتی یونٹوں کے لئے مختص کر دی ہے۔ اس کے علاوہ
شہروں میں Tiny Unit کے تصور کو رائج
ہے جس کے تحت پچاس ہزار سے کم آبادی والے
کی ایسی صنعتی یونٹ جس کے پلانٹ اور مشنری کی لاگت
ہ روپے سے کم ہو اسے Tiny Unit تصور کیا جائیگا
اقوں میں چھوٹی صنعتی یونٹوں کے قیام کے لئے درکار تمام
یں ایک ہی جگہ سے فراہم کرنے کے لئے "ضلع واری
مرکز" قائم کئے گئے ہیں۔ یہ مراکز دیہاتوں میں صنعتوں کے
کے لئے کام کرتے ہیں۔

۱۹۶۱ء سے اواخر تک ریاست میں کل ۴۸۶ چھوٹی
یونٹیں رجسٹر کی گئی تھیں۔ ۱۹۷۸ء تک ان کی تعداد
۴۷,۹۳۱ ہوئی۔ ۱۹۶۱ء تک چھوٹی صنعتی یونٹوں
ازمین کی تعداد ۹۰۷۰۱ تھی جو ۱۹۸۱ء تک بڑھ کر
ے ہوگئی۔ اس طرح تخمینہ جاتی سرمایہ اور پیداوار میں بھی
یب ۴۵ کروڑ روپے اور ۳۵۴ کروڑ روپے سے
ر ۲۱۳ کروڑ روپے اور ۱,۵۹۶ کروڑ روپے کا اضافہ

۶۱-۱۹۶۰ء تک ریاست مہاراشٹر کی تشکیل سے قبل یہاں صرف دس انڈسٹریل اسٹیٹس تھے جن میں ۱۰۳ صنعتی یونٹیں تھیں۔ ۷۹-۱۹۷۸ء کے اواخر تک ریاست میں کل ۶۹ انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کئے گئے تھے، جو ایم آئی ڈی سی کے علاوہ ہیں۔ ان انڈسٹریل اسٹیٹس میں ۲,۶۹۹ شیڈ ہیں، ۲۷۹۵ صنعتی یونٹیں کام کر رہی ہیں اور ۳۲,۵۳۴ ملازمین برسرِ روزگار ہیں۔ مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے ۶۳-۱۹۶۲ء میں ۱۸ صنعتی علاقوں کو ترقی دی تھی۔ ۷۸-۱۹۷۷ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۵۸ ہوئی۔ ۷۸-۱۹۷۷ء تک ایم آئی ڈی سی کے صنعتی علاقوں میں ۳,۴۸۰ فیکٹریاں قائم کی گئی ہیں جن میں ۱,۳۶,۲۸۳ افراد ملازم تھے۔ ان کا مجموعی سرمایہ ۲۷,۰۳۶۸۵ لاکھ روپے تھا اور یہ فیکٹریاں سالانہ ۲۱۶۳۲۳,۰۲,۱ لاکھ روپے کا کاروبار کرتی تھیں۔ اس وقت ۵۸۰ فیکٹریاں زیرِ تعمیر تھیں۔

ریاست کے مختلف علاقوں میں صنعتی یونٹوں کے قیام کی منصوبہ بند کوششوں سے ریاستی حکومت ریاست کے پسماندہ علاقوں کی ترقی کا سامان بہم پہنچا رہی ہے۔

۱۹۷۳ء کے دوران ۸۳ فی صد بڑی اور چھوٹی صنعتی یونٹیں میٹرو پولیٹن علاقوں میں قائم کی گئیں۔ ۱۹۷۶ء تک یہ فی صد ۷۷ تک آیا۔

ریاستِ مہاراشٹر کی تشکیل سے ۸۰-۱۹۷۹ء تک ریاست کے برآمد کاروبار میں ۱۸۰ کروڑ روپے سے ۱,۵۱۳ کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ یہ اضافہ سالانہ اوسطاً ۳۹ فیصد ہے جبکہ ملک گیر سطح پر یہ سالانہ اوسط فی صد ۱۶۶۵

ہے یا ۷۷-۱۹۶۵ء میں ملک کی برآمدات میں ریاست کا حصّہ ۱۲ فی صد تھا جو ۷۸-۱۹۷۷ء تک بڑھ کر ۲۸ فی صد ہوا۔

ریاست کے بعض میٹروپولیٹن علاقوں میں صنعتیں مرتکز ہوگئی ہیں۔ ریاست کے تمام علاقوں کی مساوی صنعتی ترقی نیز پس ماندہ علاقوں کی پسماندگی دور کرنے کے لیے ریاستی حکومت نے ترغیبات کی پیکیج اسکیم جاری کی ہے۔ اس اسکیم کے تحت صنعتی ترقی کے اعتبار سے ریاست کے حصوں کی درجہ بندی کی گئی ہے اور درجے کے اعتبار سے متعلقہ علاقوں میں نئی یونٹوں کے قیام اور موجودہ یونٹوں کی توسیع کے لئے حکومت رعایات دیتی ہے۔

ریاست میں یہ اسکیم ۱۹۶۴ء سے نافذالعمل ہے اور وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اس میں ترمیمات کی گئی ہیں:

نئی پیکیج اسکیم ۱۹۸۳، ریاست میں یکم اپریل ۱۹۸۳ء سے نافذالعمل ہے اور ۳۱ مارچ ۱۹۸۸ء تک نافذالعمل رہے گی۔

نئی اسکیم کے تحت ریاست کے پس ماندہ علاقوں کو ا۔ ب۔ ج اور د، درجوں میں تقسیم کیا گیا۔ سب سے کم ترقی یافتہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ رعایتیں اور سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔

سیکوم، ایم۔ ایس۔ ایف۔ سی، ایم ایس ایس آئی ڈی سی اور ایم آئی ڈی سی ریاست کے پس ماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے کام کو تیزی سے آگے بڑھا رہے ہیں۔ رواں سال کے دوران ترقی پذیر علاقوں میں ۱۵۴ نئی صنعتی یونٹیں قائم کئے جانے کی توقع ہے۔ مانع حمل اشیا کی تیاری، یارن اور ادویات کے ۳ جوائنٹ سیکٹر پروجیکٹ زیر تکمیل ہیں۔ اسی طرح کروڑ روپے کی لاگت کے مزید آٹھ پروجیکٹوں پر بھی کام ہو رہا۔

ایم آئی ڈی سی پس ماندہ علاقوں میں صنعتیں قائم کر[نے] میں مصروف ہے۔ ۶۴ صنعتی علاقوں میں سے ۵۱ ترقی [پذیر] علاقوں میں ہیں اور ۱۳ ترقی یافتہ علاقوں میں ۸۴-۱۹۸۳ حکومت نے توانائی کی فراہمی کا کام بھی ایم آئی ڈی سی کے ذمہ د[یا] اور اس مقصد کے تحت کارپوریشن کو مزوری قرض بھی دیا گیا۔

میلٹرون نے ناگپور میں ریڈیو مواصلاتی آلات کی تیار[ی] جاری کی ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء تک اس کا رنگین ٹی۔ وی [بھی] تیار ہو جائے گا۔

بمبئے ہائی اور اس کے قرب وجوار میں تیل کی کھوج کے کا[م میں] آئیل اینڈ نیچرل گیس کمیشن نے خاصی کامیابی حاصل کی ہے۔ رائے گڈھ ضلع کے مقام ناگوٹھانے میں پٹرو کیمیکلس کمپلک[س] کے قیام کے لئے ریاستی حکومت مرکز کی حتمی منظوری کی منتظر [ہے۔] نیچرل گیس کی تقسیم سے متعلق حکومت کو مشورہ دینے [کے] لئے ایک اسٹیرنگ گروپ تشکیل دیا گیا۔ مہاراشٹر پیٹرو کیمیکل کارپوریشن نے کیمیکل پروجیکٹوں کا خاکہ بنایا ہے اور ان [کے] لئے مرکز سے صنعتی لائسنس حاصل کرنے جا رہا ہے۔ اس طر[ح] مستقبل میں ہمارے یہاں کیمیکل صنعت کو بھی خاصہ فرو[غ] ملنے کے امکانات ہیں۔

*

فسادزدگان کی بازآبادکاری کے اقدامات

بھیونڈی میں ۱۷ مئی ۱۹۸۴ء کو شروع ہونے والے ہنگاموں نے تھانے اور
ان کے پڑوسی شہروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ شہر بمبئی میں یہ دنگے
مئی ۱۹۸۴ء سے شروع ہوئے۔ ان ہنگاموں میں ۲۷۸ افراد ہلاک اور ۱۱۱۵ افراد
ی ہوئے۔ محکمۂ پولس اور ملٹری کے بروقت اقدام کی وجہ سے صورتِ حال کو قابو میں
لیا گیا۔

ے اقدامات

ساد برپا ہونے پر ریاستی حکومت نے فوری طور پر
ں میں چھ راحت کیمپ کھولے جن میں ۱۰,۰۰۰ افراد
۔ کچھ نجی اداروں نے بھی راحت کیمپوں کا اہتمام کرکے
۲۵,۰ سے ۲۸,۰۰۰ افراد کو ان میں پناہ دی۔
یں اب تک ۷۵ کیمپ کام کررہے ہیں ــــ جن میں
۸ افراد ہیں۔ ان راحت کیمپوں میں چاول، آٹا، دال
ں وغیرہ جیسی غذائی اجناس کی تقسیم کاری کے انتظامات
ر ان خاندانوں میں یومیہ دو لیٹر دودھ فراہم کیا جارہا ہے

ی کے نگرانی

ن کیمپوں میں حفظانِ صحت کے انتظامات کئے گئے
ارضی حاجت خانے بھی بنائے گئے ہیں۔ ان کیمپوں
ل افسران سینیٹری انسپکٹروں اور ٹیکہ لگانے والے
ور کیا گیا ہے۔ اطراف کی جگہوں کو صاف ستھرا رکھنے
کے پانی کی فراہمی کے انتظامات بھی کئے گئے ہیں۔
ی کی سہولت بھی مہیا کی گئی ہے۔ ان تمام انتظامات
یں شہر میں کوئی بھی وبا پھوٹنے نہیں پائی ہے۔

وزیرِ اعظم فنڈ سے دس لاکھ روپے

وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی، وزیرِ داخلہ شری پی۔ سی۔ سیٹھی، مہاراشٹر کے گورنر شری آئی۔ ایچ لطیف اور وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، اے آئی سی سی (آئی) کے جنرل سکریٹری شری راجیو گاندھی، وزیرِ محصول شری شانتارام گھولپ نے متاثرہ علاقوں کا دورہ کرکے وہاں کے عوام کو بروقت خاطر خواہ امداد کی یقین دہانی کی۔

اس کے علاوہ وزیرِ مملکت برائے امور داخلہ شری شیواجی راؤ دیشمکھ اور شری ویلاس راؤ دیشمکھ، چیف سکریٹری شری رام پردھان، ریلیف کمشنر شری وی رنگا ناتھن ڈیویژنل کمشنر شری وی سندرامن اور دیگر حضرات نے ان کیمپوں کا دورہ کرکے بازآبادکاری کے کاموں کا معائنہ کیا۔

وزیرِ اعظم قومی راحت فنڈ سے دس لاکھ روپے کی رقم وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ میں عطا کی گئی جو اس طرح ہے ـــــ
مرنے والے کے اہلِ خاندان کو ۵۰۰۰ روپے، شدید طور پر زخمی افراد کو ۲۰۰۰ روپے، دیگر زخمی افراد کو ۱۰۰۰ روپے۔ ۱۴ جولائی ۱۹۸۴ء تک ۱۷ ہلاک شدگان کے پسماندگان اور ۱۷۰ زخمی

افراد کو امداد دی جا چکی ہے ۔

مکانات کی تعمیر

فسادات میں ۸۱۷۳ مکانوں / جھونپڑوں کو جزوی یا کلی طور پر نقصانات پہنچے ہیں جن میں اکثریت ایسے مکانوں کی تھی جو سرکاری اراضی / نجی اراضی پر غیر قانونی طور پر تعمیر کئے گئے تھے ۔

جہاں کہیں بھی نجی اراضی پر تعمیر کئے گئے جھونپڑوں کو نقصان پہنچایا گیا ہے وہاں حکومت نے اس اراضی کو اپنے قبضے میں لے لیا ہے تاکہ ان جھونپڑوں کے مکینوں کو اس زمین سے بے دخل نہ کیا جائے ۔ بعد ازاں جھونپڑوں کی تعمیر کے خاکے بنائے گئے جن میں راستوں ، اور عوامی مقاصد کے تحت استعمال کے لئے جگہوں کی تخصیص بھی کی نیز متاثرہ افراد کو ان کے گھروں کی دوبارہ تعمیر کے لئے امداد بھی دی گئی ۔ اس مقصد کے تحت دی گئی امداد کی تفصیل اس طرح ہے —

حکومت یا نجی زمینوں پر جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے ۴۰۰۰ روپے (۲۰۰۰ روپے امداد اور ۲۰۰۰ روپے قرض) حکومت اور نجی زمینوں پر غیر قانونی طور پر بنائے گئے جھونپڑوں کی دوبارہ تعمیر کے لئے ۱۰۰۰ روپے نقد ۲۰ پیلتر ۶ جی سی آئی شیٹوں ۲ بورے سمنٹ پر مشتمل عمارت سازی کے سامان کو فراہم کر رہی ہے ۔ جن مکانات کو کم نقصان پہنچا ہے ان کی مرمت کے لئے ۱۰۰۰ روپے دیئے جا رہے ہیں

تھانے ، کلیان اور بھیونڈی میونسپل علاقوں کے باہر دیہی علاقوں میں واقع جھونپڑے / مکانات جو کہ تباہ ہو گئے ہیں ان کے لئے ۲۷۰۰ روپے (۲٫۰۰۰ روپے امداد اور ۷۰۰ روپے قرض) ، تباہ ہوئے پکے مکانات کے لئے ۲۰۰۰ روپے امداد اور ۶۰۰۰ روپے بطور قرض دیئے جا رہے ہیں ۔

باز آبادکاری کے کام میں سرعت

بعض معاملات میں تیار کردہ خاکے کے مطابق تمام متاثرہ مقامی لوگوں کی باز آبادکاری ممکن نہیں تھی لہٰذا ایسے افراد کی باز آبادکاری کے لئے پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کو کریش پروگرام کے تحت جھونپڑے بنانے کے لئے کہا گیا ۔ اس محکمے نے بھیونڈی میں ۱۰۰۲ جھونپڑوں کی تعمیر کا کام شروع کیا ہے ۔ ایک جھونپڑے کی تعمیر پر ۶۰۲۷ روپے خرچ آئے گا ۔ ان میں سے ابھی تک ۸۶۲ جھونپڑے ہر اعتبار سے مکمل کئے جا چکے ہیں ۔ ان میں سے کئی جھونپڑوں میں متاثرہ افراد رہنے بھی لگے ہیں باز آبادکاری کے کام کو حتی المقدور جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے تمام علاقے کے عملے کی بھیونڈی میں خدمات حاصل کی گئی ہیں ۔ جس کی وجہ سے باز آبادکاری کے کام کا بڑا حصہ مکمل ہو چکا ہے ۔

بھیونڈی ، تھانے اور بمبئی کے کچھ حصوں میں صنعتی اور تجارتی اداروں کو نقصان پہنچا ہے ۔ بھیونڈی میں ۲۵۰ صنعتی اداروں کو ۱۴۴٫۳۷ لاکھ روپے کا نقصان ہوا اور اسی طرح ۳۴۶ تجارتی اداروں کو ۱۲۰٫۴۴ لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے ۔ تھانے میں ۴۲۵ تجارتی اداروں کو ۱۶۲ لاکھ روپے کا نقصان ہوا ہے ۔ حکومت نے ان اداروں کو قومیائے گئے بنکوں کے ذریعے امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے ۔

شریمتی بلقیس لطیف کی صدارت میں ریلیف کمیٹی قائم کی گئی ہے جس نے متاثرہ خاندانوں کو نئے مکانوں میں منتقل ہونے کے بعد گھریلو استعمال کی اشیاء کے سیٹ تقسیم کئے ۔ اب تک تقریباً ۶۰۰۰ گھریلو استعمال کی اشیاء کے سیٹ تقسیم کئے جا چکے ہیں ۔

ریاستی حکومت اور دیگر اداروں کی طرف سے ان راحت کاموں کی وجہ سے فساد زدہ علاقوں میں زندگی معمول پر آئی ہے ۔

■■■

مراسلت و ترسیل زر

کے دوران حوالہ نمبر (جو آپ کے پتہ کے یا خط کے اوپری حصہ پر درج ہوتا ہے) ضرور تحریر فرمایئے اپنا پن کوڈ نمبر اور پتہ ہمیشہ صاف صاف لکھیئے منی آرڈر کوپن پر سابقہ نمبر خریداری یا اپنا پورا نام پتہ ضرور تحریر فرمایئے ۔ بشرط ممکن اپنا نام ، پتہ اردو کے ساتھ ہندی ، مراٹھی یا انگریزی میں بھی لکھ دیجیے ۔

(۲۵۱۲)

ماتھر ایم۔اے (عثمانیہ)، پی۔ایس۔جے (امریکہ)
ریشن آفیسر۔زرعی جامعہ۔آندھرا پردیش۔

"ICRISAT" اکریسات کیا ہے؟

حیدرآباد فرخندہ بنیاد، جہاں قدیم دکنی تہذیب و ثقافت کا گہوارہ رہا ہے، دورِحاضر میں سائنسی و صنعتی ترقی کے ساتھ ہم قدم ہوکر بین الاقوامی کا عالمی مستقر بھی بنتا جارہا ہے۔ ان بین الاقوامی اداروں سے ایک "ICRISAT" یعنی (International Crops Research Institute for the Sami Arid Trop... ایسا ادارہ ہے جو منطقہ حارہ میں کاشت کاری تحقیق میں خاص دلچسپی ہے۔ اس کا واحد مقصد ترقی پذیر ملکوں میں غذائی اجناس کی پیداوار خاطر خواہ اضافہ کرنا ہے۔ اس کی بنیاد ۱۹۷۲ء میں رکھی گئی۔ اس ادارے ...وامی مشاورتی گروپ کی معاونت حاصل ہے۔ علاوہ ازیں مختلف قومی حکومتوں، فاؤنڈیشنس اور بین الاقوامی ...ت کا تعاون بھی حاصل ہے۔ ان تمام اداروں کو ایک مرکز پر لانے کے ...بنک نے اقوام متحدہ کی زرعی و غذائی تنظیم (F.A.O) اور تنظیم متحدہ بین الاقوامی (UNDP) کی اعانت سے اس ادارے کو مستحکم بنایا ہے۔

ICR... پانچ غذائی فصلوں پر ریسرچ کررہا ... جوار، باجرہ، دال ارہر، دال چنا اور ... جو کہ گرم منطقہ کے نیم خشک، علاقے کے ...م تغذیہ کا درجہ رکھتی ہیں۔ یہ بین قومی ... بھی تحقیق کررہا ہے کہ کس طرح کاشتکاری (Farming System) کو ترقی دی جائے ...حالات میں جبکہ زمین کی زرخیزی کم ہو ...ہو اور کاشتکاروں کے کھیتوں کے رقبے ... ICRISAT کا دائرہ عمل ۴۹ ممالک ... دنیا کے غریب ترین لوگوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ICRISAT ایسی فصلوں پر ریسرچ کررہا ... خطے کے لوگوں کی غذا منحصر ہے جیسے ... خاص غذائی فصلیں ہیں۔ جبکہ مونگ پھلی

تجارتی فصل (Commercial Crop) کا درجہ رکھتی ہے اور دال ارہر (Pigeon pea) اور دال چنا (Chicken pea) اہم دالیں (Pulses) ہیں۔

نیم خشک خطہ (Sami Arid Tropic) میں موجود ملکوں میں دنیا بھر کی جوار کی پیداوار کا ۵۰ فی صد حصہ، باجرہ کا ۸۰ فی صد حصہ، دال چنا کا ۹۰ فی صد حصہ، دال ارہر کا ۹۶ فی صد حصہ اور مونگ پھلی کا ۶۷ فیصد حصہ پیدا ہوتا ہے۔

ICRISAT ادارہ حیدرآباد سے شمال مغرب میں ۲۵ کلو میٹر کے فاصلے پر پٹن چیرو موضع سے قریب حیدرآباد — بمبئی شاہراہ پر واقع ہے — اور ۳۵۰۰ ایکڑ رقبہ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ زمین ۱۹۷۲ء میں حکومت ہند نے اس ادارے کو حوالے کی تھی — جو لال سی...

(Alfisol) اور کالی مٹی (Vertisol) کی زمینوں پر مشتمل ہے۔ اس قسم کی مٹی سارے نیم خشک منطقہ (Semi Arid Tropics) میں پائی جاتی ہیں۔
اس ادارے کے مستقر میں جدید عصری تجربہ خانے، انتظامی بلاک، رہائشی مکانات اور دیگر امدادی یونٹس کوئی ۱۰۰ ہیکٹر کے رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔

ICRISAT کے سائنس داں، بین شعبہ جاتی تحقیق کے جذبے کے تحت کام کرتے ہیں۔ ان کا اولین مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایسے بیج دریافت کئے جائیں جو کسان کے حالات سے موزونیت رکھتے ہوں اور خشک موسم کے اثرات سے محفوظ ہوں اور بار آور بھی ہوں جبکہ ان علاقوں کے غریب کسان، غیر یقینی بارش، اور فصلوں کو خراب کرنے والے حشرات سے بے حد پریشان رہتا ہے چنانچہ ان مشکلات کے پیش نظر اس بات کی کوشش کی جاتی ہے کہ ایسے بیج پیدا کئے جائیں جو ناموافق حالات اور نقصان رساں کیڑوں کا ڈٹ کر مقابلہ کر سکیں۔ یہ شعبہ جاتی تحقیقی ٹیمیں (Inter-Disciplinary Teams) پودوں کی نسل کشی، خلیات، حشرات الارض، نباتاتی امراض، حیاتی کیمیا اور نباتی جرثومات کے ماہرین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اکری سائٹ کے (Germo Plasm Bank) یعنی جینس بنک میں متذکرہ بالا پانچ فصلوں پر تحقیق کرنے کے لئے ساری دنیا سے جمع کردہ نمونے موجود ہیں۔

مزید برآں یہاں موجود زرعی انجنیرس، ماہر ارضیات، ماہر موسمیات اور ارضی کیمیا کے ماہرین متحدہ طور پر اس بات کا پتہ چلانے کی کوشش کرتے ہیں کس طرح کاشتکاری کے طریقوں میں تبدیلی لائی جائے کہ غریب کسان اپنے محصلہ سہولتوں کے دائرے ہی میں پیداوار کو بڑھا سکے۔

چنانچہ ان کسانوں تک جدید تکنیک کو فراہم کرنے کے لئے مختلف توسیعی ایجنسیوں (Extension Agencies) کی مدد لی جاتی ہے۔ قومی سطح پر کام کرنے والے سائنسداں بھی ICRISAT کی ٹکنالوجی کو عام کسان تک پہنچانے میں اہم رول ادا کرتے ہیں۔ جدید قسم کے اعلیٰ پیداواری صلاحیت کے حامل بیج جو ناموافق موسمی حالات میں بھی کارگر ہو سکتے ہیں کسانوں کو مہیا کئے جاتے ہیں اور کاشت کاری کے جدید طریقے رائج

طریقوں سے متعلق معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ اس ادارے کی جانب سے مختلف باہمی امداد کے تحقیقی کے مراکز (Co-operative Research Stations) بھی قائم ہیں، جن کا ربط ہندستان کی چار مشہور زرعی جامعات سے قائم ہے۔ جو حسب ذیل ہیں :-
(۱) زرعی جامعہ حصار (۲) زرعی جامعہ گوالیار (۳) زرعی جامعہ دھارواڑ اور (۴) زرعی جامعہ، آندھرا پردیش۔ حیدرآباد۔
ان جامعات کے علاوہ اس ادارے کا قریبی تعلق انڈین کونسل برائے زرعی تحقیقات سے بھی ہے جس کو ICAR کہا جاتا ہے۔ نوجوان سائنس دانوں کو تربیت دینے کے پروگرام کو بھی خاصی اہمیت حاصل ہے چنانچہ اس وقت مختلف ملکوں سے کوئی ۵۳۰ افراد زیر تربیت ہیں جو جدید ترین زرعی تکنیک (Technology) حاصل کر رہے ہیں ___ تاکہ تربیت کے اختتام پر اپنے ملکوں میں اسی تکنیک کو فروغ دے سکیں۔

اس ادارے کی دیکھ بھال کے لئے پندرہ ملکوں پر مشتمل بین الاقوامی بورڈ مقرر ہے۔ اس ادارے کے ڈائرکٹر، ڈاکٹر سی۔ ایف۔ بنٹلے (Dr. C.F. Bentley) ہیں جن کینڈا کے ارضیاتی کیمیا کے ماہر ہیں اور ڈائرکٹر جنرل ڈاکٹر ایل۔ ڈی سرینڈیل (Dr. L. D. Swindale) ہیں جن کا تعلق نیوزی لینڈ سے ہے۔ بین قومی اسٹاف میں ۱۹ ملکوں کے نمائندے شامل ہیں۔ بیشتر سائنس داں اور دیگر امدادی عملہ ہندستانیوں پر مشتمل ہے

اس ادارے کی مالی امداد کرنے والے ممالک میں آسٹریلیا، بلجیم، کنیڈا، فرانس، ہندستان، جاپان، میکسیکو، برطانیہ، نیدرلینڈ اور امریکہ شامل ہیں۔

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل بین الاقوامی ادارہ جات بھی ICRISAT کی اعانت کرتے ہیں۔
(۱) ایشیائی ترقیاتی بنک (۲) یورپی معاشی ترقی کمیٹی (۳) فورڈ فاؤنڈیشن (۴) بین الاقوامی ترقیاتی بینک (۵) بین الاقوامی ترقیاتی و تحقیقی مرکز (۶) بین الاقوامی ترقیاتی مرکز برائے کھاد (۷) بین الاقوامی فنڈ برائے زرعی ترقیات اور (۸) تنظیم متحدہ بین قومی پروگرام وغیرہ۔ اس طرح حیدرآباد کو یہ فخر بھی حاصل ہو گیا کہ وہ غریب کسانوں کی رہنمائی کیلئے ایک بین الاقوامی ادارے کا میزبان رہا ہے۔

تبصرہ

تبصرہ نگار:
عبد الخالق فرید
۱۸۰/اے، پائپ روڈ کرلا۔ بمبئی ۷۰

خطباتِ عیدین

مولانا محمد تقی امینی

(ادارہ علم و عرفان۔ امینی منزل دودھ پور روڈ۔ علی گڑھ۔)

حاصل کرنے کے لئے پتے:
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ۔ جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ،
اردو بازار، دہلی ۱۱۰۰۰۶
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ بمبئی ۴۰۰۰۰۳
مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱
روپے

زیر تبصرہ کتاب "خطباتِ عیدین" ۲۳ عنوانات ... ۵" کی تقطیع کے ۱۶۰ صفحات پر محیط ہے ... نے مقدمہ میں تحریر فرمایا ہے "ادھر چند سالوں ... خطاب کا معمول تحریری ہو گیا ہے اور یہ مجموعہ ... کے انہیں خطبات پر مشتمل ہے جو عید و بقرعید ... سے پہلے لوگوں کو پڑھ کر سنائے گئے" اور اس ... سے نئے کر کسی قوم کے تہوار اس کی زندگی ... اور تہذیب و شرافت کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔" ... عنوانات کو دیکھ جائیے اور ان کے ذیل میں سے ... کو بہ امعانِ نظر پڑھیے تو معلوم ہوگا کہ ہر عنوان ... نہایت جامع و بلیغ انداز میں کی گئی ہے اور ہر ... انداز بیان کے لحاظ سے عمل کا مطالبہ کرتی ہے۔ ... کا آخری عنوان "نورانی فرمان" ہے۔ اس کا یہ

اقتباس قابلِ غور ہے: "عورت ہمیشہ عورت رہی۔ زمانہ اس کے ساتھ ہر دور میں ستم ظریفی کرتا رہا۔ اس کی قسمت کے فیصلے کبھی اس کے ہاتھ میں نہ رہے بلکہ مرد ہی اس کے فیصلے کرتے رہے۔ اب جب اس نے اپنے ہاتھ میں اپنی قسمت کے فیصلے لینے چاہے تو وہ ردِ عمل (Reaction) کی نفسیات کا شکار ہے جس سے ہمدردی کے انداز میں مرد ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اکبر کے موقع پر میدانِ عرفات میں کئی باتوں کے علاوہ اپنے اس وقت کے فرمان میں خاص طور سے مردوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ "عورتوں کے معاملے میں اللہ سے ڈرو۔ تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے۔" (الحدیث)

پوری کتاب دیکھنے اور حرزِ جان کرنے سے تعلق رکھتی ہے اور اس لائق ہے کہ خطباء حضرات بالخصوص اور عام مسلمان بالعموم اسے بہ امعانِ نظر پڑھیں۔ قوم کے مصلحین بھی اسے اپنے لئے بصیرت افروز پائیں گے کیونکہ اس کے آخری اقتباس کا تعلق اس جنس سے ہے جو قوم کی مائیں کہلاتی ہیں۔

محترم مصنف سے بھی چند باتیں عرض کرنی ہیں:

قرآن شریف سے جو حوالے کتاب میں دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے اکثر حوالجات پر غلط اعراب لگائے گئے ہیں جن کی درستی نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح پروف ریڈنگ پر بھی مزید توجہ درکار ہے البتہ کتابت، بائنڈنگ، سائز وغیرہ پسندیدہ ہیں۔

نظمیں

ماہر بلگرامی

۱۹۴ سرائے حسن گنج (ڈالی گنج)
لکھنؤ (یوپی)
۲۲۶۰۰۱

نظم

اف یہ مجبوری کا عالم اف یہ قلبِ پاش پاش
اف مرقع بے بسی کا یہ جگر کی قاش قاش
بے سہارا جسم میں ایسے میں ہے جب ارتعاش
باندھ کر تختے سے منذرِ آب کرکے شکلِ لاش
بازی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش
کارسازِ کارِما کاریگرِ انساں تراش
تا بچے یہ پردہ لے پردہ نشیں پردہ ہو فاش
ہر نفس پر کشمکش کیوں کچھ تو بتلا ہم کو کاش
چھوڑ کر طوفاں میں کشتی کرکے پیدا ارتعاش
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش
شاہ دسرت سے وہ اصرارِ خطابِ کیکئی
اف وہ رستم کہ جوابِ حاکمِ وقت کئی
ایسی الجھن اس کشایش کی مثالیں ہیں کئی
درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردئی
بازمی گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

★

بادشاہ کیکاؤس نے سہراب کے زخم پر لگانے کے لئے رستم کو "نوشدارو" دینے سے انکار کر دیا تھا۔

راشد جمال فاروقی

اے۔ پی۔ بی انٹر کالج،
دیربھدر، دہرہ دون۔
(یوپی) ۲۴۶۲۰۲

تجدید

بکھر گئے تھے جو رشتے سمیٹ لیں آؤ
مگر یہ یاد رہے کانچ ٹوٹ جانے پر
بہت ہی تیز بہت نوکدار ہوتا ہے
سمیٹنے کے لئے ہاتھ جب بڑھاتے ہیں
تو ساتھ کانچ کے کچھ دھول آہی جاتی ہے
وہ کانچ جو کبھی زینت رہا ہو ہاتھوں کی
سمیٹتے ہوئے ہاتھوں کو کاٹ دیتا ہے

★★★

ڈاکٹر اختر بستوی

شعبۂ اردو، یونیورسٹی گورکھپور
گورکھپور (یوپی)

اے بسا آرزو

آئینہ خانے میں رہ کر یہ کہاں ممکن ہے
کوئی دیکھے نہ کسی وقت بھی صورت اپنی
کوششیں لاکھ کرے چشمِ گریزاں لیکن
آہی جاتی ہے نظر شکل و شباہت اپنی
خود شکن بننے کی خواہش تو مجھے بھی ہے مگر
آئینہ بندی احساس سے گھبراتا ہوں
چاہے جس سمت بھی لے جاؤں نگاہیں یارو
ہر طرف اپنے ہی چہرے کی جھلک پاتا ہوں

موت

زندگی کو اک جوے کی طرح کھیلا عمر بھر
اور کوئی بازی کسی منزل پہ بھی ہارا نہیں
داؤں جتنے بھی لگائے سب میں کچھ پاتا گیا
کیا ہوا کرتا ہے کھونا، یہ کبھی جانا نہیں
مل گیا آخر میں لیکن ایک ایسا بھی حریف
حیف جس سے ہار بیٹھا میں خود اپنا ہی وجود
چال کچھ ایسی چلی اس نے کہ سب کچھ لٹ گیا
ہو گیا سارا اثاثہ "ہست" سے پل بھر میں "بود"

★

...ناھندی

...ی باڑی کی چال، ہریانی ویلیج، وکرولی بمبئی ۴۰۰۰۸۳

...و دادِ وفا کبھی نہ ملی
...لی میں ہمسری نہ ملی

غم ملا علم سے آگہی نہ ملی
شمع ہستی کی روشنی نہ ملی

...دل میں کوئی کمی نہ ملی
...کی پھر بھی زندگی نہ ملی

غم کی بہتات کے حصار میں بھی
یہ خوشی کم نہ تھی خوشی نہ ملی

...ن پہلے ملی تھی بھولے سے
...ل مجھ سے پھر کبھی نہ ملی

کیا کہے گا غم حیات مجھے
ڈھونڈھ کر بھی اگر خوشی نہ ملی

...نے زندگی کے کم نہ ہوئے
...سے فرصت مجھے کبھی نہ ملی

کیا پسند آتی داستانِ حیات
اس میں اک بات بھی نئی نہ ملی

...نی انا یہ ہے ان کو
...لب جن کو بھیک بھی نہ ملی

زندگی مستعار تھی لیکن
مجھ سے پھر بھی ذرا کبھی نہ ملی

...بصیرت پہ عہد نو کی سلام
...فضائے بسیط کی نہ ملی

بغض و نفرت کے بل تھے ماتھے پر
مجھ سے دنیا ہنسی خوشی نہ ملی

...ہ پھر سے کاحل نکل آتا
...سے شام بےکسی نہ ملی

آئینہ اس تضاد پہ ہے دنگ
شکل انساں ملی خجلی نہ ملی

اختلافات کے سبب یکتا
دہر میں رسم دوستی نہ ملی

...ات

جہانگیر جوہر

روشن پورہ، مرتضیٰ پور، ضلع اکولہ

کھوئے ہوئے شباب کی پیری میں جستجو
فرزانگی کو جیسے جنوں کی ہو آرزو

ہر رند اپنے آپ میں گم ہو کے رہ نہ جائے
مستوں کی ہائے ہو، تو آوازِ اللہ ھو

ہے یہ تو اہل ہوش کی جرأت پہ منحصر
اشکوں کے تار سے وہ گریباں کریں رفو

میں نے حرم سے کوئے بتاں کا نہ رخ کیا
ہر چند میرا ایک زمانہ رہا عدو

اہل وفا ہیں اس طرح آمادۂ ستم
جس طرح صلح کوش بنے کوئی جنگ جو

اک عمر گذری ذوقِ نظر کم نہیں ہنوز
ہے کتنی دلفریب یہ دنیائے رنگ و بو

صحنِ چمن میں گریۂ شبنم ثبوت ہے
دستِ صبا نے لوٹی ہے کلیوں کی آبرو

نازک لبوں کو دیجئے اب زحمتِ کلام
سمجھے گا کون آج نگاہوں کی گفتگو

شہرت سے جب گریز تھا جوہر تمہیں بہت
چرچے تمہارے ہونے لگے اب تو چار سو

رفیق جعفر

۶۲/۱۲ - مالوی کالونی (باندرہ پلاٹ)
پوسٹ کھرودی، بمبئی ۴۰۰۰۹۵

وہ ہمسفر تھا مگر اک عتاب جیسا تھا
سحر کا رنگ تھا لیکن عذاب جیسا تھا

ہمارے ساتھ رہیں گردشیں بہت ورنہ
ہمارے عشق کا چہرہ گلاب جیسا تھا

ہر اک نظر سے ملا اور رُل کے ڈوب گیا
ہمارے پیار کا موتی حباب جیسا تھا

ورق ورق میں مہکتی رہی نظر اپنی
وہ انگ انگ بدن کا کتاب جیسا تھا

گھڑی بھر میں ڈھلا زندگی سے اکتا کر
ہمارے عہد کا سورج شباب جیسا تھا

ہم اس کی ترشی ہوئی گفتگو میں ڈوب گئے
کہ اس کا حسنِ تکلم نقاب جیسا تھا

زمانہ ڈھونڈ رہا تھا رفیق اپنوں کو
مگر یہ رشتۂ نازک عذاب جیسا تھا

ثمینہ شیریں شوبی
اسٹیشن روڈ۔ نواپارا راجم، ڈسٹرکٹ رائے پور (مدھیہ پردیش)

مُدھر تان بنسی کی موہن نے چھیڑی

★

نسیم سحر جھوم کر چل رہی ہے، بہار اپنے آنچل کو لہرا رہی ہے
کھلے پھول کلیاں چٹکنے لگی ہیں، چمن میں نئی زندگی آ رہی ہے
گلابوں کے چہرے چمکنے لگے ہیں تو کلیوں کے مکھڑے دمکنے لگے ہیں
نگاہوں سے نغمے ابلنے لگے ہیں اداؤں کی مستی غزل گا رہی ہے
پون گدگدانے لگی ہے بدن کو، نیا روپ ملتا ہے وا تا ورن کو
چہکتی ہیں چڑیاں لٹکتی ہیں شاخیں ہر اک چیز پر بیخودی چھا رہی ہے
ادھر سے ادھر تک ہے رنگین موسم، سماں ہے یہاں سے وہاں تک سہانا
نظاروں کی ہر اک تصویر دلکش نگاہوں میں آئینہ چمکا رہی ہے
مُدھر تان بنسی کی موہن نے چھیڑی، چھلکنے لگی سر پہ رادھا کے گگری
امنگوں نے ہلچل مچا دی ہے من میں، محبت اثر اپنا دکھلا رہی ہے
یہ موسم ہے جیون کے سنگار کا، یہ موسم ہے سنیہہ کا پیار کا
محبت سے دو دل گلے مل رہے ہیں تو نفرت کھڑی دور پچھتا رہی ہے
یہ موسم ہے مُسکان کا اور ہنسی کا، یہ موسم ہے آئینہ سُکھ شانتی کا
یہ دیتا ہے غم کو سندیسہ خوشی کا، ازل تا ابھی آشا کے گن گا رہی ہے
بسنتی مہینہ ہے پھاگن کا شوبی، بسنتی غزل چھیڑیئے سازِ دل پر
گلابوں نے چھلکا دیئے میں کٹورے تو کلیوں سے خوشبو اڑی جا رہی ہے

غزل

شرقی ملیح آبادی
۱۱۶/۳۵۳، راوت پور
کان پور۔ ۲۰۸۰۱۹

میں گوشہ گیر تھا تو طنز کا نشانہ تھا
قدم بڑھائے تو پیچھے مرے زمانہ تھا
غموں سے نورِ بصیرت ملا نہ تھا جب تک
مشاہدات کا ہر طرز عامیانہ تھا
نمودِ شورشِ عالم تھی منحصر اس پر
نکلنا خلد سے آدم کا اک بہانہ تھا
وہ شخص خود کو بتاتا ہے راہبر میرا
جس اجنبی کا تعارف بھی غائبانہ تھا
سفر حیات کا جو عارضی تھا ختم ہوا
جہاں میں رہ لئے جب تک کہ آب و دانہ تھا
کھلا دیئے تھے وہاں پھول میں نے جرأت کے
کبھی جہاں مرا کانٹوں میں آشیانہ تھا
خرد نہ کیوں ہو محبت میں دل سے برگشتہ
دل اور ذہن میں رشتہ ہی باغیانہ تھا
کہاں میں اور کہاں بیخودی سرِ محفل
یہ ان کی مست نگاہوں کا شاخسانہ تھا
کسی کی آنکھوں کے ساغر تھے روبرو شرقی
قریب کتنا ہمارے شراب خانہ تھا

شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۲ر جولائی ۱۹۸۲ء کو نئی دہلی میں قومی ترقیاتی کونسل کا افتتاح کیا۔ تصویر میں شری ایس۔بی چوان،
ری وزیرِ دفاع، شری وسنت راؤ پاٹل، وزیرِ اعلیٰ مہاراشٹر اور سوشیل کمار شندے وزیر مالیات مہاراشٹر بھی نظر آرہے ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

زیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۱ر جولائی کو بمبئی میں مہاتما پھُلے مارکیٹ کے نزدیک واقع بھنڈاری اسٹریٹ میں بادای بلڈنگ
ا دورہ کیا۔ اس عمارت سے گرنے سے چار اشخاص کی موت واقع ہوئی تھی۔ تصویر میں شری شانتا رام گھولپ، وزیر برائے
سلم سدھار۔ شری یشونت شیریکر، وزیر برائے تعمیرات، شری بی۔ڈی زدے چیرمین، بمبئی ہاؤسنگ ریپیر — اینڈ
ری کنسٹرکشن بورڈ، شریمتی شالینی تائی پاٹل ایم۔پی اور شریمتی شریو ٹھاکر ایم ایل اے و چیرمین ایریا ڈیولپمنٹ بورڈ نظر آرہے ہیں۔
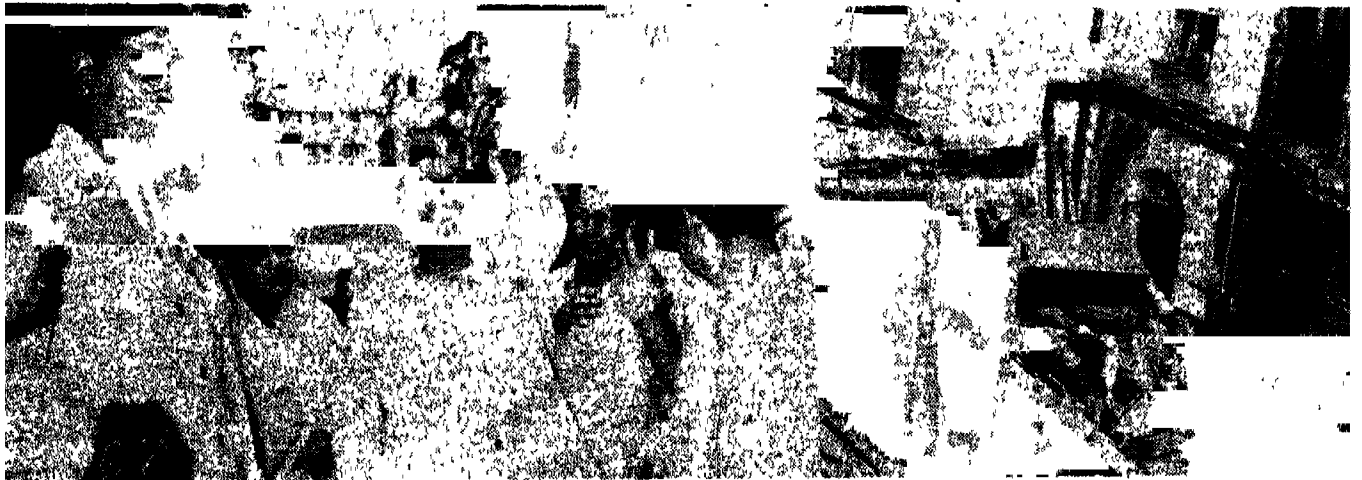
شری وسنت ساٹھے، مرکزی وزیر برائے
کیمیات و کھاد، نے ضلع وردھا میں ہنگانی
مقام پر حال ہی میں ۵۰۰ ٹن استعداد
کی ایکسپلوزیو فیکٹری کا افتتاح کیا۔
اس پر ۲۶ کروڑ روپے کی لاگت آئی ہے۔

شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات
، سماجی بہبود اور سیاحت نے ضلع رتناگیری
کے گوہاگر تعلقہ میں واقع پالشیت سے
ایک اسکول کے نام بدلنے کی تقریب
میں حصہ لیا۔ اس اسکول کا نام پہلے
"نیو انگلش اسکول" تھا، اب بدل کر
"رکھما بائی پانڈورنگ ودیالیہ" رکھ دیا
گیا ہے۔ یہ اسکول اُن اسکولوں میں سے
ایک ہے جو رعیت شکشن سنستھا کے
زیر انتظام جاری ہیں جس کے بانی
کرم ویر بھاؤراؤ پاٹل تھے۔ داہنی جانب
اسکول کے طلبہ نظر آ رہے ہیں۔
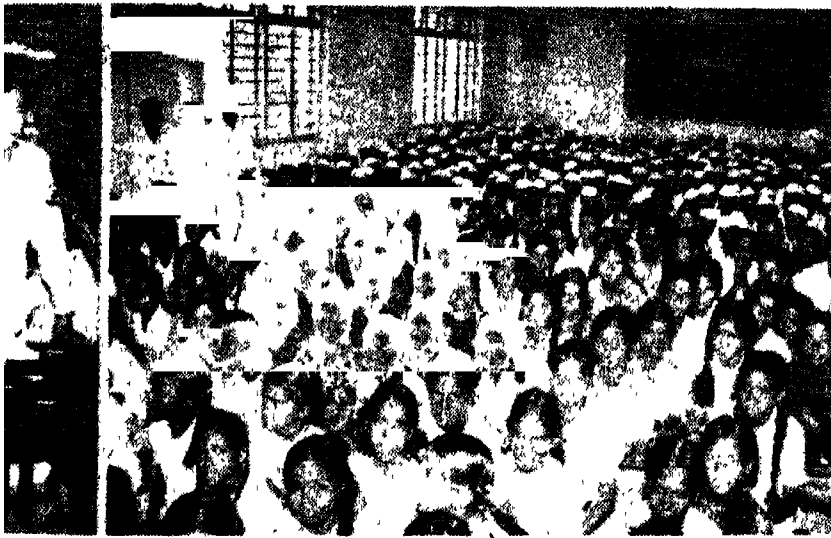
شری ارون دیویکر، وزیر مملکت برائے
اسپورٹس، ۱۵ رجولائی کو دینا ناتھ ناٹیہ
گریہا، ولے پارلے، بمبئی میں کرکٹ کے
مشہور کھلاڑی شری دلیپ ونگسرکر کو پھولوں
کا گلدستہ پیش کر رہے ہیں۔ مذکورہ تقریب
تلوارکر جمنازیم کے زیر اہتمام "باڈی بلڈنگ
مقابلہ برائے ۱۹۸۳ء" کے تحت بہترین
اسپورٹس مین کی حوصلہ افزائی کے لئے
منعقد کی گئی تھی۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۷ر جولائی کو ڈاکٹر دیال آشا داس پرنسپل چنابائی مِن سکھانی مہا دیالیہ الہاس نگر کی تحریر کردہ کتاب "ہسٹری آف سندھی پوئٹری" کا افتتاح کیا ۔

وزیر اعلیٰ، شری وسنت راؤ پاٹل ، دھان بھون بمبئی میں ۱۷ جولائی کو سپتنی فشریس سرودیہ امداد باہمی سوسائٹی کے چیئرمین شری مانک گنیش مہاترے کے ہاتھوں سے ریاست میں حالیہ فساد سے متاثرہ افراد کی بحالی کی خاطر وزیر اعلیٰ کے راحت فنڈ میں دیا گیا ۵,۰۰۱ روپے کا چیک لے رہے ہیں ۔

شری شیواجی راؤ دیشمکھ ، وزیر مملکت برائے داخلہ نے حال ہی میں بال گنگا شن مندر ٹرسٹ کے پوراتن دت وریکش تھومان مندر کا افتتاح کیا ۔ تصویر میں شری نیل کنٹھ راؤ عرف بھائی ساونت ، اور ٹرسٹ کے مینجنگ ڈائریکٹر شری مورار راؤ راتے بھی نظر آرہے ہیں ۔

۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت مہاراشٹر کی بہترین کارگذاری کی ستائش
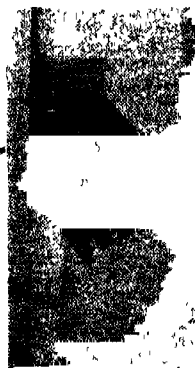
وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، مہاراشٹر کے ممبران پارلیمنٹ سے ۲۰ جولائی کو بمبئی میں خطاب کرتے ہوئے۔ اس جلسہ میں مہاراشٹر کی ترقیات سے متعلق اہم مسائل پر تبادلۂ خیال کیا گیا ہے۔

مہاراشٹر کے ممبران پارلیمنٹ نے ۳۱ مارچ ۱۹۸۴ء کو ختم ہوتے والے سال کے دوران ریاستی حکومت کو ۲۰۔نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں اول مقام حاصل کرنے کیلئے دلی مبارکباد دی۔

اس کے علاوہ پارلیمنٹ کے ممبران نے بغیر گرانٹ کے میڈیکل کالج کھولنے کی اجازت دینے کے ریاستی حکومت کے فیصلے کو سراہا نیز اس بات کی تلقین بھی کی کہ ریاست میں زیادہ سے زیادہ کالج کھولے جائیں۔

پارلیمنٹ کے ممبران وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی سربراہی میں سہیادری بمبئی منعقدہ ایک جلسہ میں تبادلۂ خیال کر رہے تھے۔ جلسہ کے موضوعات مہاراشٹر کے ترقیاتی مسائل سے متعلق تھے نیز ان مسائل کو بھی زیر بحث لانا تھا جو اب تک مرکزی حکومت کے زیر تجویز ہیں اور ان پر فیصلہ نہیں کیا گیا ہے۔

وزیراعلیٰ نے پارلیمنٹ کے ممبران سے پرزور سفارش کی کہ وہ ان معاملات کے حل کے لئے کوشش کریں۔

اس جلسہ میں کپاس کی اجارہ دارانہ خرید اسکیم، امداد باہمی شکر کارخانہ جات، کپڑے کی ملیں، ریلوے لائنز، شاہراہوں کی وسعت اور نئی صنعتوں کو لائسنس دینے وغیرہ پر بحث کی گئی۔

اس میٹنگ میں شری شیوراج پاٹل مرکزی وزیر مملکت برائے سائنس و ٹیکنالوجی شری وجے نول پاٹل ڈپٹی وزیر برائے مواصلات شری غلام نبی آزاد ڈپٹی وزیر برائے اطلاعات و نشریات کے علاوہ دیگر ۴۰ ممبران پارلیمنٹ مہاراشٹر کابینہ کے ممبران شری نریندر کامبلے، صدر مہاراشٹر پردیش کانگریس (آئی)، چیف سیکریٹری شری آر۔ڈی پردھان اور دیگر افسران بھی شامل تھے۔

نئے انفارمیشن سکریٹری

شری ششی کانت کرنی ناتھ دیتھنکر، سیکریٹری محکمۂ تعلیم نے اطلاعات اور رابطۂ عامہ کے سکریٹری کا عہدہ ۲۰ جولائی سے سنبھال لیا ہے۔ نئے عہدے کے تحت شری دیتھنکر محکمۂ تعلیم، اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سیکریٹری ہوں گے۔

شری دیتھنکر ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ کے ڈائریکٹر جنرل بھی رہ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ لیبر کمشنر بھی تھے۔

پ نے اقل ترین اجرت ایکٹ برائے فارم لیبرز کے اہم اقدامات
، عمل آوری کا کام بھی انجام دیا ہے ۔
شری دیتھنکر نے پونے یونیورسٹی سے ایم ۔ اے کیا ۔ آپ
ئی اے ایس کے مسابقتی امتحان میں ۱۹۶۴ء میں منتخب
ئے اور ۱۹۶۵ء سے آپ کئی اہم عہدوں پر فائز کئے گئے ۔
آپ بھنڈارا ، کولہاپور ، دھولیہ و وردھا کے کلکٹر رہے ہیں ۔
بف منسٹر گوا کے سیکریٹری کی حیثیت سے بھی آپ نے عہدہ سنبھالا ۔
ں کے علاوہ ڈائریکٹر جنرل برائے اطلاعات و رابطۂ عامہ نیز
رکشنر کے عہدے بھی آپ نے سنبھالے ۔

ٹی ۔ وی سیٹوں کی خرید کیلئے اسکولوں کو مالی امداد

وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک نے حال ہی میں پونے
، فرمایا کہ حکومتِ مہاراشٹر تعلیمی درس کے لئے ریاست کے اسکولوں
مختلف سہولتیں بشمول مالی امداد فراہم کرے گی تاکہ یہ اسکول
، وی سیٹ کی خرید کرسکیں ۔
وزیرِ موصوف نے حال ہی میں ۳٫۲۵ کروڑ روپے کی
ت سے تعمیر کئے جانے والے انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ
نالوجی کی عمارت کا ، جہاں حکومتِ مہاراشٹر کا ٹیلی ویژن
ٹوڈیو ہوگا ۔ سنگ بنیاد کی تقریب کی صدارت کرتے ہوئے
مایا کہ حکومت تعلیمی اداروں کو ٹی ۔ وی سیٹوں کو خرید کے لئے
انٹ دے گی ۔
مرکزی نائب وزیر برائے اطلاعات ونشریات شری غلام نبی آزاد
، عمارت کی سنگ بنیاد رکھی ۔
وزیرِ موصوف نے فرمایا کہ ٹی ۔ وی سیٹوں کی خرید کے لئے تعلیمی
اروں کو بکری ٹیکس اور ایکسائز ڈیوٹی کی رعایت دی جائے گی ۔
پ نے مزید فرمایا کہ حکومت نے ٹی ۔ وی سیٹوں کی مفت درستی کے لئے
ی انتظام کیا ہے ۔
شری سدھاکر راؤ نائیک نے یہ بھی اطلاع دی ہے کہ حکومت
ے پیشِ نظر ریاست میں اوپن یونیورسٹی کے قیام کی تجویز بھی
ہے اور ریاست میں ٹیلیویژن کے پھیلاؤ سے تعلیمی مقاصد کیلئے
لخصوص ریاست کے دیہی علاقوں میں جہاں تعلیمی سہولتیں مالی
شواریوں کی وجہ سے بہت کمیاب ہیں پوری طرح فائدہ اٹھایا جائیگا ۔

شری غلام نبی آزاد نے فرمایا کہ اس ادارے سے جو اس سال کے
اختتام تک جاری ہو جائے گا ، ریاست کے دیہی علاقوں سے ۶ لاکھ سے
زائد طلبہ مستفید ہوسکیں گے ۔
شری ششی کانت دیتھنکر سکریٹری برائے تعلیم ، اطلاعات و
رابطۂ عامہ نے اپنی استقبالیہ تقریر میں کہا کہ یہ ادارہ ٹی ۔ وی مراکز کی
ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے عمدہ تعلیمی پروگراموں کو جاری کرے گا ۔
آپ نے کہا کہ اس قسم کے تعلیمی پروگرام فی الحال کٹک ، دہلی اور
حیدر آباد کی طرف سے جاری کئے جاتے تھے لیکن اس اسٹوڈیو کی
تکمیل کے بعد ریاست کے طلباء کے لئے پروگرام اسی اسٹوڈیو
سے جاری کئے جائیں گے ۔
آخر میں سکریٹری برائے تعلیم نے کہا کہ ریاست نے تعلیمی میدان
میں ایک فخریہ مقام حاصل کرلیا ہے اور اس بات کے لئے کوشش
کی جائے گی کہ مستقبل میں بھی یہ مقام قائم رہے ۔

فساد میں مرنے والے افراد کے لواحقین اور زخمی ہونے والوں کو وزیرِ اعلیٰ کی مدد

وزیرِ اعلیٰ کے امدادی فنڈ سے ریاست میں حالیہ فساد کے دوران مرنے
والے افراد کے لواحقین اور فساد میں زخمی ہونے والے افراد کو
امداد بہم پہنچائی گئی ۔ امداد کی رقم بالترتیب ۵۰۰۰ روپے ، اور
۲۰۰۰ روپے ہے جو مرنے والے افراد کے خاندان کو اور شدید
طور پر زخمی ہونے والے افراد کو دی گئی ہے ۔ اسی طرح فساد میں
معمولی طور پر زخمی ہونے والے افراد کو فی کس ۱۰۰۰ روپے کی
راحت دی گئی ۔
فسادات میں مرنے والے ۲۸۰ افراد میں سے ۱۸۱ کے
خاندانوں کو ۵۰۰۰ روپے فی خاندان کے حساب سے امداد تقسیم
کی جا چکی ہے ۔ شدید طور پر زخمی ہونے والے ۲۴۵ افراد کو
۲۰۰۰ روپے فی کس امداد پہنچائی گئی ہے ۔ باقی خاندانوں اور
افراد کی غیر موجودگی کی بنا پر انہیں مدد نہیں پہنچائی جاسکی ۔

کاوس جی جہانگیر ہال میں ماڈرن آرٹ گیلری کا قیام

ریاستی چیف سیکریٹری شری رام پردھان نے شریمتی سرلا گریوال، سیکریٹری مرکزی وزارت تعلیم اور ثقافتی امور کے ساتھ ۲۱ جولائی کو سر کاوس جی جہانگیر ہال میں منعقدہ تقریب میں سی۔ جے۔ ہال کو لیز (پٹے) پر مرکزی حکومت کو دینے کے دستاویز پر دستخط کئے، اس ہال کو مرکزی حکومت کی جانب سے ماڈرن آرٹ (بمبئی شاخ) کی نیشنل گیلری بنایا جائے گا۔

ریاستی حکومت کے چیف سیکریٹری شری رام پردھان نے مرکزی وزارت تعلیم اور ثقافتی امور کی سکریٹری شریمتی سرلا گریوال کے ساتھ ۲۱ جولائی کو سر کاوس جی جہانگیر ہال میں منعقدہ سادہ سی تقریب میں سر کاوس جی جہانگیر ہال کو پٹے پر مرکزی حکومت کو دینے کے دستاویزات پر دستخط کئے۔ اس ہال کو مرکزی حکومت کی جانب سے ماڈرن آرٹ (بمبئی شاخ) کی نیشنل گیلری بنایا جائے گا۔

اس موقع پر ریاستی وزیر برائے ثقافتی امور، شری سوشیل کمار شندے نے بحیثیت مہمانِ خصوصی تقریر کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ سر کاوس جی جہانگیر ہال جلد ہی جدید فن کا مرکز بن کر شہر کے ثقافتی تقاضوں کو پورا کرے گا۔

شری شندے نے فرمایا کہ یہ دن شہر کے لئے تاریخی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ نے توقع ظاہر کی کہ مرکزی حکومت کی جانب سے اس ہال پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

ثقافتی امور کے وزیر نے سر کاوس جی جہانگیر کا اس ہال کو عوامی مقصد کے تحت دینے پر شکریہ ادا کیا۔

سر کاوس جی جہانگیر نے جو اس تقریب میں کسی مصروفیت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے تھے اس تقریب کی کامیابی کے لئے اپنی جانب سے نیک خواہشات کا پیغام ارسال کیا۔

شری رام پردھان نے اس موقعہ پر فرمایا کہ ریاستی حکومت نے جلد ہی بمبئی میں آرے کالونی میں للت کلا اکیڈیمی کے پروجیکٹ کے لئے ایک قطعہ اراضی دینا منظور کیا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ نیشنل گیلری آف ماڈرن آرٹ کے قیام سے شہر کی ایک دیرینہ ضرورت کو پورا کیا جا سکے گا۔ آپ نے اس ہال کو ایک آرٹ گیلری بنانے کی بابت تفصیلات پیش کیں۔

شریمتی سرلا گریوال نے اس ہال کو ایک اچھوتا تحفہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ جلد ہی اسے ماڈرن آرٹ گیلری میں تبدیل کر دیا جائیگا۔

ابتداء میں شری بی۔ این بہادر سکریٹری سماجی بہبود اور ثقافتی امور نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ شری کملاکر سونٹکے ڈائرکٹر ثقافتی امور نے شکریہ ادا کیا۔

اس تقریب میں شری ایس۔ جی ڈیتھنکر سکریٹری محکمۂ تعلیم اور اطلاعات اور رابطۂ عامہ، سرکاری عہدہ داران، آرٹسٹوں اور شہر میں فن کے قدر دانوں نے شرکت کی۔

بہتر مستقبل کیلئے شجرکاری

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے حال ہی میں شجرکاری مہم کا افتتاح لوکمانیہ ودیا مندر، ماہم، بمبئی میں ایک پودا لگا کر کیا۔

اس پروگرام کا انعقاد ماہم تعلقہ یوتھ کانگریس (آئی) کمیٹی نے کیا تھا۔ جس نے امسال ۱۰۰۰ درخت لگانے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ سماج کے بہتر مستقبل کی خاطر ہمیں چاہیئے کہ ہم درخت لگائیں ۔۔۔ اور شجرکاری پروگرام کی ہر ممکن حمایت کریں۔

بی آر سی سی (آئی) کے صدر شری چندرشیکھر پربھو اور شری [illegible]

بی آر سی سی (آئی) کے صدر شری چندرشیکھر پربھو اور شری پربھاکر کنٹے بھی اس موقع پر موجود تھے۔

ضلع چندرپور ۲۰۔نکاتی پروگرام کے نفاذ میں پیش پیش

ضلع چندرپور نے ۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت ضلع میں مقررہ نشانہ کو مکمل کر لیا ہے اور سماج کے پسماندہ طبقے کی بہتری میں مدد کی ہے۔ سال برائے ۸۴-۱۹۸۳ء کے لئے ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت آنے والی کئی اسکیموں کو ۱۰۰٪ مکمل کر لیا گیا ہے۔

۱۴ ویں نکتہ کے تحت ۴۶ ابتدائی صحت مراکز اور ۹۳ ضمنی مراکز ۸۴-۱۹۸۳ء میں شروع کئے گئے تھے جبکہ مقرر کردہ نشانہ تھا ۱۴ ابتدائی صحت مراکز اور ۷۹ ضمنی مراکز۔

۱۲ ویں نکتہ کے تحت مارچ ۱۹۸۴ء کے آخر تک ۸۲۵ بیوگیس پلانٹ اور ۱۶۰۵ گوبر گیس پلانٹ ضلع میں قائم کئے گئے ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران یہ تعداد ۹۸ لاکھ ۷۵ ہزار تھی۔

مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام

تیسرے نکتہ کے تحت اس بات کا فیصلہ کیا گیا تھا کہ ۷۴۸۷ خاندانوں کو مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے تحت فیض پہنچایا جائے گا جبکہ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران نشانہ کو پار کر کے ۸۰۳۴ خاندانوں کو فیض پہنچایا گیا۔ ان میں سے مندرج جاتیوں کے خاندانوں کی تعداد ۲۰۳۰ ہے اور مندرج قبیلوں کے ۲۱۴۴ خاندان شامل ہیں۔ قومی دیہی ضمانت روزگار اسکیم کے تحت ۱۵ء۸ لاکھ ایام کار کی گنجائش رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا مگر ۱۲۴ فی صد کامیابی حاصل کر کے مقررہ نشانہ کو پار کر لیا گیا اور ۱۱ء۸۷ لاکھ ایام کار کی گنجائش پیدا کی گئی۔

چوتھے نکتہ کے تحت ۱۱۷ ایکڑ اضافی اراضی کے ذریعے ۷۹ لوگوں کو فیض پہنچا اور ۴۹۷۶ مندرج جاتیوں اور ۴۲۴۱ مندرج قبائل کے افراد کو نکتہ نمبر ۷ کے تحت مالی امداد پہنچائی جاتی ہے۔

نکتہ نمبر ۸ کے تحت مزید ۱۶۵ موضع جات کو پینے کے پانی کی فراہمی کی گنجائش پیدا کی گئی۔ ۵۰۰۰ افراد جھونپڑ پٹی میں سدھار کے تحت فیضیاب ہوئے۔

۱۱ ویں نکتہ کے تحت ۶۱ موضع جات میں بجلی کی فراہمی اور ۱۷۲ پمپ لگائے گئے۔ خاندانی بہبود پروگرام کے لئے مقررہ ۱۶,۵۱۳ خاندانی منصوبہ بندی کے آپریشن کا نشانہ پار کر کے ۱۶۸۰۰ آپریشن کئے گئے۔

۱۵ ویں نکتہ کے تحت ۱۶ انٹیگریٹیڈ چلڈرن ویلفیئر سینٹر کھولے گئے اور ۳۵ گھریلو اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں نکتہ نمبر ۱۸ کے تحت جاری کی گئیں۔

مغربی علاقے میں سیاحت کا فروغ

منترالیہ بمبئی میں منعقدہ ایک میٹنگ میں ۴ اگست کو محکمۂ سیاحت کو فروغ دینے کی غرض سے ایک ریاستی سطح کی رابطہ کمیٹی قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ مہاراشٹر میں ایسی کمیٹی پہلے ہی تشکیل دی جا چکی ہے۔

مذکورہ علاقے سے سیاحت سے متعلقہ مسائل پر غور و خوض کرنے کے لئے طلب کردہ اس میٹنگ کی صدارت مرکزی سکریٹری برائے سیاحت شریمتی کسم لتا متل نے کی۔

ریاستی سکریٹری برائے سیاحت شری آر۔این۔ بہادر کے علاوہ گوا دمن اور دیو کے چیف سکریٹری نیز گجرات اور مدھیہ پردیش کے سیاحت کے سکریٹری بھی میٹنگ میں شریک تھے۔

دوران تبادلۂ خیال شریمتی متل نے زیر بحث علاقے میں سیاحت کے فروغ کے لئے موجودہ دستیاب سہولتوں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

ہندی فلم "ایشور اللہ تیرے نام" تفریحی ڈیوٹی قانون سے مستثنیٰ

حکومت مہاراشٹر نے رواں مالیاتی سال کے دوران مہاراشٹر میں فوری طور پر ہندی فلم "ایشور اللہ تیرے نام" کو چند شرائط کے تحت تفریحی ڈیوٹی قانون سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔

ادویات سازوں کی طرف سے پھٹکل فروشی کے کاؤنٹر

وزیر صحت ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ کی طرف سے ۲۴ جولائی کو کی گئی اپیل کے جواب میں ادویات تیار کرنے والوں کے نمائندے ضروری اور زندگی بچانے والی ادویات کی فروخت کے پھٹکل کاؤنٹرس کھولنے پر رضامند ہوگئے ہیں۔

وزیر صحت نے کیمسٹوں اور ادویات فروشوں کی ۲۷ سے ۲۹ جولائی تک کی مجوزہ ہڑتال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اپیل جاری کی تھی۔

حکومت اس مدت کے دوران متعلقہ علاقوں میں ضروری طبی سہولتیں بہم پہنچانے کی کوششوں میں مصروف ہے۔

وزیر موصوف نے میڈیکل پریکٹشنروں سے خاص طور سے اپیل کی ہے کہ وہ دیہی علاقوں میں عوام کی مدد کریں۔

شریمتی شانتا شاستری سکریٹری میڈیکل ایجوکیشن اینڈ ڈرگس اور شریمتی نیلا ستیہ نارائن ڈپٹی سکریٹری نے اس بات چیت میں حصہ لیا۔

بھیونڈی کے حالیہ فسادات میں تباہ شدہ کاروبار کا دوبارہ اجراء سرکاری امداد

تھانے ضلع کے علاقے بھیونڈی اور اس کے مضافات میں امسال ماہ مئی کے دوران ہوئے فسادات میں بعض علاقوں میں صنعتی تجارتی اداروں کو نقصان پہنچا ہے۔ نقصان زدہ کاروبار کے مالکان کی امداد اور کاروبار کے دوبارہ اجرا کے لئے سرکاری امداد سے متعلق حکومت کے فیصلے اس طرح ہے۔

۱۔ فسادات کے دوران جن رجسٹر شدہ پاور لوموں کو نقصان پہنچا ہے انہیں دوبارہ جاری کرنے کے لئے مہاراشٹرا اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن کی تھانہ شاخ کی جانب سے امداد دی جائے گی۔

۲۔ جس کاروبار اور تجارتی پیشے کو فسادات کے دوران سے نقصان پہنچا ہے اور اس کاروبار یا تجارتی پیشہ پر بنک کے قرض کی رقم واجب الادا ہے۔ ان سے متعلق ۔۔۔

(ا) اگر بنک کے قرض کی جو واجب الادا رقم پانچ ہزار روپے سے کم ہے تو واجب الادا قرض کی اصل رقم وزیر اعلیٰ فنڈ سے ادا کی جائے گی تاکہ انہیں دوسرا قرض مل سکے۔

(ب) اگر بنک کے قرض کی واجب الادا رقم پانچ ہزار روپے سے زیادہ اور پچیس ہزار روپے سے کم ہے تو واجب الادا رقم کا صرف پچاس فی صد وزیر اعلیٰ فنڈ سے فراہم کیا جائے گا اور انہیں دوبارہ کاروبار کے اجرا کے لئے بنک سے قرض دیا جائے گا۔

اس مالی امداد کو حاصل کرنے کے لئے درخواست فارم متعلق بنک، بھیونڈی کے تحصیلدار، مہاراشٹرا اسٹیٹ فائنانشیل کارپوریشن، نائیک واڑی (بالمقابل) بھاتوشالی اسپتال تھانے اور ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹر واگلے اسٹیٹ، تھانے کے منیجر سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

ادیباسیوں کیلئے طبی راحت

وزیر صحت اور انڈین میڈیکل ایسوسی ایشن (سینئر) کی شعبہ خواتین کی چیئرمین ڈاکٹر شریمتی للیتا راؤ کی قیادت میں خواتین ڈاکٹروں کی ایک چار رکنی ٹیم نے ۲۲ جولائی کو ضلع تھانے کے چینچ پاوڈا دیہات کا دورہ کیا اور وہاں تقریباً ۲۰۰ سے بھی زیادہ ادیباسی مریضوں کا مفت معائنہ کیا۔ مریضوں میں اکثریت خواتین کی تھی۔

مریضوں میں ہر دوسرا بچہ ڈائریا کے مرض میں مبتلا پایا گیا وہاں خارش اور جلد کی دیگر بیماریوں کے کیسوں کی تشخیص بھی کی گئی ڈاکٹر (شریمتی) وتسالے کوتینس، ڈاکٹر (شریمتی) لکہ پٹیل اور ڈاکٹر (شریمتی) ملوتکر اس ٹیم میں شامل تھیں۔

فساد زدگان کی بازآبادکاری کیلئے ۵ لاکھ روپے کا عطیہ

بمبئی اور اس کے مضافاتی علاقوں میں حالیہ فسادات سے متاثر علاقوں کی راحت اقدام کرنے اور ان کی بازآبادکاری کے لئے وزیر اعظم قومی راحت فنڈ میں دیئے گئے پانچ لاکھ روپیہ کا ایک چیک ۲۳ جولائی کو وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی خدمت میں

پیش کیا گیا۔

شری اشوک گوئنکا چیئرمین جنرل انشورنس کارپوریشن (جی آئی سی) آف انڈیا نے جی آئی سی کے دفتر میں وزیراعلیٰ کا خیرمقدم کرتے ہوئے مذکورہ بالا چیک آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ یہ رقم نیشنل انشورنس، یونائیٹیڈ انڈیا اور نیشنل فائر انشورنس اور یونائیٹیڈ انڈیا کمپنیز، ان چار کمپنیوں کے مساوی عطیہ پر مشتمل ہے۔

اس موقع پر شری مرلی دیورا بی پی سی سی (آئی)، چیف شری ایل۔ این دیسائی سکریٹری محکمہ ہاؤسنگ اور امداد خصوصی — اور انشورنس کمپنیوں کے اعلیٰ عہدہ داران موجود تھے۔

دیہی روزگار پروگرام کیلئے ضلع واری سطح پر گنجائش

قومی دیہی روزگار پروگرام کو نافذ العمل کرنے کے لئے حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ضلع واری بنیاد پر گنجائش پیدا کی ہے۔

اس لحاظ سے ۳ کروڑ ایام کار کی صلاحیت برائے روزگار کے لئے ریاست کے ۲۹ ضلعوں کے لئے ۷۶.۵۷ کروڑ روپے کی کل گنجائش ہے۔

کل گنجائش کی رقم کا کم ازکم ۱۰ فی صد سماجی جنگل بانی کے پروگرام اور مزید ۱۰ فی صد درج فہرست جاتیوں اور درج فہرست قبائل کی رفاہی اسکیموں پر صرف کیا جائے گا۔

چینی طرز پر مچھلیوں کی افزائش نسل

مہاراشٹر فشریز ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے کامیابی کے ساتھ پہلی بار چائنیز فش سیڈ پروڈکشن کے طریقہ کو رائج کیا ہے۔

کارپوریشن نے اس تجربے کو اپنے مرکز واقع کیلز وردھا ضلع میں انجام دیا۔ راہو اور مرگال دو جوڑوں کو لعاب دار ہارمون کا انجکشن دینے کے بعد سمنٹ کی ایک ٹانکی میں رکھ دیا گیا۔ پانی میں گردش کے ذریعے حرکت پیدا کرکے اور ٹانکی کے اوپر سے بارش نما بوچھار جاری کرکے مصنوعی بارش کی گئی۔ بعد ازاں مذکورہ مچھلی نے ۲۱ جون ۱۹۸۴ء کو ٹانکی مذکورہ میں چھوڑے جانے کے ۱۶ گھنٹوں بعد ۲ لاکھ انڈے دیئے۔

اس کارپوریشن کے چیئرمین شری نامدیوراؤ ریوڈانکر نے حال ہی میں اس مرکز کا دورہ کیا اور مقامی مچھیروں میں ۲۵۰۰ انڈوں سے نکلی ہوئی مچھلیوں کو پرورش کے لئے تقسیم کیا۔

چھوٹی صنعتوں کی مصنوعات کی فروخت کیلئے اقدامات

حکومت مہاراشٹر نے ریاست میں واقع چھوٹی صنعتوں کو استحکام بخشنے کے لئے مختلف ریاستی ادارہ جات کے نام اُن صنعتوں کی مصنوعات کی خرید سے متعلق ہدایت جاری کی ہے۔ نیز تمام متعلقہ افسران اور ادارہ جات کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی تلقین بھی کی ہے۔

اس لحاظ سے وہ ساز و سامان جو منظور شدہ چھوٹی صنعتی یونٹوں (ایس ایس آئی) کی جانب سے تیار کئے جاتے ہیں وہ دوسری فیکٹریوں کی طرف سے کھلے مقابلہ جاتی ٹھیکہ داری کے لئے پیش کردہ کم سے کم شرح قیمت پر ۱۵ فی صد تک کی قیمتوں کے لئے ترجیحی حیثیت کے حامل ہوں گے حکومت کے اداروں نے SSI یونٹوں کو ہی بعض سامانوں کی خرید کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ ترقی پذیر علاقوں میں SSI یونٹوں کو کھلے مقابلے میں خریدی کی جانے والی اشیاء کی کم سے کم قابلِ قبول قیمت سے خریداری کرنے کے لئے ۳۳ فی صد تک ترجیح دی جانی چاہیئے بشرطیکہ سامان قابلِ قبول خصوصیتوں کے حامل ہوں۔ رجسٹرڈ شدہ SSI یونٹوں کو جو رعایتیں دی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ ان یونٹوں کے ۲۵۰۰۰ روپے تک کی قیمتوں کے سامان کو زرِ پیشگی اور زرِ تحفظ سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے اور اگر مذکورہ رقم سے زائد رقم ہو تو ان کے لئے کچھ ہی فی صد زرِ پیشگی و زرِ تحفظ لیا جاتا ہے۔ صنعتکاروں کی طرف سے ملنے والی شکایتوں و دشواریوں کو معلوم کر لینے کے بعد اس بات سے بھی آگہی ہو جائے گی کہ صنعت کاروں کی مشکلات کس قسم کی ہوتی ہیں۔ اور اس طرح ڈائرکٹوریٹ کو اپنی سدھار کے مواقع مل سکیں گے۔

یہ دونوں سیل مجموعی طور پر ادیوگ متر کے پروگراموں میں شامل ہیں۔ ادیوگ متر ڈیولپمنٹ کمشنر (انڈسٹریز) اور متعلقہ کارپوریشن کے چیف ایگزیکیٹیو پر مشتمل ہے جس کا خاص

کام یہ ہے کہ صنعتکار جن دشواریوں سے دوچار ہیں انہیں دور کرے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اُدیوگ متر کی میٹنگیں ضلعی مراکز پر باقاعدہ منعقد ہوا کرتی ہیں اور ان کے ذریعے صنعت کاروں سے برابر رابطہ قائم رہتا ہے۔ اب یہ صنعت کار نئے انتظام کے تحت اپنے کام کی جگہوں پر مدد کی سہولتیں پا سکیں گے۔

یہ دونوں سیل ڈائرکٹوریٹ کے دفتر واقع ——— نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، بمقابل منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲ میں ہیں۔

نائب صدر ہند کا تلک کو خراجِ عقیدت

نئی دہلی میں یکم اگست کو، لوک مانیہ بال گنگا دھر تلک کی ۶۴ ویں برسی کے موقع پر انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ نائب صدر شری ایم۔ ہدایت اللہ نے لوک مانیہ تلک کے مجسمے کی گلپوشی کی۔

شری ہدایت اللہ نے فرمایا کہ تلک کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل کر کے ہم رواداری اور اتفاق کی فضا کو از سرِ نو پیدا کریں۔

ملک کے گوشے گوشے میں گونجنے والے تلک کے اس نعرے "سوراج میرا پیدائشی حق ہے" کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ آج جو آزادی یعنی ہمارا پیدائشی حق ہمیں ملا ہے، وہ انہی کی دین ہے۔

نائب صدر نے فرمایا کہ وہ تلک کی سیاسی بصیرت اور آہنی عزم کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ تلک کے نزدیک آزادی کا مطلب یہی تھا کہ آزادی ہر ایک کے لئے اور مساوی طور پر ہو۔ آج ہم نے رواداری اور اتفاق کے اس جذبے کو بھلا دیا ہے۔

شری وسنت ساٹھے مرکزی وزیر کیمیکلز اور فرٹیلائزر اور صدر مہاراشٹر سنسکرتک سمیتی نے لوک مانیہ تلک کے مجسمے کی گلپوشی کرتے ہوئے فرمایا کہ تلک نے قوم کو متحد کر کے تحریک آزادی کی قیادت کی تھی۔

شری وی۔ این گاڈگل مرکزی وزیر مملکت برائے مواصلات اور شری وائی۔ بی چوان چیرمین آٹھویں فنانس کمیشن نے بھی لوک مانیہ تلک کے مجسمے کو پھول چڑھائے۔

اس موقع پر شری ایم۔ ایل شیار نے چیرمین یونین پبلک سروس کمیشن ڈاکٹر باپو کلاتے ممبر پارلیمنٹ اور دیگر معتبر افراد بھی موجود تھے۔

تلک کو شردھانجلی

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر تعلیم و صنعت نے یکم اگست کو منترالیہ میں تلک کی برسی کے موقع پر شردھانجلی پیش کی۔ اس موقع پر شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر دیہی ترقیات، شری شیواجی راؤ دیشمکھ، وزیر مملکت برائے داخلہ، شری کلپا اواڈے، وزیر مملکت برائے صنعت، شری بھائی ساونت، وزیر مملکت برائے محصول، شریمتی یشودھرا بجاج، وزیر مملکت برائے رفاہِ عامہ، شری رام پردھان چیف سکریٹری، شری بی۔ کے۔ ہلوے ایڈیشنل چیف سکریٹری دیگر محکمہ جات کے سکریٹری اور افسران نے بھی لوک مانیہ تلک کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

پونے میں تلک کو خراجِ عقیدت

ریاستی ڈائرکٹوریٹ برائے اطلاعات اور رابطۂ عامہ کی جانب سے یکم اگست کو انفارمیشن سینٹر پونے میں منعقدہ ایک پروگرام میں لوک مانیہ بال گنگا دھر تلک کو شری ششی کانت دیتھنکر، تعلیم اور اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سکریٹری نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔ شری دیتھنکر مہمانِ خصوصی تھے۔

اس موقع پر شری دیتھنکر نے لوک مانیہ تلک کے مجسمہ کی گلپوشی کی۔

اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سکریٹری کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد پونے کا یہ ان کا پہلا سرکاری دورہ تھا۔

پونے کے شرنک پرتاپ سنگھ کے صدر نے مہمانِ خصوصی کا خیر مقدم کیا۔

بمبئی میں نریمان پوائنٹ پر دس کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر کردہ
نئے کونسل ہال کی پرشکوہ عمارت ۔
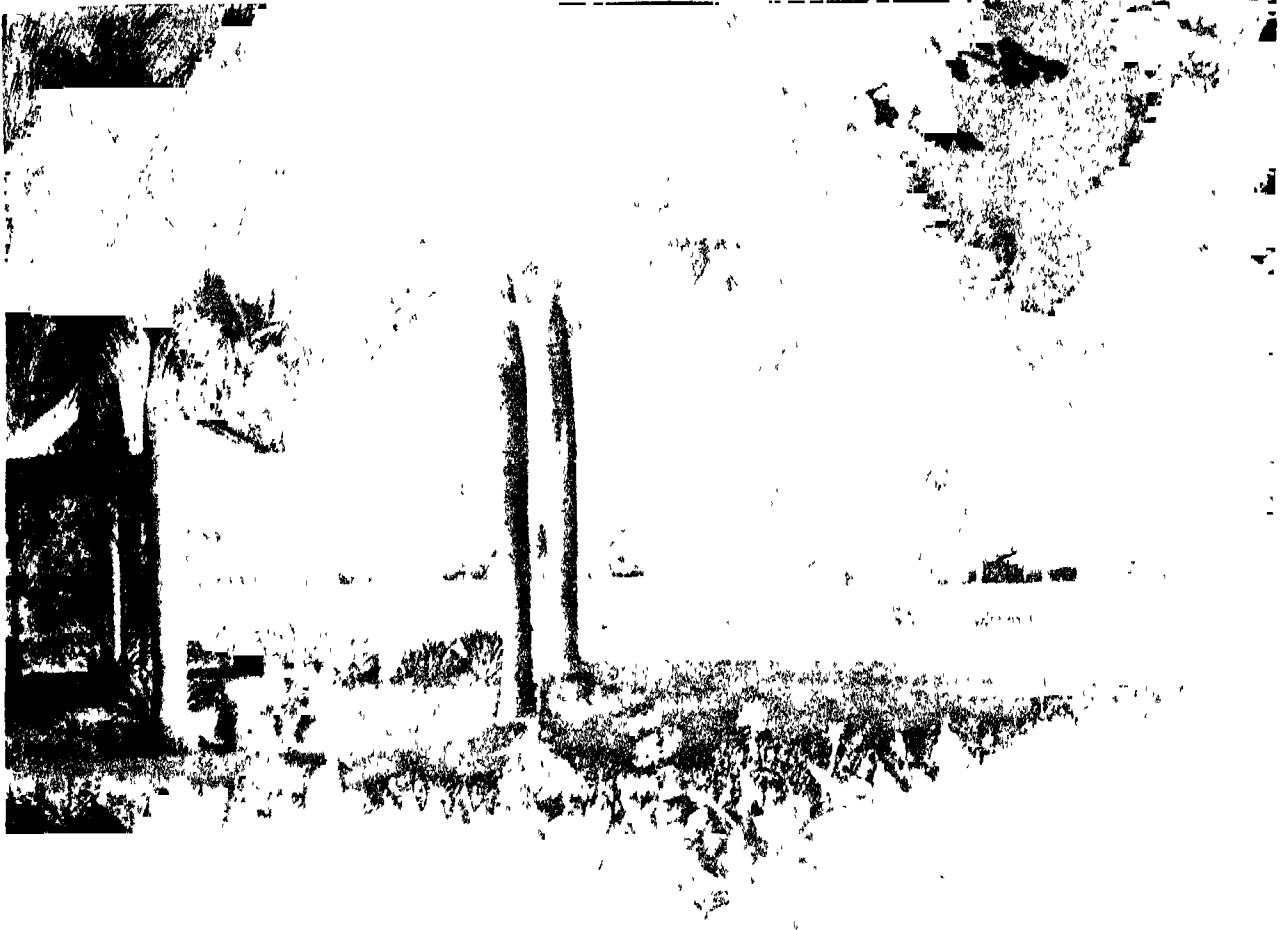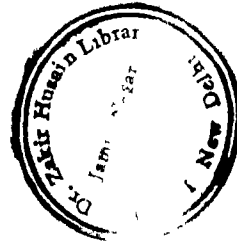
می راج
زادی نمبر، ۲۵ راگست ۱۹۸۴ء
قومی یک جہتی کو فروغ دیجئے
ملک کو مضبوط بنایئے

تمام مذاہب کی روح ایک ہے

"ہم اپنے طور پر عیسائی، ہندو یا مسلمان ہو سکتے ہیں۔ ہمارا مذہب چاہے جو بھی ہو۔ اس تضاد کی تہہ میں ہمارے یہاں وحدت پائی جاتی ہے جو شک و شبہ سے بالاتر ہے۔

آج وقت کی ضرورت، ایک مذہب نہیں بلکہ مختلف مذاہب کے 'ماننے والوں میں باہمی رواداری اور ایک دوسرے کے مذہب کے احترام کے جذبے کا فروغ ہے۔ ہمارا مدعا انتہا نہیں۔ ہم تضاد کے ساتھ وحدت کے خواہش مند ہیں۔ روایات اور موروثی اثرات کو جڑ سے ختم کرنے نیز آب وہوا اور ماحول میں تبدیلی لانے کی کوششیں، نہ صرف قطعی طور پر ناکام ثابت ہوں گی بلکہ انہیں ایک قابل مذمت فعل سے تعبیر کیا جائے گا۔ تمام مذاہب کی روح ایک ہے لیکن یہ روح الگ الگ شکلوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ یہ روح ابد تک برقرار رہے گی، اہل دانش اس کے باہری رنگ و روپ کو نظر انداز کرتے ہوئے داخلی یکسانیت ہی کو خاطر میں لائیں گے۔

آیئے، ہم سب ایسے خیالات بھلا دیں کہ "میں ہندو ہوں، تم مسلمان ہو" یا "میں گجراتی ہوں اور تم مدراسی ہو" ہم سب کو چاہیئے کہ "میں" اور "میرا" کو ہندوستان کی مشترکہ قومیت میں تحلیل کر دیں۔ ہم اسی وقت آزاد ہوں گے جب ہماری ایک بڑی تعداد یہ تہیہ کر لیتی ہے کہ چاہے ڈوبیں یا تیریں ہم ایک ساتھ رہیں گے۔"

مہاتما گاندھی

یوم آزادی خصوصی نمبر

قومی راج

• سالانہ، دس روپے۔ قیمت فی کاپی ۵۰ پیسے •

ہر ماہ کی ۱۰ ر اور ۲۵ ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

"میں عہد کرتا ہوں کہ سچی لگن کے ساتھ آزادی کے استحکام اور قومی یک جہتی کے فروغ کیلئے جد و جہد کروں گا۔ میں اس بات کی توثیق کرتا ہوں کہ میں کبھی بھی تشدد پر عمل نہیں کروں گا اور میری یہ کوشش ہوگی کہ مذہب، زبان، صوبہ، سیاست اور معیشت سے متعلقہ تمام مسائل پُرامن اور دستوری طریقوں سے حل کیے جائیں۔"

جلد ۱۱ ۔۔۔ ۲۵ اگست ۱۹۸۴ء ۔۔۔ شمارہ ۱۶

ترتیب

صفحہ نمبر

منیجنگ ایڈیٹر ریاض احمد خاں ۔ ایڈیٹر فیروزہ فیاض خان

قارئین کی رائے

★ پُشکر ناتھ
اے۔ ۲۳ گرو نجی لواس۔
پریم نگر، نیو پلاٹس۔ جموں ۱۸۰۰۰۵

"قومی راج" مجھے برابر مل رہا ہے۔ نوازش۔ بہت اچھا معیاری اور صاف ستھرا رسالہ نکال رہے ہیں آپ۔ خدا کرے آپ کی کاوشیں اردو زبان کے خوبصورت اور ہرے بھرے چمن زار میں مزید رنگ آمیزی اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے بار آور ثابت ہوں۔
قومی راج کے تازہ شمارے [illegible]

★ احمد علی
باری ٹاکلی۔ ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

'قومی راج' کا ہر شمارہ قابلِ تعریف انداز میں پیش کیا جا رہا ہے اور ہر لحاظ سے آپ تمام حضرات کی محنت قابلِ داد ہے۔ حکومت مہاراشٹر [illegible] اور معلوماتی رسالہ ہر پندرہ دن بعد پورے اہتمام سے شائع کیا جاتا ہے۔

★ کریم الدین
اقبال روڈ۔ دھولیہ (مہاراشٹر)

قومی راج کے معلوماتی اور ادبی مضامین اتنے اہم ہوتے ہیں کہ [illegible] درسی کتابوں میں [illegible] کیا جانا چاہئے۔

• عبد المجید پرویز
یوسف چیمبر، بائیکلہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۲

قومی راج کے عام شمارے اور خاص نمبر ہر ایک سے بڑھ کر ایک ہوتے ہیں اور نہایت عرق ریزی سے آپ لوگ ترتیب دیتے ہیں کہ ہر پہلو ابھر کر سامنے آتا ہے۔ اس سلسلہ میں [illegible] ادارہ اور حکومتِ مہاراشٹر کو جس قدر بھی مبارکباد دی جائے کم ہے۔

• عبد القیوم نازاں
۹۱ [illegible] روڈ۔ بھیونڈی۔ تھانے (مہاراشٹر)

قومی راج جلد ۱۱ شمارہ ۹ نظر نواز ہوا۔ تمام اشعار نظم، غزل اور مضامین پسند آئے۔ ڈاکٹر جگن ناتھ آزاد کی غزل اور نثر نے بے حد متاثر کیا ۔

تیرا ہے یا کھلا تو پھر یہی ہے تخلیق ہے تیری
اب آگے کیا کہوں وہ راز دا تیرا ہے یا میرا

ڈاکٹر ظفر اسلام ظفر کی صاف ستھری اور کامیاب غزل میں پہلے ہی ان کی زبانی سن چکا تھا جس کا ایک شعر [illegible] رہنے میں آیا تھا ۔

چوٹی سے لوگ کھائی میں ذلت کی گر گئے
بے فکر تھے کہ برف کا تودہ پھسل گیا

شعر کے پہلے مصرعے میں کاتب صاحب نے "کھائی میں ذلت کی" کی جگہ "کھائی میں ذلت کے" لکھ دیا جو بابائے اردو مولوی عبد الحق کے بیان کی روشنی میں غلط نہیں ہے ۔

★ شمس الدین
چوک گھنٹہ گھر۔ الہ آباد (یو۔پی)

بمبئی میں تھا تو "قومی راج" ہمیشہ زیرِ مطالعہ رہا۔ یہاں الہ آباد میں اتفاقاً ایک دوست کے یہاں [illegible] تازہ شمارے دیکھنے کو ملے۔ انہوں نے باقاعدہ جلد نمبر کے حساب سے کئی خوبصورت جلدیں بنوا رکھی ہیں۔ رسالہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کافی خوبصورت ہو گیا ہے اور بتدریج ترقی کی طرف گامزن ہے خریداری کی تحریک شروع کر رہا ہوں۔ ایسا شاندار رسالہ گھر گھر پہنچنا چاہئے۔ ادبی مضامین قابلِ قدر ہوتے ہیں۔ اگر چند [illegible] عام [illegible] نکل سکے تو رسالے کے خریداروں میں اضافہ ہوگا۔ [illegible] مخالف، چھوت چھات کے [illegible] اور قومی یکجہتی کی بنیاد [illegible] کہانیاں [illegible] شائع [illegible] قسم کی [illegible] فرمائیے ۔

ترقی و خوشحالی کیلئے ملکی اتحاد کو مضبوط بنایئے
فرقہ وارانہ فسادات کے ذمہ دار قوم دشمن عناصر

یومِ آزادی کے موقع پر وزیرِاعلیٰ کا پیغام

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۳۷ ویں یوم آزادی کے موقع پر ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نشر کردہ ریاست کے عوام کے نام اپنے پیغام میں عوام سے اپیل کی کہ وہ ملک کی ہمہ جہت ترقی کے لئے قومی یک جہتی کو مضبوط بنانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔

آپ کے پیغام کا متن درج ذیل ہے:-

" آج ۱۵ اگست کے دن ہمارے ملک کی آزادی کے ۳۷ برس مکمل ہو رہے ہیں۔ اس موقع پر میں مہاراشٹر کے عوام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حصولِ آزادی کے لئے جنہوں نے قربانیاں دیں، سزائیں کاٹیں، لاٹھیوں کے وار سہے، پھانسی پر چڑھائے گئے اور بندوق کی گولیوں کا نشانہ بنے۔ آزادی کے ان تمام جانباز متوالوں کو یاد کرنا اور انہیں خراجِ عقیدت پیش کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ آیئے آج ایک مرتبہ پھر ہم جدوجہد آزادی میں شہید ہونے والوں کو یاد کرتے ہیں اور انہیں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ ملک کی آزادی کی حفاظت، اس کی ترقی اور اسے مضبوط بنانے کے لئے ہم سب کو ایک لگن سے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔

شہریوں کا یہ سمجھنا کہ حصولِ آزادی کے لئے قربانیاں دے کر وہ ملک کے تئیں اپنے فرض سے دست بردار ہو گئے ہیں، ایک غلطی ہوگی۔ آزادی کو مستحکم نیز اسے عوام کے حق میں سودمند بنانے کے لئے مزید قربانیوں کی ضرورت ہے۔ صعوبتیں برداشت کرنی ہیں۔ ملک کو خوش حال بنانے کے لئے تمام شہریوں کو انتھک کوششیں کرنی ہیں۔

پنڈت نہرو اور شریمتی اندرا گاندھی کی رہنمائی کی وجہ سے ہم نے جمہوریت اور سماج واد کا راستہ اختیار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنٹیفک دائرۂ علم اور جدید ٹیکنالوجی کو بھی آگے بڑھانا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے پنڈت نہرو نے ملک کو جو راستہ دکھایا اور جس پر چل کر ملک نے ترقی کی ہے۔ اسی راستے پر شریمتی اندرا گاندھی بھی گامزن ہیں اور ملک کو آگے بڑھا رہی ہیں ایسا میں محسوس کرتا ہوں۔

ہم نے ابھی تک کامیابی کی کئی منزلیں طے کی ہیں ——— حصولِ آزادی کے وقت ملک میں کچھ بھی تیار نہیں ہوتا تھا لیکن آج بے شمار اشیاء اس دیش میں بنتی ہیں۔ تقریباً ہر میدان میں ہم خودکفیل ہو گئے ہیں۔ پہلے ہم ہر چیز باہر سے درآمد کرتے تھے۔ اب ہم ایسا نہیں کرتے۔ اس کے برعکس ہم چیزیں برآمد کرتے ہیں۔ اس طرح ہم نے ملک کو خوش حال بنانے کے لئے کام کیا ہے۔ ایک طرف تو ملک خوش حال ہو رہا ہے اور دوسری طرف ایسے واقعات رونما پذیر ہوتے ہیں جن سے قومی یک جہتی کو دھکا لگتا ہے۔ اس کی ایک مثال ڈھائی تین مہینہ قبل بھیونڈی میں ہوئے فسادات ہیں۔ فساد بھیونڈی میں ہوا اور تھانے، کلیان اور بمبئی تک پہنچ گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس ملک میں ایسی صورتِ حال کا پیدا ہونا کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ۳۷ برس گزر جانے کے بعد بھی ہم اسی ایک متنازعہ فیہ مسئلے میں الجھے ہوئے ہیں۔ یہ غلط بات ہے دیس باسیوں کو ایک دوسرے پر بھروسہ رکھنا چاہیئے نیز آپس میں مل جل کر بھائی چارے کے ساتھ ملک کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہیئے۔ یہ سب کام ہمیں کو کرنے ہیں ——— لیکن ہم عدم اعتماد کی فضا قائم کرتے ہیں۔ املاک کو آگ لگاتے ہیں انسانوں کا خون بہاتے ہیں۔ ہم کس کا خون بہاتے ہیں؟ ہم غریبوں کا خون بہاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ہمیں کیا حاصل ہوتا ہے؟ حالیہ فساد میں املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ یہ نقصان ملک کی ترقی پر منفی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔ میرے نزدیک یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ہمیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے ملک میں ایسی صورتِ حال پیدا کرنے میں ملک دشمن اور سماج دشمن عناصر سرگرم کار رہتے ہیں۔ ان سے ہماری ترقی دیکھی نہیں جاتی وہ ہماری ترقی کی رفتار کو زک پہنچانا چاہتے ہیں۔ یہ ہم سب کا فرض ہے کہ ملک کی ترقی کی رفتار کو برقرار رکھیں اور ملک دشمن عناصر کے منصوبوں کو ناکام کرنے کے لئے ہم سب کو مل جل کر کام کرنا چاہیئے۔ آزادی کو شاہی حکومت میں تبدیل کرنے کا کام اب انجام پا رہا ہے۔ اس کی رفتار میں تیزی آنی چاہیئے اس کے سوائے دوسرا کوئی چارہ نہیں۔ اگر ہم صرف حقوق کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور اپنے فرائض کی ادائیگی سے دامن بچاتے ہیں تو اس کام کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹیں آئیں گی۔ اگر ہم ایسی رکاوٹوں کا سدِباب کرنے کا اہتمام کرنے میں کامیاب ہوئے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی شک نہیں ہوگا کہ ہم ملک کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کے اہل ہوں گے۔ ملک کی ترقی کی رفتار کو تیز تر کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ آیئے آج یوم آزادی کے موقع پر ہم سب اس فرض کی ادائیگی کا حلف اٹھائیں ملک کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنے کے لئے ہم سب کو آپسی بغض، عناد اور بھید بھاؤ کو بھول کر بھائی چارے کے ساتھ اپنے پڑوسیوں کو ساتھ لے کر کام کرنا ہے۔ اسی جذبے کے ساتھ ہمیں یوم آزادی کا خیرمقدم کرنا چاہیئے۔ مجھے امید ہے کہ ہم اسی جذبے سے کام لیں گے۔

شکریہ! جے ہند!"

قلب و ذہن کی ہم آہنگی

" آزادی کے حصول کے بعد بھارت کا بنیادی مسئلہ کلی طور پر یک جہتی اور باہمی اتحاد کا ہے۔ سیاسی یک جہتی کسی حد تک حاصل ہو چکی ہے مگر یہ ناکافی ہے۔ ہمیں سیاسی یک جہتی سے کچھ زیادہ درکار ہے۔ اس کے لئے یقیناً وقت چاہیئے کیونکہ احساسات اور عمل کا اتحاد قانون بنا کر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ یہ تو دل و دماغ میں پیدا ہونے والی چیز ہے۔ ہاں اس کے لئے سازگار ماحول اور فضا ضرور پیدا کی جاسکتی ہے۔ آج بھارت کا اہم ترین مسئلہ سیاسی یک جہتی کا نہیں بلکہ نفسیاتی طور پر ایک قوم بن کر رہنے کا ہے۔ صوبہ جاتی اور فرقہ وارانہ تعصبات کے خاتمے کے لئے نیز ان تمام اختلافات کو دور کرنے کے لئے جو تخریب اور علیحدگی کی جانب لے جاتے ہیں ہمیں مشترکہ قومیت کے ماحول کو پروان چڑھانا ہے تاکہ تضاد کے باوجود ہم قومی وحدت کی کڑی میں جڑ جائیں۔ اور جس میں محض ظاہری جذباتیت شامل نہ ہو۔ البتہ میں یہ ہرگز نہ چاہوں گا کہ تضاد یکسر ختم ہو جائیں۔ کثرت میں وحدت ہمارا ورثہ ہے مگر ان کے لئے ہم آپسی جھگڑوں میں الجھ کر نہ رہ جائیں۔ اکثر ہمیں دوسروں کے نظریات سے اتفاق کرنا پڑتا ہے چاہے وہ قابلِ قبول ہوں یا نہ ہوں۔ اسی پر جمہوریت کا دارومدار ہے اور اسی کی بنیاد پر ہم نے کانگریس کی تحریک ۴۰ سال تک چلائی۔

یک جہتی سے میری مراد دستوری اور سیاسی یک جہتی نہیں بلکہ احساسات اور عمل کے مشترکہ اتحاد سے ہندوستانیوں کے دل و دماغ میں پیدا ہونے والی یک جہتی ہے۔ "

پنڈت جواہر لال نہرو

قومی یک جہتی سب سے افضل

صدر گیانی ذیل سنگھ

"انسان کو چاہیئے کہ وہ جہاں کام کرتا ہے، اس جگہ کی بہتری کے لئے کوشاں رہے۔ جب میں ایک چھوٹے سے صوبے میں کام کرتا تھا تو میں اس کے حقوق حصولیابی کے لئے برسرِ پیکار رہتا تھا۔ پھر میں پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنا تو ریاست کی فلاح و بہبود کو اپنا نصب العین بنالیا۔ ایک ہی خاندان کے بچے آپس میں لڑتے جھگڑتے ہیں۔ الگ ہوجاتے ہیں مگر خاندان اپنی جگہ جوں کا توں قائم رہتا ہے۔ اسی طرح۔ ہریانہ، ہماچل پردیش اور پنجاب کے رہنماؤں کو چاہیئے کہ نڈر ہوکر اپنے خیالات کا اظہار کریں مگر اس بات کو نہ بھولیں کہ ان کی جداگانہ ریاستیں ایک ہی ملک کا حصّہ ہیں۔ بسا اوقات تقسیم سہولت کے پیشِ نظر کی جاتی ہے مگر اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ ملک کی سالمیت پر حرف آئے۔ جب میں وزیرِ داخلہ بنا تو میں نے اپنے کمرے میں پنجاب کے نقشے کی جگہ بھارت کا نقشہ آویزاں کیا۔ چاہے ہریانہ ہو یا پنجاب، راجستھان یا ناگالینڈ یا تامل ناڈو ہو میری نظر میں سب برابر ہیں۔ میں نے تمام شہریوں کے حقوق کے احترام کی قسم کھائی تھی چاہے وہ کہیں بھی رہتے ہوں۔ کسی بھی مذہب کے پیروکار ہوں اور میں نے اس بات کا بھی عہد کیا کہ میں کسی خاص مذہب کے لئے جانب داری نہیں برتوں گا اور نہ کسی ایک مذہب کو دوسرے پر فوقیت دوں گا۔

اگر ہمارا طرزِ عمل اس طرح کا نہ ہو تو ہم صحیح معنوں میں مسلمان، سکھ یا ہندو کہلانے جانے کے اہل نہیں۔ مذہب ہر انسان کا ذاتی معاملہ ہے۔ ہندوستانی ہونے کے ناطے ہمیں تمام مذاہب کا احترام کرنا چاہیئے۔ میں تمام مذاہب کے مقدس مقامات کی زیارت کرتا ہوں۔ چاہے مسجد ہو یا مندر، کلیسا ہو یا گردوارہ۔ میرا عقیدہ ہے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے اسے انسانوں میں بھی کھوجا جاسکتا ہے۔ میرے نزدیک انسانیت افضل ترین مذہب ہے۔

سائینس کے معجزوں سے بھی ہم ان تمام عظیم ہستیوں کو واپس نہیں لا سکتے جو ہمیں اس دنیا سے چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ بھگوان کرشن اور بھگوان رام کی تواریخ کا ہمیں علم نہیں۔ بھگوان مہاویر اور مہاتما بدھ بالترتیب ۲۵۸۲ اور ۲۵۲۷ برس قبل اس دنیا میں موجود تھے۔ یسوع مسیح کو ۲۰۰۰ سال ہوجائیں گے۔ حضرت محمدؐ ۱۵۰۲ سال قبل پیدا ہوئے۔ گرونانک کا عہد ۵۰۰ سال قبل کا ہے۔ یہ تمام عظیم ہستیاں مختلف مقامات پر پیدا ہوئیں مگر ان تمام مذاہب کے ماننے والے ہندوستان میں موجود ہیں اور اس کے باوجود انہوں نے اپنی تہذیب اور قومی ورثے کو بچاکر رکھا ہے۔ کثرت میں وحدت کی واحد مثال یہاں ملتی ہے۔

پوری دنیا مل کر کسی ایک مذہب کو نہیں مان سکتی البتہ ہر مذہب کا احترام ضروری ہے۔ اسی سے اتحاد کی فضا قائم ہوگی۔ ہمیں ملک میں اتحاد کو قائم رکھنا ہے۔ ہندو مسلم اتحاد یا ہندو سکھ اتحاد کا نعرہ کہیں یہ تاثر نہ پیدا کرے کہ ہم الگ الگ قومیت کے ہیں کیونکہ ہم سب سے قبل ہندوستانی ہیں۔ ہندو، مسلم، سکھ یا عیسائی بعد میں۔ ہم سب ایک ملک کی ایک قوم ہیں۔"

(۷ جولائی ۱۹۸۳ء کو سنجیو ہسپتال کرنال کے افتتاح کے موقع پر صدرِ ہند شری گیانی ذیل سنگھ کی افتتاحی تقریر پر مبنی)

قومی یک جہتی، دفاعِ ہند کی داخلی لائن
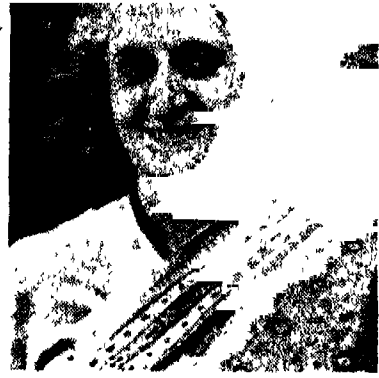
وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی

میں ہر اس اقدام کا خیر مقدم کرتی ہوں جو لوگوں کو ایک دوسرے سے قریب تر لائے لیکن مقابلہ آرائی کے لئے نہیں بلکہ مختلف فرقوں، مختلف نسلوں، مختلف قوموں کے درمیان ملانے والے پل کے طور پر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اپنے ملک میں قومی یک جہتی کو اتنی زبردست اہمیت دی ہے۔

قومی یک جہتی ملک کے دفاع کی داخلی لائن ہے ـــ جو ہماری قومی سرحد کی حفاظت کا فرض، خانگی اور شہری امور میں، ڈیفنس سروسیز کے جزو ثانی کے طور انجام دیتی ہے۔

کوئی ملک دفاع کو نظرانداز نہیں کرسکتا' ایسا سوچنا خام خیالی ہی ہوگی کہ وہ ایک خود مختار آزاد ملک ہے اس لئے اس کے پڑوسی اس پر حملہ آور نہیں ہوں گے اسکے لئے ہمیشہ چوکنا رہنا ہوگا۔ یہاں تک کہ کہیں وہ ٹکنالوجی میں بھی پیچھے نہ رہ جائے۔ اسی طرح ہمیں یہ یاد رہنا کرلینا چاہیئے کہ صرف اس لئے کہ ہم آزاد ہیں اور ہمارا ایک دستور بھی ہے۔ ہماری سماجی ہم آہنگی قائم و دائم رہے گی۔ اس کی حفاظت کرنی ہوگی۔ البتہ ایک معاملے میں ہم دفاعی فوج رکھتے ہیں جو حفاظت کا فرض انجام دے گی لیکن دوسری طرف قومی محاذ پہ یہ کام پوری طرح کل شہریوں کو انجام دینا ہوگا۔

اندرون ملک اور بیرون ملک بہت سی طاقتیں مصروف کار ہیں جو ہمیں کمزور بنانے کے درپے ہیں ـــ جو مختلف مذہبوں، زبانوں، علاقوں اور جاتیوں کے درمیان شکوک کے بیج بونے کا کام کرتی ہیں۔ کرۂ ارض پر نظر ڈالئے۔ کیا ترقی پذیر ملکوں میں سے سب نہیں تو اکثر ایک ہی جیسے خطروں اور دشواریوں سے دوچار نہیں ہیں؟

ہم ہندوستان کے رہنے والے ایک قدیم قوم ہیں۔ دنیا نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے کہ ہمارا ملک انڈیا، ہندوستان یا بھارت ورش کے نام سے معروف ہے لیکن ہمیں بھولنا چاہیئے کہ ایک جدید قوم کی حیثیت سے ہم اب بھی بہت کم عمر ہیں۔

ہمیں اپنی طول طویل تاریخ میں بڑی اور چھوٹی یا مختصر وفاداریوں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ ہم اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ ہمارے بہت بڑے بڑے سنتوں اور حکمرانوں نے ہمیشہ اس پورے ملک کو ایک ہی تسلیم کیا تھا۔ ہمارے پاس اس کی مثال دینے کے لئے ایسی چمک دار اور روشن ہستیاں ہیں جیسے شنکراچاریہ، گرونانک جی، گرو گوبند سنگھ جی وغیرہ۔ اکثر ہم سیاسی طور پر بھی ایک ہی رہے ہیں۔ چنانچہ یہ صورتِ حال اشوک، سمدرا گپت، اور اکبر کے زمانے میں ایک روشن سچائی تھی۔ ان سب حکمرانوں نے رواداری اور باہمی میل جول پر بہت زیادہ زور دیا تھا۔

اس وقت بھی جب ہم مختلف سیاسی سلطنتوں میں تقسیم ہو چکے تھے، ہمارے ذہنوں میں یہ اعتقاد جاگیا تھا کہ ہم ہندوستانی ہیں۔ جب کبھی ہمارے اتحاد میں پھوٹ پڑی تو وہ معاشی اور سیاسی حیثیت سے ہمارے لئے نہایت گراں ثابت ہوا۔ جب جب تنگ ذہنی کا مظاہرہ کیا گیا تو اس کا نتیجہ باہمی جھگڑے کی شکل میں نمودار ہوا، اور جب بھی ہم نے نئے تصورات سے چشم پوشی کی تو اس سے ہماری کو تاہی سامنے آئی نتیجتاً ہم پر غیر ملکی تسلط قائم ہوگیا۔

سیاسی اتحاد کی اشد ضرورت

تاریخ کے اسباق اور زندگی کے ہم عصر ادوار کا تقاضا ہے کہ سیاسی اتحاد پر انتہائی زور دیا جائے۔

ہم سب کسی نہ کسی مذہب کے پیروکار ہیں۔ ہندوستان ہی کے کسی نہ کسی علاقے میں ہماری پیدائش ہوئی۔ ہماری کوئی خاص مادری زبان بھی ہے لیکن ان میں سے کوئی ایک بات بھی ہماری ہندوستانیت اور ہمارے ہندوستانی

ہونے میں رکاوٹ نہیں بننی چاہیئے۔

جسٹس بیگ نے ایک شہری مذہب کی ضرورت کے بارے میں کہا تھا۔ میں ان کے خیال سے متفق ہوں لیکن اسی بات کو کچھ مختلف انداز میں بیان کرنا چاہتی ہوں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ کوئی شخص یہ بھی سوچے کہ ہم اسے دو مذہبوں کو اپنانے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ ہم ہندو، مسلم، عیسائی، سکھ یا اور کسی مذہب کے اچھے پیروکار ہوتے ہوئے بھی، ایک اچھے ہندوستانی ہو سکتے ہیں، بلکہ ہیں۔ ہمارا شہری ہونا ہم سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ ہم اپنے مذہب اور اعتقاد کے ساتھ اپنی وفاداریاں ترک کر دیں۔ ہم اپنی پسند کے مذہب پر عمل کر سکتے، اپنی پسند کی زبان بول سکتے اور ساتھ ہی اپنے شہری فرائض یکساں تندہی سے انجام دے سکتے ہیں۔ ہم صحیح طور پر اپنے مذہب کے ماننے والے تب ہی ہو سکتے ہیں جب ہم دوسروں کے اس حق کو تسلیم کریں کہ انہیں بھی اپنے اپنے مذہبوں کا صحیح پیروکار ہونا چاہیئے۔ ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ کسی امر میں ہر ایک کو اتنا ہی حق حاصل ہے جتنا حق کہ کسی دوسرے کو حاصل ہے۔

جسٹس بیگ نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ قومی یکجہتی کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا احساس دوسروں کے احساس کے ساتھ اتفاق رکھتا ہو۔ اتنے پر ہی بس نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم ایک ملک کے تو ہیں۔ باہمی جھگڑے اور تناؤ تو ہوا ہی کرتے ہیں۔ درحقیقت ہمارا خیال تھا کہ ان میں سے بعض باتیں، آزادی ملنے کے بعد، بالکل ختم نہ ہوتیں تو کم ضرور ہو جائیں گی لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ فرقہ پرستی، ذات پرستی اور کئی طرح کی جہالتیں سر اٹھا رہی ہیں، جو ملانا اور مضبوط بنانا تو الگ رہا، تقسیم اور پھوٹ کی طرف لے جا رہی ہیں۔ یہ ساری باتیں ایسی ہیں جن سے تشدد اور جرم کو بڑھاوا مل رہا ہے۔ تشدد انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ چاہے وہ بین الاقوامی تعلقات میں نیوکلیائی کی صورت میں ہو یا شہری یا ذاتی معاملات میں استعمال کیا جائے۔

پر تشدد واقعات ملک کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ یہ واقعات کہیں بھی ہوں چاہے دہلی میں یا کہیں اور ان سے نہ صرف ہمارے ملک کا وقار ختم ہوتا ہے بلکہ اس قسم کے رجحانات اتحاد کے بخیئے ادھیڑنے لگتے ہیں۔

ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم قومی یکجہتی کی تبلیغ تو ضرور کرتے ہیں مگر دل سے اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔

شک وشبہات، توہمات اور غلط فہمیاں پیدا ہونے میں چنداں دیر نہیں لگتی لیکن ان کو ختم کرنا جوئے شیر لانا ہے۔

بعض اوقات ہم سوالوں کے اطمینان بخش جوابات نہیں دے پاتے ہیں کیونکہ نرم رویہ اختیار کرنا اور سخت روی نہ برتنا قدرے آسان ہے مگر اس طرح اپنی بات نہیں منوائی جا سکتی۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہمیشہ سختی برتی جائے میں خود اس کی قائل نہیں مگر بسا اوقات ہمیں سخت اقدام کرنے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں رہ جاتا۔ جب بنیادی مسائل سے متعلق سوال اٹھتے ہیں اور بنیادی قدروں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور جس کی وجہ سے ہمارا استحکام متزلزل ہونے لگتا ہے تب ہر شہری کو اپنی ذمہ داری کو سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیئے کہ آنے والی نسل کا مستقبل تاریک نہ ہو، وہ چاہے اندرون ملک ہو یا بیرون ملک اپنے خیالات کا اظہار نڈر ہو کر کرنا چاہیئے۔

بیرون ملک میں ان معاملات میں بڑے پیمانے پر غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور میں کہوں گی کہ جان بوجھ کر غلط بیانیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اسے روکنے کی کوشش کرنا چاہیئے اور غلط پروپیگنڈے کو بے اثر بنانا چاہیئے۔

اس میٹنگ میں مختلف اداروں شعبوں اور گروہ کے لوگ شامل ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اس بات پر غور کریں اور ایسی راہ نکالیں جس سے بیرون ملک ہندوستانیوں کو صحیح حالات کا علم ہو سکے اور ان سے کسی طرح رابطہ قائم کیا جائے۔ اس سے بھی زیادہ اہم یہ ہے کہ ملک کے اندر شک وشبہات، تعصبات اور غلط فہمیوں، افواہوں کو ختم کیا جائے غلط پروپیگنڈے سے بچا جائے اور پھر سے خیرسگالی اور باہمی اتحاد کی فضا کو پیدا کیا جائے جو آزادی کی جنگ لڑتے وقت ہندوستان میں قائم تھی اور جس کی وجہ سے ہمیں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔

خواجہ احمد عباس

قومی یکجہتی

"جنگیں سب سے قبل انسانوں کے ذہنوں میں جنم پاتی ہیں۔" یونیسکو (UNESCO) کے چارٹر میں درج اس جملے میں جتنی سچائی ہے اتنی ہی سچائی اس بات میں ہے کہ ہندوستان میں فرقہ واریت، صوبہ پرستی اور ذات پات سے جھگڑے بھی عملی جامہ پہننے سے قبل ہمارے ذہنوں میں پنپتے ہیں۔ ان انتشار پسندانہ رجحانات کو دور کرنے، عقلیت اور روشن خیالی کی فضا کو برقرار رکھنے کا اگر کوئی مؤثر علاج ہے تو وہ ہے تعلیم۔ تعلیم کے ذریعے ہی ذہنوں میں تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ لڑائی جھگڑوں کے بجائے باہمی تحفظ، نفرت کے بجائے محبت، تنگ نظری کے بجائے روشن خیالی تعلیم کے ذریعے لائی جا سکتی ہیں۔

امریکہ کے لیے ڈینیل ویبسٹر نے تقریباً ایک صدی قبل جو بات کہی تھی وہ آج بھی حالات کے مدنظر ہندوستان پر لاگو ہوتی ہے۔ اس نے کہا تھا "ملک کو بیرونی دشمنوں سے کوئی خطرہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی خطرہ ہے تو وہ اپنے ہی لوگوں کی جہالت، لاپرواہیوں اور غفلتوں سے ہے۔"

"ہماری تین سیاسی پارٹیاں — کانگریس — جنتا (جس سے سوشلسٹ بھی مل گئے ہیں) — اور کمیونسٹ نے لوگوں کو جنگ جو اور ادعائی بنا دیا ہے جس طرح کی سیاسی تعلیم عوام کو دی جا رہی ہے اس سے انہیں مرعوب کرنا اب ایک مشکل کام ہو گیا ہے۔ عقلیت پسندی۔ روشن خیالی — اور تہذیبی تعلیم کو یکسر بھلا دیا گیا ہے۔ لوگ اب تک توہمات، تعصبات اور ضعیف الاعتقادی میں یقین رکھتے ہیں جن سے فرقہ واریت، صوبہ پرستی اور ذات پات کے جھگڑے اور بڑھتے ہیں۔ اس کی ایک مثال پیش ہے کہ پچھلے انتخابات میں یوپی اور بہار کے کسانوں نے لازمی نس بندی کے خلاف مظاہرہ کرنے کے لیے خود کو نمایاں کرنے میں کافی جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ کیونکہ انہوں نے یہی سمجھا کہ خاندانی منصوبہ بندی کا مطلب ہے ان کی خوشگوار جنسی زندگی میں بادھا ڈالنا اور یہ کہ نس بندی کر کے انہیں جنسی لذتوں سے محروم کرنا۔

ہم غیر طبقاتی اور ذات پات سے مبرا سماج کی تشکیل کا خواب دیکھتے ہیں لیکن انتخابات کے وقت ان تمام باتوں کو بالائے طاق رکھا جاتا ہے۔ اس وقت ہم ہندوستانی نہیں رہتے بلکہ راجپوت، اہیر، ویش، مسلمان (مسلمانوں میں بھی سنی، شیعہ، انصاری اور شیخ یا سید) یا کرسچین (یہاں بھی پروٹسٹنٹ اور کیتھولک) ہو جاتے ہیں۔

انتخابات میں عوام سے اپیل کرتے وقت ذات پات کا حوالہ دینا یا مذہب اور صوبہ پرستی کا سہارا لینا ہمارے سیکولرازم کے سخت خلاف ہے۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ پچھلے انتخابات میں ذات پات کا حوالہ کم دیا گیا۔

صوبہ پرستی اور علاقائی تعصبات ہمارے ملک کے لئے سب سے بڑے خطرے ہیں۔ مقامی پارٹیاں جمہوریت کی جڑوں کو کاٹتی ہیں اور روشن خیالی کو پیدا ہونے نہیں دیتیں۔ اس سے سماجی یگانگت کو ضرر پہنچتا ہے۔ "ہم آپ سے برتر ہیں" یہ رجحان ختم ہونا چاہیئے اور انسان دوستی کی پرورش ہونی چاہیئے۔

لسانی تفریق بھی جڑیں پکڑ رہی ہے۔ یہ خیال کہ ایک زبان دوسری زبان سے بہتر اور اس کے بولنے والے دوسری زبانوں کے بولنے والوں سے افضل ہیں۔ آپس میں نفاق پیدا کرتا ہے اور جمہوری قدروں اور قومی یکجہتی کو ضرر پہنچاتا ہے۔

روشن خیالی اور عقلیت پسندی کی کمی کی بنا پر ۱۹۷۸ء میں بمبئی کی ایک مل کی ٹریڈ یونین نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔ وجہ محض اتنی تھی کہ ہندو کامگار مسلمان کامگاروں کے ساتھ کام کرنا نہیں چاہتے تھے۔

اسی طرح ایک اور ادارہ جو کہ 'شیواجی پارک سورکشا دل' کہلاتا ہے، نے اکثریت ووٹوں سے یہ بات منوائی کہ 'آزاد ہند فوج' کے رضاکاروں کو کام نہیں دیا جائے گا۔ اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ انہوں نے ایک مسلمان کو بھی اس میں شامل کر لیا تھا۔ ایک سمجھدار سیٹھ جی نے جو کہ اپنے آپ کو گاندھی جی کا پیرو سمجھتے تھے کہا کہ "ہم ایک مسلمان پر کس طرح بھروسہ کر سکتے ہیں۔"

مذہبی رواداری کو بڑھاوا دینا اور فرقہ واریت کو کم کرنا آسان بات نہیں۔ ایک مرتبہ کشمیر فرنٹ پر مجھے بتلایا گیا کہ چند پاکستانی حملہ آوروں کو ہمارے نوجوان "موسلا، موسلا" کہہ رہے تھے۔ یہ الفاظ پورے مسلمانوں کے لئے توہین آمیز طور پر استعمال کئے جاتے ہیں۔ ایسا کرنے سے سیکولرازم کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ ایسا کہنے سے قبل انہیں تمام کشمیر کے مسلمانوں اور دیگر مسلمانوں کو — جو ہندوستانی ہیں اور مقبول شیروانی اور بریگیڈیر عثمان کو نہیں بھولنا چاہیئے۔ جو کہ ان کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔ اگر وہ اپنے گاؤں میں مسلمانوں کو "موسلا" کہنے کی تعلیم دیتے ہیں تو یہ مسلمانوں میں ان کے خلاف غم و غصہ پیدا کرتا ہے۔ جو نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مذہبی رواداری ہی سیکولرازم کی بنیاد ہے۔

ایسے ماحول میں ان رجحانات کے خلاف کیسے لڑا جا سکتا ہے۔ مانا کہ ہمارے طریقۂ تعلیم کی بنیاد سیکولرازم اور سوشلزم پر ہے لیکن مذہبی رواداری اور مختلف مذاہب میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی بھاؤنا کی تعلیم بال واڑی کنڈرگارٹن سے ہی شروع کرنا چاہیئے۔

پنڈت نہرو نے ایک مرتبہ طلباء کے ایک گروپ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اگر وہ ملک میں انقلاب لانا چاہتے ہیں تو اسے سب سے پہلے اپنے ذہنوں میں پیدا کریں تعلیم و تہذیب کے ذریعے۔ اور چالیس سال بعد ماؤزے تنگ نے چین میں "تہذیبی انقلاب" برپا کیا۔

تعلیم کا نیا نظریہ روشن خیالی عقلیت پسندی اور انسان دوستی کو تقویت پہنچاتے گا جس کی بنیاد پر سیکولرازم اور سوشلزم کو مندرجہ ذیل طریقوں سے پھیلایا یا مقبول عام کیا جا سکتا ہے۔

(۱) کنڈرگارٹن میں تمام بچے ہم زبان ہو کر قومی ترانے گائیں۔ اسی طرح مختلف مذاہب اور فرقوں میں ہم آہنگی کا بیج پڑے گا اور ایسے گیت مہیا نہ ہوں تو خاص طور پر شعراء سے لکھوائے جائیں اور قومی سطح پر نشر کئے جائیں۔ ٹی۔وی اور ریڈیو کے ذریعے ایسی کہانیاں اور ڈرامے لکھے جائیں جو بچوں میں آپسی محبت کو بڑھاوا دیں اور ایک دوسرے کے مذاہب کی عزت کرنا سکھائیں۔

(۲) بڑے بچوں کی تاریخ کی کتابیں از سر نو لکھی جائیں اور آریہ اور دراوڑ کے باہمی اختلاف کو اچھالا نہ جائے، بلکہ دونوں تہذیبوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جانا سکھایا جائے اس کے علاوہ شیواجی اور اورنگ زیب وغیرہ کے اسباق کو عقلیت پسندی کی بنیاد پر لکھا جائے۔ اور دونوں کی اچھی باتوں کو پیش کیا جائے اور یہ واضح کیا جائے کہ اورنگ زیب اپنے عقائد میں جتنا سخت ہندوؤں کے لئے تھا اتنا ہی مسلمانوں کے لئے بھی تھا۔ شیواجی کے عروج میں مسلمانوں کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو کہ اس کے جھنڈے تلے جمع ہوئے تھے اور ان جنرلوں کو بھی نہیں بھولنا چاہیئے (مثلاً ارٹیلیری افسر ابراہیم گاردی) جنہوں نے شیواجی کے لئے جنگیں لڑیں۔ شیواجی کو سیکولر لیڈر اور ہیرو جیسا کہ وہ تھے پورے ہندوستان کا بتایا جائے نہ کہ ایک فرقہ کا یا ایک قوم کا۔

اسی طرح رامائن اور مہابھارت کی کہانیوں کو پھر سے لکھا جائے۔ تاکہ یہ نظریہ کہ دراوڑ غیر تہذیب یافتہ تھے جبکہ وہ ثقافتی طور پر آریوں سے زیادہ مہذب تھے واضح ہونا چاہیئے اور تاریخ اس طرح لکھی جانے کہ یہ جنگ دو تہذیبوں کے درمیان تھی اور دونوں ایک دوسرے سے کسی طرح کم نہیں تھیں نہ کہ تہذیب یافتہ آریہ اور غیر تہذیب یافتہ دراوڑوں

سے مابین جنگ بتائی جائے۔ اس قسم کی تعلیم باہمی تحفظ، آپسی اتحاد کو بڑھاوا دے گی اور فرقہ واریت، صوبہ پرستی اور ذات پات کے جھگڑوں کو کم کرنے میں نوجوان طالب علموں کی مدد کرے گی نیز تمام اسکولوں میں اسمبلی شروع کی جائے اور سیکولر قومی ترانے گائے جائیں۔ نصاب کی کتابوں اور دیگر اسکولوں میں پڑھائی جانے والی کتابوں میں جو کہ تاریخ سے متعلق ہوں۔ تمام تاریخی کرداروں کو سیکولر اور انسان دوستی کی بنیادوں پر لکھا جائے اور ایسی باتیں جو تعصبات پیدا کرتی ہیں۔ ان سے بچا جائے بلکہ تمام مذاہب کو عزت کی نگاہ سے دیکھنے اور تمام مذہبی رہنماؤں کی عزت کرنا سکھایا جائے۔

(۴) اسکولوں اور تعلیمی اداروں کو چاہیئے کہ وہ مذہبی تعلیم کا کام والدین کے اور خاندان کے سپرد کر دیں۔ اس کے برعکس اخلاقیات کی تعلیم اسکولوں اور درس گاہوں میں دی جائے جو کہ تمام طلبا کیلئے ایک ہو۔ جن میں انسانی قدروں، روشن خیالی۔ عقلیت پسندی اور اچھے کاموں کے لئے دی گئی لوگوں کی قربانیوں کو اجاگر کیا جائے۔

(۵) تعلیم بالغان تمام لوگوں کے لئے ہو چاہے ان کا پیشہ کچھ بھی ہو یعنی وہ کسان ہوں یا مزدور اور ان کے پیشوں سے متعلق اس تعلیم کے دوران انہیں سیکولرازم اور سوشلزم کے بارے میں سبق دیا جائے۔ اسی طرح کے پروگرام ٹی۔وی اور ریڈیو سے بھی نشر کئے جائیں اور خاص طور پر دیہی علاقوں میں علاقائی زبان میں ان لوگوں کی سماجی اور ثقافتی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر نئی راہیں تلاش کی جائیں تاکہ ان کے ذہنوں کو بدلا جا سکے۔

(۶) لوک تماشوں، نوٹنکی، لوک رقص، جاترا وغیرہ کے ذریعے قومی پالیسیوں کو بتایا جائے۔ خاص طور سے کٹھ پتلی کے ناچ سے یہ اظہار موثر طور پر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے کٹھ پتلی کا ناچ دکھانے والے کو خصوصی تربیت دی جائے اور اسے قومی پالیسیوں اور پروگراموں کو بتایا جائے۔ ایسے کاموں کی ترغیب کی خاطر اس کی ہر ممکن مدد کی جائے۔

(۷) ایسے ترقی پسند ادیب جو قومی یک جہتی پر لکھتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور قومی پروجیکٹوں پر انہیں لکھنے کی ترغیب دی جائے۔ قومی پروجیکٹوں کو لے کر وہ ناول کہانیاں یا فلموں کے اسکرپٹ لکھیں تاکہ سیکولر رجحانات پیدا ہوں۔ قومی یک جہتی پر مبنی فلموں کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں تفریحی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ سنسر بورڈ سے کہا جائے کہ ایسی فلموں کے لئے نرم رویہ اختیار کرے اور انہیں ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے میں مدد دے۔

ادیبوں اور فنکاروں کو قومی پروجیکٹ سے علاقوں کا دورہ کرنے کی سہولتیں دی جائیں تاکہ وہ انہیں اپنا موضوع بنا سکیں۔

(۸) نصابی کتابیں (خاص طور سے تاریخ ہند) از سر نو لکھی جائیں اور یہ تبدیلی یونیورسٹی کی سطح تک ہو۔ ریسرچ کے کاموں کو سراہا جائے اور سیکولر احساسات اور باتوں کو زیادہ سے زیادہ سامنے لانے کی کوشش کی جائے۔

(۹) ایسے اقدام کئے جائیں کہ ہمارا دفاعی فورس زیادہ سے زیادہ سیکولر ہو جوانوں کے لئے خصوصی تربیتی کورس رکھے جائیں۔ سکھ اور جاٹ رجمینٹس جیسے ناموں کو تبدیل کیا جائے۔ ان کے بجائے ہمارے قوم کے معماروں اور رہنماؤں کے نام انہیں دیئے جائیں۔ جیسے جھانسی کی رانی، بہادر شاہ ظفر، تانتیا ٹوپے، سبھاش چندر بوس، اشفاق اللہ خاں اور بھگت سنگھ وغیرہ۔

(۱۰) سرکاری افسران کے ذریعے ہر سطح پر قومی یک جہتی کی توقع کی جاتی ہے چاہے وہ مرکز سے وابستہ ہوں یا ریاستی حکومتوں سے۔ ان کے لئے بھی خصوصی کورس تیار کئے جائیں جو قومی یک جہتی کی تعلیم دیں تاکہ وہ اس تعلیم کی روشنی میں اپنے ماتحتوں سے بہتر سلوک کریں اور انہیں فرقہ واریت اور صوبہ پرستی نیز ذات پات کے جھگڑوں سے بالاتر کرنے میں مدد دیں۔ سیکولرازم اور سوشلزم کو مضبوط کریں۔ قومی یکجہتی اور جذباتی ہم آہنگی ایک دن کا کام نہیں۔ اس کی حصولیابی کے لئے سخت محنت کرنا ہوگی اور اس مشکل مسئلہ کو تعلیم اور تعلیمی ذرائع سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حسن نعیم
سی ۔ ۹ ۱۳ شالیمار
ایس ۔ وی روڈ ۔ لوئیگ نگر،
دہیسر (مشرقی)، بمبئی ۔ ۶۸

ہندوستانی موسیقی
متحدہ قومیت کا ایک دل کش اظہار

ہندوستان کی اصل روح اس کی رواداری، متنوع مذہبی اقدار اور روحانیت کی مسلسل تلاش میں پوشیدہ ہے، اس حقیقت کا اظہار غالباً یہاں کی موسیقی میں نہایت دل کش انداز میں ہوا ہے۔

اس ملک میں اتنی زبانیں، مذاہب، رسم ورواج اور اظہارِ ذات وصفات کے طریقے ہیں کہ اگر یہاں کی موسیقی میں بہت ساری مشترکہ قدریں نہ ملتیں تو ہندوستانیت کی شناخت ایک اور نزاعی مسئلہ بن جاتی۔

اس وقت ساری دنیا میں ہندوستان کی موسیقی کو سراہا جارہا ہے۔ موسیقی کے علاوہ ہندوستانی رقص کو بھی نظرِ تحسین سے دیکھا جارہا ہے جس کا یہاں کی کلاسیکل موسیقی سے گہرا تعلق ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے ممکن ہوا کہ اس زمین کا "جینئس" یہاں کے فنونِ لطیفہ خاص کر موسیقی، رقص اور شاعری میں کافی اعلا پیمانے پر ہوا ہے۔ شاعری میں خاص طور سے اردو غزل نے نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزل گائیکی جس کی بنیاد یہاں کی کلاسیکل موسیقی ہے، آج سارے ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ مغرب ومشرق کے ممالک میں بے حد مقبول ہورہی ہے۔

ہندوستان کی قدیم ترین موسیقی، لوک گیتوں سادہ دھنوں اور
ی لغموں کے فارم میں عبادت گاہوں کے علاوہ موسمی تہواروں
شادی بیاہ کے موقعوں پر گائی جاتی تھی۔ جب آریائی نسل کے
یہاں آئے تو ان کے ساتھ ان کی موسیقی، اور اس کے قواعد وضوابط
ساتھ آئے۔ رفتہ رفتہ مقامی موسیقی اور آریائی نسل کی [illegible]
مسلسل میل سے دھرپد اور دھمار (دھمال) نے جنم لیا اور
کر کے باضابطہ ایک اعلیٰ فن کا درجہ حاصل کرلیا۔ اس
ی میں ظاہر ہے کہ برہمنوں کا بہت ہاتھ تھا جو سنسکرت زبان
ماہر تھے اور موسیقی کے گرامر سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔

انہوں نے سروں اور تالوں کے تعین سے اسے گیان اور دھیان کا ذریعہ بنادیا۔ غرضیکہ دھرپد اور دھمال طرز کی موسیقی میں یہاں کے سابق باشندوں اور نئے بسنے والوں، دونوں کے مزاج، طریقۂ فکر اور جمالیاتی حس کی کارفرمائی تھی۔

اس طرح جب عرب ممالک، ترکستان اور ایران سے وہاں کے مسلمان یہاں آئے تو ان کے ساتھ بھی موسیقی کا ایک الگ انداز اور ایک نئی روایت ساتھ آئی، اگرچہ ایرانی بھی آریائی نسل کے لوگ تھے۔ لیکن ان کی موسیقی مقامی اثرات اور جغرافیائی حالات کے باعث

ارچ

مختلف طریقوں سے گائی جاتی تھی لیکن بہت ساری مماثلتیں پہلے سے ہی موجود تھیں، اسی طرح ان کے سازوں کی ساخت اور آواز نکالنے کا انداز بھی قدرے مختلف تھا۔ رفتہ رفتہ دونوں طرز کی گائیکی ایک دوسرے سے قریب آنے لگی اور ایک نئے رنگ کا خیال گائیکی کے روپ میں وجود ہوا۔ ایک عام خیال ہے کہ حضرت امیر خسرو ہی کے زمانے میں خیال گائیکی کا جنم ہو چکا تھا لیکن کوئی دو سو برسوں کے بعد راجہ مان سنگھ تومار اور جونپور کے سلطان حسین شرقی کے باعث خیال گائیکی نے نئی کلاسیکل موسیقی کا درجہ پایا، پھر بھی صدیوں تک یہی رواج رہا کہ تمام کامل فن گانے والے دھرپد اور دھمار بھی سیکھتے تھے اور خیال بھی، خواہ وہ دونوں میں سے کسی کسی طرز میں گاتے ہوں۔ لگ بھگ پچاس برس قبل تک دونوں طریقوں کو سیکھنے کا نامی گویوں میں چلن عام تھا۔ آج بھی جو کاملانِ فن ہیں، وہ دونوں طرزوں سے کم از کم واقف ضرور ہوتے ہیں خواہ وہ "دھرپدئے" ہوں کہ "خیالئے"۔

گزشتہ کئی صدیوں کی تاریخ یہی ہے کہ دھرپد، دھمار اور خیال کی ترقی میں ہندو اور مسلمان گویوں نے مل کر حصّہ لیا ہے۔ بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلمان گویوں نے ہی ان کو کم و بیش اس مقام پر پہنچایا ہے جہاں یہ آج ہیں۔ یہ بات وہ خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ باکمال فنکاروں میں مسلمانوں کی اکثریت رہی ہے اور تقریباً سبھی گائیکی کے پرانے گھرانے مسلمان گویوں کے ہی باعث اپنی الگ پہچان اور مقبولیت رکھتے ہیں۔ ان کی آپس میں چشمکیں رہتی تھیں اور بڑی حد تک آج بھی ہیں۔ جس کسی نے بھی اپنے گانے میں کوئی نیا رنگ نکالا یا کوئی نئی خوبصورتی پیدا کی وہ دوسرے گھرانے والے کے لئے رشک و حسد کا باعث ہوا۔ اس میں مذہب و ملت کی کوئی تفریق نہ تھی، اسی طرح کوئی بڑا فنکار اپنا فن آسانی سے دوسرے گھرانے والے کو تو کیا خود اپنے خاص شاگردوں کو بھی سکھانے کے لئے تیار نہ ہوتا تھا۔ اسی باعث یہ تعصب عام ہوا کہ خان صاحبان اپنے ہندو شاگردوں کو آسانی سے کچھ نہیں بتاتے۔ یہ بات بطور اصول ہرگز درست نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ دونوں کے لئے چونکہ روزی اور شہرت کا مسئلہ اسی فن سے وابستہ تھا جو ایک بار اپنے کسی ہندو شاگرد کو بغیر کافی "خدمت" کروائے کسی خان صاحب نے اپنے گر سکھانے میں دیر کی ہو، لیکن خدمت کا اصول مسلمان گویوں کے لئے بھی تھا جس کی سب سے زندہ مثال استاد علاء الدین خاں صاحب کی زندگی کے واقعات ہیں جنھیں میں پنڈت بھاتکھنڈے کے ایک بیان کو نقل کرنے کے بعد بتاؤں گا۔

پنڈت بھاتکھنڈے نے جو پیشہ ور وکیل تھے۔ ہندوستانی سنگیت کی ناقابلِ فراموش خدمت کی ہے۔ انہوں نے اپنے عہد کے تمام بڑے فنکاروں سے مل کر راگوں کو پیش کرنے کے طریقوں کا نوٹیشن لے کر جدید اصولوں کے مطابق تجزیاتی مطالعہ کیا اور انہیں محفوظ کر لیا۔ پروفیسر بی۔ آر۔ دیودھر جو موسیقیات کے زبردست عالم ہیں انہوں نے پنڈت بھاتکھنڈے سے اپنی ایک اہم ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ پنڈت جی میری طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ (یہ کوئی ۳۳-۱۹۳۴ء کا واقعہ ہے) "آج یہ فن (یعنی کلاسیکی سنگیت کا فن) سرتاسر مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ اگرچہ یہ فن ہمارا ہے لیکن مسلمان فنکاروں کی ان کی مرضی کے مطابق خدمت کرنے کے باوجود اس کا حاصل کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ اب ہمارے پاس اگر کچھ رہ گیا ہے تو وہ شاستر (علم فن) ہے، میں نے اپنی تصنیف دانستہ طور سے مراٹھی میں لکھی ہے۔ ہمارے پاس اگر فن نہیں تو شاستر تو رہے۔ جب ہمارے ہندو لوگ فن کے قاعدے قانون سمجھنے لگیں گے تو مسلمان فنکار اس سے متاثر ہو کر مناسب سلوک کریں گے۔ اگر گائیک کے طور پر نہیں تو کم از کم پنڈت (عالمِ فن) کے طور پر ہندوؤں کی قدر و منزلت ہوگی۔"

پروفیسر دیودھر نے ان بیانات پر اتنا کوئی تاثر تو نہیں دیا ہے لیکن اپنی مشہور کتاب "متھور سنگیت کار" میں اس عہد کے اکثر بڑے سنگیت کاروں اور عالموں اور ان کے شخصی خاکے پیش کئے ہیں۔ چنانچہ ان کے ہی تجربوں سے پنڈت بھاتکھنڈے کے تاثرات کی اصلیت سامنے آجاتی ہے۔ اس کے علاوہ جب خود پنڈت جی اور ان کے بعد اچاریہ برہستی (جو پنڈت جی کے بعد موسیقی کے سب سے بڑے عالم ہوئے ہیں) اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ "خیال گائیکی" مشترکہ قومی تہذیب کا بیش بہا خزانہ ہے تو اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ فن صرف پنڈتوں کا فن ہے، کہاں تک جائز ہو سکتا ہے۔ اس کو فروغ دینے میں دونوں کے خون پسینے لگے ہیں۔ یہی بات اچاریہ جی نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف میں تفصیل کے ساتھ بعد تحقیق کے لکھی ہے۔ اس کتاب کا نام بھی قابلِ غور ہے۔ "ہندوستان کی شاستریہ سنگیت پر مسلمانوں کا اثر" جس میں انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ دھرپد پہلے محض چند تالوں میں گائے جاتے تھے لیکن غزلوں کی مختلف النوع بحروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پنڈتوں اور خانصاحبوں نے ہماری کلاسیکی موسیقی میں کم از کم اٹھارہ نئیں

تالوں سے اضافے کئے ۔ اب رہی اس بات کی حقیقت کہ اس فن کا حاصل کرنا صرف ہندو فنکاروں کے لئے مشکل تھا تو اس کے لئے بھی میں "تصورِ سنگیت کار" سے کچھ حقائق لے کر مختصر ترین الفاظ میں پیش کرتا ہوں ۔

(۱) استاد علاء الدین خان کو (جن کے صاحبزادے استاد علی اکبر خان نے سرود کو اور جس کے داماد روی شنکر نے ستار کو ساری دنیا سے روشناس کرایا) جن آزمائشوں سے گزرنے کے بعد فن کی دولت ملی وہ تمام سچے فنکاروں کے لئے ایک سبق ہے ۔ ان سے رامپور کے استاد احمد علی اور استاد وزیر خان نے برسوں خدمت کرائی اور ہر طرح سے وقت ضائع کروایا تب جا کر ان میں سے ایک یعنی استاد وزیر خان نے اپنے فن سے روشناس کرایا ۔ استاد احمد علی نے اس کے بعد بھی کوئی خاص تعلیم نہ دی — بلکہ علاء الدین خان کو ان کے والد نے ذلیل کر کے گھر سے نکال دیا ۔ حالانکہ یکے بعد دیگرے یہ دونوں کے گنڈا بند شاگرد بنے تھے ۔ ظاہر ہے کہ یہ معاملہ اختلافِ مذہب کا نہیں بلکہ اختلافِ حسب و نسب کا تھا ۔ یہ لوگ صرف اپنے بال بچوں کو صحیح تعلیم دیتے تھے ۔ یہ تو استاد علاء الدین کی نیکی، لگن اور فطری صلاحیت تھی جو انہوں نے استاد وزیر خاں سے ان کی دولت حاصل کرلی ۔

(۲) ہبلی کے شری رام بھاؤ کندگولکر (سوائی گندھرو) استاد عبدالکریم خان کے پہلے اہم شاگرد بنے ۔ استاد نے ایسی مکمل تعلیم دی کہ وہ خود موسیقی کے ستون بن گئے اور پھر انہوں نے — خود بھیم سین جوشی کو ایسی تعلیم دی کہ کرانہ گھرانے کا نام اونچا ہوا — جانکار لوگ بتاتے ہیں کہ شری رام بھاؤ کی آواز میں رس پیدا کرنے کے لئے استاد نے ایسی مشق و ریاضت کروائی کہ آج دنیا ان کو سوائی گندھرو کہتی ہے ۔ اسی طرح استاد عبدالکریم خاں نے پنڈت آننت راؤ گاڈگل کو ایسا تیار کرایا کہ جب استاد اور شاگرد مل کر گاتے تھے تو سننے والوں کو پتہ نہیں چلتا تھا کہ کب استاد نے الاپ ختم کیا اور کب پنڈت گاڈگل نے شروع کیا ۔ ان حقائق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ پنڈتوں کو جی لگا کر نہ سکھانے کی بات محض پنڈت بھاتکھنڈے کا ذاتی تاثر ہے ۔ بات یہ ہے کہ خانصاحب لوگ عموماً کچھ زیادہ پڑھے لکھے اور سنسکرت داں نہ ہوتے تھے ۔ اس لئے ان میں سے اکثر ان اصولوں کی وضاحت نہیں کر پاتے تھے جنہیں یہ پنڈت صاحبان معلوم کرنا چاہتے تھے ۔

(۳) بہت سے مشہور استادوں کے بہترین اور نامور شاگرد ہندو ہی ہوئے ہیں، مثلاً شری شری بائی، کیسر بائی، اللہ دیا خاں کی شاگرد تھیں ۔ ہیرا بائی بروڈیکر استاد وحید خاں کی شاگرد تھیں ۔ نامور گائک پنڈت بھاسکر بوا بکھلے نے اپنی تعلیم خان صاحب بندے خاں سے شروع کر کے یکے بعد دیگرے استاد فیض محمد خاں — استاد نتھن خاں اور پھر خان اللہ دیا سے حاصل کی اور سارے ہندوستان میں اپنی فنکاری کے لئے مشہور ہوئے ۔ غرض یہ بات طے ہے کہ ہماری شاستریہ سنگیت دراصل قومی یک جہتی کا بہترین نمونہ ہے ۔ ان دنوں یہی رول غزل گائیکی بھی ادا کر رہی ہے ۔ اس کے فنکاروں کو خدا کا شکر ہے، ایسا کوئی شک و شبہ نہیں ۔ اس دور کے بہترین غزل گائیک مختلف علاقوں، تہذیبوں اور مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں نمائندہ فنکاروں میں بیگم اختر کے بعد جگجیت سنگھ، طلعت عزیز، پنکج اداس، انوپ جلوٹا ۔ چندن داس، راجکمار رضوی، پینازمسانی بھوپندر اور شانتی ہیرانند کے نام لئے جاتے ہیں ۔ ان میں سکھ، پارسی ہندو اور مسلمان سبھی شامل ہیں ۔ اسی طرح نئے دور کے ابھرتے ہوئے فنکاروں میں کشمیر اور جموں کی سیما شرما، دلی کے صلاح الدین اور ستیش ببر اور مہاراشٹر کی شہر بانو ہیں ۔ ہندوستانی موسیقی اب غزل ہی کے ذریعے اپنا روپ ریکھا دکھا رہی ہے اور ساری دنیا کا دل موہ رہی ہے ۔
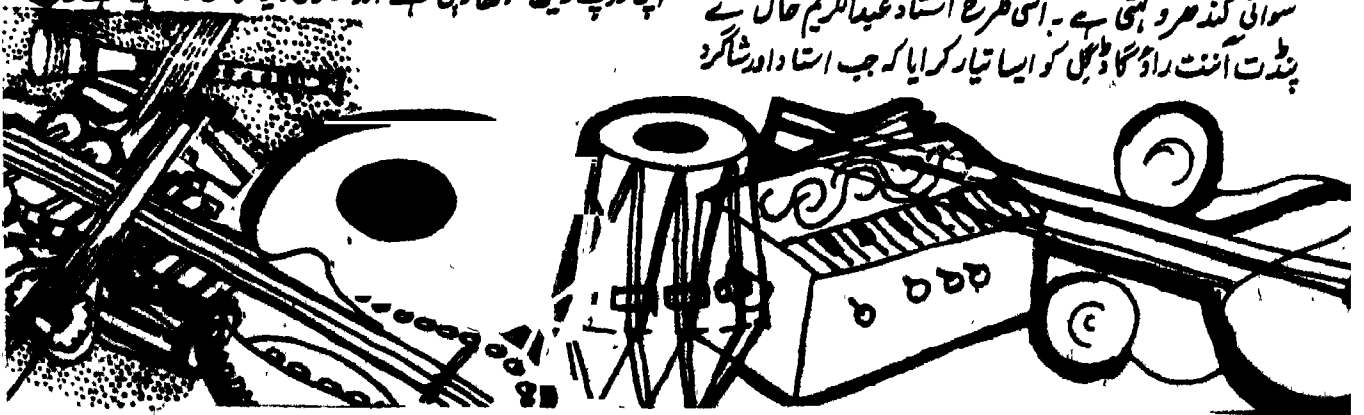
ڈاکٹر سید ظہیر الدین مدنی
۳۱۸ ۔ خانقاہ ۔ برہانپور
(ایم پی)

بھارت ایک وسیع ملک ہے۔ اس اعتبار سے اس میں مذہبوں، تہذیبوں، فرقوں اور ذہنوں کی بھی کثرت ہے۔ اس ملک کا جمہوری نظام حکومت کثرت میں وحدت کا انوکھا تماشا ہے۔ ہر مذہب درسِ انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں بھائی چارہ، باہمی تعاون، انسانی ہمدردی، صبر و تحمل، عفو و درگذر، یک جہتی و یگانگت وغیرہ کی تلقین کی جاتی ہے۔ آدمی علوی و سفلی صفات کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اگر آدمی میں فرشتہ سیرتی زیادہ ہوتی ہے تو وہ عموماً فرشتوں میں شمار کیا جاتا ہے، اور فرشتہ صفت کہلاتا ہے اگر آدمی میں بہیمانہ خصائص کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ شیطان کے گروہ سے متعلق سمجھا جاتا ہے بلکہ شیطان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ درحقیقت اعلیٰ اور ادنیٰ، علوی و سفلی صفات میں ایک معقول توازن آدمی کو انسان کا درجہ عنایت کرتا ہے۔

ہمارے ملک میں ایسے عظیم انسان ہزاروں کی تعداد میں گزرے ہیں اور پیدا ہوتے رہیں گے۔ موجودہ دور کی عظیم شخصیتوں میں مہاتما گاندھی سب سے بلند درجہ رکھتے ہیں۔ ہمارا ملک سادھو سنتوں، صوفیوں، درویشوں سے کبھی خالی نہیں رہا ہے۔ ان عظیم انسانوں کا نصب العین رہا؛ " تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی "

عوام الناس ان کی طرف کھنچے کھنچے جاتے اور سکون قلب حاصل کرتے تھے۔ دنیا سے ان کے گزر جانے کے بعد بھی ان کی تعلیمات کا اثر جاری و ساری رہا۔ سکونِ قلب حاصل کرنے لوگ ان کی سمادھیوں اور صوفیا کے مزاروں پر حاضری دیتے ہیں۔

ان عظیم انسانوں کی مقناطیسیت کا راز ان کے جذبۂ خلوص و محبت اور دوسروں یعنی انسان ذات کے لئے عزت و احترام میں مضمر تھا۔ ان کے سامنے کیسا ہی بدکار، بے ایمان، ریاکار چلا جاتے وہ کبھی کسی کو برا نہ کہتے تھے نہ ہی ان سے نفرت کرتے بلکہ اور زیادہ عزت و محبت سے پیش آتے۔ اسی خوش خلقی کی وجہ سے آنے والوں کے سر جھک جاتے تھے۔ یہ عظیم المرتبت لوگ ہم میں سے تھے اور ہم جیسے ہی تھے۔ ان لوگوں نے صحیح راستے پر چل کر بلند درجے حاصل کئے اور ہم سیاسی خود غرضیوں، صنعت و تجارت کی دوڑ دھوپ میں بے ایمانی، دولت کی حرص، عیش و نشاط کی طمع جیسے غلط راستوں کو سکونِ قلب کے ذریعے سمجھ کر اختیار کر بیٹھے ہیں اور اس طرح گراں قدر جوہر انسانیت اور روحانیت بھی ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ نہ سکون ملتا ہے نہ بلند درجہ اور آخر سب دیکھتے ہیں تو

"نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم،
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے"

یہی وجہ ہے کہ ہم میں خلوص و محبت کا فقدان ہے۔ خلوص و محبت سے یک جہتی و یگانگت پیدا ہوتی ہے۔ کسی کو آپس میں اندیشۂ زیاں نہیں ہوتا لیکن جیسے ہی نیتوں میں شیطان فتور پیدا کر دیتا ہے تو دلوں میں نقصان کے اندیشے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ بے اعتمادی ایک مقراض ہے جو محبت کی مضبوط رسی کو کاٹنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ سے انسان انسان سے دور ہو جاتا ہے۔ اتنا دور ہو جاتا ہے کہ ایک دوسرے کی اچھائیوں اور برائیوں کو سمجھ نہیں پاتا۔

موجودہ دور میں خود غرضی، بے اعتمادی اور جذبۂ محبت کے فقدان کی وجہ سے الگ تھلگ رہنے کی کئی مختلف شکلیں نظر آتی ہیں۔ یورپ نے سیاسی، صنعتی، تجارتی خود غرضیوں کی بنا پر وطنیت کا ایک بت تراش لیا۔ دنیا کے دوسرے ملکوں نے بھی اپنے مفاد کے پیش نظر وطنیت کے نظریے کو اپنا لیا۔ اس سے جو کچھ فائدہ ہوا اس سے بحث نہیں مگر اس نظریے سے انسانی اخوت کو صدمہ پہنچا۔ اخوت عالم گیر نہیں رہی بلکہ ملکوں میں الگ الگ محدود ہو گئی۔ صوبائی تصور سے بھی نقصان پہنچا ہے۔ صوبائیت کا تصور عہد قدیم میں جو تھا وہ آج بدل گیا ہے اور صوبائیت کے زہر کو لسانی تقسیم نے اور بھی تیز اب بنا دیا ہے۔ اگر صوبائیت کے نظریے کو اچھا مان لیا گیا تو یہ وسیع ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ دیکھا جاتا ہے کہ ایک صوبے کے لوگ دوسرے صوبے کے طور طریق، رہن سہن، لباس وضع قطع، زبان و اندازِ بیان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے اور اپنے صوبے کی ہر بات کو برتر و بالا خیال کرتے ہیں۔ ایسے ذہن کی وجہ سے آپس میں عصبیت و اجنبیت کا جذبہ ابھرتا رہتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک صوبے کے لوگ دوسرے صوبے کے لوگوں کو انسانیت کے ناتے سے بھی اپنا بھائی سمجھنے میں تکلف کرتے ہیں اور اظہارِ ہمدردی کو صرف اپنے صوبے کے لوگوں کے لئے روا سمجھا جاتا ہے۔ جماعت بندی کی ترکیب بھی اسی قبیل سے ہے۔ جماعت بندی بری بات نہیں ہے اگر انسانیت اور اخوت کے اصولوں کے پیش نظر جماعتیں بنائی جائیں تو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ یہ ایک قسم کی تقسیم کار ہے۔ چند خاندانوں اور لوگوں کی فلاح و بہبود کو مدنظر رکھا جاتا ہے مگر انسانی اخوت کو اگر پس پشت ڈال دیا جاتا ہے تو جماعت اور غیر جماعت کے لوگوں کے درمیان [illegible] کی دیوار کھڑی ہو جاتی ہے۔ جماعتیں برادری میں تنگ نظری اور خود [illegible] پر [illegible] بانے لگتے ہیں اور اس [illegible] کی وجہ سے بھائی چارہ اور ہمدردی [illegible] کا دائرہ جماعت تک محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔ مثلاً ایک جماعت کے لوگ تجارت [illegible] ہیں۔ صاحب [illegible] ہیں۔ پھلتے پھولتے کاروبار کے مالک ہیں۔ یہ لوگ اپنے کاروبار اور کارخانوں میں صرف جماعتی بھائیوں کو ہی ملازم رکھتے ہیں اور اطمینان و مسرت محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنی جماعت سے خیر خواہی کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ ان کے [illegible] جماعتی بھائی — غیر جماعتی بھائیوں کے ہاں ملازم ہیں۔ دوسرے الفاظ [illegible] طرز فکر سے مذہبی، ملکی، قومی [illegible] یک جہتی اور یگانگت

کو بڑا صدمہ پہنچتا ہے اور خود ان کی جماعت میں تنگ نظری اور الگ تھلگ رہنے کا تصور جڑ پکڑ جاتا ہے

ہر شخص کو اپنے مذہب اور اپنی تہذیب سے محبت ہوتی ہے۔ ان میں سے کسی کی بھی تحقیر کی جاتی ہے تو غم و غصے کا اظہار شکلیں بدل بدل کر سامنے آتا ہے اور آخر میں انتقامی جذبے ابھرنے کی وجہ سے اخلاق سوز نتیجے رونما ہوتے ہیں۔ اگر لوگ ایک دوسرے کے مذہب کو حقارت و نفرت کی نظر سے نہ دیکھیں تو کیا وجہ ہے کہ جذبۂ اخوت دلوں میں نہ ابھرے۔ لازمی طور پر اس سے سب کو فائدہ ہوگا۔

مرحوم ڈاکٹر عبدالحق (سابق چیئرمین پبلک سروس کمیشن مدراس) حج بیت اللہ کے لئے جاتے ہوئے بمبئی تشریف لائے تھے۔ پروفیسر ندوی صاحب کے ہاں دعوت کے موقع بر سبیل تذکرہ مرحوم نے اپنا ایک واقعہ بیان کیا تھا۔ موصوف نے فرمایا وہ اسلامک کلچر میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے لندن گئے تھے۔ یونیورسٹی میں مشہور زمانہ پروفیسر مارگولیتھ کی نگرانی میں کام شروع کیا۔ عموماً پی۔ ایچ۔ ڈی کے طلبا کو نگران چائے یا کھانے پر مدعو کر لیتے ہیں اور عندالملاقات کام کی باتیں کر لیتے ہیں۔ مرحوم عبدالحق صاحب کو بھی اکثر استاد کے گھر جانا ہوتا تھا۔ دوران گفتگو ہر پندرہ بیس منٹ بعد پروفیسر مارگولیتھ دیوان خانہ سے اٹھ کر اندر کمرے میں چلے جاتے اور دس منٹ کے بعد لوٹ آتے اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہو جاتا — دو تین دفعہ عبدالحق صاحب نے دیکھ کر محسوس کیا کہ استاد کسی کام میں مصروف ہیں اور یہ مخل ہوتے ہیں۔ عبدالحق صاحب نے ایک دفعہ جرأت کر کے دریافت کر ہی لیا کہ وہ استاد کے کام میں مخل تو نہیں۔ پروفیسر پہلے تو وجہ بتانے میں ٹال مٹول کرتے رہے مگر عبدالحق صاحب کے اصرار پر پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ "آپ کے لباس، وضع قطع سے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آپ اہلِ حدیث سے ہیں اور اہلِ حدیث چونکہ سگریٹ نوشی پسند نہیں کرتے، اس لئے میں اندر جا کر سگریٹ پی کر واپس آجاتا ہوں۔" عبدالخالق صاحب نے کہا "پروفیسر! میں اہلِ حدیث سے نہیں ہوں اور پھر آپ تو میرے استاد ہیں آپ کو سگریٹ پینے کا پورا حق حاصل ہے۔"

یہ ہے دوسرے کے مذہب اور مذہبی جذبے کا احترام۔ اگر ہم بھی ایک دوسرے کے مذہب اور جذبے کا احترام کریں تو بھائی چارے کا جذبہ خود بخود پیدا ہو جائیگا۔ اسلام کا بھی یہی حکم ہے کہ کسی کے مذہب کو بُرا کہنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنی تعلیمات پر کاربند رہیں۔ اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب بھی یہی تلقین کرتے ہوں گے کہ دوسرے مذاہب اور مذہبی پیشواؤں کو بُرا نہ کہو۔

زبان اور تہذیب کی تحقیر بھی دلوں میں نفرت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ اس سے اختلافات بڑھتے جاتے ہیں۔ زبانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ ان کو سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے آلۂ کار بنا لیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے سے مت بھید پیدا کیا جاتا ہے۔ اگر سیاست داں زبان کو بخش دیں تو لوگوں پر بڑا احسان ہوگا۔ لسانی اتحاد اور مختلف زبانوں کو آپس میں شیر و شکر ہونے کا موقع مل جائے گا۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک دوسرے کی زبانوں کے معترضین کو دنیا کی دوسری زبانوں اور خصوصاً انگریزی سے کوئی پرخاش نہیں۔ اگر ان لوگوں کو شکایت ہے تو صرف اپنے ہی ملک کی زبانوں سے۔ ان ہی میں عیوب کیڑے چنے جاتے ہیں۔ ہمارے ملک کی بیشتر زبانیں بلکہ دراوڑ زبانوں کو چھوڑ سبھی زبانیں ایک ہی ماں کا دودھ پی کر پروان چڑھی ہیں۔ عوامی سنسکرت سے پراکرت، پراکرت سے اپبھرنشا، اپبھرنشاؤں سے رائج الوقت زبانوں نے جنم لیا ہے۔ لہٰذا ہر ایک زبان میں قدیم زبانوں کے مزاج کی کم زیادہ خصوصیات موجود ہیں۔ اب زبانوں کی مخالفت کرنا اصل زبانوں کی مخالفت ہے۔ زبانیں قدرتی طور پر بنتی بگڑتی ہیں۔ انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے اور اس ایک ماں کی اولاد میں تفرقہ ڈال کر گناہ مول لینا کہاں کی دانشمندی ہے۔ آپس کی مخالفتوں سے دل خراب ہوتے ہیں — اور بھائی چارے کا قیمتی جوہر ضائع ہو جاتا ہے۔

تعلیمی اداروں کو تعصبات سے پاک ہونا چاہیئے لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ مذہبی، لسانی، تہذیبی، صوبائی تعصبات کے جراثیم سب سے زیادہ ان ہی اداروں میں پہنچے ہیں۔ طریقِ تعلیم میں آئے دن اصلاح ہوتی رہتی ہے۔

نئے نئے تجربے عمل میں آتے رہتے ہیں لیکن دلوں اور ذہنوں کی اصلاح کی طرف مطلق توجہ نہیں دی جاتی۔ بچوں کے ذہن صاف وشفاف آئینہ ہوتے ہیں۔ اگر اچھے نقوش مرتسم ہوتے رہیں تو وہ نقوش دلوں پر ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاتے ہیں۔ مگر افسوس کہ عام طور پر اس کے برعکس ہوتا رہتا ہے۔ اس کے ذمہ دار والدین، اساتذہ، حکومت سبھی ہیں۔ کسی ایک کو دوش نہیں دیا جا سکتا۔ جب بچے شعور کو پہنچ لیتے ہیں تو پھر سیاسی رہبر اپنے سیاسی مفاد کی بنا پر بچوں کے ذہنوں کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔ یہ رہبر و لیڈر نفرت کے بیج بوتے ہیں۔ پھر بتائیے! بھائی چارہ یگانگت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ بچوں کا قصور نہیں۔ ان کونپلی شاخوں کو جیسا موڑ دو ویسے ہی ٹیڑھے ٹیڑھے درخت ابھر یں گے۔ صاف وشفاف پانی میں گندگی کا ایک قطرہ ملا دیجیے تو سارا پانی گندہ ہو جائیگا۔ یہی حال اسکولوں میں بچوں کا ہوتا ہے۔

بچوں کے ذہنوں کو متاثر کرنے میں نصابی کتابوں کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ مجھے مختلف صوبوں کی نصابی کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ افسوس کے ساتھ کہنا ہوتا ہے کہ کتابیں سوچے سمجھے منصوبے کے پیشِ نظر مرتب کی جاتی ہیں۔ ان کے پڑھنے سے نفرت وحقارت کے جذبے خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔ کتابیں مرتبین کے ذہنوں کی آئینہ دار ہوتی ہیں۔ اس میں حکومت کی بے پرواہی بھی شامل ہوتی ہے۔ ایک طرف حکومتیں اتحاد و اتفاق کے جذبے پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں اور دوسری طرف نصابی کتابیں ان کاوشوں کو باضابطہ ملیامیٹ کرتی جاتی ہیں۔

برائیوں کو دور کرنے، یک جہتی کا جذبہ پیدا کرنے اور ایک انسان دوسرے انسان کو عزت کی نظر سے دیکھنے کا تصور پیدا کرنے کے لئے اسکولوں اور کالجوں میں مذہبی و روحانی تعلیم و تربیت از بسکہ ضروری ہے۔ طلباء جس مذہب سے تعلق رکھتے ہوں اسی مذہب کی تعلیم اس کو دی جائے۔ دنیاوی تعلیم ذہن و روح کی تربیت کرنے سے قاصر ہے۔ اس کو مذہبی و روحانی تعلیم ہی بہ طریق احسن انجام دے سکتی ہے۔

مذاہب کی پیروی اور عقیدوں کے ماننے میں ہم ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ سیاست کے خانوں میں ہم بٹے ہوئے ہیں

ہماری تہذیبیں اور زبانیں جدا جدا ہوں لیکن انسانیت کے تقاضے پورا کرنے کے لئے اگر ہم ایک دل اور ایک زبان رہیں تو کثرت میں وحدت نظر آئے گی۔ اس دور کا یہی شدید تقاضا ہے۔ انسان کی حیثیت سے ہم ہر شعبۂ حیات میں حقوق طلب کرتے ہیں۔ اس طرح انسان کی حیثیت سے اپنے فرائض بھی ہیں ادا کرنا لازمی وضروری ہے۔

موجودہ دور میں تعصبات کی وجہ سے جو آگ بھڑک رہی ہے اور جو کالے بادل نظر آ رہے ہیں ان کے دیکھنے سے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دور دور تک کہیں روشنی نظر نہیں آتی مگر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ شاید آگے چل کر ہم کو یہ احساس ہو جائے کہ تعصبات کو ہوا دے کر ہم خود اپنی آنے والی نسلوں کو تباہ کر رہے ہیں اور اپنی پود کو آگ میں جھلسا رہے ہیں۔ اس مبارک دن کا ہمیشہ انتظار رہے گا۔ ☆

قارئین سے ضروری گزارش

* خط وکتابت کے وقت حوالہ نمبر (جو خط کے اُوپر یا رسالہ کے ریپر کے اُوپر درج ہوتا ہے) بطورِ خاص ضرور درج فرما دیں۔
* رقم خریداری بذریعہ منی آرڈر بھجواتے وقت منی آرڈر کوپن پر اپنا نام پتہ، پن کوڈ نمبر صاف صاف مراٹھی، انگریزی یا ہندی میں بھی اُردو کے ساتھ تحریر فرما دیں۔ کوپن منی آرڈر پر دستخط کر دینے سے منی آرڈر بھجوانے والے کا نام و پتہ معلوم نہیں ہوتا اس لئے نام و پتہ ضرور لکھیں۔
* جوابی خط یا جواب کے لئے ڈاک ٹکٹ بھجوانے کی زحمت نہ فرمائیں۔

(ادارہ)

محمد ایوب واقف
سی۔پی۔ڈبلیو۔ڈی کالونی
بلاک نمبر ۱۳۰/۱۱، سہار،
وِلے پارلے، بمبئی ۴۰۰۰۹۹

قومی یک جہتی کے فروغ میں اردو کا حصہ

اردو کے سلسلے میں تاریخی اعتبار سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اردو کسی مخصوص فرقے یا طبقے کی زبان نہیں۔ یہ جتنی مسلمانوں کی ہے اتنی ہی ہندوؤں کی اور ملک کے دوسرے فرقوں کی۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کی گواہی اردو زبان کا سرمایۂ شعر وادب ہے۔

اگر ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب اور کثرت میں وحدت کی اس کی انوکھی مثال کی جن کے دل میں قدر و منزلت ہے تو پھر اردو زبان کی عزت وافزائش سے بھی انہیں دامن نہیں بچانا چاہئے کیونکہ اردو زبان ہندو مسلمان اتحاد اور مشترکہ تہذیب کی ہمیشہ سے آئینہ دار رہی ہے۔ اس نے اپنی زندگی کے ہر دور میں محبت، رواداری اور سلامتی کا پیغام دیا ہے۔

میں ہندی اور ہندوستان کی دوسری علاقائی زبان کی اہمیت وافادیت سے مطلق انکار نہیں کرتا۔ اس لئے کہ ہندوستان کی تہذیبی وثقافتی قدروں کو ابھارنے میں ان تمام زبانوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ لیکن اردو زبان کا رول ان زبانوں کے مقابلے میں ذرا مختلف قسم کا ہے۔ اردو نے دراصل ہمیشہ ہی امن اور اخوت کے پیغامبر کا رول نبھایا ہے۔ شمالی ہند کے امیر خسرو اور جنوب کے محمد قلی قطب شاہ کے عہد سے لے کر آج تک اردو کا کردار دلوں کو جوڑنے کا امن کی فضا قائم کرنے کا رہا ہے۔

اس زبان کے ادیبوں اور شاعروں نے سرزمین ہند کی مٹی سے محبت کی ہے۔ انگریزوں سے جنگ کا موقع رہا ہو یا چین سے ہماری نبرد آزمائی کا مرحلہ، ہر موقع پر اردو کے ادیبوں اور شاعروں نے اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعے محبانِ وطن کے دلوں کو گرمایا ہے اور ان کے اندر سرفروشانہ عزم واستقلال پیدا کیا ہے۔ اردو شاعروں کا یہ کام ہماری قدر ومنزلت کا مستحق ہے کہ ہندو مسلم تہذیب کے ان خوبصورت اور دلکش شیرازے کو انہوں نے اپنی تخلیقات میں اس طرح سمو دیا ہے کہ ان کا جدا ہونا ممکن ہی نہیں۔ اس مقام پر مجھے مرحوم جاں نثار اختر کی مشہور نظم قومی وحدت کے وہ اشعار یاد آرہے ہیں جن میں انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی صدیوں پرانی روایات کو بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔

چشتیؔ کا "رحیمؔ" کا ہر نغمہ یک رنگی میں ڈھل جاتا ہے
ہر دل پہ کبیرؔ اور تلسیؔ کے دوہوں کا فسوں چل جاتا ہے

یہ فکر کی دولت روحانی وحدت کی لگن بن جاتی ہے
نانک کا گیت بن جاتی ہے میراؔ کا بھجن بن جاتی ہے

آگے چل کر اس نظم میں جاں نثار اختر مرحوم نے لکھا ہے۔

ذہنوں کی تہوں میں آج بھی ہے سہرا وہ حسین شہنائی کا
اکبر کے جواں کاندھے پہ سجا جب ڈولا جودھا بائی کا

ہر دین سے بڑھ کر وہ رشتہ الفت کی جنوں سامانی کا
آغوش میں باجی راؤ کے تھا وہ روپ حسین مستانی کا

اور جب پیار، اخلاص اور محبت کے ان رشتوں کو نفرت کی تلوار سے لہولہان کیا جاتا ہے اور انسانیت بے یار و مددگار ہو کر رہ جاتی ہے۔ دل مضمحل اور اداس ہو اٹھتے ہیں تو شاعر اس طرح آس بندھاتا ہے۔

اے ارضِ وطن مغموم نہ ہو پھر پیار کے چشمے پھوٹیں گے
یہ نسل و نسب کے پیمانے، یہ ذات کے درپن ٹوٹیں گے

ذہنوں کی گھٹن مٹ جائے گی انساں میں تفکر جاگے گا
کل ایک مکمل وحدت کا بے باک تصور جاگے گا

تعمیر نئی وحدت ہوگی مالوِتا کی بنیادوں پر
کہہ دے کہ بھروسہ ہے تجھ کو اے دیش ہمارے وعدوں پر

اس وحدت، اس یک جہتی کی تعبیر کا دن ہم لائیں گے
صدیوں کے سنہرے خوابوں کی تعبیر کا دن ہم لائیں گے

یہ ہمارے شاعر کا خواب تھا جو اس نے اپنے وطن کے تعلق سے دیکھا۔ یہ کسی ایک شاعر کی تخلیق کی بات نہیں۔ اردو کے چھوٹے بڑے ہر شاعر کے یہاں وطن سے محبت کا یہ حسین جذبہ کارفرما ملتا ہے۔ اردو شاعروں کے باوا آدم حضرت امیر خسرو کی زبان سے قومی وحدت کے اسی جذبے نے اس طرح کہلوایا تھا کہ ؎

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست

یہ وسعتِ نظر جس کا مظاہرہ امیر خسرو نے اپنے شعر میں کیا ہے۔ یہی دراصل اردو زبان کی سب سے انوکھی ادا ہے اور اردو زبان کی اسی انوکھی ادا کا یہ کرشمہ ہے کہ اس کی اپنی محفل میں امیر خسرو، سلطان محمد قلی قطب شاہ، واجد علی شاہ اختر، سودا، میر، غالب، اقبال، ساغر نظامی، جوش ملیح آبادی اور فیض و سردار جعفری کے ساتھ ساتھ چندر بھان برہمن، نہال چند لاہوری، درگا سہائے سرور، رتن ناتھ سرشار، برج نرائن چکبست، مہاراج بہادر برق، جگت موہن موہن لال رواں، آنند نرائن ملا، فراق گورکھپوری اور جگن ناتھ آزاد بھی ملتے ہیں اور مسلمان شاعروں کے ساتھ ہم کلام ہو کر اردو زبان کو آفاقی حیثیت دیتے ہیں۔ ہم نے ابھی ابھی جاں نثار اختر مرحوم کی ایک نظم کے چند اشعار پیش کئے تھے۔ ان سے پہلے اردو کے شاعروں نے قومی یک جہتی اور ہندو مسلم اتحاد کو کس طرح تقویت پہنچائی ہے وہ بھی دیکھتے چلیے ؎

مشربِ عشق میں ہیں شیخ و برہمن یکساں
رشتۂ سبحہ و زنار کوئی کب جانے
(سراج)

کوئی تسبیح اور زنار کے جھگڑے میں مت بولو
یہ دونوں ایک ہی ہیں اور ان کے بیچ رشتہ ہے
(آبرو)

کعبے کو بھی نہ جائیے دیر کو بھی نہ کیجیے بند
دل میں کسو کے دردیاں ہوئے تو راہ کیجیے
(قائم)

مئے وحدت کی ہم کو مستی ہے
بت پرستی، خدا پرستی ہے
(بہادر شاہ ظفر)

پتھر کی مورتی میں سمجھا ہے تو خدا ہے
خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے
(اقبال)

آ، غیریت کے پردوں کو پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں نقشِ دوئی مٹا دیں

سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
آ، اک نیا شوالہ اس دیش میں بنا دیں

دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ
دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملا دیں

(اقبال)

آب و گل ہند سے ہوں اور ہندی ہوں
نسلِ آدم سے ہوں اور انسان ہوں

(جوش ملیح آبادی)

ہمیں ہندی کہو، ہم ربطِ قومیت کے بانی ہیں
کہ ہم ہندوستانی ہیں

(سیماب اکبر آبادی)

سری کرشن کا میں احترام کرتا ہوں
اور اس میں روز نیا اہتمام کرتا ہوں
ہندو بھول گئے ہیں کرشن کی تعلیم
گلہ میں ان سے یہی صبح و شام کرتا ہوں

(ظفر علی خاں ظفر)

کاہن مرلی والے نند کے لال
بانسری بجائے جا

(حفیظ جالندھری)

وقت آجانے پہ اب بھی ایک ہو جاتے ہیں ہم
خدمتِ قوم و وطن میں دل سے کھو جاتے ہیں ہم

(سلام مچھلی شہری)

سفر میں ساتھ چلیں دل سے دل ملاتے ہوئے
کہ تم بھی ہم بھی اسی روشنی کے جویا ہیں

(مظہر امام)

یہ تو اردو نظموں کے موضوعات تھے جنہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ نظموں کے علاوہ اردو کے نثری سرمائے میں بھی آپ کو قومی یکجہتی اور ہندو مسلم اتحاد پر بہت کچھ پڑھنے کو ملے گا۔ ہمارے نثری سرمائے میں خواجہ حسن نظامی مرحوم نے اپنی رواں دواں تحریروں سے بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ خواجہ حسن نظامی مرحوم کا قلم جتنی تیزی سے دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت میں چلتا تھا اس سے کہیں زیادہ تیزی کا مظاہرہ انہوں نے اپنے ان نثر پاروں میں کیا جو انہوں نے ہندو مذہب سے متعلق خصوصیات پر یادگار کے طور پر چھوڑی ہیں۔ ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں :۔

"وہ متھرا میں آدھی رات کو نکلنے والا چاند، گوکل میں گؤوں اور بے زبانوں کا نگہبان بندرابن میں تلوار کھینچ کر کنس پر چڑھ جانیوالا خدائی بہادر من موہن، حسنِ یزدانی کی قدرت ربّ العالمین، جگ داتا کی رحمتِ عام کا سبق پڑھانے والا ہندوستان کا سب سے بڑا محب، سب سے زیادہ پیارا کرشن کنہیا"۔

آگے خواجہ حسن نظامی مرحوم یوں رقم طراز ہیں :۔

"ہندوستان اپنے کرشن کنہیا پر فخر کرتا ہے۔ ہندوستانیوں سے کہو اپنے فخر کو سب اقوام میں جو اس ملک کو مادرِ وطن کہنا چاہیں تقسیم کر دے کہ کرشن کنہیا کے نام اور کام سے اس ملک کی آبرو یورپ اور امریکہ تک ہے۔"

اردو کی نظم و نثر سے اتنی مثالیں دینے کے بعد یہ کہنے اور سمجھنے کی گنجائش باقی رہتی ہے کہ اردو غیروں کی زبان ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہندوستان کے لوگوں کے دلوں میں اگر قومی وحدت کا تھوڑا بہت جذبہ ہے تو اردو زبان کو وہ سینے سے لگائیں گے اور اس کی ترقی اور ارتقاء ہی میں ہندوستان کی ترقی کا راز مضمر پائیں گے۔

نثار اختر انصاری
ایڈیٹر "ہمہ گیر" مومن پورہ چوک
ناگپور ۴۴۰۰۱۸

قومی یک جہتی اور اردو مہابھارت

"یہ میری خوش قسمتی ہے کہ ناگپور آمد پر میری ملاقات جناب فروغ نقاش سے ہوئی۔ فروغ سادگی پسند، منکسرالمزاج، بلند خیال، صاحبِ سوز اور مشاق شاعر ہیں۔ کم گو، کم آمیز اور نمود و نمائش سے بے نیاز۔ برسوں سے خاموش بیٹھے "شاہنامۂ ہند" یعنی ہندوستان کی ۶ ہزار سالہ تاریخ کو نظم کا جامہ پہنا رہے ہیں۔ میں نے اس طویل مہاکاویہ (مثنوی) کا ایک دفتر دیکھا ہے۔ اس میں ابواب کی تقسیم و ترتیب، مواد، متن، فن اور گہری تحقیق و کاوش اور تاریخی صحت کی تلاش جگہ جگہ جھلکتی نظر آتی ہے۔ مہابھارت سے متعلق دفتر کو میں نے ۴ گھنٹے پڑھا اور مجھے اس کی تاریخی صحت، مسلسل اضطراری، رواتی، دلچسپی و برجستگی کا قائل ہونا پڑا۔ یہ بڑا صبر آزما، ہمت شکن اور قادرالکلامی کا مرہونِ منت کام ہے جس کے لئے عمیق مطالعہ اور اعلیٰ طرزِ بیان درکار ہے۔ جو مکمل فروغ صاحب کے حصے میں آیا ہے۔ اس نظم سے قومی یک جہتی، جذباتی ہم آہنگی، حب الوطنی، فن الایمان کی مصداق، وطنیت اور قوم پرستی کے باب میں ایک پائیدار و تاریخی خدمت ہوگی۔ میں "شاہنامۂ ہند" کو بہت بڑا کارنامہ قرار دیتا ہوں۔"

مندرجۂ بالا تحریر پنڈت گلزار زتشی دہلوی کی ہے جنہوں نے قومی یک جہتی کے علمبردار فردوسی ہند فروغ نقاش کے تحریر کردہ "شاہنامۂ ہند بشمول مہابھارت" کا مطالعہ کرنے کے بعد لکھی۔ ۱۹۵۸ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس ناگپور میں ہوا تھا۔ فروغ نقاش نے "بھارت کے تین دور" عنوان سے ایک نظم لکھ کر وزیرِ اعظم جواہر لال نہرو جی کو پیش کی۔ نہرو جی نے اس نظم کو بہت سراہا اور شاعر کو مشورہ دیا کہ بھارت اور خاص طور سے مہابھارت کی تاریخ کو اردو شاعری میں پیش کیا جائے۔ نہرو جی کے اس مشورے پر لبیک کہتے ہوئے فروغ نقاش نے "شاہنامۂ ہند" کے عنوان سے بھارت کی ۶ ہزار سالہ مکمل تاریخ کو اردو شاعری میں نظم کرنے کا ٹھوس ارادہ کرلیا۔ موصوف کا یہ کام اردو شاعری میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام زبانوں کی شاعری میں نقشِ اوّل کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۶ ہزار سالہ مکمل تاریخ شاعر کے سامنے ہے۔ تمام واقعات کو فروغ نقاش نے مستند کتابوں، متعدد مورخین اور محققین کے بیانات کو سامنے رکھ کر اشعار کے قالب میں ڈھالا ہے۔ "شاہنامۂ ہند" کا پہلا حصہ مہابھارت پر مشتمل ہے، جسے انہوں نے بڑی جانفشانی اور دیانت داری سے نظم کیا ہے۔ اس باب میں جغرافیہ اور نسلِ انسانی پر مختصر بحث بھی کی گئی ہے۔ اس کے بعد ہندوستان میں آریہ قوم کی آمد اور یہاں کی قدیم دراوڑ قوم سے ان کا ٹکراؤ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ آریہ قوم کی حکومتوں کا قیام رہن سہن، طرزِ معاشرت وغیرہ پر بھی قلم آزمائی کی گئی ہے، آخر میں مہابھارت کے واقعات کو تسلسل کے ساتھ نظم کیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

[پنچالی کے حسن کا قلمی عکس]

یکایک اک جانب سے سبھا میں برق لہرائی
خرامِ ناز فرماتے ہوئے ایک مہ جبیں آئی
لچکتی چال، مستانہ روش میں سیکڑوں فتنے
مچل کر رہ گئے عشاق کے سینوں میں دل کتنے
خرامِ ناز سے پامال تھا لالہ کا پیراہن
حنائی پا رسے فرشِ مخملیں تھا اور شعلہ زن
درخشاں عارضِ گلگوں پہ بل کھاتے ہوئے گیسو
وہ کجلائی ہوئی آنکھیں تھی یا چلتا ہوا جادو
خمیدہ طاقِ ابرو، روزنِ توسینِ مینا نہ
گھنی پلکوں کے سائے میں لطافت بیز پیما نہ
لبِ لعلیں کی قاشوں میں دُرِ دنداں کی تابانی
ہمہ لحظہ، ہمہ عالم، تکلم کی گل افشانی
جبینِ صندفشاں پر قشقہ گل رنگ کیا کہئے
کلاہ و تاج کا وہ فاخرانہ ڈھنگ کیا کہئے
سرشتہ مشک و عنبر خام زلفوں کا وہ بل کھانا
کسی افعی کا ہر ہر قدم پر ڈس کر پلٹ جانا
مہکتی سانسوں کا وہ زیر و بم، توبہ شکن توبہ
مسامیرِ گلِ رخسار اور چاہِ ذقن توبہ
وہ پیکر جس کا قامت شاخِ گل سا نرم و نازک تھا
عیاں ہر گام پر شاہانہ اندازِ تمانک تھا
حنائی دست میں وہ لے کے آئی ایک ورمالا
مگر بارِ حیا سے تھی خمیدہ چشمِ دنبالہ
دروپد کنیا وہ شہرۂ آفاق پنچالی
کہ جس کے واسطے اک مسندِ زربفت تھی خالی
سوئمبر کی سبھا میں ناز فرماتی ہوئی آئی
بچھائیں عاشقوں نے اپنی آنکھیں، قدر فرمائی

یہ حصہ مکمل شاہنامۂ ہند میں صرف ایک باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ ۲۷سو اشعار پر مشتمل اس حصے کو مرکزی وزارتِ اطلاعات و نشریات کا پبلی کیشنز ڈیویژن صرف اردو میں شائع کر رہا ہے۔ حالانکہ جون ۱۹۸۴ء کے انگریزی ماہنامہ 'Society' کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے فروغ نقاش نے خواہش ظاہر کی ہے کہ اسے دیوناگری رسم الخط میں شائع کیا جائے۔

اس پہلے حصے کے متعلق محترمہ حامدہ حبیب اللہ فرماتی ہیں۔

" فروغ نقاش نے شاہنامۂ ہند کے پہلے حصے شاہنامۂ ہند بشمول مہابھارت میں ہندو دیومالا کی وہ تمام روایات، نہایت سلجھے ہوئے انداز میں نظم کر دی ہیں جو عوام میں مقبول اور مذہبی کتابوں میں مندرج ہیں۔ ضمنی عنوانات میں منتر کی آزمائش، اس کا ردِ عمل، حکمِ مباشرت، رشی بھر دواج سے درونہ چاریہ کی پیدائش، سازش کورووان، پانچوں پانڈوں سے دروپدی کا بیاہ، سلسلہ قماربازی، کرشن جی کا سفر آخرت اور پانڈوں کے انجام کا تذکرہ شامل ہے۔ فروغ صاحب نے تاریخ ہند نظم کرنے کی جو زبردست ذمہ داری اپنے سر لی ہے، اس کی تکمیل میں مدد کرنا ہر محبِ وطن اور اردو ادب سے دلچسپی رکھنے والے کا فرض بنتی ہے۔ یہ ادبی شاہکار اردو ادب میں اپنی قسم کی پہلی کوشش ہے۔"

شاہنامہ ہند کل دس حصوں پر مشتمل ہوگا جس میں تقریباً ۳۰ ہزار اشعار ہوں گے۔ اب تک ۴ حصے مکمل ہو چکے ہیں جن میں اشعار کی مجموعی تعداد ۱۱ ہزار ہے۔ شاہنامہ ہند کا دوسرا حصہ ہندو عہد حکومت اور تیسرا مسلم عہدِ حکومت پر مشتمل ہے۔ چوتھا حصہ افغانستان کے پس منظر سے شروع ہوتا ہے ـــــ یہ حصہ غیاث الدین بلبن پر ختم ہوتا ہے۔ پانچواں حصہ جاری ہے ـــ جو جلال الدین خلجی سے شروع ہو کر علاؤ الدین کی تخت نشینی فتح چتوڑ ۱۲۹۵ء سے لے کر ۱۳۲۱ء تک کے تمام واقعات قلم بند ہو چکے ہیں۔ اس حصے میں اب تک پندرہ سو اشعار قلم بند ہو چکے ہیں۔ چھٹا حصہ سیدوں کی حکومت سے شروع ہوگا ـــ اور شاہانِ لودھی کی حکومت کے خاتمہ پر ختم ہوگا۔ ساتواں حصہ مغلیہ دورِ حکومت اور آٹھواں حصہ دکن کی بہمنی حکومت پر مشتمل ہوگا۔

"منوہر کہانیاں" جولائی ۱۹۸۳ء میں فروغ نقاش پر ایک جامع مضمون لکھتے ہوئے مضمون نگار فرماتے ہیں ـــ" فردوسی کو تو محمود غزنوی نے یہ دلاسا دیا تھا کہ اس کے ہر شعر پر سونے کی اشرفیاں انعام دی جائیں گی لیکن فردوسیِ ہند کو ابھی تک نہ تو سرکار سے کچھ ملا اور نہ کسی شاہانہ مزاج رکھنے والے ادبی سورما ہی سے مدد ملی۔"

لیکن فروغ صاحب اس عدیم المثال کارنامے کو پورے ملک میں سراہا ضرور گیا ہے۔ ۱۹۷۷ء میں ناگپور میونسپل کارپوریشن نے اپنی سلور جوبلی کے موقع پر ۲۵ علمی، ادبی و سماجی شخصیتوں کو ایوارڈ سے نوازا جن میں موصوف بھی شامل تھے۔ ۱۹۷۸ء میں

نزدیکی ہند شری فروغ نقّاش کو اردو اکادمی کے منعقدہ مشاعرہ ناگپور میں پروفیسر ایس۔ایم۔آئی اثیر، وزیر ٹرانسپورٹ مہاراشٹر سپاسنامہ دیتے ہوئے۔

کانگریس آل انڈیا مشاعرہ میں "فردوسیؔ ہند" کا خطاب حاصل ہوا۔ ۱۹۸۰ء میں قومی یک جہتی ایوارڈ ملا۔ ۵ راکتوبر ۱۹۸۲ء کو نیور میں منعقدہ دربھ ہندی سمیلن میں موصوف کی دستار بندی مرکزی وزیر شری این کے پی سالوے کے ہاتھوں کی گئی۔ پچھلے سال مہاراشٹر اردو اکادمی کے دو روزہ سیمینار و مشاعرے کے موقع پر مہاراشٹر کے وزیر شری پروفیسر ایس۔ایم آئی اثیر نے اردو اکادمی کے چیرمین ڈاکٹر اے۔اے منشی اور مرحوم خواجہ عبدالغفور کی موجودگی میں موصوف کو ایک سپاسنامہ پیش کیا جس میں فروغ نقاش کی خدمات کا اعتراف یوں کیا گیا ـــ

"بھارت کی منظور شدہ ۱۵ زبانوں میں صرف اردو زبان ہی ایک واحد زبان ہے کہ اس کا ایک شاعر ہندوستان کی منظوم تاریخ ۶ ہزار سال قبل سے آج تک لکھنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے۔ ہندوستان ایک وسیع ملک ہے جس میں ابتدا سے آج تک بہت سے شہرۂ آفاق ادیان، جیسے سناتن دھرم، جین دھرم، بودھ دھرم، مذہبِ اسلام کے ساتھ ساتھ سکھ اور عیسائی دھرم جن کے پیروکاروں کا یہ ملک مسکن رہا ہے۔ آپ نے ان تمام مذہبوں کی داستان اور ان کے سیکڑوں راجوں، مہاراجوں کے واقعات مع پس منظر پیش کر کے قومی یک جہتی کے لئے سنگ میل کی بنیاد رکھی ہے۔"

عبدالحفیظ فروغ نقاش آج سے ۶۳ سال قبل ناگپور میں پیدا ہوئے۔ شعر گوئی کا سلسلہ کم عمری ہی سے جاری رہا۔ ابتدا میں ڈرامے، افسانے اور قوالیاں لکھیں، ہند و پاک کے بڑے بڑے فن کاروں نے انھیں گایا۔ ایچ ایم وی اور دیگر کمپنیوں نے آپ کے کلام کے بہت سے ریکارڈ بھی بنائے جو آج بھی عوام میں مقبول ہیں ـــ پچھلے ۲۶ سالوں سے آپ نے تمام مصروفیت کو بالائے طاق رکھ کر اس عظیم کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ ذریعۂ معاش کے لئے آپ نے کفن کی دکان لگائی تاکہ زیادہ سے زیادہ وقت شاہنامۂ ہند کی تکمیل کے لئے مل سکے۔

گیان پیٹھ یافتہ محترمہ امرتا پریتم اپنے ایک مضمون میں جو ۸ر جولائی ۱۹۸۴ء کو ملک کے کئی اخبارات میں شائع ہوا ہے، فرماتی ہیں ـــ

"اب فروغ نقاش کے سامنے ان کی ۲۶ سالہ محنت صرف کاغذوں میں بٹی ہوتی ہے۔ ایک کفن میں لپٹی ہوئی محبت کا دل دھڑکتا ہے، اس کی نبض چلتی ہے اور اس کی سانس وقت کو سند دیتی ہے۔ جو سنے ہمارے ملک میں لوگوں کی کتنی حسرتیں ہیں جو کسی نہ کسی مجبوری کے کفن میں لپٹی ہوئی ہیں اور یہ بھی ایک حسرت ہے کہ زندہ حسرت کے دروازے کے آگے وقت کا لگایا ہوا یہ بورڈ کوئی اتار دے کہ "یہاں کفن ملتا ہے۔"

آخر میں ایک سین ملاحظہ فرمائیں ـــ

(مہاراجہ پنچال کی بیٹی شہزادی دروپدی پنچالی جس کا سوئمبر نہایت تزک و احتشام سے منانے کا اعلان ہو چکا ہے۔ بھارت

کے تمام راجے مہاراجے اور شہزادے جن کی تیر افگنی اور قدر اندازی کے چرچے زبان زد عام تھے، موجود ہیں ــــ کورو اور پانڈو بھی حاضر ہیں۔ شرط کے مطابق مچھلی کی آنکھ میں نشانہ لگانے کا سلسلہ شہزادی کے دربار میں آنے کے بعد ہی شروع ہوجاتا ہے۔ تمام فیل تن رامی اور قدر انداز بے نیل مرام شرمندہ ہوکر واپس لوٹتے ہیں۔ اب ارجن کی باری آتی ہے۔ ارجن آگے بڑھتا ہے۔ کمان اٹھاکر چلہ کھینچتا ہے اور تیر جوڑکر مچھلی کی آنکھ کو نشانہ بنالیتا ہے۔ نشانہ لگنے کے بعد ورمالا کی رسم اس طرح ادا ہوتی ہے)

نشانہ لگتے ہی کوروں کے تلووں سے زمیں نکلی
ادھر سب کے لبوں سے اک صدائے آفریں نکلی
ادھر گھنشیام کے لب پر تبسّم رقص فرما تھا
ادھر فرطِ پشیمانی سے سر کوروں کا نیچا تھا
رہا کچھ دیر تک غوغا صدائے داد و تحسیں کا
خوشی سے جھوم اٹھا، ایک طبقہ جشنِ رنگیں کا

ہوا پھر غلِ اشرات کا کچھ شور کم آخر
دروپد نے اشارے سے کیا پھر مدعا ظاہر

دروپد کنیا وہ ماہ وش، پنچال کی دختر
بڑھی ہاتھوں میں ورمالا لئے انزار کی پیکر

قریب ارجن کے فوراً ناز فرماتی ہوئی پہنچی
بڑی ہی دل رُبائی سے وہ شرماتی ہوئی پہنچی

خمیدہ تھیں جو پلکیں اٹھ گئیں بے طرف سی ہوکر
نظر ٹکرائی دونوں کی تبسم آگیا لب پر
تبسم کی ابھی شوخی نہ مٹنے پائی تھی لب سے
کہ فوراً مرمریں باہیں اٹھیں، اک حسن اطرب سے

حنائی انگلیوں میں تھی بہ شکلِ قوس ورمالا
رخِ ارجن پہ تھی مرکوز اب تک چشمِ دنبالہ
نگاہوں کے فسوں نے کائناتِ ہوش کو لوٹا
طلسمِ سرخوشی ان کا اچانک اس طرح ٹوٹا
کہ ارجن کے دہانِ خشک سے بے وقت تھراکر
سِسک کر اک آہ نکلی، دل سے گھبرا کر
جونہی ارجن کے لب سے آہ نکلی، خم ہوئی گردن
ادھر پہنادی پنچالی نے ورمالا بصد احسن

یوتھ فورم

'یوتھ فورم' کا مستقل فیچر، کیریئر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی اور معاشی ترقی میں نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتے پر ارسال فرمائیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرھواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲
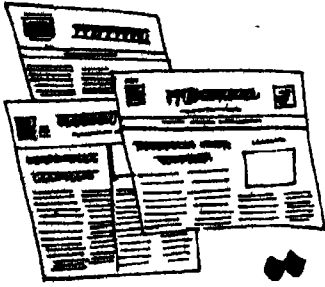
پی۔ این۔ پدابچے
افسرِاعلیٰ، محکمۂ مواصلات وصحافت
پونے یونیورسٹی

صحافت اور قومی یک جہتی

ہماری قومی یک جہتی کا تانا بانا تناؤ سے متاثر ہوتا جارہا ہے اور ہم یہ سوچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں کہ شاید وہ دن دور نہیں جب یہ تناؤ اپنی انتہائی حد کو پہنچ جائے۔ آزادی کے گذشتہ ۳۷ برسوں میں یہ تناؤ اتنا سخت نہیں تھا جتنا کہ اب نظر آرہا ہے۔ پنجاب کے کچھ سکھ اور بہار کے بعض قبائل کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ مرکز سے علیحدگی کا منصوبہ بنارہے ہیں۔ آسام کی شورش دوبارہ شدت اختیار کررہی ہے۔ کشمیر ہمیشہ سے ہی "حساس" مقام رہا ہے۔ بھیونڈی، مالیگاؤں، علی گڑھ، حیدرآباد اور ملک کے متعدد علاقے ایسے ہیں جہاں مختلف فرقوں کے مابین ہمیشہ کشیدگی پائی جاتی ہے۔ ودربھ اپنی علیحدہ ریاست کا مطالبہ کررہا ہے۔ ریاستوں کے درمیان سرحدوں کے تنازعات، مرکز کی دفتری اور رابطہ کی زبان پر اختلاف، دریاؤں کے پانی کی تقسیم، بندھ وغیرہ کی تعمیر، درج فہرست جاتیوں، قبائل اور دیگر اقلیتی فرقوں کے ساتھ برتاؤ کے معاملات، درج فہرست جاتیوں کے لئے نشستوں کی تخصیص کا سوال اور فراہمیٔ روزگار کے سلسلے میں مقامی افراد کو ترجیح دینے کا رجحان جیسے مختلف امور اخباروں میں نظر سے گزرتے رہتے ہیں اور ہم ان کے نتائج کے بارے میں فکرمند ہوجاتے ہیں۔

اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کے مختلف طبقے بشمول سیاست داں، اخبارات کے سر الزام تھوپتے ہیں۔ بھیونڈی کے فسادات ہی کو لے لیجئے۔ چند اردو اور مراٹھی اخبارات اس کے ذمہ دار قرار دیئے جاتے ہیں۔ پریس کے متعلق بالڈون کا یہ نظریہ اکثر دہرایا جاتا ہے کہ ـــــ ذمہ داری کے بغیر اقتدار ویسا ہی ہے جیسے طوائفوں کا ہر دور میں تسلیم کردہ امتیازی حق۔ یہاں یہ ذکر بے محل نہیں ہوگا کہ "زرد صحافت" ماضی میں بعض بھیانک نتائج کی محرک رہی ہے۔ جیسے ولیم رانڈولف ہرسٹ کا اخبار "جرنل" جو یقینی طور پر ۱۸۹۸ء کا وہ جنگی بخار پیدا کرنے میں معاون ثابت ہوا تھا جس میں ہسپانوی۔ امریکی جنگ سے قبل اور اس کے درمیان ان ملکوں کے باشندے مبتلا تھے۔

صحافت کی تعریف مختلف انداز میں کی گئی ہے۔ اسے "فوراً بنائی جانے والی تاریخ" سے بھی تشبیہہ دیا گیا ہے یا "ان واقعات کی رپورٹ جو لکھنے کے وقت کی کیفیت بیان کرے اور جو حالات کے صحیح مطالعہ کی تصویر نہ ہو" یا موقعۂ واردات کا وقتی یا ہنگامی سین پیش کرنا تاکہ پڑھنے والے جان لیں کہ اس وقت ان کے آس پاس کیا کچھ ہورہا ہے۔ اس کا تعلق فوری واقعات سے ہوتا ہے۔ قارئین کو جس کے ذریعے بتلانا مقصود ہوتا ہے کہ حالات نے کیا رخ اختیار کیا ہے اور وہ کون لوگ ہیں جن کی زندگیاں ان سے متاثر ہوتی ہیں۔

اس لئے یہ کہنا درست ہوگا کہ صحافت کا تحریر اور واقعات پر اثر انداز ہو سکتی ہے اور ہوتی بھی ہے۔

صحافت کے فرائضِ منصبی

صحافت کا یہ ایک اہم فریضہ ہے کہ عوام کے خیالات کو منظرِ عام پر لائے اور یہ بھی کہ صحیح خیالات پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ یہی وجہ ہے کہ صحافت سے یہ امید کی جاتی ہے کہ وہ قوم کے سماجی تانے بانے کو درخشاں اور تاباں بنائے۔ جدید صنعتی ریاست میں معاشی ڈھانچے کی لگاتار نشو و نما میں معاونت کرے اور جمہوریت کے سیاسی خدوخال کو تحفظ عطا کرنے اور فروغ دینے میں اپنا تاریخی رول ادا کرے۔ بہت عرصہ پہلے، جوزف پولیٹزر نے ایک صحافی کی بحیثیت ذمہ دار ان الفاظ میں بیان کی تھی :- ایک صحافی ریاست کی کشتی کے لئے دیدبان کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ بادبان کے بلند رہنے پر نظر رکھتا ہے اور ساتھ ہی دلچسپی کی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتا ہے جو خوشگوار موسم میں افق پر دکھائی دیتی ہیں۔ وہ بہہ کر جاتی ہوئی کسی ایسی چیز پر بھی نگاہ رکھتا ہے جسے جہاز بچا سکتا ہے وہ کہر اور طوفان میں ... اور پیش آنے والے خطرے سے آگاہ کرتا ہے۔ ... اپنی تنخواہ یا مالکوں کے فائدے کا خیال نہیں ہوتا بلکہ وہ جس مقام پر ہوتا ہے وہاں سے صرف ان لوگوں کی سلامتی و بہبود پر نظر رکھتا ہے جو اس پر اعتماد کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ پریس سے وابستہ ... کی توقعات اور پریس کی کارکردگی کے بیچ پائی جانے والی خلیج کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ اس خلیج کو معروضی ... میں ... جا سکتا۔ لہٰذا ۱۹۷۲ء میں ... کی ایک ... نے ... بین الاقوامی صحافیوں کے لئے ضابطہ کارگذاری کا تعین کیا صحافت کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی معاملے یا مضمون کے متعلق واقعات کو سچائی کے ساتھ مفصل طور پر اور ایسے قابلِ اعتماد ... پیش کرے جس کا مفہوم سمجھ میں آ سکے اور سوسائٹی میں نمائندہ گروپوں کی ایک مثالی تصویر کا نقشہ پیش کرے۔ اپنے آپ کو تبصرہ اور تنقید کرنے کے لئے ایک فورم کی حیثیت سے تسلیم کرے

اور سماجی ذمہ داریوں اور وسائل کی قدر و قیمت اور غرض و غایت کی تشریح کرتے ہوئے انجام دے ... کہا جاتا ہے کہ ایڈیٹروں کی کمیٹی کے وہ ممبران جنہوں نے مذکورہ بالا ضوابطِ کارگذاری کی تشکیل فرمائی تھی ... بات پر رضامند ہوں گے بھی کہ خود انہیں ان ضوابط کی روشنی میں جانچا جائے ؟)

مطبوعات کی ذمہ داری

اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قومی یکجہتی کے پیشِ نظر پریس کی ذمہ داری ابتداءً توقعاتی قسم کی ہے۔ یعنی کہ پیشہ وروں کے مطالبات میں مفاہمت پر دھیان دینا رپورٹنگ میں صحیح اور "واقعیت پسندانہ" رویہ اختیار کرنا اور جہاں حب الوطنی کا تقاضہ ہو وہاں بعض خبروں کی اہمیت کو گھٹا کر بیان کرنا۔ اس کی تمثیل کے لئے ایک حالیہ معاملہ پیش کیا جا سکتا ہے جس میں کچھ سکھ جوانوں کی روگردانی کو قومی مفاد کے پیشِ نظر اس حد تک غیر اہم دکھلایا گیا جتنا ممکن ہو سکا جبکہ بمبئی کے بعض اخبارات نے اسے سرورق، موٹے موٹے حروف میں، چار کالموں کی لمبائی پر پھیلا کر، اخبار کے موڑنے والے حصے سے اوپر، اس روگردانی کو 'بغاوت' بتلایا یا 'غدر' کا نام دیا۔

بعض اوقات با اصول صحافی بھی غیر ارادی طور پر قومی یکجہتی کی قوتوں کو نقصان پہنچانے کا باعث ہوتے ہیں۔ اس کی مثالیں جرائم کی اور عدالتوں کی رپورٹوں میں، ذات پات اور فرقوں کی تصریح کے ساتھ (اگرچہ غیر ارادی طور پر) ملتی ہیں۔ اگر بمبئی اور پونے کے مراٹھی اخباروں کا جائزہ لیا جائے تو ذات پات اور فرقوں کی تصریح عموماً ان جرائم کے سلسلے میں کی جاتی ہے جو کسی خاص ذات والوں کے متعلق کہانیوں کے روپ میں عوام میں مشہور ہیں اور اس طرح ان فرقوں کی بگڑی ہوئی ... تصویر لوگوں کے سامنے آتی ہے۔ چنانچہ اگر عدالتوں اور جرائم کی کہانیوں میں اونچے فرقہ کے لوگ ہوں تو ان کے فرقے اور ذات پات کا ذکر نہیں کیا جاتا اور اگر خانہ بدوش قبائل یا غیر نوٹیفائڈ گروہ سے ان کا تعلق ہو تو اس کا ذکر بغیر کسی پس و پیش کے کیا جاتا ہے۔ ہندی کی تجارتی فلموں میں اس "قسم" کے لوگ جو گھٹیا پیشوں یا فحبہ خانوں سے وابستہ ہوتے ہیں اکثر نکتہ چین کے روپ میں دکھلائے

جاتے ہیں ۔

صحافیوں سے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اس قسم کے تنگ نظر فرقہ پرستی ترک کر کے بلند خیالی اختیار کریں اور یک جہتی کی قوتوں کو مضبوط بنائیں۔ ساہتیہ اکادمی نے ہندوستانی کلچر کو کنول کے پھول سے تشبیہ دی تھی اور مختلف مذہبوں، زبانوں اور ضمنی کلچروں کو کنول کے پھول کی پنکھڑیوں کے مثل بتلایا تھا اور کہا تھا کہ یہ سب مل کر ایک ناقابل تقسیم پھول ہیں ۔ وسیع معنوں میں ہندوستانی قومیت کے چار عناصر ہیں یعنی جغرافیائی، اخلاقی، مذہبی اور لسانی جن کی قدیم روایات، لوک گیت، دیومالا اور قصے کہانیاں قوم کا مشترک ورثہ ہیں۔ اس طرح الگ الگ ہونے کے باوجود ہندوستانی ایک قوم ہیں اور انگریزوں کی آمد سے پہلے بھی وہ ایک ہی تھے ۔ ملک کے لئے جب کبھی کوئی نازک وقت آیا تو ہندوستان ایک قوم کی شکل میں، پوری یک جہتی کے ساتھ، اٹھ کھڑا ہوا ۔ یہی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے ہمیں امید ہے کہ ہماری یک جہتی قائم رہے گی ۔ ہم چاہتے ہیں کہ صحافی حضرات الفاظ کے استعمال پر خاص توجہ دیں اور ریاستوں، مذہبوں، ذاتوں، قبیلوں، زبانوں وغیرہ دشواریوں کو پار کرنے کے لئے اس طرح کے پل بنائیں کہ ہماری آئندہ نسلیں اپنی وراثت سے ایک مضبوط اور پُرامن ہندوستان حاصل کریں ۔ ☆

دہلی میں نائب صدر ہند، شری ایم ہدایت اللہ نے یکم اگست کو تلک جنتی کے موقع پر لوکمانیہ تلک کے مجسمے کی گلپوشی کی ۔
تصویر میں مرکزی وزیر برائے کیمیکلز، شری وسنت راؤ ساٹھے، شری لشونت راؤ چوان ایم ۔ پی اور مرکزی وزیر مملکت برائے ... ، ... دی ۔ این ۔ ... نظر آ رہے ہیں ۔

فیروزہ فیاض خان

یک جہتی اور ہم

یک جہتی کی یوں تو مختلف تعبیریں پیش کی جاتی رہی ہیں۔ مگر اصل میں یک جہتی ہے کیا؟ یک جہتی ایک جذبے کا نام ہے۔ ایک احساس کا نام ہے۔ یک جہتی ایک ایسی سرمستی اور خوشی کا خواب ہے جو ہم سے زیادہ دوسروں میں جینے کی للک پیدا کرتا ہے۔ یک جہتی سب سے پہلے آپ کے گھر پر دستک دیتی ہے۔ کیا آج آنکھوں کو خیرہ کرنے والی صنعتی زندگی آپ کو یک جہتی کے جذبے کو محسوس کرنے کا موقعہ فراہم کرتی ہے؟ کیا آپ اپنے گھر میں بزرگوں اور بچوں کے ساتھ خوش دلی، خوش خلقی اور محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں؟ کیا آپ اپنے بڑوں کے آرام اور آسودگی کے لئے قربانی اور قناعت کا ثبوت دیتے ہیں۔ کیا آپ اپنے بچوں کی خوشی کے لئے اپنی خواہشوں کو صیقل کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اپنا تجزیہ کر دیکھئے ــــ اگر جواب اثبات میں ملتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ یک جہتی کے جذبے کو اس کے مفہوم کو سمجھتے ہیں۔

آپ جہاں رہتے ہیں وہاں پڑوس بھی ہوتا ہے۔ پڑوس میں محض آپ اور آپ کی قوم کے لوگ نہیں رہتے اور دوسرے مذاہب اور عقائد کے ماننے والے بھی اقامت پذیر ہوں گے اکثر آپ کے یہاں پڑوس سے کوئی بچہ آکر کہتا ہوگا ــ کل ہماری سالگرہ ہے۔ کیا آپ اپنے منّے کو ہمارے یہاں آنے دیں گے ہمارے ممی ڈیڈی نے بلایا ہے۔ اگر آپ اس معصوم بچے کی خواہش کے احترام میں فوراً خوش دلی سے ہاں کہہ دیں تو سمجھئے کہ آپ یک جہتی کے جذبے کی قدر کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ہمارے پڑوس میں کوئی بیمار پڑ جاتا ہے۔ ہم اس کی مزاج پرسی کو جاتے ہیں۔ اس کے لئے چند کلمات خیر ادا کرتے ہیں۔ کبھی کبھی اپنے دو پڑوسیوں کو لڑتے دیکھ کر آپ ان میں مصالحت کرا دیتے ہیں اور انہیں آپس میں مل جل کر رہنے کی تلقین کرتے ہیں ــ جی ہاں یہی عمل یک جہتی کا نمونہ ہے۔ اس کی ہمیں ضرورت ہے۔ ہمارے خاندان اور ہمارے ملک کو ضرورت ہے۔

ہندوستان میں بہت سے فرقے ہیں۔ الگ الگ مذہبوں اور عقیدوں کو ماننے والوں کا دیش ہندوستان اپنی ہمہ گیر تہذیب کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہے۔

ہم ستر کروڑ کی آبادی والے بڑے دیش کے رہنے والے ہیں۔ یہاں بہت سی زبانیں بولی جاتی ہیں۔ بہت سی بولیاں لوگوں کے دلوں پر راج کرتی ہیں۔ کنیا کماری سے کشمیر تک یہاں چھوٹی چھوٹی بے شمار تہذیبیں پروان چڑھ رہی ہیں رنگ رنگ کے لباس، رنگ رنگ کے علاقائی گیت، رنگ رنگ کی لوک کہانیاں ہمارا ورثہ ہیں۔ ہماری تہذیب ہے ــ مشترکہ بولی ٹھولی اور چٹخارے دار گیتوں، بھجنوں اور نظموں کے اس عظیم دیش کا نام ہندوستان ہے۔ یہاں انسان کی برتری کو اہم قرار دیا گیا ہے۔ مذہب ذاتی عقیدہ ہے ــ روحانی تزکیۂ نفس کا ذریعہ ہے۔ ذہنی طہارتوں کا منبع ہے۔ یہ دشمنی کی نہیں دوستی اور رفاقت کی تعلیم دیتا ہے۔

ہمیں مندروں، شوالوں، کلیساؤں اور گردواروں میں

[بلا] روک ٹوک جانے کی اجازت ہے۔ ہم جمہوری نظام کے [پ]روردہ ہیں۔ یہاں کلیسائی نظام نہیں۔ ریاست مذہبوں سے [ب]الاتر ہے۔ ریاست کا کوئی مذہب نہیں۔ ریاست کو اگر دیوی [م]ان لیا جائے تو یہ ایک ایسی بے لوث محبت کرنے والی دیوی ہے جس کی آنکھوں سے دودھ کے چشمے پھوٹ رہے ہیں اور [ا]ن کی شیرینی اور مٹھاس سب کے لئے ہے۔

مذہب دلوں کو جوڑتا ہے۔ پیار اور عقیدت کو حسن بخشتا ہے۔ بیر اور دشمنی کا مذہب سے کیا تعلق۔ گیتا میں کرم کے فلسفے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ نیکی [کی] قدروں کو پروان چڑھاتے رہو۔ جد و جہد کرتے رہو۔ [ا]علیٰ مقصد کے لئے جان دے دو اور کسی طرح کے حسن طلب [ک]و اپنا مزاج نہ بناؤ۔

کرشن کنہیا، گاندھی، نہرو، امیر خسرو، دادا بھائی نوروجی، [مولانا آ]زاد، طیب جی، گوکھلے اور ایسے بہت سے لوگوں کا مذہب [ک]یا تھا؟ ان لوگوں کا مذہب تھا انسانیت اور اس کی فلاح۔ [ا]ن لوگوں کا مذہب تمام لوگوں میں جینے کی للک پیدا کرنا۔ تمام [انسا]نوں کی خوشی۔ نظیر اکبر آبادی۔ درگا سہائے سرور، اقبال، [م]لک محمد جائسی، رس کھان، عبدالرحیم خان خاناں، کبیر، [تل]سی، غالب، تکارام، دیا نیشور اور ٹیگور۔ یہ لوگ کیا محض ہندو اور مسلمان تھے۔ گرو نانک کیا محض سکھ تھے۔ یہ لوگ سب کے تھے۔ انسانیت کی ایکتا کے علمبردار تھے۔ اس لئے سب کے ہیں اور سب کے رہیں گے۔ کیا غالب کی شاعری محض مسلمانوں کی شاعری ہے؟ کیا ملک محمد جائسی کے پدماوت پر محض ہندوؤں کا حق ہے۔ بڑے غلام علی کا گانا کیا محض مسلمانوں کے دلوں کے تاروں کو چھیڑتا۔ کیا زوبین مہتا کا آرکسٹرا محض پارسیوں کے لئے ہے۔ کرمانی، ظفر اقبال کون ہیں؟ گواسکر کیا مہاراشٹریوں کے ہیں۔ کیا اتر پردیش کے کرکٹ شائقین گواسکر پر جان نہیں دیتے؟

یوسف شاہ چک اور حبہ خاتون کیا محض کشمیریوں کا ورثہ ہیں۔ کیا اہل بہار یا اہل مہاراشٹر کو ان سے عقیدت نہیں ہوسکتی۔ کیا شیواجی پورے ہندوستان کے لیڈر نہیں؟

ہم کوشش بھی کریں تو ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا کر الگ نہیں رہ سکتے۔ مندروں، شوالوں اور کلیساؤں سے الگ بھی ہمارا مذہب ہے اور وہ مذہب ہے انسانیت۔ اگر ہم میں سے کوئی بے راہ روی کا شکار ہے تو اسے چاہیئے کہ صراطِ مستقیم اپنا لے۔ پہلے ہماری دھرتی اور اس کا تقدس ہے اور پھر ہم اور ہمارے عقائد ہیں۔

قارئین کیلئے ضروری اعلان

ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنے قارئین کو مختلف سرکاری پالیسیوں اور سرگرمیوں سے پوری طرح باخبر رکھیں۔ تاہم قارئین کو اس میں کچھ نہ کچھ کمی کا احساس ہوسکتا ہے، لہذا آپ کی دلچسپی اور معلومات میں مزید اضافے کے خیال سے "قارئین کی رائے" کا خصوصی صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اس تبادلۂ خیال سے ہمیں اور آپ کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ انفرادی شکایتوں کی اشاعت تو مشکل ہے، البتہ سرکاری پالیسیوں، پروگراموں اور سرگرمیوں سے متعلق آپ کے خطوط، سوالات اور شبہات بخوشی قبول کئے جائیں گے۔ پتہ نوٹ فرمالیں:

ایڈیٹر "قومی راج"، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، پندرہواں منزلہ، مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

پندرہ اگست

نذیر بنارسی
پانڈے حویلی۔ وارانسی

محبت کی بنسی بجائیں گے ہم تم ہر اک دل کو گوکل بنائیں گے ہم تم
کرن کی طرح مسکرائیں گے ہم تم سحر کی طرح جگمگائیں گے ہم تم
اندھیرے کی دھجی اڑائیں گے ہم تم

ہنسیں غنچہ و گل کلی مسکرائے ہر اک زندگی کا چمن لہلہائے
ہوا ساز چھیڑے فضا گنگنائے وطن چھوڑ کر کون جنت میں جائے
وطن ہی کو جنت بنائیں گے ہم تم

یہ پندرہ اگست اس پہ ساون کا بادل ہے غم آج کے روز اک لفظ مہمل
یہ سرسبز کھیتوں کے پودے کی چھل بل اڑے جس طرح ایک الھڑ کا آنچل
نہ ایسے میں کیوں گنگنائیں گے ہم تم

چمن اپنا آنکھوں میں جس کی گڑے گا ہواؤں کا جھونکا طمانچہ جڑے گا
وہ کھائے گا منہ کی جو ہم سے اڑے گا مصیبت ہی کو پیچھے ہٹنا پڑے گا
قدم تو نہ پیچھے ہٹائیں گے ہم تم

اٹھائیں گے ہر زحمت معتبر کو سجائیں گے ہر اک ڈگر کو نگر کو
گھٹائیں گے طوفاں کے دردِ سر کو دبائیں گے ہر فتنہ و شور و شر کو
خود اپنے کو طوفاں بنائیں گے ہم تم

ابھی ہے ستاروں پہ چڑھنا اترنا نہیں اپنی منزل پہاڑ اور جھرنا
بڑھو آگے رکنے کی ہمت نہ کرنا ذرا سیکھ لیں مشکلوں سے گزرنا
تو پھر جشنِ منزل منائیں گے ہم تم

غلامی کو نیچا دکھانے کا دن ہے بڑے فخر سے سر اٹھانے کا دن ہے
یہ لہرا کے ملنے ملانے کا دن ہے محبت کی گنگا بہانے کا دن ہے
محبت کی گنگا بہائیں گے ہم تم
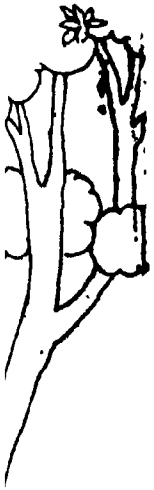
مطرب نظامی
جوہری محلہ۔ لکھنؤ (یو۔پی)

قومی یکجہتی

قوم تہذیب کی یک رنگی کے عہد کا ہے نام   قوم منظوم روایات کے وعدہ کا ہے

قوم ہے رام کا نام اور نہ احمد کا ہے نام   قوم ہر بزم میں بچھی ہوئی مسند کا ہے نام

قوم کو کام تعصب سے نہ سازی جستجو

قوم پرور ہو تو آزاد نگاہی بخشو

کامنی رہتی ہے بن بن کے سہیلی اس میں   گل بھی، لالہ بھی، ہے بیلا بھی چنبیلی اس میں

اور جوہی کی دلہن بھی ہے، نویلی اس میں   سارے پھولوں نے بنائی ہے حویلی اس میں

کوئی ہندو نہ مسلمان، نہ عیسائی ہے

گلشنِ ہند میں مل جل کے بہار آئی ہے۔

نہ دلوں میں خلشِ تفرقہ پردازی ہو   سیکڑوں لب ہوں مگر سوزِ ہم آوازی ہو

فکرِ بیدار میں اخلاص کی غمازی ہو   شرحِ آزاد خیالی میں بھی دمسازی ہو

لب شگفتہ بھی اگر ہوں تو خوش اخلاقی سے

ہاں گزرنا ہے ابھی منزلِ آفاق سے

لیلیِ قوم کو بھی پیار کی محمل دے دو   پیکرِ شوق کو اک درد بھرا دل دے دو

کشتیِ عزم کو چلتا ہوا ساحل دے دو   پائے نازش کو سرفرازیِ منزل دے دو

گرمیِ انجمنِ میکدہ پائندہ باد

قومِ ہندی بہ دمِ حشر سدا زندہ باد

یومِ آزادی

قتیل راجستھانی
۳۱ - جتھیلم اپارٹمنٹس
۴۰۰ - ایس .وی.پی روڈ
بوریولی (ویسٹ) بمبئی ۴۰۰۱۰۳

خون رُلاتی ہے میری آنکھوں کو
اُن شہیدوں کی آج قربانی

جو وطن کے لئے شہید ہوئے
زندگانی ہے اُن کی لافانی

چندر شیکھر ہو یا بھگت سنگھ ہو
یا ہو اشفاق سب تھے یہ جانباز

ایسے کتنے وطن کے دیوانے
ہند کو جن پہ آج بھی ہے ناز

مادرِ ہند کے سپوتوں نے
کاٹ دیں بیڑیاں غلامی کی

ہنستے ہنستے کٹا کر سر اپنا
ہم کو آزادی کی فضا بخشی

صبحِ نو کی وہ جگمگاتی کرن
دے رہی ہے پیامِ آزادی

ہر نظر اُن کی یاد میں جُھک کر
لے رہی ہے سلامِ آزادی

جشنِ آزادی کا ہے یہ مطلب
اب نہ احساس ہو غلامی کا

فرقہ واری پَنپ نہ پائے کہیں
سر کچل جائے بدنظامی کا

دیش کے ہر بشر کا فرض ہے یہ
دیش کی آن بان بن جائے

موڑ دیں نفرتوں کے دھاروں کو
ایکتا کی زبان بن جائے

عامر برق اعظمی
جے اے / A - ۱۵ / ایچ - B ایریا،
ایل آئی جی، رجوری گارڈن، مایاپوری،
ہری نگر، نئی دہلی ۔ ۱۱۰۰۶۴

ایک مرقوم جو وقفِ ضمنی تھا اے دوست
چادرِ سبزی میں لعل یمنی تھا اے دوست
چرخ ہر دوش سرِ دشتِ عنی تھا اے دوست
ڈوبنے والا مقدر کا دھنی تھا اے دوست

کشتیاں پائیں گی شورش سے ہمیشہ اک راہ
موج دریا کے تغیر سے رہے گی آگاہ

آئینہ حال کا روشن ہے کتابی کہیئے
چہرۂ صرف تمنّا کو شبابی کہیئے
رنگ کی دھوپ سرِ شام حجابی کہیئے
زیرِ محراب، موذن کو شرابی کہیئے

میکدہ، دیر و حرم رسم وفا کے پابند
العطش پیرِ مغاں! ہم تے خطا کے پابند

بیڑیاں ٹوٹی ہیں آواز ہوئی ہے آزاد
شہر میں صوتِ ثبت ناز ہوئی ہے آزاد
سر بکف جذبِ نوا ساز ہوئی ہے آزاد
دست آفاق ہو پرواز ہوئی ہے آزاد

بالِ جبریل، پرِ شوق تمنائی ہے
آج بھی موجِ ہوا وقفِ جبیں سائی ہے

کون تھا محرم اسرار یقیں سے پہلے
آپ معروفِ عمل کب تھا زمیں سے پہلے
لاؤ اکسیر محبت کو کہیں سے پہلے
تاکہ آغاز ہو الفت کا نہیں سے پہلے

پی لیا، پی کے کہا، معرکۂ رندی ہے
باندھ دستارِ فضیلت یہ وہی ہندی ہے

پیرِ رومی کا جہاں شہرِ مدینہ کی طرح
فکر اس بحرِ سیاست میں نگینہ کی طرح
علم گہوارۂ تہذیب میں زینہ کی طرح
آج ساحل کی حقیقت ہے سفینہ کی طرح

فاصلے ہاتھ بڑھاتے ہیں، بشر اڑتا ہے
کارواں گرد کا دریا کی طرف مڑتا ہے

نجم جاوید عثمانی انجم سنبھلی
دہلی دروازہ۔ سنبھل (ضلع مرادآباد)

خاکِ وطن

اے مری خاکِ وطن
خاکِ وطن خاکِ وطن

تیرا تاج محل نور میں بھیگا بھیگا
رنگ میں ڈوبی اجنتا کی گپھائیں تیری
لال قلعہ ہے تیری عظمتِ شاہی کا نشاں
جس کی دیواروں پہ لکھی ہیں وفائیں تیری

اے مری خاکِ وطن،
اے مری خاکِ وطن

یہ ترے گنگ و جمن ہم کو ہیں اتنے ہی عزیز
جس طرح ہم کو ہیں محبوب ہماری آنکھیں
دے رہا ہے، تری سرحد پہ ہمالہ پہرہ
اٹھ نہیں سکتیں تیری سمت کسی کی آنکھیں

اے مری خاکِ وطن،
اے مری خاکِ وطن

تیری آغوش نے پالے ہیں ہزاروں بچے
جن میں ہندو بھی ہیں سکھ مسلم و عیسائی بھی
سچ تو یہ ہے کہ تیری خاک کا ذرّہ ذرّہ
ماں کا آنچل بھی ہے، آغوش بھی انگنائی بھی

اے مری خاکِ وطن
اے مری خاکِ وطن

تبصرہ

تبصرہ نگار
معین الدین جینا بڑے
۱۵۱۔ شانتی نگر۔ چیمبور، بمبئی ۴۰۰۰۷۱

مکاتیبِ نگم

محمد ایوب واقف صاحب کا ایک مضمون "منشی پریم چند، زمانہ کانپور اور دیانرائن نگم" کے عنوان سے فروغِ اردو لکھنؤ کے پریم چند نمبر (اپریل، مئی، جون، جولائی ۱۹۷۹ء) میں شائع ہوا تھا۔ اس مضمون میں قابل مصنف نے منشی دیانرائن نگم اور پریم چند کے برادرانہ تعلقات، پریم چند کو حاصل منشی جی کی ادبی سرپرستی اور "زمانہ" سے پریم چند کے جذباتی لگاؤ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی۔ اہلِ ادب کے نزدیک یہ مضمون خصوصی اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس میں واقف صاحب نے اپنے بعض بیانات کی وضاحت کے لئے منشی دیانرائن نگم سے دو خطوط من وعن نقل کر کے یہ اطلاع بھی دی تھی کہ ان کے پاس منشی جی کے مزید خطوط محفوظ ہیں۔

مشاہیر کے خطوط کی اہمیت اور افادیت سے کیسے انکار ہو سکتا ہے۔ یہاں بحث ادب کے ایک محسن منشی دیانرائن نگم کے خطوط سے ہے۔ منشی جی کی زندگی ان کے ماہنامہ 'زمانہ' اور اس کے قارئین کے لئے وقف تھی۔ ان کا نصب العین صحافت کو اعلیٰ معیار عطا کرنا اور اس کے وسیلے سے ادب اور سماج کی صالح اقدار کو فروغ دینا تھا۔ اسی کے ساتھ وہ عوام کے سیاسی شعور کو بھی جھنجھوڑتے رہتے تھے۔ وہ "زمانہ" کے لئے تھے اور "زمانہ" عوام کے لئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے خطوط ذاتیات کے زمرے سے نکل کر علمی و ادبی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ دراصل جن حضرات کے پاس خطوں کی شکل میں ایسا بیش بہا خزانہ موجود ہے وہ اس کے مالک نہیں بلکہ محافظ اور امین ہیں اور یہ ان کا ادبی فریضہ ہے کہ وہ اس خزانے کو تمام ادبی دنیا کے لئے عام کر دیں

'مکاتیبِ نگم' میں انہوں نے منشی جی کے ۸۹ خطوط یکجا کئے ہیں۔ یہ خطوط منشی جی نے اپنے ۱۸ معاصرین کے نام لکھے ہیں۔ خطوط کی ترتیب میں شخصیات کو نہیں بلکہ خط کی تاریخ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ پہلا خط مولانا احسن مارہروی کے نام ہے جو منشی جی نے ۲۶ جنوری ۱۹۰۲ء کو لکھا تھا اور آخری خط ۱۸ اپریل ۱۹۴۲ء کو لکھا ہوا ہے جو مرحوم عبدالرزاق قریشی کے نام ہے۔

مکتوبات سے قبل "مقدمہ" اور ایک مضمون "مکتوباتِ نگم پر تنقیدی نظر" نیز آخر میں ان حضرات کا تعارف ہے جن کے نام یہ خط لکھے گئے ہیں۔ مرتب نے ان تین تحریروں کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ کاتب و مکتوب الیہم کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے اور ادب میں ان خطوط کا مقام متعین کرنے کی سنجیدہ کوشش کی ہے بلکہ ایک عام غلط فہمی کا ازالہ بھی کیا ہے۔ ایک عام غلط فہمی یہ چلی آ رہی ہے کہ منشی جی "زمانہ" کے بانی ہیں۔ ڈاکٹر جعفر رضا بھی اسی غلط فہمی کے شکار ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب پریم چند کے تخلیقی عمل کے پہلے دور پر بحث کرتے ہوئے اپنی کتاب "پریم چند فن اور تعمیرِ فن" میں رقم طراز ہیں:

"اسی دوران ان کا تعارف 'زمانہ' کے مدیر منشی دیانرائن نگم سے ہوا جنہوں نے ان دنوں اردو میں ایک نیا رسالہ شائع کیا تھا۔
(ص ۱۷۷)

اس غلط فہمی کا ازالہ اس طرح ہوا ہے کہ ایوب واقف صاحب مکاتیبِ نگم کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

"زمانہ، فروری ۱۹۰۳ء میں بریلی سے شائع ہونا شروع ہوا تھا۔ نومبر ۱۹۰۳ء میں منشی جی نے اس کی ادارت کانپور سے سنبھالی۔ ایوب واقف کے اس بیان کی روشنی میں منشی جی کو 'زمانہ' کا بانی نہیں کہا جا سکتا۔ اس غلط فہمی کے عام ہونے کی وجہ یہ رہی ہوگی کہ منشی جی رسالہ کی اشاعت کے سال سے اس کے مدیر رہے اور ان کی وفات کے ساتھ ہی رسالہ بھی بند ہو گیا لیکن واقف صاحب نے سال کے ساتھ ہی 'زمانہ' کے اجراء اور منشی جی کی ادارت کی ابتداء کے مہینوں کا تعین کر کے اس غلط فہمی کا ازالہ کر دیا ہے۔ تاہم یہ سوال ضرور رہ جاتا ہے کہ فروری سے نومبر تک اس کے مدیر کون تھے نیز یہ بھی کہ بریلی سے نکلنے والے اس رسالے کی ادارت کانپور کے ایک نوجوان کے سپرد کیوں کی گئی؟

ممکن ہے ان سوالوں کے جواب منشی دیانرائن نگم میموریل ٹرسٹ کی دیگر مطبوعات میں مل سکیں۔

زیرِ تبصرہ کتاب بھی اسی ٹرسٹ نے شائع کی ہے۔ کتاب کی قیمت بیس روپے ہے اور اسے انجمن ترقی اردو ہند اردو گھر نئی دہلی ۱۱۰۰۰۲، محبوب بکڈپو بھنڈی بازار بمبئی اور نسیم بکڈپو لاٹوش روڈ ۔۔۔ ۲۲۶۰۱۸ سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

آر۔ایس۔ہنس پال، انیل بدھواڑ، باگیشری داد اور اجیت گپتے، یہ چار این۔سی۔سی کیڈٹ، انڈین۔کینڈا یوتھ ایکسچینج اگریمنٹ ۱۹۸۰ء کے تحت کینڈا روانہ ہونے سے قبل وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک سے ودھان بھون بمبئی میں حال ہی میں ملے تصویر میں شری شیواجی راؤ نیلا نگیکر، وزیر آبپاشی بھی نظر آرہے ہیں۔

خبریں۔تصویروں میں

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر برائے تعلیم وصنعت، منترالیہ، بمبئی میں یکم اگست کو لوک مانیہ تلک کی ۶۴ ویں برسی کے موقع پر لوکمانیہ تلک کی تصویر کو ہار پہنا کر خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔ شری کلپا اواڈے وزیر مملکت برائے صنعت بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

ری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم نے تعلیم کے مسائل سے متعلق منترالیہ، بمبئی میں ۲۹ جولائی کو ایک جلسہ کا انعقاد کیا۔ اس موقع
مویر میں وزیر برائے صحت عامہ ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، شریمتی رجنی ساتو، ایم ایل اے۔ شریمتی پاروتی بائی مالگونڈے، وزیر مملکت
م، شری ششی کانت دیتھنکر، سکریٹری برائے تعلیم اور شری وی۔وی چپلونکر ڈائریکٹر برائے تعلیم نظر آرہے ہیں۔
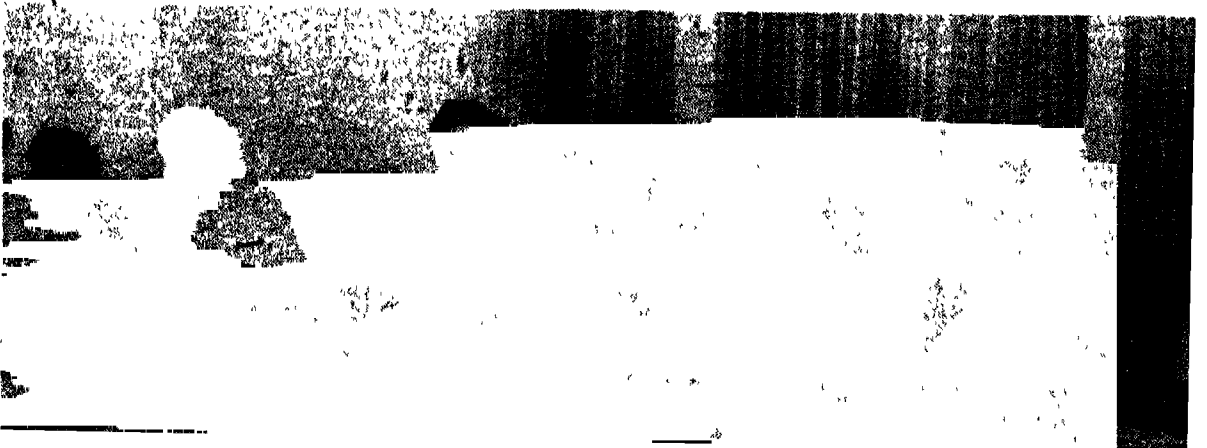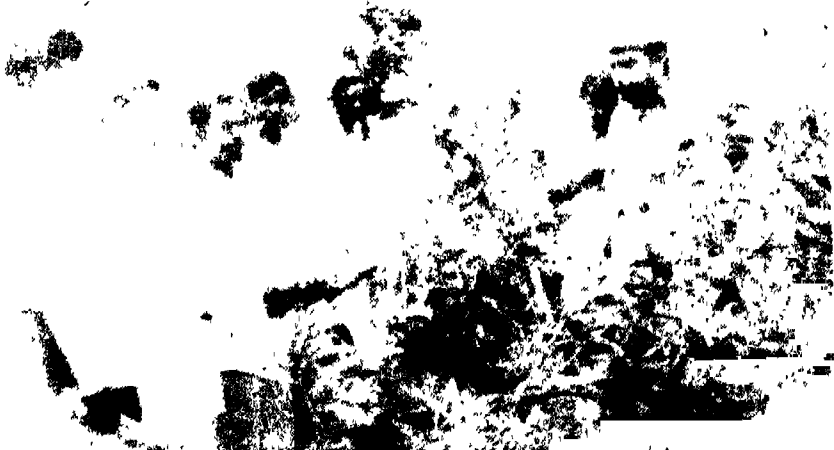
گورنر مہاراشٹر، ایر چیف مارشل
ی۔ ایچ لطیف، ضلع احمد نگر کے سنگمنیر
لج میں طلبہ کے ساتھ از سر نو تشکیل کردہ
ریاتی تعلیم کورس کی عمل آوری سے متعلق
ت چیت کر رہے ہیں۔

مرکزی وزیر مملکت برائے سائنس اور
ٹیکنالوجی شری شیوراج پاٹل نے حال ہی میں
لاتور میں ہوم گارڈز آفس کا افتتاح کیا۔ اس
موقع پر لی گئی تصویر میں ہوم گارڈز کمانڈنٹ
جنرل شری پی۔ ڈی۔ کبیکر اور مرکزی ڈپٹی وزیر
برائے اطلاعات ونشریات شری غلام نبی آزاد
دکھائی دیتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی سربراہی
ں ریاستی اعلیٰ سطحی کمیٹی برائے "مجاہدین آزادی"
دھان بھون ببمئی میں حال ہی میں منعقد کی
ئی زیر نظر تصویر میں شری شیواجی راؤ دیشمکھ
وزیر مملکت برائے داخلہ اور شری بی۔ کے
ھستے ایڈیشنل چیف سکریٹری دیکھے جا سکتے ہیں۔
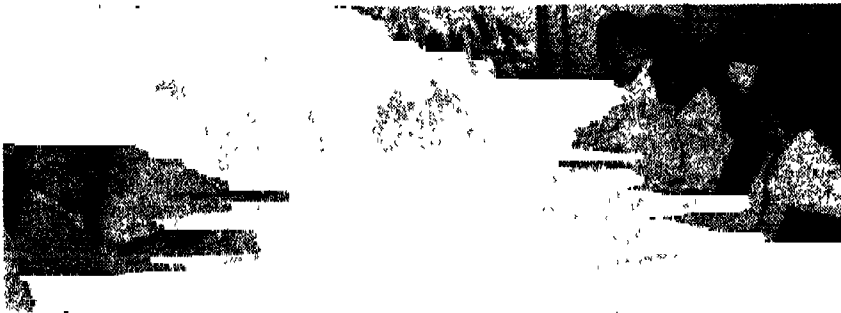
وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے انجن گاؤں تعلقہ خرید فروخت سنگھ کے ۵۰۰ ٹن گودام کا افتتاح حال میں کیا۔ تصویر میں شری یشونت شیریکر، وزیر مملکت برائے انرجی و ٹوریزم، ڈاکٹر شنکر راؤ بوبڑے ایم۔ایل۔اے اور سنگھ کے صدر شری واگھ بھی نظر آرہے ہیں۔
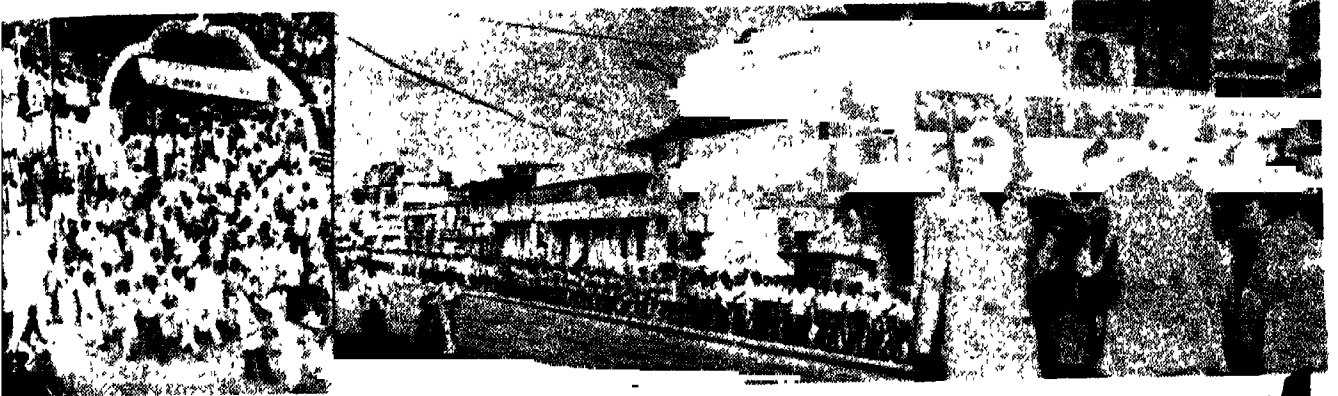
امراوتی میونسپل کارپوریشن نے "ورکش دنڈی" شروع کی۔ امراوتی شہر سے مال ٹیکری تک کی سڑک پر شجرکاری کا کام کیا گیا۔ شری سریندر بھوتیار، وزیر مملکت برائے سوشیل فاریسٹری اور شری یشونت شیریکر وزیر مملکت برائے انرجی اور ٹوریزم، اس دنڈی میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

مشترکہ کنٹرول بورڈ کا ۲۰واں جلسہ، گست کو منترالیہ، بمبئی میں منعقد ہوا۔ اس جلسے میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ بین الریاستی آبپاشی اور ہیڈرو۔ الیکٹرک پروجکٹوں کے کاموں کو بڑھاوا دیا جائے گا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، وزیراعلیٰ مدھیہ پردیش شری ارجن سنگھ اور وزیر آبپاشی مہاراشٹر شری شیواجی راؤ نیلانگیکر نظر آرہے ہیں۔

شری وجے نول پاٹل، مرکزی ڈپٹی وزیر برائے مواصلات نے یکم اگست کو ناشک میں ٹی۔ وی ٹرانسمیشن سینٹر کا افتتاح کیا۔ تصویر میں بمبئی آل انڈیا ریڈیو کے شری دکشن داس، وزیر مملکت برائے قبائلی بہبود شری اے۔ ٹی پوار اور ڈاکٹر پرتاپ راؤ ایم۔ پی۔ نظر آرہے ہیں
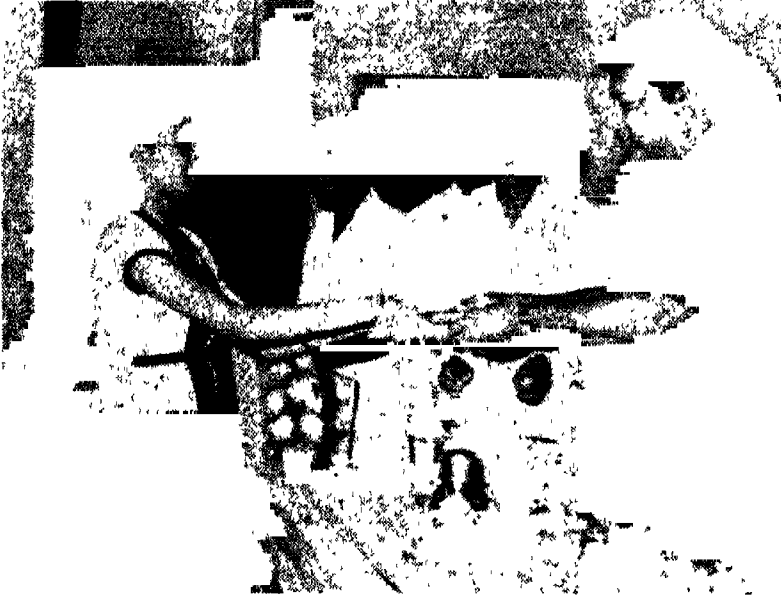
شری۔ ایس۔ جی ریتھنکر تعلیم و اطلاعات کے سکریٹری نے ۴ اگست کو نائیگاؤں بمبئی میں ایس ایس سی اور ایچ ایس سی میں کامیاب ہونے والے بودھ طلباء کی حوصلہ افزائی کی۔ اس پروگرام کا انعقاد دیپ ھا سہانیک سنگھ نے کیا تھا۔

شری سدھاکر راؤ نائیک، وزیر تعلیم نے حال ہی میں ضلع ستارا میں کنٹھا کھنڈالہ دبھاگ سکشن سنستھا کے راجیندر ہائی اسکول کی عمارت کی بنیاد رکھی۔ شری پرتاپ راؤ بھوسلے، دیہی ترقیاتی وزیر، شریمتی سوترپائی گائیکواڑ کو ناریل اور ساڑی دے کر اس کی عزت افزائی کررہے ہیں۔ شریمتی گائیکواڑ نے اس کام کے لئے اپنا گھر اور اپنی زمین عطا کی ہے جس کی قیمت ایک لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہے۔

شکر کے کارخانے دار، نئے کارخانے قائم کریں — وزیرِ اعلیٰ

مہاراشٹر راجیہ سہکاری کارخانہ سنگھ کی ۲۸ ویں سالانہ جنرل میٹنگ ۳۰ر جولائی کو بمبئی کے سی کالج ہال میں منعقد ہوئی۔ وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اس میٹنگ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ صحیح ہے کہ امداد باہمی شکر کارخانوں نے مہاراشٹر کے دیہی علاقوں کو بڑی حد تک بدل ڈالا ہے لیکن شکر کارخانے کے مالکان کو چاہیئے کہ وہ شکر کارخانوں کے ساتھ دیگر اقسام کے نئے کارخانے بھی قائم کریں تب جاکر مہاراشٹر کے دیہی علاقوں کا مستقبل روشن ہوگا۔ امداد باہمی شکر کارخانوں کے بارے میں اخبارات میں چھپی ہوئی تنقیدوں کا حوالہ دیتے ہوئے وزیرِ اعلیٰ نے صحافیوں سے درخواست کی کہ وہ اس بات کو ذہن نشین کریں کہ امداد باہمی تحریک ہی کی بدولت شکر کارخانوں کی تعداد ۱۱ سے بڑھ کر ۱۰۰ تک پہنچ گئی۔

وزیرِ اعلیٰ نے شکر تیار کرنے والوں کو تاکید کی کہ وہ صنعت میں بحران سے خوف زدہ نہ ہوں اور شکر ماہرین کے ساتھ مشورہ کرکے طویل مدتی شکر پالیسی مرتب کریں۔ آپ نے مزید فرمایا کہ شکر صنعت کے مفاد کیلئے اس پر کچھ کنٹرول کرنا ضروری ہوگیا تھا۔ سنگھ کے صدر شری بالا صاحب وِکھے پاٹل نے اپنے صدارتی خطبہ میں شکر صنعت کی تکالیف بیان کیں۔ اس موقع پر مانک راؤ پالودکر سنگھ کے صدر اور شری وشنو پنت پاٹل نائب صدر منتخب کئے گئے۔

شری شیواجی راؤ نیلا نگیکر وزیر برائے امداد باہمی شری کلپا آواڈے، وزیرِ مملکت برائے صنعت شری وجے سنگھ موہتے پاٹل وزیرِ مملکت برائے آبپاشی اور امداد باہمی شعبے کی ممتاز ہستیوں نے اس میٹنگ میں شرکت کی۔

خاندانی بہبود ایوارڈ کی تقسیم

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے کل یہاں ۸۲-۱۹۸۱ء اور ۸۳-۱۹۸۲ء کے لئے خاندانی بہبود ایوارڈ تقسیم کئے۔ یہ ایوارڈ افراد اور تنظیمات کو خاندانی بہبود پروگرام کے نفاذ میں بہترین کارکردگی کے لئے دیا جاتا ہے۔

انعام یافتگان کو مبارکباد دیتے ہوئے شری پاٹل نے اس امر پر اظہارِ اطمینان کیا کہ مہاراشٹر نے خاندانی بہبود پروگرام کے نفاذ میں کئی قومی ایوارڈ حاصل کئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس پروگرام کو کامیابی سے ہم کنار کرنے میں ضلع پریشدوں، شہری تنظیموں، ڈاکٹروں اور دیگر متعلق افراد نے لگن کے ساتھ کام کیا ہے۔ آپ نے ان تمام حضرات سے درخواست کی کہ وہ اس سلسلے میں مقرر کردہ نشانے کو پورا کرنے کے لئے بھی اسی لگن اور محنت سے کام لیں۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا کہ پروگرام کے نفاذ سے متعلق تمام افراد اور تنظیموں کے باہمی تعاون اور رضاکاروں کی انتھک محنت کی وجہ سے یہ پروگرام کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔ آپ نے انعام یافتگان کو مبارکباد دی۔ وزیر دیہی ترقی شری پرتاپ راؤ بھوسلے بھی اس تقریب میں شریک تھے۔

شری اطہر حسین وزیرِ مملکت برائے صحت عامہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قومی بہبود پروگرام ایک قومی پروگرام ہے اور انعام یافتگان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ دیہی عوام کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ ڈاکٹر (شریمتی) چندرا کپور ڈائرکٹر ہیلتھ سروسیز نے شکریہ ادا کیا۔

دریاپور کپڑے کی مل کا سنگ بنیاد

ضلع امراؤتی میں حال ہی میں وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے دریاپور اور انجن گاؤں بلاک کو آپریٹیو اسپننگ مل کا سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ کسان اپنی حالت میں بہتری لانے کے لئے امداد باہمی اصولوں کی بنیاد پر زرعی صنعتیں قائم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔

وزیرِ اعلیٰ نے مزید فرمایا کہ ریاستی حکومت نے ریاست میں کپاس پیدا کرنے والے علاقوں میں ۱۴ امداد باہمی کپڑے کی ملیں قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ دریاپور

2F

ان میں سے ایک ہے۔

شری بھاؤ صاحب باکھلے، مل کے چیئرمین نے مل کے متعلق تفصیلات بیان کیں۔

اس موقع پر شریمتی پربھا پاٹل، وزیر برائے سماجی بہبود، شری سریندر بھونیار، ضلع امراوتی کے نگراں وزیر اور شری رام میگھے ایم ایل اے، شری شنکر راؤ بوبڑے ایم ایل اے اور شری بھاؤ صاحب سلبلے ایم ایل اے بھی موجود تھے۔

شہر میں سر جمشید جی جی جی بھائی کی دوسری شتابدی کی تقریبات

اپنی کمائی ہوئی دولت کو سماج کی فلاح و بہبود کے لیے فراخدلی سے خرچ کرنے والے سر جمشید جی جیجی بھائی کی یاد میں منائے گئے دو صد سالہ جشن کی تقریب میں انہیں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا۔ اس تقریب کا اہتمام انڈین چیمبرس نے کیا تھا۔

سر جمشید جی کی اس دوسری شتابدی کے جشن میں نائب صدر ہند شری ہدایت اللہ جو کہ مہمان خصوصی بھی تھے، نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ سر جمشید جی کی عظمت، سخاوت اور ایمان داری کا یہ نتیجہ ہے کہ ان کی موت کے دو سو سال بعد بھی ان کی یاد کو تازہ رکھا گیا ہے۔ نائب صدر نے فرمایا کہ جیجی بھائی نے اپنی ساری زندگی ایمانداری کے ساتھ دولت کمانے، اسے غریبوں کی فلاح کی خاطر تقسیم کرنے میں گزاری۔ شری ہدایت اللہ نے مزید کہا کہ سر جمشید جی جیجی بھائی کے کارناموں نے انہیں لافانی بنا دیا ہے اور بمبئی شہر آپ کو کبھی بھول نہیں سکتا ہے۔ آپ نے اس بات پر اپنے اطمینان کا اظہار کیا کہ ... قائم کردہ مثال کی روشنی میں اپنی دولت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے سماج سیوا میں لگے ہوئے ہیں۔

اس موقع پر نائب صدر ہند نے اسلامک کلچرل سینٹر کو ... جانے کے لئے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دیئے گئے ایک لاکھ روپے کے عطیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عوام سے اپیل کی کہ وہ اس سینٹر کے لئے فراخدلی کے ساتھ عطیات دیں۔

وزیر تعلیم شریمتی شانتا ... پاٹل نے شری جمشید جی کی تعلیمی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے خواتین میں تعلیم ... کے کاموں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا اور حاضرین کو بتایا کہ ... قائم کردہ ۱۰۳ اسکولوں میں سے ۲ لڑکیوں کے لئے ہیں۔

شری پاٹل نے فرمایا کہ شہر میں ... سکول آف آرٹس، جے جے گروپس آف ہاسپٹلز جیسے ... سے آپ کو ہمیشہ کے لئے امر کر دیا ہے اور شہر آپ کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

شری جمشید جی جیجی بھائی کے خلف اور ان کی املاک کے وارث شری جمشید جی جیجی بھائی نے آنجہانی کو بمبئی کا بے تاج شہزادہ قرار دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنے فیاضانہ سلوک سے دوسروں کے لئے مثال قائم کی اور اپنے ساتھیوں میں بھی اس جذبہ کو ابھارا۔

شری کرشنا بجاج صدر ایم آئی سی سی آئی، شری ڈی۔ ایم سکھتنکر ایڈمنسٹریٹر بمبئی میونسپل کارپوریشن، ڈاکٹر پی گرنوالے صدر پارسی پنچایت اور شری بی۔ کے بومن بہرام سابق میئر بمبئی نے بھی جمشید جی جیجی بھائی کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

اس موقع پر دیگر معززین کے علاوہ اٹلی ... ہوم۔ جے۔ طالع یار خان، شری جے۔ جی کانگا ... صنعت اور توانائی کے سکریٹری اور ممتاز صنعت کار موجود تھے۔

ابتدا میں شری پران لال بھوگی لال، صدر انڈین مرچنٹس چیمبر نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ اس موقع پر آپ نے ... فسادزدگان کے لئے وزیر اعلیٰ ریلیف فنڈ میں، وزیر اعلیٰ کی خدمت میں ... ۲۵ لاکھ روپے کا چیک بھی پیش کیا۔

شری اشوک برلا نائب صدر آئی ایم سی نے شکریہ ادا کیا۔

حکومت اور صنعتوں کے درمیان ہم آہنگی ضروری

آل انڈیا مینوفیکچررس آرگنائزیشن مہاراشٹر شاخ کی ۱۲ ویں سالانہ میٹنگ کا تاج محل ہوٹل بمبئی میں ۲ راگست کو افتتاح کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے فرمایا کہ صنعتوں کے پھیلاؤ کے لئے حکومت اور صنعتوں کے درمیان بہتر تعلقات کا ہونا ضروری ہے۔

وزیر اعلیٰ کی غیر موجودگی میں مسٹر کلپا اواڈے وزیر مملکت برائے صنعت نے آپ کی تقریر پڑھ کر سنائی۔

وزیر اعلیٰ کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ ریاستی حکومت منظوری کی درخواستوں کو صنعتی لائسنوں میں تبدیل کرنے کی بابت کوششوں میں مصروف ہے۔ گذشتہ ... کچھ سالوں کے دوران ۳۸۴ منظوری کی درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے ... درخواستوں کو لائسنسوں میں تبدیل کر دیا گیا۔ حکومت کی کوششوں

ہی کی وجہ سے ضلع گڈچرولی کو "نو انڈسٹری ڈسٹرکٹ" یا غیر صنعتی ضلع قرار دیا گیا۔

آرگنائزیشن کے سابق صدر شری آر۔ ایم دوجوڈ والا نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ نئے منتخب صدر شری وجے کلانتری نے شکریہ ادا کیا۔

وزیر اعلیٰ کی نائب صدر ہند سے ملاقات

مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ شری وسنت دادا پاٹل نے ۲۰ اگست کو بمبئی میں نائب صدر ہند شری ایم۔ ہدایت اللہ سے ملاقات کی۔

اس موقع پر وزیر اعلیٰ نے ریاستی حکومت کی طرف سے انڈین اسلامک کلچرل سینٹر نئی دہلی کے لئے ایک لاکھ روپے کا چیک نائب صدر کی خدمت میں پیش کیا۔ نائب صدر اس مرکز کے سرپرست ہیں۔

شجرکاری پروگرام

وزیر محصول شری شانتارام گھولپ نے پیٹھن تعلقہ کے مقام [illegible] میں ۶ اگست کو بتایا کہ ریاست مہاراشٹر [illegible] پروگرام کے منصوبے کے تحت ۱۰۰۰ [illegible] اراضی پر ایک کروڑ پودے لگائے گئے [illegible] [illegible] کارپوریشن کو ۲۶ کروڑ روپے کی آمدنی ہوگی۔

شری گھولپ نے [illegible] پیٹھن کی [illegible] وہاں جاری کاموں کا معائنہ کیا۔ وزیر موصوف نے "[illegible]" میں بھی ایک پودا لگایا۔

پرائیویٹ لاٹریوں سے متعلق حکومت مہاراشٹر کے احکامات

حکومت مہاراشٹر نے عوام و متعلقہ افراد کو اس بات سے آگاہ کیا ہے کہ وہ غیر قانونی پرائیویٹ لاٹریوں سے کسی بھی قسم کی وابستگی نہ رکھیں۔ [illegible] یہ لاٹریاں رائفلز، مرکزی حکومت یا کسی دوسری ریاستی حکومت کی جانب سے جاری نہیں کی گئی ہیں۔ [illegible] حکومت نے بھی ان [illegible] کی اجازت نہیں دی ہے کہ پرائیویٹ ادارے لاٹریاں جاری کریں اور ان ٹکٹوں کو مہاراشٹر میں فروخت کریں۔

دیوانی عذرداری مقدمہ (شری جے۔ کے بھارتی بمقابلہ ریاستی حکومت) کے سلسلے میں ۲۳ جولائی ۱۹۸۲ء کے جاریہ سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں حکومت مہاراشٹر نے یہ حکم صادر کیا ہے کہ پرائیویٹ لاٹریاں / ریفلز یٹ لاٹریز (کنٹرول اینڈ ٹیکس) اور پرائز کمپٹیشن (ٹیکس) ایکٹ ۱۹۵۸ء کی رو سے غیر قانونی ہیں۔ اس لحاظ سے نجی طور پر جاری کردہ لاٹریاں جیسے جن سیوا ویکلی لاٹری، جن سیوا سپر بمپر چلڈرنس ریفل لائن سپر بمپر ڈرا، اسٹار لاٹریز، منارا کلیان سپر بمپر ڈرا (انڈین کینسر سوسائٹی) نیو جیون بمپر ایم پی سپر بمپر وغیرہ جیسی پرائیویٹ لاٹریوں پر ریاستی قانون کا اطلاق ہوتا ہے اور ان پر پابندی لگانے کا ریاستی حکومت کو اختیار ہے۔)

ریاستی قانون کے مطابق نہ صرف لاٹریوں کا اہتمام کرنا یا فروخت کرنا، بلکہ ان کی چھپائی اشتہارات کی تقسیم اور انعامات [illegible] فہرست جیتنے والوں / انعامات جیتنے والے ٹکٹ بھی ریاستی قانون کی دفعہ ۴ کے تحت قابل سزا جرم ہیں [illegible] سزا قید یا جرمانہ یا دونوں ہو سکتی ہے۔

مہاراشٹر میں پولس حکام کو ریاستی قانون کے تحت ایسے غیر قانونی لاٹری چلانے والوں کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ سپریم کورٹ میں داخل کردہ دیوانی عذرداری کے ۲۲ جنوری ۱۹۸۴ء کو صادر کئے گئے فیصلے (شری ایچ۔ انراج اور دیگر / ریاست مہاراشٹر) کے تحت پرائیویٹ لاٹریوں کے لئے ریاستی حکومت کی منظوری ضروری ہے، بصورت دیگر انھیں غیر قانونی قرار دیا جائے گا۔

مرغیوں کے ٹیکوں کی فروخت

حکومت مہاراشٹر نے مرغیوں کو لاحق ہونے والے امراض (رانی کھیت، لاسوتا اور فاول پوکس) کے تدارک کے لئے ریجنل جوائنٹ ڈائرکٹر آف مویشی پالن کے دفتر واقع ٹوپی والا کالج بلڈنگ، ملنڈ۔ بمبئی ۔ ۴۰۰۰۸۰ سے مرغیوں کو لگانے جانے والے ٹیکوں کی فروخت کا کام یکم اگست سے شروع کیا ہے۔ پولٹری کسانوں سے درخواست ہے کہ وہ ان ٹیکوں کی فروخت سے استفادہ حاصل کریں۔ ◆

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1984
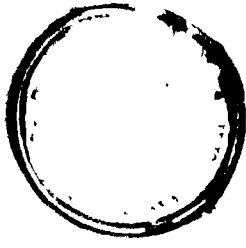
ہندوستانیوں کو ایک قوم بن کر رہنا چاہیئے

"سیاسی جمہوریت کی بقاء کی ممکن صورت صرف یہی ہے کہ اس کی بنیاد کر سماجی جمہوریت پر قائم کیا جائے۔ سماجی جمہوریت، یعنی آزادی، مساوات اور بھائی چارگی کو اصولِ زندگی تسلیم کرتی ہے۔ یہ تثلیث جزولاینفک کی حیثیت رکھتی ہے۔ بنا مساوات آزادی، چند افراد پھر زیادہ افراد کا تسلط پیدا کردیتی ہے۔ بنا بھائی چارگی کے آزادی اور مساوات قدرتی طریق عمل نہیں بن سکتے۔

۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء کو ہم سیاسی حیثیت سے تو مساوات حاصل کرلیں گے لیکن ہماری سماجی اور معاشی زندگی پر عدم مساوات کا ہی غلبہ ہوگا۔ ہمیں اس تضاد کو ہرممکنہ طریقے سے جلد از جلد دور کرنا ہوگا ورنہ وہ افراد جو عدم مساوات کا شکار بنیں گے وہ اس سیاسی جمہوریت کے ڈھانچے کے پرخچے اڑادیں گے جسے اس اسمبلی نے نہایت کاوشوں کے ساتھ تیار کیا ہے۔

ہندوستانیوں کو سماجی اور نفسیاتی اعتبار سے ایک قوم بن کر رہنا چاہیئے — اور ذات پات کے جھگڑوں کو ختم کردینا چاہیئے جن سے سماجی زندگی سے علیحدگی کا رجحان بڑھتا ہے اور مختلف جاتیوں اور فرقوں میں بغض و عناد پیدا ہوتا ہے۔"

ڈاکٹر بی۔آر امبیڈکر

(مجلسِ قانون ساز میں ۲۵ر نومبر ۱۹۴۹ء کو تیسری مرتبہ زیر بحث "مسودۂ دستورِ ہند" کے جواب میں کی گئی تقریر سے ماخوذ)

AL-MIRAJ : Regd. No. MH-BY South-544 *Licence No 89 for without prepayment of postage*

شائع کردہ ۔ ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر منترالیہ، بمبئی ۳۲
مطبوعہ ۔ گورنمنٹ سنٹرل پریس، بمبئی ۴/ گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس، پونے ۱

قومی راج

۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۸۴ء
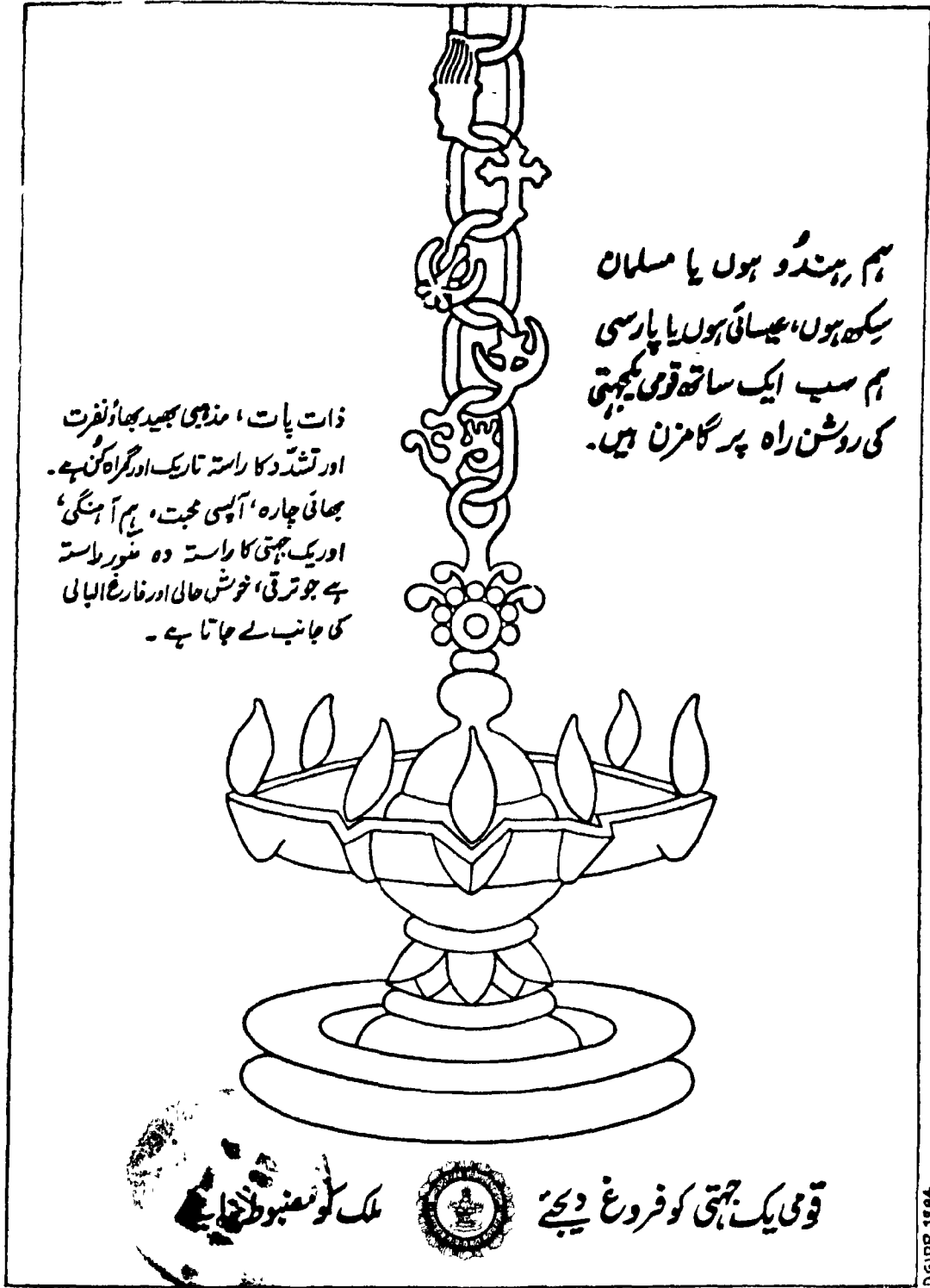
10-9-84
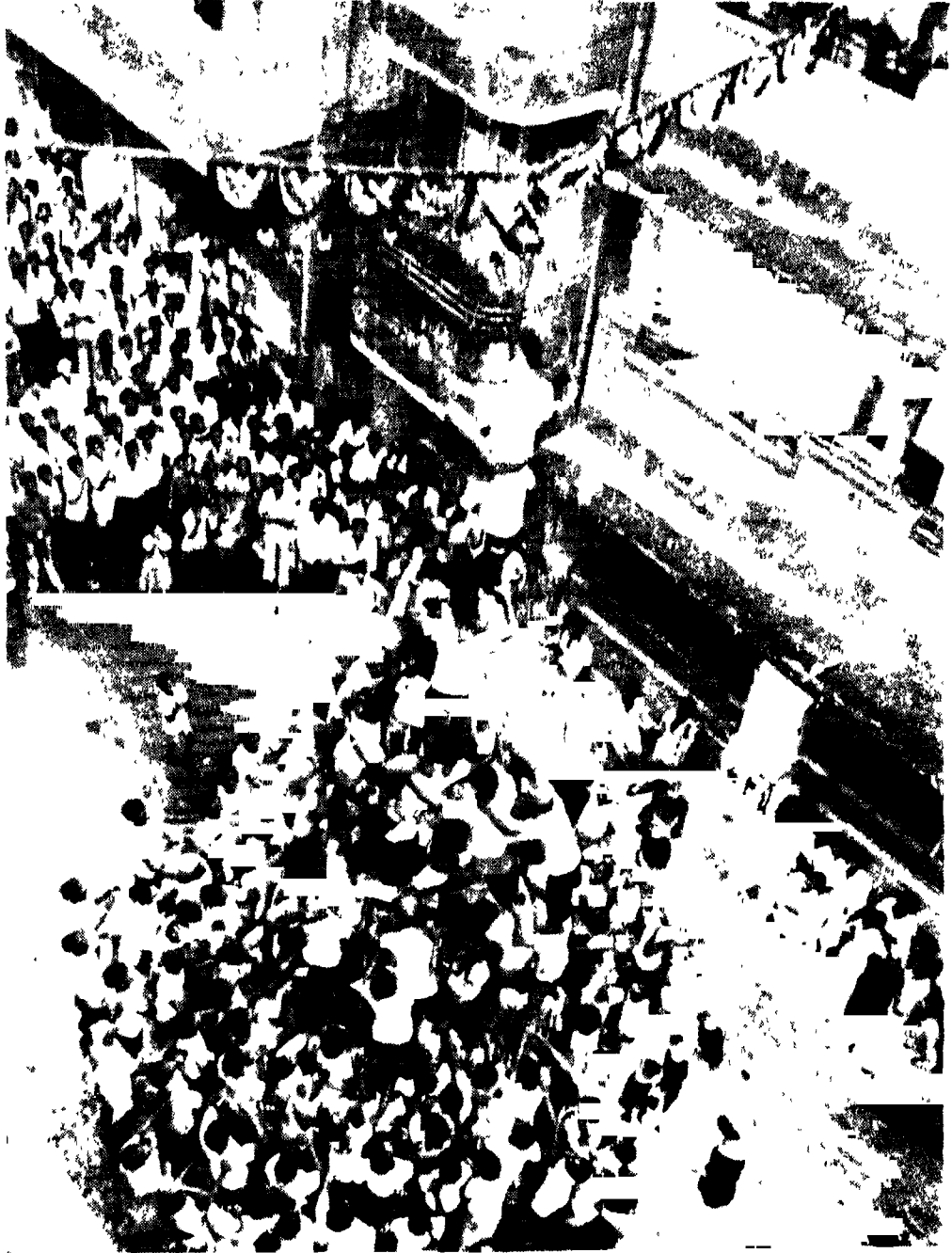
"دہی ہانڈی" پھوڑنا گوکل اشٹمی تقریبات کا اہم ترین حصّہ ہے۔

راٹھی ہندنا انگریزی گجراتی اردو اور سندھی

چھ زبانوں میں شائع ہونے والا پندرہ روزہ

ہر ماہ کی ۱۰ر اور ۲۵ر تاریخ کو شائع ہوتا ہے

سالانہ : دس روپے؛ فی کاپی : پچاس پیسے

چیف ایڈیٹر : ایس۔ کے۔ سگنے

❄❄

منیجنگ ایڈیٹر : ریاض احمد خان

ایڈیٹر : فیروزہ فیاض خان

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ :

ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز،

گورنمنٹ آف مہاراشٹر،

منترالیہ۔ بمبئی نمبر ۴۰۰۰۳۲

۱۰ ستمبر ۱۹۸۴ء

جلد ۱۱ ✱ ✿ ✱ شمارہ ۱۷

ترتیب

قارئین کی رائے

• تسنیم فاروقی
۱۸۴ تلسی داس مارگ نزد ہسپتال۔ لکھنؤ ۲۲۶۰۰۳

۱۰ جون کا شمارہ "قومی راج" زیر نظر ہے۔ امن اور قومی یک جہتی کی ایک مکمل اور مجسم کوشش ہے جو اپنے چھتیس صفحات کے دامن میں کہیں تصویروں کی زبانی اور کہیں تحریروں کے ذریعے نمایاں ہے — افسوس کہ اس قسم کے پرچے دوسرے صوبوں کے حصے میں کم آتے ہیں۔ حکومت کے بہت سے اطلاعاتی رسائل میری نگاہ میں ہیں مگر اس قسم کے حادثات میں ان کا وہ تعاون نہیں ہوتا جو آپ کے ادارے نے ملحوظ رکھا ہے۔ لطف تو یہ ہے کہ مضامین کی ادبی تاریخیت بھی اپنی جگہ محفوظ و مسلم ہے۔ بھیونڈی، تھانے اور بمبئی کے فساد کے بارے میں دوسرے صوبوں کے دلوں میں جو ایک قسم کا اقلیتی درد پایا جاتا تھا یا اس کے تفصیلات نہ مل سکنے کی الجھن تھی۔ اس کا بہت بڑا ازالہ آپ نے فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں حکومتِ ہند اور حکومتِ مہاراشٹر نے جو رول ادا کیا ہے اس کا اندازہ بھی ہوا۔

تمام تر مواد کے علاوہ جگہ جگہ اکابرینِ جمہوریت کے اقوال اور سبق آموز مضامین قابلِ تعریف ہیں۔ خدا کرے کہ یہی رویہ ملک کی دوسری زبانیں اور دیگر علاقے بھی ذمہ داری کے ساتھ اختیار کریں۔

الغرض یہ اس بار کا "قومی راج" مکمل امن نامہ ہے۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا؟ میرا خیال ہے ہو سکتا ہے۔ اگر آپ کوشش فرمائیں تو اس کی ضخامت میں ضروری اضافہ ہو سکتا ہے۔ ابھی اپنی ضروریات کے اعتبار سے تنگ داماں ہے۔ مجموعی طور پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

• ڈاکٹر جاوید احمد۔ بی ایس سی، ایم اے، بی ایڈ، پی ایچ ڈی۔
قلندریہ اردو جونیر کالج۔
منگرول پیر۔ ضلع اکولہ ۴۴۴۴۰۳ (مہاراشٹر)

"قومی راج" کا ۲۵ مئی اور ۱۰ جون کا مشترکہ شمارہ موصول ہوا۔ اسے "قومی یک جہتی نمبر" کہنے میں مضائقہ نہیں اور آپ نے تصویروں کی زبانی بھیونڈی اور بمبئی کے مضافات میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات کی ہولناکیوں کو پیش کر کے قارئین کو سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اب وقت آچکا ہے کہ یہ فسادات ختم ہونے ہی چاہئیں۔

*

• اختر حسین خان
کٹرہ شہاب خاں۔ اٹاوہ (یو۔پی) ۲۰۶۰۰۱

"قومی راج" ہر موقع پر تازہ بتازہ حالات کا صحیح نقشہ پڑھنے والوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ ۱۰ جون کے شمارے کو دیکھ کر بھیونڈی اور بمبئی کے مضافات میں ہونے والے فسادات کی باتصویر کہانیاں پیش کر کے آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ سارے ملک کے سامنے فسادات کے ذریعے ہونے والی بربادی کی کہانی پیش کر کے یہ سوچنے پر مجبور کیا ہے کہ ملک کی تعمیر اور ترقی میں یہ فسادات کس طرح رکاوٹ بنتے ہیں اور ملک اور قوم کا کتنا نقصان ہوتا ہے۔ حکومتِ مہاراشٹر کا یہ کارنامہ جو 'قومی راج' کی شکل میں دیش کے کونے کونے تک پہنچے گا اور سلامتی اور تعمیر و ترقی کی راہیں سنوارے گا۔ تاریخی مضمون کے ذریعے قومی یک جہتی کے موضوع کو بڑی خوبصورتی اور تاریخی حوالوں کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ضرورت ہے کہ بچوں کو پڑھائی جانے والی کتابوں میں پرائمری سے بڑے درجوں تک مضامین کے چناؤ کے لئے آپ جیسے بیدار مغز اور ذمہ دار صحافی کی رائے لی جایا کرے اور ساتھ ہی ساتھ 'قومی راج' میں مطبوعہ مضامین کو درسی کتابوں میں شامل کیا جایا کرے۔

ترسیلِ زر و مراسلت کا پتہ :
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز۔ ڈائرکٹوریٹ آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر،
منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

پی۔ ڈی۔ مکاسدار
ڈائرکٹر انیمل ہسبنڈری

مویشی پالن
تجزیہ اور امکانات

مشہور رزمیہ رامائن میں گلہری کے پُرجوش جذبۂ عمل کو کیا فراموش کیا جاسکتا ہے۔ گلہری ایک چھوٹا سا جانور ہے لیکن اس نے خاموشی اور سچی لگن کے ساتھ پل (سیتو) کی تعمیر و تشکیل میں فعال کردار ادا کیا۔ مہاراشٹر سرکار کے دوسرے شعبوں کی نسبت مویشی پالن محکمہ مختصر ہے لیکن مہاراشٹر کے "ترقیاتی سیتو" کیلئے مستحکم بنیاد عطا کرتے ہیں یہ محکمہ رامائن کی پرجوش گلہری کی طرح سچی لگن سے کام کر رہا ہے۔

مویشیوں کی افزائشِ نسل اور پرورش کے سلسلے میں پچھلے ۲۵ سالوں میں اہم اقدام کئے گئے ہیں۔ بڑے سوچے سمجھے پیمانے پر بہتر دودھ دینے والی گائیں، بھینس، اچھی نسل کی بھیڑ بکریاں، مرغیاں اور سوّروں کی پرورش اور افزائشِ نسل کی کوشش کی گئی ہے۔

دیہی علاقوں سے شہری علاقوں کی جانب لوگوں کی ہجرت بڑھتی جا رہی ہے۔ شہری آبادی کی روک تھام کے لئے نیز اپنے علاقوں میں روزگار حاصل کرنے کے لئے مویشیوں کو پالنے کا کام جز وقتی ... آج کل وقت ہو گیا ہے۔ مویشی پالن محکمہ اس سمت میں چھوٹے

شری سدھاکر راؤ نائیک وزیر برائے تعلیم کو ڈاکٹر پی۔ ڈی۔ موکاسدار، ڈائرکٹر برائے مویشی پالن مصنوعی تخم ریزی مرکز (آرٹیفیشیل انسیمنیشن سینٹر) پونے میں لیکویڈ نائٹروجن پلانٹ کے کام کاج سے متعلق تفصیلات بیان کر رہے ہیں۔

اور درمیانی کسانوں، بے زمین مزدوروں وغیرہ میں مختلف ترقی
اسکیموں کے نفاذ میں دلچسپی لے رہا ہے ۔

تاریخ

ابتدا میں اس محکمہ کی ذمہ داریاں بے حد مختصر تھیں ۔ ۱۸۶۲ء میں بمبئی سرکار نے مویشیوں کے علاج اور معالجاتی تحقیق کے کاموں کا آغاز کیا۔ ۱۸۸۶ء میں ویٹیرینری کالج (جانوروں کا معالجاتی کالج) بمبئی میں قائم ہوا ۔ اس کالج کے گریجویٹس اور ڈپلوما یافتگان کی خدمات محکمۂ دفاع میں فوج کے گھوڑوں کے علاج کے لئے حاصل کی گئیں ۔ ۱۹۰۰ء میں ریاست گجرات نے مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے ایک فارم چارودی میں شروع کیا۔ ۱۹۱۰ء میں جانوروں کے علاج کا کام محکمۂ زراعت کے سپرد کر دیا گیا۔ ۱۹۳۲ء میں ایک علیحدہ ویٹیرینری شعبہ قائم کر دیا گیا اور امراض کی تشخیص کے لئے سیکشن بھی قائم کیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں ویٹیرینری بائیلوجیکل پروڈکٹس کا ادارہ بمبئی میں قائم کیا گیا۔ بھیڑوں کی افزائش کے لئے ایک علیحدہ سیکشن ۱۹۳۷ء میں قائم ہوا اور ۱۹۴۳ء میں متعدی بیماریوں کے انسداد کی اسکیم وضع کی گئی ۔ ۱۹۴۰ء میں ڈائریکٹر ویٹیرینری سروس اور اینمل ہسبنڈری کا عہدہ بحال کیا گیا ۔

۱۹۵۷ء میں اس عہدے میں ترمیم کی گئی اور اس کا رجسٹریشن محض ڈائریکٹر اینمل ہسبنڈری کے تحت کیا گیا۔ سن پنچایت سمیتی ایکٹ کا نفاذ یکم مئی ۱۹۶۲ء میں ہوا اور اس کے بعد محکمۂ نیم سرکاری مویشی پالن کی اسکیموں کا نفاذ عمل میں آیا ۔ افزائش نسل مویشیاں کی اسکیموں کو ریاستی ضلعی اور بلاک سطح پر لاگو کیا گیا ۔

مویشیوں کی گنتی

۱۹۱۶ء میں پہلی مرتبہ مویشیوں کی گنتی کی گئی ۔ اس کے بعد یہ گنتی ہر پانچ سال بعد کی جانے لگی۔ آزادیٔ ہند کے بعد پہلی مرتبہ یہ گنتی ۱۹۵۱ء میں کی گئی اور اس کام کو ۱۹۷۸ء میں محکمۂ مویشی پالن کے سپرد کر دیا گیا ۔ مویشیوں کی گنتی سے متعلق ماضی کی چند خاص باتیں قابلِ ذکر ہیں ۔ ۱۹۶۱ء میں مویشیوں کی تعداد ۳۰۶۸۷ لاکھ تھی جبکہ ۱۹۷۸ء میں یہ تعداد ۳۸۶۹۹ لاکھ بتائی گئی ۔ بھیڑوں کی تعداد بھی ۲۰۶۹۳ لاکھ سے بڑھ کر ۲۶۶۳۶ لاکھ ہو گئی ۔ بکروں کی تعداد بھی ۱۰۱۶۹۲ لاکھ سے بڑھ کر ۲۲۲۶ لاکھ ہو گئی تھی ۔ اس کے علاوہ پولٹری میں پالتو مرغیوں اور بطخ وغیرہ کی تعداد بھی حیرت انگیز طور پر بڑھی ہے ۔ ۱۹۶۱ء میں یہ تعداد ۱۰۵۶۷۸ لاکھ تھی جبکہ ۱۹۷۸ء میں بڑھ کر ۱۸۷۶۵۱ لاکھ ہو گئی تھی ۔ محکمہ کے تکنیکی عملے کو مصنوعی طریقہ سے مویشیوں کی افزائشِ نسل کی تربیت ناگپور اور پونے میں دی جاتی تھی ۔ اس کے علاوہ جانوروں کے فطری طور

بھنڈارہ ضلع کے ادیباسی علاقے میں دیوری مقام پر علاقائی مصنوعی تخم ریزی مرکز کی عمارت ، اسی طرح کی دیگر دس عمارتیں دیباسی علاقوں میں تعمیر کی جا چکی ہیں ۔

پر افزائشِ نسل کے لئے بھی اقدامات کئے جاتے تھے۔ اس مقصد سے تحت اعلیٰ نسل کے دیسی بیلوں کا انتخاب کیا جاتا تھا مغربی مہاراشٹر میں کھلّر، گیر اور راٹھی، مراٹھواڑہ میں دیودانی اور قندھاری، ودربھ میں گولاؤ، تھرپارکر، شاہی وال اور ہریانوی بیلوں سے یہ کام لیا جاتا تھا۔ بھینسوں کے لئے سورتی مرراہ اور ناگپوری نسل کے بیلوں کا استعمال کیا جاتا تھا۔

افزائشِ نسل مویشیان پروگرام میں مہاراشٹر ریاست کے قیام کے بعد سرگرمی شروع ہوئی۔ یہ تجویز رکھی گئی کہ ہر ضلع میں مصنوعی طور پر مویشیوں کی تخم ریزی کرنے کے لئے ایک سینٹر قائم کیا جائے جو ضلع کے ضمنی مراکز میں تخم فراہم کرنے کا کام کریں گے۔ ۱۹۶۰ء اور ۱۹۷۰ء کے درمیان مندرجہ ذیل ۱۲ ضلعوں میں ایسے مراکز کھولے گئے ان کے نام ہیں چندرپور، وردھا، بلڈانہ، عثمان آباد، ناندیڑ، بیڑ، پربھنی، کھرودواڑی، ستارا، احمدنگر، کنگاواڑی اور بھیونڈی۔ ان کے علاوہ آٹھ نئے کلیدی موضع جاتی مراکز نے دیگلور، کنوت۔ جیتہ، سنگنیر، دوندیچا، لانجا، پنویل اور دوبھاری میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ ۱۹۷۰ء کے بعد مذکورہ بالا جگہوں کے علاوہ مزید سات اضلاع میں مویشیوں کے لئے مصنوعی تخم ریزی مراکز کھولے گئے جن کے نام ہیں ناشک، پین، جلگاؤں، اکولہ، امراؤتی، ایوت محل — اور بھنڈارا، ان کے علاوہ ۲۳ کلیدی موضع جاتی مراکز ۲۰۳

مقامات پر جاری کئے گئے۔ آج مہاراشٹر میں ۲۳ ضلعوں میں مویشیوں کی افزائشِ نسل کے لئے مصنوعی طور سے تخم ریزی کرنے والے مراکز پائے جاتے ہیں۔ ۷۴ کلیدی موضع جاتی مراکز اور ہیں اور ان کے علاوہ ۴۰۶ ضمنی مراکز بھی ہیں۔

۱۹۶۵ء میں ان سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے کے لئے محکمہ نے اندرونی علاقوں میں افزائشِ نسل مویشیان و پرورش پروجیکٹ کے تحت تین پروجیکٹوں کا پونے، میرج اور دھولے میں نافذ کیا۔ ۱۹۶۷ء میں ایک پروجیکٹ چپلون میں بھی جاری کیا گیا۔ ۱۹۷۰ء کے بعد ناگپور اور جالنہ بھی ۱۹۷۱ء میں اس پروجیکٹ کے تحت آ گئے جبکہ امراوتی اور بھنڈارا ۱۹۷۶ء میں اس پروجیکٹ کے تحت لائے گئے۔ یہ آٹھ مراکز اور ان کے دیگر ۴۹ علاقائی مراکز اور ۶۶۷ ضمنی مراکز مویشیوں کی مصنوعی طریقے سے افزائشِ نسل اور پرورش کے بارے میں سرگرم عمل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دودھ کی پیداوار کا نشانہ چھٹے منصوبے کے تحت وقت مقررہ سے ایک سال قبل ہی مہاراشٹر میں حاصل کر لیا گیا تھا۔ ان پروجیکٹوں سے "شو" وغیرہ کا انتظام کر کے تعلیمی کام بھی شروع کیا ہے۔ اس کے علاوہ محکمے نے تکنیکی عملے کو تربیت دینے کے لئے پونے، اورنگ آباد، اکولہ اور دھولے میں تربیتی مراکز کھولے ہیں۔ جز وقتی کورسوں کے ذریعے بھی کسانوں کو مذکورہ معلومات سال بھر بہم پہنچائی جاتی ہے۔

ریاست میں ۶۹-۱۹۶۸ء کے دوران حکومتِ ہند اد.

وٹینری بایولوجیکل پروڈکٹس پونے سے انسٹی ٹیوٹ میں فریز ڈرائنگ پلانٹ۔ یہ پلانٹ ڈینش سرکار کی امداد سے ۸۰-۱۹۷۹ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔

انڈین کونسل برائے زرعی تحقیق کے مشورے پر جانوروں کی دوغلی یا
مخلوط نسل کا پروگرام جاری کیا گیا۔ اس کام کے لئے دو زون چنے گئے
ان علاقوں کے لئے جہاں آبپاشی کی سہولیات فراہم ہیں
Fresian Bread کی سفارش کی گئی اور دیگر علاقوں کے
لئے Jersey Bread۔ مہاراشٹر میں دوغلی نسل کے مویشیان
کی افزائش نسل کا پروگرام بہت کامیاب رہا۔ ۷۱-۱۹۷۰ء میں
۱۴۶۷ مخلوط نسل کے مویشی پیدا ہوئے۔

سرد خانوں میں رکھے ہوئے تخم مہاراشٹر جیسے گرم علاقے
میں اندرونی مقامات تک پہنچانا ایک دشوار گذار کام تھا ۱۹۱۸ء
میں نئی تیکنک کا استعمال کیا گیا جس کے ذریعے $196^\circ C$ منفی درجہ
حرارت میں تخم کو نائیٹروجن کے مائع یا لکوڈ میں محفوظ رکھنے کا منصوبہ
بنایا گیا اور اس پر ۱۹۸۱ء میں پونے میں کام شروع کیا گیا۔
اب اس تجربہ گاہ میں سرد کردہ تخموں کے ۲۸۴۸۷۰ خوراک
۸۴-۱۹۸۳ء میں محفوظ کی گئی ہیں۔ فی الحال اس تجربہ گاہ سے
۱۲۰۴ مراکز کو سرد خانوں میں محفوظ کردہ تخم فراہم کئے جاتے ہیں۔

اس سلسلے میں دوسرا قدم ایل این ۲ پلانٹ کی ناگپور،
امراوتی، ناندیڑ اور پربھنی میں تشکیل کا کام ہے جس کی استعداد
۵ لیٹر فی گھنٹہ ہے۔ اس کے علاوہ ناگپور میں بھی فروزن سیمن
لیبارٹری قائم کی گئی ہے اور امراوتی، ناندیڑ میں سیمن بینک قائم
کئے گئے۔ ایل۔ این ۲ کے ذریعے سیمن یا تخم زیادہ سالوں تک محفوظ
رکھے جا سکتے ہیں اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ان
مراکز پر جتنے بھی جانور آتے ہیں ان کی مصنوعی طور پر تخم ریزی
کسی بھی وقت اچھے نسل کے مویشی پیدا کرنے کے لئے کی جا سکتی
ہے۔ اس طرح اچھی نسل کے مویشیوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ
ہوا ہے۔

مخلوط نسل کے مویشیوں کی تعداد میں اضافہ پروگرام کو
اہمیت دیتے ہوئے محکمہ نے دیسی نسل کے مویشیوں کی پرورش
اور افزائش نسل کے کام کو نظر انداز نہیں کیا ہے مثلاً جونوتی
فارم (سانگلی) میں کھلر نسل کی پرداخت کی پالیسی قائم کی
گئی ہے۔ اسی طرح ہتی کندی فارم (وردھا) میں گولاؤ نسل
کی افزائش کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ متھواڑے
فارم اور کوپرگاؤں فارم میں منتخبہ نسل کے پیدا ہوئے بیلوں
کو ریاست کا ۲۳ ڈسٹرکٹ آرٹیفیشیل انسیمنیشن سینٹروں
پر سیمن ڈوس بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور باقی کے دس
مراکز پر مخلوط نسل کے مویشیوں کی افزائش نسل اور تخم کی
تقسیم کا کام ڈسٹرکٹ پریمیئم بل (bull) اسکیم کے تحت

✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖

آٹومیٹک مشین جو کہ تھاتواڑے، پونے کے
مویشی پالن فارم میں
نصب کی گئی ہے۔
اس کی مدد سے دودھ دوہنے کا کام لیا جاتا ہے۔

✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖✖

بھوپال میں فروری ۱۹۸۴ء میں منعقدہ ۳۷ ویں کل ہند مویشی پالن اور مرغی پالن نمائش میں بہترین باربردار مویشی کے لئے پہلا انعام دیونی نسل کے بیل، سنجے کو دیا گیا۔ یہ بیل ضلع لاتور کے نیلنگا تعلقہ کے شیر پور مقام کے باشندے شری راؤصاحب مادھوراؤ پاٹل کا ہے۔

کیا جاتا ہے۔

۱۹۷۶ء میں مرکزی حکومت کی امداد سے واڈس (دیگن) میں افزائش نسل مویشیاں فارم قائم کیا گیا۔

مخلوط نسل کے مویشیوں کی پرورش اور پرداخت کا کام قدرے خرچیلا ہے اس وجہ سے یہ چھوٹے اور درمیانی کسانوں اور زرعی مزدوروں کی پہنچ سے باہر ہے۔ مرکزی حکومت کی مدد سے مختلف ریاستوں میں بشمول مہاراشٹر ایک اسکیم وضع کی گئی تاکہ ۴ سے ۳۲ مہینے تک ان مخلوط نسل کے مویشیوں کے لئے ایسی غذا جس میں غذائیت زیادہ ہو قرض مع سبسیڈی کی بنیاد پر بہم پہنچائی جائے۔ اس کے علاوہ مویشیوں کو مختلف بیماریوں سے بچانے کے لئے، منہ میں اور پیروں میں ٹیکے لگانے کا انتظام بھی کیا گیا (سبسیڈی پر)۔ ۸۳-۱۹۸۲ء تک ۱۱۲۵۱ افراد نے اس اسکیم سے فائدہ اٹھایا۔ مخلوط نسل پیدا کرنے کا مقصد دودھ کی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں ریاست میں دودھ کی پیداوار کی مقدار ۱۰۰ لاکھ ٹن سالانہ تھی لیکن یہ مقدار چھٹے پنج سالہ منصوبہ کے آخر میں ۲۰۰ لاکھ ٹن ہو گئی۔ اور اب دودھ کا مقررہ نشانہ ایک سال قبل حاصل کر لیا گیا ہے۔ دودھ کو جمع کرنے کا کام ڈیری ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کرتا ہے۔

پہاڑی علاقوں اور دشوار گذار مقامات پر مصنوعی طور سے مویشیوں کی تخم ریزی مراکز قائم کرنا بھی قدرے مشکل کام ہے۔ ان مقامات پر گرام پنچایتوں، امداد باہمی ڈیری وغیرہ مخلوط نسل کے بیل فراہم کئے جاتے ہیں۔ قبائیلی ضمنی منصوبہ کے تحت آنے والے علاقوں میں پچھلے چار سالوں سے بیل سرکاری خرچ پر فراہم کئے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ۹۰ روپے سبسیڈی ماہانہ ان بیلوں پر دی جاتی ہے۔ اس کے بعد اسے متعلقہ مالک کو دے دیا جاتا ہے۔ ۷۰-۱۹۶۹ء سے ۸۳-۱۹۸۲ء تک ۱۳۰۲۰ بیل (یا نر مویشی) ریاست میں تقسیم کئے جا چکے ہیں اور ۱۳۲۲۳۴ مویشی پیدا کئے گئے ہیں۔

مرغی پالن

مہاراشٹر میں پولٹری آبادی ۱۸۷ لاکھ ہے جن میں سے ۱۱ فی صد تعداد اعلیٰ نسل ہے۔ ۷۰-۱۹۶۰ء کے درمیان انڈوں کی پیداوار ۱۸۰۶ کروڑ سے بڑھ کر ۸۰۶۶ کروڑ ہو گئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں یہ تعداد ۱۴۰ کروڑ ہو گئی اور اس سے ۲۶ کروڑ محصول حاصل کیا جا چکا ہے۔

پولٹری یا مرغی پالن صنعت زیادہ تر شہروں کے قریب

۲۰۔ نکاتی پروگرام کے تحت مخلوط نسل کی گائیں فراہم کی گئی ہیں جن کی بنا پر سیکڑوں چھوٹے اور درمیانی زرعی مزدوروں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔

ہی شروع کی جاتی ہے تاکہ انہیں مناسب منڈیاں مل سکیں۔ بڑی تعداد میں مختلف اقسام کے پرندے پالے جاتے ہیں اور جدید طرز سے ان کی افزائشِ نسل کا کام کیا جاتا ہے۔ دارنا نگر، ریتھارے اور اکلیج کے شکر کارخانوں کے اپنی پولٹری فارم ہیں اور انہوں نے اپنے ممبران کو اس بات کی ترغیب دی ہے کہ وہ اس کام کو چھوٹے پیمانے پر کئی اکائیوں میں شروع کریں۔ مرغیوں وغیرہ کی خوراک قرض پر بہم پہنچائی جاتی ہے اور ان کی فروخت سے اس خرچ کو پورا کیا جاتا ہے۔ معاشی وجوہات کی بنا پر ریاست کے دیگر علاقوں میں انڈوں کے ایکسپورٹ کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے اس صنعت کو زیادہ فروغ حاصل نہ ہوسکا۔ مویشی پالن کے محکمہ نے انڈوں سے چوزے نکالنے کے لئے پلونے میں ایک مرکز اور کوہاپور، ناگپور، دھولیہ اورنگ آباد میں علاقائی مراکز قائم کئے ہیں تاکہ پولیٹری صنعت کو ترقی حاصل ہو۔

۱۴ موثر طور پر پولیٹری ترقیاتی بلاک مرغیوں وغیرہ کی پرورش اور تقسیم دیہی اشہری علاقوں میں کرنے میں مشغول ہیں۔ مرغی بیچنے کے مراکز اور پولیٹری ترقیاتی بلاک دیہی پولیٹری ترقی کے لئے ایسے مہمات کا انعقاد کرتے ہیں جن سے مرغیوں اور دیگر پرندوں کی افزائش نسل میں بہتری پیدا ہو سکے۔ ۸۲-۱۹۸۱ء میں ۷۳۲۴۳۰ ایک روزہ چوزے ۴۶۰۳۸۰ مرغیاں اور ۳۸۷۷۲ کاک ریلز (Cockrels) پولیٹری پروگرام کے تحت فروخت کئے گئے۔

پولیٹری صنعت ضلع راتے گڑھ میں کافی ترقی کر رہی ہے اس کی وجہ شاید بمبئی شہر سے نزدیکی ہے کیونکہ یہاں منڈی آسانی سے مل جاتی ہے۔ سنہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں پین میں انٹنسیو (Intensive) پولیسٹری ترقیات بلاک قائم کیا گیا ہے تاکہ متعلقہ یونٹوں کو تکنیکی ہدایت اور معالجاتی امداد مل سکے۔ دیہی علاقوں میں کرشی پروگرام کے تحت سنہ ۱۹۶۳ء میں چھوٹے پیمانے پر پولٹری کے صنعت کاروں کے لئے انڈے اکٹھا کرنے کا کام اور مارکیٹنگ اسکیم جاری کی تھی تاکہ انڈوں کو اکٹھا کیا جائے اور ان کو منڈی تک پہنچایا جائے۔ اس اسکیم کا مقصد درمیانی بنئے کے اثر کو روزگار فراہم کرنا ہے۔ یہ اسکیم سنہ ۱۹۶۳ء میں مافکو (MAFCO) کے سپرد کردی گئی جو اب کسی حد تک محدود ہوکر رہ گئی ہے۔

بھیڑ بکریوں کی افزائش نسل

اچھی نسل کو پروان چڑھانے کے لئے اچھی خوراک بھی ضروری ہے۔ سنہ ۱۹۷۸ء میں گنتی کرنے پر بھیڑوں کی تعداد ۲۶۷ء۳۰ لاکھ تھی اور اون کی پیداوار ۱۴ لاکھ ٹن تھی۔ ہر سال ۲۰ سے ۲۲ لاکھ بھیڑیں بطور غذا مصرف میں لائی جاتی ہیں جن میں دیگر ریاستوں سے درآمد کردہ بھیڑیں بھی شامل ہیں اور ان سے ۲۷۰۰۰ ٹن گوشت حاصل کیا جاتا ہے۔

قومی راج

ضلع وردھا کے سیلو مقام میں شریمتی شانتا بائی دھوبائی دیوتر کے زرعی مزدور کی مخلوط نسل کی گائے روزانہ ۹ لیٹر دودھ دیتی ہے۔

ں ،دں کی مارکیٹ کی شرح ۷ روپے سے ۱۰ روپے فی کلوگرام ہے
ہ رو ں کی قیمت ۱۲ سے ۱۶ کلوگرام ہے۔

بھیڑوں کی پرورش و پرداخت فارم مہاراشٹر میں شیپ
نگ کارپوریشن کے سپرد کر دی گئی یکم نومبر ۱۹۷۹ء کو اس
سے تحت ۲۰ بھیڑوں کی ایک یونٹ اور ایک مینڈھا مستحق
نے کسان / زرعی مزدوروں کو ۲۵ فی صد / ۳۳ فی صد
ی پر فراہم کئے گئے۔ ۸۲-۱۹۸۱ء کے آخر میں ایسی
بھیڑوں کی یونٹیں تقسیم کی گئیں جبکہ ۸۳-۱۹۸۲ء میں
۱ یونٹیں تقسیم کی گئیں۔ ۸۴-۱۹۸۳ء سے اس پروگرام
جی دیہی ترقیاتی ایجنسی کے ذریعے عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔

مہاراشٹر میں بکریوں کی تعداد ۵۶۹۳۷ لاکھ ہے۔ دیسی
ں عموماً دبلی پتلی ہوتی ہیں۔ بکریوں سے ۲ ۵ ۱ لاکھ ٹن
ھ حاصل کیا جاتا ہے۔ گوشت بطور غذا صرف کیا
جاتا ہے اور ۲۴۰ لاکھ کھالیں حاصل کی جاتی ہیں۔

مویشی پالن کے محکمے نے بہ۔۔۔ کی افزائش نسل کو قا۔
دتی سے پونا میں قائم کیا ہے۔ اس فارم میں علاقائی نسل کی
ی نسل میں exotic کے ذریعے سے ۔ کام ہوتا ہے۔

جون پوری، باربیری، اجمیری نسل کے مویشی اور سانین بکریاں
بہتر مخلوط نسل میں بدلی جا رہی ہیں جن سے زیادہ گوشت اور دودھ
حاصل کیا جا سکے گا۔ کمپونینٹ منصوبہ کے تحت ایک اسکیم کے ذریعے
بکریوں کی یونٹ کی تقسیم خصوصی سینٹرل امداد برائے مندرج جاتی /
نو بدھسٹ کی جا رہی ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں کل ۲۶۵ بکریوں
کے یونٹس اور ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۳۲۰ بکریوں کے یونٹس فراہم
کی گئیں۔ اون کے نمونے اور چارے کے نمونے وول انالیسز
لیباریٹری، پونے میں جانچے جاتے ہیں۔

چارے کی پیداوار میں اضافہ

غذائیت والے چارے اچھی نسل کی پرورش کے لئے ضروری
ہیں۔ کسانوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ اپنے زرعی منصوبے
میں چارے کی کاشت کو بھی شامل کریں۔ مویشیوں کی افزائش نسل
پروجیکٹس علیحدہ اضلاع اور علاقائی سیکٹروں میں مخلوط نسل
پروگرام جاری کئے گئے ہیں وہاں اچھے چارے کی پیداوار کے لئے
بھی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ۵۰۱ ہیکٹر اراضی پر ۱۲۵ روپے
میں بطور سبسیڈی کے چارے کے بیج، کھاد اور جراثیم کش

ادویات فراہم کی جاتی ہیں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۴۹۰۳ قطعے اراضی پر چارہ بونے کا کام کیا گیا۔ ۷۴۵۹۱ کلوگرام بیج کی تقسیم ۱۷۲۰۵ افراد کو کی گئی۔ ۳۲۶۴۳۸۱ سو ببول کے پودے ۱۶۹۵۹ افراد میں تقسیم کئے گئے۔

علاقائی مویشی پالن کے اداروں نے بھی مطالبات کے مطابق مکئی اور گھاس کی تقسیم اور فراہمی کا کام کیا۔

پبلسٹی اور پروپیگنڈہ

عام منصوبے سبھوں کو اور خاص طور سے کسانوں کو مویشی پالن کی ترقیاتی تکنیکوں سے متعلق آگاہ کرنا ضروری ہے۔ ہر ضلع میں ایسے شبیر اور ریلیوں کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ایسے تعلیمی لیکچروں کا بھی انتظام کیا جاتا ہے جو کسانوں کو مویشی پالن کے جدید طریقوں سے روشناس کروائیں۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ۲۲۷ ایسے شبیر منعقد کئے گئے جن میں ۱۱۵۱۴ کسانوں نے حصہ لیا۔ کئی ریلیوں میں صحت مند مویشیوں کے مقابلے منعقد کئے گئے اور صحت مند مویشیوں کو انعامات دیئے گئے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ایسی ۵۲۲ ریلی مویشیوں کے تعلق سے منعقد کی گئیں۔ ان میں ماہر ڈاکٹروں کی خدمات کا انتظام کیا گیا۔ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ایسے ۴۶۰۴ مہمات کا اہتمام کیا گیا تھا۔

کل ہند مویشیوں کے مقابلے، منسٹری آف ایگریکلچر، ڈائرکٹوریٹ آف ایکسٹینشن حکومت ہند ایک اہم سرگرمی ہے۔ یہ مقابلے ہر سال منعقد کئے جاتے ہیں اور مہاراشٹر ان میں حصہ لیتا ہے۔ علاقائی مویشیوں کے نمائشی مقابلوں میں کل ہند مقابلے کے لئے مویشیوں کا انتخاب عمل میں آتا ہے، کھلر، ڈانگی، دیونی، گولاؤ نسل کے مویشی عموماً صداقتی مقابلوں میں منتخب کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کل ہند مرغی پالن شو کا بھی انعقاد کیا جاتا ہے اور مہاراشٹر میں جنوری ۱۹۸۲ء میں ایسا مقابلہ اودگیر میں منعقد ہوا تھا۔ ان مقابلوں میں مہاراشٹر نے ہمیشہ اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔

معیاری دودھ کا مقابلہ

معیاری دودھ کے مقابلوں کا ضلعی ریاستی اور کل ہند سطح پر انعقاد کیا جاتا ہے۔ گوپال رتن انعام قومی سطح پر اس شخص کو دیا جاتا ہے جس کا مویشی سب سے زیادہ معیاری دودھ دیتا ہو۔ ریاست مہاراشٹر کے پانچ مالکان کو یہ اعزاز اب تک مل چکا ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کو نقد انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔ جن کی گائیں/بھینسیں، اول، دوم، سوم مقام حاصل کریں گی اس کے علاوہ دیگر خصوصی انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔

شری ایس ایس سکسینہ، سکریٹری زراعت اور امداد باہمی، ضلع پونے میں تاتھواڑے مقام پر غیر ملکی مویشیوں کی افزائش نسل فارم میں سو ببول سے لگائے گئے درختوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

کسانوں کو تربیت

مویشی پالن کے لئے ۵ روزہ تربیت اسکیم کے تحت کسانوں کو مویشیوں کی مصنوعی طور پر تخم ریزی کے تربیتی مراکز ریاست میں تربیت دے رہے ہیں پچھلے سالوں میں ۲۸۴ کسان اس اسکیم کے تحت تربیت حاصل کر چکے ہیں۔ اس پر جو لاگت آتی ہے اسے ڈیری ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ پورا کرتا ہے۔

اسٹڈی ٹور

یہ مرکز کی جانب سے جاری کردہ اسکیم ہے جس کا نفاذ مہاراشٹر میں پچھلے سال سے کیا گیا ہے۔ ایک ریاست کے کسان دوسری ریاست کا دورہ کرتے ہیں اور ترقیاتی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ مہاراشٹر کے کسان گجرات، اترپردیش اور ہریانہ میں تعلیمی و تحقیقی دوروں پر بھیجے جاتے ہیں۔ وہاں ڈیری، پولٹری اور چارے کی پیداوار میں اضافے کے کاموں کا جائزہ لیتے ہیں۔ اسی طرح گجرات، مدھیہ پردیش کے کسان مہاراشٹر کا دورہ کرکے پولٹری کے ترقیاتی کاموں اور مخلوط نسل کے مویشیوں کی افزائش نسل اور چارے کی پیداواری سرگرمیوں کا معائنہ کرتے ہیں۔

ریڈیو اور ٹی وی براڈکاسٹ

آل انڈیا ریڈیو سے کسانوں کے لئے باقاعدہ پروگرام نشر کئے جاتے ہیں جن میں مویشی پالن سے متعلق مختلف مضامین زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ پچھلے سال پونے اور جلگاؤں میں ۵۲ لیکچر مخلوط نسل کی گائے پر دیئے گئے اور کسانوں نے اس کا خیر مقدم بھی کیا۔ لیکچروں کی ایک نشست بعد میں منعقد کی گئی جس میں متعلقہ آل انڈیا ریڈیو کے افسران اور زرعی افسران موجود تھے۔ اس کے علاوہ سمپوزیم بھی منعقد کیا گیا۔ سرٹیفکٹ دیئے گئے اور پولٹری ڈیولپمنٹ سے متعلق آل انڈیا ریڈیو سے لیکچروں کی سیریز بھی جاری کی گئی۔ بمبئی اور ناگپور دوردرشن کیندروں نے بھی پروگرام کو ریکارڈ کیا اور دیہی کسانوں کے لئے ٹیلی ویژن سے نشر کیا۔

شعبۂ تشخیص امراض

پونے میں واقع شعبۂ تشخیص امراض تجربہ گاہ میں مویشیوں اور مرغیوں وغیرہ کے امراض کی تشخیص کی جاتی ہے۔ اس تجربہ گاہ کی بنیاد ۱۹۳۲ء میں بمبئی میں ڈالی گئی تھی اور ۱۹۴۷ء میں اسے پونے منتقل کر دیا گیا۔ پہلے اس کا کام اس قدر پھیلا ہوا نہ تھا۔ آج یہ ادارہ ۹ ہیکٹر اراضی میں پھیلا ہوا ہے۔ بیکٹیریا، وائرل پیراسٹک امراض کی تشخیص و تحقیق کا کام بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ پولٹری امراض کی تشخیص کے لئے عمارت کی تعمیر پر ۱۶ لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور حال ہی میں اس کا اجرا کیا گیا۔ علاقائی شعبہ جات تشخیص امراض کی از سر نو تشکیل کا کام ہو چکا ہے اور چپلون، پونے، ناسک، اورنگ آباد، اکولا اور ناگپور میں بھی کام شروع کر دیا گیا ہے۔ یہ مراکز مویشیوں اور پولٹریوں کے امراض سے متعلق تحقیق کے کام میں مصروف ہیں۔

قومی سطح پر مرکزی حکومت نے مختلف تشخیص امراض پروجیکٹوں کی منظوری دے دی ہے ان پروجیکٹوں میں رابیز اور کتوں سے متعلق متعدد بیماریوں کے انسداد کی بھرپور کوشش کی جا رہی ہے۔ اس طرح پولٹری امراض کے چار مراکز چپلون، کولہاپور، ناسک اور ناگپور میں ۱۹۸۴ء میں پولٹری سے متعلقہ بیماریوں کے انسداد کے لئے کھولے گئے ہیں۔

ویٹرنری بائیلوجیکل پروڈکٹس

۱۹۴۷ء سے قبل انڈین ویٹرنری ریسرچ انسٹی ٹیوٹ، عزت نگر (یوپی) میں اپنی نوعیت کا واحد ادارہ تھا جو مویشیوں کے لئے ٹیکے فراہم کرتا تھا۔ ریاستی حکومت نے ۱۹۴۷ء میں سیرم انسٹی ٹیوٹ کی تشکیل ویٹرنری کالج کے احاطے میں دی اور HS، BQ، RP اور ANTHRAX ٹیکے بنانے شروع کئے اور پولٹری کے لئے بھی آرڈی ٹیکے پونے میں یونٹ کی تشکیل دے کر تیار کرنے شروع کئے۔

ٹیکوں کی بڑھتی ہوئی مانگوں کے مدنظر بمبئی یونٹ اور رانی کھیت ڈسیز ویکسن لیبارٹری ۱۹۵۹ء میں ۱۲ لاکھ روپے کے صرفے سے بنائی گئی اور سیرم انسٹی ٹیوٹ سے بدل کر انسٹی ٹیوٹ آف ویٹیرنری بائیلوجیکل پروڈکٹس رکھا گیا۔

۶۲-۱۹۶۱ء میں پکوڈ ویکسن ماڈل باکس تیار کئے جانے لگے۔

بھیڑوں کی بیماریوں کے لئے ٹیکوں کی تیاری کا کام ۶۳-۱۹۶۲ء میں شروع ہو چکا تھا۔ اسی طرح جانوروں سے متعلق دوسری بیماریوں کے

کی افزائش نسل کا پروگرام۔ ۱۲۵۱ مخلوط مادہ مویشیوں کا نمائندہ۔

- ۱۳ پالی کلینک کا قیام۔ ۱۴۳ ڈسپنسریز ۲۴۲ امدادی سینٹر اور ۱۵ موبائیل کلینک کی ابتداء۔
- Bench Mark Survey (بینچ مارک سروے) کے ذریعہ سیل کو تقویت۔
- بھیڑ بکریوں کی افزائش نسل کارپوریشن کی تشکیل اور انسٹی ٹیوٹ آف ویٹرنری بائیلوجیکل پروڈکٹس اور تشخیص امراض سیکشن انسٹی ٹیوٹ کی توسیع کی گئی۔ انہیں جدید ترین آلات سے لیس کیا گیا اور ضلعی سطح پر بھی معالجاتی سہولتیں فراہم کی گئیں۔

خصوصی کمپوننٹ منصوبہ اسکیم

۱۹۸۰-۸۱ء میں اس بات کا فیصلہ کیا گیا۔ حکومت مندرج جاتیوں / پسماندہ طبقوں کے فلاحی کاموں کے لئے منظور کردہ رقم میں سے کچھ حصہ خصوصی کمپوننٹ منصوبہ اسکیم پر خرچ کرے گی۔

اس طرح ۵۰.۰ لاکھ روپے مخلوط نسل کی مادہ مویشیوں کی خوراک کے لئے مختص کئے گئے جن میں ایف ایم ڈی ٹیکے اور بھیڑ بکریوں کی مندرج جاتیوں / پسماندہ کو تقسیم شامل ہے۔ ۱۹۸۱-۸۲ء میں ۱۹٫۶۸۲ لاکھ روپے ۱۹۸۲-۸۳ء میں ۲۲٫۲۲ لاکھ روپے۔ ۱۹۸۳-۸۴ء میں ۳۸٫۲۱ لاکھ روپے اور ۱۹۸۴-۸۵ء میں ۲۱٫۹۳ لاکھ روپے اس اسکیم کے تحت منظور کئے گئے۔ اس طرح مرکز کی جانب سے پہلی مرتبہ خصوصی کمپوننٹ منصوبہ کے تحت ۱۹۸۲-۸۳ء میں امداد حاصل کی گئی اور محکمے کو اپنی اسکیموں کو عملی جامہ پہنانے میں مدد ملی۔

قبائلی ضمنی منصوبہ علاقے میں اسکیم کا نفاذ

قبائلیوں کی آبادی ۱۳ اضلاع میں اور ۶۹۲۶ موضع جاتوں میں کل آبادی کا ۱۶٪ ہے۔ مویشی پالن اور مرغی پالن پروگراموں سے انہیں روزگار مہیا کرنے کا کام کیا جاتا ہے۔

قبائلی ضمنی منصوبہ علاقوں کے تحت ۳۸۵ ویٹرنری ڈسپنسریز اور ویٹرنری امدادی مراکز اور ۱۳ موبائیل کلینک اور امراض کنٹرول یونٹ، ۴۸ کلیدی موضع جاتی مراکز، مصنوعی تخم ریزی مراکز، ۱۱۷ موضعی تخم ریزی ضمنی مراکز اور ایک افزائش نسل مویشیان فارم کھولے جا چکے ہیں۔

پانچویں منصوبہ کے اعداد و شمار پر ایک نظر ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی نسبت چھٹے منصوبے میں قبائلی ضمنی منصوبہ کے فروغ کے لئے دوہری رقم مخصوص کی گئی۔ اس اسکیم کے تحت دودھ دینے والے جانوروں کی خرید پر سرکار کی جانب سے سبسیڈی کا اہتمام کیا گیا۔ اس اسکیم سے مستفیض ہونے والے لوگوں کو ۲۰۰۰ روپے تک کی حد بندی پر دو جانور فراہم کئے گئے۔ پہلے جانوروں کے دودھ کے خشک ہو جانے کے بعد دوسرے جانوروں کی فراہمی کے طریق کار کو مضبوط طور سے اپنایا گیا۔ خشک جانوروں کی خوراک کی فراہمی کے لئے ۵۰۰ روپے تک کی رقم مخصوص کی گئی۔

قبائلی خاندانوں کی اس اسکیم کے تحت ایسی توقع کی جاتی ہے کہ ایک دن کے چوزے کی نمائش کے لئے کڑک مرغیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ انڈے سینے کے لئے بھی ۵۰٪ کی سرکاری امداد دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مرغی پالن کے ضمن میں اس کا خیال رکھا گیا ہے کہ انڈوں کے سینے سے لے کر چوزوں کی برآمدگی تک جدید علمی نکتہ طرز سے فائدہ اٹھایا جائے۔ چوزوں کے لئے بیماری سے پیش بندی کے طور پر پیروں میں اور منہ میں ٹیکے لگانے کے لئے ۱۰۰٪ ہیکٹر سبسیڈی عطا کی جاتی ہے۔ مندرج جاتیوں کے ایسے قبائلی جوانوں کو جو سائنس کے مضامین کے ساتھ ابتدائی پیشہ ورانہ امتحان پاس کر چکے ہیں انہیں منتخب کر کے ویٹرنری کالج میں یا مویشیوں کے کالج میں مکمل تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے اور اس طرح کے

منتخب طالب علموں کو فی کس ۳۰۰۰ روپے سالانہ کی نقد امداد دی جاتی ہے۔ ایسے قبائلی نوجوان جنہوں نے ایس ایس سی کی سند حاصل کی ہے انہیں مویشیوں کے سوپروائزر کی تربیت کے لئے منتخب اور تعینات کیا جاتا ہے۔ یہ کورس ۳۰ امیدواروں کے پہلے بیچ (Batch) کے ساتھ ۸۳-۱۹۸۲ء میں ضلع دھولے میں شروع کیا جا چکا ہے۔

دور دراز علاقوں میں جہاں خصوصی تخم ریزی کی سہولتیں فراہم نہیں کی جا سکیں وہاں اعلیٰ نسل کے سانڈوں کی سرکاری طور پر فراہمی کے علاوہ ان کے چارے کے لئے ۳ سال تک ۹۰ روپے ماہانہ کے حساب سے سرکار سبسیڈی عطا کرتی ہے تاکہ ان کی پرورش اور پرداخت بہتر طور سے کی جا سکے۔ اب تک مویشیوں کی نگرانی کی تربیت حاصل کرنے والے ۱۰۶ نوجوانوں کو شعبہ میں کام پر لگایا جا چکا ہے اور ۱۹ طالب علموں کو ویٹرنیری کالجوں میں تعینات کیا گیا ہے جہاں مرغیوں جوڑوں سے علاوہ بکریوں کی بھی افزائش نسل کو منضبط کیا جا سکا۔

ایم۔اے۔ڈی۔اے اسکیم

(ایم اے ڈی اے) ترمیم شدہ علاقائی ترقیاتی منصوبہ سے تحت قبائلی ضمنی منصوبے سے جڑے ۶۰٪ آبادی والے علاقوں کو ترقیاتی پروگراموں میں شامل کیا گیا ہے۔ اس میں ۵۹۷ دیہاتوں کو ۱۸ بلاکوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے تاکہ دودھ دینے والے جانوروں سے لے کر مرغی چوزوں کی افزائش کے ساتھ دیگر افادی جانوروں جیسے بکری وغیرہ کے فروغ کے کام کو تیزی سے بڑھاوا دیا جا سکے۔

قدیم قبیلوں کے ترقیاتی پروگرام

مرکزی سرکار نے خصوصی طور پر قدیمی قبائل کی بہبودی اور اقتصادی ترقی کے پیش نظر خصوصی مرکزی امداد فراہم کی ہے۔ اس ذیل میں رائے گڑھ، تھانے، ایوت محل، گڈچرولی ضلعوں کو چنا گیا ہے تاکہ پچھڑے ہوئے پسماندہ لوگوں کو سماجی اور اقتصادی محاذ پر راحت نصیب ہو سکے۔ تھانے اور رائے گڑھ ضلعوں سے کتکری قبیلوں کو رہائش کے لئے ۳۵۰۰ روپے کی لاگت سے جھونپڑے فراہم کئے گئے۔ ۸۱-۱۹۸۰ء سے ۸۳-۱۹۸۲ء تک ۴۳۹ رہائشی جھونپڑوں کی تعمیر کی گئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء میں مزید ۲۸۵ جھونپڑے تعمیر کئے گئے۔ ۷۵ فی صد سبسیڈی کے ساتھ ان کمزور طبقوں کے افراد کے لئے ۲۵ فی صد بلا سود قرضوں کی فراہمی کا اہتمام کیا گیا تاکہ یہ لوگ ۵ بکریاں اور ایک بکرے کی مدد سے مویشی پالن کے کام کو اپنے لئے روزی کا ذریعہ بنا سکیں۔

مرغی پالن کے کام میں بھی کتکری قبیلے کے لوگوں کو سرکار ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔

دودھ دینے والے جانوروں کی فراہمی کا کام بھی سرکار نے اپنے ہاتھ میں لیا ہے تاکہ ۸۰٪ سبسیڈی اور ۲۰٪ بلا سود قرض کی سہولت دے کر کتکری قبیلے کے لوگوں کو مویشی پالن کے کام پر آمادہ کیا جا سکے جس سے وہ اپنی روزی روٹی بھی کما سکیں گے اور پیداواری مویشیوں کی نسل کی مناسب افزائش بھی کر سکیں گے۔

مویشی پالن کا کام اپنے آپ میں مضبوط اور استوار بنیادوں پر ترقی کے نشانے حاصل کرتا جا رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب مرغی پالن، بھیڑ بکری پالن، دودھ دہی کا کام کسان کے لئے ضمنی حیثیت رکھتے تھے لیکن ان پیشوں کی اب اپنی ایک جداگانہ حیثیت ہے۔ اسی لئے ہمیں یہ ماننا ہی ہوگا کہ ڈیری بزنس نے کسانوں کی زندگی کو ایک نئی صورت عطا کرنے میں ایک زبردست کردار نبھایا ہے۔

تلخیص و ترجمہ: فیروزہ فیاض خان

ڈاکٹر (شریمتی) ایم۔ آر۔ چندرا کپورے،
ڈائریکٹر آف ہیلتھ سروسیز، مہاراشٹر

دیہاتوں میں طبّی سہولتوں کی فراہمی

عوام کو طبّی سہولتوں کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے جس کے لئے سرکاری سطح پر خاطر خواہ اقدامات کرنا ناگزیر ہے۔ بنیادی طبّی سہولتوں کی فراہمی حفظانِ صحت کے لئے کلیدی اہمیت رکھتی ہے۔ درج ذیل مضمون میں اجتماعی رہنمائے صحت اسکیم پر روشنی ڈالی گئی ہے جس کے ذریعے حکومت دیہاتوں میں صحت اور طب کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی کا مقصد پورا کرنا چاہتی ہے۔
اجتماعی رہنمائے صحت اسکیم کے تحت کسی گھر کے فرد اور خاندان کو بنیادی طبّی سہولتیں اس فرد یا خاندان کے لئے قابلِ قبول طرز پر فراہم کرنے نیز اسکیم کے نفاذ میں اس سے استفادہ کرنے والوں اور ضرورت مندوں کی عملی شرکت پر زور دیا جاتا ہے۔

بھور کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں ملک بھر میں ابتدائی صحت مراکز کھولے گئے ہیں۔ آج ملک میں کل ۵,۳۷۲ ابتدائی صحت مراکز اور ۳۷,۷۷۵ ضمنی مراکز ہیں۔ یکم اپریل ۱۹۸۲ء تک مہاراشٹر میں ان کی تعداد بالترتیب ۴۷۰ اور ۱۴۵۷ تھی۔ اس کے باوجود دیہاتوں کو دستیاب طبی سہولتوں کی صورت حال تقریباً پہلے جیسی ہی رہی۔ لہٰذا اس کمی کو دور کرنے کے لئے حکومت ہند نے ۱۹۷۷ء میں گاندھی جینتی کے موقع پر ۲ اکتوبر کو اجتماعی رہنمائے صحت اسکیم جاری کی۔

اسکیم کا مقصد

اس اسکیم کا مقصد دیہاتوں کو خاطر خواہ طبی سہولتوں کی فراہمی ہے چونکہ ہماری اکثریت دیہاتوں ہی میں آباد ہے۔ لہٰذا وہاں ان سہولتوں کی فراہمی خصوصی اہمیت کی حامل ہے۔ اس سلسلے میں یہی عوام کو حفظانِ صحت کے احتیاطی اصولوں اور اقدامات سے روشناس کرانے کے علاوہ اچھی صحت کی برقراری کے ضروریات سے بھی واقف کرایا جاتا ہے۔ زیر بحث اسکیم کے تحت کمیونٹی ہیلتھ ورکروں کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔ ایک ہزار نفوس پر مشتمل ایک دیہات یا گروپ ایک نمائندے کا انتخاب کرتا ہے اور یہ منتخب نمائندہ اس گروپ کے لئے ہیلتھ گائیڈ کے فرائض انجام دیتا ہے۔
اس سے قبل یہ محسوس کیا گیا تھا کہ سرکار کے تعین کردہ ہیلتھ ورکر اور دیہاتیوں کے درمیان کامیاب رابطہ قائم نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ ہیلتھ گائیڈ اس دیہات کے باشندے نہیں ہوتے تھے نیز وہ پندرہ دنوں میں صرف ایک مرتبہ دیہات کا دورہ کرتے تھے چنانچہ ان ہیلتھ ورکروں اور دیہاتیوں کے مابین ایک رابطے کی ضرورت محسوس کی گئی۔
زیر بحث پروگرام کا پہلا حصہ رتناگیری، کولہاپور، اکولہ، امراوتی اور وردھا ان اضلاع کے تمام ابتدائی مراکز نیز ریاست کے باقیماندہ اضلاع کے تمام ابتدائی صحت مراکز میں نافذ کیا گیا۔ اس کا دوسرا حصہ مارچ ۱۹۸۰ء سے تھانے، پونے، ناشک، اورنگ آباد، ناگپور اور احمد نگر اضلاع میں نافذ کیا گیا۔ بعد ازاں اسے ریاست کے تمام باقیماندہ اضلاع میں وسعت دی گئی۔
دیہاتیوں کی جانب سے چنے جانے والے ہیلتھ گائیڈ کے لئے اس دیہات کا مستقل باشندہ ہونا ضروری ہے نیز اس کی عمر تیس برس سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

اگر منتخب کردہ ہیلتھ گائیڈ کوئی خاتون ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ ہماری ۶۲ فی صد ہی آبادی ماؤں اور ۱۶ برس سے کم عمر کے بچوں پر مشتمل ہوتی ہے تاہم مرد یا عورت ہیلتھ گائیڈ کو خود کفیل ہونا چاہیئے۔ اسے سماجی خدمت میں دلچسپی ہونی چاہیئے نیز اس کے لئے ممکن ہونا چاہیئے کہ روزانہ دو، تین گھنٹے اس کام کیلئے وقف کر سکے۔

انتخاب کا طریقہ

ہیلتھ گائیڈ کے انتخاب کے لئے گاؤں کا سرپنچ گرام سبھا طلب کرے جس میں گائیڈ کے انتخاب کی تجاویز پر غور و خوض کے بعد پنچایت سمیتی کو نام تجویز کئے جائیں۔

ضمنی انتخابات ایک کمیٹی کرتی ہے جو پنچایت سمیتی کے سبھاپتی، بلاک ڈیولپمنٹ آفیسر اور بلاک سطح پر ابتدائی صحت مرکز کے طبی افسر پر مشتمل ہوتی ہے۔

تربیت، اعزازی مشاہرہ وغیرہ

منتخبہ ہیلتھ گائیڈ کو ابتدائی صحت مرکز کے صدر دفتر میں تین مہینے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس دوران ماہانہ دو سو روپے کا مشاہرہ دیا جاتا ہے۔ تربیت میں کلاس روم کی پڑھائی کے ساتھ عملی تربیت بھی شامل ہے۔ تربیت مکمل ہونے پر گائیڈ کو ضروری دواؤں کا بکس دیا جاتا ہے۔ اسے سالانہ ۶۰۰ روپے کی ادویات دی جاتی ہیں نیز اس کی رضاکارانہ خدمات کے اعتراف کے طور پر ماہانہ پچاس روپے کی اعزازی رقم بھی دی جاتی ہے۔

کام کی نوعیت

ہیلتھ گائیڈ کے فرائض اس طرح ہیں: بخار کے مریض کا خون بغرض جانچ جمع کرنا۔ ایسے بیاہتا جوڑوں کی فہرست تیار کرنا جو صلاحیت تولید رکھتے ہیں۔ انہیں خاندانی منصوبہ بندی کے مختلف طریقے اختیار کرنے پر راضی کرانا، گاؤں کا کنواں یا ندی جہاں سے بھی گاؤں والے پینے کا پانی حاصل کرتے ہیں اسے جراثیم سے پاک کرنا۔ پیدائش اور موت کا اندراج کرنا۔ چھوٹی موٹی شکایتوں کا علاج کرنا۔ ماحول کو صاف ستھرا رکھنا۔ بچوں کو ٹیکے لگانے کے لئے انہیں اکٹھا کرنا۔

حالانکہ یہ ایک طویل فہرست معلوم ہوتی ہے لیکن انہیں انجام دینے میں خاص وقت نہیں لگتا۔

ابھی تک مہاراشٹر میں ۳۰۳،۱۴ رضاکاروں کو ہیلتھ گائیڈ کی تربیت دی گئی ہے اور وہ اپنے اپنے گروپ میں موثر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

ہیلتھ گائیڈ کے انتخاب کے وقت صحیح معنوں میں سماجی خدمت کا جذبہ رکھنے والے فرد ہی کو چنا جانا چاہیئے۔ غلط شخص کے انتخاب سے اسکیم کی کامیاب عمل آوری مشکل ہو جائیگی اور دیہاتیوں کو ہی نقصان ہوگا۔ منتخبہ گائیڈ کو یہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ ایک کارِ خیر ہے۔ عوام کی خدمت کا ذریعہ ہے۔ پیسے کمانے کا نہیں۔

اگر اس اسکیم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں عوام کا تعاون حاصل ہوتا ہے تو بہت جلد دیہاتوں میں طبی سہولتوں کی کلی طور پر فراہمی ممکن ہو جائے گی۔

یوسف ناظم
الہلال، باندرہ ریکلیمیشن،
باندرہ - بمبئی ۴۰۰۰۵۰

ہم نے کرکٹ کھیلی ہے

ہم نے بھی کرکٹ کھیلی ہے اور اس وقت کھیلی ہے جب کرکٹ کھیل، کھیل میں داخل تھا۔ اب تو کرکٹ کھلاڑی میدان میں اترتا ہے تو وہ کھلاڑی نہیں، سپاہی دکھائی دیتا ہے۔ بس یوں سمجھئے ایک اسٹین گن اس کے ہاتھ میں نہیں ہوتی ورنہ وہ چاروں طرف سے لیس ہوتا ہے اور اگر ریڈیو پر کمنٹیٹر اس کے نام کا اعلان نہ کرے اور یا آسمان کو چھونے والے اسکور بورڈ پر اس کے نام کے آگے سرخ بتی دکھائی نہ دے تو کسی کو پتہ ہی نہ چلے کہ یہ تقریباً برقعہ پوش کھلاڑی ہے کون۔ آج کے بلّے باز کے سر پر ایک خود رہتی ہے۔ ویسی نہیں جیسی کہ موٹر سائیکل چلانے والے افراد پہنتے ہیں بلکہ اس طرح کی جیسی کہ نپولین بوناپارٹ کے سپاہیوں کو فراہم کی جاتی تھی اور جسے وہ سر پر رکھ کر میدانِ جنگ کا رخ کرتے تھے۔ بلّے باز کے ہاتھوں پر نہایت نرم اور دبیز چمڑے کے دستانے چڑھے ہوتے ہیں۔ ان دستانوں اور وکٹ کیپر کے دستانوں میں تھوڑا فرق ضرور ہوتا ہے لیکن یہ فرق صرف انہیں پہننے والا محسوس کر سکتا ہے۔ دیکھنے والا نہیں۔ کہنیوں تک گدّے دار پٹیاں بندھی ہوتی ہیں۔ کوئی انجان آدمی دیکھے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ یہ زخمی شخص جس کے دونوں ہاتھوں پر پلاسٹر چڑھا ہوا ہے کرکٹ کھیلنے کی کوشش کیوں کر رہا ہے۔ بلّے باز کے گھٹنوں بلکہ گھٹنوں سے کئی انچ اوپر تک سفید براق چمکدار موٹے موٹے پیر دان جنہیں شاید "لیگ گارڈ" کہا جاتا ہے، چڑھے ہوتے ہیں۔ پتلون اور قمیص کے اندر بھی معلوم نہیں وہ کیا کیا پہنے رہتا ہے اور یہ ساری تیاری اس لئے ہوتی ہے کہ وہ میچ شروع ہونے سے دس منٹ کے اندر اندر اپنی جگہ واپس آجائے یا تو اس کا شانہ زخمی ہو جاتا ہے یا وہ مشہور و معروف تین لکڑیاں جن کی حفاظت کے لئے وہ برسوں محنت کرتا ہے تینوں کی تینوں یا کم سے کم ان میں سے ایک زمین سے اپنا رشتہ توڑ لیتی ہے۔ اسے کرکٹ کی زبان میں آؤٹ ہونا کہا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس بلّے باز کو میدان سے اٹھا کر بھی لانا پڑتا ہے اور وہ بالکل "پرزنر آف وار" جنگی قیدی، معلوم ہوتا ہے۔ صورتِ حال زیادہ نازک ہو تو اسے اسٹریچر پر لٹا کر باہر لایا اور ایمبولینس کے ذریعے قریب ترین اسپتال میں منتقل کیا جاتا ہے اور اسپتال کی پوری مشنری، جس میں نرسیں پیش پیش رہتی ہیں حرکت میں آجاتی ہے۔ یہ بھی کوئی کرکٹ ہوئی! ہم نے تو اس زمانے میں کرکٹ سے شوق فرمایا تھا جب یہ صحیح معنوں میں ایک کھیل تھا۔ میدان میں ایک لمبا بوریا بچھا دیا جاتا۔ اور دونوں بلّے باز اسی بوریے پر مخالف سمتوں میں دوڑا کرتے تھے۔ اس بوریئے پر گیند آسانی سے گھومتی بھی تھی اور اچھلتی بھی تھی۔ اس زمانے میں ہر کام سہولت سے انجام پاتا تھا۔ یہ نہیں کہ گیند انداز، طوفان میل کی رفتار سے بھاگا چلا آرہا ہے۔ ایک گیند ہی تو پھینکنی ہے اطمینان سے پھینکو اور اسی میں کمال دکھاؤ۔ ایسی گیند پھینکنے سے فائدہ کیا ہے جو کسی کو نظر ہی نہ آئے۔ یہ تو جادو کا کھیل ہوا۔ ہمارے زمانے میں کرکٹ کے کھلاڑی خواہ وہ ایک دوسرے کی مخالف ٹیم ہی کے کیوں نہ ہوں دوست احباب کی طرح گھل مل کر کرکٹ کھیلتے تھے بلکہ ایک ہی ٹیم کے کھلاڑی معلوم ہوتے تھے۔ اب تو ایسا معلوم ہوتا ہے دو غنیم ایک دوسرے پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ سہراب اور رستم میں بھی جنگ ہوئی تھی لیکن اتنی خطرناک جنگ نہیں ہوئی تھی جتنی آج کرکٹ کے میدان میں ہوتی ہے۔ ہمیں یاد ہے کہ مخالف ٹیم کے کھلاڑی کو آؤٹ کرنے کے بعد میدان پر جتنے بھی کھلاڑی ہوتے تھے ایک ایک کر کے اس بلّے باز سے اس کے آؤٹ ہونے کی واردات پر تعزیتی کلمات کہتے تھے، اس سے اظہارِ ہمدردی کرتے تھے اور اسے تسلی دیتے تھے۔ اب تو مخالف ٹیم کا کھلاڑی آؤٹ ہوتا ہے تو دوسری ٹیم کے کھلاڑی میدان پر جشن مناتے ہیں۔ ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں ایسے جیسے عید مل رہے ہوں۔ وہ زمانہ ہی کچھ اور تھا دونوں مخالف ٹیموں میں برادرانہ تعلقات ہوا کرتے تھے کیا مجال

کسی کی گیند بلّے باز کو چھوئے۔ اکثر بلّے باز تو ٹانگوں پر پیڈ بھی نہیں باندھتے تھے۔ کہتے تھے ہمیں تیز دوڑنا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی گیند کسی بلے باز کی پنڈلی یا گھٹنے پر لگ بھی جاتی تھی تو خود گیند انداز آکر دو چار منٹ انکی پنڈلی سہلاتا تھا اور معافی کا خواستگار بھی ہوتا تھا، بے حد معذرت کرتا تھا بلکہ مخالف ٹیم کا کپتان بھی آکر اپنے گیند انداز کی گستاخی پر اظہار افسوس کرتا تھا۔ آج تو گیند انداز کسی کا سر پھوڑ کر یوں خوش ہوتا ہے جیسے اس نے فرہاد کا ادھورا کام پورا کر دیا ہو اور شیریں کے محل تک دودھ کی نہر پہنچا دی ہو۔

ہمیں اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہم نے پہلی مرتبہ بیٹ پکڑا تھا اور اپنی طرف آتی ہوئی گیند کا نشانہ باندھ کر بیٹ ہوا میں گھمایا تھا تو گیند چکمہ دے کر بیٹ کے نیچے سے نکل گئی تھی اور ہمارا ایک اسٹمپ زمین بوس ہو گیا تھا لیکن مخالف ٹیم کے کپتان نے خود آگے بڑھ کر کہا کہ ہمیں کچھ نہیں ہوا ہے۔ آپ ایک مرتبہ اور آؤٹ ہونے کی کوشش کیجئے۔ اس کے اخلاق سے ہم بہت متاثر ہوئے تھے اور اس کا حسن سلوک آج بھی ہمارے دل پر نقش ہے۔ اس میں شک نہیں مخالف ٹیم کی فراخ دلی کے باوجود ہم صرف پانچ منٹ اور کھیلنے کی کوشش کرتے رہے اور ہماری ساری مساعی جمیلہ ہمارے ذاتی اسکور کو صفر کے آگے نہیں بڑھا سکیں۔ لیکن جب ہم میدان سے رخصت ہونے تو مخالف ٹیم کے کئی کھلاڑی دور تک ہمیں چھوڑنے آئے اور ہمیں یوں خدا حافظ کہا جیسے ہم کسی لمبے سفر پر جا رہے ہوں اور واپسی کی توقع کم ہو۔

ہم بلّے باز تو اتنے اچھے نہیں تھے لیکن اپنی ٹیم کے وکٹ کیپر تھے لیکن ایسے وکٹ کیپر نہیں کہ وکٹ کے اوپر جھکے جا رہے ہیں اور ہاتھ وکٹ کی سرحد کے اندر ہیں۔ یہ بھی کوئی کھڑے ہونا ہوا۔ آج کل کے وکٹ کیپر کو دیکھو تو ایسا معلوم ہوتا ہے ایک کے پیچھے دوسرا بلّے باز کھڑا ہے۔ ہم وکٹ سے ہمیشہ ۲ گز دور کھڑے رہا کرتے تھے۔ پھر بھی وکٹ کیپر ہی کہلاتے تھے۔ ہمیں وکٹ کیپر اسی لئے بنایا گیا تھا کہ ٹیم کا کوئی بھی کھلاڑی وکٹ کے اتنے قریب کھڑے رہنے پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ وکٹ کیپر بننا ہمیں اس لئے بھی پسند تھا کہ اس میں بھاگنا نہیں پڑتا۔ ایک ہی جگہ مزے سے کھڑے رہو۔ اس میں شک نہیں وکٹ کیپر کو جھک کر بڑے ادب سے کھڑا ہونا پڑتا ہے اور اس کے کھڑے رہنے کے انداز سے شبہ ہوتا ہے کہ اب یہ شخص منہ کے بل گرنے ہی والا ہے لیکن رفتہ رفتہ اس کی بھی عادت ہو جاتی ہے۔ اور وکٹ کیپر اپنی روزمرہ زندگی میں بھی ہمیشہ جھکا ہی رہتا اور بہت با اخلاق شخص نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ وکٹ کیپر کی شان ہی نرالی ہوتی ہے۔ میدان میں ادھر ادھر پھیلے ہوئے کھلاڑی صورت شکل سے فیلڈر دکھائی دیتے ہیں لیکن وکٹ کیپر ان سے علیحدہ نظر آتا ہے۔ اس کے پیروں پر چڑھے ہوئے لیگ گارڈ اور ہاتھوں پر منڈھے ہوئے دستانے بتاتے ہیں کہ یہ شخص منفرد ہے۔ لوگ عملی زندگی میں منفرد بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ناکام رہتے ہیں۔ وکٹ کیپر فوراً بن جاتا ہے۔ اس لئے ہم ہمیشہ اس بات کے قائل رہے ہیں کہ منفرد بننے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ وکٹ کیپر بنا جائے لیکن اب حالات بدل گئے ہیں۔ وکٹ کیپر بھی بلّے باز ہی کی طرح موت کے منہ میں کھڑا رہتا ہے اور صرف زخمی ہو کر ہی منفرد بن سکتا ہے۔ ہم نے آج کے وکٹ کیپر کو ایک معمولی گیند پکڑنے کے لئے کئی قلابازیاں کھاتے اور زمین پر لوٹ پوٹ ہوتے دیکھا ہے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے۔

اب کرکٹ کے میدان پر جانے کو جی نہیں چاہتا۔ کرکٹ کا کوئی بڑا مقابلہ ہوتا ہے تو میدان کے گرد خاردار تار لگا دیئے جاتے ہیں۔ پولس اور کبھی کبھی فوج کا پہرہ رہتا ہے۔ کھلاڑیوں کو پوشیدہ طریقے سے میدان میں پہنچایا جاتا ہے۔ کھیل کے میدان پر دو چار ڈاکٹر ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ کیا تعجب بلڈ بینک کے کارکن بھی مختلف گروپ کے خون کی بوتلیں لئے حاضر رہتے ہوں۔ میچ دیکھنے کے لئے ہفتوں اور مہینوں پہلے ٹکٹ خریدنے پڑتے ہیں اور اگر روزانہ ٹکٹ لینا ہو تو ایک رات پہلے میدان کے قریب پہنچ کر بستر لگانا پڑتا ہے۔ لوگ میچ دیکھتے وقت اپنی جیب میں پٹاخے اور آئینے رکھتے ہیں کوئی بلّے باز جب ہنسی خوشی آؤٹ ہونے پر راضی نہیں ہوتا تو اس کے منہ پر آئینہ چمکاتے ہیں۔ ایک چوکا یا چھکّا ہوتا ہے تو اس بلّے باز کے چاہنے والوں کی طرف سے پٹاخہ چھوڑا جاتا ہے۔ کوئی وکٹ گرتا ہے تو پنگیاں بجائی جاتی ہیں۔ کسی فیلڈر سے گیند چھوٹ جاتی ہے تو اس پر سنترے کے چھلکوں کی بارش ہوتی ہے۔ کھلاڑیوں کی بس جان پر بنی رہتی ہے اسی لئے ہم نے کرکٹ کھیلنا کب کا چھوڑ دیا۔ ہمیں فرسٹ کلاس کرکٹ سے ریٹائر ہوئے نصف صدی ہو گئی ہے۔ یہی نصف صدی ہمارا سب سے بڑا اسکور ہے۔

آج کل کے کھیل کو کرکٹ صرف اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کھیل کا اصلی نام ہے۔ دوسرا نام سمجھ میں نہیں آتا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آج کل کے آدمی کو آدمی کہا جاتا ہے۔ وہ کتنا آدمی ہے ہم آپ سب جانتے ہیں۔

*

کلنڈر

صبیح اکمل
...تھی محل، کوئی وارڈ یوسٹی
...نے یہ (مہاراشٹر)

(احساسِ قومی یک جہتی سے متاثر ہو کر)

میں نے اس سال کوئی خواب نہیں دیکھا ہے
لٹ چکی سالِ گذشتہ ہی متاعِ تعبیر
زندگی کے لئے لازم تو نہیں ہے تقویم
اِک کلنڈر سے بدل تو نہیں سکتی تقدیر

...رے سے گئے سال کے پارینہ ورق
...کس طرح اتارے ہیں بتاؤں کیسے
...زخم بدن ہوں تو چھپا بھی لوں انہیں
...ردہ لباسوں کو چھپاؤں کیسے

...ڈر سے چمکتی ہوئی تصویر مٹی
... تار ہوئے نوکِ سناں ٹوٹ گئی
...بکور کی تصویر گری لہرا کر
...بال کی تخیل گراں ٹوٹ گئی

تصویر شکستہ تھی کئی جگہوں سے
...چہرے پہ لہریں تھیں پشیمانی کی
...طاقوں میں سجاتے تھے جو مرمر کے صنم
...نجام نہ سوچا بڑی نادانی کی

...یر کی آنکھوں سے رواں تھے آنسو
...ستی کی جگہ خالی تھی دیواروں پر
...شتی نے منہ پھیر لیا تھا آخر
...وندر ہی تھیں کہیں تلواروں پر

کرشن کے ہاتھ سے بنسی گری رادھا لرزی
گوپیاں روتی ہوئی لوٹ گئیں جمنا سے
ڈر کے شنکر سے ہم آغوش ہوئی پاروتی
خون کی دھار جو لہرا کے چلی گنگا سے

مسجدیں لوٹیں تو کاشی کے کلس کانپ گئے
لکھنؤ خون میں ڈوبا تو ایودھیا روئی
میں نے دیکھا جو لرزنے لگا سنگم کا ورق
کیسی نسبت تھی کہ کشمیر کی ممتا روئی

اتفاقاً جو نظر اٹھ گئی گاندھی کی طرف
خون میں ڈوبا ہوا پیکرِ مغموم ملا
ہاتھ سے روکے ہوئے خون کے فوارے کو
اس زمانے کا مسیحا مجھے مظلوم ملا

گر پڑا نہرو کی تصویر سے قدموں میں گلاب
پتیاں بکھریں تو دل ٹوٹ گئے سینوں میں
نیزہ برداروں کے قدموں کو کہاں یہ احساس
دھرتی لٹتی ہے تو خاک اڑتی ہے آئینوں میں

لہلہاتے ہوئے کھیتوں سے اٹھے جب شعلے
بھوک کی فصل اٹھی راکھ کے انباروں سے
گاؤں شہروں کو چلے جھولیاں پھیلائے ہوئے
کالے حرفوں کا دھواں پھیلا ہے اخباروں سے

یہ دھواں کنس بنا پیکرِ راون میں ڈھلا
گوڈسے کی کہیں تصویر بنا دی اس نے
روپ قاتل کا بھرا اور کہیں جلاد بنا
ایک اک پیار کی تصویر چھپا دی اس نے

میرے کمرے میں نئے سال کی رعنائی کہاں
ایک اک روزن و در پہ ہے دھوئیں کا پہرا
میں نے اس سال کوئی خواب نہیں دیکھا ہے
میری بھی فکر و نظر پہ ہے دھوئیں کا پہرا

میں نئے سال کی تصویر سجا بھی دوں اگر
زخم یہ کاغذی پیکر سے نہیں چھپ سکتے
ایک دو خون کے دھبے تو چھپا سکتا ہوں
اتنے داغ ایک کلنڈر سے نہیں چھپ سکتے

۱۰ ستمبر ۱۹۸۴ء

شفیق اعظمی
معرفت پرنس میڈیکل ہال۔ سرائے میر،
اعظم گڈھ (یو۔پی) ۲۷۶۳۰۵

گلے سے سب کو لگاؤ تو کوئی بات بنے

خوشی کا مژدہ سناؤ تو کوئی بات بنے
کنول دلوں کے کھلاؤ تو کوئی بات بنے

وہ بات جس کا اثر ناگوار تھا کل تک
اگر وہ بات بھلاؤ تو کوئی بات بنے

وہ ہندو ہو کہ مسلماں، امیر ہو کہ غریب
گلے سے سب کو لگاؤ تو کوئی بات بنے

قدم ملا کے ہی چلنے میں عافیت ہے مگر
دلوں کا فرق مٹاؤ تو کوئی بات بنے

ہر ایک سمت مسرت کا نور پھیلا کر
غموں کا رنگ مٹاؤ تو کوئی بات بنے

اندھیرا حد سے سوا ہے تو دیکھتے کیا ہو
اٹھو چراغ جلاؤ تو کوئی بات بنے

جو دل شکستہ و رنجور ہیں زمانے میں
ذرا انہیں بھی ہنساؤ تو کوئی بات بنے

کسی غریب کی کٹیا میں روشنی کے لئے
تم اپنے دل کو جلاؤ تو کوئی بات بنے

خدا کی بارگہ ناز میں شفیق اگر
سرِ نیاز جھکاؤ تو کوئی بات بنے

محمد عثمان اوج اعظمی
خیرآباد۔ اعظم گڑھ۔ ۲۷۶۱۳۱ (یو۔پی)

تضمین بر غزل علامہ اقبالؒ

بے خود و بے قرار ہونے کو — قیدیٔ زلفِ یار ہونے کو
رشکِ فصلِ بہار ہونے کو — "ہے کلیجہ فگار ہونے کو
دامنِ لالہ زار ہونے کو"

اولیں شرط ہے رضائے یار — لذتِ درد سے ہو دل
ہو سدا بادۂ الم کا خمار — "عشق وہ چیز ہے کہ جس
چاہیئے بے قرار ہونے کو"

ہر گھڑی پیش و پس ہے میرے لئے — بے رخی ان کی بس ہے یہ
حکم تو ہر نفس ہے میرے لئے — "جستجو نے قفس ہے یہ
خوب سمجھا شکار ہونے کو"

دم دیا میرِ کارواں نے مجھے — لوٹا الطافِ دوستاں نے
مار ڈالا غمِ جہاں نے مجھے — "پیس ڈالا ہے آسماں نے
کس کی رہ کا غبار ہونے کو"

بے حجابی سی پردہ داری میں — بے نیازی سی شرمسار
تمکنت حسنِ خاکساری میں — "کیا ادا تھی وہ جاں نثار
تھے وہ مجھ پر نثار ہونے کو"

جستجو ان کی کو بکو تو بہ — شیخ کا طرزِ گفتگ
میکشی اور بے وضو توبہ — "زخم اور سوزنِ رف
کھل گیا بستہ کار ہونے کو"

تم سنورتے ہوئے نہ رک جاؤ — خود پہ مرتے ہوئے نہ ر
وعدہ کرتے ہوئے نہ رک جاؤ — "اب ابھرتے ہوئے نہ
ہے مجھے اعتبار ہونے کو"

غم کا کانٹا جو دل میں چبھتا ہے — جسم کا جوڑ جوڑ دکھتا
اشک کب چشمِ نم میں رکتا ہے — "اس نے پوچھا کہ کون چھ
ہم چھپے آشکار ہونے کو"

حسن نے جب ستم طرازی کی — عشق نے اوج! دلنواز
ترک ہر خوئے بے نیازی کی — "ہم نے اقبال عشق با
پی یہ سمجھے ہوشیار ہونے کو"

*

آروالتقی
۱۵۲۵ - رسول آباد کالونی
احمد آباد ۲۸

محمد سعد کاوش پرتاپگڈھی
ڈی - ۹۰ اجیت نگر، ویسٹ پٹیل نگر
نئی دہلی - ۱۱۰۰۰۸

نکھوں پر ہوتا ہے شک
یرا جلوہ، میری جھلک
یری باتیں، تیرا ذکر
ِلیت کا جزو لاینفک
س تک تو میں پہونچ گیا
ہونچ نہ پایا اپنے تک
س کے گھر میں بھی پائی
اپنی ہی مٹی کی مہک
ود کو سجدہ کر نہ سکا
اپنا اپنا ہے مسلک
میرے یقیں کی داد ملے
گذری شب جھپکی نہ پلک
جب ہے سمجھ کر دیوانہ
دتع ہے، کچھ اور بہک
ونج رہی ہے کانوں میں
زک ہاتھوں کی دستک
را ہی شہ کار ہوں میں
یے کرنوں میں تجھ پر شک
قوسِ قزح کی رنگینی
صرف اندھیرا ہونے تک

رفیق سراجی
پٹوا پورہ - اکوٹ
ضلع اکولہ (مہاراشٹر)

انجامِ کار

آج کی رات تو اک جشن منانا ہے مجھے
سوختہ چشم کی بے خواب تمناؤں کو
لوریاں غم کی ابھی گا کے سُلانا ہے مجھے

آج کی رات مرے درد کا درماں ہوگا
آج کی رات تری زلف کی راحت نہ سہی
سِسکیاں بھر کے دلِ زار یہ شاداں ہوگا

قلب ویران کے ایوان سجیں گے نہ کبھی
آرزوئے نگہِ یار نہ پیدا ہوگی
اور بے سود سے جذبات نہ ابھریں گے کبھی

آج کی رات تو اک جشن مناناہوگا
خود کو بھولوں یہ بڑی بات نہیں میرے لئے
بے وفا آج تجھے بھی تو بھلانا ہوگا

شب کی شب رک جاؤ ذرا ہو جائے سحر تو جاؤ جی
رات کی رانی مہک رہی ہے، پاپی من بہلاؤ جی
برف ہوا ہے خون مری رگ رگ میں آگ لگاؤ جی
بیاکلتا کا روپ بھرے جیون اتنا ترپاؤ جی
روتے روتے بیتی سگری رین آؤ آجاؤ جی
آنیوالی گھڑی آپہنچی، اور نہ اب ترساؤ جی
آپ کا در ہے آپ کا گھر ہے، چاہو جب آجاؤ جی
سمے بڑا انمول ہے اسکو یا توں میں گنواؤ جی
دل سے نہیں تو ہونٹوں ہی سے پریت ادر پیا جتاؤ جی
کھڑے رہو گے باہر کب تک کمرے میں آجاؤ جی
یہ خاموشی جان کی دشمن، اٹھو، ساز اٹھاؤ جی
غالب، میر، فراق کی غزلیں جھوم جھوم کر گاؤ جی
فصلِ بہاراں آئی چمن میں ننہی ننہی پھول کھلے
ساری دھرتی جھوم اٹھی اب تم بھی کاوش گاؤ جی

تبصرہ نگار
عبداللہ
۱۸۰۔اے۔پائپ روڈ۔کرلا بمبئی

برکت ایک چھینک کی

شری وجاہت سندیلوی کی کتاب "برکت ایک چھینک کی" مزاحیہ افسانوں اور خاکوں کا ایک انتخاب ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد پہلا تاثر یہی قائم ہوتا ہے کہ روزمرہ کی زندگی میں انسان کو کیسے کیسے حالات سے واسطہ پڑتا ہے۔ مصنف نے افسانوں کو جس تسلسل، خوبصورتی اور منطقی توازن کے ساتھ مضمون کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا سارے واقعات ہمارے مشاہدے سے گزر رہے ہیں۔ ماحول کی عکاسی، نقشہ کشی، سماں بندی اور مختلف کرداروں کا ذہنی تجزیہ جس لطیف اور حسین پیرائے میں کیا گیا ہے اس سے تحریر میں ایسی کشش آجاتی ہے کہ طبیعت مضمون کو ادھورا چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ ان کا اسلوب بیان ایسا ہے کہ افسانوں پر اصلیت کا گمان ہوتا ہے اور بے ساختہ ہنسی آجاتی ہے جو کامیاب مزاح نگاری کی دلیل ہے جو فطرتاً مزاح نگار کا منتہائے نظر ہوا کرتا ہے۔ افسانے جو تعداد میں ۱۵ ہیں سب کے سب نہایت سلیس، دل چسپ، صاف ستھرے اور اچھوتے خیالات کے عکاس ادبی گہرائیوں، فکر خیز ظرافتوں اور مزاح انگیز تحریرات کے آئینہ دار ہیں جنہیں پڑھنے کے بعد قاری خود اپنی زندگی کے حالات و واقعات سے ان کا مقابلہ و محاسبہ کرنے پر مائل ہوتا ہے۔

کتاب جس نام سے موسوم ہے وہ اس مجموعے کا پہلا افسانہ ہے۔ اس کے مختلف کرداروں کو اپنے اپنے کردار نبھانے میں جس عمدگی کے ساتھ موقعت و مقام کی شان برقرار رکھتے ہوئے دکھایا گیا ہے وہ جناب سندیلوی کی پختہ کاری کا بیّن ثبوت ہیں۔ آخر میں حالات کے تقاضے کے تحت چھینک روکنے کی کوشش کے با وجود بے ساختہ چھینک آنا، پھر تیزی کے ساتھ بیم و رجا کی کیفیت۔ ملال و افسردگی کا ہجوم اور دفعتاً حالات کا شگفتہ روپ اختیار کرنا اور شادی کے بندھن میں باندھ دیا جانا وہ سماں پیدا کرتا ہے کہ قاری کا دل بھی "مبارکباد" کہہ اٹھتا ہے

اچھے چکنے کاغذ پر، باریک لیکن نہایت صاف کتابت و طباعت سے آراستہ، اس ۱۱۰ ورقہ اور پسندیدہ سرورق کے ساتھ مجلد کتاب کی قیمت، جو پندرہ ۱۵ روپے ہے، حالیہ دور کے لحاظ سے نہایت مناسب ہے۔ امید ہے کہ علمی دنیا میں اس کی پذیرائی بھی پسندیدہ انداز میں ہوگی۔

یہ کتاب مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵، نیز اس کی ان شاخوں سے جو اردو بازار دہلی ۱۱۰۰۰۶، پرنسس بلڈنگ۔ بمبئی ۴۰۰۰۰۳، یونیورسٹی مارکیٹ علی گڑھ ۲۰۲۰۰۱ میں واقع ہیں سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔

❖❖

یوتھ فورم

یوتھ فورم کا مستقل فیچر، کیریر کی رہنمائی، مشہور اشخاص اور نوجوانوں کی رہنمائی کرنے والے اداروں کی سرگرمیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس فیچر میں قوم کی سماجی، معاشی پر نوجوانوں کے رول پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ قومی پروگرام میں جیسے جہیز مخالف تحریک، صفائی مہم، چھوت چھات کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ پر لکھے گئے مضامین کو سراہا جاتا ہے۔

اپنے مضامین اس پتہ پر مرحمت فرمائیں:
ایڈیٹر، قومی راج، نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ ۱۵ واں منزلہ، مقابل منترالیہ بمبئی ۴۰۰۰۳۲

شری سوشیل کمار شندے، وزیر مالیات
ل ہی ہیں فلمستان اسٹوڈیو، بمبئی بمبئی میں
ری وٹھل داس پیچوگیا پروڈکشن کی فلم
اندھی سنگرام" کی مہورت کی رسم انجام
ے رہے ہیں۔

خبریں - تصویروں میں

صدر ہند شری گیانی ذیل سنگھ
۱۸ راگست کو تاج پیلیس نئی دہلی میں
سماجی / طبی راحت کاموں میں بہترین
کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر ڈاکٹر
بی۔ سی رائے نیشنل ایوارڈ برائے ۱۹۸۳ء
ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر برائے
صحت عامہ کو پیش کر رہے ہیں۔

نائب صدر ہند شری ایم۔ ہدایت اللہ
کی خدمت میں راج بھون، بمبئی میں ۲۰ راگست
کو وزیر اعلیٰ شری وسنت داد پاٹل ایک لاکھ
روپے کا چیک پیش کر رہے ہیں۔ یہ چیک
مجوزہ انڈین اسلامک کلچرل سینٹر کی عمارت کی
تعمیر کیلئے دیا گیا جو دہلی میں بنایا جائے گا۔

سرجمشید جی ، جی جی بھائی کی دو صد سالہ تقریب ، انڈین مرچنٹس چیمبر، چرچ گیٹ (آئی۔ ایم۔ سی) کی جانب سے ۲۰ ر اگست کو چرچ گیٹ بمبئی میں منائی گئی۔ زیر نظر تصویر میں نائب صدر شری ایم۔ ہدایت اللہ حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔ تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، آئی۔ ایم۔ سی کے صدر شری ہیران لال بھوگی لال، بمبئی کے میونسپل ایڈمنسٹریٹر شری ڈی۔ ایم سکھتنکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

مرکزی نائب وزیر برائے اطلاعات و نشریات شری غلام نبی آزاد نے حال ہی میں ریاست کے ٹی۔ وی اسٹوڈیو کی ۳۵ء۲ کروڑ روپے کی لاگت سے تعمیر کی جانے والی انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن اینڈ ٹکنالوجی کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی۔ وزیر تعلیم و صنعت شری سدھاکر راؤ نائیک نے اس تقریب کی صدارت کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شری غلام نبی آزاد، شری نائیک اور محکمۂ تعلیم اور اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سکریٹری شری ایس۔ جی ڈیتھنکر بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

شری ششی کانت دیتھنکر، سیکریٹری محکمۂ تعلیم اور اطلاعات و رابطۂ عامہ ۔۔۔ ۱۸ ر اگست کو بمبئی کے مضافاتی علاقے باندرہ میں سرکاری ملازمین کی کالونی کے مہاتما گاندھی ودیا مندر میں پروفیسر جے۔ ایل شیریکر کی یاد میں تعمیر کردہ نئے ہال کا افتتاح کر رہے ہیں۔

نوی راج
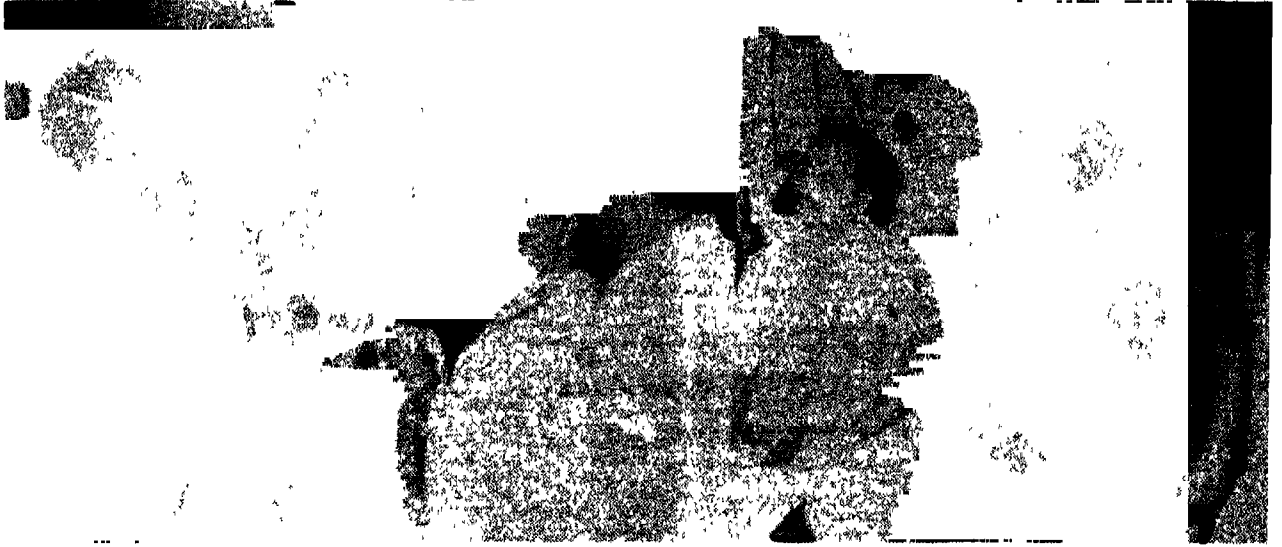
امسال "یوم اساتذہ" کے موقع پر ۵ ستمبر کو ناشک میں منعقدہ ایک تقریب میں ابتدائی و ثانوی مدارس نیز کالجوں میں
وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ۴۲ اساتذہ کو وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک اور وزیر مملکت برائے تعلیم شریمتی
ی بائی ملگونڈا کے ہاتھوں ایوارڈ دیئے گئے۔ زیر نظر تصویر میں شہادیو میونسپل کونسل اسکول کی پرنسپل شریمتی مالتی مادھو گالگورڈے،
نوہر کے ہمراہ ایوارڈ قبول کر رہی ہیں۔ آپ کے علاوہ تصویر میں شری اے۔ ٹی پوار وزیر مملکت برائے ادیباسی ترقی ــــ شری
ی کانت دیتھنکر، سکریٹری محکمہ تعلیم اور اطلاعات و رابطہ عامہ اور شری وی۔ وی چپلونکر ڈائرکٹر آف ایجوکیشن بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

❦

کرانتی ون راحت سد بھاؤنا بستی، رسول آباد، بھیونڈی کی جانب سے بھیونڈی کے حالیہ فساد کے دوران بے گھر ہونے والوں کی
کاری کے لئے دو سو مکانات تعمیر کئے گئے۔ زیر نظر تصویر میں شری شانتا رام گھولپ، وزیر برائے محصول حال ہی میں اس بستی کا
رتے ہوئے دیکھے جا سکتے ہیں۔
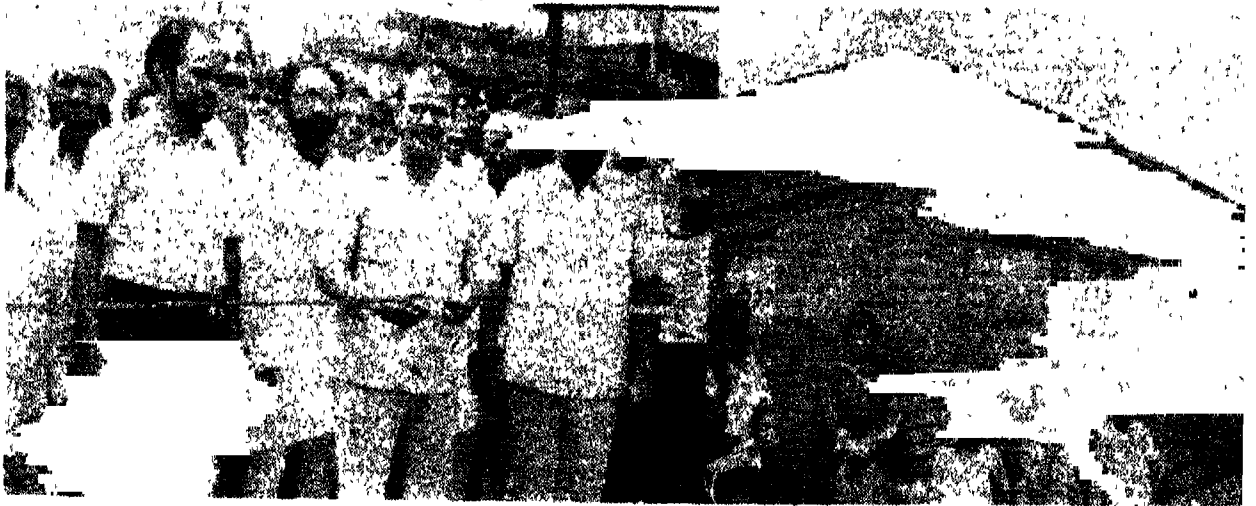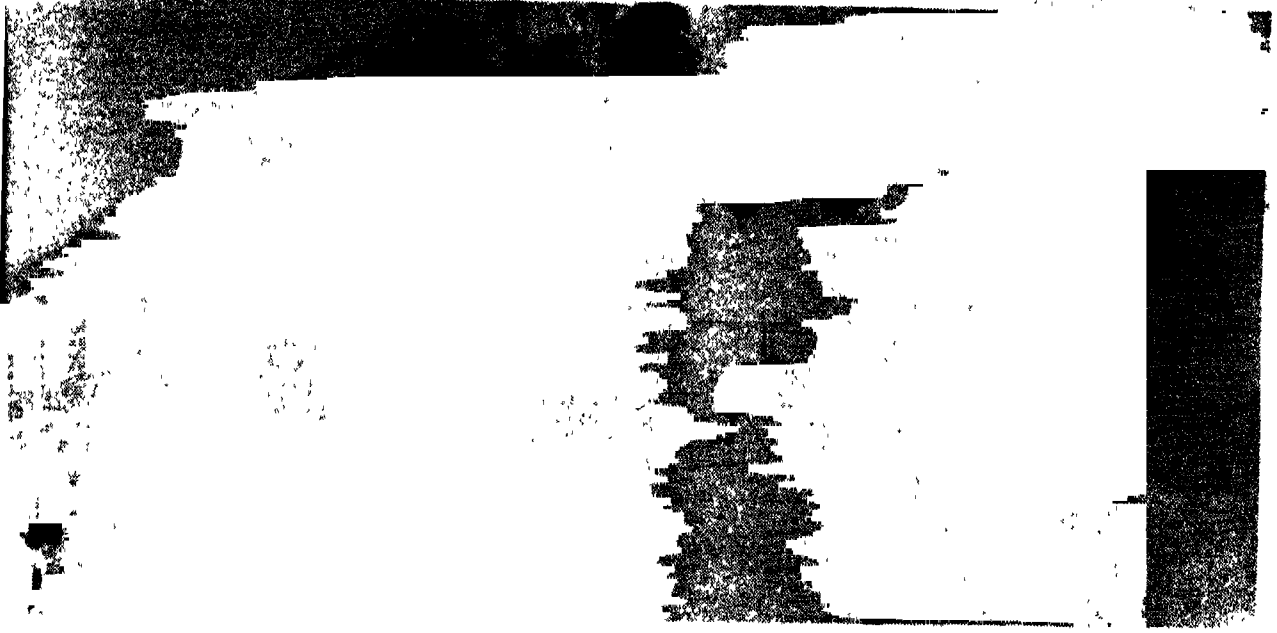
وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۱۲ اگست کو ... ڈاکٹر ... کی میڈیکل کالج اینڈ ریسرچ انسٹی ٹیوشن کا افتتاح کر رہے ہیں۔ غیر امدادی بنیاد پر جاری کردہ ... میڈیکل کالج ہے۔ تصویر میں وزیر ملکت برائے طبی تعلیم شری بھائی ساونت۔ ڈپٹی اسپیکر اسمبلی شری شنکر راؤ جگتاپ ... اور ٹرسٹ کے چیئرمین شری جیونت راؤ بھوسلے دیکھے جا سکتے ہیں۔

محکمۂ تعلیم اور اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سکریٹری شری ششی کانت دیتھنکر نے ۹ اگست کو پونے کے راجہ کیلکر میوزیم میں "گنجیفہ گیلری" کا افتتاح کیا۔
زیر نظر تصویر میں میوزیم کے بانی اور ڈائرکٹر ڈاکٹر دنکر راؤ کیلکر، شری دیتھنکر کو "گنجیفہ" کے پتے دکھا رہے ہیں۔

ریاستی خاندانی بہبود ایوارڈز تقسیم کے لئے ۱۲ر اگست کو بمبئی کے برلا ماتوشری سبھا گھر میں منعقدہ تقریب میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ شری پرتاپ راؤ بھوسلے، وزیر برائے دیہی ترقیات، ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ، وزیر صحت عامہ و خاندانی بہبود، شری اظہر حسین، وزیر مملکت برائے صحت عامہ اور ڈاکٹر (شریمتی) مالتی چندرا کپور سے بھی تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

راؤ نائیک سمارک سنستھا پک سمیتی جانب سے منعقدہ زرعی ... افتتاحی جلسے میں وزیر ... ذا یمبیڈ دار حاضرین سے خط ... یہ جلسہ ۱۸ر اگست کو منترا ... گیا تھا۔ تصویر میں ... وزیر مملکت برائے داخلہ شری ... ز دیشمکھ، سابق وزیر ڈاکٹر شری رام سنگھ بھالوت بھی ... سکتے ہیں۔

حکومت مہاراشٹر کی جانب سے ۲۱ر اگست کو بمبئی کے سومیا کالج میں "سنسکرت دن" منایا گیا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر میں شریمتی پاروتی بائی ملگونڈا، وزیر مملکت برائے تعلیم حاضرین سے خطاب کر رہی ہیں۔ تصویر میں تعلیم اور اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سکریٹری شری شستری کانت دیتھنکر، شری شرد کالے اور شری سومیا بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ کی نائب صدرِ ہند کو مبارک باد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے سابق وزیرِ دفاع شری آر۔ وینکٹ رامن کو بھارت کے ۸ ویں نائب صدر منتخب ہونے پر مبارکباد دی۔

شری وینکٹ رامن نے مخالف امیدوار شری بی۔ سی کامبلے کو براہِ راست الیکشن میں ۲۰۷ ووٹوں کے مقابلے میں ۵۰۸ ووٹوں سے شکست دی۔
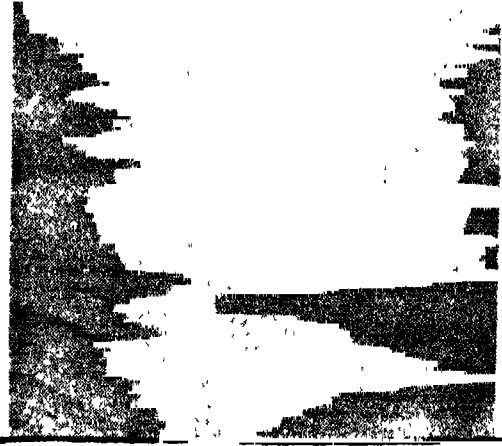
شری شانتارام سگنے اطلاعات ورابطۂ عامہ کے نئے ڈائریکٹر جنرل

شری شانتارام سگنے، آئی۔ اے۔ ایس نے ۲۷ راگست کو ریاستی حکومت کے ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے اطلاعات ورابطۂ عامہ کے ڈائریکٹر جنرل کے عہدے کا چارج لیا۔ آپ اس سے قبل ریاستی حکومت کے محکمۂ دیہی ترقیات کے ڈپٹی سکریٹری تھے۔ شری سگنے سے قبل شری موہن آر پاٹل اس عہدے پر فائز تھے۔

۵۴ سالہ، شری سگنے نے پونے یونیورسٹی سے معاشیات میں ایم۔ اے کی سند حاصل کی ہے۔ آپ حال ہی میں برطانیہ سے واپس آئے ہیں جہاں آپ تربیت حاصل کرنے کی غرض سے گئے تھے۔

منترالیہ میں محکمۂ دیہی ترقیات کے ڈپٹی سیکریٹری کا عہدہ سنبھالنے سے قبل شری سگنے، مہاراشٹر میں اہم عہدوں پر فرائض انجام دے چکے ہیں نیز آپ پونے ضلع پریشد کے چیف ایگزیکیوٹیو افسر بھی رہ چکے ہیں۔

ریاستی خبریں

منترالیہ میں رسم پرچم کشائی کی ادائیگی

ملک کی ترقی کیلئے متحد ہوکر کوشش کیجئے

وزیر اعلیٰ کی اپیل

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۵ راگست، یوم آزادی کے موقع پر منترالیہ بمبئی میں منعقدہ ایک تقریب میں قومی پرچم، لہرایا۔ اس موقع پر لی گئی تصویر۔
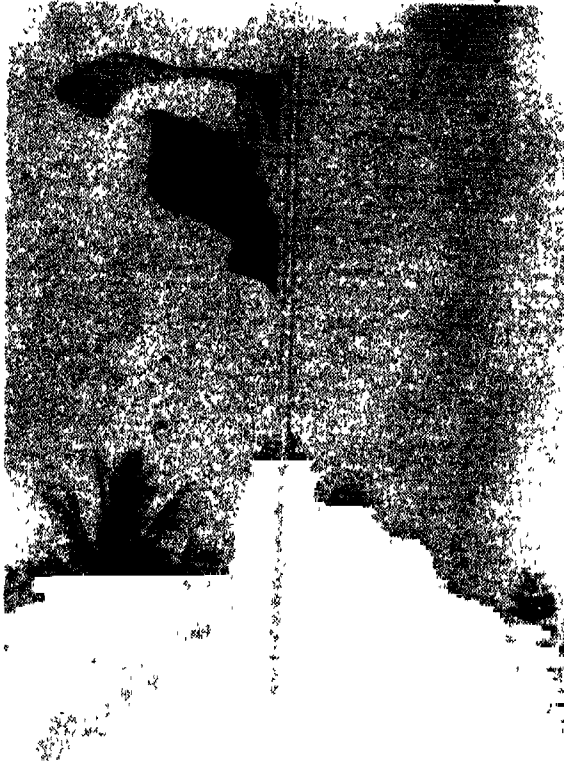
امسال ۱۵ راگست کو ۳۷ ویں یوم آزادی کے موقع پر ریاست
ملف مقامات پر رسم پرچم کشائی ادا کی گئی۔ منترالیہ بمبئی میں
۵ ایسی ہی ایک تقریب میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے
منڈا لہرایا۔ اس موقع پر آپ نے ریاست کے عوام سے اپیل کی
ملک کو تباہ کاری سے بچانے کے لئے آپسی اختلافات کر
پشت ڈال کر، متحد ہوکر کوشش کریں۔ آپ نے ان شہیدوں کی
خراج عقیدت پیش کیا جنھوں نے حصول آزادی کے لئے
اپنی قربان کردی تھیں۔

گذشتہ ۳۷ برسوں میں ہوئی قومی ترقی کا تذکرہ کرتے ہوئے
ٹل نے کہا کہ ہماری یہ کامیابی پنڈت جواہر لال نہرو اور شریمتی
اندھی کی رہنمائی کا نتیجہ ہے۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ سماج و ملک دشمن عناصر عوام کو اشتعال
ہے ہیں اور سماج میں کشیدگی پیدا کر رہے ہیں۔ آپ نے بھیونڈی
خات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ عوام کے مفاد کو ضرر
نے والے عناصر کی غریب مخالف سرگرمیوں کا سدِباب
ا چاہیئے۔

چیف سکریٹری شری آر۔ڈی پردھان نے مہمانوں کا خیر مقدم
ں تقریب میں ریاستی کابینہ کے اراکین، سیاسی و سماجی
نگار اور اعلیٰ سرکاری عہدہ داران بھی شریک تھے۔

ئی کورٹ میں پرچم کشائی

بمبئی ہائی کورٹ میں منعقدہ تقریب میں چیف جسٹس
م ریڈی نے رسم پرچم کشائی ادا کی۔ اس تقریب میں
لیٰ شری وسنت راؤ پاٹل، چیف سکریٹری شری آر۔ڈی پردھان
ں شالینی تائی پاٹل ایم۔پی۔ ہائی کورٹ کے جج حضرات،
رکاری افسران اور دیگر معززین شریک تھے۔

پونے میں

پونے سے کونسل ہال میں مہاراشٹر کے گورنر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے قومی پرچم لہرایا۔ اس تقریب میں فضائیہ، بحری اور بری افواج کے دستے سرکاری افسران اور عوامی نمائندگان شریک تھے۔ اس موقع پر گورنر موصوف نے ۸۰۰ پولیس والوں کو میڈل تقسیم کئے۔

ناگپور میں وزیر تعلیم شری سدھاکر راؤ نائیک اورنگ آباد میں وزیر برائے آبپاشی شری شیواجی راؤ پاٹل نیلا نگیکر اور امراؤتی میں وزیر برائے زراعت شری نانا بھائی ایمبیٹے وار نے رسم پرچم کشائی ادا کی۔

ناشک میں

ناشک میں وزیر توانائی ڈاکٹر بلی رام ہیرے نے قومی جھنڈا لہرایا اور سلامی لی۔ اس تقریب میں وزیر مملکت برائے قبائلی و سماجی بہبود شری اے۔ ٹی پوار، ڈویژنل کمشنر شری جے۔ جی راج اودھیکش، ایم پی اور ایم ایل اے حضرات، سرکاری ملازمین، مجاہدین آزادی و عام شہریوں نے شرکت کی۔

اس موقع پر ۲۳ مجاہدین آزادی کو "سمان پتر" اور 19 روپوش مجاہدین آزادی کی بھی عزت افزائی کی گئی نیز ۱۲ سرکاری ملازمین کی قابل قدر خدمات کے اعتراف میں انہیں یادگاریں دی گئیں۔

ڈاکٹر ہیرے نے اپنی تقریر میں کہا کہ مجاہدین آزادی کی قربانیاں انمول قربانیاں ہیں۔ ہمارے لئے ان کی زندگیاں مشعل راہ ہیں جس کی روشنی میں ہمیں بہتر شہری بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔

شری پوار نے سرکاری ملازمین اور شہریوں سے اپیل کی کہ وہ سرکار کی ترقیاتی اور فلاحی اسکیموں سے غریب عوام کو مستفیض کریں۔

امسال یوم آزادی کے موقع پر جن افسران کو ہوم گارڈز اور شہری دفاع کے میڈل دیئے گئے ان کے نام یہ ہیں: شری آر۔ ڈی دڑکاوڈے ڈسٹرکٹ کمانڈنٹ ہوم گارڈس پربھنی۔ شری بی۔ ڈی پاٹل ڈسٹرکٹ کمانڈنٹ ہوم گارڈس جلگاؤں، شری وی۔ ایچ مدکیکر سینئر اسٹاف آفیسر (ایڈمنسٹریشن)، سول ڈیفنس ڈائرکٹوریٹ بمبئی اور شری آئی۔ بی شاہ ڈپٹی آفیسر کمانڈنٹ (کنٹرول اینڈ کمیونیکیشن) بمبئی عظمیٰ شہری دفاع دستہ۔

کرسچین حضرات کی جانب سے یوم آزادی تقریب کا اہتمام

بمبئی کے کرسچین فرقے نے ۳۷ویں یوم آزادی کے موقع پر شہر کے مضافاتی علاقے چمبور میں واقع سماج مندر ہال میں ایک تقریب منعقد کی جس میں شری شیواجی راؤ دیشمکھ وزیر مملکت برائے امور داخلہ و اطلاعات نے شرکت کی۔

آل انڈیا کرسچین ایسوسی ایشن کے سکریٹری شری دریا دھر اس تقریب میں بطور مہمان خصوصی شریک تھے۔

شری دیشمکھ نے اپنی تقریر میں کہا کہ کرسچین حضرات نے ملک کی جدوجہد آزادی میں ایک اہم رول ادا کیا ہے۔ آپ نے کہا کہ ہمیں آپسی اختلافات بھلا کر ملک کی سالمیت اور قومی یکجہتی کے لئے کوشش کرنا چاہئے۔

اس موقع پر کرسچین جماعت کی جانب سے وزیر موصوف کی خدمت میں ایک میمورنڈم پیش کیا گیا۔

کورونر کورٹ کی مجوزہ عمارت کا سنگ بنیاد

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۵ اگست کو بمبئی کے مضافاتی علاقہ گھاٹ کوپر میں راجہ واڑی اسپتال کے احاطے میں منعقدہ ایک تقریب میں کورونر کورٹ کی مجوزہ عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔

بمبئی عظمیٰ کی میونسپل کارپوریشن کے ایڈمنسٹریٹر شری ڈی ایم سکھنکر نے اس تقریب کی صدارت کی۔

چالیس لاکھ روپے کے صرفے سے تیار کی جانے والی اس مجوزہ عمارت میں دو علیحدہ مردہ خانے، دو پوسٹ مارٹم وارڈ، ایک تجربہ گاہ، ایک ویٹنگ روم، عدالت کا ایک کمرہ، ایک کمرہ جیوری کا نیز وکیل کے لئے ایک چیمبر ہوگا۔

اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے وزیر اعلیٰ نے فرمایا کہ اس عدالت کے قیام سے شہر کے مشرقی مضافات کے عوام کی ایک دیرینہ ضرورت کی تکمیل ہوگی۔

مہمان خصوصی شری لیلا دھر دیاس نے امید ظاہر کی کہ ۲۶ جنوری ۱۹۸۵ء تک مجوزہ عمارت تکمیل کے مراحل طے کر لے گی اور یہاں متعلقہ عدالتی کارروائی بھی شروع ہو جائے گی۔

بیئ عظمیٰ میونسپل کارپوریشن کے ایڈیشنل کمشنر شری
فنی پور کرنے مہمانوں کا خیر مقدم کیا ۔
ن موقع پر شریمتی شالیتی تائی پاٹل ایم ۔ پی ، اور شری
سوسائی ایڈیشنل میونسپل کمشنر اور دیگر معززین بھی
تھے ۔

ے تعلقہ کا افتتاح

زی وزیر کیمیات و [illegible]
ی کے موقع پر وردھا ضلع کے نئے تعلقہ [illegible] کا افتتاح
ں کا آٹھواں تعلقہ ہے ۔

وجہد آزادی میں شہید ہونے والے محبانِ وطن کو [illegible]
دت پیش [illegible] ہوئے شری ساٹھے نے کہا کسان کی یا [illegible]
رت یہی ہوگا کہ ہم سب متحد ہو کر ملک کی سالمیت [illegible]
کے فروغ کے لئے کام کریں ۔ آپ نے امید ظاہر کی [illegible]
کیل سے علاقائی عوام کی ہمہ جہت ترقی میں مدد [illegible]

ریحصول شری [illegible] نے اپنے [illegible]
علاقہ کی [illegible] سے علاقائی عوام [illegible]

ع کے انچارج وزیر شری سریندر بھویار نے مہمانوں کا
م کیا ۔
موقع پر شری ساٹھے نے مجاہدینِ آزادی کو ناریل اور
مرانا کی عزت افزائی کی ۔
ا کے کلکٹر شری بی ۔ پی پنڈیا نے نئے تعلقہ سے متعلق
بیان کیں ۔
ا اور تعلقہ کے صدر دفتر میں بالترتیب کلکٹر اور تحصیل دار
چم کشائی [illegible]
ری اور عوامی عمارتوں نیز تاریخی اہمیت کے حامل قلعوں
پرچم لہرائے گئے ۔

ملک کی معاشی ترقی کو برقرار رکھنے کیلئے آبادی پر کنٹرول ضروری ہے ۔

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ

ڈاکٹر (شریمتی) للیتا راؤ ، وزیر برائے صحت ، اور [illegible]
بہبود نے ملک کے منصوبہ بند معاشی ترقی کو برقرار رکھنے کے لئے
اضافۂ آبادی کی روک تھام پر موثر طور سے عمل آوری کی اہمیت پر
زور دیا ۔

موصوفہ ۲۲ راگست کو بمبئی میں ہوٹل سینٹرل پارک میں روٹری
کلب آف بمبئی کی طرف سے ۱۹۹۱ء تک آر [illegible] روک تھام اور
صحت کی دیکھ بھال کے موضوع پر منعقدہ میٹنگ سے خطاب
فرما رہی تھیں ۔

وزیرِ صحت نے فرمایا کہ آبادی غربت اور ترقی کے درمیان
باہمی تعلق ہوتا ہے ۔ آپ نے مزید فرمایا کہ آبادی کی شرح پر قابو پانے
کی کوششوں کے باوجود آبادی کی شرح ۲۱ فی ہزار کے حساب
سے بڑھ رہی ہے جسے ہم ۲۰۰۰ء میں گھٹا کر ۱۹ تک لانا
چاہتے ہیں ۔

وزیر موصوفہ نے فرمایا کہ عالمی صحت تنظیم کی طرف سے مرتب
کیا گیا پروگرام "سب کے لئے صحت" میں بھارت بھی شامل ہے اور
اس نشانے کو پورا کرنے کے لئے ریاست نے شرح آبادی کی موجودہ
۲۹ شرح کو گھٹا کر ۲۱ تک اور شرح اموات کو ۱۱ سے گھٹا کر
۹ تک اور ۱۹۹۱ء تک بچوں کی شرح اموات ۶۲ سے ۴۰ تک
فی ہزار لانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس طرح مختلف خاندانی منصوبہ
بندی طریقۂ کار کے ذریعے جوڑوں کے موجودہ ۴۸ فی صد کے
تناسب کو بڑھا کر فی الحال ۶۰ تک کر لیا گیا ہے ۔ آپ نے فرمایا
کہ یہ کام تمام متعلقہ اداروں اور خاص طور سے عوامی تعاون
حاصل ہونے پر کیا جا سکتا ہے ۔

وزیرِ صحت نے فرمایا کہ گذشتہ سال ریاستی حکومت نے
۲۲۸ پرائمری ہیلتھ مرکز قائم کئے ہیں اور ۸۳۸ نئے مراکز کی
منظوری دے دی ہے ۔

ریاست میں انسدادِ جذام پروگرام کا حوالہ دیتے ہوئے ڈاکٹر راؤ
نے فرمایا کہ تشخیص جذام کے میدان میں بہترین کام ہوا ہے اور
عوام خوشی کے ساتھ اپنے معائنہ کے لئے آ رہے ہیں ۔

ڈاکٹر شریمتی راؤ نے رضاکارانہ تنظیموں سے اپیل کی کہ وہ ریاست میں غریبوں اور ضرورت مندوں کے لئے مفت تشخیص امراض کیمپ، آنکھوں کے کیمپ اور دیگر صحت سے متعلق ابتدائی صحت مراکز قائم کرنے میں حکومت کے ساتھ تعاون کریں۔

ڈاکٹر کلدیپ گلیریا نے مہمان خصوصی کا خیر مقدم کیا اور صدر کلب شری فیروز کا پچ والا نے شکریہ ادا کیا۔

فسادزدگان کیلئے ۵۸ء۳ کروڑ روپے کی ریاستی امداد

حکومت مہاراشٹر نے بھیونڈی، تھانے، کلیان اور بمبئی عظمیٰ کے فسادزدگان کی بازآبادکاری کے کاموں پر اب تک ۵۱ء۲ کروڑ روپے خرچ کئے ہیں اور انہیں امداد مہیا کرنے کے کام تقریباً مکمل ہوچکا ہے۔

نقصان زدہ مکانات اور جھونپڑوں کی مرمت کے لئے اشیاء خریدنے کی خاطر ۴۰ء۲۶ کروڑ روپے نقد دیئے جاچکے ہیں۔ حکومت نے ۱۳ لاکھ روپے فساد میں ہلاک یا زخمی ہونے والوں کے لواحقین میں بالترتیب ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰۰/۱۰۰۰ روپے تقسیم کئے ہیں۔

فسادزدگان کے لئے مکانات کی تعمیر اہم اقدام ہے۔ ۹۰ لاکھ روپے صرف کرکے متاثرہ لوگوں کو ۶۰۰ مکانات بنواکر ان کی بازآبادکاری کا کام کیا گیا۔

حکومت نے فساد کے بعد دوسرے مقامات پر منتقل ہوجانے والے متاثرہ عوام جو کہ اب واپس ہو رہے ہیں انہیں مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے خاندان کی امداد اور زخمیوں کے لئے کلکٹر تھانے سے رجوع کریں اور بمبئی کے لئے بمبئی عظمیٰ کے پولس کمشنر سے رابطہ قائم کریں۔

جسمانی تعلیم سے متعلق کتابوں کے لئے قومی انعامات

قومی انعامات مقابلے اسکیم کے تحت لکشمی بائی نیشنل کالج آف فزیکل ایجوکیشن، گوالیار کو سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۱۵ویں قومی انعامات مقابلے کے لئے جسمانی تعلیم، علم صحت، تفریحی کھیل کود اور یوگنگ فزیکل کلچر وغیرہ مضامین میں شائع شدہ ادب کے لئے ناشروں اور مصنفوں کی جانب سے داخلے مطلوب ہیں۔

یہ اسکیم نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف فزیکل ایجوکیشن اینڈ اسپورٹس کی جانب سے منعقد کی جارہی ہے۔

مندرجہ ذیل درجوں پر کتابوں کے لئے انعامات دینے پر غور کیا جائے گا۔

درجہ I پہلا انعام ۵۰۰۰ روپے ایک انعام، درجہ II انعام ۲۵۰۰ روپے دو انعامات، درجہ III انعام ۱۵۰۰ روپے دو انعامات اور بہترین کتاب پر خصوصی ۱۰۰۰ روپے کا ایک انعام جسمانی تعلیم، اسپورٹس، علم صحت، تفریحی اور یوگنگ کلچر وغیرہ پر شائع شدہ اعلیٰ معیاری کاموں پر انعامات دیئے جائیں گے۔

یہ انعامات کتابوں کے مصنفین کو دیئے جائیں گے۔ علاقائی زبان میں ترجمہ کی گئی بہترین کتاب پر بھی اس مقابلہ کے درجہ تین کے تحت غور کیا جائے گا۔

داخلوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ۱۹۸۴ء ہے۔ داخلہ فارم اور مقابلے کی شرائط سے متعلق تفصیلات ڈین، لکشمی بائی نیشنل کالج آف فزیکل ایجوکیشن، شکتی نگر، گوالیار ۴۷۴۰۰۲ (ایم۔پی) کے نام ۲۳ × ۱۰ سی ایم کا لفافہ پر اپنا نام پتہ تحریر کرکے منگوا سکتے ہیں۔

قارئین کیلئے اعلان

"قومی راج" میں "قارئین کی رائے" کا سلسلہ جاری ہے۔

آپ قومی راج میں شائع شدہ کسی بھی مضمون یا کالم پر اپنے خیالات کا اظہار کرسکتے ہیں اور یہ بھی لکھ سکتے ہیں کہ آپ کس قسم کی تخلیقات کو پسند اور کس قسم کی تخلیقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

حکومت کی کسی اسکیم پر بھی آپ بحث کرسکتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تعمیری رائے کا اظہار بھی کرسکتے ہیں بس یہ خیال رکھئے کہ آپ کا خط ۳۰۰ سے زائد الفاظ پر مشتمل نہ ہو۔ اپنے خطوط آپ اس پتہ پر روانہ فرمائیں۔

مدیر، ہندی و اردو "قومی راج"
نیو ایڈمنسٹریٹیو بلڈنگ، دسویں منزل،
مقابل منترالیہ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲۔

526-1F

PRINTED AT THE GOVT PHOTOZINCO PRESS, PUNE 1984

हिंदू असू मुसलमान
शीख पारसी ईसाई
आम्ही प्रकाशयात्री
राष्ट्रीय एकतेचे
जातिभेद, धर्मभेद, विद्वेष,
हिंसाचार म्हणजे अधार, पगगती
दौर्बल्य अन् विनाश
सलोखा, सौहार्द, सामजस्य,
एकात्मता म्हणजे प्रकाश, प्रगती,
समृद्धी अन् सामर्थ्य
राष्ट्रीय एकात्मता राखा
देश बलवान बनवा
DG/DP 3994
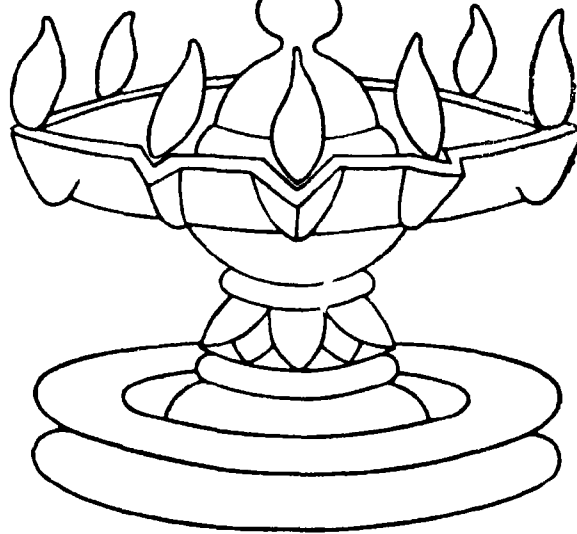
(AI MIRAJ : Regd. No. MH-BY South-544   *Licence No. 89 for 'without prepayment of postage*

قومی راج
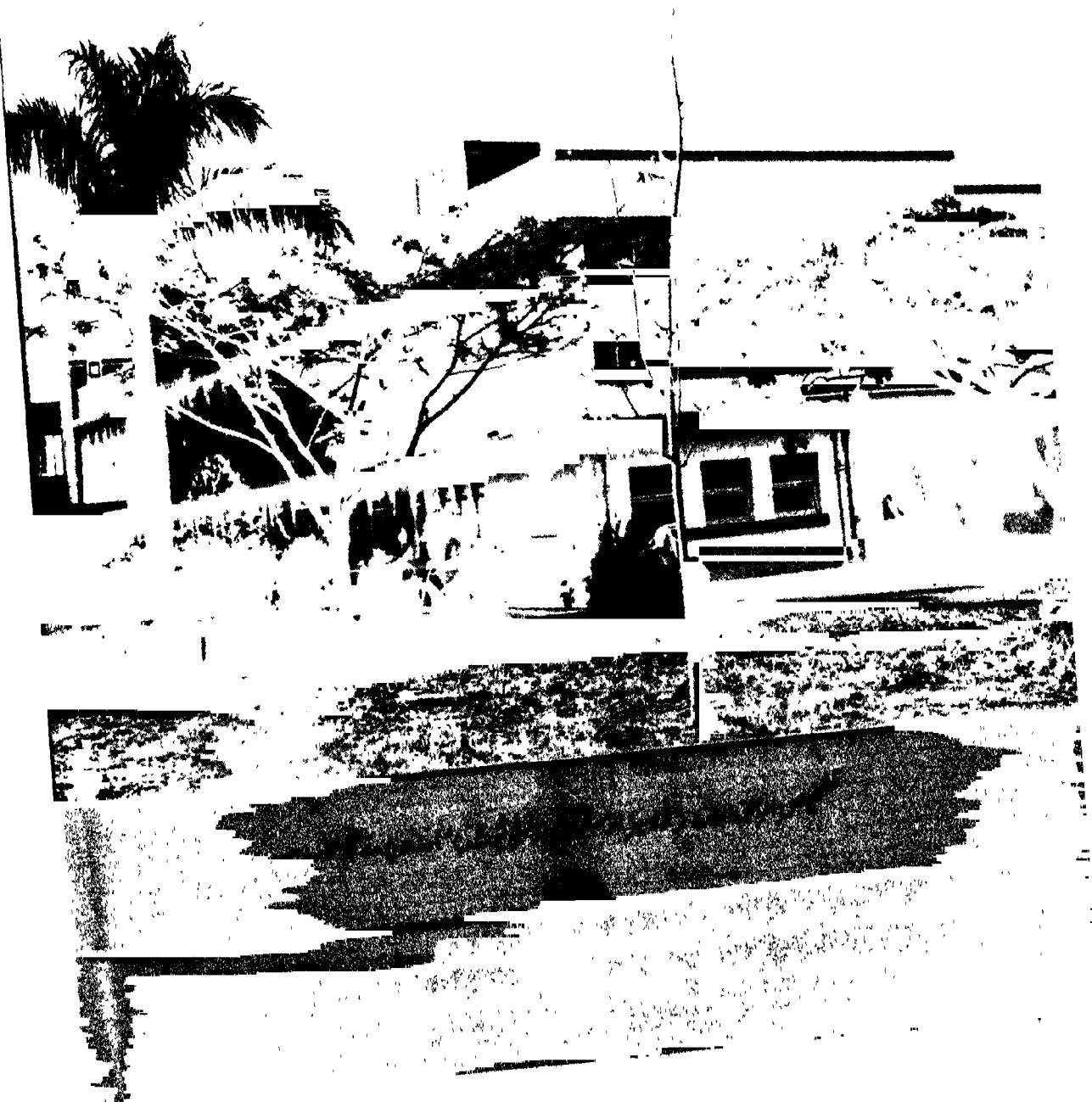
۲۵ ستمبر ۱۹۸۴ء

SEPTEMBER 25, 1984
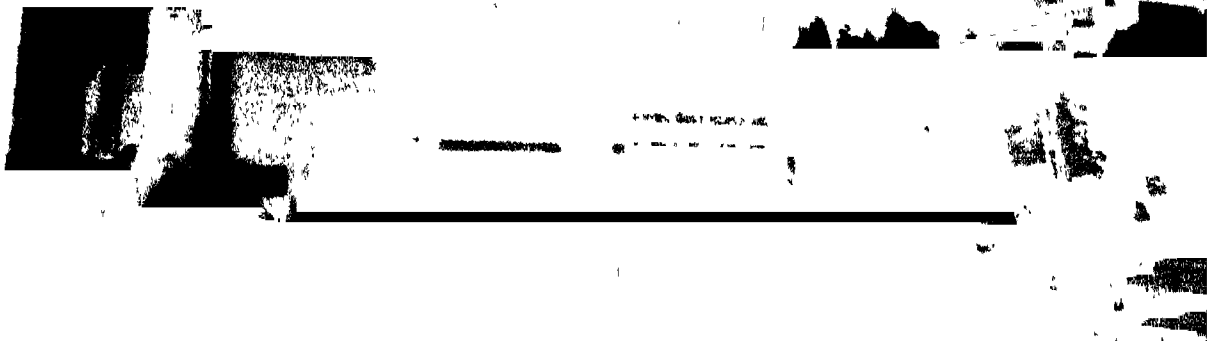
مرا ٹھواڑہ سیرامک کامپلیکس، نانڈیڑ میں کپ ساسر مشینوں کے ذریعے بنائے جا رہے ہیں۔ اس کامپلیکس کے ذریعے نہ صرف چھوٹے صنعتکاروں کے لئے کاروباری مواقع فراہم ہو گئے ہیں بلکہ علاقائی لوگوں کو ملازمتیں بھی ملی ہیں ۔

سنڈاسوں کی تعمیر میں استعمال ہونے والا سامان سیرامک کامپلیکس میں برائے فروخت پیک کیا جا رہا ہے تاکہ منڈی بھیجا جا سکے ۔

ہر ماہ کی ۱۰ / اور ۲۵ / تاریخ کو شائع ہوتا ہے

قومی راج

جلد ۔ ۱۱ ☆ ۲۵ / ستمبر ۱۹۸۴ء ☆ شمارہ ۔ ۱۸

سالانہ : دس روپے

فی پرچہ : ۵۰ پیسے

چیف ایڈیٹر : ایس ۔ کے ۔ سگنے

مینیجنگ ایڈیٹر : ریاض احمد خاں

ایڈیٹر : فیروزہ فیاض خان

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ :
ڈائرکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز
گورنمنٹ آف مہاراشٹر ، منترالیہ ، بمبئی ۴۰۰۰۳۲

ترتیب

صفحہ نمبر

٭٭٭٭٭

شاداب رضی
لکچرر، پی۔جی۔ڈیپارٹمنٹ آف اردو
بھاگلپور یونیورسٹی۔بھاگلپور ۸۱۲۰۰۷

کل ہی اردو کے معروف ادیب پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی صاحب نے چند کتابیں اور تین رسالے خاکسار کی نذر کئے۔ان میں آپ کا بلکہ "ہمارا" قومی راج بھی شامل ہے۔قومی راج دیکھنے کا اتفاق کل ہی پہلی بار ہوا۔یقین جانئے اُسے شروع کیا تو ختم کرکے ہی دوسری کتابیں اور رسالوں کو دیکھا کہ مناظر بھائی نے کون کون سی دوسری کتابیں مرحمت فرمائی ہیں۔
قومی راج کی معیاری تخلیقات، اعلیٰ کتابت وطباعت نے دل میں شوق پیدا کیا کہ میں بھی اس کے صفحات پر نظر آؤں۔
دعاگو ہوں کہ خدا کرے آپ لوگوں کی لگن، صلاحیت اور محنت قومی راج کو زیادہ سے زیادہ حسین اور پرکشش بنائی جائے (آمین)۔ امید ہے کہ مزاج گرامی بعافیت ہوگا۔

شاہد ساگری
ندیم اسٹورس۔فاروق کیمپ،
بھوپال ۴۶۲۰۱۸

"قومی راج" برابر موصول ہو رہا ہے۔کتابت وطباعت اور کاغذ کے اعتبار سے قومی راج کا حسن دوبالا ہوگیا ہے۔کاش اس میں معیاری کلام کے ساتھ ساتھ اگر اسے صرف مہاراشٹر کے فنکاروں تک محدود نہ کیا جائے تو کیا کہنا۔قریبی چند اشاعتوں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے دیگر صوبوں کے فنکاروں کے مقابلے میں مہاراشٹر اور خاص کر بمبئی کے مخصوص فنکاروں کو زیادہ اہمیت دی ہے۔قومی راج چونکہ سرکاری رسالہ ہے اس لئے اس میں ہر مکتبۂ فکر اور ہر صوبے کے فنکاروں کو نمائندگی دینا چاہئے۔اسی طرح قارئین کی رائے کے تحت بھی تعریفی اور توصیفی خطوط ہر شمارے میں شائع کئے جاتے ہیں آج تک ایک خط بھی تنقیدی شائع نہیں ہوا۔امید ہے میرے اس خط کو شائع کرکے صحافتی دیانت داری کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے میری شکایت کا ازالہ کریں گے۔

شیخ حسن قاسم
۵۲۸۔سینٹر اسٹریٹ،
پونے۔۱

۱۰ر جولائی ۱۹۸۴ء کا قومی راج نظر سے گزرا۔ "انسان کے کرّوفر بھی درختوں کے دم سے ہیں"۔ مدنی صاحب کی "قومی یک جہتی" نظمیں پسند آئیں۔آپ کی خدمات اور "قومی راج" دونوں سماجی مسائل، بڑی خوبی سے پیش کرنے کی نمائندگی کر رہے ہیں۔اس لئے مبارکباد۔

محمد شریف الدین
کیلسر تعلقہ کارنجہ،
ضلع آکولہ ۔۴۴۴۱۵

قومی راج پابندی سے موصول ہو رہا ہے۔"قومی راج" کی مقبولیت کا راز آپ کی محنت اور کاوشوں میں پنہاں ہے۔ اس کے لئے آپ واقعی مبارکباد کے مستحق ہیں۔

عامر برقی اعظمی
جے ایچ/۱۵ ۔ایچ، ایل آئی جی، جی ۸ ایریا۔
راجوری گارڈن۔ مایاپوری۔ہری نگر۔نئی دہلی ۱۱۰۰۶۴

ماہ جولائی کا قومی راج موصول ہوا۔خواجہ صاحب اس دنیا سے چل بسے۔اناللہ و انا علیہ راجعون۔ فیاض رفعت صاحب نے ایک ملاقاتی تاثر کو سپرد قلم کیا۔جہاں تک فنون لطیفہ کا تعلق ہے خواجہ صاحب کی ادبی شخصیت اس سے وابستہ ہے۔اس قبیل کی ایک اور ناقابل فراموش ہستی نظیر اکبر آبادی ہے۔

• رائے بھان جادھو
چیرمین مراٹھواڑہ ڈیولپمنٹ کارپوریشن

مراٹھواڑہ ترقیاتی کارپوریشن امکانات و جائزہ

ملک میں ریاستوں کی تشکیلِ نو کے بعد، مراٹھواڑہ کے علاقے کی ہمہ جہت ترقی کے لئے خصوصی اقدامات کئے جانے کے مطالبات مسلسل اور بڑی شدت کے ساتھ کئے جانے لگے جن کے نتیجے میں ۱۹۶۷ء میں مراٹھواڑہ ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ایم۔ڈی۔سی) تشکیل دیا گیا۔ صدیوں سے استحصال کا شکار ہوتے آرہے مراٹھواڑہ کے عوام بڑی بےچینی سے اس خوشگوار اقدام کے منتظر تھے۔ لہٰذا کارپوریشن سے ان کی کئی امیدیں وابستہ ہوگئیں۔

زیرِبحث کارپوریشن نے اپنی کارگذاری کے لئے "علاقائی ترقی" کے بنیادی اصول کو اختیار کیا ہے۔ کارپوریشن مراٹھواڑہ کے بے روزگاروں کے لئے روزگار کے مواقع فراہم کرنے نیز انہیں حصولِ ملازمت کے بہتر مواقع فراہم کرنے کے لئے ضروری تربیت دینے کا اہتمام کر رہا ہے۔ اس مقصد کے تحت کارپوریشن اس علاقے میں صنعتوں کے قیام کے لئے سازگار ماحول بنا رہا ہے نیز نئے اور تجربہ کار دونوں صنعت کاروں کو اس علاقے میں صنعتیں قائم کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔ ایسا کرنے سے زمین اور زراعت پر تکیہ کرنے والوں کی تعداد میں تخفیف ہوگی — دراصل محدود زمین کے سہارے گزارا کرنے والے افراد کی کثرت اور دوسرے متبادل ذرائع روزگار کی عدم فراہمی ہی اس علاقے کے عوام کی پسماندگی کی اہم وجہ ہے۔

اس صورتِ حال کو مدنظر رکھتے ہوئے کارپوریشن نے یہاں بعض صنعتی کاروبار جاری کئے ہیں جو علاقائی لوگوں کے لئے آمدنی کا ذریعہ ہیں اور اسی کے ساتھ اس علاقے کی صنعتی ترقی کے ضامن بھی ہیں۔ ایسے صنعتی کاروبار میں سے بعض یہ ہیں: ٹیکسکوم، کنوت روفنگ ٹائیلس لیکوم، ہگارنیٹس اور سیرامک کامپلیکس۔

ٹیکسکوم

مراٹھواڑہ کے بنکروں نے تلاشِ معاش میں ریاست کے دوسرے علاقوں میں سکونت اختیار کرلی تھی۔ ان بنکروں کی ان کے آبائی علاقے میں بازآبادکاری ایک اہم مسئلہ تھا۔ اس سلسلے میں حکومت ہند نے شری اشوک مہتا کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی تھی۔ بعدازاں کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں مراٹھواڑہ کے سات اضلاع میں پاورلوم امداد باہمی سوسائٹیاں تشکیل دی گئیں۔ علاقوں کے نام یہ ہیں: اورنگ آباد، جالنہ، بیمت، مالوت، ناندیڑ، بیڑ،

۲۶ اکتوبر ۱۹۷۸ء کو اس وقت کے ریاست کے وزیر اعلیٰ شری ایس بی چوان نے مراٹھواڑہ وکاس مہامنڈل کا سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ یہ تصویر اسی موقع کی ہے۔

پارلی، لاتور اور وادوانی۔

دی ٹیکسٹائیل کارپوریشن آف مراٹھواڑہ (ٹیکسکوم) زیرِ بحث کارپوریشن کا ایک ذیلی ادارہ ہے۔ اس ادارے نے تو تشکیل شدہ امداد باہمی سوسائٹیوں کو کام فراہم کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے علاوہ ازیں اس نے امداد باہمی سوسائٹیوں پر حصص سرمایہ کے طور پر ۸۰ لاکھ روپے خرچ کئے۔ ان سوسائٹیوں کے مستقل سرمایہ کی مالیت کم و بیش ۶۹ء۲ لاکھ روپے ہے۔ اس پروجیکٹ سے تقریباً اٹھارہ سو افراد کو روزگار فراہم ہوا ہے۔ ان سوسائٹیوں کا سالانہ کاروبار تقریباً ۲۵ء۲ کروڑ روپے ہے۔ اس اسکیم کے تحت دو امداد باہمی سوسائٹیوں کو ایک Weaving Centre دیا جاتا ہے نیز بنکروں کی رہائش کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ ان سوسائٹیوں کی جانب سے تیار کیا جانے والا بھورے رنگ کا کپڑا پروسیسنگ کے لئے ٹیکسکوم کو دیا جاتا ہے۔

اس کپڑے کی پروسیسنگ ہی کے لئے ۱۹۷۸ء میں ٹیکسکوم کی تشکیل کی گئی تھی۔ اس کی تشکیل کے لئے ایم ڈی سی نے ۴۰ لاکھ روپے کی رقم بطور حصص سرمایہ فراہم کی تھی۔ اس کے علاوہ انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بنک نے ۶۵ لاکھ روپے نیز آئی ایف سی اے نے ۵ لاکھ روپے کے حصص خرید ے اس طرح کل ۳۱۴ لاکھ روپے کی مالیت کا مستقل سرمایہ فراہم کیا گیا۔ ۱۹۸۲ء کے اواخر تک اس کا سالانہ کاروبار ۹۲ء۸ لاکھ روپے کے قریب تھا۔ اس پروجیکٹ کے تحت ۱۳۹۰ افراد کو ملازمت ملی۔ ابھی تک ٹیکسکوم صرف سوتی کپڑا ہی تیار کرتا تھا لیکن اب Synthetic کپڑے کی بڑھتی ہوئی مانگ کو دیکھتے ہوئے اسے بھی تیار کیا جا رہا ہے۔

کنوت روفینگ ٹائیلس لمیٹیڈ

مراٹھواڑہ کے قبائیلی افراد کو روزگار فراہم کرنے کے لئے ۱۹۷۷ء میں ناندیڑ ضلع کے مقام کنوت میں کنوت روفنگ ٹائیلس لیٹیڈ کی بنیاد ڈالی گئی۔

اس کمپنی کے قیام کے لئے مراٹھواڑہ ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے بطور حصص سرمایہ ۹ لاکھ روپے فراہم کئے تھے۔ اس پروجیکٹ سے ۱۲۰ افراد کو روزگار فراہم ہوا ہے اور یہاں سالانہ دو تا تین لاکھ ٹائیلس بنائے جاتے ہیں۔ پروجیکٹ ابھی اپنے ابتدائی مراحل

تحریر: راج

ایوت محل میں کل ہند کبڈی مقابلے کے موقع پر کنوت روفنگ ٹائلس کنوت ضلع ناندیڑ کی جانب سے ۳۰ جون ۱۹۸۱ء کو لگائی گئی۔ نمائش میں بھارت کے صدر شری گیانی ذیل سنگھ نمائش میں رکھی گئی اشیاء کا معائنہ کر رہے ہیں۔ یہ فیکٹری یومیہ پانچ سو ٹائیلیں بناتی ہے۔ یہاں ملازمت کے لئے قبائیلیوں کو ترجیح دی جاتی ہے۔

بن ہے۔ آگے چل کر یہاں سالانہ سات لاکھ ٹائیلس بنائے جانے کی توقع ہے۔ مستقبل قریب میں اس علاقے میں جاری کئے جانے والے آبپاشی پروجیکٹوں کے لئے ٹائیلس یہیں سے فراہم کئے جا سکتے ہیں۔

لیکوم

مراٹھواڑہ میں چمڑے کی صنعت کا جائزہ لئے جانے پر یہ محسوس کیا گیا کہ یہاں کے چمڑے کی ملکی اور بین الاقوامی بازار میں اچھی فروخت کے بہتر امکانات ہیں لہٰذا ۱۹۷۶ء میں بیڑ میں مراٹھواڑہ لیدر ڈیولپمنٹ کارپوریشن (لیکوم) قائم کیا گیا۔ ایم ڈی سی نے اس کی تشکیل کے لئے ۵۲ لاکھ روپے کی رقم بطور حصص سرمایہ فراہم کیا۔ اس کے مستقل سرمایہ کی مالیت ۶۵ لاکھ روپے ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت اسی تا سو افراد کو روزگار فراہم کیا گیا ہے۔ اس کارپوریشن کے قیام کے ابتدائی برسوں ہی میں چمڑے کے عالمی بازار کی حالت ابتر ہو گئی۔ اس کے باوجود یہ کارپوریشن خود کو سنبھالے ہوئے ہے اور برابر ترقی کر رہا ہے۔ ۱۹۸۳ء سے اس کی حالت تیزی سے سدھر رہی ہے۔ سال ۱۹۸۲ء کے دوران اس نے ۲۰ لاکھ روپے کا کاروبار کیا تھا۔ جبکہ ۱۹۸۳ء کے دوران اس میں ۲۰ فی صد اضافہ ہوا اور ۴۵ لاکھ روپے کا کاروبار ہوا۔ اس پروجیکٹ کی پیداواری صلاحیت سالانہ ۲۲ لاکھ مربع فٹ چمڑا ہے۔ فی الوقت یہ اپنی صلاحیت کا ستر فی صد مال تیار کر رہا ہے۔

ملبوسات کی کمپنی

پندرہ لاکھ روپے کے حصص سرمایہ سے ۱۹۷۷ء میں گوداوری گارمنٹس کارپوریشن قائم کیا گیا۔ مراٹھواڑہ کے علاقے میں تیار ملبوسات کے کاروبار میں کوئی نمایاں نام نہیں تھا لیکن تیار ملبوسات کی بازار میں کھپت کے امکانات بہت روشن تھے۔ لہٰذا ۱۹۷۶ء میں یہ کارپوریشن تشکیل دیا گیا۔ اس کارپوریشن کی یہ خصوصیت قابل ذکر ہے کہ اس کی وجہ سے تقریباً چھ سو گھریلو عورتوں کو گھر سے باہر نہ جاتے ہوئے کام کرنے اور گھر کی آمدنی میں حتی المقدور اضافہ کرنے کا موقع فراہم ہوا ہے۔ اس اسکیم کے تحت یہ عورتیں کمپنی سے ضروری سامان لے آتی ہیں اور گھر ہی میں اپنی فرصت کے اوقات میں کپڑے تیار کرتی ہیں۔ اس طرح یہ عورتیں سالانہ چالیس لاکھ روپے مالیت کے کپڑے تیار کرتی ہیں۔ فی الوقت کارپوریشن ضلع پریشد کے اسکولوں کے طلبہ کے یونیفارم تیار کرتا ہے۔ مستقبل قریب میں کمپنی اپنے دائرہ کار کو وسعت دے گی۔

سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس کمپنی نے ۱۲ بے روزگار نوجوانوں کو مرکزی حکومت کی ذاتی روزگار اسکیم کے تحت تیار ملبوسات کی دکان کھولنے میں مدد کی۔ مستقبل قریب میں کمپنی ایسی مزید دکانیں کھولے گی۔

سماج کے کمزور طبقات کی عورتوں کو گھر بیٹھے کام کرنے کی سہولت فراہم کرنے کے لئے گوداوری گارمنٹس لمیٹیڈ قائم کیا گیا تھا۔ بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی عورتوں کے اعزاز میں منعقدہ ایک تقریب میں ایک عورت کو انعام دیا جا رہا ہے۔

ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن

کاشت کاری کے روایتی طریقوں میں الجھے ہوئے کسانوں کو مویشی پالن سے زائد آمدنی حاصل کرنے کی جانب راغب کرانے کے لئے سنہ ۱۹۷۶ء میں ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن (ڈی۔ڈی۔سی) قائم کیا گیا۔ زیادہ مقدار میں دودھ حاصل کرنے کے لئے مخلوط نسل کی گائیں اور عمدہ چارے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ لہٰذا کارپوریشن نے ریاست کے سات اضلاع میں مخلوط نسل کے بچھڑے پیدا کرنے کے مراکز قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ اضلاع ہیں پربھنی۔ جالنہ، اورنگ آباد، بیڑ، عثمان آباد، لاتور، ناندیڑ۔ ان سات میں سے پربھنی کے مرکز میں کام شروع ہو چکا ہے۔ جبکہ باقی مراکز تکمیل کے مختلف مراحل سے گزر رہے ہیں۔

چینی مٹی کی مصنوعات

علاقائی سطح پر دستیاب ذرائع اور خام مال کا استعمال کرتے ہوئے یہاں ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لئے کارپوریشن نے ایم آئی ڈی سی سے ایک قطعۂ اراضی حاصل کیا اور سنہ ۱۹۸۳ء میں ۹۰ لاکھ روپے کی لاگت سے ایک سیرامک کامپلیکس (Ceramic Complex) قائم کیا۔ اس کامپلیکس سے نئے اور نوجوان صنعت کاروں کی خوب حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ اب یہاں کپ، طشتری اور چینی مٹی کے دیگر سامان تیار کئے جاتے ہیں۔ اس فیکٹری کی پیداواری صلاحیت ماہانہ سو ٹن ہے۔ جولائی سنہ ۱۹۸۴ء تک یہاں ماہانہ ۶۰ ٹن سامان تیار ہو جاتا ہے۔ سال رواں کے اواخر تک فیکٹری کی پوری صلاحیت کے مطابق سامان تیار کئے جانے کی توقع ہے۔

علاقائی نوجوانوں کو نئی ٹیکنالوجی سے پوری طرح واقف کرانے اور انہیں آگے بڑھنے کے مواقع فراہم کرنے کے لئے فیکٹری کی پچاس فی صد صلاحیت پیداوار ان نوجوانوں کے لئے مخصوص کی گئی ہے لہٰذا ایسے نوجوانوں کو کامپلیکس میں صنعتی شیڈ، خام مال اور دیگر سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ ان نوجوانوں کو پہلے ضروری تربیت بھی دی جاتی ہے۔

نئے سرمایہ کاروں کے لئے مناسب جگہ کی دستیابی ایک مسئلہ ہوتی ہے۔ یہ مسئلہ اس وقت اور شدت اختیار کر جاتا ہے جب ایم آئی ڈی سی یا امداد باہمی صنعتی سوسائیٹیوں کا عمل دخل اس علاقے میں نہ ہو۔ لہٰذا ایسے مقامات پر اس مسئلہ سے دوچار نئے صنعت کاروں کی سہولت کی خاطر ایم ڈی سی نے ابھی تک آٹھ چھوٹے صنعتی علاقے (Mini Idustrial estate) آباد کئے ہیں۔ ان صنعتی علاقوں کے مقام اور اضلاع اس طرح ہیں بیجاپور (اورنگ آباد)، امبڈ (جالنہ) پرانڈے (عثمان آباد) سائیلو (پربھنی)، اوسہ (لاتور) کنوٹ اور امیری (ناندیڑ) اور لمبہ جوگائی (بیڑ)۔

ان صنعتی علاقوں کے قیام سے نہ صرف سرمایہ کاروں کو سہولت فراہم ہوگی بلکہ ان علاقوں کی صنعتی ترقی کی رفتار میں بھی اضافہ ہوگا۔ مقامی بے روزگاروں کو ملازمتیں ملیں گی نیز مقامی ذرائع پیداوار

مراٹھواڑہ، ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے چیئرمین شری رائے بھان جادھو نے ۲۴ر جون ۱۹۸۴ء کو اورنگ آباد ضلع میں کنڈمی انڈسٹریل اسٹیٹ کی رسم بھومی پوجا ادا کی۔ علاقائی نوجوانوں کو ملازمتوں کی فراہمی نیز علاقائی خام مال کے صحیح مصرف کی غرض سے ایسی صنعتی بستیاں بسائی جا رہی ہیں۔

کا بھرپور استعمال ہوگا

سالِ رواں کے دوران اورنگ آباد ضلع کے مقامات کنّاڈ اور خلد آباد نیز ناشک ضلع کے مقام نائیگاؤں میں چھوٹے صنعتی علاقے قائم کئے جائیں گے۔

دیگر اقدامات

ایم ڈی سی کا قیام اپنے طور پر کاروبار شروع کرنے کے لئے ہی نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کی حیثیت علاقائی صنعتی ترقی کے لئے کئے جانے والے تمام اقدامات کے ایک شراکت دار اور معاون کی ہے۔ لہٰذا کارپوریشن دوسرے مالیاتی اداروں اور ریاستی سطح پر تشکیل دیئے گئے کارپوریشنوں کے تعاون اور اشتراک سے بھی کئی اقدامات کرتا ہے۔ کاروباری جوکھم اٹھانیوالوں کیلئے ترقیاتی پروگرام (ای ڈی پی) ایسا ہی ایک اقدام ہے جس کے تحت ان سرمایہ کاروں کو ضروری تربیت اور تعلیم دی جاتی ہے جو چھوٹی صنعتیں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تربیتی پروگرام ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹر، دی مہاراشٹر انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن، دی اسٹیٹ انڈسٹریل اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن آف مہاراشٹر لیمیٹڈ، دی مہاراشٹر اسٹیٹ فنانشیل کارپوریشن اور قومیائے گئے بینکوں کے تعاون سے مختلف مقامات پر منعقد کئے جاتے ہیں۔

ستمبر ۱۹۸۳ء میں ایم ڈی سی نے ایک ایسا ہی تربیتی کورس منعقد کیا جس میں ۶۵ سرمایہ کاروں نے شرکت کی۔ ان کے مجوزہ پروجیکٹ کی متعلقہ مالیاتی اداروں نے جانچ کی اور تربیت کی تکمیل کے ساتھ ہی انہیں قرض کی منظوری اور دیگر ضروری سہولتیں فراہم کی گئیں۔

ریاستی حکومت کی ایک اسکیم کے تحت نئے سرمایہ کاروں کو متعدد ترغیبی سہولتیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ ایم ڈی سی حکومت کے ایجنٹ کے طور پر چھوٹے صنعت کاروں کی مدد کرتی ہے۔ ۱۹۸۴ء تک ۹۷۸ ضرورتمند صنعت کاروں میں ۱۵۰ لاکھ روپے تقسیم کئے گئے تھے۔ سالِ رواں کے دوران ۱۵۰ لاکھ روپے تک ترغیبی سہولت دیئے جانے کا اندازہ ہے۔

تعلیم یافتہ بے روزگاروں سے متعلق ایک اسکیم ۱۹۷۲ء سے ریاست میں نافذالعمل ہے۔ اس اسکیم کے تحت ابھی تک ۶۰۰ سے زیادہ سرمایہ کاروں کو ۶۰۰ لاکھ روپے کاروبار شروع کرنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

مشاورتی کمیٹی

ایم ڈی سی نے علاقے کی منصوبہ بند ترقی کو اپنا مقصد قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مناسب طریقۂ کار اختیار کرنے سے متعلق کارپوریشن کو مشورے دینے کے لئے ایک مشاورتی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جس کے اراکین کے نام یہ ہیں: ــــ ڈاکٹر دی۔ ایم ڈانڈیکر، ڈاکٹر ایس۔ بی ساکھلکر، شری بھجنگ راؤ کلکرنی،

شری گووند بھائی شراف، شری وجیند رکیرا، شری شیام راؤ کدم، شری جی۔ آر۔ مہیسکر، دی ڈائریکٹر ٹاٹا اکنامک کنسلٹنسی سروسیز اور شری اروند سفت لال۔ علاوہ ازیں سرمایہ کاروں کو ان کے مسائل کے حل میں مدد کرنے کے لئے مختلف کارپوریشنوں اور بینکوں کے سربراہوں اور اعلیٰ سرکاری عہدہ داران پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی رابطہ کمیٹی بھی تشکیل دی گئی ہے۔

نیم ترقی یافتہ علاقہ میں قائم کردہ بڑی صنعتوں کی چھوٹی موٹی صنعتی ضروریات کی تکمیل ایک مسئلہ بن جاتی ہے۔ ان ضروریات کی تکمیل کے لئے بڑی صنعتیں ترقی یافتہ علاقہ کی متعلقہ صنعتی یونٹ کو مدعو کرتی ہے جس کی وجہ سے صنعتوں کی لامرکزیت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور مقامی افراد کی بہبود کا مقصد بھی پورا نہیں ہوتا۔ لہٰذا ایم ڈی سی بڑھتی ہوئی صنعتوں کی چھوٹی موٹی ضروریات کی تکمیل کا بھی اہتمام کر رہی ہے۔

مخلوط نسل کی گائیں پیدا کرنے کے لئے ۲۰۰ ہیکٹر اراضی پر قائم کئے گئے پربھنی کرشی گئو سنوردھن فیڈ کی گائیں۔ یہ گائیں سماج کے کمزور طبقات کے ہاتھوں فروخت کی جاتی ہیں۔

مستقبل کا منصوبہ

زیر بحث علاقے کے ترقیاتی امکانات کا جائزہ لینے کے لئے ایم ڈی سی نے دی ٹاٹا اکنامک کنسلٹنسی سے علاقے کا سماجی معاشی اور تکنیکی جائزہ لینے کے لئے کہا۔ اس ادارے سے مہاراشٹر کے تمام دیگر علاقوں کی ترقی کی سطح کا جائزہ لینے کیلئے بھی کہا گیا ہے تاکہ باقی ماندہ ریاست کے مقابلے میں اس علاقے کی پسماندگی کا اندازہ لگایا جا سکے۔ کنسلٹنسی نے ہر ضلع کا انفرادی جائزہ مکمل کر لیا ہے۔ اور اپنی رپورٹ جمع کر چکا ہے۔

یہ رپورٹ ان دنوں زیر غور ہے۔ یہ رپورٹ وہ بنیادی دستاویز ہے جس کے سہارے آئندہ پندرہ برسوں میں کا لائحہ عمل مرتب کیا جائے گا اس رپورٹ میں درج پروجیکٹوں کے نفاذ کے لئے اندازاً ۲۲۰۰ کروڑ روپے درکار ہوں گے۔ یہ واضح ہے کہ یہ خطیر رقم کسی ایک ادارے یا ایجنسی کے لئے فراہم کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ اس لئے مراٹھواڑہ ڈیولپمنٹ کارپوریشن ان طریقوں کی ترتیب بندی کر چکا ہے جن کے مطابق ان پروجیکٹوں پر پبلک سیکٹر، جوائنٹ سیکٹر، کوآپریٹیو سیکٹر اور عادلانہ بنیاد پر کارپوریشن کے ذریعے شمولیت پر عمل درآمد کرنا مقصود ہے۔

کرشی گئو سنوردھن سنستھا کی جانب سے مویشیوں کے لئے دریافت کئے گئے ایک نئے چارے کی فصل کا منظر۔

انتظامی امور پر مامور افسران کی تربیت کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

اس نے آئی ڈی بی آئی، آئی سی آئی سی آئی، آئی ایف سی آئی، اسٹیٹ بینک آف انڈیا، بینک آف مہاراشٹر اور اسٹیٹ بینک آف حیدرآباد کے نمائندوں کے ساتھ غیر رسمی بحث و تمحیص کے ذریعے مالیات کی دستیابی کے امکانات کی تحقیق کر لی ہے۔ ان اداروں نے اس پسماندہ علاقے کی مجوزہ ڈیولپمنٹ یا ترقی میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا اور اپنی جانب سے ہر ممکن تعاون کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ جہاں تک کو آپریٹیو سیکٹروں کے پروجیکٹوں کا تعلق ہے سٹیٹ کوآپریٹیو بنک کو مالیات مہیا کرنا ہوگی اور اسٹیٹ سیکٹروں کے پروجیکٹوں کے لئے ایم۔ ڈی۔ سی ضروری رقم کا انتظام کرے گا۔ ایم ڈی سی عادلانہ بنیاد پر شمولیت کے میدان میں اس حد تک پیچھے رہ گیا ہے کہ سوائے ایک یا دو کمپنیوں کے اس نے اب تک ایک بھی پرائیویٹ پروجیکٹ میں شرکت اختیار نہیں کی ہے۔ اس لئے عادلانہ بنیاد پر اس میدان میں کافی بڑھانے پر شمولیت کے ذریعے وہ نئے کارخانہ داروں کو قابل لحاظ اندازمیں بالخصوص ایسے ٹکنیکل ماہرین کو مالی مدد دینے کا خواہشمند ہے جو چھوٹے پیمانے کی صنعت میں اس علاقے میں اپنی یونٹیں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

کاریگروں کی تعداد میں اضافہ اور حصول

ایم ڈی سی کو بخوبی علم ہے کہ اگر صنعتی تعلیم کی سہولتیں دستیاب نہ ہوئیں تو مذکورۂ بالا کوششیں بارآور نہیں ہوں گی۔ اس لئے اس نے ایک منصوبہ بند پروگرام صنعتی تعلیم کی تمام ضروری سہولتوں کے مہیا کرنے کے بارے میں تیار کیا ہے تاکہ چھوٹے یا بڑے کارخانہ داروں کو اپنا کام بغیر رکاوٹ کے انجام دینے میں کوئی پریشانی نہ ہو۔ اس قسم کی کارروائی سے امید ہے کہ کام کے سلسلے میں ترقی کی رفتار میں تیزی آئے گی۔ باوجودیکہ مہاراشٹر اول درجے کی صنعتی ریاست ہے پھر بھی کارپردازوں کی تعداد میں اضافہ کے مسئلہ پر ضروری توجہ نہیں دی گئی ہے۔ اس لئے پسماندہ علاقوں میں کام کرنے والے ماہرین یا نیم ماہرین کی قلت ہمیشہ ہی محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اس کا نتیجہ قدرتی طور پر یہ ہوتا ہے کہ پسماندہ علاقوں میں صنعتوں کے قیام میں شکست سے دوچار ہونا پڑتا ہے کیونکہ اچھے کاریگروں کو باہر سے درآمد کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور علاقے کے لوگ محروم رہ جاتے ہیں اور ملازمت کے بغیر رہ جاتے ہیں اور انہیں صرف مزدوری کرنے پر قناعت کرنی پڑتی ہے اور ان کے لئے سلسلۂ ترقی میں ایک کارپرداز بننے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اسی بنا پر ایم ڈی سی نے کاریگروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کا پروگرام تیار کیا ہے جس میں کا فلیریا اپروچ سے لے کر اندرون خانہ تربیت کارخانے کی ترقی کے ادارے کی سوجھ بوجھ، ٹول ہاؤس ـــــ اور ڈیزائننگ سینٹر (سی ای پی ٹی) یونٹ وغیرہ میں کام کی معلومات شامل ہو۔ کارخانوں کے بارے میں اپنی مدد آپ کرنا ایک ایسا انوکھا تصور ہے جس پر ایم ڈی سی عمل کرنے کا خواہش مند ہے۔ عموماً ٹکنیکل ٹریننگ دینے میں مشغول ادارے مثل آئی ٹی آئی یا انجنیئرنگ کالج وغیرہ ایک محدود مقصد کے تحت تعلیم دیتے ہیں۔

نئے سرمایہ کاروں/صنعت کاروں کو روزمرہ کی کاروباری زندگی میں پیش آنے والے مسائل پر بحث ومباحثہ نیز ان کی مصنوعات کی نمائش کے لئے گذشتہ سال میسرز بجاج اوٹو، میسرز میلٹروں، میسرز ایم ایس آر ٹی سی۔ میسرز ایم ایس ای بی وغیرہ کی جانب سے ایک سیمینار اور نمائش "سیمیکس ۸۳ء" کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس اقدام کے مثبت نتائج سامنے آئے تھے۔

چنانچہ وہ تعلیم ان ٹریننگ یافتہ کارپردازوں کے بمشکل کارآمد ہوا کرتی ہے جو ایسے میدانوں میں کام کرتے ہیں جہاں بالکل نئی مشینیں لگی ہوتی ہیں اور جن پر کام کرنے والے کے لئے ایک خاص قسم کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ایم ڈی سی ایک ایسا ادارہ شروع کرنے پر مائل ہے جو "اپنی مدد آپ کرنا" کی بنیاد پر بنایا گیا ہو۔ مقصد یہ ہے کہ کسی بھی انڈسٹریل ہاؤس سے پہلے ہی یہ معلوم کر لیا جائے کہ اسے کتنے نیم ماہر یا ماہر کاریگروں کی صحیح ضرورت ہوگی، وہ مشینیں جن پر انہیں کام کرنا ہوگا کس نوعیت کی ہوں گی وغیرہ اور پھر ایسے امیدوار چنے جائیں جنہیں ویسے ہی اوزار اور مشینوں سے کام لینے کا بنیادی طور پر کچھ ابتدائی علم ہو۔ پھر انہیں کسی مخصوص فیکٹری کی یا انڈسٹری کی مشینوں پر کام کرنے کی تربیت ایک مقررہ مدت میں دی جائے تاکہ اس معینہ وقت میں ایم ڈی سی امیدوار مذکورہ کو مطلوبہ صنعت کے لئے فراہم کرنے کے قابل ہو سکے۔

اندرون خانہ تربیت

جس طرح تربیت یافتہ ماہر یا نیم ماہر کاریگروں کی کسی فیکٹری میں ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح دوسرے کام کرنے والے عملے کی مثلاً کلرکوں، اسسٹنٹوں، سوپروائزروں وغیرہ کی ضرورت بھی پیش آتی ہے۔ اس عملے کے لئے بھی کام کی ابتدائی واقفیت ضروری ہے۔ صنعتیں نہایت تیزی سے بڑھ رہی ہیں۔ ان کی ضرورتیں بھی ہر میدان میں واقف کار ملازمین کے لحاظ سے یہ انتہا ضروری نوعیت کی حامل ہیں۔ اس لئے یہ بے حد ضروری ہے کہ ان لوگوں کے علاوہ جو خام مال سے لے کر تیار مال کے بازار میں آنے تک کے چکر کا جز ہیں اور وہ لوگ جو انتظامیہ کے باہر امور سے تعلق رکھتے ہیں، ایسے دیگر ملازمین کو بھی مختلف کاموں کی تربیت، ٹھیک خام مال کی حصولیابی سے لے کر تیار مال منڈی میں پہنچانے تک کے تمام مرحلوں کے متعلق معلومات دی جائے۔ اس لئے ایم ڈی سی نے انتظامیہ کے مختلف میدانوں میں کام کرنے والے ملازمین اور افسروں کو جدید ترین معلومات کی آگاہی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ فی الحال یہ تجربہ ایم ڈی سی کے ملازمین اور افسروں کی حد تک محدود ہوگا جسے بعد میں توسیع دی جائے گی تاکہ اورنگ آباد اور دوسرے مقامات کی متعدد صنعتی یونٹیں ایسی تربیت سے فائدہ حاصل کر سکیں۔

کارخانوں کے انتظام کاروں کی ترقی کے ادارے

فی الحال کارخانوں کے منتظمین کی ترقی کے لئے ٹریننگ کا پروگرام ڈسٹرکٹ انڈسٹریز سینٹروں کے ذریعے بہت مختصر پیمانے پر جاری ہے اور یہ پروگرام ایم ڈی سی قومیائے گئے بینکوں اور ریاستی سطح کے ایسے دوسرے اداروں کے مخلص اشتراک کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے جنہیں صنعتی ترقی سے دل چسپی ہے۔ پھر بھی ایک ایسے مستقل انسٹی ٹیوٹ یا ادارے

جالنہ ضلع کے جنب سمر تھ پروجیکٹ تحت اگائے گئے "سو ببول" کے درخت۔ ببول ایک قسم کا پودا ہے جو مویشیوں کے چارہ فراہم کرتا ہے۔

ونا وقت کی اہم ضرورت ہے جو صنعتی ترقی کے تمام
وؤں کے متعلق اس نوع کی تربیت دے سکے۔
اس نوعیت کی تربیت دینے کا مقصد یہ ہے کہ اس
نا روایت کو توڑ دیا جائے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کارخانہ
ی کی لیاقت ورثے میں ملتی ہے جو صرف چند فرقوں یا خاندانوں
جارہ داری ہوا کرتی ہے یا ایسی چیز ہے جو کلیتاً بعض
ستوں میں ہی پائی جاتی ہے۔ اس لئے تجویز یہ ہے کہ کارخانہ دار
یتی اور غیر روایتی دونوں خاندانوں میں سے چنے جائیں۔
یں ان اداروں میں پوری ٹریننگ دی جائے اور ان کا حوصلہ
ھایا جائے تاکہ وہ خود اپنی یونٹیں شروع کر سکیں ۔ یہ
رہ یہی نہیں کہ کارخانہ داروں کو تربیت دے گا بلکہ صنعتی
زمیوں کی جدید ترین تاریخ تک کی لائبریری اور اعداد و شمار
معلومات بھی موجود رکھے گا۔ فی الحال اس قسم کا صرف ایک ہی
ارہ ہے جو گجرات کے شہر احمد آباد میں کام کر رہا ہے ۔ اور
ے وائی ٹی بی آئی، ٹی ایف سی آئی اور آئی سی آئی سی آئی
د دے رہے ہیں۔ ایسا ہی ایک ادارہ مذکورہ بالا مالی اداروں
مدد کے ذریعے ایم ڈی سی اورنگ آباد میں قائم کرنے کا
دہ رکھتا ہے جس کے لئے ۶ لاکھ روپے کا ابتدائی سرمایہ
کار ہوگا۔ اس معاملہ کو مرکزی حکومت سے روبرو پیش کیا
جا چکا ہے۔ یہ ادارہ جو پورے ملک میں اپنی نوعیت کا دوسرا
ہوگا ہر سال تقریباً ۲۰۰ امیدواروں کو تربیت دے گا۔

ٹول روم اور تربیتی مرکز

مراٹھواڑہ کو صنعتی طور پر پسماندہ علاقہ قرار دیا گیا ہے۔
نئے کارخانہ داروں کو جو یہاں نئے کارخانے قائم کرنا چاہیں،
ریاستی اور مرکزی حکومتوں کی طرف سے بہت سی سہولتوں، رعایتوں
اور حوصلہ افزائی کے اقدامات سے نوازا جاتا ہے۔ اس لئے باہر
کے متعدد نئے کارخانہ دار اس علاقے کے اورنگ آباد، جالنہ
اور دیگر مقامات کا رُخ کرتے ہیں۔ اس طریقۂ کار سے مقامی
طور پر نئے کارخانے قائم کرنے کے خواہشمندوں کی بھی حوصلہ
افزائی ہوئی ہے۔

یہ بات بالکل عیاں ہے کہ ہر صنعت کے لئے ٹولز (یا اوزار)
بنیادی ضرورت کی چیزیں ہوا کرتی ہیں لیکن معیاری ٹولز بنانے
والے اداروں یا صنعتوں کی تعداد جو حقیقتاً معیاری ضرورتوں
کے مطابق ٹولز مہیا کر سکیں، کافی نہیں ہے۔
اس کمی یا کوتاہی کو دیکھتے ہوئے ایم ڈی سی کا ارادہ ہے کہ
ایک ٹول روم مرکز اورنگ آباد میں قائم کرے جو نہ صرف اس
علاقہ کی ہی صنعتی ضرورتیں پوری کرے بلکہ ان صنعتوں کی بھی جو

شری ایس۔بی چوان، مرکزی وزیر منصوبہ بندی (جواب وزیر دفاع ہیں) بیڑ میں ایک مجوزہ تربیتی مرکز کی رسم بھومی پوجا کی ادائیگی کے موقع پر حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ اس مجوزہ مرکز میں موچیوں کی تربیت اور انہیں درکار عام سہولتیں دی جائیں گی۔

اس کے آس پاس واقع ہوں۔ اس کے علاوہ، ایک ٹول روم تربیتی مرکز اس ادارے سے ملحق ہوگا جو ٹریننگ پانے والے امیدواروں کو ٹول ڈیزائننگ مولڈنگ وغیرہ کے بشمول ٹول سازی کی تربیت دے گا۔ اس طرح بالکل نئے چھوٹے پیمانے کی صنعتیں قائم کرنے والوں کے لئے اس کے ذریعے بہت نمایاں خدمت انجام دی جا سکے گی جس کی بدولت اس علاقے میں صنعتی ترقی کو تیزی کے ساتھ بڑھاوا ملے گا۔ اس پروجیکٹ کیلئے ۵۱۹ لاکھ روپیوں کا سرمایہ درکار ہوگا جس میں سے ۳۷۸ لاکھ روپے بدیشی مدد کے طور پر مالی اور تکنیکی روپ میں فیڈرل ری پبلک آف جرمنی سے حاصل ہوگا اور باقی ماندہ ۱۴۱ لاکھ روپے کی بھرپائی مرکزی اور ریاستی حکومتیں باہمی تقسیم کے ذریعے کریں گی۔ یہ پروجیکٹ ریاستی حکومت کی طرف سے مرکزی حکومت کے روبرو پیش کیا جا چکا ہے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے اس کو منظوری عطا کئے جانے کے لئے کوششوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس اسکیم کے ذریعے ہر سال ۲۰۶ امیدواروں کی تربیت کی تکمیل مقصود ہے

ہمارا یہ دور خلائی دور ہے۔ اس کی ترقی میں الیکٹرونکس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے لیکن ہم الیکٹرونکی سائنس کی ترقیوں سے ابھی کوسوں دور ہیں لہٰذا ایم ڈی سی خلد آباد میں ایک صنعتی اسٹیٹ کے قیام کے ذریعے اس علاقے کے لوگوں کے خیالات کو پوری طرح الیکٹرونک انڈسٹری کی سمت کھینچنا اور جذب کرنا چاہتے۔ اس باب میں ابتدائی امور کی تکمیل ہو چکی ہے۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے ٹیکنیکل ماہرین نے اس تجویز کو منظوری بھی دی ہے۔ فی الحال معاملہ زیر غور ہے اور پیش رفت جاری ہے۔

سی ای ڈی ٹی یونٹ

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا الیکٹرونکس صنعت کی ترقی خاص کوششوں کی محتاج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایم ڈی سی کا ارادہ ہے کہ ہم اپنی کوششیں اس میدان میں مرکوز رکھیں۔ اس ارادے کے ایک جز کے طور پر ایک سینٹر برائے الیکٹرونک ڈیولپمنٹ ٹیکنالوجی (سی ای ڈی ٹی) کا قیام اورنگ آباد میں ہوگا۔ یہ صنعت جو پوری طرح ایک غیر نفع بخش تنظیم کی شکل میں ہوگی جسے صرف فائدہ پہنچانے کی غرض سے قائم کرنا مقصود ہے۔ سی ای ڈی ٹی (سینٹر فار الیکٹرانک ڈیولپمنٹ ٹیکنالوجی) اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کو ترجیح دے گا۔ ۳۲۴ لاکھ روپیوں کی لاگت سے قائم کیا جانے والا یہ ادارہ امید ہے کہ ہر سال

مشین کی مدد سے خام چمڑے
سے بال نکالے جا رہے ہیں ۔

تقریباً ۲۰۰ ٹریننگ حاصل کرنے والوں کو تربیت دے گا۔ کوششیں کی جا رہی ہیں کہ مرکزی حکومت کو اس کے لئے آمادہ کیا جائے۔ پروجیکٹ سے متعلق ایک رپورٹ جسے ایم آئی آئی او جی آر نے تیار کیا ہے، مرکزی حکومت کی منظوری کیلئے پیش کی جا چکی ہے ۔

الیکٹرونک ٹیسٹنگ لیبارٹری

الیکٹرونکی آلات سے بنانے میں نہایت اعلیٰ معیار کی درستی ضروری ہے اور وہ واضح طور پر بہت ہی جدید قسم کی مشینریوں کے متقاضی ہیں تاکہ ان کی صحت کی جانچ مطلوبہ بین الاقوامی معیارات سے مطابق کی جا سکے۔ الیکٹرونک آلات کی اس طرح کی جانچ کرنے والی لیبارٹری کی سہولت اس علاقے میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے ایم ڈی سی مرکزی حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ اورنگ آباد میں اس نوع کی ایک لیبارٹری قائم کرے جو نہ صرف مراٹھواڑہ کی ضرورتیں پوری کرے بلکہ ان ریاستوں کی بھی جو اس کے آس پاس واقع ہیں ۔

دیہی تربیتی مرکز

سبز انقلاب اپنے ساتھ کئی نئے مسائل لایا ہے ۔ ہمارے کسانوں کی چھوٹی ضروریات جیسے الیکٹرک موٹر کی مرمت / یا ٹریکٹر کی یا چھلکا دور کرنے والے تھریشر کی مرمت، اس مقام پر نہیں کی جاتی جس مقام پر انہیں کسان استعمال کرتے ہیں ۔ اس قسم کے کاموں کے لئے انہیں ضلع کے ایسے قریبی مقام تک بھاگ دوڑ کرنی پڑتی ہے جہاں بڑی حد تک اس بات کا امکان ہوتا ہے کہ مطلوبہ سہولت دستیاب ہوگی۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایم ڈی سی کی تجویز یہ ہے کہ ایک دیہی تربیتی مرکز شروع کیا جائے جو ایسے لڑکوں کو تربیت دے جن کی تعلیم اس کام کے لئے ضروری حد تک (مثلاً ۱۰ویں یا ۱۲ویں کامیاب تک) ہو۔ اس طرح ایسے معاملات میں کسانوں کی ضروریات پر کسی قریبی جگہ پر ہی توجہ دی جا سکے گی۔ اس سے نہ صرف روزگار کے نئے مواقع پیدا ہونگے بلکہ ایسا مرکز اس جیسی زراعت اساس رکھنے والی یونٹوں کے قیام کے امکانات میں اضافہ کا باعث ہوگا ——
ایم ڈی سی زرعی خدماتی مرکزوں کے قائم کرنے میں ایسے ٹرینڈ لڑکوں کی حوصلہ افزائی کرے گا ۔

نئے پروجیکٹ

ریاستی حکومت نے پربھنی ضلع کے مقام پورنا میں ایم ڈی سی کو ایک ڈسٹلری (الکحل سازی کا کارخانہ) شروع کرنے کا لائسنس دیا ہے۔ ابتدائی امور جیسے زمین کا حصول وغیرہ کی تکمیل کا کام جاری ہے ۔ ۵ء۲ کروڑ روپیوں سے اس پروجیکٹ میں روزانہ ۵۰،۰۰۰ لیٹر صنعتی الکحل تیار کرنے کی صلاحیت ہوگی اور ۱۵۰ سے زیادہ لوگوں کو اس کے ذریعے ملازمت ملے گی ۔

نئے پروجیکٹوں اور نئے تصورات کی تلاش متواتر جاری رہتی ہے لیکن ایسے تصورات پر غور تیز رفتار صنعتی ترقی کے نقطۂ نظر

ڈیری ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے آئس کریم پلانٹ [illegible] کارپوریشن کی یومیہ صلاحیت [illegible] لیٹر ہے۔

سے کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی اس پر بھی نظر رکھی جاتی ہے ـــــ کہ بین اضلاعی توازن متاثر نہ ہو۔

صنعتوں کو منتشر رکھنے اور الگ الگ مقامات پر قائم کرنے کی پالیسی کے پیش نظر ۱۰ء۵ کروڑ روپے سے بائیسکل سازی کے ایک منصوبہ پر عنقریب عمل درآمد کیا جائے گا جس میں سالانہ ۱۰ء۲ لاکھ بائیسکل تیار کرنے کی صلاحیت ہوگی۔ سائیکل سازی کا یہ کارخانہ ضلع عثمان آباد میں کھولنا مقصود ہے۔ اس پروجیکٹ کے تحت کارخانے میں فقط ۳۰ فی صد بائیسکل کے پرزے بنائے جائیں گے اور باقی ماندہ پرزے ان ضمنی صنعتوں کے ذریعے حاصل کی جائیں گی جو اس پروجیکٹ کے گرداگرد قائم ہوں گی۔ جنوبی ہندوستان میں اس نوعیت کا ایک بھی پروجیکٹ نہیں ہے اس لئے ایم ڈی سی کو امید ہے کہ اس ریاست میں اور اس سے متصل ریاستوں میں ان بائیسکلوں کے لئے اچھی سازگار منڈی ملے گی۔

اس علاقے کی کانی دولت کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرنے کے لئے ایم ڈی سی کا یہ منصوبہ بھی ہے کہ ایک منی سمنٹ پلانٹ بمقام کنوت، ضلع ناندیڑ میں قائم کیا جائے۔ کنوت ایک قبائلی علاقہ ہے۔ اس جگہ یہ پروجیکٹ ایک مشترکہ کمپنی کے بطور ہوگا۔ جو ادیباسیوں اور کمزور جاتیوں کے لئے ملازمت مہیا کرنے کا بہت اچھا ذریعہ ثابت ہوگا۔

ٹریننگ اور عام سہولتی مرکز

بیڑ میں کارپوریشن کی ایک لیدر (چمڑا) یونٹ ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ضلع بیڑ میں اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں چمڑے کی مختلف اشیاء بنانے کے بہت اچھے امکانات ہیں۔ فی الحال یہ چیزیں بالخصوص جوتے وغیرہ دیہی کاریگر روایتی طریقوں کے مطابق بناتے ہیں۔ انہیں نئی تکنیکی ترقیوں اور ڈیزائنوں کی اب تک ہوا بھی نہیں لگی ہے۔ اس لئے انہیں اپنی بنائی ہوئی چیزوں کو منڈی میں پیش کرنے میں بڑی دشواری ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ ضروری خیال کیا گیا کہ ان کاریگروں کو چمڑے کی چیزیں بنانے کی جدید ترین معلومات اور جدید اصول سے ان چیزوں کے بنانے کی ٹریننگ دی جائے۔ اس لئے بیڑ کے "لیکام" فیکٹری میں ایک "ٹریننگ اور عام سہولتی مرکز" قائم کرنا تجویز کیا گیا تاکہ یہاں کے گاؤوں کے نوجوان کاریگروں کو تربیت دی جائے۔ اس مرکز کو مرکزی حکومت کی طرف سے بدیشی مشینریوں کی شکل میں مدد عطا کی جائے گی جائے گی۔ اس پروجیکٹ پر ۱۷ لاکھ روپیوں کا سرمایہ لگے گا۔ یہ تربیتی مرکز ان کھال کی چیزیں بنانے والوں کو ایسا کوئی کام بھی دے گا جس سے وہ جدید ترین مشینوں کو استعمال کرنا سیکھ سکیں۔

مشینوں سے پرادھوری بنائی ہوئی اینٹیں

اس علاقے میں صنعتی ترقی کی بڑھتی ہوئی رفتار کے پیش نظر، سڈکو، ہاؤسنگ بورڈ اور کوآپریٹیو ہاؤسنگ سوسائیٹیوں کے ذریعے مکانات کی تعمیر میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔ اچھی بناوٹ کی اینٹوں

بھٹی سے
چینی مٹی کی مصنوعات
باہر
نکالی جارہی ہیں۔

کی زبردست مانگ ہے۔ اس لئے ایم ڈی سی کا یہ منصوبہ ہے کہ مشینوں کے ذریعے اینٹیں بنائی جائیں تاکہ ان علاقوں کی ضروریات پوری کی جا سکیں۔

صنعتی میدانوں میں تجربات

ایم ڈی سی پر اس علاقے کی بعض خامیاں بھی واضح ہوتی ہیں اور بعض ایسے مسائل بھی سامنے آتے ہیں جن سے نئی صنعتیں دوچار ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے ایم ڈی سی نے ضلع اورنگ آباد میں تجرباتی بنیاد پر دو معاملات کے سروے کرنے کا خیال کیا ہے۔ یہ بات معلوم کرکے قدرے پریشانی لاحق ہوئی کہ ضلع اورنگ آباد میں کارخانوں یا صنعتوں میں پیداواری صلاحیت کا معیار امید کے مطابق نہیں ہے۔ اس بنا پر اس معاملے کی ماہرین کے ذریعے چھان بین کروانا مناسب خیال کیا گیا۔ لہٰذا یہ کام "ٹیٹکان" کو سونپا گیا ہے۔ تاکہ وہ ان وجوہ کا پتہ لگائے جو اس طرح کی پیداواری کمی کا باعث ہیں اور ان کی اصلاح کے طور طریقے تجویز کرے۔ یہ طریق کار، دوسرے ضلعوں میں ایسے ہی مطالعاتی سروے کے سلسلے میں نتائج

رہنما خطوط کا کام دے گا۔
یہ ایک عام تجربہ ہے کہ بڑے جوش وخروش کے ساتھ

مرکزی وزیر مملکت برائے
سائنس وتکنالوجی شری شیواجی راؤپاٹل
نے ۲۵ راگست کو جالنہ میں ٹی۔وی
ریلے سینٹر کا افتتاح کیا۔ وزیر برائے
رفاہِ عامہ شری آر۔آر۔بوراڈے نے
اس موقع پر صدارت کے فرائض انجام
دیئے جبکہ شری بالاصاحب پوار ایم۔پی
مہمانِ خصوصی تھے۔

شروع کی گئی چھوٹے پیمانے کی صنعتیں شروع کئے جانے کے بعد مختلف مسئلوں اور وجوہ کے سبب "بیمار" ہو جاتی ہیں —— لہٰذا ایم ڈی سی نے ان اسباب کا پتہ لگانے کا فیصلہ کیا ہے جن کے سبب وہ صنعتیں بیمار ہوتی ہیں تاکہ ان کا علاج کیا جا سکے —— یہ کام اورنگ آباد کے انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ ٹریننگ اینڈ ریسرچ کو سونپا گیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کی رپورٹ موصول ہو چکی ہے —— اور اب زیرِ مطالعہ ہے۔

ٹیکنولاجیکل میوزیم اور نمائش

ایم ڈی سی اورنگ آباد میں اچھے بڑے پیمانے پر، ایک ٹکنولاجیکل میوزیم اور نمائش قائم کرنے کے اپنے خواب کو عملی شکل دینے کا خواہش مند ہے۔ امید ہے کہ میوزیم میں مختلف مشینوں کی ابتدائی حالت اور پھر درجہ بدرجہ ان کی ارتقائی کیفیت تا انتہا دکھائی جا سکے گی۔ اس میوزیم کے پس پشت یہ خیال ہے —— کہ نئے کارخانہ داروں کو آگاہی کے ساتھ ساتھ یہ رغبت بھی دلائی جائے کہ وہ صنعتی پیداوار کے الگ الگ میدانوں میں بہتر سے بہتر پیداوار پیش کرنے کے امکانات پر غور و خوض کرتے رہیں۔ علاوہ ازیں گمان غالب ہے کہ یہ میوزیم ہائی اسکول اور دیہی اسکول کے طلبار میں مختلف عمروں کے لحاظ سے، احساسات کو جگانے، تحقیق وتلاش پر ابھارنے اور بہترین طریقوں کے اختیار کرنے پر مائل کرنے میں معاون ثابت ہوگا اور ان کی پوشیدہ صلاحیتوں کو بیدار کر کے بہتر چیزوں کے بنانے اور پیش کرنے پر آمادہ کرے گا۔ ایم ڈی سی اپنے اس خواب کو سچ کر دکھانے کے لیے ہر ممکن کوشش کو بروئے کار لانے کا خواہش مند ہے۔ اس علاقے کے باشندے ایم ڈی سی سے بڑی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں کیونکہ اس کی کارکردگی اور آئندہ کے متعلق اس کی پلاننگ سے وہ آگاہ ہیں۔ خود ایم ڈی سی کی بھی پوری کوشش ہے کہ ان لوگوں کی مذکورہ امیدیں پوری ہوں۔ پروجیکٹوں اور تعمیری وتکنیکی مرحلوں کی روشنی میں وہ دن دور نہیں جب مراٹھواڑہ ڈیولپمنٹ کارپوریشن صحیح معنوں میں اسمِ بامسمیٰ ڈیولپمنٹ کارپوریشن ثابت ہوگا۔

۲۰۔ نکاتی پروگرام کی کارکردگی میں
ریاست مہاراشٹر کو نمایاں مقام

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے اعلان کردہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام میں سماج کے ان غریبوں اور پچھڑے طبقوں کی معاشی اور سماجی حالت سدھارنے پر زور دیا گیا ہے جنہیں اب تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ حکومت اور مہاراشٹر کے عوام اس پروگرام کی عمل آوری میں تندہی سے مصروف عمل ہیں۔ حکومت نے دو مرتبہ اس پروگرام کی عمل آوری میں پہلا مقام حاصل کیا ہے۔ یہاں ۲۰۔ نکاتی پروگرام کی عمل آوری میں حکومت کی کارکردگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

آبپاشی کیلئے ۳۰۱ کروڑ روپے

ریاست کا ۱/۲ حصہ خشک سالی کا شکار ہے۔ اسی وجہ سے ۲۰۔ نکاتی پروگرام میں آبپاشی کی توسیع پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اسٹیٹ اری گیشن کمیشن نے ریاست مہاراشٹر میں آبپاشی کے امکانات کو زیادہ سے ۷۰ء۶۱ لاکھ ہیکٹر یعنی فصل والے کل علاقوں کا ۳۵ء۶۶ فی صد تک بڑھایا ہے۔ جون ۱۹۸۴ء کے اختتام تک ۲۱ لاکھ ہیکٹر اراضی کو مختلف آبی ذرائع کے ذریعے زیر آبپاشی لایا جا سکتا تھا۔

چھٹے منصوبے کے تحت تقریباً ۱۲۴۱ کروڑ روپے بشمول ۶۳ء۵ لاکھ ہیکٹر زائد اراضی متوقع ہے۔ سال ۸۱-۱۹۸۰ء تا ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران آبپاشی کا نشانہ ۷۰ء۴ لاکھ ہیکٹرس اراضی مقرر کیا گیا تھا۔ ریاست نے اس نشانے کو پورا کر لیا ہے۔ اس مدت کے دوران ۲۸ درمیانی ۲۳۲ چھوٹے اور ۱۴ لفٹ آبپاشی پروجیکٹ کو مکمل کیا گیا۔ ۲۱ بڑے، ۱۰۳ درمیانی اور ۱۰۴ چھوٹے آبپاشی پروجیکٹوں تکمیل کے مرحلے میں ہیں اور ان پروجیکٹوں کے لئے سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے سالانہ منصوبے کے لئے ۳۰۱ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

تلہن پروگرام کی شروعات

ریاست میں تیل کے بیجوں کی مانگ کے پیش نظر ریاستی حکومت ان کی پیداوار کے لئے ایک خصوصی پروگرام وضع کیا ہے۔ اس پروگرام کا خاص مقصد مونگ پھلی، سورج مکھی کے پھول اور کسم پھولوں کی پیداوار میں اضافہ کرنا ہے۔

سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران تیل بیج پیدا کرنے والے علاقوں میں ۲۲ لاکھ ہیکٹر کا اضافہ کر دیا گیا اور وہاں پیداوار ۵۰ء۱۲ لاکھ ٹن تک بڑھا دیا گیا۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں گرما میں مونگ پھلی کی پیداوار ۳۶ء۳ لاکھ تک بڑھا دی گئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران دال پیدا کرنے والے علاقوں میں ۲۱ لاکھ ہیکٹر اور اس کی پیداوار میں ۱۵ لاکھ ٹن کا اضافہ کیا گیا۔ عالمی بینک کی مدد سے خوردنی تیل کی پیداوار میں اضافہ کے لئے ایک علیحدہ کارپوریشن قائم کی گئی ہے۔

ریاست بھر میں مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام پر عمل آوری کی جاری ہے۔ اس اسکیم کا مقصد غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذارنے والے دیہی خاندانوں کی پیداواری آمدنی بڑھانا ہے۔

۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق مہاراشٹر میں ۳۲۷ء۳۴ر۷۵ خاندان آباد ہیں جن میں سے ۳۲۹ر۳۴ر۴ ر ۳ غربت کی سطح سے نیچے زندگی گذار رہے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت چھٹے منصوبے کے پہلے تین سالوں کے دوران ۴ء۸۲ لاکھ خاندانوں کا احاطہ کیا گیا۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس پروگرام کے تحت ۲۲۷ء۱۹ افراد کو سہولت فراہم کرکے ۲۸ء۱۹ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی گئی۔ چھٹے منصوبے کی مدت کے اخیر تک ریاست کو امید ہے کہ ۸ء۳۶ لاکھ خاندانوں کے نشانے کو پار کرلے گی۔

۲۰۔نکاتی پروگرام کے تحت سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ریاست نے ۱۷۷۶۰۰ افراد کو سہولت پہنچانے کے لئے ۴۳۶۸ لاکھ روپے کا نشانہ مقرر کیا ہے۔ ان افراد میں درج فہرست کے افراد کی تعداد ۶۵۴۱۲ ہے۔

حکومتِ ہند قومی دیہی روزگار پروگرام کے تحت دیہی علاقوں کے باشندوں کو ملازمت کے مواقع فراہم کرکے ان کے معیارِ زندگی کو پائیدار طریقے پر بہتر بنانے کی کوشش کررہی ہے۔ اس پروگرام کے تحت سماجی جنگل بانی اور مندرج جاتیوں اور مندرج قبائلوں کو براہِ راست سہولت پہنچانے والی اسکیمات کی عمل آوری پر زور دیا جاتا ہے۔ اس پروگرام کے تحت تقریباً ۱۸۳ لاکھ روزگار کے ایام کار کے مواقع پیدا کئے گئے اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۳۰۰ لاکھ ایام کار کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے اس پروگرام کیلئے ۳۵۷۰ لاکھ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

بے زمینوں کو زمین

قومی رہنمایانہ اصول کے تحت ریاست میں زراعتی اجارہ داری پائیداری کی حد کو گھٹا دیا گیا اور اس پر عمل آوری ۲ر اکتوبر ۱۹۷۵ء سے کی جانے لگی۔ حکومت نے بے زمین کسانوں کو فاضل اراضی کی تقسیم کرنے کی غرض سے اس اسکیم پر بہت ہی تندہی کی عمل درآمد کررہی ہے۔ ۸۳-۱۹۸۲ء کے اخیر ۱۸۳۴۴ ہیکٹرس اراضی ۱۱۰۳۴۹ افراد اور ۷۵ امداد باہمی اداروں میں تقسیم کی گئی۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۲۹۵۲ ہیکٹر زمین تقسیم کی جاچکی ہے اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۴۰۰۰ ہیکٹر اراضی کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے

اُجرت میں اضافہ

ریاستی حکومت نے کاشتکار مزدوروں کی پریشانیوں کو دور کرنے کی غرض سے ۱۹۸۳ء میں اقل ترین اجرت پر نظر ثانی کی اور یومیہ اجرت ۶ روپے سے ۱۰ روپے کے درمیان مقرر کی گئی۔

اقل ترین اجرت کی باقاعدہ ادائیگی کے لئے ایک علیحدہ مشینری کا قیام کیا گیا ہے۔

بندھوا مزدوروں کی بازآبادکاری

بندھوا مزدوروں کی واحد وجہ غربت و ناخواندگی ہے۔ ریاست میں ۵۲۰ افراد کو بندھوا مزدور شناخت کیا گیا۔ تقریباً ۳۰۰ مزدوروں کو رہائی دلائی گئی اور ان کی بازآبادکاری کے اقدامات کئے گئے۔ سات اضلاع میں قبائلی کاشتکاروں اور مزدوروں کا استحصال روکنے کے لئے ویجیلنس کمیٹی بنائی گئی ہے۔

قبائلیوں کا سدھار

ریاستی حکومت نے درج فہرست جاتیوں/قبائل کی حالت سدھارنے کے لئے ایک خاص پروگرام وضع کیا ہے۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران درج فہرست جاتیوں / قبائل کے تقریباً ۴ء۲۷ لاکھ

خاندانوں کی معاشی حالت سدھارنے میں مدد دی گئی اور ۱۷،۸۰۰ مزید خاندانوں کو ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران مدد دی جائے گی۔ درج فہرست جاتیوں اور قبائل کی براہِ راست حالت سدھارنے کے لئے ایک جامع پروگرام وضع کیا گیا ہے۔ قبائلی ضمنی پلان کو ریاست کے ۵۵ تعلقوں میں زیرِ عمل لایا جا رہا ہے۔ ریاست میں تقریباً ۲۸ لاکھ قبائلی بستے ہیں اور تقریباً ۴۸ فی صد قبائلیوں کا ضمنی پلان کے تحت تعلیمی اور معاشی حالت کے سدھار کیلئے احاطہ کیا جائیگا۔

دیہاتوں میں پینے کا پانی

دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کم از کم ضروریات پروگرام کا جز ہے۔ یہ پروگرام کھودے گئے کنوئیں، بور کنوئیں اور پائپ کے ذریعے پانی کی فراہمی جیسی اسکیمات پر مشتمل ہے۔ چھٹے پلان کی شروعات میں ۱۷۱۱۲ دیہاتوں کو مسائل سے دوچار دیہات کی حیثیت سے پہچانا گیا ہے۔ اب تک ۱۳۱۳۸ دیہاتوں پر ۸۶،۹۲۲ کروڑ روپے خرچ کر کے ان کی حالت سدھاری گئی۔ بقیہ ۳۸۷۴ دیہاتوں کی رواں سال کے دوران حالت سدھاری جائے گی جس کے لئے ۷۷،۶۲ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

حکومت نے مزید فیصلہ کیا ہے کہ حکومتِ ہند کی جانب سے مسائل سے دوچار دیہات کی حیثیت سے شناخت نہ کئے جانے والے ایسے دیہات جہاں پینے کے پانی کی قلت ہے ان کی اس پروگرام کے تحت مدد کی جائے گی۔

مکانات اور جھونپڑوں کی تعمیر کیلئے جگہوں کی فراہمی

جگہوں کی فراہمی اور ان جگہوں پر جھونپڑوں کی تعمیر کے لئے بنائی گئی اسکیم کے تحت تقریباً ۷،۴۷،۵۹۴ بے زمین دیہی خاندانوں کو مستحق قرار دیا گیا ہے ان میں سے ۴۸۵۵۰ پرانے جھونپڑوں کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا۔ ان میں سے ۵۲۵۶۵۳ خاندانوں کو جولائی ۱۹۸۳ء میں مکانات اور جھونپڑوں کے لئے جگہ مہیا کی گئی۔ ۸۵-۱۹۸۴ء کا نشانہ ۱۶۶۹۳ مکانات کی جگہوں کا ہے جس کے تحت ۲۰۰۰ خاندانوں کو مالی امداد مہیا کی جائے گی۔

سلم سدھار

ریاست کے ۱۷ شہروں اور ۲۳ چھوٹے شہروں کو پائپ کے ذریعے پانی کی فراہمی، گڑھیں، حاجت خانے، سڑکیں، راستے، روشنی وغیرہ مہیا کر کے سلم بستیوں کو سدھارا جا رہا ہے۔ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۴،۵۰ لاکھ سلم باسیوں کا احاطہ کیا گیا ——— اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۲ لاکھ سلم باسیوں کی حالت سدھارنے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔

معاشی طور سے کمزور طبقات اور کم آمدنی والے افراد کے لئے چھٹے منصوبے کے پہلے تین سالوں کے دوران ۵۰۰۰۰ مکانات تعمیر کئے گئے۔ ۱۹۸۳-۸۴ء کے دوران ۱۷۸۸۴

مکانات تعمیر کئے گئے اور موجودہ سال کے دوران ۵۲۵۰ مکانات تعمیر کئے جانے کی تجویز ہے نیز مخدوش عمارتوں اور ٹرانزٹ کیمپوں کی دوبارہ تعمیر کا کام بھی جاری ہے ۔

بجلی کی فراہمی

مارچ ۱۹۸۴ء کے اخیر تک ۳۷۲۰۰۰ دیہاتوں میں بجلی فراہم کی گئی اور موجودہ سال کے دوران ۱۱۰۰ دیہاتوں میں بجلی فراہم کی جائے گی۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۶۶۶۷۳ زرعی پمپوں کو بجلی کے ذریعے توانائی دی گئی اور موجودہ سال کے دوران ۷۲۵۰۰ پمپوں کو توانائی بہم پہنچائی جائے گی۔

نئے توانائی کے ذرائع

دیہی عوام کی توانائی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سماجی جنگل بانی اور بائیوگیس پروگراموں پر زور دیا جا رہا ہے۔ حکومت ایک سماجی جنگل بانی پروجیکٹ کے ذریعے ۸۱۰۰۰ ہیکٹر اراضی پر درخت لگاؤ مہم کا احاطہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ ریاست میں بچے کے لئے ایک درخت، اسکیم پر عمل آوری کی جا رہی ہے۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۹۴۲ لاکھ درختوں کے پودے لگائے گئے اور ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۱۵۵۰ لاکھ درخت لگانے کا نشانہ ہے ۔ ۸۴-۱۹۸۳ء بائیوگیس ڈیولپمنٹ پروگرام کے تحت ۶۰۰۰ پلانٹس کی تعمیر کے نشانے کے برخلاف ۲۱۶۰۰ پلانٹس تعمیر کر لئے گئے ہیں۔ سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے دوران ۳۵۰۰۰ پلانٹس تقسیم کرنے کی توقع ہے۔ حکومت ہند نے اس ریاست کی کارکردگی کو "قابلِ قدر ترقی" گردانتے ہوئے بہت سراہا۔

شمسی توانائی سے چلنے والا برتن، پون چکیاں شمسی واٹر ہیٹر سسٹم وغیرہ بھی مقبول ہوتے جا رہے ہیں ۔

خاندانی منصوبہ بندی میں سرِفہرست

مہاراشٹر خاندانی منصوبہ بندی پروگرام کے معاملے میں دیگر ریاستوں سے سرِفہرست رہا ہے اور مختلف قومی انعامات حاصل کر چکا ہے ۔ ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۵٫۸۰ لاکھ افراد کی نس بندی کی گئی ۔ موجودہ سال کے لئے ۶٫۶۵ لاکھ نس بندی کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے ۔

صحت پروگرام

دیہی علاقوں میں صحت مندانہ ماحول برقرار رکھنے کے مقصد کو لے کر ریاستی حکومت نے ۸۴-۱۹۸۳ء میں ۱۰۶۲ مزید پرائمری صحت مراکز جاری کئے ہیں۔ اس بات کی پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ ۱۹۸۱ء تک مختلف مراکز کی کمی کو دور کر دیا جائے گا۔

ریاست میں جذام پر قابو اور اندھے پن کی روک تھام، تپ دق کے خاتمے اور پولیو سے نجات حاصل کرنے والے جیسے پروگراموں پر موثر طور سے عمل آوری ہو رہی ہے ۔

۷۷۶۷ لاکھ آئی سی ڈی سی سہولیات

انٹگریٹیڈ چائلڈ ڈیولپمنٹ اسکیم کی ریاست کے ۸۴ بلاکوں میں عمل آوری کی جا رہی ہے ۔ اس اسکیم کے تحت ۸۴۳۱ مراکز سے بچوں اور ماؤں کو سہولت پہنچائی جا رہی ہے — سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران اس اسکیم کے تحت ۶۶٫۲۹ کروڑ روپے کی رقم خرچ کی جا چکی ہے اور سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے ۹٫۸۸ کروڑ روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ موجودہ سال کے دوران اس اسکیم کے تحت ۱۲ مزید بلاکس شروع کر دئیے جائیں گے ۔

تمام دیہاتوں میں اسکول

حکومت نے ۶ سال سے ۱۱ سال کی عمر کے بچوں کے لئے مفت تعلیم مہیا کرنے کا انتظام کیا ہے جس میں لڑکیوں کی تعلیم پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ تمام محصولی دیہاتوں میں پرائمری اسکول قائم کئے گئے ہیں۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۱۱۶۶۱۰ لاکھ بچوں کے نام اسکول میں درج کئے گئے۔

تعلیم بالغان پروگرام جو کہ ۱۹۷۸ء میں ریاست میں جاری کیا گیا ہے جس کے شاندار نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ ۵ء۳ لاکھ بالغوں کے تعلیم بالغان مراکز میں نام درج کئے گئے

راشن کی دکانوں کا جال

ریاست میں ۳۲۰۰۰ فیئر پرائز اور راشن کی دکانوں کا اچھا خاصا جال پھیلا ہوا ہے۔ بہت گنجان آبادی والے اور دور دراز علاقوں میں مزید دکانیں کھولی جا رہی ہیں۔ ان دکانوں سے ضروری اشیاء مثلاً شکر، خوردنی تیل، اناج، ناریل کا تیل وغیرہ مناسب قیمتوں پر فراہم کیا جا رہا ہے۔ بک بینک کی ایک اسکیم درج فہرست جاتیں، قبائل اور دیگر پسماندہ طبقات کے طلباء کے فائدے کے لئے رائج کی گئی ہے۔

چھوٹے صنعتکاروں کو سہولتیں

چھوٹے پیمانے کی صنعتوں کے قیام کے خواہش مند صنعتکاروں کو تمام سہولیات فراہم کی جاتیں ہیں۔ سال ۸۴-۱۹۸۳ء کے دوران ۸۲۷۹۳ اسمال اسکیل اور ویلیج انڈسٹریل یونٹس کو منظم کیا گیا۔ تمام ڈسٹرکٹ انڈسٹریل سینٹروں کو ایک ہفتہ کے اندر صنعت کاروں کو رجسٹریشن سرٹیفکٹ مہیا کرنے کے احکامات دیئے گئے۔ ایم آئی ڈی سی اور این ایم ایس ایف سی، ایس آئی سی اور ایم جیسی تنظیمیں چھوٹے اور دیہی صنعتوں کی ترقی میں ان کا ہاتھ بٹاتی ہیں۔

ٹیکس چوروں پر نظر

اسمگلنگ، ذخیرہ اندوزی اور دیگر معاشی جرائم پر قابو پانے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ موٹر وہیکلس ٹیکس کی ادائیگی کے لئے فلائنگ اسکواڈ اور چیک پوسٹ قائم کئے جا رہے ہیں۔ سیلز ٹیکس ادا نہ کرنے والوں کے خلاف بھی اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

انڈر ٹیکنگ

مہاراشٹر میں ۴۲ عوامی سیکٹر انڈر ٹیکنگ ہیں — ان انڈر ٹیکنگ کے خاص کاموں پر نظر رکھنے کے لئے ایک اسٹیئرنگ کمیٹی مقرر کی گئی ہے۔ ریویو کمیٹی، پروجیکٹ کلیرنس کمیٹی، ڈپارٹمنٹل کمیٹی جیسی دیگر تنظیمیں ان انڈر ٹیکنگ کے کاموں میں مدد دینے کی غرض سے قائم کی گئی ہیں۔

وزیر اعظم نے بجا فرمایا ہے کہ غریبی کو ہٹانے کا صرف ایک ہی جادو ہے — وہ ہے سخت محنت اور ڈسپلن۔ مہاراشٹر کی حکومت، بہبود پروگرام پر عمل آوری کر کے اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے عزم مصمم کر چکی ہے

*

جنرل انشورنس کارپوریشن کی

مہاراشٹر کے دیہاتوں میں پیشقدمی

جنرل انشورنس کارپوریشن نے ہمارے ملک کے دیہی علاقوں کے عوام کی فصلوں، مویشیوں اور جھونپڑوں وغیرہ کے لئے ۱۹۸ خصوصی بیمہ اسکیموں کو متعارف کرایا ہے۔ سال ۱۹۸۴ء کے دوران مہاراشٹر میں کارپوریشن نے ۵۰۰، ۲۷، ۱۰۰ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ اس خاص مضمون میں جنرل انشورنس کارپوریشن کی جانب سے مہاراشٹر کے دیہی علاقوں میں کئے گئے کاموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

قومی ترقی کا بیشتر انحصار دیہاتوں کی ترقی پر ہوتا ہے۔ اس غرض سے جنرل انشورنس کارپوریشن نے دیہاتوں کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں پہنچا کر انہیں ترقی کی راہوں پر گامزن کرنے کا عزم کیا ہے۔

جنرل انشورنس کمپنی کی

۱۹۔ بیمہ اسکیمیں

جی۔ آئی سی کو قومیائے گئے گذشتہ دس سالوں کے دوران اس کارپوریشن نے اپنی فلاحی اسکیموں کا رخ دیہی اور اور نیم شہری علاقوں کی طرف موڑ دیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ علاقوں کو اپنی اسکیموں کے تحت لایا جاسکے۔ ان ۱۹ اسکیموں میں قسط بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کے نام اس طرح ہیں: جنتا پرسنل ایکسی ڈنٹ انشورنس گرامین ایکسی ڈنٹ پالیسی، گروپ پرسنل ایکسی ڈنٹ انشورنس برائے زرعی محنت کش چھوٹے کسانوں اور ـــــ دیگر بے زمین مزدور، گروپ انشورنس ماہی گیر، مویشی انشورنس، بھیڑ، بکری انشورنس، گلی انشورنس، ریشم کے کیڑوں کا انشورنس، شہد کی مکھیوں کا انشورنس، زرعی پمپ سیٹوں کا انشورنس، جھونپڑوں کا انشورنس، ہاوس ہولڈ پیکج پالیسی، شاپ کیپرس، پیکیج اور کمپوزٹ پیکج انشورنس پالیسی برائے ڈی آر ڈی اے وغ[illegible]

جنرل انشورنس کارپوریشن (ہولڈنگ کمپنیز) چار امداد[illegible] کمپنیوں کے ذریعے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہے جن کے نام اس طرح ہیں: نیشنل انشورنس لیمیٹیڈ، نیو انڈیا انشورنس کمپنی لیمیٹڈ، اورینٹل فائر اینڈ جنرل انشورنس کمپنی لیمیٹڈ ـــ اور یونائیٹڈ انڈیا انشورنس کمپنی لیمیٹڈ/ یہ تمام کمپنیاں اپنے ریجنل اور ڈیویژنل آفسوں، شاخوں اور انسپکٹروں کے ذریعے اپنے کام انجام دیتی ہیں۔

فصلوں کا بیمہ

پائلٹ فصل بیمہ اسکیم کے ذریعے مہاراشٹر کے منتخب تعلقوں میں ۱۹۸۴ء کے دوران دھان و خریف جوار اور کپاس کی فصلوں کا بیمہ کیا گیا۔

جی آئی سی نے اس مقصد کے تحت مہاراشٹر میں ۲۷۵۰۰ روپے کی رقم مختص کی ہے۔ بیمہ کی زیادہ سے زیادہ رقم کی حد کسان کے لئے پانچ ہزار روپے مقرر کی گئی ہے۔ حکومت نے ایسے چھوٹے کسانوں کے لئے جن کا علاقہ اس اسکیم کے تحت آ[illegible] ہے انہیں ۱۰۰ فی صد امداد کا مستحق قرار دیا ہے جس میں سے [illegible]

بچاس فی صد مرکز کی جانب سے اور بچاس فی صد ریاست کی جانب
ہ فراہم کی جا رہی ہے۔ کسانوں کی جانب سے پریمیم کی رقم ڈسٹرکٹ
سینٹرل کوآپریٹیو بینک ادا کریں گے۔

ریاست مہاراشٹر کے محکمہ زراعت کے سربراہ ان اسکیموں
ا مؤثر طور سے عمل آوری کی نگرانی کریں گے۔ ان اسکیموں میں
ھوٹے کسانوں کو ترجیح دی جائے گی ـــــــ نقد فصلوں
(Cash Crops) کے بیمے کی ایک تجویز بھی جنرل
شورنس کارپوریشن اور بینکوں کے زیر غور ہے۔

چھوٹے مزدوروں کیلئے

کم از کم ۵۰۰ زراعتی مزدوروں چھوٹے کسانوں اور
بے زمین مزدوروں کے لئے گروپ پرسنل ایکسی ڈنٹ انشورنس
سکیم ریاستی حکومت کے تعاون سے ترتیب دی گئی ہے۔
ا سال سے ۶۵ سال کی عمر کے مزدوروں کی بیمہ قسطیں حکومت
ے توسط سے ادا کی جاتی ہیں۔ انفرادی طور پر ۲۰۰۰ روپے کا
یہ کیا جاتا ہے اور جس کے لئے سالانہ قسط کے طور پر
۱۲٫۸۰ روپے ادا کرنے ہوتے ہیں۔ یہ پالیسی ایک سال کی
رتی ہے۔ اس پالیسی کے تحت موت یا حادثے کی صورت
ں امداد دی جاتی ہے۔ یہ پالیسی کم و بیش گرامین ایکسیڈنٹ
لیسی کی بنیاد پر تشکیل دی گئی ہے جو غریبوں کیلئے نافذ کی
ئی تھی۔

ماہی گیروں کی امداد باہمی تنظیمیں

ماہی گیر امداد باہمی تنظیموں کے وہ ممبران جن کی عمر
۶۰-۱۰ سال ہے ان کے تحفظ کے لئے یہ پالیسی تشکیل دی گئی ہے۔
یمہ کرانے کی رقم ۱۵۰۰۰ روپے ہے اور فی فرد کو ۱۲٫۴۸
روپے بطور قسط ادا کرنے ہوتے ہیں۔ یہ پالیسی ایک سال کی ہے
شنل فیڈریشن آف فشرمین کوآپریٹیو نے ملک بھر میں ماہی گیر امداد
ہمی تنظیم کے ممبران کے لئے ایک ماسٹر پالیسی مرتب کی ہے۔ جس
ینے میں ماہی گیر امداد باہمی تنظیم کی رکنیت حاصل کرتے ہیں
س ماہ کے بعد کے مہینے کی پہلی تاریخ سے اس اسکیم کا اطلاق ہوگا۔
قسطوں کی رقم کا ۵۰ فی صد ریاستی حکومت اور ۵۰ فی صد
ہی گیر امداد باہمی تنظیم کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ ۱۹۸۵ء
نکاراج

تک مرکزی حکومت کی جانب سے ۵۰ فی صد امداد کی رقم اور
۵۰ فی صد رقم یا تو ریاستی حکومت یا امداد باہمی تنظیم کی طرف
سے ادا کی جائے گی۔

مویشیوں کا بیمہ

سماج کے زیادہ سے زیادہ افراد کی مدد کرنے کی غرض
سے ایسی اسکیمیں نافذ کی جاتی ہیں تاکہ قسطیں ادا کرتے وقت
ان پر زیادہ بار نہ پڑے اور اسی بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے جنرل
انشورنس کارپوریشن نے مویشیوں کے مالکوں کو زیادہ سے زیادہ
اس اسکیم کی طرف راغب کرنے کیلئے مارکیٹنگ ایگریمنٹ کے
تحت ایک اور مویشیوں کے بیمہ کرانے کی جامع اسکیم وضع کی ہے
جنرل انشورنس کارپوریشن بھیڑوں / بکریوں، خنزیر، اونٹ
ہاتھی جیسے پالیٹری مچھلی، ریشم کے کیڑے، شہد کی مکھیاں وغیرہ
دیہی علاقوں میں گاڑی کھینچنے والے جانوروں اور زرعی پمپ
سیٹوں کا بھی بیمہ کرتی ہے۔
جانوروں کا بیمہ کرانے کے لئے مختلف جانوروں کی عمر کے
گروپ مقرر کئے گئے ہیں۔ بھیڑ کی عمر چار مہینے سے سات مہینے
تک، بکرے کی عمر چھ مہینے سے پانچ سال تک، خنزیر کی عمر
ایک مہینے سے پانچ سال تک، ہاتھی ایک سال سے ۶۰ سال
تک۔ قسطوں کی شرح جانوروں کی حالت کو مدِ نظر رکھ کر
مقرر کی جاتی ہے۔ مچھلی کے بیمے کی کم از کم شرح ۲٫۵ فی صد
سالانہ ہے۔ ریشم کے کیڑے کی ۵ فی صد، شہد کی مکھیوں کی کل
بیمہ کردہ رقم کا ۳ فی صد ہے۔
جھونپڑوں کے لئے بیمہ کی شرح فی جھونپڑا ۲۰۰۰ روپے
ہے اور اس کی ادائیگی قسط کی رقم ۵۰ فی صد مالک کی جانب
سے اور ۵۰ فی صد ریاستی حکومت کی جانب سے کی جاتی ہے۔
حکومت قسط کی رقم ایڈوانس میں ادا کر دیتی ہے اور اس کا
۵۰ فی صد مالک کی طرف سے وصول کرتی ہے۔
جنرل انشورنس کارپوریشن ہمارے ملک کے ان دیہی
علاقوں میں کام کر رہی ہے جہاں ہمارے ملک کے ۷۰ فی صد
لوگ بستے ہیں اور وہاں جاکر جنرل انشورنس کارپوریشن نے
ان لوگوں کے لئے ترقی کی راہیں کھول دی ہیں۔

★ شاہد ندیم
۱۶۶ - نظام الدین بلڈنگ، پائپ روڈ،
کرلا - بمبئی - ۴۰۰۰۷۰

ایک بھولا ہوا شاعر
بھرتری ہری

بھرتری ہری کے بارے میں تاریخ ہماری صحیح رہنمائی نہیں کرتی۔ اس کی زندگی اور شخصیت اب تک ماضی کے دھندلکوں میں گم ہے۔ صدیوں طویل فاصلوں نے اس کو اور بھی گرد آلود کر دیا ہے۔ ہم چند غیر مستند روایات کے ذریعہ ہی بھرتری ہری کی زندگی کے چند نامکمل گوشوں کی جھلکیاں دیکھ سکتے ہیں۔

کچھ مؤرخوں کے مطابق بھرتری ہری، راجہ بکرماجیت کا بڑا بھائی تھا۔ اگر اسے درست مان لیا جائے تو بھرتری ہری پہلی صدی قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ جبکہ محققین کی دوسری جماعت بھرتری ہری کو اجین کے قریب کے کسی شاہی خاندان کا ایک فرد بتاتی ہے۔ اور اس کا عہد ۶۵۰ء کے قریب بتایا جاتا ہے۔ اس زمانے میں اجین پر سلاوتیہ دوئم کی حکمرانی تھی۔ ایک گروہ یہ بھی کہتا ہے کہ بھرتری ہری نے ایک مختصر مدت تک حکومت بھی کی ہے۔ بعد میں نامعلوم وجوہات کی بناء پر حکومت چھوڑ کر سنیاس لے لیا۔ اور زندگی کے باقی دن اس نے جنگلوں میں گذارے، ہردوار اور بنارس میں رہا؛ بنارس میں اب تک ایک جگہ اس کے نام سے موسوم ہے۔!

یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ بھرتری ہری بدھ مت کا پیرو تھا یا ہندو، کیونکہ اس کے ہاں دونوں عقیدوں کے اثرات نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔

شاعری کے علاوہ بھرتری ہری نے سنسکرت گرامر پر بھی ایک کتاب لکھی ہے جو واکیہ پدیذ کہلاتی ہے اور سنسکرت قواعد کی ایک مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ مگر بھرتری ہری کو بے پناہ شہرت اور زندہ جاوید رکھنے والی اس کی غزلیہ طرز کی شاعری ہے جو رباعیوں کی شکل میں ہے۔

اردو کے مشہور شاعر تلوک چند محروم نے لکھا ہے کہ "بھرتری ہری کا کلام بمصداق "کلام الملوک، ملک الکلام" برتری اور بلند پایگی میں مسلم ہے۔ محاکات، اختصار، حقائق اور تاثیر میں اپنی نظیر آپ ہے"

بھرتری ہری کا مکمل "سرمایۂ فن" تین کتابوں پر مشتمل ہے۔ (۱) شرنگار شتک (۲) نیتی شتک، اور (۳) بیراگ شتک

اس میں ہر کتاب تقریباً سو سو گیتوں پر مشتمل ہے۔ تینوں کتابیں مختلف مزاجوں، مختلف رنگوں اور مختلف زاویوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

'شرنگار شتک' شاعر کے جوان جذبات کا آئینہ دار ہے۔ دل کی بے اختیار خواہشات نے گیتوں کی شکل اختیار کر لی ہے۔

'شرنگار شتک' کے شاعر کی تمام جستجو اور تلاش کا حاصل صرف عورت ہے۔ وہ دنیا کے تمام پہلوؤں سے قطع تعلق ہو کر عورت ہی میں اپنی پناہ ڈھونڈتا ہے اور "وجودِ زن" ہی میں 'تصویرِ کائنات' کے "رنگ" بھرتا ہے۔

"نیتی شتک" میں بھرتری ہری کا لہجہ حقیقت پسندانہ ہے، وہ خواب اور تخیل کی خیالی دنیا سے نکل کر عمل اور جہد کے میدان میں قدم رکھتا ہے۔ خواب اور حقیقت کا یہ ٹکراؤ اسے بہت مایوس کر دیتا ہے۔ مگر پھر آہستہ آہستہ زندگی کی تلخ اور کڑوی حقیقتوں سے سمجھوتہ کر لیتا ہے۔

علامہ اقبالؔ نے اپنے فارسی کلام میں بھرتری ہری کی بڑی تعریف کی ہے

این نوا پرداز ہندی را نگر
شبنم از فیض نگاہ او گہر
نکتہ آرائے کہ نامش برتری است
فطرت او چوں سحاب آذری است
بادشاہے بانوائے ارجمند
ہم بہ فقر اندر مقام او بلند
کارگاہِ خندگی را محرم است
او جم است و شعراء جام جم است،

اقبالؔ کا مشہور زمانہ شعر ؎

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر

بھرتری ہری کی 'نیتی شتک' کے ایک خیال کا منظوم اردو ترجمہ ہے۔

بھرتری ہری کی تیسری اور آخری کتاب "ویراگ شتک" ہے ویراگ شتک کی شاعری زندگی کی حقیقت کی تلاش اور مقصدِ حیات کی جستجو کی شاعری ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک لمبے عرصے تک بھگوان کی تپسیا کرنے کے بعد ایک برہمن کو ایک امرت پھل ملا۔ جسے کھا کر انسان ہمیشہ جوان اور زندہ رہ سکتا تھا۔ برہمن نے یہ پھل راجہ بھرتری ہری کو پیش کیا۔ راجہ کو اپنی رانی اننگ سنیا سے بڑا پیار تھا۔ حسن و شباب کو بنائے رکھنے کے لئے اس نے یہ پھل رانی کو دے دیا۔ رانی ایک کوتوال سے محبت کرتی تھی۔ لہٰذا اس نے یہ پھل کوتوال کو دے دیا۔ کوتوال ایک طوائف سے پیار کرتا تھا۔ اس نے یہ پھل اپنی محبوبہ کو پیش کر دیا۔ طوائف اپنی زندگی سے عاجز اور بے زار تھی۔ اس نے یہ پھل راجہ کو پیش کر دیا۔ راجہ حیران رہ گیا۔ اس واقعہ سے وہ بڑا متاثر ہوا اور اپنی زندگی کا انداز ہی بدل دیا۔ راج پاٹ چھوڑ کر اس نے دنیا سے سنیاس لے لیا۔

"دنیائے عیش و عشرت کے سامان اتنے ہی ناپائیدار ہیں جتنی بجلی، جو ایک لمحہ کے لئے بادلوں میں کوند جاتی ہے۔
جوانی کا زمانہ کچھ لمحہ رہنے والی چند پانی کی بوندوں کی طرح ہے جو بادلوں سے چپٹی رہتی ہے اور جنہیں ہوا کے تھپیڑے ادھر سے ادھر بکھیر دیتے ہیں۔ جوانی کی امنگ پہاڑی نالے کی باڑھ کی طرح تند اور تیز ہے۔ اس لئے دانا لوگ ہمت اور حوصلے سے اپنے دامن پر قابو پا کر جوگ کرتے ہیں۔"

عیش و طرب کی زندگی سے بے زار شاعر جب فطرت کے حسین مناظر میں قدرے سکون اور آسودگی محسوس کرتا ہے۔ ہرے بھرے درخت، دریاؤں کی روانی، پہاڑوں کی بلندی نیلے آسمان کی وسعتیں اور لہلہاتا سبزہ اس کے دل میں مسرت کا احساس پیدا کرتا ہے۔
وہ بچپن اور جوانی سے بڑھاپے میں قدم رکھتا ہے۔

"اب جب کہ بڑھاپے نے آ گھیرا ہے۔
نفسانی خواہشات سرد پڑ گئی ہیں۔ جسم کمزور ہو گیا ہے اور خودداری کا احساس جاتا رہا ہے۔ دوست اور عزیز جنت کو سدھار گئے ہیں۔ اٹھا نہیں جاتا۔ لاٹھی کے سہارے دو چار قدم چلتے ہیں۔ آنکھوں کی بینائی کم ہو گئی ہے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں، افسوس! پھر بھی یہ ڈھیٹ جسم موت کے خیال سے کانپ اٹھتا ہے۔"

★

موت جو ہر انساں کا مقدر ہے
موت جو ہر بشر کا انجام ہے
موت جو زندگی کی انتہا ہے

● ●

غزلیں

جگن ناتھ آزاد

شعبۂ اردو، جموں یونیورسٹی
جموں (جموں کشمیر)

کہیں اک دن تری زلفوں کا پیچ و خم نہ ہو جائے
زمانہ ہوتے ہوتے اس طرح برہم نہ ہو جائے

نہیں چھیڑی کہانی میں نے تیرے روبرو اپنی
کہ میری داستاں سے آنکھ تیری نم نہ ہو جائے

نہ جانے وقت کے دل میں ہے کیا اتنا نہیں پیارے
نشاط و عیش کی محفل صفِ ماتم نہ ہو جائے

بیاباں کو چمن کہنے کی مجھ کو کیا ضرورت تھی
میں ڈرتا تھا مزاجِ باغباں برہم نہ ہو جائے

دعا کرنا ہے اے آزادؔ اگر تجھ کو دعا یہ کر
مسرت بڑھ نہ جائے درد دل کا کم نہ ہو جائے

★

جمیل محوی

آستانہ محوی، گوجر پورہ
بھوپال (ایم پی)

تری راہ تک رہا ہے کوئی شمع دل جلائے
کہیں جان کھو نہ بیٹھے جو تو صبح تک نہ آئے

یہی آرزو ہے میری یوں ہی عمر بیت جائے
دہیں سجدۂ عقیدت جہاں زلف کے ہوں سائے

یہ گھٹائیں اودی اودی یہ ہوائیں بہکی بہکی
بھلا یاد کیوں نہ ان کی مجھے ہر گھڑی ستائے

تھا بیانِ داستاں میں اک عجیب طرز میرا
کبھی رو دیئے تبسم کبھی اشک مسکرائے

ترا ہوگا مجھ پہ احساں اے صبا تو ان سے کہہ دے
تری یاد کو میں ہر دم دل و جاں سے ہم لگائے

ابھی شہرِ دلبراں میں اے جمیلؔ اجنبی ہوں
کوئی کیسے مجھ کو پوچھے کوئی دل میں کیوں بٹھائے

فیروز مظفر بدایونی

کلکٹریٹ،
بدایوں (یوپی)

رہنمائی کو وہاں راہنما کیا جائے
پتھروں کو جہاں سینوں سے ڈھکیلا جائے

نامناسب ہے کہ جن آنکھوں سے دیکھا ہے انہیں
انہیں آنکھوں سے کسی اور کو دیکھا جائے

لوگ اس بھول میں بھر آئے تپش سانسوں کی
گرمیِ دیدۂ تر سے بھی جو مرجھا جائے

پرتوِ حسن ہے گلہائے بہارِ ہستی
یہ کوئی زخم نہیں ہے کہ چھپایا جائے

ایک مدت سے ہے آنکھوں کا سمندر خاموش
حسرتِ دل کوئی طوفان اٹھایا جائے

پھول کو کھل کے بکھرنے کا سبب کیا معلوم
زخمِ دل دیکھ لے دنیا تو مزہ آ جائے

بے وجہ جلتے ہیں یہ میری رفاقت کیلئے
آپ آئیں تو چراغوں کو بجھایا جائے

آج کی شب یہ دعا مانگ کے دیکھیں گے ظفرؔ
اب ہمیں دن کے اجالوں سے بچایا جائے

غزلیں

ڈاکٹر محمد منشاء الرحمٰن خان منشاءؔ
اا۔ اسٹار کی ٹاؤن
ناگپور

پہلے مزاجِ آب و ہوا جان جایئے
پھر شوق سے کہیں بھی مہربان جایئے

اپنی سی کر دکھانے کی عادت بھلی سہی
اوروں کی بات بھی تو کبھی مان جایئے

آنا اگر ہو آیئے مثلِ صبا مگر
جاتے ہوئے نہ صورتِ طوفان جایئے

ہم سے پریشاں حالوں کے احوال پوچھ کر
مت کیجئے مزید پریشان جایئے

کرلیں گے ہم کسی بھی طرح چار دن بسر
لے کر تمام جینے کے سامان جایئے

لگتا ہے دیکھ کر وہ نہیں دیکھتے نہیں
اس شانِ احتیاط کے قربان جایئے

جو ہے مراد پوری وہ ہو جائیگی ضرور
اُس در تلک تو منشاء الرحمٰن جایئے

نظام الدین نظامؔ
بسم اللہ بلڈنگ۔ روم نمبر ۲۱ آگرہ روڈ، تکیہ مارکیٹ
کرلا (ویسٹ)، بمبئی ۴۰۰۰۷۰

سورج کے ٹوٹتے ہوئے شہپر دھواں دھواں
کرنیں لہو لہو ہیں، سمندر دھواں دھواں

سب کچھ وہی ہے یار، فقط ہم بدل گئے
وہ برف، رات، آگ، صنوبر دھواں دھواں

جلتی ہے اختلاف کے شعلوں میں گفتگو
سگرٹ ہے انگلیوں میں لبوں پر دھواں دھواں

یادوں کے دائرے ہیں نہ وہ گردشِ خیال
پیشِ نظر ہے ذات کا محور دھواں دھواں

ہم نے تو صرف دل ہی جلایا تھا، کیا کریں
اب شعر لے کے جائیں گے گھر گھر دھواں دھواں

جذبے، شعور، خواب، نظر، شاعری، نظامؔ
لاحاصلی کے دشت کے منظر دھواں دھواں

عطاء الرحمٰن طارقؔ
۹۴/۹ فاطمہ باتی بنگلہ کے کے روڈ
جیکب سرکل، بمبئی ۴۰۰۰۱۱

سرسراتی رینگتی تاریکیوں کا شہر تھا
میں ہی وہمی تھا، یا وہ پرچھائیوں کا شہر تھا

لوگ، آنگن، گھر، محلہ، چوک، سب تھے منقسم
فاصلوں کی سرزمیں تھی سرحدوں کا شہر تھا!

اُن کی قسمت واقعی کیا اس قدر سفاک تھی!
یا حقیقت یہ کہ وہ نوحہ گروں کا شہر تھا

خون، پانی، آگ، مٹی، لاش، ماتم، ہاؤ ہُو!
وہ بھی ہائے کیسی کیسی ہستیوں کا شہر تھا

شور کا جنگل بہت پیچھے کو چھوڑ آیا تھا میں
سامنے میرے بھٹکتی آہٹوں کا شہر تھا

ہاتھ جیبوں میں سبھی لیکن تھی آنکھوں میں طلب
دلہنوں جیسا سہی پر بے کسوں کا شہر تھا!

دن میں طارقؔ دوستی کی دھوپ چٹکی تھی جہاں
رات آئی تو کھُلا وہ دشمنوں کا شہر تھا!

اعظم عباس شکیل
۴۲۲/سی، جے جی ون، وکاس پوری، نئی دہلی نمبر ۱۱۰۰۱۸

مادرِ گیتی بلاتی ہے

میرے بچو
تمہیں اس سرحدِ دیوانگی تک کس نے پہنچایا
خود اپنے گھر کو اک مقتل بنانا کس نے سکھلایا
نکل کر قیدِ زنداں سے ہوائے تازہ پائی تھی

تو قسمت مسکرائی تھی
تمہیں بھی مسکرانا تھا

محبت کا ترانہ نانک و چشتی و گوتم نے سنایا تھا
اسے ہی گنگنانا تھا
اک امن و آشتی کی شمع گاندھی نے جلائی تھی
تو ہر گھر سے اندھیرے کو مٹانا تھا
تمہارے پاس موتی و جواہر کے خزانے تھے
انہیں پھیلے ہوئے ہاتھوں پہ رکھ دیتے

میرے بچو
تمہارے گھر کی بنیادیں
شہیدوں کا لہو دے کر بناتی تھیں

تو پھر اس گھر سے یہ اک وحشیانہ چیخ کیسی ہے
کہ لرزیدہ ہوتے دیوار و در سارے

میرے بچو
کبھی تم اپنے زخموں سے مجھے بیگانہ مت سمجھو
تمہارے سر پہ یہ سب چاند تارے میری آنکھیں ہیں
یہ سیلابِ سمندر میرے آنسو ہیں
تمہیں اب خون سے ہولی کھیلتے
میں کس طرح اور کب تلک دیکھوں
تمہارے دکھ تمہارے درد میرے دل میں پلتے ہیں
تم اپنے بھائی کے سینہ پہ برچھی پھینکتے ہو جب
میرے دل میں اترتی ہے

کوئی مندر، کوئی مسجد جلاتے ہو
تو میرا جسم جلتا ہے

میرے بچو
بس اک لمحہ رکو، سوچو

ہمالہ کی چٹانوں کو تمہیں پر فخر ہے
جو سر اٹھائے ہیں
تمہارے ہی لئے گنگ و جمن سے
سیکڑوں دھارے بہاتے ہیں

بس اب ٹھہرو
کہیں تم سرحدِ دیوانگی سے مت گزر جا
تم اک انسان ہو تم میں بھلا حیوانیت کیوں

میرے بچو، پلٹ آؤ
محبت سے بھری آغوش تم کو یاد کرتی ہے

پلٹ آؤ
کہ تم کو مادرِ گیتی بلاتی ہے
تمہاری ماں بلاتی ہے

قومی راج

۲۵ر ستمبر ۱۹۸۴ء
H-540-3F

غزل

بسنت کمار بسنت
۳۹ / ۳۵۱ ، ٹیڑھی بازار
رکاب گنج ، لکھنؤ ۳

٥

نفرت برس رہی ہے محبت کے شہر میں
سچ بولنا منع ہے صداقت کے شہر میں

آنسو بہائے کیوں کوئی بیکس کی مرگ پر
سب غرق رقص و نور میں عشرت کے شہر میں

اب بھی جمی ہوئی ہے آئینۂ ذہن و دل پہ گرد
ملتا نہیں ہے پیار کدورت کے شہر میں

صادق، نہ پاکباز، مجاہد، نہ پارسا
سب بوالہوس ہیں آج اس حسرت کے شہر میں

آئے بہار کیسے، کہ ہیں عافیت پسند
بیٹھے ہیں لوگ سست، مشقت کے شہر میں

غنچہ ہو، گل ہو برگ روش ہو کہ گل کدہ
سب ہیں اُداس اُداس مسرت کے شہر میں

زردار پی رہا ہے لہو ہر غریب کا
مقتل بنی ہے ارض شہادت کے شہر میں

پاگل بسنت سمجھے ہے دنیا جو آج میں
الفت کو ڈھونڈتا ہوں حقارت کے شہر میں

★

آکاش بیل

منصور اعجاز
رشید اسٹوڈیوز، نہرو چوک
ایوت محل ۴۴۵۰۰۱

میں وحشتوں سے گاؤں اور شہروں کی بھاگ کر
جنگل کی اُور آیا کہ تازہ ہوا ملے

خوش رنگ حسیں پھول ننھے پودے تھے ہر طرف
منظر وہ دلفریب کہ خوشبوں کے باغ ہوں
جھونکے ہوا کے چھوتے تھے اشجار کے بدن
ندی کا شور جیسے کہ جینے کی صدا ہو
جو اونچے نیچے راستوں سے شور مچاتا
منزل کی سمت جاتا تھا بے خوف اور خطر

آزاد فضاؤں میں وہ پُر عزم پرندے
آکاش فتح کرنے نکل آئے تھے جیسے
کچھ بیٹھے ہوئے شاخوں پہ گاتے تھے ترانے
ہر چیز دے رہی تھی جواں زندگی کا درس

اک پیڑ تھا کہ سوکھ رہا تھا کھڑا کھڑا
پتوں سے خالی خالی تھا اس پیڑ کا بدن
اک جال بُن رکھا تھا مگر کوئی چیز نے
جس کا تنا تھا کوئی نہ مضبوط جڑیں تھیں
لیکن غذا وہ لیتی تھی اس سوکھے پیڑ سے
جس کو دبوچ رکھا تھا جالے میں گھیر کے
آکاش بیل تھی کہ جو جینے پہ تلی تھی

جیسے شہر میں سود پہ بڑھتا ہے مہاجن
گاؤں کا خون چوس کے پلتا ہے مہاجن
دھرتی پہ جبر کر کے اکڑتا ہے مہاجن

غزل

ابراھیم اشک
سیلو ولا ، ویکنٹ روڈ ،
ولے پارلے (ایسٹ) بمبئی ۵۷

٥

کسی سے آرزوئے دل نہ کہیئے
تڑپتے جائیے مشکل نہ کہیئے

یہی دستور ہے اہلِ وفا کا
جو قاتل ہے اسے قاتل نہ کہیئے

محبت راز ہے کچھ دھڑکنوں کا
یہ افسانہ سرِ محفل نہ کہیئے

جسے پایا اسے کھونا پڑے گا
کسی کو زیست کا حاصل نہ کہیئے

یہاں بھی ڈوب جاتے ہیں سفینے
کنارے کو بھی اب ساحل نہ کہیئے

مسافر ہیں تو چلئے اور آگے
ملے منزل اسے منزل نہ کہیئے

طلب میں بھی ہے خودداری کا عالم
قلندر ہوں مجھے سائل نہ کہیئے

کھلونا بن گیا ہے نام اس کا
جنابِ اشک دل کو دل نہ کہیئے

★

تبصرہ

تبصرہ نگار
عبدالخالق
۱۸۰ - پائپ روڈ - کرلا - بمبئی - ۷۰

کتاب .. .. کردار کے غازی -
قاضی محمد عدیل عباسی

مرتب .. .. .. ڈاکٹر اختر بستوی

قیمت .. .. .. ۳۰ روپے

ملنے کے پتے :-

- مرزا اینڈ سنس - ریتی کا پل - گورکھپور (یو-پی)
- ادبی مرکز - نزد جامع مسجد - گورکھپور (یو-پی)
- سید جمیل احمد - ایجنسی دواخانہ طبیہ کالج علی گڑھ -
  رام پرساد کی گلی - گاندھی نگر - بستی (یو-پی)
- دانش محل ، بک سیلرز - امین الدولہ پارک - لکھنؤ (یو-پی)

یہ کتاب (کردار کے غازی) قاضی محمد عدیل عباسی (مرحوم) سے متعلق متعدد اخباروں اور رسالوں میں شائع شدہ اہم مقالات و منظومات کا مجموعہ ہے۔ ۲۶ مقالات اور ۶ منظومات میں ہندوستان کے مشاہیر اہالیانِ قلم اور شعراء حضرات نے جن مختلف زاویوں سے قاضی محمد عدیل عباسی صاحب کی انتہائی مصروف زندگی کے الگ الگ پہلوؤں کو نمایاں کیا ہے۔ انہیں پڑھنے کے بعد

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

ڈاکٹر محمود الٰہی کے الفاظ میں " قاضی محمد عدیل عباسی ایک صاحبِ کردار سیاست داں اور اصول پرست ادیب تھے۔ وہ مجاہدینِ آزادی کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو ہندوستان کو ایک اکائی تصور کرتا تھا اور اس کی رنگا رنگی کو اس اکائی کے قیام و ثبات کا اصل محرک گردانتا تھا۔ یہ گروہ ایک ایسے سماج کی تخلیق کرنا چاہتا تھا جہاں ہر فرد، دوسرے کے جذبات و احساسات کا احترام کرے جہاں انسانی مساوات کا چلن عام ہو۔ تاریخ نے یہ تلخ حقیقت محفوظ کرلی ہے کہ اس گروہ پر طعن و عتاب کی بارش بے گانوں نے نہیں اپنوں نے کی۔

۱۹۴۷ء کی آزادی نے اس گروہ کو ایک نیا معرکہ بیم درجا فراہم کیا۔ رجعت پسند طاقتیں اس طرح ابھریں کہ اگر گاندھی جی بے مثال قربانی نہ دیتے تو خدا جانے یہ طاقتیں ملک کو کس قعرِ مذلت میں دفن کر آتیں۔ اس گروہ نے جس کے افراد گھٹتے گھٹتے صرف اتنے رہ گئے تھے کہ انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے، اپنا موقف نہیں بدلا۔ اس گروہ کے قائدوں میں قاضی محمد عدیل عباسی کا نام نمایاں تھا۔

"نئے دور نے سب سے پہلے جنہیں نشانہ بنایا تھا وہ اقلیتیں تھیں۔ مذہبی اقلیتیں اور لسانی اقلیتیں دونوں۔ قاضی صاحب نے اپنی ذات کو اقلیتوں کے حقوق کے لئے وقف کردیا۔ سیکولرزم کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ ہر ایک کو اپنے مذہبی عقیدے کے مطابق عمل کرنے کا آزادانہ موقع دیا جائے۔ قاضی صاحب نے حالات کے تقاضوں کے تحت بعد میں جو دینی تعلیمی کونسل قائم کی دراصل اس کے ذریعے سیکولرزم ہی کی بنیادیں مضبوط کیں۔

یہ دینی تعلیمی کونسل تھی کیا چیز ؟ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے الفاظ میں " دینی تعلیمی کونسل جیسی مبارک تنظیم سے زیادہ ٹھوس، مفید اور تعمیری تحریک اور جدوجہد ایک طویل عرصے سے مسلمانانِ ہند کی تاریخ میں وجود میں نہیں آئی۔ واقعہ یہ ہے کہ قاضی صاحب ہی کے اس درد فکرمندی کا نتیجہ جو ہندوستانی مسلمانوں کی نئی نسل کے بارے میں ان کو بے چین کئے ہوئے تھی۔ بیسیوں علماء اور اہلِ دین کو تڑپایا۔"

" دینی تعلیمی کونسل ان کے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کریں اور اس کو ترقی دینے کی کوشش کریں۔ ان کے قائم کردہ مدارس میں آج لاکھوں بچے زیرِ تعلیم ہیں اور اسلامی عقائد اور اس کی ثقافت و تہذیب سے وابستگی کے ساتھ ساتھ آگاہی بھی رکھتے ہیں۔"

قاضی محمد عدیل عباسی صاحب کئی کتابوں کے مصنف بھی تھے جن میں " اقبال کا فلسفۂ حیات و شاعری" اور "تحریک خلافت" بلند پایہ کتابیں ہیں۔ اول الذکر کتاب پر جو ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی تھی، قاضی محمد عدیل عباسی صاحب کو اردو اکاڈمی کی طرف سے پانچ ہزار روپے کا انعام بھی ملا۔ وفات سے کچھ دنوں پہلے موصوف کی انگریزی میں بھی ایک کتاب Aspects of Politics and Society شائع ہوئی اور اس کی رسم اجراء وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ہاتھوں ادا ہوئی۔ ۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء کو آپ نے وفات پائی۔

گورنر مہاراشٹر ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف نے اردو کے نامور شاعر سکندر علی وجد کی یاد میں اورنگ آباد میں تعمیر کیے جانے والے وجد میموریل ہال کا سنگِ بنیاد رکھا۔ تصویر میں بائیں جانب شریمتی بلقیس لطیف، شریمتی وجد اور شری ذوالفقار حسین اور دائیں جانب گورنر حاضرین کو خطاب کر رہے ہیں۔ بیٹھے ہوئے لوگوں میں وزیر مملکت برائے ہاؤسنگ، شری عبدالعظیم، شری قاضی سلیم ایم پی، وائس چانسلر، مراٹھواڑہ یونیورسٹی، شری کناڈے اور ڈویژنل کمشنر شری راج واڑے نظر آرہے ہیں۔

خبریں۔ تصویروں میں

وزیر توانائی شری بلی رام ہیرے (بائیں جانب) نے دو روزہ پترکار پریکشن شبر کا روایتی دیپ جلا کر افتتاح کیا۔ اس شبر کا انعقاد، ناسک ضلع پترکار سنگھ نے ۲۵؍ اگست کو کیا۔ تصویر میں شری رام کمار کدم، صدر آل انڈیا پترکار پریشد بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ دائیں جانب وزیر مملکت برائے اطلاعات، شری شیواجی راؤ دیشمکھ، اختتامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔
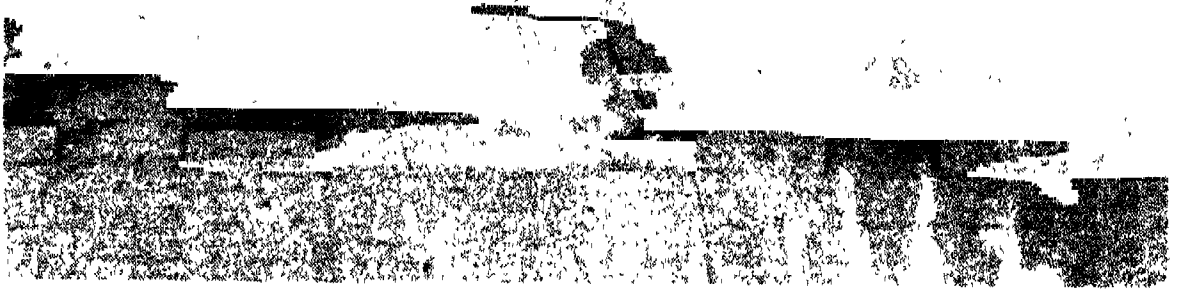
بمبئی مرکنٹائل کوآپریٹیو بنک لمیٹیڈ کے بانی اور مینجنگ ڈائرکٹر شری زین۔جی رنگون والا کے اعزاز میں حال ہی میں بمبئی کے اوبرائے ٹاور میں منعقدہ ایک تقریب میں وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل حاضرین سے خطاب کر رہے ہیں۔آپ کے بائیں جانب شری زین۔جی رنگون والا اور مرکزی وزیر مملکت برائے زراعت شری یوگیندر مکوانا نیز دائیں جانب شریمتی شیریں رنگون والا اور شری دلیپ کمار دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے امداد باہمی کے مشہور رکن شری کاکا صاحب ٹھوراٹ کو بمبئی کے سہکاری بھنڈار سنٹرل کوآپریٹیو اسٹورس کی ۵ ستمبر کو منعقدہ ۱۹ ویں سالانہ تقریب میں ایک شال اور ایک ناریل پیش کر کے ان کی عزت افزائی کی۔اس موقع پر دیگر امداد باہمی سے منسلک افراد کی گلپوشی بھی کی گئی۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل ۵ ستمبر کو بمبئی کے نیشنل فاؤنڈیشن برائے ٹیچرس ویلفیر کمیٹی کی جانب سے یوم اساتذہ کے موقع پر ٹیچرس ویلفیر فنڈ میں اپنا چندہ ڈال رہے ہیں۔تصویر میں کمیٹی کے نائب صدر شری دیجے کالنتری بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
نے بین الاقوامی شطرنج، خواتین چیمپئن،
سانگلی کی کماری بھاگیہ شری ساٹھے کو
"برٹش لیڈیز شطرنج چیمپئن شپ" حاصل
کرنے پر مبارکباد دی۔ یہ مقابلہ حال ہی
میں لندن میں منعقد ہوا تھا۔ کماری
بھاگیہ شری ساٹھے نے ۲ ستمبر کو بمبئی
میں وزیراعلیٰ کی رہائش گاہ، ورشا
پر ان سے ملاقات کی۔ انہوں نے پولینڈ
میں ہونے والے شطرنج کے مقابلوں میں
اول انعام جیتنے کے لئے کماری بھاگیہ
شری کو دعا دی۔

ناندیڑ ضلع کے انچارج وزیر شری
باجی راؤ تھشند ے، ناندیڑ میں وزیر دفاع
شری ایس۔ بی چوان کو ایک دلکش یادگار
پیش کر رہے ہیں۔
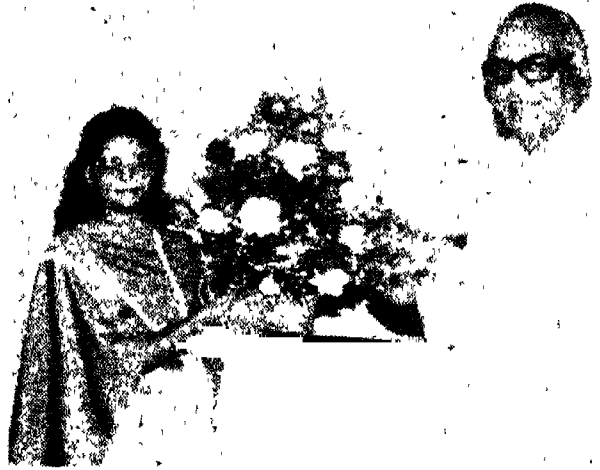
پروفیسر ایس۔ ایم۔ آئی اثیر وزیر برائے
محنت نے الائیڈ انڈسٹریز کے کل ہند
وفد کو "IPEX" ۱۹۸۴ء میں شرکت کی
غرض سے جانے سے قبل دی گئی الوداعی
پارٹی میں یکم ستمبر ۱۹۸۴ء کو بمبئی کے
ہوٹل اوبیرائے ٹاور میں خطاب کیا۔
شری ادم پرکاش اور مسٹر
[illegible] تصویر میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

وزیر مالیات شری سوشیل کمار شندے
اور ان کی اہلیہ شریمتی اجولا شندے نے
"گنرائے" پوجا کی رسم ادا کی ـــــ اور
گھوڑوپ دیوسر و جنک منڈل کے گولڈن جوبلی
گنیش فیسٹول کا افتتاح کیا۔ یہ اسی موقع
پر لی گئی تصویر ہے۔

ممبئی مراٹھی پترکار سنگھ، ممبئی سے احاطہ
میں سنگھ کی جانب سے منعقدہ تقریب میں
سکریٹری برائے تعلیم، اطلاعات و رابطہ عامہ
شری ایس جی ڈیتھنکر نے ۳ ستمبر کو ایک
پریس کانفرنس سے خطاب فرمایا۔ تصویر
میں اس سنگھ کے صدر شری ایس کے راٹھ کر
بھی دیکھے جا سکتے ہیں ۔
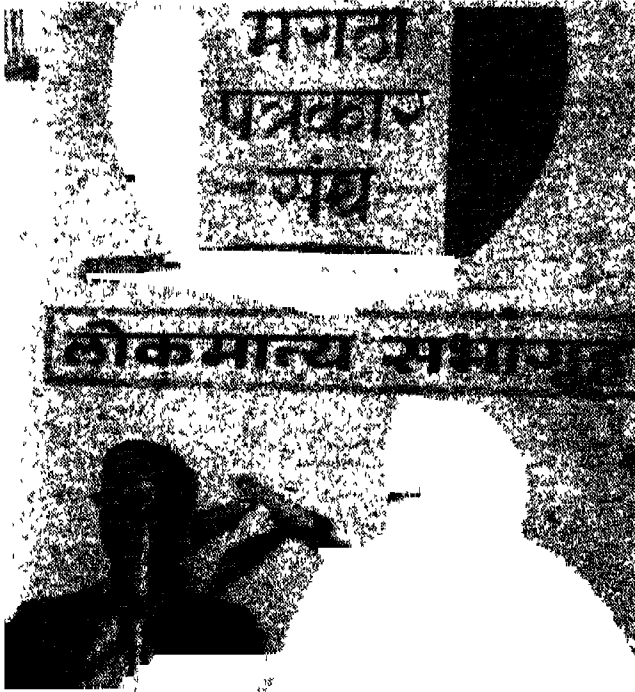
گڈھچرولی کے ضلع کلکٹر شری
گائیکواڑ نے ۱۵ اگست کو ادیباسیوں
میں چھ ہزار روپے کے برتن تقسیم کئے

باہمی اتحاد اور اعتماد کا ماحول پیدا کیا جائے ۔ شری وسنت راؤ پاٹل

بمبئی میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۰ ستمبر کو اس امر پر زور دیا کہ مختلف سماجی اور مذہبی فرقوں کے درمیان باہمی اعتماد کی فضا پیدا کی جائے تاکہ قومی ترقی کی راہ استوار ہو سکے۔

وزیر اعلیٰ یہاں مستان تالاب پر سہ روزہ فسادات مخالف کانفرنس کا افتتاح کر رہے تھے۔ انہوں نے اپنی افتتاحیہ تقریر میں مزید کہا کہ بدیسی راج کی غلامی کے دوران ہمارے ملک میں پھوٹ اور فساد کا بیج بویا گیا تھا۔ اب ہمارا یہی فرض ہے کہ پوری قوم کی بھلائی کی خاطر ان برائیوں کو دور کر دیں۔ ہمارا ملک گنجان آباد ہے اور ہماری قوم میں سب ہی مذہب و ملت اور عقائد کے لوگ شامل ہیں۔ اتنی بڑی آبادی اور قوم کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا سب سے اہم اور بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے یہی ہماری سب سے اول اور بڑی ذمہ داری ہے جسے پورا کرنے کے لئے ہمیں پورے اعتماد اور یک جہتی کے ساتھ کام کرنا چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ نے آگے کہا کہ بار بار فرقہ وارانہ فسادات اور بد اعتمادی کی فضا سے قوم کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ پڑتی ہے مجھے یقین ہے کہ یہ کانفرنس اور اس کے فیصلے ان مسائل کو سمجھنے اور فرقہ وارانہ فسادات کو ہمارے درمیان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنے میں مدد و معاون ہوں گے۔

شری ایس۔ ایم آئی اثیر وزیر برائے ٹرانسپورٹ، اوقاف اور جیل بھی اس کانفرنس میں موجود تھے۔

شری بیدی پروپکار سنگھ نے وزیر اعلیٰ اور مندوبین کا خیر مقدم کیا اور شری ملک زادہ منظور احمد نے شکریہ ادا کیا۔

ریاستی خبریں

وزیر اعلیٰ نے فصل بیمہ اسکیم کے سیمینار کا افتتاح کیا

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۱۱ ستمبر کو بمبئی میں فرمایا کہ کسانوں کے فائدے کے لئے ریاست کے زیادہ سے زیادہ علاقوں میں فصل بیمہ اسکیم کو نافذ العمل کرنا چاہیئے۔

فصل بیمہ اسکیم کے ایک سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے منترالیہ میں وزیر اعلیٰ نے اس بات کا اظہار کیا۔

آپ نے امید ظاہر کی کہ فصل بیمہ اسکیم بھی زندگی بیمہ اسکیم کی طرح فائدہ بخش ثابت ہوگی اور اس سے فصلوں کو تحفظ مل سکے گا اور ہر بعد کے فصل اگانے والے سال میں کسانوں کے مسائل کو کم سے کم کرنے میں مدد مل سکے گی۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اس اسکیم کا خاص مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ کسانوں کی فصل جب خرابی سے دوچار ہو تو انہیں اس کا معاوضہ مل سکے۔

مہاراشٹر میں فصل بیمہ اسکیم ۱۹۸۱ء میں پائلیٹ بنیاد پر جاری کی گئی اور اس کو صرف چند مخصوص فصلوں تک ہی محدود رکھا گیا تھا۔ اب یہ تجویز ہے کہ اس اسکیم بڑے پیمانے پر ساتویں منصوبے کی مدت کے دوران جاری کیا جا سکے۔ یہ سیمینار اس مقصد کے تحت منعقد کیا گیا ہے کہ بیمہ اور زرعی پیداوار کے سلسلے میں اس اسکیم کو نافذ العمل کرنے میں جن جن مسائل سے دوچار ہونا پڑے گا ان کی جانکاری پر ماہرین روشنی ڈال سکیں۔

وزیر زراعت شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار نے اس موقع پر جمع لوگوں کا خیر مقدم کیا اور فصل بیمہ اسکیم کی اہمیت کو بیان کیا۔

آپ نے اس بات پر زور دیا کہ بیمہ کی اقساط اور ضروری اوسط پیداوار کو اس طرح متعین کرے کہ یہ اسکیم کسانوں میں مقبولِ عام ہو سکے اور ان کے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔

مشہور ماہر اقتصادیات ڈاکٹر وی۔ ایم ڈانڈیکر اس موقع پر کہا کہ فصل بیمہ اسکیم کو پورے تعلقہ کے لئے رائج کرنا چاہیئے نہ کہ صرف انفرادی کسانوں کے لئے۔ آپ نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ اس اسکیم کو تمام فصلوں کے لئے لاگو کرنا چاہیئے اور یہ کہ ہر ریاست کے تمام تعلقہ جات کے لئے رائج ہونا چاہیئے تاکہ فصلوں کے لئے خطرے کے امکانات کو کسی حد تک کم کیا جا سکے۔

ڈاکٹر ڈانڈیکر نے یہ مشورہ دیا کہ اگر ریاست کے تمام کسانوں کا اس اسکیم کے تحت احاطہ نہ ہو رہا ہو تو کم از کم چھوٹے کسانوں کی بڑی تعداد کا ہی اس اسکیم کے تحت احاطہ کیا جانا چاہیئے۔

شری وی ایس پاگے، شری این ڈی پاٹل اور شری ہرش مندھا ایم ایل اے این سی بی آئی آر ڈی اور جنرل انشورنس کے نمائندوں نے اس سیمینار میں شرکت کی۔

حکومت قحط سالی جیسی صورتِ حال سے نمٹنے کیلئے پوری طرح مستعد

ریاستی کابینہ کے اہم فیصلے۔

امسال بارش نہ ہونے کے سبب مہاراشٹر کے چند علاقوں میں قحط سالی جیسی صورتِ حال پیدا ہو چکی ہے اور اس سے نمٹنے کے لئے ریاستی حکومت پوری طرح سے مستعد ہے۔ اس مقصد کے پیشِ نظر ریاستی کابینہ نے اپنے یہاں کل منعقدہ میٹنگ میں چند اہم فیصلے کئے ہیں جن کی رو سے خریف فصل کو بچانے کے لئے اقدامات کرنا، چارے کی کمی کو دور کرنا، ضمانت روزگار اسکیم اور پینے کے پانی کی سہولتیں فراہم کرنا شامل ہے۔ ان فیصلوں سے تمام متعلقہ افراد کو مطلع کرنے کے لئے انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔

ہر ضلع کے متعلقہ انچارج وزیر اپنے اپنے ضلعوں کا دورہ کر کے وہاں کے حالات کا جائزہ لیں گے اور آئندہ منعقد ہونے والی دوسری ریاستی کابینہ کی میٹنگ میں اپنی اپنی رپورٹوں کو پیش کریں گے۔ ضرورت کے پیشِ نظر مزید اقدامات بھی کئے جائیں گے تاکہ قحط سالی جیسے حالات سے مقابلہ کیا جا سکے۔ مذکورہ بالا فیصلہ بھی اس میٹنگ میں کیا گیا۔ وزیر اعلیٰ نے ریاست کے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ ریاستی حکومت کی طرف سے عطا کی گئی سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں اور حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں تاکہ ریاست پر چھائے ہوئے قحط سالی جیسے حالات ختم ہو جائیں۔

فصلوں کے بچاؤ کیلئے اقدامات

جولائی ۱۹۸۴ء کے اواخر تک ریاست کی ۱۲۵ لاکھ ہیکٹر اراضی میں سے ۱۱۷ لاکھ ہیکٹر اراضی پر بوائی کا کام سال رواں کی فصل خریف کے لئے مکمل کیا جا چکا ہے لیکن اس وقت سے پورے اگست مہینے تک بارش نہ ہونے کے سبب فصلوں کی حالت بہت خراب ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ بعض علاقوں میں فصلیں سوکھ چکی ہیں ان خریف فصلوں کو تباہی سے بچانے کے لئے اس کابینہ میٹنگ میں حسبِ ذیل فیصلے کئے گئے۔

ایسے کسان جن پر پانی کے بقایہ جات واجب الادا ہیں۔ ان کی ادائیگی پر اصرار نہیں کیا جائے گا اور انہیں آبیاری کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

ریاست میں مختلف پروجیکٹوں کے ذریعے اناج کی فصلوں اور چارہ کے لئے آبیاری کے پانی کی فراہمی کو فوقیت دی جائے گی۔

شکر کی اور دیگر نئی فصلوں کے لئے پانی فراہم کرنے کی منظوری نہیں دی جائے گی۔

چارے کی قلت

ریاست کے بعض علاقوں میں مویشیوں کے چارے کی شدید قلت محسوس کی جا رہی ہے لہٰذا اس قلت کو دور کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کئے گئے ہیں۔

چارے کی نقل و حمل کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے گا۔ چارے کی کاشت کا ایک پروگرام جاری کیا جائے گا اور اس پروگرام میں شرکت کرنے والے کاشتکاروں کو مفت پانی فراہم کیا جائے گا۔

محکمۂ جنگلات اور دیگر محکمہ جات کی چراگاہوں کی نیلامی کے لئے ضلع کے کلکٹر کی اجازت ضروری ہوگی تاکہ متعلقہ کلکٹر مویشیوں کے چارے کی مقامی ضرورت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اگر ضروری ہو تو چراگاہ کو نیلام ہونے سے روک سکے۔ جہاں کہیں بھی ضرورت محسوس ہوگی مویشیوں کے شیڈ بنائے جائیں گے۔ شیڈ کی تعمیر کے وقت حتی الامکان کوشش یہی ہوگی کہ وہ شکر فیکٹریوں کے قریب ہوں اور اس مقام پر پانی بھی کافی مقدار میں آسانی کے ساتھ پہنچایا جا سکتا ہو۔ فی الوقت کسانوں کو فی مویشی ۲۰۰ روپے کے حساب سے فی کسان زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپے بطور تگاوی مویشیوں کے چارے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ ریاست میں چارے کی شدید قلت کے پیشِ نظر اس رقم کو بڑھا کر بالترتیب ۴۰۰ روپیہ اور ۲۰۰۰ روپیہ کیا جائے گا۔ جہاں تک ممکن ہو کاشتکاری کے کام آنے والے مویشیوں کو ضمانتِ روزگار اسکیم کے تحت جاری کئے جانے

والے کاموں میں استعمال کیا جانا چاہئے۔ اس سے ان کاموں کے تحت مزدوری پر خرچ کی جانے والی اقل ترین رقم میں رعایت برتی جا سکے گی۔ سرکاری گوداموں میں جمع وہ اناج جو انسانی استعمال کے قابل نہ ہو لیکن مویشیوں کی غذا کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہو، مویشیوں کو دیا جانا چاہئے۔

ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کام حاصل کرنے والوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حکومت زیر زمین بندھ کی تعمیر

کھار اراضی کی ترقی نیز مانسون کے اواخر میں آبپاشی اور پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے عارضی بندھ کی تعمیر جیسے تعمیراتی کام جاری کرے گی۔

علاوہ ازیں فارمنگ کارپوریشن اور زرعی یونیورسٹیوں کے علاقوں میں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت تا ترجیحی بندی سے کام بھی جاری کئے جائیں گے۔ دیہی تالاب بنانے کے کام بھی اختیار کئے جائیں گے جہاں کہیں بھی سڑکوں سے کام کرنا ضروری ہوگا وہاں ایسے کاموں پر اخراجات کی شرح کو ۳۳ فی صدی سے بڑھا کر ۴۰ فی صد کیا جائے گا۔

دیگر اقدامات

کابینہ نے پینے کے پانی کی قلت کے شکار علاقوں میں پانی فراہم کرنے کا بھی فیصلہ کیا۔ یہ طے کیا گیا کہ پینے کے لئے پانی نیز مویشیوں کی ضرورت کے لئے پانی کے ذخیرے رکھے جائیں گے۔

یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مہاراشٹر اسٹیٹ ایگری کلچرل کارپوریشن ریاست کی زرعی یونیورسٹیوں اور زرعی کالجوں کو ترجیحی بنیاد پر بیج فراہم کئے جائیں گے۔

قحط سالی جیسی صورتِ حال سے نمٹنے کیلئے سرکاری مشنری کے خصوصی اقدامات
— آل انڈیا ریڈیو سے ریلیف کمشنر کا نشریہ —

ماہ اگست کے دوران ناکافی بارش کی وجہ سے ریاست میں کئی اضلاع میں قحط سالی کی سی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم گزشتہ تین یا چار دنوں میں ہوئی اچھی بارش کی وجہ سے صورتِ حال کافی حد تک بہتر ہو گئی ہے۔ اب ربیع کے لئے تخم ریزی کا آغاز ہوا نیز پانی اور چارے کی قلت جیسے مسائل کی شدت میں بھی کمی آئیگی۔

ریاستی راحت کمشنر شری وی رنگناتھن حال ہی میں آکاش وانی ریڈیو سے اپنے نشریہ میں صورتِ حال کی وضاحت کی۔ آپ نے کہا کہ ماہ جولائی میں ہوئی اچھی بارش کی وجہ سے ریاست میں خریف فصل کی بوائی کے تحت آنے والی ۱۲۵ لاکھ ہیکٹر اراضی میں سے ۱۱۷ لاکھ ہیکٹر اراضی پر خریف کی بوائی ہو چکی ہے۔

شری رنگناتھن نے کہا کہ ۳ راگست سے ۸ رستمبر تک ناکافی بارش کی وجہ سے قحط سالی کی سی صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔ ریاستی حکومت نے حالات کو بہتر بنانے کے لئے اہم اقدامات کئے۔ آپ نے بتایا کہ کھڑی فصلوں کے تحفظ نیز کسانوں اور کھیت مزدوروں کو ملازمت کی فراہمی اور مویشیوں کے لئے چارے کی فراہمی کے لئے حکومت نے فوری اقدامات کئے۔ محکمہ آبپاشی کے ٹینکوں میں لوگوں اور مویشیوں کی خاطر پینے کا پانی جمع کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔

شری رنگناتھن نے صورتِ حال کو بہتر بنانے کے لئے کئے گئے اقدامات کی تفصیل پیش کی جن کے بعض نکات یوں ہیں: مہاراشٹر اسٹیٹ سیڈ کارپوریشن اور زرعی یونیورسٹیوں نیز ان کے سیڈ پروگرام کے لئے ترجیحی بنیاد پر پانی کی فراہمی، کسانوں کو کھڑی فصل کی آبپاری کے لئے پانی کی فراہمی۔ قطع نظر اس سے کہ کسان پر پانی کے ٹیکس کے بقایاجات واجب الادا ہیں یا نہیں۔ غلّے کی کاشت اور چارے کی کاشت کے لئے نہروں کے پانی کی فراہمی، وغیرہ۔

ساوتری بائی پھلے ایوارڈ
اب تین خواتین میں تقسیم کیا جائے گا

۸۴-۱۹۸۳ء سے حکومت مہاراشٹر نے ساوتری بائی پھلے ایوارڈ اسکیم میں ترمیم کر دی ہے اور اب یہ ۵۰۰۰ روپے کا انعام صرف ایک خاتون کو دیئے جانے کی بجائے تین خواتین کو دیا جائے گا۔

حکومت مہاراشٹر نے ۸۱-۱۹۸۰ء میں ساوتری بائی پھلے ایوارڈ جاری کیا تھا اور ہر سال صرف ایک خاتون کو تعلیم نسواں، سماج کے کمزور طبقات سے تعلق رکھنے والے بچوں کی تعلیم، سماجی نوعیت کے کاموں میں اعلیٰ خدمات کو سراہتے ہوئے پیش کیا جاتا تھا۔

وزیرِ اعظم نے ونوبا جی کی سوانح حیات کا اِجراء کیا

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۱ ستمبر کو آنجہانی اچاریہ ونوبا بھاوے کی ۸۹ ویں جنم دن کے موقع پر اچاریہ ونوبا جی کی سوانح حیات " ونوبا جیون درشن " کا اجرا کیا ۔ اس کتاب کے مصنف ونوبا جی کے بھائی شری شیوا جی بھاوے ہیں ۔

شریمتی اندرا گاندھی نے اچاریہ ونوبا بھاوے کی ایک قریبی ساتھی شریمتی نرملا دیش پانڈے کو پہلی کاپی پیش کی ۔
اس سوانح حیات کو ریاستی حکومت کے اسٹیٹ بورڈ آف لٹریچر اینڈ کلچر نے شائع کیا ہے
سوانح حیات کا اجرا کرتے ہوتے وزیر اعظم نے فرمایا کہ ونوبا جی کو اپنے پہلے ستیہ گرہی کی حیثیت سے منتخب کر کے گاندھی جی نے عزت بخشی ۔
شریمتی گاندھی نے فرمایا کہ ان کی سوانح حیات کا مطالعہ ہر ایک پر لازم ہے تاکہ ان کے فلسفے کو سمجھا جا سکے جس سے نہ صرف ہم مستفید ہوں گے بلکہ پورے سماج کا بھلا ہوگا ۔
آپ کے نعرے "جے جگت" کا حوالہ دیتے ہوئے شریمتی گاندھی نے فرمایا کہ اس نعرے سے ثابت ہوتا ہے کہ ونوبا جی کسی خاص فرقے کی نہیں بلکہ ساری دنیا کی بہتری چاہتے تھے ۔
ابتدا میں وزیر اعظم نے اچاریہ ونوبا بھاوے کی تصویر کی گلپوشی کی ۔
ڈاکٹر سریندر بارلنگے ، چیئرمین اسٹیٹ بورڈ آف لٹریچر اینڈ کلچر گورنمنٹ آف مہاراشٹر نے وزیر اعظم کی خدمت میں کانسے کا لیمپ پیش کیا اور مہمانوں کا خیر مقدم کیا ۔

مذکورہ بورڈ کے سیکریٹری شری سوریہ کانت رشمکھ نے وزیر اعظم کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا ۔

شری وی ۔ این گاڈگل مرکزی وزیر مملکت برائے مواصلات شری شیوراج پاٹل مرکزی وزیر برائے سائنس ، شریمتی رام دلاری سنہا مرکزی وزیر مملکت برائے امور داخلہ ، شری غلام نبی آزاد مرکزی وزیر مملکت برائے اطلاعات اور نشریات ، شری اے ۔ پی شرما سابق گورنر ، ریاست مغربی بنگال اور دیگر ممتاز افراد اس موقع پر موجود تھے ۔

امریکی سفیر کی وزیر اعلیٰ سے ملاقات

بھارت میں امریکہ کے سفیر مسٹر ہیری جی برنس نے ۱۱ ستمبر کو منترالیہ میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل سے ملاقات کی ۔ سفیر موصوف بمبئی میں امریکہ کے قونصل جنرل ہیری اے کاسیل کے ہمراہ تشریف لائے تھے ۔

سیکوریٹی گارڈس کی طرف سے وزیر اعلیٰ راحت فنڈ میں ۴۴۰۰۰ روپے کا عطیہ

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل کی خدمت میں مہاراشٹر سیکوریٹی گارڈس بورڈ کے سکریٹری شری ایس ۔ ایس رانا ڈے اور شری مادھو راؤ بھوسلے نے ۴۴۰۰۰ روپے کا ایک چیک وزیر اعلیٰ فنڈ برائے فساد زدگان کے لئے پیش کیا ۔

مہاراشٹر سیکوریٹی گارڈس بورڈ کے عملے نے اپنی ایک دن کی اجرت بطور عطیہ دے کر یہ رقم جمع کی ہے ۔

پانچ دیہی ترقیاتی پروگرام کیلئے ۲۶۹۷ لاکھ روپے کی امداد

عوامی اقدام برائے ترقیات (پیڈ) مہاراشٹر نے پانچ دیہی ترقیاتی پروجیکٹوں کے لئے مجموعی طور پر ۲،۹۷،۳۰۰ روپے منظور کئے ہیں ۔ ان میں سے دو ناندیڑ میں ہیں اور باقی تین کا تعلق سندھو درگ ، وردھا اور بھنڈارہ اضلاع سے ہے ۔
یہ فیصلہ ۱۹ ستمبر کو منترالیہ ، بمبئی میں منعقدہ پیڈ کی گورننگ کونسل کی میٹنگ میں کیا گیا ۔ وزیر برائے زراعت و باغبانی شری نانا بھاؤ ایمبڈوار نے اس میٹنگ کی صدارت کی ۔
آج کی میٹنگ میں جن پروجیکٹوں کے لئے منظوری دی گئی

ساطریح ہیں۔ کھادی گرام ادیوگ پرتشٹھان پونے ،
وردگ ضلع کے پالون تعلقہ کے شراون دیہات میں زراعت
باغبانی کی ترقی، یہ کام کھادی گرام ادیوگ پرتشٹھان پونے نے
ذمہ لیا ہے اور روپیہ ۶۵,۰۰۰ سنسکرتی سنوردھن منڈل
نگر، ناندیڑ ضلع، تعلقہ بلولی زراعت اور باغبانی کا پروجیکٹ
۵۲۸۰۰ روپے، وردھا کے سیواگرام آشرم کا ۰۰۰,۷۰ روپے
کا زرعی و باغبانی پروجیکٹ پروگریسیو فرینڈ سرکل،
اندیڑ، مقام مکھیڑ زرعی رہنمائی پروجیکٹ مالیت ۵۹,۵۰۰
ہے۔

بھنڈارہ ضلع کے گونڈیا تعلقہ کے مقام آمگاؤں کے ڈیری
ی پالن پروجیکٹ کے لئے ۵۰,۰۰۰ روپے، علاوہ ازیں پیڈ
امر ایگریکلچر ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ فاؤنڈیشن کے اشتراک
۲ چھوٹے اور درمیانی کسانوں کو بیجوں کی پیدائش کی خاطر
بھی دی ہے۔

بشمول ان پروجیکٹوں کے پیڈ نے ابھی تک ۸۲ پروجیکٹوں
ی اعانت کی ہے۔ مجموعی امدادی رقم ۵۲ لاکھ روپے ہے
پینے کے پانی کی فراہمی کے ۱۲۰ پروگراموں کو بھی مالی امداد
ی ہے۔ پیڈ کی مہم کے تحت مرکزی حکومت نے بھی
روجیکٹوں کے لئے ۶ کروڑ روپے کی امداد فراہم کی ہے۔

ٹرانک کے شعبے میں جدید تکنیک کو
مال کیجئے۔ ـــ وزیر مالیات شری شندے

شری سوشیل کمار شندے وزیر مالیات نے بمبئی میں
یر کو ٹیکنالوجی کے ماہرین سے درخواست کی کہ وہ الیکٹرانک
شعبے میں جدید تکنیک کو بروئے کار لائیں تاکہ ملک کے دستیاب
وسائل سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کیا جا سکے۔
آپ یہاں ہوٹل پریسیڈنٹ میں "عوامی ذرائع ترسیل و
"پر جدید تکنیک اور کمپیوٹر کا اثر" کے موضوع پر منعقدہ
ار اور نمائش کے افتتاحی اجلاس میں حاضرین
طاب کر رہے تھے۔ اس سیمینار اور نمائش کا اہتمام ایسوسی ایشن
ی اینڈ وانسمنٹ آف سائنس (بمبئی چاپٹر) اور کلیری
س سرکل کی جانب سے کیا گیا ہے۔
شری شندے نے مختلف میدانوں میں ریاست کی ترقی
ج

کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ حکومت الیکٹرانک صنعت کی اہمیت سے
باخبر ہے لہٰذا الیکٹرانک سے متعلقہ اجزاء پر عائد ایکسائز ڈیوٹی
میں تخفیف کرنے کی کارروائی جاری ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ ریاستی
حکومت مواصلاتی صنعت کی ترجیحی اہمیت کی بھی قائل ہے۔
ریاست میں الیکٹرانک کی ترقی کے لئے سیکوم ناگپور میں اس غرض
سے ایک خصوصی انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کرنے والی ہے۔
پروفیسر رام سوامی سابق ڈائریکٹر نیشنل انسٹی ٹیوٹ
فار ٹریننگ ان انڈسٹریل انجینئرنگ نے کلیدی
خطبہ دیا۔

شری مانک روپانی نے مہمانوں کا خیر مقدم کیا۔ پروفیسر
وی مہادیو نے شکریہ ادا کیا۔

شری رانے کی امریکہ روانگی

اسٹیٹ ڈائریکٹر آف شوگر شری وی پی رانے، آئی اے ایس
۱۶ ستمبر کو بمبئی سے امریکہ کے لئے جدید تکنیک کے ذریعہ آلودگی
کی روک تھام اور توانائی کا دوبارہ استعمال کرنے کی تربیت کے
لئے روانہ ہو گئے۔
شری رانے یورپ کے کچھ دیگر ممالک کا بھی دورہ کریں گے۔
اپنے دورے کے دوران شری رانے ان ممالک میں رائج طریقوں
کے طریقہ کار کا بھی بذاتِ خود معائنہ کریں گے تاکہ ریاست مہاراشٹر
کے شکر کارخانوں میں ان کا استعمال کیا جا سکے۔
شری رانے اس عہدے پر گذشتہ چار سالوں سے فائز
ہیں۔ شکر کی صنعت میں آپ کی کارکردگی کو سراہا گیا ہے۔

جھونپڑ پٹی علاقوں کیلئے
بمبئی میونسپل کارپوریشن کو حکومت کی
طرف سے ۲ کروڑ روپے کی امداد

حکومت مہاراشٹر نے بمبئی عظمیٰ کے
جھونپڑ پٹی علاقوں میں ۲۰ نکاتی پروگرام کے تحت بمبئی میونسپل
کارپوریشن کو بنیادی ضرورتیں مہیا کرنے کیلئے ۲ کروڑ روپے
بطور خصوصی گرانٹ دینا منظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔
یہ رقم سال ۸۵-۱۹۸۴ء کے لئے دی گئی ہے۔

دیہی بے زمین بے روزگار مزدوروں کے فائدے کے لئے اسکیم

حکومت ہند نے دیہی بے زمین کسانوں کیلئے ضمانت روزگار اسکیم پروگرام (آر۔ایل۔ای۔جی۔پی) جاری کیا ہے تاکہ بے زمین مزدوروں کو روزگار فراہم کیا جاسکے اور دیہی معاشیات کی ترقی کو تیز تر کرنے کے لئے ادنیٰ دیہی ڈھانچوں کو مضبوط بنایا جاسکے۔

اس اسکیم کے تحت محیط کئے گئے کاموں سے ہر فرقے کے کمزور لوگوں کو فائدہ حاصل ہوگا۔ مزید یہ کہ ان پچھڑے علاقوں کے کاموں کو اولیت دی جائے گی جہاں بے روزگار بے زمین مزدور، درج فہرست جاتیوں و قبائل کے افراد کی کثیر تعداد موجود ہوگی۔

یہ اسکیم مرکزی حکومت کی طرف سے ۱۵ اگست ۱۹۸۳ء کو جاری کی گئی تھی۔ اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ سال میں کم از کم ۱۰۰ دن تک ہر بے زمین مزدور کے خاندان میں سے کم از کم ایک فرد کو روزگار کی ضمانت مل سکے۔ دیہی بے زمین ضمانت روزگار پروگرام کو موجودہ ضمانت روزگار اسکیم کے خطوط پر نافذ کیا جائے گا اور ضلعی کلکٹر اس اسکیم کو نافذ کریں گے

دیہی بے زمین ضمانت روزگار پروگرام، ۲۰۔ نکاتی پروگرام اور قلیل ترین مزدوریاتی پروگرام سے پروجیکٹوں کے کاموں کا، جیسے دیہی واسطوں کی تعمیر ترقیات اراضی، افتادہ اراضی کا سدھار، سماجی جنگل باتی، آب وگل کے تحفظی کام وغیرہ کا احاطہ کرتا ہے۔

اس اسکیم سے تحت کام کرنے والے مزدوروں کو کم قیمت پر اناج فراہم کیا جاتا ہے۔

پروفیسر گوریکر سینٹ زیویرس کالج میں اعزازی پروفیسر

یہ خبر علمی اور ادبی حلقے میں مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ سینٹ زیویرس کالج (بمبئی) کے شعبۂ اردو، فارسی اور اسلامیات کے سابق صدر ڈاکٹر نظام الدین ایس گوریکر ایم اے پی ایچ ڈی، ڈی لٹ کو ان کی چالیس سالہ تدریسی اور تحقیقی خدمات کے پیش نظر خداوندان کالج نے بمبئی یونیورسٹی کی منظوری سے اپریل ۱۹۸۸ء تک اعزازی پروفیسر کی حیثیت سے ان کی خدمات کو جاری رکھا ہے۔ وہ کالج کے ایم، اے اور پی ایچ ڈی کے طلبا کی رہنمائی کرتے رہیں گے ۔ یہ درحقیقت بہت بڑا اعزاز ہے۔

ڈاکٹر گوریکر کو بلدیۂ کلیان نے اپنی سوا سو سالہ (۱۲۵) جشن کے موقع پر ۱۹۸۱ء میں کلیان بھوشن، میتملی دریا پیٹھ نے ۱۹۸۲ء میں مہامہو پادھیا (استاذ الاساتذہ)، اور کل ہند فارسی اساتذہ کانفرنس نے ۱۹۸۳ء میں ممتاز استاد فارسی کے خطابوں سے نوازا ہے۔ سال رواں میں روٹری کلب نے ان کو اعزاز روٹیرین بنایا ہے۔ اسی طرح کل ہند گجراتی ساہتیہ سمیلن، کوکن انٹرنیشنل ۔ اور بلدیۂ بمبئی عظمیٰ نے ان کی خدمات کا خاطر خواہ اعتراف کرکے اعزازات سے نوازا ہے۔

پروفیسر گوریکر کئی ایک کتابوں کے مصنف ہیں جن میں ان کی گلیمپسیز آف اردو لٹریچر، طوطیان ہند، نوائے وقت، اردو مراٹھی لغت اور انڈو ایران روابط قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں وہ اسکول اور کالج کے طلبہ کے لئے اردو، فارسی و عربی نصابی کتب کے شریک مرتب رہے ہیں۔ ان کے مضامین اردو اور انگریزی رسالوں میں اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔

گوریکر صاحب کل ہند اور بین الاقوامی اجتماعوں اور مذاکروں میں مدعو کئے جاتے ہیں اور کئی ایک کا افتتاح یا شعبوں کی صدارت بھی کی ہے۔ کل ہند اور نیشنل کانفرنس، آل انڈیا پرشین ٹیچرس کانفرنس آل انڈیا اردو ٹیچرس کانفرنس اور دوسرے سیمیناروں میں نہ صرف شرکت کی ہے بلکہ ایک دو شعبوں کی صدارت بھی کی ہے۔

پروفیسر گوریکر انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (بمبئی) کے ۱۹۷۵ء سے ڈائرکٹر اور اس کے ترجمان، نوائے ادب کے ایڈیٹر اور ہیرا س انسٹی ٹیوٹ آف انڈین ہسٹری اینڈ کلچر کے معاون ڈائرکٹر ہیں۔

ڈاکٹر گوریکر مہاراشٹر کے ضلع تھانے میں دس سال تک ایس ای ایم رہے اور اردو اکادمی کے شروع سے ممبر نامزد کئے گئے ہیں۔

PRINTED AT THE GOVT. PHOTOZINCO PRESS, PUNE-1984

سستھا کا ایک روزہ مخلوط نسل کا بچھڑا جس کا وزن ۳۹ ۲ گرام ہے ۔

مراٹھواڑہ ترقیاتی کارپوریشن سے مخلوط نسل کے مویشیوں کی افزائش نسل کے لئے مراٹھواڑہ کے سات اضلاع میں فارم کھولے ہیں۔ تاکہ کسانوں میں ڈیری صنعت سے متعلق شعور پیدا کیا جائے۔ پربھنی کرشی گوسنوردھن سنستھا میں قبائلی خاندانوں کو بھی ڈیری اور مویشی پالن کی تربیت دی جاتی ہے ۔

جرسی مخلوط نسل کی گائے جس نے ۳۰۰ روز میں ۶۰۰۰ لیٹر دودھ دیا ۔

شائع کردہ: شری شانتارام سگنے، ڈائریکٹر جنرل آف انفارمیشن اینڈ پبلک ریلیشنز، گورنمنٹ آف مہاراشٹر، منترالیہ۔ بمبئی ۴۰۰۰۳۲
مطبوعہ : گورنمنٹ سینٹرل پریس بمبئی ۴۰۰۰۰۴ / گورنمنٹ فوٹو زنکو پریس۔ پونے۔ ۱

راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج خصوصی نمبر

قومی راج

سالانہ: دس روپے
فی کاپی: پچاس پیسے

۱۰/ اکتوبر ۱۹۸۲ء
تا
۲۵/ اکتوبر ۱۹۸۲ء
(مشترکہ شمارہ)

ہر ماہ کی ۱۰/ اور ۲۵/ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۱ شمارہ ۱۹، ۲۰

ترتیب:

صفحہ نمبر

چیف ایڈیٹر: ایس ۔ کے ۔ تیگئے
مینیجنگ ایڈیٹر: ریاض احمد خان
ایڈیٹر: فیروزہ فیاض خان

* اعظم عباس شکیل
۲۴ - سی ایچ جی II ، ویکاس پوری - نئی دہلی ۱۱۰۰۱۹

قومی راج کا شمارہ ۱۴ کافی دنوں کے بعد پڑھنے کو ملا۔ فصیح اکمل صاحب کا مضمون "شمیم کرہانی شخصیت اور فن" بہت خوب ہے۔ حالانکہ اس تاثراتی مضمون میں شمیم کرہانی کے فن پر بہت کم لکھا گیا ہے جبکہ یہ ان کا فن ہی تھا جس نے ایک پورے ادبی دور میں انہیں مستند شعراء کی ایک بڑی بھیڑ میں نمایاں اور سب سے الگ رکھا۔ افسوس ہے کہ اب تک ان کے فن پر ایک بھی بھرپور مضمون شائع نہیں ہوا۔ فصیح اکمل صاحب کے مضمون میں ان کی یادداشت نے انہیں کم از کم دو جگہ دھوکہ دیا ہے۔ جس کی تصحیح نہایت ضروری ہے۔ اول انہوں نے جہاں شمیم کرہانی سے اصلاح لینے والوں کے نام لکھے ہیں، وہاں کرتار سنگھ دگل کا نام صحیح نہیں ہے۔ دراصل ان کے حلقۂ ارباب فکر میں جناب درشن سنگھ دگل صاحب شامل تھے جن کا نام اس جگہ ہونا چاہیئے تھا۔
(دیکھیئے "حرف نیم شب" کا حرف آغاز)
دوم "ایوان غالب" میں جس آخری مشاعرہ کا ذکر ہے وہ جناب قمر رئیس کے اہتمام سے نہیں بلکہ جناب شارب ردولوی صاحب کے زیر اہتمام ہوا تھا۔ تصدیق کے لیے اس مشاعرہ کا دعوت نامہ محفوظ ہے۔ برائے مہربانی اپنے آئندہ شمارے میں ان باتوں کی تصحیح ضرور فرما دیں۔

○ محمد رضی الدین معظم بی کام، بی ایڈ، ایل ایل بی (عثمانیہ)
۸۶۶-۳-۲۰، رحیم منزل، شاہ گنج - حیدرآباد ۵۰۰۰۰۲ (اے پی)

آج کے نام نہاد ماڈرن دور میں جبکہ تڑک بھڑک اور نمود و نمائش ہی کو ادب عالیہ سمجھا گیا ہے۔ "قومی راج" کا ہر شمارہ بدستور اپنی متانت، سنجیدگی اور گہرائی کا حدی خواں بن کر ادبی قافلے کی رہنمائی کرنے کے لئے ابھرتا ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ وہ صرف نامور و ممتاز مسلّمہ — اور قدیم فنکاروں کی تخلیقات کو جلو میں لئے ہوئے رہتا ہے — بلکہ جدید ترین ادیب، قلمکار، شاعر سبھی اس کی گراں قدر بزم عالیہ میں رونق افروز رہتے ہیں۔ قدیم و جدید ادب کا یہ امتزاج الگ الگ نشاندہی نہیں کرتا بلکہ ادبی روایات کے ایک فطری ارتقار کو ظاہر کرتا ہے۔ جدید ادیبوں کی آوازیں اپنے پیش رو ادباء کی دھمک صاف سنائی دیتی ہے۔ علاوہ معنوی خوبیوں کے یہ بات بھی لائق ستائش ہے کہ بحیثیت مجموعی اس کی کتابت، طباعت اور تصاویر کی رنگینی بھی مدیران کی ذہنی صلاحیتوں اور خوش مذاقی کا کھلا ثبوت ہیں۔ آج ہمارے بہت سے رسالے تو اس ظاہری حسن سے بھی عاری ہیں۔ بہرحال آپ حضرات جس خوبصورتی و نفاست سے اس کی ترتیب و تدوین فرما رہے ہیں، اس کے لئے قابل مبارکباد ہیں۔

• عبد الرؤف
اقبال روڈ،
دھولے (مہاراشٹر)

قومی راج، ہمارے مہاراشٹر کی آن بان اور شان کو جس خوبصورتی سے پیش کر رہا ہے اور علم و ادب کے خزانوں میں بیش بہا اضافہ کر رہا ہے اس کی مثال ملنی مشکل ہے۔ ہر شمارہ اپنے منفرد مقالات اور مضامین نظم و نثر کے اعتبار سے قابل تعریف ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ کہ اس کے صفحات میں ہندوستان کے مختلف شہروں، صوبوں اور علاقوں کے فنکار نظر آتے ہیں۔ کہانیوں، افسانوں کی کمی دور کی جا سکے تو اس کی مقبولیت میں زبردست اضافہ ہوگا۔

• عبد المنّان صدیقی
ساتویں گلی - مالیگاؤں (ناشک) مہاراشٹر،

"قومی راج" کا ہر شمارہ ہر لحاظ سے ایک ایسی دستاویز کی صورت میں شائع ہوتا ہے کہ اس کا ورق ورق قابل مطالعہ ہوتا ہے اور تعمیری انداز میں ملک و قوم کو روشن راہوں اور خوشحالی کی سمت کی رہنمائی کے بنیادی پہلو کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ قابل مبارکباد ہے آپ کا ادارہ اور ہماری سرکار جو اردو کا اس قدر معیاری رسالہ ہر پندرہ دن بعد پیش کرتی ہے۔

وزیرِ اعلیٰ کا پیغام

سنت تکڑوجی مہاراج:
سماج سدھار انقلابی اور مفکّر

" یہ بہت خوشی کی اور فخر کی بات ہے کہ " قومی راج " راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج کی ۷۵ سالہ یوم ولادت کے موقع پر ایک خصوصی نمبر نکال رہا ہے۔

راشٹر سنت ایک سماج سدھار انقلابی اور مفکر تھے جن کے پیشِ نظر عوام کی بہبود سب سے اہم کام تھا اور وہ ہندوستانی عوام کی خوش حالی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اپنی اِس جدوجہد کے دوران انہوں نے مذاہب، ذات پات اور نسل کی دیواروں کو توڑ ڈالا اور ایک نئے سماج کی تشکیل کا خواب دیکھا جہاں تمام انسان ایک خدا کے بندے بن کر اور آپس میں مل جل کر رہیں گے۔ جہاں امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ باہمی اتفاق اور اتحاد کی فضا ہوگی جہاں ہر نفس اور ہر موضع خودکفیل ہوگا اور ملک کا مستقبل درخشاں نظر آئے گا۔ اس مقصد کے لئے وہ گلی گلی، کوچہ کوچہ، گاؤں گاؤں گھومتے رہے اور وہاں زبانی اور تحریری دونوں طریقوں سے انسانوں کی فلاح و بہبود کی کوششیں کیں ——— جدوجہدِ آزادی میں بھی آپ نے نمایاں کام کیا۔ ان کی پُرجوش تقریروں نے لوگوں میں نیا عزم پیدا کیا — ان کی ان خدمات کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہمارے پہلے صدرِ ہند شری راجندر پرشاد نے انہیں " راشٹر سنت " کا خطاب عطا کیا۔ انکی لکھی کتاب " گرام گیتا " دیہاتیوں کی زندگی میں انقلاب پیدا کرنے کی کنجی ہے۔ اگر سنت تکڑوجی کے خواب پورے ہوئے تو ہمارا ملک رشکِ جنت ہو جائے گا۔ وزیرِ اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ۲۰۔ نکاتی پروگرام کے تحت یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ آئیڈیل موضع کی تشکیل کے خواب شرمندۂ تعبیر ہوں۔

مجھے یقین ہے کہ " قومی راج " کا یہ نمبر راشٹر سنت کے عقلیت پسندانہ نظریئے کو عوام تک پہنچانے میں معاون ثابت ہوگا اور " سرو دھرم سمبھاؤ " اور قومی یک جہتی کی بھاؤنا پیدا کرنے میں مدد دے گا۔ "

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت داؤ پاٹل

راشٹر سنت کے قومی یک جہتی کے پیغام کو فروغ دیں

—— وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی

راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج ہماری قومی مضبوطی کا ایک اہم ستون ہیں۔ انھوں نے گاندھیائی نکتہ نظر کے مطابق کئی تعمیری کاموں کا بیڑا اٹھایا اور ان میں سب سے اہم دیہی فروغ کا کام ہے۔ قومی یک جہتی سیکولرزم اور دیہی ترقی کے لئے ان کے کارہائے نمایاں کی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ لوگ ان کی پرکشش شخصیت اور بھجنوں سے بے حد متاثر ہوئے۔ میں بھی ان لوگوں میں سے ایک ہوں اور اس عظیم سنت کے کاموں سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے ان سے ملنے کا شرف پہلی بار ناشک میں حاصل ہوا اور اس کے بعد میں ان سے تین چار مرتبہ ملی۔ میں ان کے آشرم موزری اس وقت گئی تھی جب میں آل انڈیا کانگریس کی صدر تھی میں ان کی اجتماعی پرارتھنا تقریب سے بہت مرعوب ہوئی تھی۔

راشٹر سنت نے اس بات کی تبلیغ کی کہ ہر مذہب کے ماننے والوں کو مل جل کر رہنا چاہیئے تاکہ حب الوطنی اور قومی یک جہتی کو فروغ دیا جاسکے۔ فی الحال یہ دیکھا جارہا ہے کہ ملک کے مختلف مذاہب کے مختلف ادارے ان کوششوں میں لگے ہیں کہ اپنے آپ کو مضبوط کریں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ ہمارے ملک ہندوستان کے خصوصی کردار کو نظر انداز نہ کریں اور قومی یک جہتی کو فروغ دینے کی کوشش کریں۔ اصل میں ہمیں ایسے اداروں کی ضرورت ہے جو مثالی کرداروں کو پیدا کریں۔ ان تمام متعصب اداروں کو چاہیئے کہ ہندوستان کو ایک اکائی کی طرح سمجھیں۔ مہاتما گاندھی نے اپنی زندگی کی قربانی اسی مقصد کے لئے دی۔

راشٹر سنت کے بھجن انہیں خیالات کی غمازی کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسی بات کی تبلیغ کی۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم راشٹر سنت کے قومی یک جہتی کے پیغام کو فروغ دیں۔ اور سرو دھرم سمبھاؤ یا سیکولرزم کو اپنائیں اور پوری دنیا کے سامنے اپنی ایکتا کی مثال پیش کریں۔

[۳ راگست ۱۹۸۴ء کو دہلی میں راشٹر سنت کی بھجناولی کی اشاعت پر وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کی تقریر سے ماخوذ]
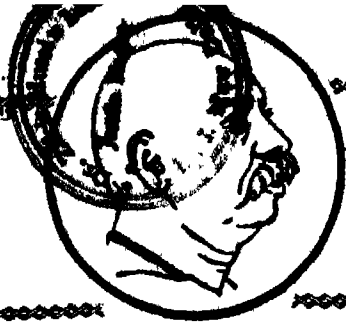
راشٹر سنت جی کی بے مثال تقریر

آج دنیا کے مختلف کونوں سے ہم یہاں اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ بھائی چارہ، محبت، اخوت اور امن کا پیغام پھیلائیں۔ ہم ایمانداری کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دنیا بھر کے مذاہب انسانیت کے فروغ کی تعلیم دیتے ہیں دنیا کے ہر نفس کے لئے امن وامان کا تصور بھی یکساں ہے۔ کیا ہم یہ کبھی کہہ سکتے ہیں کہ مہاتما بدھ، شری کرشن، حضرت محمدؐ حضرت عیسیٰ اور مہاتما گاندھی جیسی ہستیوں نے عالمی بقا وامن کی تعلیم نہیں دی! ناممکن۔ میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ہوں کیونکہ ان تمام مہان آتماؤں کا مقصد یہی تھا کہ بنی نوع انسان کا بھلا ہو اور اس میں انہیں کامیابی بھی عطا ہوئی۔

چاہے ہم کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہوں مگر ہر مذہب کا مطمح نظر انسانوں کی خوشی کے سوا اور کچھ نہیں۔ مذہب کی بنیاد ہی امن اور بھائی چارگی میں مضمر ہے۔

مذہب انسانوں کو ایک کڑی میں جوڑ دینا چاہتا ہے یعنی مذہب کا کام جوڑنا ہے، توڑنا نہیں۔ پھر ہم کیوں مذہب کے نام پر لڑتے جھگڑتے ہیں؟ فساد پھیلاتے ہیں؟

ہم پیار سے رہنے کے لئے پیدا ہوتے ہیں مگر افسوس کہ ہم نے اپنے پیغامبروں کی تعلیم کو بھلا دیا اور اپنے آپ کو بے جا جھگڑوں اور فسادوں میں پھنسا لیا۔ مذہب کی غلط ترجمانی محض اپنے ذاتی مفاد کے لئے کی اور انسانی قدروں کا استحصال کیا۔

اس استحصال کا نشانہ بچے، جوان اور بوڑھے سبھی بنے جبکہ ان باتوں کا فائدہ صرف مٹھی بھر انسانوں کو ہوا۔

مذہب تو اس شمع کی طرح ہے جس سے لوگوں کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔ محبت کی یہ شمعیں دنیا میں امن وامان قائم کرنے کے لئے جلائی گئی ہیں۔

مذہب کبھی آپس میں بیر رکھنا نہیں سکھاتا۔ مذہب نسل اور سیاست کے نام پر تمام جھگڑے انسانوں کے پیدا کردہ ہیں اور ان سے اعلیٰ انسانی قدروں کو نقصان پہنچا ہے۔ علاوہ ازیں ان سے جو ذہنی اور جسمانی استحصال ہوتا ہے وہ تو ہے ہی بدعنوانیاں الگ جنم لیتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ مذہب کے نام پر ہونے والے استحصال کو روکا جائے گا کیونکہ دنیا کا کوئی مذہب ایسا نہیں جو جنگ و جدل کی تعلیم دیتا ہو۔

دنیا کے تمام ممالک کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے سے قریب آجائیں اور اعلیٰ انسانی قدروں کا تحفظ کریں کیونکہ مذہب رنگ، نسل اور علاقائی حدود سے بالاتر ہے۔

دنیا کے مختلف علاقوں میں بسے انسانوں کے رہن سہن اور لباس بھی مختلف ہوتے ہیں لیکن ہم نے کبھی ایک دوسرے کو مجبور نہیں کیا کہ وہ بھی ہماری طرح کپڑے زیب تن کریں، پھر آخر مذہب کے معاملے میں یہ تنگ نظری کیوں؟ کسی بھی مذہب کا ماننے والا امن کا پیغامبر ہوتا ہے اور اگر وہ دوسرے آدمی سے محض اس لئے ڈرنا چاہتا ہے کہ دوسرا شخص کسی اور مذہب کو مانتا ہے تو یقیناً وہ عقل سے پیادہ ہے۔

مذہب کو یکجہتی کے لئے استعمال کیا جانا چاہیئے نا کہ جنگ و جدل کے لئے۔ ایسے لوگوں کی سخت مخالفت کی جانے جو انتشار پھیلانے، امن کی فضا کو درہم برہم کرنے میں مذہب کو بطور ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔

امن کے پیغامبر ہونے کی وجہ سے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ آپ تمام تخریبی طاقتوں کا مقابلہ کریں اور انسانیت کی بقا کے لئے دنیا کے درخشاں مستقبل کے لئے جگہ جگہ جاکر امن کا پیغام پھیلائیں۔ "

(جاپان میں ۱۹۵۵ء میں منعقدہ بین الاقوامی مذہبی کانفرنس میں راشٹر سنت جی کی تقریر)

دورِ جدید کے سنت
تکڑوجی مہاراج

شری سدھاکر راؤ نائیک
وزیرِ تعلیم

دورِ جدید میں نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر میں کسی ایسی شخصیت کا پایا جانا جس نے "سنت" کے اعلیٰ مرتبے کو پالیا ہو ایک دشوار امر ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ اس بیسویں صدی میں ہمارے درمیان مہاراشٹر میں راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج ہو گذرے ہیں۔

تکڑوجی مہاراج نے چمتکار یا معجزے کرکے سیدھے سادے لوگوں کو بہکایا نہیں اور نہ ہی انہوں نے عوام کی اندھی عقیدت مندی کا غلط فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ عام آدمی کی بہتری کے لئے وقف کردیا نیز اپنی جادو بیانی اور زورِ قلم سے ملک اور بنی نوعِ انسان کی خدمت کرتے رہے۔

مہاراج نے جدوجہدِ آزادی میں عملی طور پر شرکت کی۔ سن بیالیس کی تحریک کے وقت انہوں نے اپنے بھجنوں کے ذریعے نوجوانوں کے جذبۂ حب الوطنی کو بیدار کیا اور عوام کے شعور کو جھنجھوڑا جس کی پاداش میں انگریز سرکار نے انہیں قید کیا اور ان کے بھجنوں پر پابندی عاید کردی۔

حصولِ آزادی کے بعد انہوں نے خود کو ملک کی تعمیرِ نو کے لئے وقف کردیا۔ انہوں نے کھادی اور دیہی صنعتوں کے فروغ، نشہ کی لعنت سے پاک سماج اور ہریجن بہبود جیسے امور پر زور دیا۔ انہوں نے مندروں میں ہریجنوں کے داخلے کے لئے ستیہ گرہ بھی کی۔

بھارت، دیہاتوں کا ملک ہے لہٰذا ملک کی ترقی کے لئے گرام سدھار تحریک جاری کی۔ انہوں نے دیہی عوام کو نصیحت کی کہ وہ نہ صرف گاؤں کو صاف ستھرا رکھیں بلکہ آپس میں اخلاص اور محبت کو رواج دیں۔ انہوں نے خود کو عام آدمی سے کبھی الگ نہیں سمجھا اور اس کے ساتھ مل کر کئی دیہاتوں کی کایا پلٹ دی۔ مہاراج میں عوام کو منظم کرتے نیز انہیں سماج اور ملک کے تئیں ان کی ذمہ داری سمجھانے کی صلاحیت تھی۔

ان کی "گرام گیتا" دیہاتیوں کے لئے بھگوت گیتا ہے۔ ان کے گیت اور بھجن نہ صرف گاؤں کی ہر جھونپڑی میں گائے جاتے ہیں بلکہ ان کی لے شہروں میں بھی سنائی دیتی ہے۔ ممکن ہے ان کا اسلوبِ نگارش منجھا ہوا اور معیاری نہ ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان کی تحریریں دل کو چھولیتی ہیں۔

امراوتی ضلع کے مقام موزری میں واقع گرو دیو آشرم ان حضرات کے لئے ایک تیرتھ استھان کی حیثیت رکھتا ہے جنہیں دیہاتوں کی بہبود دل و جان سے عزیز ہے۔ حالانکہ وہ ایک سنت تھے لیکن رسومات پر ان کا ایمان نہیں تھا۔ وہ جدید طرزِ فکر کے علم بردار بھی تھے۔

ملک کے مثالی سنت

ایس۔ بی۔ چوان
مرکزی وزیر دفاع

راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج کی پیدائش ۲۹ راپریل ۱۹۰۹ء کو ضلع امراوتی کے یاولی گاؤں کے ایک غریب اور غیر تعلیم یافتہ برہم بھٹ خاندان میں ہوئی تھی۔ ان کی پیدائش، ایک عام خیال کے مطابق، اڈکوجی مہاراج کی دعاؤں کا نتیجہ تھی۔ آکوٹ کے ہری بھاؤ اور مادھن کے گلاب راؤ مہاراج نے بھی اس پیدا شدہ بچے "تکڑوجی" کو دعاؤں سے نوازا تھا۔ چندر پاز ار کے بھارتی بوا اور یاولی کے ستانی کو ٹلیکر مہاراج نے بھی اس بچے "مانک" کی پیدائش پر بڑی خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ ان کے والدین ویٹھوبا کے وارکری تھے جبکہ ان کے نانا، نانی ماہور کے وارکری تھے۔ ان کے ماموں سنت اڈکوجی کے بڑے معتقد تھے جو بعد میں تکڑوجی کے گرو ہوئے جبکہ ان کی ماں ہمیشہ بھجن گانے میں مگن رہا کرتی تھیں۔ یہ تمام فضا ایسی تھی قدرتی طور پر جس کا اثر تکڑوجی کے ننھے منے دماغ پر کافی گہرا پڑا تھا اور وہ بچپن ہی سے ایشوری درشن" کے زبردست مشتاق بن گئے اور اس اشتیاق میں ادھر ادھر گھومتے بھٹکتے رہتے تھے۔ اس طرح مختلف مقامات پر آنے جانے میں انہیں لوگوں کی غریبی اور جہالت پر بہت دکھ ہوتا تھا اور پامال انسانوں اور بے کسوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے والوں کی بے مروتی پر وہ بہت دلگیر ہوتے تھے۔ اس بات نے انہیں ایک اچھا پکا ریفارمر اور صدق دل سے سماجی کارکن بننے پر آمادہ کیا۔

مہاتما گاندھی جی کی طرح راشٹر سنت کا بھی یہی اعتقاد تھا کہ ہندوستان دیہاتوں میں بستا ہے کیونکہ ۸۰ فی صد ہندوستانیوں کو زندگی کی بنیادی سہولتیں جیسے کھانا، کپڑا، سر پر سائبان اور روزگار میسر نہیں ہیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہندوستان صحیح معنوں میں اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ گاؤں میں رہنے والے دیہاتیوں کو زندگی کی بنیادی ضرورتیں دستیاب نہیں ہوں گی۔ لہٰذا راشٹر سنت نے زندگی بھر یہ کوشش کی کہ دیہاتوں میں رہنے والے دیہاتیوں میں بیداری پیدا کریں۔ یہی راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج کا تاریخی مشن تھا۔

درحقیقت مہاراشٹر کے سنت اور سادھو ہمیشہ سماج کا دکھ درد محسوس کرتے آئے ہیں۔ انہوں نے خوش حال سماج میں خوشی محسوس کی اور خود بھی مسرور ہو رہے۔ گیانیشور کے نکالے ہوئے بھاگوت دھرم نے جو سنت تکارام کے زمانے میں شاندار عروج پر تھا، ہمیشہ غریبوں اور مظلوموں کی بہبود کو پیش نظر رکھا۔ ان سنت سادھوؤں نے اور ان کے ماننے والے "وارکریوں" نے روحانیت اور روزمرہ زندگی کو لازم و ملزوم کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے مہاراشٹریوں کو اس طرح سماجی یکجہتی کا عملی درس دیا۔ راشٹر سنت تکڑوجی اسی سنت سادھوؤں کی روایات اقدار کے دل کی گہرائیوں سے معتقد تھے۔

راشٹر سنت واقف تھے کہ عام آدمی، وطن دوست اور سنتوں کے معتقدین کو ایک چھتر کے نیچے لانا ضروری ہے چنانچہ ان کے سماجی کام کی یہی بنیاد تھی۔ انہوں نے آشٹی میں ایک مرکز قائم کیا اور عوام کو منظم کرنے کی کوشش کی۔ منڈل میں انہوں نے گرو دیو سیوا آشرم کی بنیاد رکھی اور ۱۹۳۵ء میں کتابوں کی اشاعت شروع کی۔ انہوں نے مسکرات شراب نوشی کا سد باب کرنے کی کوشش کی۔ اسی طرح جہالت کو دور کرنے، جسمانی صحت کو بنانے ــــــ اور

صنعت کاری وغیرہ کو فروغ دینے پر بھی انہوں نے کافی توجہ دی۔ یہاں تک کہ اپنے "بھجنوں" کے ذریعے وہ ۱۹۴۲ء کی تحریک میں جیل خانے بھی گئے۔

آزادی کے بعد آپ نے اپنی تمام تر سرگرمیوں کو گاؤں سدھار پر مرکوز کر دیا۔ آپ کی "گرام گیتا" نے گاؤں والوں میں بیداری کی لہر پیدا کر دی اور انہوں نے اپنی توجہ گاؤں کو ایک نمونہ کے طور پیش کرنے پر مرتکز کر دی۔ آپ نے اچاریہ ونوبا بھاوے کی بھودان تحریک کی بھی حمایت کی۔

آج کل قوم اس بات کے لئے کوشاں ہے کہ ۲۰۔ نکاتی پروگرام کو روبہ عمل لائے تاکہ قوم کے کمزور طبقات کی حالت میں بہتری لائی جا سکے۔ اس مقصد کے لئے سنت تکڑوجی کے مشن کو مشعلِ راہ سمجھ کر ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ تکڑوجی مہاراج نے اپنی بے لوث خدمت کی وجہ سے گاؤں کے لاکھوں افراد کے دلوں میں ایسی روشنی پیدا کی ہے جو ایک صحت مند قوم بنانے میں بہت مدد معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ "

گرو کنج آشرم میں راشٹر سنت، وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ

سروودیہ لیڈر جے پرکاش نارائن کا

تکڑوجی مہاراج کو

خراجِ عقیدت

" سرودیہ کے کسی کام کے سلسلے میں جب میں نے ودربھ کا دورہ کیا تو گرد کنج کو ایک لمحے کے لئے بھی اپنے ذہن سے نہ نکال سکا۔ میں کسی بھی طرح راشٹریہ سنت جی کو خراجِ عقیدت دیئے بنا نہیں جا سکتا تھا۔ چند سال قبل جب میں یہاں آیا تھا تو مہاراج جی کے ساتھ چند روز بِتائے تھے، آج بھی وہ پرانی یادیں مجھے گھیر لیتی ہیں۔ جب وہ ہمارے درمیان موجود تھے اور آج وہ ہمیں چھوڑ گئے ہیں۔

سنت جی مجھ سے بڑی محبت کرتے تھے۔ بمبئی میں جب وہ زیرِ علاج تھے اور میں ان کی عیادت کے لئے پہنچا، تو مجھ سے بڑی شفقت سے پیش آئے۔ انہیں دیش کی چنتا کھائے جا رہی تھی۔ جب وہ گرد کنج لوٹ گئے تو خوش قسمتی سے میرے اور ان کے درمیان خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا۔ مگر دیگر مصروفیات کی بنا پر بہ نفس نفیس ان کی خدمت نہ کر سکا۔ آج ہم ان کی مہان آتما کو خراجِ عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

میری اور ان کی صحبت کا عرصہ ۲۰ سال سے بھی کچھ زیادہ کا ہی ہے۔ مہاراج جی نے ہماری ریاست بہار کا بھی دورہ کرکے ہمیں عزت بخشی تھی۔ انہوں نے ہمیشہ غریبوں اور پچھڑے ہوئے لوگوں کے لئے فلاحی کام کئے اور ہمارے بیش بہا ہندوستانی تہذیب و ورثہ کو اپنے روحانی طریقے سے فروغ دینے کی کوشش کی۔ وہ ہندوستان کے ان معماروں میں سے تھے جنہوں نے ملک میں مساوی طور پر مواقع کی فراہمی پر زور دیا۔ وہ مضبوط استوار ملک کے پُرزور حامیوں میں سے ایک تھے۔ ان کے نزدیک انسانیت سب سے بڑا مذہب تھا۔

ہمیں چاہئے کہ ہم ان سے سبق حاصل کریں۔ یہ صحیح ہے کہ ہم تعلیمی اداروں، اسپتالوں، پرنٹنگ پریس نیز زرعی صنعتوں وغیرہ کے فروغ میں کوشاں ہیں مگر غریبوں کی بہتری کو ہمیں سب سے زیادہ فوقیت دینی چاہئے — اگر صحیح معنوں میں ہم سنت جی کے بتائے ہوئے اصولوں پر چلنا چاہتے ہیں تو ہماری جانب سے انہیں شردھانجلی پیش کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ہم غریبوں کے لئے فلاحی کاموں کو افضل ترین قرار دیں۔ "

[گرد کنج میں سرودیہ لیڈر شری جے پرکاش نارائن کی تقریر، سنت جی کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے۔]

انسانوں کے دکھ درد کا مداوا تلاش کرنیوالا مسیحا

تکڑوجی مہاراج کے نام بابا آمٹے کا خط

"اماں بستر مرگ پر ہیں۔ اس لئے ان دنوں میں یہیں ان کے پاس ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ملنے کی شدید خواہش کے باوجود میں آ نہیں سکتا۔

کچھ دنوں قبل سونا تھا میں آپ سے ملاقات کے دوران آپ نے طبیعت کی ناسازی کا ذکر کیا تھا لیکن اس وقت یہ وہم بھی نہیں ہوا کہ یہ ناسازی اس انتہا کو پہنچے گی اور ڈاکٹر بھی جواب دے دیں گے۔

معلوم ہوا کہ ڈاکٹر نے مرض کو سرطان (Cancer) قرار دیا ہے۔ اس ہلک مرض نے آپ کو بستر مرگ سے باندھ دیا ہے اور آپ اس حالت میں بھی ملک کی خاطر پریشان ہیں۔ ایسے موقع پر مجھے صلیب پر بھی نادان انسانوں کے لئے بے چین ہونے والے مسیح کی یاد آتی ہے۔ صلیب پر چڑھی ہوئی زندگی صحیح معنوں میں مسیح کی زندگی سے ہم آہنگ ہونا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ خود مسیح آپ کی زبان سے بول رہے ہیں۔

جسم کو لاحق ہونے والے سرطان سے کہیں زیادہ ہمارے سماج کو دبوچنے والا سرطان تکلیف دہ ہوتا ہے اور اس سرطان کا علاج ابھی تک دریافت نہیں ہوسکا ہے جس کی وجہ سے آپ بے چین ہیں۔ اس مرض کے انسانی جسم پر ہونے والے اثرات سے جس طرح سرجن شش و پنج میں پڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح ملک کو لاحق اس بیماری کو دیکھتے ہوئے ہمارے رہنما بھی شش و پنج میں پڑ گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رام کرشن نے لوگوں کے دکھ جھیلے جس کی وجہ سے انہیں کینسر ہوا۔

روتی بسورتی جنتا کی خبرگیری آپ نے کی اور ان کے دکھ آپ کے جسم میں سرایت کر گئے۔ اس کرب کو آپ اپنے بطن میں جمع کرتے رہے۔ بالآخر وہ کرب سرطان کی شکل میں ظاہر ہوا۔

عوام کا من موہ لینے والا سنت کیا ہوتا ہے یہ ہم آپ کے وسیلے سے سمجھ سکے۔ آپ کی پرکشش شخصیت کی وجہ سے عوام آپ کی جانب کھنچے چلے آئے۔

یہی خصوصیت کرشن میں بھی پائی جاتی تھی۔ یہ خصوصیت مسیح میں بھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ماہی گیر، بڑھئی، لوہار ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔ یہ خصوصیت گاندھی میں بھی تھی جس کی وجہ سے وہ سوال کرتا تھا" اسے شکر نہیں ملتی تو میں کیسے شکر کھاؤں؟" اسے ستر پوشی کے لئے کپڑے نہیں ملتے تو میں کیسے کپڑے پہنوں؟" عوام کے درد کا درماں تلاش کرنے کی دھن اور اسی کے ساتھ فرد کو اس کی ذات کا عرفان دلانے کی کوشش کی وجہ سے ہی ان میں یہ مقناطیسیت آگئی تھی۔

اس بھولی بھالی جنتا کے ہجوم کا کوئی نام نہیں ہوتا، کوئی چہرہ نہیں ہوتا۔ اس میں یکسانیت ہوتی ہے۔ آپ نے

ان کے جذبات و احساسات کی ترنگوں کو اپنی ڈفلی کی تھاپ بنالیا کیونکہ جنتا کی نبض پر آپ کی انگلی تھی جس طرح آپ کو سُر اور تال کا خداداد علم حاصل ہے اسی طرح اس بے سُری جنتا کی زندگی میں سُر لانے کے لئے درکار شعور بھی آپ میں ہے۔

کہتے ہیں کہ شیش ناگ کی کنڈلی پر نیم دراز نارائن ہمیشہ آرام کے مزے لوٹتے رہتے ہیں لیکن انسانی دکھ درد کا درماں تلاش کرنے والے آپ جیسے شخص کے نصیب میں آرام کہاں۔ آپ سوتے بھی ہیں تو انسانی آرزوؤں اور تمناؤں کے کھنڈر میں۔ افلاس آپ کے قدموں سے لپٹا ہوا ہے۔

اگر کسی کو بے وقت نیند سے جگایا جائے تو اسے غصہ آتا ہے۔ یہی حال ہماری عوام کا ہے۔ اگر کوئی انہیں جھنجھوڑ کر بیدار کرتا ہے تو وہ بپھر کر اسے ہی کھا جاتے ہیں اور پھر گہری نیند میں کھو جاتے ہیں ـــــ لیکن آپ نے عوام کی تعریف کی اور اسے خوش کیا۔ آپ نے اس کے آنسو پونچھے اور اس کے زخموں کو سہلایا۔ آپ کی ڈفلی اور اس کے راگ ان کے لئے زندگی کا پیغام بن گئے۔

بے باکی، سادگی اور خود فراموشی یہ تپسیا کی خصوصیات ہیں۔ ۱۹۴۲ء کی تحریک میں "پتھر سارے بم بنیں گے" کا نعرہ لگاتے ہوئے گھومنے والی آپ کی صورت ہمیں یاد ہے۔ گھٹنوں تک لباس اور کنٹوپ لگاتے ہوئے گاندھی اور ونوبا کا پیغام ہم تک پہنچانے والی آپ کی سادہ سی شخصیت بھی ہمارے ذہن میں ہے اور اب آپ بسترِ مرگ پر بھی خود کو بھلا کر ملک کی خاطر فکرمند ہیں۔

آپ دیہاتیوں کے لئے دیہی گیتوں کا Testament لے کر گئے۔ آپ کا وہ کام ابھی ادھورا ہے۔ آپ نے صحت مند سماج کی تعمیر کا خاکہ تیار کیا ہے۔ اب اس خاکے کی بنیاد پر عمارت کون ابھارے گا؟ ایسے شخص کی تلاش میں آپ کی نظر پتھرا رہی ہے۔ وہ شخص عام جنتا ہی میں سے ہوگا۔ عمل کے میدان میں لائن آف ایکشن کی فرنٹ لائن یہی عام جنتا تیار کرتی ہے۔ کرنل، میجر، لیڈر، دانشور ہمیشہ پیچھے ہوتے ہیں۔ اس عام جنتا ہی میں سے کسی بڑھئی یا مالی کا لڑکا آگے آتا ہے جس عام جنتا میں آپ جیسی شخصیتیں پیدا کرنے کی صلاحیت ہے اس کی کمزوریوں کو بھی احترام کی نظر سے دیکھا جانا چاہیئے۔ آپ کی ٹکڑوں میں بٹی ہوئی زندگی سے اصولوں کو اپنے طور پر خود پر عائد کر لینے والے نوجوان آگے آئیں گے اور وہی آپ کے سچے مشنری ہوں گے۔ وہ شاید کسی منچ سے آپ کا پرچار نہیں کریں گے، دیوار پر آپ کی تصویر نہیں لگائیں گے۔ بھگوے رنگ کی ٹوپی نہیں پہنیں گے لیکن ان کے باطن میں آپ کی عقیدت اور اصولوں ہی کی حکمرانی ہوگی اور آپ کا یہ کرب ان کے بھی حصّے میں آئے گا۔

آشرم یا سیوا منڈل کے لئے آپ چاہے جئیں یا نہ جئیں لیکن عام جنتا جس کا کوئی نام نہیں، کوئی شناخت نہیں اس کو آپ کی ضرورت ہے۔ پرسوں آنندون کے سیکڑوں "جیون ویروں" نے وہ سہج گانے جواب کو بہت پسند ہیں۔ ماحول عقیدت سے پُر تھا۔ ان دکھیوں کو دینے کے لئے ہمارے پاس صحیح معنوں میں کیا ہے؟ لیکن انہوں نے بسترِ مرگ سے دیا ہوا آپ کا پیغام سُنا اور دل ہی دل میں کچھ عزم کئے۔

میں اس خط کے ذریعے آنندون میں آپ کے تئیں اظہارِ عقیدت اور آپ کی طویل عمری کی دعا مانگنے کے لئے منعقد کی گئی پیار رضا سبھا کے جذبات آپ تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ ان سے محبت کرنے کے لئے اور ان کی پیٹھ تھپتھپانے کے لئے آپ کو ابھی کئی برس زندہ رہنا ہے۔

تمام آشرم واسیوں کو پرنام ـــــ"

(تلخیص و ترجمہ : معین الدین جینا بڑے)

جے۔ بی۔ گوجر
ایڈیٹر لوک راجیہ (انگلش)

راشٹر سنت شری تکڑوجی مہاراج

مہاراشٹر سنتوں کا، مہاتماؤں کا مسکن رہا ہے۔ دیانیشور، ایکناتھ، رام داس، تکارام، سے لے کر کرنجا کے نرسمہا سرسوتی، ناگپور کے تاج الدین بابا اور شیگاؤں کے گجانن مہاراج تک کے نام آج بھی لئے جاتے ہیں۔ راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج بھی ان ہی مہان آتماؤں میں سے ایک تھے جو گلاب راؤ مہاراج اور گاڈگے مہاراج کے ہم عصروں میں سے تھے۔ ان تمام لوگوں کو عوام کے فلاحی کاموں سے پہلے دلچسپی تھی۔ اپنے نِروان اور موکش حاصل کرنے کا خیال بعد میں تھا۔

گلاب راؤ مہاراج نے ۱۲۵ کتابیں لکھی ہیں جن کے موضوعات، مذہب، تعلیم، فلسفہ، شاعری، موسیقی، آیور وید، سماجیات وغیرہ ہیں۔ انہوں نے اپنے گیتوں کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ہندوستان کا ثقافتی ورثہ ایک ایسی بیش بہا دولت ہے جس کا مستقبل باوجود مغربی اثرات کے درخشاں ہے۔ گاڈگے مہاراج جو کہ پڑھے لکھے نہ تھے۔ مگر شعور رکھتے تھے۔ انہوں نے لاکھوں ماننے والوں کو دنیاوی ہوش مندی کی تعلیم دی۔ انہوں نے برادری دعوتوں کا انتظام کروایا تاکہ موجودہ سماجی نظام کو بدلنے کی کوشش کی جائے۔ اور سماج میں ہریجنوں کو بھی خاطر خواہ مقام مل سکے۔

انہوں نے کبھی بھی بت پرستی کو نہیں سراہا۔ انہوں نے کہا کہ انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے اور تمام انسانوں کی خدمت کرنا سب سے بڑا دھرم ہے۔ ان کی تعلیم تھی کہ کبھی بھی قرض لے کر بے جا رسموں کو پورا نہ کیا جائے۔ شرادھ اور شادیوں میں پانی کی طرح پیسہ نہ بہایا جائے بلکہ محنت کر کے باعزت زندگی گذاری جائے۔

راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج ان لوگوں سے قدرے مختلف تھے۔ ہم ان کا موازنہ رام داس سوامی جی سے کر سکتے ہیں جنہوں نے لوگوں کو سودھرم اور سوراج حاصل کرنے کی ترغیب دی۔ ان کی "داس بودھ" ہر گرہست کے لئے ایک آئیڈیل کتاب ہے جو کہ کامیاب گھریلو زندگی گذارنا چاہتے ہیں۔ راشٹر سنت بھکتی میں وشواس نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ چاہتے تھے کہ سماجی اور سیاسی انقلابات لائے جائیں اور آزادی کے لئے جد و جہد کی جائے۔ آزادی کے بعد وہ چاہتے تھے کہ لوگ ایسی محنت اور سچی لگن سے کام کریں کہ ملک خود کفیل ہو جائے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ راشٹر سنت برہا بھٹ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے روایتی تعلیم حاصل نہیں کی اور اپنے لاکھوں پیروؤں کو اپنے بھجنوں سے متاثر کیا۔

تکڑوجی کا اصلی نام مانک تھا۔ مگر بچپن میں ہی ان کے گرو اڈکوجی مہاراج نے انہیں روٹی کا ٹکڑا دے کر "تکڑیہ" کا خطاب دیا۔ اس طرح وہ تکڑوجی کہلائے۔

انقلابی

تکڑوجی نے ۱۹۴۲ء میں جنگل ستیہ گرہ میں حصہ لیا اور لاکھوں محبانِ وطن میں قومیت کا جذبہ پیدا کیا۔

سارا بھارت رہے سپاہی شترو کو دہلاتے میں
تکڑیا داس کہے شیشرتی ہو سب کو بھکتی کراتے میں
وجیتی ہو، وجیتی ہو، وجیتی ہو دیش ہمارا

انہوں نے سامراجی طاقتوں کو ۱۹۳۸ء میں للکارا کہ پتھر بھی بم بنا دیئے جائیں گے اور درختوں کا اسلحہ بنایا جائے گا اور تمام بھکت سپاہی بن جائیں گے۔ ان کی زبان عام آدمیوں کی زبان تھی۔ ان کے بھجن عام فہم تھے جس کی وجہ سے وہ عوام میں بہت مقبول تھے۔

۱۹۴۲ء میں چمور شانتی اور یاولی مجاہدین آزادی کی پناہ گاہیں بن گئے اور تکڑوجی کو اس سلسلے میں گرفتار کر لیا گیا۔

سماجی انقلابی

راشٹر سنت ایک مذہبی انسان تھے مگر ان کا مذہب قدرے الگ تھا۔ وہ محض نروان حاصل کرنے کو معراج نہیں سمجھتے تھے۔ انہوں نے ذاتی طور پر موکش حاصل کرنے کو بھی اہمیت نہ دی۔ ان کا کہنا تھا کہ انسانوں کی خدمت کی جائے۔ انہیں ان کے دکھوں سے نجات دلائی جائے۔ ان کے آنسوؤں کو پونچھا جائے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹیں لائی جائیں۔ یہی اصل میں عبادت ہے۔ اس لئے ہم انہیں ایک سماجی انقلابی کہیں گے۔ انھوں نے اس انقلاب کے لئے بھجن، کیرتن، پروچن وغیرہ کو ذرائع بنائے۔ انہوں نے مذہبی میلوں میں لوگوں کے اجتماع کو خطاب کرنا ہمیشہ زیادہ پسند کیا کیونکہ یہاں لاکھوں کی تعداد میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور چھوت چھات، تعصبات، خود غرضی جیسی برائیوں کو دور کرنے کی ترغیب دی۔ انہوں نے ذات پات کے بھید بھاؤ کو ہندو مذہب کی سب سے بڑی کمزوری قرار دیا ہے اس معاملے میں وہ گاندھی جی سے بہت قریب تھے۔ انہوں نے انسداد چھوت چھات کے لئے انتھک کوشش کی۔ ایسے برادری کھانوں کا اہتمام کیا جہاں توہمات کو بالائے طاق رکھا گیا۔ اور سبھوں نے ایک ہی صف میں بیٹھ کر کھانا کھایا۔
انہوں نے ہندو مسلم ایکتا کے لئے بھی بڑی کوششیں کیں۔ ایک ایک اور خاص چیز وہ یہ کہ گاؤں کی بہبود کو انہوں نے بہت زیادہ فوقیت دی۔

ان کے ماننے والوں کی تعداد کافی تھی کیونکہ انہوں نے عام فہم زبان میں تعلیم دی۔

برائیوں کے خلاف جنگ

آزادی حاصل ہونے کے بعد راشٹر سنت نے سماج سدھار کے کام کو بند نہیں کیا۔ وہ برائیوں کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے جو ایک انسان کو اوپر اٹھنے سے روکتی ہیں۔ انہوں نے ۱۹۴۳ء میں موزری میں گرودیو سیوا منڈل قائم کیا۔ انہوں نے سیکولر جمہوری ہندوستان کے نظریے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ وہ ایسے تعلیمی اداروں کی تشکیل چاہتے تھے جو کہ اعلیٰ کردار کے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو اور جو اچھے شہری، اچھے ناگرک، اچھے ہندوستانی پیدا کر سکیں۔ تکڑوجی نے بخوشی خود کو بھارت سادھو سماج سے وابستہ کر لیا ــــ جس کو گلزاری لال نندہ نے قائم کیا جہاں سادھوؤں اور سنتوں کی خدمات قومی ترقی کے لئے حاصل کی جاتی ہیں۔ آپ اس سنستھا کے صدر بھی منتخب کئے گئے۔
موضع جاتی ترقی کے لئے تکڑوجی نے اپنی خدمات کو ہمیشہ پیش پیش رکھا۔ وہ جانتے تھے کہ گاؤں ہماری اکائی ہے اور ہندوستان کی ترقی گاؤں کی ترقی میں چھپی ہے کیونکہ ان دیہاتوں میں ہندوستان کا دل دھڑکتا ہے۔ وہیں پر ۸۰ فی صد ہندوستانی رہتے ہیں۔ انہوں نے اسی لئے گرام گیتا لکھی تاکہ دیہاتیوں کو جاگرت کیا جائے کہ وہ ایک باشعور شہری کی زندگی گذاریں۔ انہوں نے لکھا ہے کہ
"گرام گیتا" اس لئے ہے کہ گرام دیوتا جاگرت ہو۔"
آج ان کے امرت مہتسو کے موقع پر ہم انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اور یہ دعا کرتے ہیں کہ ان کی گرام گیتا عملی جامہ پہن سکے ــ آمین۔

(تلخیص و ترجمہ : فیروزہ فیاض خان)

عبداللہ
۸۰ ل۔ اسے ایپاسپ روڈ
کرلا۔ بمبئی ۴۰۰۰۷۰

دورِ جدید کا مصلح

تکڑوجی مہاراج

بھارت میں سنتوں کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ گو کہ ان سنتوں نے اپنے آپ کو دینی اور الہامی کاموں سے وابستہ کر رکھا تھا، تاہم ان سبھوں نے غریب عوام اور مظلوم افراد کی سماجی و اخلاقی خرابیوں کے سدھار اور انہیں معاشی طور پر خود کفیل بنانے کو ہی اپنا فرضِ اولین سمجھا۔ گیانیشور، نانک، تکارام، نام دیو وغیرہ جیسے سنتوں نے کیرتن، ست سنگ اور میلوں کے موقعوں پر بھگوان کا نام جپنے کی تلقین کے ساتھ ساتھ لوگوں کو ایسی ہدایات بھی دیں جن کے ذریعے ہندو دھرم میں پیدا شدہ خرابیاں دور ہو سکیں اور ذات پات کا جھگڑا ختم ہو سکے۔

ہندوستان میں برطانوی حکومت کے دور میں جب نئی تعلیم اور سیاسی بیداری کی روشنی پھیلی تو ان سنتوں کے علاوہ گاندھی جی، شاہو مہاراج چھترپتی، ولو با بھاوے جیسے لیڈروں نے بھی سماج سدھار کی نہ صرف پوری پوری کوشش کی بلکہ اپنے آپ کو سماج کی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ اگرچہ یہ کوشش سیاسی نوعیت کی حامل تھیں۔ ایسے اونچے خیالات اور فعل و عمل والے سنت مہاراشٹر کی سرزمین پر بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں تکڑوجی مہاراج شاہی شرافت اور عظیم کردار کی وجہ سے ایک نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ مساوات کے زبردست حامی تھے۔ حقوقِ زندگی کے اصولوں کے پرچارک تھے۔ آپ ایک ایسا سماجی نظام قائم کرنا چاہتے تھے جہاں ہر شخص مساوی حقوق سے مستفید ہو سکے۔ اور افلاس زدہ لوگ جنہیں دیکھ کر آپ کا دل غم سے بھر جاتا تھا، اپنے دکھ کا مداوا پا سکیں۔

تکڑوجی مہاراج کا جنم

تکڑوجی مہاراج کا جنم ایک غریب، بے پڑھے لکھے برہمن بھٹ خاندان میں ۲۹ اپریل ۱۹۰۹ء کو امراؤتی ضلع کے یادلی گاؤں میں ہوا۔ اڈکوجی مہاراج نے آپ کے لئے دعائیں کی تھیں۔ آکوٹ کے ہری بھاؤ اور مادھن کے گلاب راؤ مہاراج نے بھی آپ کے لئے دعائیں کی تھیں۔

آپ کی ماں ہمیشہ ہی بھجن گانے میں مصروف رہتی تھیں۔ اس ماحول کا تکڑوجی مہاراج پر بہت اثر ہوا، اور آپ بھگوان کے "درشن" کے لئے بچپن سے ہی سرگرداں ہو گئے۔ اس طرح بھٹکتے ہوئے آپ نے غریب عوام کی زندگی کا بہت قریب سے مطالعہ کیا اور یہ دیکھ کر بہت دل گیر ہوئے کہ سماج میں ان افراد کا اپنی غربت اور جہالت کی وجہ

ستحصال ہو رہا ہے۔ آپ نے ان عوام کے اس استحصال
، کے دکھ درد کو دور کرنے کے لئے اپنے آپ کو سماجی
، یں جٹا دیا۔

خصیت اور تعلیم

آپ کے گرد ہمیشہ ہی لوگوں کا مجمع لگا رہتا۔ آپ اس
ے مجمع کو بہت پسند کرتے تھے۔ ۱۲ بجے رات سے صبح
تک بھجن سناتے لیکن آپ کے چہرے سے کبھی بھی
پن ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ آپ کے خطابات کو سامعین
اموشی اور دلجمعی کے ساتھ سنتے تھے۔ آپ اپنی تقریروں
بھجنوں میں عوام کو اپنے عمل کرنے کی ترغیب دیتے۔
نے ان کو سماجی طور پر اوپر اٹھانے کے لئے "گرام گیتا"
۔ آپ کے پند و نصیحت بہت عام فہم اور پر اثر ہوا کرتی
اور آپ کے بھجن سن کر دل میں اچھے کام کرنے کا جذبہ
تھا۔ آپ اپنے گیتوں کو مشہور فلمی گانوں کی لے پر ڈھالتے
س سے آپ کے بھجن تھوڑی ہی مدت میں مقبول عام
تے۔ اس قومی سنت نے اپنے اس انوکھے طریقے کی وجہ
پنے بھجنوں کو دیہی نوجوانوں میں رائج کر دیا اور پھر یہی
ان سماجی اور اخلاقی برائی کو سدھارنے کے لئے
بڑھنے لگے۔

تکڑوجی مہاراج نے گاندھی جی اور ونوبا بھاوے کے
سدھار پیغامات کو اپنے انداز میں پیش کر کے قومی
ات کے خیالات کا پرچار کیا۔ "ہندوستان چھوڑ دو"
ب کے دوران برطانوی سامراج کے خلاف ایک بہت
ل نشیں بھجن ترتیب دیا جو بعد میں ممنوع قرار دیا گیا۔
آپ کو قید میں ڈال دیا گیا۔

چند خیالات

آیئے، اب ہم اس عظیم سنت کے بعض خیالات اور
ات سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ ذیل میں سنت تکڑوجی
ے تقریر کے چند اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں
قریر انہوں نے ۱۹۵۵ء میں جاپان میں منعقدہ
دھرم پریشد میں کی تھی

دنیا کے مذاہب کے بانیوں کا مقصد انسان کو آپس میں
بانٹنا نہیں بلکہ ملانا تھا۔ وہ سب پیار و محبت سے بھرا سماج تشکیل
دینا چاہتے تھے اس کے باوجود آج انسان، انسان کے خون کا
پیاسا کیوں ہے؟ دھرم اور مذہب اور ملک کے نام پر وہ
آپس میں کیوں لڑتا ہے؟ مجھے لگتا ہے کہ یہ سب کرنے والے
لوگوں نے اپنے اپنے مذہب کے بانی کے اصولوں کو صحیح طور
پر سمجھا ہی نہیں۔ اس کی ایک وجہ اور بھی ہے اور وہ ہے مذہب
کی غلط ترجمانی۔ جی ہاں بعض لوگوں کا اسی میں فائدہ ہوتا ہے کہ
وہ مذہب کے نام پر تنگ نظری کو عام کریں اور انسانوں
بھید بھاؤ پیدا کریں۔

انسان انسان کے بیچ پایا جانے والا یہ بھید بھاؤ ہی آج
کی بے چینی، بد امنی اور تشدد کی وجہ ہے۔ حقیقت تو یہ ہے
کہ تمام مذاہب کا مقصد انسانی جذبات کی تہذیب اور انسانی
زندگی کی ترقی ہے۔ تمام مذاہب کی بنیادی روح ایک ہے۔
آج کی بگڑی ہوئی صورت حال کا کسی ایک مذہب کو ذمہ دار
قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اگر ہمیں اختلاف ہی تلاش کرنا ہے تو دو مذاہب میں
کیوں وہ تو دو خاندانوں میں بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر
غور سے دیکھا جائے تو اس اختلاف کی وجہ یا تو جہالت ہوگی یا
خود غرضی۔ اس لئے مذاہب کے اختلافات پر ہماری نظر نہیں
ہونی چاہئے جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے اصلاً تمام مذاہب ایک
جیسے ہیں۔

آپ نے آکبھی کے مقام پر ایک مرکز قائم کیا اور لوگوں کو
یکجا کرنے کی کوشش کی۔ موزری میں آپ نے گرو کنج سیوا آشرم
کی بنیاد ڈالی اور وہاں سے ۱۹۳۵ء میں کتابوں کی اشاعت کا
سلسلہ شروع کیا۔ آپ نے نشہ بندی اور انسداد ناخواندگی کا
زبردست پرچار کیا۔ آپ ونوبا بھاوے کی بھودان تحریک کے
حامی تھے۔ آج قوم ۲۰- نکاتی پروگرام پر عمل آوری میں مصروف
ہے تاکہ سماج کے کمزور طبقات کی حالت کو سدھارا جا سکے۔ ان
مقاصد کے حصول کے لئے ہم سنت تکڑوجی مہاراج کے مشن کو
رہنما خطوط کے بطور اپنا سکتے ہیں۔

تکڑوجی مہاراج ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۸ء کو اس جہان فانی سے کوچ
کر گئے لیکن آج بھی ہم ان کے پیدا کردہ مثبت اثرات کو
مہاراشٹر کے دیہاتوں میں دیکھ سکتے ہیں۔

راشٹر سنت تکڑوجی مہاراج ۔ ایک نظر میں

۳۰ر اپریل ۱۹۰۹ء ... تاریخِ ولادت ۔ مہاراشٹر کے ایک گاؤں یاولی (امراوتی) میں ایک برہم بھٹ خاندان میں پیدا ہوئے ۔

۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۰ء ... ابتدائی تعلیم (چاندور بازار)

۱۹۲۲ء .. .. .. رام ٹیک کے جنگلوں میں تپسیا ۔

۱۹۲۳ء .. .. .. گوندوڈا ۔ تاڈوبا کے جنگلوں میں تپسیا دیو باباکی اپادھی اور مانک کے نام سے شہرت ۔

۱۹۲۴ء .. .. مانک بال سماج چمور ۔

۱۹۲۵ء .. .. آنند امرت نامی کتاب لکھی ۔

۱۹۳۳ء .. .. آرتی منڈل کی بنیاد

۲۶ر فروری ۱۹۳۵ء .. دس لاکھ لوگوں کی موجودگی میں سال بارڈی یگیہ ۔

اگست ۱۹۳۶ء .. .. مہاتما گاندھی کی رہنمائی میں آزادی کے لئے جدوجہد کا آغاز ۔

۱۹۳۷ء .. .. .. شری گرودیو دھرم گرنتھ پرکاش منڈل کی بنیاد ۔

۱۹۳۹ء .. .. .. چیتنہ ور کھیڑ میں چترماسیہ

۱۹۴۱ء .. .. .. چمور چترماسیہ ورگ

۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۲ء .. چندرپور چتور ماسیہ اور گرفتاری

دسمبر ۱۹۴۲ء .. جیل سے رہائی

۱۷۔۲۴ر جنوری ۱۹۴۳ء وشو شانتی ہفتہ

۵ر اپریل ۱۹۴۳ء .. .. شری گرودیو مدرنالیہ کی بنیاد ۔ شری گرودیو ماہانہ رسالے کی اشاعت ۔

جون ۱۹۴۳ء .. .. اکولہ چترماسیہ

جون ۱۹۴۳ء .. .. اجتماعی پرارتھنا کی شروعات

۱۹ر نومبر ۱۹۴۳ء .. .. شری گرودیو سیوا منڈل کی بنیاد ۔

۱۹۴۳ء .. .. بنگال قحط زدگان کی مدد

۱۹۴۵ء .. .. بسنت سمیلن ورکھیڑ

۲۳ر اپریل ۱۹۴۵ء .. شری گرودیو سیوا آشرم (ناگپور) کا افتتاح

۱۹۴۹ء .. .. صدرِ ہند راجندر پرساد سے راشٹر سنت کا خطاب ۔

۳ر جولائی ۱۹۴۹ء .. .. پنڈھر پور میں سنت سمیلن

۱۹۵۱ء .. .. .. راشٹر پتی بھون میں بھجن

۱۹۵۲ء .. .. .. بھجن سمیلن ۔

۱۹۵۲ء .. .. .. دھام گاؤں کے قریب دجواد علاقوں میں گرام سدھار کا مہواتی (لال بہادر شاستری شری گلزاری لال نندہ ، ڈاکٹر کیجو، شری روی شنکر شکل وغیرہ کی موجودگی میں)

۱۳ر سے ۱۵ر مارچ ۱۹۵۳ء .. ودربھ ساہتیہ سمیلن ۔

یکم مئی سے ۱۱ر مئی ۱۹۵۳ء .. گروکنج آشرم ۔

۱۰ر جون ۱۹۵۴ء .. .. بھودان دورہ ۔ ۴۱۰،۱۱ ایکڑ اراضی بھودان میں ملی ۔

۱۳ر جنوری ۱۹۵۴ء .. .. نائب صدر ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن سے گروکنج میں آمد پر ملاقات ۔

۲۵ر اپریل ۱۹۵۴ء .. صدرِ ہند راجندر پرساد سے آشرم میں ملاقات ۔

۱۹۵۴ء .. .. .. ہریجن سمیلن

۱۹۵۵ء .. .. .. سرودیہ سمیلن

۲۳ر جولائی سے ۲۴ر اگست ۱۹۵۵ء جاپان میں بین الاقوامی مذہبی کانفرنس سے خطاب

۱۹۵۶ء .. .. .. ملیشیا وغیرہ کا دورہ ۔ سرودیہ سمیلن ۔

۱۹ر مارچ ۱۹۵۶ء .. .. شریمتی اندرا گاندھی کی گروکنج میں آمد اور ملاقات ۔

۹ر اپریل ۱۹۵۶ء رشی کیش میں منعقدہ بھارت سادھو سماج کے پہلے اجلاس کے متفقہ طور پر صدر منتخب ۔

۱۹۶۱ء .. .. .. گروکنج آشرم میں بھارت کے پہلے صدر ڈاکٹر راجندر پرساد سے تیسری ملاقات ۔

۱۹۶۲ء .. .. .. فوجی جوانوں کا حوصلہ بلند کرنے کے لئے شمالی سرحدوں پر وزیرِ دفاع شری یشونت راؤ چوان کے ساتھ دورہ ۔

۱۹۶۵ء .. .. .. پاکستان سے جنگ کے موقع پر دیش جاگرن کیلئے دورہ ۔

۱۹۶۶ء .. .. .. راشٹر سرکشا سمیلن ۔ ناگپور

۱۹۶۷ء .. .. .. کیتھ میلہ ابھکتی سمیلن ۔ ناشک ۔

۱۹۶۷ء .. .. .. آیورویدسمیلن گروکنج آشرم ۔

۱۱ر اکتوبر ۱۹۶۸ء .. مہاپرتھان سے کوچ ۔

نواس لاہوٹی

مہاتما گاندھی دنیا کے ان چند رہنماؤں میں سے ایک تھے جو اپنے افکار و خیالات کردار اور اصول پرستی کی وجہ سے ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ ان کی عظمت کا راز یہی نہیں ہے کہ انھوں نے کروڑوں انسانوں میں آزادی کی لگن پیدا کی۔ بلکہ یہ بھی ان کا ایک کارنامہ ہے۔ کہ انھوں نے ان تمام انسانوں کو ایک خاص ڈھنگ سے سوچنے اور عمل کرنے پر آمادہ کیا۔ جو آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ تشدد کے مقابلے میں تشدد بڑا آسان ہے۔ لیکن تشدد کے مقابلے میں عدم تشدد پر عمل پیرا ہونا بڑا مشکل اور کٹھن کام ہے۔ اس لئے گاندھی جی کا یہ کارنامہ موجودہ صدی کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ وہ عدمِ تشدد کی اس طرح سے تشریح کرتے ہیں کہ میرا اہنسا کا جو تصور ہے اس میں اس کی گنجائش نہیں ہے کہ اپنے احباب کو خطرے میں چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کی جائے، تشدد اور بزدلانہ فرار کے درمیان میں بزدلی کے مقابلے میں تشدد کو ترجیح دوں گا۔ اور یہ فلسفہ عدمِ تشدد کی بلندترین چوٹی ہے۔ اسی لئے وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ایک بہادر آدمی اپنی خودداری اور عزتِ نفس کو کھو دینے کے مقابلے میں موت کو ترجیح دیتا ہے۔ کیونکہ صداقت پر عمل پیرا انسان موت سے نہیں ڈرتے، بلکہ موت تو ان کے لئے ایک نشاط انگیز نیند ہے اور اس لمبی نیند کے بعد جو بیداری ہوگی وہ بڑی فرحت بخش ہوگی۔

گاندھی جی کی تحریروں اور تقریروں کا بغور مطالعہ
ئے اور انھوں نے اپنی عملی زندگی میں جو مثال قائم
اس کا جائزہ لیا جائے تو ان سب کی تہ میں بے پناہ
محبت، بے غرض اور سچی انسان دوستی کے جذبات کا دریا
نظر آتے ہیں۔ گاندھی جی اس امر سے بخوبی واقف
تھے۔ کہ محبت کی طاقت نفرت کی طاقت سے کہیں برتر

اور ارفع ہے اور اس جذبے کو اجتماعی طور پر ابھار کر انسانیت کی خدمت کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے کیونکہ بنی نوع انسان کی نجات اسی میں ہے۔

تشدد کے مقابلے میں عدم تشدد کا پہلا مظاہرہ گاندھی جی نے جنوبی افریقہ میں کیا اور وہ اس میں کامیاب ہوئے۔

تنگی راج

واقعہ یوں ہے کہ جنوبی افریقہ کے چارلس ٹاؤن سے جوہانسبرگ کے درمیان سرکاری بگھی گاڑی چلتی تھی۔ انھیں اس بگھی گاڑی میں کوچوان کے ساتھ اوپر بیٹھنے پر مجبور کیا گیا۔ جبکہ انگریز کنڈکٹر خود انگریز مسافروں کے ساتھ بگھی کے اندر بیٹھا۔ گاندھی جی نے اس خیال سے اس ذلت کو برداشت کر لیا کہ کہیں بگھی چھوٹ نہ جائے، راستے میں انگریز کنڈکٹر کو سگریٹ پینے کی خواہش ہوئی تو اس نے پائدان پر ایک گندہ ٹاٹ بچھا دیا اور گاندھی جی کو وہاں بیٹھنے کے لئے کہا تاکہ وہ ان کی جگہ پر بیٹھ کر سگریٹ پی سکے۔ مگر گاندھی جی نے اپنی سیٹ نہیں چھوڑی اس پر کنڈکٹر آگ بگولہ ہوگیا۔ اور گاندھی جی پر گھونسوں کی بوچھار کر دی اور انہیں گاڑی سے نیچے ڈھکیلنے کی کوشش کی۔ گاندھی جی بگھی میں لگی پیتل کی سلاخ کو مضبوطی سے تھامے رہے اور اپنی جگہ سے ہٹے نہیں اور نہ ہی انھوں نے حملہ آور پر ہاتھ اٹھایا۔ کچھ مسافروں نے کنڈکٹر کے اس بزدلانہ حملے پر احتجاج کیا اور اس نے گاندھی جی کو مارنا بند کر دیا۔ اس دوران گاندھی جی اپنی نشست پر ڈٹے رہے یہ ان کی پہلی جیت تھی۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ عدم تشدد کی پہلی فتح تھی۔ اس کے بعد انہوں نے عدم تشدد کو بطور ہتھیار استعمال کیا اور ہندوستان کی آزادی تک وہ اس پر کاربند رہے، یہ الگ بات ہے کہ ۱۹۴۲ء اور اس کے بعد جو واقعات رونما ہوئے انہیں کس حد تک عدم تشدد کے دائرے میں شامل کیا جا سکتا ہے چنانچہ اس بارے میں خود وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص میرا پیروکار ہونے کا دعویٰ کرے میں خود اپنا مقلد بنا رہا ہوں یہی کافی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ میں کتنا نااہل مقلد ہوں کیونکہ جو میرے عقائد ہیں وہ چکنا چور ہوگئے ہیں۔ اور میں خود انہیں نباہنے سے قاصر رہا ہوں۔

جنوبی افریقہ کے بعد جب گاندھی جی ہندوستان آئے تو انھوں نے محسوس کیا کہ انگریزوں سے ٹکر ہونی لازمی ہے اور انہیں اپنے ذاتی تجربے سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جبر کی کوئی بھی طاقت انسان کی روح کو نہیں کچل سکتی اگر وہ ظلم و جبر کے خلاف سینہ سپر ہو جائے۔ گاندھی جی کو مدرس کے عظیم

فکر اور ادیب تالستائی کی تحریروں میں اپنے خیالات
ی عکاسی نظر آئی اور انہوں نے اس سے فیض حاصل
یا، اور اس کے بعد گاندھی جی کو اپنے سیاسی نظریہ کو عملی
شکل دینے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔

گاندھی جی کی ایک اور قابل فخر وراثت [illegible] لرازم
ا اصول ہے جس کے لئے انھوں نے اپنی زندگی کو قربان
ر دیا۔ انھوں نے اشوک اعظم کے اس قول کو پورا کر دکھایا
ہ کوئی شخص اپنے مذہب کا احترام اس وقت تک نہیں کرسکتا
جب تک وہ دوسروں کے مذہب کا احترام نہ کرے، بیسویں
صدی میں گاندھی جی ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے
س اصول کو حقیقت کے روپ میں پیش کیا۔ چنانچہ وہ ایک جگہ تحریر
رماتے ہیں کہ "میری زندگی میں ایسے متعدد مواقع آئے جب
س جوابی کارروائی کرسکتا تھا لیکن میں نے اس سے احتراز
یا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ایسا ہی کرنے کا مشورہ دیا، میں نے
پنی زندگی کو اس اصول کی تبلیغ کے لئے وقف کر دیا ہے
س اصول کا درس میں نے دنیا کے سبھی عظیم مبلغوں، زرتشت،
ویر، بدھا، ڈینیل، عیسیٰ، محمدؐ، گرونانک اور متعدد دوسرے
بلغوں کی تعلیمات سے لیا ہے۔ ستیہ یعنی سچائی میرا
ذہب ہے اور اس کے حصول کا واحد ذریعہ عدم تشدد ہے،
شدد کے عقیدے کو میں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسترد کر دیا
ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر رادھا کرشنن نے گاندھی جی کے کردار کو
ن لفظوں میں بیان کیا ہے کہ ان کا تعلق پیغمبروں کی اس
سل سے ہے جو دل سے بلند حوصلہ تھی۔ جن کی روح مجسم
خلاق تھی اور جو نڈر ہو کر قہقہہ لگا سکتی تھی۔ اپنی زندگی اور
تعلیمات میں وہ ان اقدار کے شاہد وامین رہے جو صدیوں
سے اس ملک کا خاصا اور حصہ ہے۔ یہ اقدار ہیں تقدس کا
حسن، فرائض کی قبولیت، کردار کی راستی، یہ قدریں قومی ہیں
بین الاقوامی بلکہ آفاقی ہیں۔ اور اسی آفاقیت نے
گاندھی جی سے یہ بھی کہلوا دیا کہ " مذہب میں کسی جبر کی گنجائش
نہیں ہے "۔ مگر یہ تاریخ کا المیہ ہے کہ وہ مذہبی جبر و جنون
کا شکار ہوئے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین نے گاندھی جی کی سیرت کا مطالعہ
کرتے ہوئے ایک جگہ بیان کیا ہے کہ " بعض اوقات لوگ
ایسے سوالات اٹھاتے ہیں جس سے یہ محسوس ہونے لگتا ہے
کہ عدم تشدد پر عمل کرنا ناقابلِ عمل ہے۔ اگر یہ مان لیا جائے
کہ عدم تشدد کی پالیسی اس دشمن کے سامنے بے اثر ہے جو
مہلک ہتھیاروں سے لیس ہے لیکن کیا ہم آپس کے تعلقات
میں اس پر عمل نہیں کرسکتے ہیں؟ ہمیں اس بات کو فراموش
نہیں کر دینا چاہیئے کہ فراخدلی ہمت اور اخلاقی قوت کا ظاہری
پہلو عدم تشدد ہے اور اخلاقی قانون اس کی برتری کو تسلیم
کرتا ہے "۔ اور یہی اخلاقی برتری ہندوستانی تہذیب و تمدن
کی میراث ہے اور اسی میراث نے اندھیروں کو اجالوں
میں تبدیل کر دیا ہے لیکن آزادی کی شکل میں اجالے کی
کرن پھوٹنے بھی نہ پائی تھی کہ اس کے نقیب کو ہمارے درمیان سے چھین لیا
اور پنڈت نہرو کو گاندھی جی کا ماتم کرتے ہوئے ہندوستانی پارلیمنٹ میں اپنی
گلوگیر آواز میں کہنا پڑا کہ " ہماری زندگیوں سے روشنی چلی گئی ہے،
اور آج ہر طرف اندھیرا ہے اس ملک میں جس روشنی کی چمک تک
تھی وہ کوئی معمولی روشنی نہیں تھی کیونکہ یہ روشنی سچائی کی مظہر تھی
اور وہ ابدی شخص اپنی ابدی سچائی کے ساتھ ہمارے درمیان
تھا اور ہماری راہوں کا نور تھا جو غلطیوں سے بچاتا تھا" یہی وہ
سچا خراج ہے جو آپ ہم گاندھی جی کی خدمت میں پیش
کرسکتے ہیں۔ گاندھی جی ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن انھوں نے
جو راہ دکھائی ہے وہ مشعل نور کا کام دیتی رہے گی۔
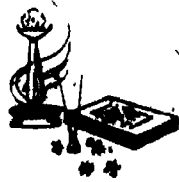
قلمی معاونین سے گذارش ہے کہ اپنی تخلیقات کے خاتمے پر
یا پشت پر اپنا مکمل پتہ، پن کوڈ نمبر کے ساتھ
ضرور تحریر فرمائیں۔ مضمون کاغذ کے صرف ایک ہی طرف لکھیں اور قلمی
نام کے ساتھ اصل نام بھی تحریر فرمائیں۔ غیر طلبیدہ مضامین کی ایک نقل
اپنے پاس ضرور رکھیں۔
(ادارہ)

جہیز ...... ایک المیہ

نعیم شہریار
معرفت بھارے راؤ، ڈرائیورس بلڈنگ
رادھا نگری، مانس مندر، دردھامت ۴۲۴۰۰۱
(مہاراشٹر)

آگ، آگ، آگ ...... منت سماجت، لجاجت آمیز دہائیاں، ہجوم، شوروغل، کراہیں، آہیں...
...... اور جھونپڑیوں، بوسیدہ گھروں، پھیے پتے مکانوں، آرام دہ فلیٹوں، عالیشان بنگلوں، متوسط عمارتوں
اور آسمان سے باتیں کرتی ہوئی بلڈنگوں کے بند کمروں سے جہیز کی ماری، گندہ گزیدہ نوبیاہتا
بہوؤں کی جلی ہوئی، زخمی، زہر آلود، نیم مردہ، کریہہ المنظر لاشیں ایک کے بعد ایک نکالی جارہی ہیں،
..... ماتم، آنسو...... اور اس کے بعد ان کی بدروحوں کا چاروں اور بھٹکنا...... لالچ، انتقام، قہقہے
سناٹا...... فضا میں مٹی کے تیل، پٹرول اور زہریلی دواؤں کی بدبو، لاشوں کی سڑاند، جلے ہوئے
گوشت کا تعفن، اور سسرال میں بیٹوں کی دوسری شادیوں کا ہنگامہ، گویا جلاکر ماردی جانے والی
عورتیں صرف عورتیں ہیں ...... بہوئیں ہیں...... دلہنیں ہیں...... وہ کسی ماں کی بیٹی نہیں، کسی باپ کی
لاڈلی نہیں، کسی بھائی کی بہن نہیں، اور کسی بیٹی بیٹے کی ماں نہیں تھیں...... آسمان سے
جلا مقدر لے کر اتریں، اور جل کر فضا میں تحلیل ہوگئیں...... ان کا کسی سے ناطہ نہیں تھا......

یہ ایک شہر کی روداد نہیں، بھارت کے اکثر دیہاتوں اور شہروں کی کہانی ہے، آج بہتیری دلہنوں کی تقدیر میں حرام موت لکھی ہوئی ہے، ریکھا چانڈک، سنندا بین، اروناراٹی، سونا بائی، پریم لتا، شدھا گوئل، کسم اودھن، شریمتی موہتا، شریمتی اگروال، مسزسارڈا، بیگم رقیہ ......
سسرال والوں کے ہاتھوں جلادی گئیں، قتل کردی گئیں، زہر دے کر مارڈالی گئیں ...... آج کل نئی پرانی دلہنوں کے سروں پر سوانیزے کے فاصلے پر ٹنگے ہوئے سورج کا گرم گرم لاوا اچھل رہا ہے، اور باقی بچ جاتی ہیں صرف بدبودار لاشیں. ...... کیا ان قاتلوں کی بہنیں اور بیٹیاں نہیں ہیں؟ ان کی شادی نہ ہوگی؟ ..... اور کیا پتہ ان کی قسمت میں شیطان صفت خاوند ہوں؟ اور مستقبل میں یہ قاتل اپنی بیٹیوں کی جلی ہوئی اور زہر آلود لاشیں دیکھیں گے اور ان سانحات سے تحریک پاکر، بہوؤں اور بیویوں کے ساتھ کیا گیا سلوک، ان قاتلوں کے لاشعور کے چھپے خانوں سے پوری طاقت سے ابھر آئیگا۔ اور پھر وہ رو ئیں گے فریاد کریں گے، اور پچھتائیں گے...... صرف پچھتائیں گے۔
دوستو! انسانیت کے نجات دہندہ رحمۃ للعالمینؐ نے اپنی بیٹی خاتونِ جنت حضرت فاطمہؓ کو جہیز کے روپ میں دیا تھا...... مٹی کے کچھ برتن، چند کپڑے، بستر کے طور پر گدا اور ہاتھ سے چلائی جانے والی پتھر کی ایک چکی، آپ نے جو کچھ اپنے داماد حضرت علیؓ کو دیا انہوں نے ہنسی خوشی قبول کرلیا۔ اس زمانے سے آج تک، کچھ برسوں پہلے تک مسلمانوں کے ہر طبقے نے اپنی مالی حیثیت، سماج میں اپنے مقام، زمانے کی ضرورتوں اور رسم و رواج کے مطابق اپنی لاڈلیوں کو جو کچھ دیا...... کم زیادہ...... داماد اور سسرال کے دیگر افراد نے بخوشی قبول کرلیا۔ اگر کبھی کوئی شکایت ہوئی تو پیشانی کی ناگوار سلوٹوں کے ذریعہ اس کا اظہار ہوا۔ دبے انداز میں حرفِ شکایات ہونٹوں پر آیا ...... کسی نے منھ کھول کر مانگا، کسی کے دل پر چند روز کے لئے غبار چھایا اور ختم ہوگیا، رشتے پھر استوار ہوگئے، تعلقات جڑ گئے، لیکن جہیز کو لے کر قتل وخون تک شاید ہی نوبت پہنچی ہو، کیا ہم اپنے بزرگوں کے کردار کی دولت سے کچھ ورثہ پاکر اپنے گھر کو جنت نہیں بنا سکتے؟
ہندوستان میں ہندو، بودھ، جین، پارسی، عیسائی اور سکھ بھائی "بہو" کو بہت اونچا درجہ دیتے رہے ہیں، اسکے ساتھ ساتھ لکشمی کی بہ نسبت گھر کی لکشمی کو...... بہو...... کو ایک اعلیٰ مقام

ا میل رہا ہے، بہو کو بیٹی سمجھا جاتا رہا ہے، کتنی محبت کی جاتی رہی ہے ہوسے ..... دیہاتیوں اور آدیواسیوں میں، ان کی روایات میں اندھ وشواس کا کافی عنصر ہوتا ہے ..... مدتوں سے گڑا ہوا خزانہ زمین سے ابلنے کے لئے تیار ہے، کسی کی قسمت چمکانے کیلئے بیتاب خزانہ معاوضہ میں صرف بہو یا بیٹے کی بلی چاہتا ہے۔ ساس سسرے، ماں باپ انکار کرتے ہیں ..... بار بار مانگتا ہے، خوابوں میں مانگتا ہے۔ اندھ وشواس نے الفاظ و آواز کا روپ دھار لیا ہے، لیکن اب بھی انکار جاری ہے، آتی جاتی دولت کے لئے اپنا پیارا بیٹا کیس طرح قربان کر دیں، گھر کی ساکشات لکشمی کو چند روزہ دولت کی بلی کیوں کر چڑھائیں؟ اپنے پوتے پوتیوں کی ماں کو ان سے کیسے جدا کر دیں؟ صدائیں معدوم ہوگئیں، خزانہ شاید دوسری طرف سفر کر گیا ہے، بہو بیٹے پر سے صدقے اتارے جارہے ہیں سب خوش اور مطمئن ہیں۔

لیکن آج کل بھارت کے ہر طبقے میں خصوصاً متوسط، تعلیم یافتہ اور امیر گھرانوں میں ہزاروں بہوئیں جہیز اور ہنڈہ کا شکار ہو رہی ہیں۔ جس عورت کے لئے بڑے خوبصورت انداز میں کہا گیا ہے

ع " وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ "

آج اس کے خون کی سرخی سے ہماری موجودہ تاریخ داغدار کیجا رہی ہے!

جہیز کی تین شکلیں ہیں :-

(۱) اپنے داماد کو نقد روپیہ کی شکل میں ہنڈہ دینا۔
(۲) اپنی مالی حیثیت کے مطابق بیٹی کی شادی کے موقع پر اسے برتن، کپڑے، زیورات، زندگی کی حاجتوں، ضرورتوں اور آرام و آسائش کی چیزیں اور سامانِ تعیش دینا۔
(۳) اگر مالدار شخص ہے تو کھیت، گھر اور مکان اپنی بیٹی اور داماد کے نام لکھ دینا۔

لیکن اس زمانے میں جہیز کی اور قسم پیدا ہوگئی ہے۔ شادی کے بعد داماد اور سسرال کی حسبِ فرمائش کوئی چیز یا نقد روپیہ دینا اور اسی کی بنیاد بنا کر جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں، اور نتیجہ میں بہو کو مختلف طریقوں سے موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔

آج کل سسرال کی جانب سے شادی سے پہلے ہی فرمائشیں شروع ہو جاتی ہیں۔ رشتہ طے ہونے پر ہنڈے کی مانگ، کہیں گھوڑے جوڑے کی مانگ، ریڈیو، ٹرانسسٹر، پنکھے، مشینوں اور زیورات کی مانگ، اور بچے کی گھروں میں تعلیم کے خرچے کی مانگ، سائیکل، اسکوٹر، موٹر سائیکل اور کار کی مانگ، اسپورٹس گھڑیوں، کپڑوں، ٹی وی، ویڈیو اور ریفریجیٹر کی مانگ، شادی کے بعد مانگوں اور شادی سے پہلے مانگوں کا ایک سلسلہ جاری رہتا ہے جیسے مانگوں کا سیلاب ہے، بھیک منگوں کی بھیڑ ہے! اور ہر شخص بخوشی یا مجبوراً اپنی جیب سے یا مقروض ہو کر ہر قسم کی مانگ پوری کرتا ہے۔ ایک مانگ پوری ہونے پر دوسری نئی مانگ اور مانگ پوری نہ ہونے پر دھمکیاں، مار پیٹ، ظلم و ستم ..... اور ماں باپ اپنی نازوں سے پلی بیٹی کو ہر بار اپنے گھر سے وداع کرتے وقت رنج، دکھ اور حسرت و اندیشہ بھری نظروں سے دیکھتے ہیں، ایسا کیوں؟

(۱) زمانے کے دستور بڑے ظالم اور دل کش ہوتے ہیں، اعلیٰ طبقے کے افراد جاگیردار اور سرمایہ دار اپنی بیٹیوں کو بے شمار نقد انگنت چیزیں، زیور، زمین اور غلام و کنیزیں جہیز میں دیا کرتے تھے، عام لوگوں نے ان کی نقالی کی اور لازمی ہوگیا کہ بیٹی کو اس کی شادی کے موقع پر توفیق سے زیادہ ہنڈہ اور جہیز دیا جائے، لیکن آج اس رسم نے بلکہ منگنی اور شادی کی تمام غیر ضروری رسموں نے اب خطرناک صورتیں اختیار کر لی ہیں اور لاکھوں زندگیاں اس لعنت کا شکار ہوگئی ہیں۔ زر نقد اور جہیز دینے کی سکت نہ ہونے کی وجہ سے ہماری کروڑوں بہنیں بن بیاہی بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کی زندگیاں برف کی مانند پگھلتی جارہی ہیں۔ کڑھ کڑھ کر دق کا شکار ہو رہی ہیں۔ بوڑھی ہو رہی ہیں اور خودکشی کرنے پر مجبور ہو رہی ہیں۔ ماں باپ کسی طرح ان کی شادی کر دیتے ہیں تو پھر وہ شادی شدہ بیٹی کی سسرال کی نت نئی فرمائشوں سے حیران و پریشان ہیں۔ ان رسموں سے پیدا شدہ بھیانک مسائل نے ان علاقوں کو خاص طور پر جکڑ رکھا ہے جہاں دیسی راجاؤں اور نوابوں کا راج تھا۔

خدا کا شکر ہے کہ بھارت کے کچھ شہروں میں با اخلاق اور دردمند نوجوانوں کی انجمنیں اور کمیٹیاں بن گئی ہیں۔ جو کہ شادی کی تمام فضول رسموں، غیر ضروری سماجی رسم و رواج اور ہر قسم کے جہیز کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ میرے علم میں دائرہ ادبی (ہبلی دھارواڑ) کی ایک انجمن ہے، جس کے اعلیٰ تعلیم یافتہ، ملازمت پیشہ اور ہنرمند اور ۵۰ ممبروں نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ اپنی زندگی اور شادی میں کسی فضول رسم کو راہ نہیں دیں گے اور کسی قسم کا جہیز

کی فرمائش نہیں کریں گے۔ ان غیرت مند نوجوانوں نے غریب اور یتیم لڑکیوں کی شادی کے لئے ایک فنڈ بھی قائم کیا ہے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر شخص چاہتا ہے کہ زندگی عیش و آرام سے گذاری جائے اور چونکہ خود ضرورت اور آسائش کے سامان نہیں خرید سکتے اس لئے ایسے کاہل اور لالچی لوگ اپنی سسرال کے سامنے فرمائشوں کی طویل فہرست رکھ دیتے ہیں، اور فرمائشیں پوری نہ ہونے پر شروع ہو جاتا ہے ظلم و ستم کا وہ سلسلہ جس کی سرحدیں موت کی سرحد سے ملتی ہیں۔

ہمارے سماج میں بھیک منگے کو نکھٹو، محتاج اور حقیر سمجھا جاتا ہے، پھر یہ بھیک منگاپن اور محتاجی کیوں؟ ایسا شخص اپنی نظروں میں خود گر جاتا ہے۔ اسی لئے ہماری اخلاقی قدروں میں ضبط نفس، قناعت اور خودداری کو اہمیت حاصل ہے، اگر ہمارے بازوؤں میں طاقت ہے تو خود دولت پیدا کر کے تمام چیزیں خریدیں۔ دوسروں کا مارا ہوا شکار ہم کب تک کھاتے رہیں گے؟ اور ایک نظر ان غریبوں پر بھی کریں جنہیں ایک وقت کی روٹی نصیب نہیں، اور خدا کا شکر ادا کریں کہ ہم ان سے بہتر زندگی گذار رہے ہیں۔

(۳) جہیز اور ہنڈہ کی فرمائشوں کی ایک وجہ تعلیم کا مہنگا ہونا غربت اور بے روزگاری ہے، اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کیلئے ہزاروں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے اور پھر لڑکے کے ماں باپ یہ تمام خرچ اس کی سسرال سے کیش کرنا چاہتے ہیں، اس لئے جہاں تک ممکن ہو سرکار کو سماج کے امیر اور سرمایہ دار طبقہ کے تعاون سے اعلیٰ تعلیم مفت کر دینی چاہیئے، جہاں تک بیروزگاری کا تعلق ہے مرکزی اور ریاستی حکومتیں اسے ہر ممکن ذریعہ سے ختم کرنے کی کوشش کر رہی ہیں، نئے نئے کارخانے، ملیں، فیکٹریاں اور ورک شاپ کھولے جا رہے ہیں۔ آفسوں، بینکوں اور محکموں میں اضافہ کیا جا رہا ہے، اور آزاد پیشوں، نجی کارخانوں اور دوکانوں کے لئے سرکار قرض دے رہی ہے، اب اگر کوئی اپنی کم ہمتی اور سستی کی وجہ سے ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائے تو کوئی کیا کر سکتا ہے؟ یہ تو کوئی ذریعہ نہیں کہ اپنی کمزوری اور غریبی کی کمی انہیں بیوی کے میکے سے پوری کی جائے، بیوی کے میکے کی حالت بہتر نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی بیٹی کی محبت سے مجبور ہو کر آمدنی کے غلط اور سماج کیلئے نقصان دہ ذرائع اپنائیں گے

اس طرح یہ ہوگا کہ سماج کو بڑھتے ہوئے غلط رویے اور جرائم گھن کی طرح کھا جائیں گے۔

اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ محتاجی کی زندگی گذارنے کی بجائے اپنے بل پر کمائیں، اور سرکاری اسکیموں اور بیس نکاتی پروگراموں میں حصہ لے کر قومی دولت میں اضافہ کریں اور ملک کو ترقی یافتہ بنائیں کیونکہ بہرحال قومی دولت میں ترقی ہونے سے نجی دولت اور خوش حالی میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔

(۴) منگنی اور شادی کی مہنگی رسمیں، شادی کے بعد کی فضول رسمیں، پیدائش اور موت کے بعد کی خرچیلی رسمیں، بال و داہ، برہمچاری کی زندگی گذارنے کا رجحان وغیرہ قومی وقار کو گھٹانے والی فرسودہ رسمیں بھی جہیز کی بے شرم رسم کو بڑھاوا دے رہی ہیں۔

مقام شکر ہے کہ ہماری کچھ برادریوں مثلاً مومن انصار برادری میمن (کچھی) برادری، خوجہ اسمٰعیلی شیعہ جماعت، بوہرہ جماعت، عیسائی برادری، مہیشوری سماج اور جین سماج وغیرہ نے جہیز شادی اور سماج کی دیگر ضرر رساں رسموں کے خلاف عملی اقدام اٹھایا ہے، تبلیغی جماعت اور خوجہ اسمٰعیلی شیعہ جماعت کے اجتماعات میں اجتماعی شادیاں بھی بڑا مبارک قدم ثابت ہو رہی ہیں۔ مستقبل روشن ہے..... پکار جاری ہے کہ باقی ماندہ برادریاں جماعتیں، سماج، سمیتیاں اور کلب ان رسموں کو مٹانے کیلئے آگے بڑھیں۔

عورتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ، زنا بالجبر، طلاق کی بڑھتی ہوئی تعداد، جہیز اور ہنڈہ کے لئے دلہنوں کو بھینٹ چڑھایا جانا اور قاتل خاوندوں کا دوسری شادی رچانا اور دوسری غلط رسموں کے خلاف ہمارے ملک کے ادیبوں اخبارات و رسائل کی انجمنیں مؤثر قدم اٹھا رہی ہیں وہ تمام واقعات کو عوام کے روبرو پیش کرتے ہیں، اور پولیس اور سرکار کی روشنی میں لاتے ہیں، اسی طرح ہندوستان گیر پیمانے پر عورتوں کی کئی انجمنیں قائم ہو گئی ہیں جنہوں نے عوام، پولیس اور عدالت کے تعاون سے کئی قاتلوں کو سلاخوں کے پیچھے پہنچا دیا ہے۔ دوردیہ میں ڈاکٹر سیما ساکھرے، ڈاکٹر ردیا کلکرنی شریمتی اوشا مشرا وغیرہ ایسی انجمنوں کی نمائندگی اور قیادت کر رہی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر قصبہ اور شہر میں عورتوں اور مردوں پر مشتمل کمیٹیاں بنائی جائیں ہر شہر میں اس قسم کے مقدمات کیلئے مخصوص کورٹ ہوں جو جرم ثابت ہونے پر کڑی سے کڑی سزائیں سنائیں۔

شاہد ساگر
ندیم اسٹورس، ۱۱۔ قاضی کیمپ۔ بھوپال ۔ ۱۸

پیکرِ امن واماں

اے اہنسا کے پجاری پیکرِ امن واماں — رو رہا ہے آج تیری یاد میں ہندوستاں
تیرے ہی دم سے بہارِ زندگی پر تھا نکھار — تیرے ہی دم سے گلستاں ہو رہے تھے لالہ زار
تو نے بخشی تھی جِلا حبِّ وطن کے واسطے — خونِ دل تو نے دیا گنگ وجمن کے واسطے
تیرے ہی دم سے نظر آتے ہیں ہر سو لالہ زار — دیکھتے ہیں آج ویرانوں کو بھی ہم پُر بہار
درسِ امن و آشتی کا تو نے قوموں کو دیا — مرحبا صد مرحبا کی کیوں نہ آئے پھر صدا

تو نے آزادی کی خاطر قوم کو آواز دی
طائرِ مجروح کو بھی قوتِ پرواز دی

کوششِ پیہم سے تیری گلستاں آزاد ہے — ہر بشر آزاد ہے ہندوستاں آزاد ہے
حاکم و محکوم میں ہونے لگے راز ونیاز — تیری محفل میں نظر آئے تھے محمود و ایاز
تو نے ہی ہندوستاں کو عظمتِ کردار دی — تو نے ہی ہندوستاں کو قوتِ گفتار دی
تیرے ہی دم سے بہارِ گلستاں ہے شعلہ زار — گل کو نوکِ خار سے تو نے کیا ہے ہمکنار

ہند میں کیا محفلِ دنیا میں تیرا جام ہے
تجھ سے ہی مشہور بھارت کا جہاں میں نام ہے

تو نے قوموں کو دیا دنیا میں درسِ اتّحاد — اہلِ عالم کے دلوں میں اس لئے ہے تیری یاد
یاد رکھیں گے ہمیشہ یہ وطن والے تجھے — بھول سکتے ہی نہیں ہرگز چمن والے تجھے
گلشنِ انگریز کو تو نے اجاڑا ہند سے — تو نے انگریزی حکومت کو اکھاڑا ہند سے
رہبرانِ قوم نے تجھ سے ہی لی ہے روشنی — یعنی موتی اور جواہر کو چمک تجھ سے ملی
تو نے انگریزوں کے بڑھتے ظلم کو ٹھکرا دیا — پرچمِ آزادیٔ ہندوستاں لہرا دیا

خدمتِ قوم و وطن کا کیا حسیں انجام ہے
آج گاندھی کا زمانے بھر میں شاہدؔ نام ہے

غزلیں

ڈاکٹر نایاب لکھنوی

مکان نمبر ۹۱م۔ ۴۸ ۲ ۲۰، ۴۱ دیں لین،
مالیگاؤں ۲۰۳ ۴۲۳ (ضلع ناسک) مہاراشٹر

غم کے ہجوم میں بھی رہے وہ خوشی کے ساتھ
جو زندگی گذارتے ہیں سادگی کے ساتھ

اہلِ ہوس کو اہلِ محبت سے ربط کیا ؟
ظلمت کبھی ٹھہر نہ سکی روشنی کے ساتھ

حیرت فزا ہے ساقیٔ میخانہ کا سلوک
قطرہ کسی کے ساتھ ہے دریا کسی کے ساتھ

ممکن ہے اس سے قافلے والے ہوں باخبر
کچھ رہزنی کے ہاتھ بھی ہیں رہبری کے ساتھ

نظارۂ چمن ہے نشاط آفریں مگر
کانٹوں کی بھی خلش ہے گلوں کی ہنسی کے ساتھ

اک عمر کے طواف کا پایا ہے یہ صلہ
شہرت ہے میرے نام کی بھی اس گلی کے ساتھ

دل اس کی یاد سے کبھی غافل نہیں رہا
اتنا تو ہوش ہے مجھے دیوانگی کے ساتھ

اہلِ سخن کا شیوہ یہی ابتدا سے ہے
انشا کے ساتھ کچھ ہیں تو کچھ مصحفی کے ساتھ

نایاب ذوقِ شعر و سخن ہے بجا مگر
دنیا میں اور کام بھی ہیں شاعری کے ساتھ

مہدی پرتاپگڈھی

معرفت ایکزیکیٹیو انجینیئر
اری گیشن ڈویژن۔ پرتاپگڑھ

سوچ کر لب کھلے، اگر بولو
رکھ کے الفاظ میں ہنر بولو

بے ثمر کیوں ہوئے شجر بولو
کیوں دعائیں ہیں بے اثر بولو

اک خوشی میں ساری رات کٹی
اب تو ہونے کو ہے سحر بولو

کیوں انگوٹھے کٹے ہیں محنت کے
آج رسوا ہے کیوں ہنر بولو

نقش کوئی دلوں پہ چھوڑ بھی
ہاں! کوئی حرف معتبر بولو

کل تو یورش مرے مکاں پر تھی
لٹ گیا آج کس کا گھر بولو

کوئی پتھر صنم میں ڈھل نہ سکا
دستِ آزر ہے بے ہنر بولو

کیوں بکھرنے کے درد سے مہدی
آج انساں ہے بے خبر بولو

عظیم الدین عظیم

دھرم پور، برن پور، بردوان ۱۳۳۲۵ء

پہچان اپنی کھو کے بہت شادکام ہے
یہ آدمی بھی کتنا ہوس کا غلام ہے

شاید یہ وقت پھر نیا موسم دکھائیگا
سورج کے گرد بادلوں کا اژدہام ہے

شاخوں سے کیوں نہ ٹوٹ گرے برگِ اعتبار
ہرسو ہوائے وہم و گماں تیز گام ہے

ہر شخص آج سر پہ ہے سورج لئے ہوئے
کتنا حسین وقت کا یہ انتقام ہے

اب بھی فضائے عشق و محبت ہے سازگار
پیشِ نگاہ اب بھی وہ ماہِ تمام ہے

چہرے بدل گئے ہیں فقط فکر کے عظیم
اہلِ چمن وہی ہیں وہی صبح و شام ہے

پال میں سُنا ہوا قصّہ

نف..... انور قمر

ی..... پچیس روپے

ا پتہ :-

- ● مکتبہ جامعہ لمیٹڈ - جامعہ نگر - دہلی - ۲۵
- ★ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ - علی گڑھ
- ● مکتبہ جامعہ لمیٹڈ - جے - جے اسپتال - بمبئی ۳

تذہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے شاگرد بہت کچھ
، مگر اس پر سختی سے جمے رہنا اور اس سے انحراف
اس کے لئے بُرا ثابت ہوتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ
آپ ڈھونڈ نکالے اور سب سے مشکل کام یہی ہے۔
ب جن لوگوں سے متاثر ہوتا ہے وہ اس کے ذہن پر کچھ
نب خون مارتے ہیں کہ جب بھی ادیب کوئی تخلیق پیش
ل مسالہ انہیں لوگوں کا برآمد ہوتا ہے جن سے کر
ہے۔ انور قمر کے افسانوں کا دوسرا مجموعہ "چوپال میں
قصّہ" ہمیں سریندر پرکاش اور انتظار حسین کی
د دلاتا ہے۔ جیسے ۔ بجوکا میں ہوری کی واپسی
س طرح کی بات "کابلی والے کی واپسی" میں ہے
چاہیئے کہ وہ جلد سے جلد اپنی راہیں خود تلاش کریں۔
یہاں شعور ہے اور شعور کی بالیدگی بھی ہے اور
وہ پیروی اور پیروکاری سے چھٹکارا نہ پائیں، ان
ھنے نہ پائیں گے۔

اس سے قطع نظر انور قمر کی کہانیاں پڑھی جائیں تو
سب سے پہلے جس بات کا احساس ہوتا ہے ــــ وہ ہے
کہانی پن کی موجودگی۔ مثلاً چاند پر بھی سایہ ہے ــ ایک
زندہ و تابندہ کہانی ہے۔ مشکل گوئی یا سہل زبانی سے نہ تو
کوئی بڑا ادیب بنتا ہے اور نہ ہی یہ چیزیں اس کے فن کے آڑے
آتی ہیں۔ آپ کے یہاں ابہام اور پیچیدگی ہو یا نہیں ہو آپ
کے پاس کہنے کے لئے اگر کچھ ہے اور آپ اپنے اندازِ بیان سے
متاثر بھی کرتے ہیں تو یقیناً ادیب ہیں۔ اب کتنے بڑے اور
کتنے چھوٹے! یہ درجہ، یہ منصب آپ کو وقت کے ہاتھوں
عطا ہوگا اور اس کے لئے انتظار کی ضرورت ہے۔

"چوپال میں سُنا ہوا قصّہ" میں دس کہانیاں ہیں ــــ
خوبصورت چھپائی اور اچھے کاغذ نے انہیں ــــ اور
Readable یعنی لائق مطالعہ بنا دیا ہے۔

اس کتاب کی دوسری خوبی عصری حسّیت کا اظہار ہے۔ ان
کہانیوں کو پڑھ کر کوئی بھی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ سنہ ۱۹۷۰ء کے بعد
لکھی گئیں اور میرے خیال میں یہ ایک مثبت پہلو ہے۔ انور قمر
نے IVORY TOWER میں بیٹھ کر نہیں لکھا۔ شہرِ آشوب
کا قصّہ کہنا انہیں خوب آتا ہے۔

کتاب کی قیمت پچیس روپے مناسب ہے ــــ اور
اسے مکتبہ جامعہ لمیٹڈ دہلی ــ علی گڑھ ــــ اور بمبئی کی
شاخوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

لوٹ :- تبصرے کے لئے کتاب کی
دو جلدیں آنی ضروری ہیں۔ (ادارہ)

وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی
نے اپنی قیام گاہ ، نئی دہلی میں
آنجہانی ونوبا بھاوے جی کی بایو گرافی
(سوانح حیات) "ونوبا جیون درشن" کا
۱۱ ستمبر کو اجرا کیا ۔ اس کتاب کے مصنف
ونوبا جی کے بھائی شری شیوا جی بھاوے ہیں
اس کی اشاعت کا کام اسٹیٹ بورڈ فار
لٹریچر اینڈ کلچر کی جانب سے کیا گیا ۔

شری شرد دیگھے ، اسپیکر لیجسلیٹو اسمبلی
بمبئی کے پاٹکر ہال میں ۱۳ ستمبر کو "ہندی ہفتہ"
تقریبات کا افتتاح کرتے ہوئے ۔

شری ششی کانت ڈیتھنکر تعلیم اور
اطلاعات و رابطۂ عامہ کے سکریٹری
"ہندی ہفتہ" تقریبات کے موقع پر
منعقدہ ایک تقریب کو بمبئی میں ۱۸ ستمبر
کے روز خطاب کر رہے ہیں ۔
ڈاکٹر ایم ۔ ایس ۔ گورے وائس چانسلر
بمبئی یونیورسٹی بھی ڈائس پر دیکھے جا سکتے ہیں ۔

ویتنام کے سکریٹری جنرل ہز ایکسلنسی
سٹرلی ۔ ڈوان کی ۲۳ ستمبر کو بمبئی میں
آمد پر مہاراشٹر کے گورنر ائیر چیف مارشل
آئی ۔ ایچ لطیف نے ان کا خیر مقدم کیا۔

ہانی رام گنیش گڈکری مراٹھی کے
دیب نے اپنی زندگی کے چند سال
کے نوساری مقام پر بتائے تھے۔
کو مراٹھی گرنتھ بندھنی بھکتی بھاؤ نے ان
سالگرہ صد سالہ کے موقع پر خراج عقیدت
۔ اس موقع پر وزیر تعلیم شری
رراؤ نائیک نے دونوں ریاستوں کے
ثقافتی رشتوں کے فروغ پر زور دیا۔
ہیں شری نائیک کے علاوہ گجرات
پریشد کے صدر اور مشہور ادیب شری
شکل اور نوساری میونسپل کمشنر شری
ئی ایس، گڈکری جی کی تصویر کو
عقیدت پیش کر رہے ہیں ـــــــ
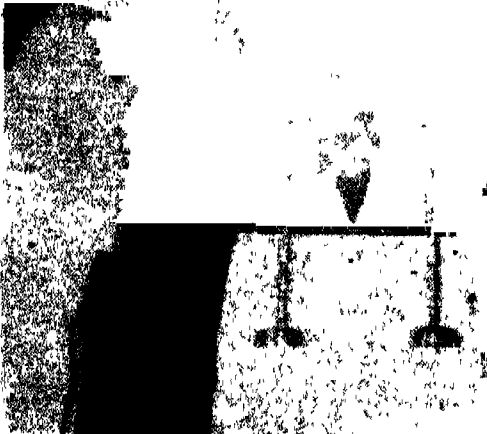
ایتھوپیا کے وزیر اطلاعات ڈاکٹر کیلیکے
گیڈلے گیرجیس ۲۳ ستمبر کو دو دن کے
دورے پر بمبئی تشریف لائے۔ اس
موقع پر وزیر مملکت برائے تعلیم شریمتی
پاروتی بائی مالگونڈا، چتریٹ مہامنڈل کی
صدر شریمتی مالتی تانبے وید یہ اور ڈائرکٹوریٹ
جنرل برائے اطلاعات و رابطہ عامہ کے
ڈائرکٹر جنرل شری شانتا رام سنگھے نے
ان کا استقبال کیا۔

بمبئی ہائی کورٹ کے سابق چیف جسٹس
شری وی۔ ایس۔ دیشپانڈے، لوک
آیکت کے عہدے پر حلف برداری کی
رسم ادا کرتے ہوئے تصویر میں گورنر مہاراشٹر
ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ لطیف حلف
دلا رہے ہیں۔ شری وسنت راؤ پاٹل،
وزیر اعلیٰ مہاراشٹر بھی نظر آرہے ہیں۔

ماریشس کی وزیر برائے حقوق نسواں
اور خاندانی بہبود شریمتی شیلا بائی باپو
کے اعزاز میں مہاراشٹر راجیہ سنسکرتی
منڈل نے ایک تقریب ۲۷ ستمبر کو
تاج محل ہوٹل میں منعقد کی۔
اس موقع پر لی گئی تصویر میں شریمتی
شیلا بائی باپو شکریہ ادا کر رہی ہیں
تصویر میں وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل
اور منڈل کے صدر ڈاکٹر سریندر بارلنگے
بھی نظر آرہے ہیں۔

شری چودھری رام سیوک کی قیادت
میں مندرجہ ذیل جاتیوں اور مندرجہ قبائل
بہبود کے لئے پارلیمانی کمیٹی کے اسٹڈی
گروپ نے ریاستی سرکاری افسران
۲۷ ستمبر ۱۹۸۴ء کو منترالیہ میں ملاقات
کی۔ اس موقع پر لی گئی تصویر۔

...شیش میں مراٹھی کے فروغ
... وزیرِ اعلیٰ کی یقین دہانی

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے اس بات کی
...ی ہے کروہ ماریشیش میں مقیم مراٹھی افراد کے لئے
...ن کی ترویج وترقی کیلئے ہر قسم کا تعاون دیں گے۔
...تی شیلا بالپو وزیر برائے حقوق نسواں اور خاندانی و
...د حکومتِ ماریشیش نے ۲۶ ستمبر کو وزیر اعلیٰ سے منترالیہ
...کی اور انہیں ماریشیش میں جاری مراٹھی زبان ۔۔۔ اور
...میوں سے متعلق آگاہی دی اور اس سلسلے میں کام کو مزید
...جانے کے لئے تعاون حاصل کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔
... موقع پر شریمتی بالپو نے وزیرِ اعلیٰ کو ماریشیش کے مراٹھی
...ہی اور ثقافتی سرگرمیوں کے ویڈیو۔ٹیپ کا ایک
...پیش کیا۔
...ٹھی افراد کی ماریشیش منتقلی پر ۱۵۰ سال مکمل ہوتے
...منائے جانے والے جشن کے موقع پر ریاستی حکومت
...سے مراٹھی افراد کی ماریشیش میں واقع فیڈریشن کو
...وسیقی کے آلات کا ایک سیٹ، مذہبی کتابوں کی جلدیں
...کل ۶ عدد ساریوں کا ایک سیٹ، مالوای (شیواجی
...سپاہیوں) کے پوشاکوں کے ۶ سیٹ پیش کئے جائیں گے۔
...شیش میں تہوار کے موقع پر مراٹھی کی کچھ بہترین
...ی جائیں گی۔ ماریشیش کے مراٹھی عوام کی فیڈریشن کو
...راج کا ایک مجسمہ بطور تحفہ پیش کیا جائے گا۔
... موقع پر ماریشیش کی وزیر موصوفہ کے خاوند شری
...شری بالبو راؤ مہادیو ایم ایل اے، ماریشیش شریمتی
...ل، وزیر برائے سماجی بہبود، شری ششی کانت
...سکریٹری محکمۂ تعلیم، اطلاعات ورابطۂ عامہ، شری
...گنے، ڈائرکٹر جنرل برائے اطلاعات ورابطۂ عامہ شری
...لے، ڈائرکٹر ثقافتی امور بھی موجود تھے۔

بجلی کی ڈیوٹی میں اضافے سے صارفین متاثر نہیں ہوں گے۔
وزیرِ توانائی کی وضاحت

وزیرِ توانائی ڈاکٹر بی ام ہیرے نے ۲۶ ستمبر کو اخباری نمائندوں سے ایک غیر رسمی ملاقات کے دوران یہ وضاحت کی کہ ــــ گوکہ حکومتِ مہاراشٹر نے بجلی کی تیاری پر عاید کی جانے والی ایکسائز ڈیوٹی کو ختم کرنے کے مرکزی حکومت کے فیصلے کے پیشِ نظر یکم اکتوبر ۱۹۸۴ء سے الیکٹری سٹی ڈیوٹی کی شرح میں فی یونٹ ڈھائی پیسے کا اضافہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم ریاستی حکومت کے اس فیصلے سے ریاست کے بجلی صارفین پر کسی قسم کا بوجھ عائد نہیں ہوگا۔

مرکزی حکومت کے مذکورہ بالا فیصلہ کی وجہ سے ریاستی حکومت کو ۴۰ تا ۴۱ کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا ہوگا۔ ریاستی حکومت کے اس فیصلے کی وجہ سے اس نقصان میں کسی حد تک تخفیف ہو سکے گی۔

وزیرِ اعلیٰ کے ہاتھوں کتاب کا اجراء

وزیرِ اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲۰ ستمبر کو اپنی سرکاری رہائش گاہ ورشا میں ایک مراٹھی کتاب "آپلے آروگیا آپلیا ہاتات" کی رسم اجراء ادا کی۔ یہ کتاب اصول صحت وحفظانِ صحت سے متعلق ہے۔

شری پاٹل نے کہا کہ یہ کتاب طبّی پیشہ وران کے علاوہ عام شخص کے لئے بھی سودمند ثابت ہوگی۔

کتاب کے مصنف شری دویندر بورا ہیں۔

وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ کیلئے عطیات

ساوتری دیوی پھلے ودیالیہ بمبئی کی ایک طالبہ جیوتی وسنت سنپ نے کل یہاں منترالیہ میں وزیرِ اعلیٰ راحت فنڈ برائے فساد زدگان کے لئے دوسو روپے کا ایک چیک وزیرِ اعلیٰ کی خدمت میں پیش کیا۔

وودربھ ڈیولپمنٹ کارپوریشن کے ڈائرکٹر شری اشوک پاٹل نے اس فنڈ کے لئے ۵۰۰ روپے کا چیک دیا۔

جذامیوں کی باز آبادکاری
پیڈ کی امداد

عوامی اقدام برائے ترقیات (پیڈ) مہاراشٹر نے تھانے ضلع کے جذامیوں کی باز آبادکاری کے ایک پروجیکٹ کے لئے ایک لاکھ روپے کی مالی امداد منظور کی ہے۔

اس امداد کی پچاس ہزار روپے پر مبنی پہلی قسط وزیر زراعت شری نانا بھاؤ ایمبیڈوار نے ڈاکٹر جگدیش سامنت کو حال ہی میں منترالیہ میں پیش کیا۔

لوک مانیہ جے پرکاش نارائن انسداد جذام ٹرسٹ کی جانب سے تھانے ضلع کے دیہات "دالیو" میں یہ پروجیکٹ جاری کیا گیا ہے۔ یہ پروگرام ٹرسٹ کے زرعی پیداواری پروگرام کے تحت نافذ کیا جائے گا۔

حکومت نے مذکورہ رقم ۳۱ کروڑ ہیکٹر اراضی پر باغبانی کے لئے منظور کی ہے۔

اترپردیش کے وزیر مملکت نے ریاست کے ترقیاتی اقدامات کی ستائش کی

ریاست اترپردیش کے وزیر مملکت برائے دیہی انجنیئرنگ شری پروین کمار شرما نے حال ہی میں منترالیہ میں مہاراشٹر کے وزیر دیہی ترقی پرتاپ راؤ بھوسلے سے اپنی ملاقات کے دوران مہاراشٹر میں ضمانت روزگار اسکیم کے تحت کئے گئے ترقیاتی اقدامات کی ستائش کی۔

دوران ملاقات شری بھوسلے نے آپ کو ضمانت روزگار اسکیم کے تحت نافذ العمل فراہمی آب، آبپاشی، سڑکوں کی تعمیر جیسے مختلف امور سے روشناس کرایا۔

شری بھوسلے نے شری شرما کو بتایا کہ ریاست میں ڈیڑھ ہزار سے زیادہ آبادی والے دیہاتوں کو سڑکوں سے جوڑا گیا ہے۔

محکمۂ دیہی ترقیات کے سکریٹری شری ایس ایس ٹینکر اور شری پی۔ سبرامنیم کے علاوہ دیگر اعلیٰ افسران بھی اس موقع پر موجود تھے۔

وزیر اعلیٰ اور چیف سکریٹری کے درمیان کوئی اختلاف نہیں

حکومت مہاراشٹر نے بعض اخبارات میں شائع شدہ وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور چیف سیکریٹری شری رام پردھان کے درمیان اختلاف کی خبروں کی تردید کی ہے

اخبارات کی یہ خبریں بے بنیاد اور شرارت انگیز ہیں۔ شری پردھان نے حال ہی میں بیرونی ممالک سے واپس آنے کے بعد وزیر اعلیٰ سے رسمی ملاقات کی۔

ریاستی وفد ماریشس کا دورہ کریگا

محکمۂ تعلیم کے سکریٹری شری شسی کانت ڈیتھنکر کی سربراہی میں ایک تعلیمی وفد ماریشش کا دورہ کرے گا۔ یہ وفد ماریشش میں مراٹھی بولنے والوں کی ماریشش ہجرت کے ڈیڑھ سو سال مکمل ہونے پر منائی جانے والی تقریب میں شرکت کرے گا۔

وزیر اعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل اور ماریشش کی وزیر برائے حقوق خواتین شریمتی شیلا باپو کے درمیان منترالیہ میں ہوئے تبادلۂ خیالات کے دوران یہ فیصلہ کیا گیا کہ ماریشش میں مراٹھی داں عوام کی تعلیم کے لئے ریاست سے مراٹھی میں نصابی کتابیں نیز تعلیمی ڈاکیومنٹری فلمیں فراہم کی جائیں گی اور ماریشش کو مراٹھی پڑھانے والے ریاست کے اساتذہ کی بھی خدمات فراہم کی جائیں گی۔

ہندی فلم ٹیکس سے مستثنیٰ

حکومت مہاراشٹر نے بمبئی تفریحی ڈیوٹی قانون بابت ۱۹۲۳ء کے تحت ہندی فلم "ہم بچے ہندوستان کے" کی ریاست بھر میں نمائش کو رواں مالی سال کے دوران فوری طور پر تفریحی ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔

کرشی بھوشن انعام کا آغاز

حکومت مہاراشٹر نے امسال ریاستی حکومت کے ڈائرکٹوریٹ آف ایگریکلچر کے سو سال مکمل ہونے کی خوشی میں کرشی بھوشن نامی ایک نئے خطاب کا آغاز کیا ہے۔ بطور انعام کرشی بھوشن کا خطاب ایک سونے کا تمغہ اور ۵۰۰۰ روپے نقد عطا کئے جائیں گے۔

اس انعام کے لئے مندرجہ ذیل افراد اور اداروں کو
ائ کے لئے منتخب کیا گیا ہے۔
شری گنپت دھولوجی پاٹل ساتق تیلوں کے بیجوں کے ماہر،
پھلے کرشی ودیا پیٹھ راہوری، ڈاکٹر محمد عبدل طیب سینئر
پروڈیوسر، پنجاب راؤ کرشی ودیا پیٹھ اکولہ، ڈاکٹر دتا تریہ
ناتھ یا پٹ، سینئر جوار پروڈیوسر، مہاتما پھلے کرشی ودیا پیٹھ
رری، شری بابو راؤ پانڈورنگ پھالکے پوسٹ پاکھرنے
نہ والوا، سانگلی ضلع، شری پرلہاد نرسنہا کلکرنی، پوسٹ
رتعلقہ شری رام پور، ضلع احمد نگر، شری کمارگر سدراؤ الو یکر
ٹ اروی، تعلقہ سیلوڈ، ضلع اورنگ آباد، شری آنند راؤ
رراؤ صوبیدار پوسٹ تیوسا، تعلقہ نیر، ضلع ایو۔ محل،
ی نارائن مہا دیو چپنکر، پوسٹ ابھا ڈانڈا، تعلقہ وینگورلا،
ع سندھو درگ، شری رام چندر بھاؤ صاحب بھوتیٹے،
سٹ واگھولی، تعلقہ کورے گاؤں، ضلع ستارا، مہاراشٹر راجیہ
لمشا باغیتدار سنگھ، پونے۔

یہ انعام زراعتی سائنس دانوں اور منفرد افراد اوران اداروں
عطا کیا جائے گا جو زراعتی اور متعلقہ میدان میں عمدہ خدمات
نجام دہی میں مصروف عمل ہیں۔ یہ انعام ہر سال گورنر کے ہاتھوں
رمیں منعقد ہونے والی تقریب میں پیش کیا جائے گا۔

ے حادثے کے شکار زائرین
متعلقین کے سری نگر روانگی
ومت اخراجات برداشت کرے گی

حکومت مہاراشٹر کے ایک فیصلے کے مطابق حال ہی میں
ی نگر کے قریب شہری گڑھوال ضلع میں ایک بس کے حادثے
مجروح یا فوت ہونے والے زائرین کے قریبی عزیز یا رشتہ دار
مہاراشٹر سے سری نگر تک کے سفر کے تمام اخراجات حکومت
داشت کرے گی۔

بدری ناتھ کے مقدس مقام کی زیارت کے لئے جا رہے زائرین
بھری ایک بس حادثے کا شکار ہو گئی تھی۔ جس میں ۲۴
ادکی موت واقع ہوئی اور ۱۰ افراد شدید طور پر زخمی ہوئے۔ ان
زین میں مہاراشٹر کے دو اضلاع ناندیڑ اور پربھنی کے بھی
ین عقیدت مند شریک تھے۔
علاوہ ازیں ریاستی حکومت زخمیوں کی اسپتال سے
رشتی بخش یا ان کے عزیزوں کی خواہش کے مطابق کسی دوسرے
مقام تک منتقلی کے اخراجات بھی برداشت کرے گی۔
سکریٹری منصوبہ بندی شری آر۔ سی۔ سنہا اس وقت سری نگر
میں تھے۔ انہوں نے جائے حادثہ کا دورہ کیا نیز ہسپتال جا کر زخمیوں
کی خبرگیری کی۔ وہ حکومت اتر پردیش کے ادارے گڑھوال منڈل
وکاس نگم بھی گئے اور زخمیوں اور ان کے متعلقین کو تمام ممکنہ سہولتیں
فراہم کرنے کی درخواست کی۔

گجراتی فلم تفریحی ڈیوٹی سے مستثنیٰ

حکومت مہاراشٹر نے فوری طور پر موجودہ مالیاتی سال کے دوران
ریاست میں گجراتی فلم " راستہ نو راجہ " کی نمائش پر سے چند
شرائط کے ساتھ تفریحی ڈیوٹی قانون سے مستثنیٰ قرار دے دیا ہے۔

قبائلی اقدامات کمیٹی
کی ازسرِ نو تشکیل

حکومت مہاراشٹر نے، وزیرِ آبپاشی شری شیواجی راؤ پاٹل نلانگیکر
کی زیرِ صدارت ایک کمیٹی کی دوبارہ تشکیل کی ہے۔ یہ کمیٹی قبائلی
علاقوں میں موجود آبپاشی اسکیموں کی صلاحیتوں کا جائزہ لے گی اور
مفید اسکیموں میں تیز گامی لانے والے اقدامات کی تجاویز بھی
پیش کرے گی۔

شری سروپ سنگھ نائیک وزیر جنگلات اور شری بجے سنگھ
موہیتے پاٹل وزیر مملکت برائے آبپاشی اس نئی تشکیل کردہ کمیٹی کے
نائب چیرمین ہوں گے۔ اس کمیٹی کے دیگر ممبران درج ذیل ہیں:-
سروشری اے ٹی پوار، وزیر مملکت برائے قبائلی بہبود،
کیشو راؤ پرادھی ایم۔ پی، بابو راؤ مداوی، بھن راؤ با چھوتے،
ایم۔ جی لدو، مدھوکر پچر تمام ایم ایل اے، باغبانی اور سماجی جنگل
بانی، زراعت اور امداد باہمی (زراعت)، زراعت اور امداد باہمی
(فشریز) سماجی بہبود ثقافتی امور، کھیل کود امور سیاحت، قبائلی
ترقیات، دیہی ترقیات۔ محصول اور جنگلات (جنگلات بازآبادکاری)
محکمہ جات کے سکریٹری حضرات، کمشنر قبائلی ترقیات ناسک،
ڈائرکٹر آف اگریکلچر پونے، ڈائرکٹر آف فشریز بمبئی، ڈائرکٹر
گراؤنڈ واٹر سروے ڈیولپمنٹ پونے اور سکریٹری (۔ ۱) محکمہ آبپاشی
اس کمیٹی کے ممبر سکریٹری ہوں گے۔

یہ کمیٹی حکومت کو ایک سال کی مدت کے دوران اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

شری دیشپانڈے نئے لوک آیوکت

مہاراشٹر کے گورنر نے بمبئی ہائی کورٹ کے سبکدوش چیف جسٹس شری وی. ایس دیشپانڈے کو نیا لوک آیوکت نامزد کیا ہے۔

آپ کی نامزدگی جسٹس این. ڈی کامت کی سبکدوشی کے نتیجے میں کی جا رہی ہے۔ لوک آیوکت کی نامزدگی مہاراشٹر کے گورنر مہاراشٹر لوک آیوکت اینڈ اپ لوک آیوکت قانون کی دفعہ (۱) ۳ کے تحت حزب مخالف کے رہنما اور بمبئی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس کی مشاورت سے کرتے ہیں۔
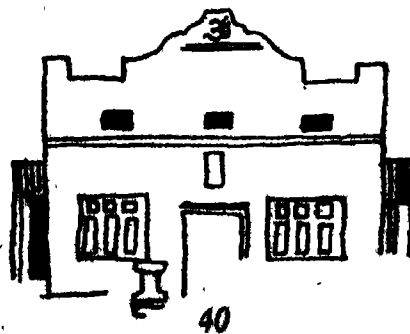
مہاراشٹر یونیورسٹی بل
۱۵ اکتوبر تک مشورے مطلوب

مہاراشٹر یونیورسٹی بل سے متعلق عوام کی رائے قبول کرنے کی آخری تاریخ ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء تک بڑھا دی گئی ہے۔

مذکورہ بل امسال ماہ جولائی کے دوران ریاستی مجلس قانون ساز کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ پھر اس بل پر غور و خوض کرنے کے لئے اسے ایک جوائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا تھا۔ متعدد تعلیمی اداروں اور افراد نے بل سے متعلق عوامی رائے قبول کرنے کی آخری تاریخ بڑھانے کے لئے وزیر اعلیٰ سے درخواست کی تھی۔

اس ضمن میں عوام اپنی رائے مہاراشٹر لیجسلیچر سکریٹریٹ کے سکریٹری کے دفتر واقع ودھان بھون میں جمع کرا سکتے ہیں۔

☆

ضروری گذارش

زر خریداری روانہ فرمانے والے حضرات سے:

منی آرڈر کوپن پر اپنا نام، پتہ، پن کوڈ نمبر ضرور تحریر فرمائیے۔ عموماً منی آرڈر کوپن پر لوگ اپنا نام، پتہ تحریر نہیں کرتے، جس کی وجہ سے شکایتی خط آنے پر کافی چھان بین کے بعد پرچہ جاری کیا جانا ممکن ہوتا ہے۔ اگر کوپن پر نام و پتہ تحریر ہو تو 'قومی راج' فوراً جاری کر دیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

مجروح سلطانپوری
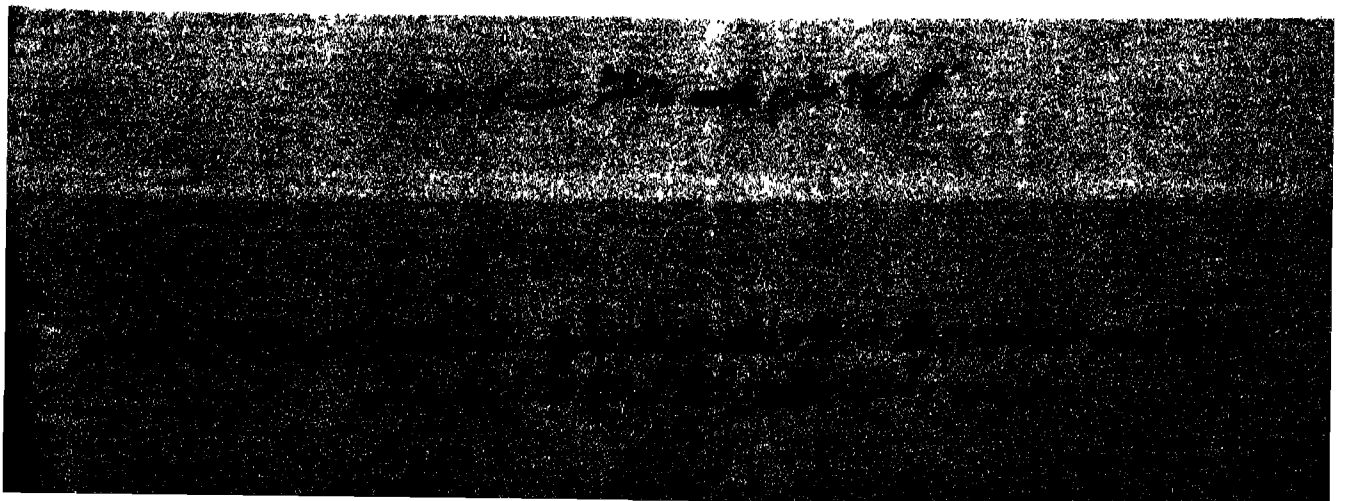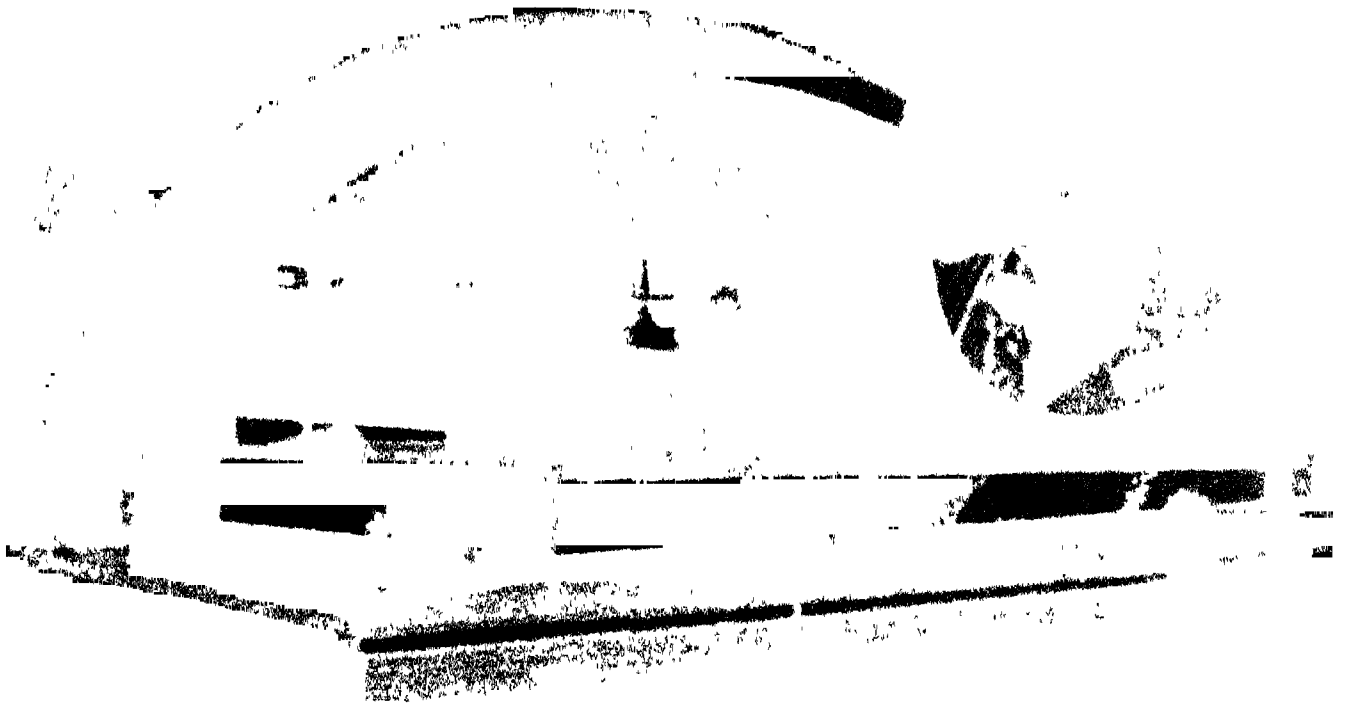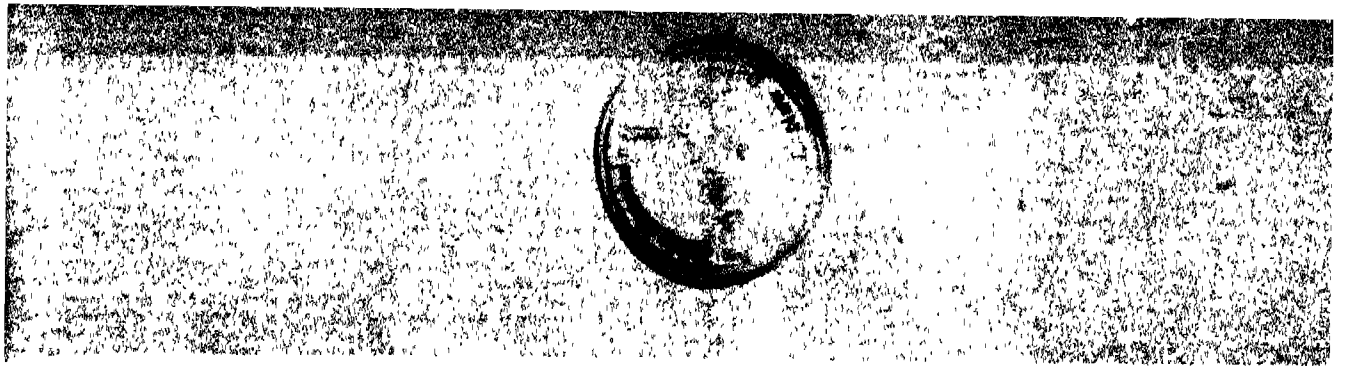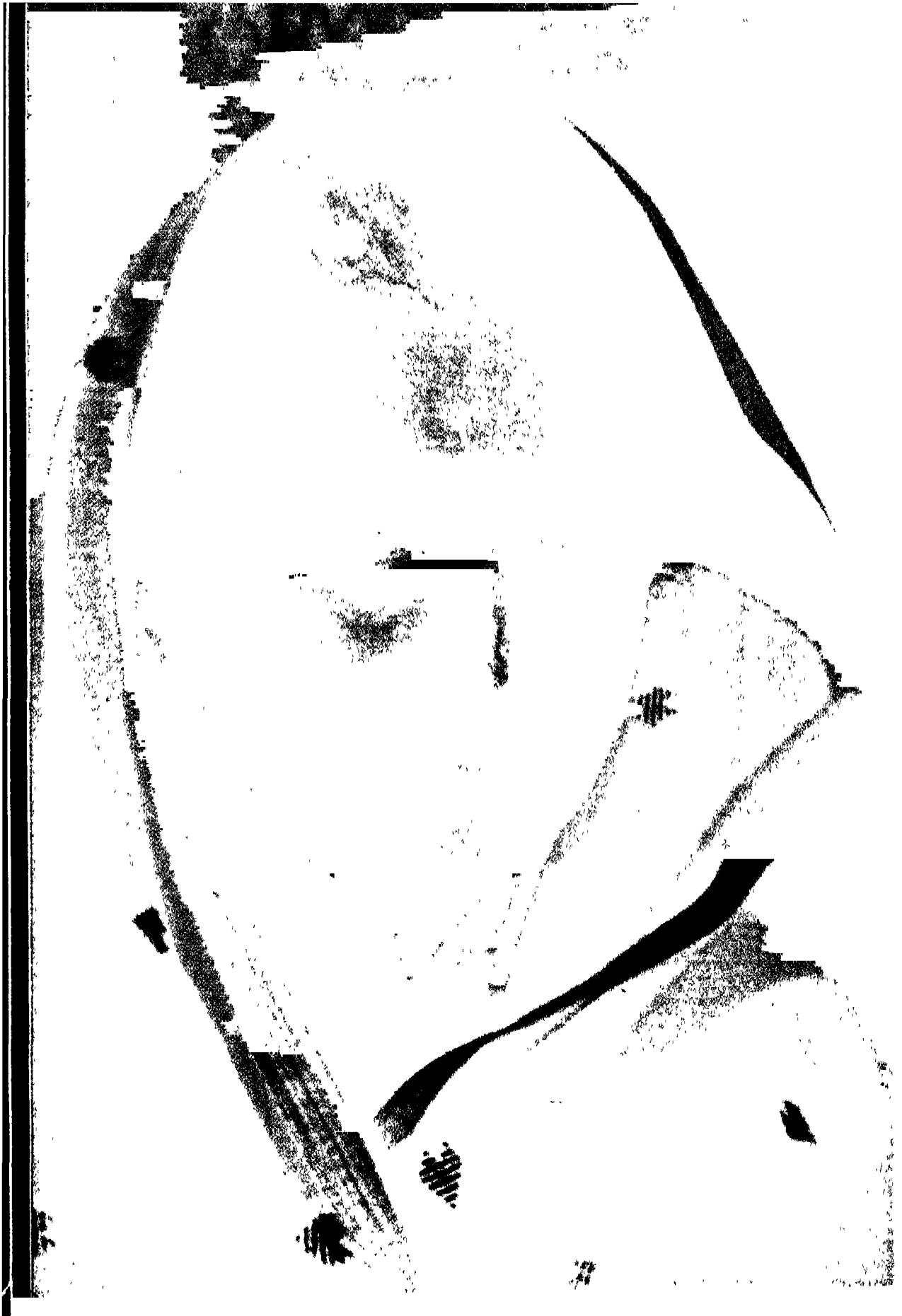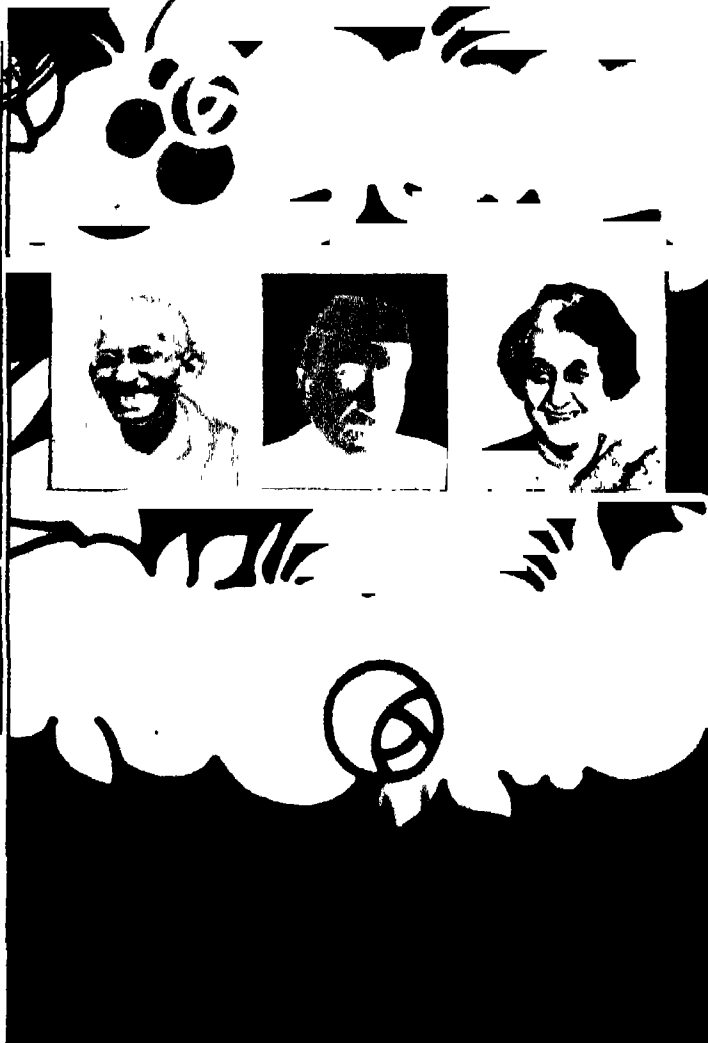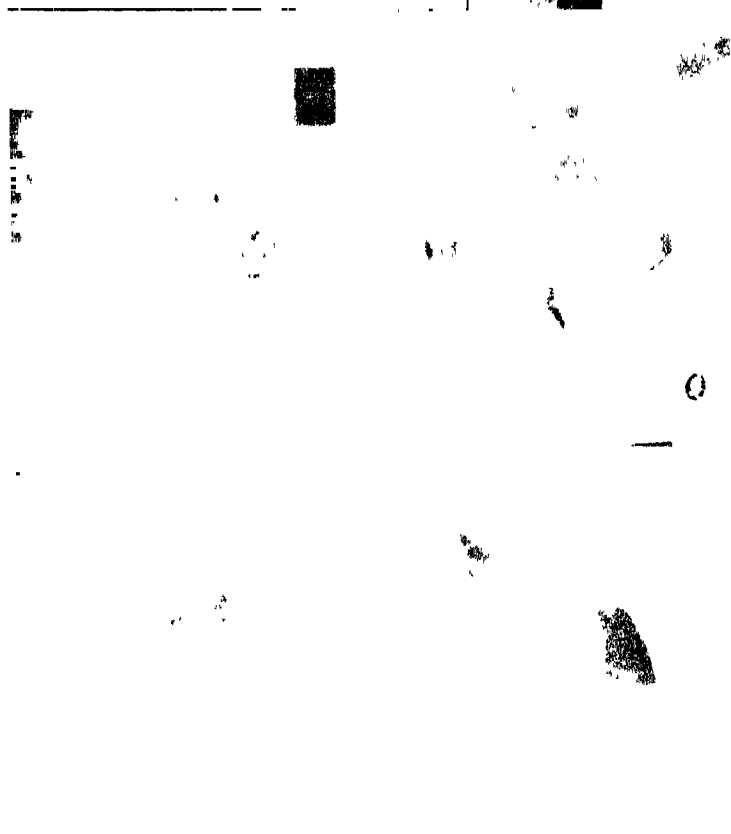
سورج ہے لہو تیرا

مادرِ عالم اندرا شہید کے نام

گردش میں ہے قرنوں سے یہی خون کہ جس سے — قشقہ ہے برہمن کا مسلماں کا وضو ہے
ٹپکا ہے وہی آج ترے پاک بدن سے — قاتل یہ سمجھتا ہے کہ یہ تیرا لہو ہے
داغ اس کا چھپائے نہ چھپے لوحِ جبیں سے — شعلے میں لپیٹیں کہ تہِ خاک دبائیں
نیزے پہ شہادت کے اچھالا ہے جب اس کو — تب اس کی ہر اک بوند نے دی ہیں یہ صدائیں

پھر میری نوا چرخ پہ روشن ہوئی آؤ
سورج کو بجھا سکتے ہو لوگو تو بجھاؤ

جب یوں ہے تو اے ماں ترے فرزند سلامت — چن کر یہ تری خاک سے سب پھول وطن کے
اس طرح بکھریں گے سرِ عرصۂ عالم — موسم ہی بدل جائیں گے سب تیغ و کفن کے
تو چین سے سو جا کہ ہمیں اس کی خبر ہے — پوشیدہ ترے بام کے نیچے بھی ہے کوئی
قاتل کے اٹھے ہاتھ پہ سایہ ہے کسی کا — سایہ یہی کہتا ہے کہ پیچھے بھی ہے کوئی

کوئی بھی ہو، کیا غم ہے کہ اے مادرِ عالم
ہم لے کے اٹھیں گے تری آواز کا پرچم
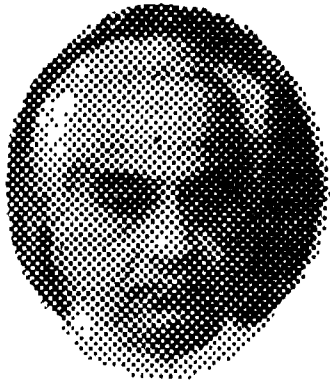
گورنر مہاراشٹر کا خراجِ عقیدت

آج ہندوستان کے ایک درخشاں موتی کی راکھ ہماری ریاست سے روانہ ہوچکی ہے اور یہ راکھ کل عیرخانی ہمالیہ پر بکھیر دی جائے گی۔

اس انتہائی غمناک المیہ سے ہم سب نڈھال ہوچکے ہیں۔ ہمارے ملک کی ایک ممتاز شخصیت شریمتی اندرا گاندھی کی موت سے ہم سبھوں کو زبردست صدمہ پہنچا ہے۔ جوں جوں وقت گزرتا جائے گا ہم سب ضرور اس بات کو محسوس کریں گے کہ ہماری اس عظیم رہنما کی نگاہیں کتنی دوررس تھیں، قومی مفادات کے لئے وہ کتنی جراٌت مندی کے ساتھ اور مستقل مزاجی سے کوشاں رہتی تھیں۔ آپ کی شخصیت کتنی تابناک تھی۔ ملک کی سالمیت کو برقرار رکھنے اور لوگوں میں سیکولرزم، جمہوریت اور سوشلزم کا جذبہ اُجاگر کرنے میں جس احتیاط، انتھک محنت اور ثابت قدمی کا آپ نے ثبوت دیا ہے وہ ہماری قوم کی نفسِ زندگی کا باعث ہوگا۔ آپ کی امن کے لئے خدمات اقوامِ عالم پر اجاگر اور روشن ہوچکی ہیں۔ آپ کی گہری فکر سے ہم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ طاقتیں کیسی ہوں گی جو تاریخِ عالم کی تشکیل کا باعث ہوا کرتی ہیں۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ ساری دنیا پر آپ کی بے باکی و جراٌت مندی اور غریبوں اور کمزور طبقات کے تئیں ہمدردی کے جذبات روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں۔

آپ اب ہمارے درمیان نہیں رہیں لیکن آپ امر ہیں کیونکہ ہمارے دلوں میں آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گھر کرگئی ہیں۔ آنے والے دور میں لوگ عقیدت سے تذکرہ کریں گے کہ "ایک زمانے میں ایک عورت تھی اس کا نام اندرا پریا درشنی تھا اور ہمارے بچے اور ہمارے بچوں کے بچے فخر سے سر اٹھا کر کہہ سکیں گے وہ تو ہم میں ہی سے تھیں"

مہاراشٹر کے عوام اور حکومتِ مہاراشٹر اور میری جانب سے میں بے حد خلوص کے ساتھ خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان اصولوں اور سچائیوں کو ازسرِنو زندہ کریں جن کے لئے وہ تمام عمر شہید ہونے تک پابند رہیں۔

آپ کی ہمت آفریں و ولولہ خیز زندگی ہمیں قومی یکجہتی، ہندوستان کی تلاش امن و ترقی کے لئے سعی، سماجی انصاف کی حصولی، ملک کی سالمیت، یکجہتی اور اتحاد کو سب باتوں پر مقدم رکھنے کا جذبہ پیدا کرنے میں ہمارے لئے ایک روشن مینار کا کام کرے گی۔ ان ہی مقاصد کے حصول کے لئے آپ ہمیشہ کوشاں رہیں اور آپ کا یہی پیغام ہے۔ آؤ ہم سب اس بات کا عہد کریں کہ ہم اپنے آپ کو انہیں مقاصد کے لئے وقف کردیں گے جو آپ نے ایک مضبوط اور متحد ہندوستان کی تعمیر کے لئے اپنائے تھے۔"

(جے ہند)

ایئر چیف مارشل آئی۔ ایچ۔ لطیف
گورنر مہاراشٹر

رواداری اور بھائی چارہ کی فضا کو بحال رکھا جائے

وزیراعظم کی موت پر وزیراعلیٰ کا تعزیتی پیغام

وزیراعلیٰ شری وسنت راؤ پاٹل نے ۲ ، نومبر کو آل انڈیا ریڈیو اور دوردرشن پر آنجہانی وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے عوام سے اس کڑے وقت میں امن و امان کی برقراری کیلئے اپیل کی۔ شریمتی اندرا گاندھی کی موت کے فوراً بعد لوٹ مار اور آتش زنی کے واقعات وقوع پزیر ہونے پر آپ نے اظہار افسوس کیا اور کہا کہ یہ امر انتہائی اذیت ناک ہے کہ ایک ایسے رہنما کی موت پر یہ واقعات رونما ہوئے ہیں جس نے تمام عمر قومی استحکام ، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور بقائے امن کیلئے کام کیا

بھارت کی وزیراعظم اور ہماری محبوب رہنما شریمتی اندرا گاندھی اب ہمارے درمیان نہیں رہیں ۳۱ ، اکتوبر کا واقعہ بڑا ہی افسوس ناک واقعہ ہے جس کی وجہ سے نہ صرف ہمارے ملک کو بلکہ دنیا بھر کو ایک صدمہ پہنچا ہے۔

اس دن میں پونے ضلع کے دورے پر تھا میں محکمہ زراعت کے جشن سیمیں میں شرکت کے بعد اگلے پروگرام کے لئے بجری روانہ ہونے والا تھا کہ دہلی میں اندرا جی پر ہوئے بہیمانہ حملے اور انہیں ہسپتال میں داخل کئے جانے کی خبر مجھے ملی میں نے اپنے تمام پروگرام منسوخ کردیئے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ بمبئی آیا اور بذریعہ طیارہ نئی دہلی کے لئے روانہ ہوا۔ لیکن میرے وہاں پہنچنے تک سب کچھ ختم ہو چکا تھا ان کی روح پرواز کر چکی تھی اور یہ میری بدقسمتی تھی کہ مجھے ان کے جسدِ خاکی کو خراج عقیدت پیش کرنا پڑا وہ بدھ کا دن تھا اسے یوم سیاہ کہا جانا چاہیئے، ایک محبوب شخصیت اور ایک باعزم رہنما سے ہم محروم ہوگئے۔ ہمارے ساتھ صرف ان کی یادیں رہ گئیں اور ان کی کامیابیاں جو ہمیں مستقبل میں آگے بڑھنے پر ابھارتی رہیں گی

جدید بھارت کی تاریخ پر اندرا جی کی زندگی اور ان کے مشن کا اثر یقیناً ہمیشہ محسوس کیا جائے گا ہندوستان کی جنگ آزادی کے دوران انہوں نے صعوبتیں اٹھائی تھیں اور حصول آزادی کے بعد انہوں نے خود کو ملک کی ہمہ جہت ترقی کے لئے وقف کر دیا۔

انہوں نے بھارت جیسے عظیم ملک کے وزیراعظم کے عہدے کو ۱۴ - ۱۵ برس تک زینت بخشی اس درمیان دو ڈھائی برس کی مدت ایسی تھی کہ وہ وزیراعظم نہیں رہیں۔ ہمارے ملک میں مختلف ذاتوں ، مذاہب اور زبانوں کے لوگ بستے ہیں۔ اندرا جی نے خود کو فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور جذبات کی یکجہتی نیز ملک سے افلاس کے خاتمہ اور اس کی ہمہ جہت ترقی کے لئے وقف کر دیا تھا وہ بلا تھکان ۱۶ تا ۱۸ گھنٹے کام کرتی تھیں اور اسی کے ساتھ بین الاقوامی سطح پر ملک

کو باوقار بنانے کے لئے کام کرتی تھیں۔ دنیا میں قیام امن اور اخلاس کے خاتمے کے مقصد کے ساتھ انہوں نے نا وابستہ تحریک کی رہنمائی کی وہ صرف ہمارے ملک کی نہیں بلکہ بجا طور پر پوری دنیا کی رہنما تھیں۔ یہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ تمام ہندوستانیوں کے لئے بھی فخر کی بات ہے۔

انہوں نے اپنی انتھک محنت سے ہمارے ملک کو ایک عظیم ملک بنایا جس کی وجہ سے انہیں متعدد قومی اور بین الاقوامی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں انہوں نے شکست بھی برداشت کی انہوں نے اپنے خاوند فیروز گاندھی، والد جواہرلال نہرو اور بیٹے سنجے گاندھی کی موت کے صدمے بھی برداشت کئے لیکن وہ کبھی بھی ہراساں نہیں ہوئیں۔

مہاراشٹر سے اندرا جی کے تعلقات پرخلوص اور بے تکلفانہ تھے بچپن میں تعلیم کے لئے انہوں نے ۲-۳ برس بمبئی اور پونے میں گذارے تھے مہاراشٹر ہمیشہ اندرا جی کا مرہون منت رہے گا کیونکہ ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کا سہرا انہی کے سر بندھتا ہے ۱۹۵۹ء میں وہ اے آئی سی سی کی صدر تھیں اس وقت مراٹھی اور گجراتی بولنے والوں کی ذولسانی ریاست تھی اور مراٹھی بولنے والوں کی یہ دلی تمنا تھی کہ ان کی ایک علیحدہ ریاست ہو اندرا جی نے اس وقت کے وزیر اعظم پنڈت جواہرلال نہرو اور دیگر قومی رہنماؤں کو ریاست مہاراشٹر کی تشکیل کی ضرورت کا احساس دلایا اور انہیں قائل کیا اس طرح مہکتہ مہاراشٹر کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ فطری طور پر ہم سب مہاراشٹرین ان کے شکر گذار رہیں گے۔

ملک کے کسی بھی حصے میں جب کبھی لوگ کسی بھی مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں اندرا جی نے فوری طور پر ان کی خبرگیری کی ہے ان کے دست تعاون، عوام کے تئیں ان کی محبت دردمندی اور خلوص نے انہیں ہر جگہ مقبول بنایا جب کبھی مہاراشٹر کے عوام سیلاب، خشک سالی یا فرقہ وارانہ فساد جیسی مصیبتوں میں گھرے ہیں۔ اندرا جی نے فوراً شخصی طور پر متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا متاثرین کی خبرگیری کی اور راحت اقدامات کئے۔ اس طرح انہوں نے مہاراشٹر کی ہمہ جہت ترقی کے لئے راستے ہموار کئے۔

آج ہم اس عظیم رہنما کی قیادت سے محروم ہو گئے ہیں۔

انہوں نے تمام عمر قومی یکجہتی، ملکی استحکام، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور امن کے لئے کام کیا انہوں نے اس کام کے لئے خود کو وقف کر دیا تھا اڑیسہ کے دورے پر جو ان کا آخری دورہ ثابت ہوا انہوں نے کہا تھا "مجھے ملک کے لئے اپنی جان قربان کر دینے میں کوئی تامل نہیں ہوگا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میرے خون کا ہر قطرہ ملک کو مضبوط بنانے کے کام آئے گا" بدقسمتی سے اب وہ ہمارے درمیان نہیں رہیں وہ ایک غلط رجحان کا شکار ہو گئیں ہم سب کو اس کی مذمت کرنی چاہئے۔

اِن دنوں بڑے عجیب عجیب نعرے سننے میں آرہے ہیں — لوگ تشدّد کی باتیں کر رہے ہیں، لیکن میں انہیں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تشدّد نے آج تک کوئی مسئلہ حل نہیں کیا ہے۔ ہمارے مقاصد چاہے جس قدر لائقِ ستائش ہوں، اگر ہم ان کے حصول کے لئے غلط طریقے اختیار کرتے ہیں تو ہم اطمینان بخش طور پر ان مقاصد کو بھی حاصل نہیں کر سکتے۔

شریمتی اندرا گاندھی

خواجہ احمد عباس

مسیحا کی موت

جب گاندھی کو گوڈسے نے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تو جواہر لال نہرو نے ان الفاظ میں اس خبر کو نشر کیا تھا۔ کہ سارے ملک میں ایک دم روشنی کم ہو گئی ہے۔ اور غم کا اندھیرا چھا گیا ہے اور خود پنڈت جواہر لال نہرو کا جب انتقال ہوا تو بلٹز میں ایک مضمون چھپا تھا جس کا عنوان تھا "نہرو امر ہے"، اُن کا انتقال ہو گیا لیکن جو صفحے انہوں نے لکھے ہیں اور جو مضامین انہوں نے لکھے ہیں وہ اب بھی لوگوں کے پاس موجود ہیں ہدایت پانے کیلئے ان سے کچھ سیکھنے کیلئے اور آج میں یہ دونوں باتیں۔ کہہ رہا ہوں اندرا گاندھی کے انتقال کے موقع پر کہ سارے ملک کی روشنی دھیمی پڑ گئی ہے۔ مگر اندرا گاندھی اپنی (کریا) ہونے کے بعد بھی آج بھی زندہ ہیں۔ کیونکہ اندرا گاندھی کی موت نہیں ہوئی بلکہ اُن کو شہید کر دیا گیا۔ اور شہید جیسا کہ آپ جانتے ہیں کبھی نہیں مرتے۔ دراصل میرے تعلقات طالب علمی کے زمانے سے جواہر لال نہرو سے تھے۔ جو عمر میں مجھ سے بہت بڑے تھے، اپنے دماغ میں بھی مجھ سے بہت بڑے تھے اور اپنے وسیع دل میں سارے ہندوستان کو انہوں نے سما رکھا تھا۔ اسلئے میں نے جب اندرا گاندھی کو بچپن میں پہلی بار دیکھا جواہر لال نہرو کی بیٹی کی حیثیت سے ہی دیکھا، اپنی چھوٹی سی منھ بولی بہن کے روپ میں دیکھا۔ پہلے کبھی ننھی سی بچی کے روپ میں پھر جب وہ بڑھتی گئیں (بڑی ہوتی گئیں)، تو پنڈت جواہر لال جیل سے انہیں خط لکھنے لگے۔ جب بھی وہ خط چھپتے تھے میں بہت دلچسپی سے ان کو پڑھتا تھا گویا نہ صرف وہ میری بہن تھیں بلکہ ہم مکتب بھی تھیں پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے وہ یورپ چلی گئیں اور وہاں سوئزرلینڈ میں اُن کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اندرا گاندھی یتیم ہو گئیں ۱۹۶۴ء میں اپنے پتا کا انتقال انہوں نے دیکھا اور نہرو جی کے انتقال کے بعد وہ پھر اکیلی رہ گئیں ان کے سامنے نہرو کی کیا روایات تھیں ان میں سب سے نمایاں روایت ان کی بہادری اور شجاعت تھی ان تھک پن سے وہ کام کرتے تھے اسی ان تھک پن سے یہ بھی کام کرتی تھیں۔ انفارمیشن اینڈ براڈ کاسٹنگ کی منسٹر ہو گئیں تو ان سے میری ملاقات ایک میٹنگ میں ہوئی جہاں انہوں نے سب فلم پروڈیوسرس اور ڈائرکٹروں کو بلایا تھا۔ تو وہاں جب میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ میں فلم انڈسٹری میں فلمی کاروبار میں کیا تبدیلیاں لانا چاہتا ہوں اور کیا خواہش ہے میری ان تبدیلیوں کے بارے میں تو میرا نقطۂ نظر جو تھا اُسے دہلی بمبئی کے پروڈیوسروں نے بہت برا مانا اور کہا کہ صاحب ہمارے

Representative کی حیثیت سے یہ نہیں
بول سکتے تو میں نے President یعنی اندرا گاندھی
سے زیادتی کی اور ان سے کہا کہ آپ کا حکم نامہ تار کے ذریعے سے مجھے
ملا تھا اور میں کسی Representative Capacity
میں نہیں بول رہا ہوں ۔ میں اپنے دل اور دماغ سے بول رہا ہوں تو
انہوں نے کہا کہ عباس صاحب اپنے دل اور دماغ کی جو بات کہنا
چاہتے ہیں ان کو کہنے دیجئے اور وہ آپ کے Representative
نہیں ہیں وہ اپنی جگہ پر ایک IMPORTANT
پروڈیوسر ہیں اس لئے ہم ان کی ہر بات سننا چاہتے ہیں"۔ تو یہ تھی
روایت اس ڈیموکریٹک تنک شینگ کی جو ان کو ورثہ میں ملی تھی۔

میں نے اُن کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک شعر پڑھا ۔

" کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے سچ
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند "

بعد میں میں نے فلمی کاروبار کو قومیانے کی تحریک پیش کی۔
جو کسی اور پروڈیوسر کو منظور نہیں تھی۔ میٹنگ کے بعد اندرا جی
نے مجھ سے کہا " آپ کی بات تو بمبئی کے ایک پروڈیوسر نے بھی نہیں
مانی"۔ میں نے کہا جواہر لال نہرو اور حسرت موہانی نے جب
ہندوستان کی مکمل آزادی کا ریزولیوشن پیش کیا تھا تو کانگریس
نے اُن کی بات نہیں مانی تھی۔ یہاں تک کہ گاندھی جی نے
نہیں مانی تھی۔ مگر آخیر میں ۱۹۴۲ء میں وہی بات ماننی پڑی"
انہوں نے مسکرا کر کہا " تو آپ کو بھی برسوں انتظار کرنا پڑے
گا۔"

اور آج ایسے واقعات اور ملاقاتیں یاد آرہی ہیں۔ اندرا
جی کو کبھی میں نے فرشتہ نہیں سمجھا۔ انسان تھیں مگر بلند انسان تھیں
یعنی انسانی کمزوریاں جو انسان میں ہوتی ہیں ان میں بھی تھیں ورنہ
ان کو میں دیوی مانتا انسان نہ سمجھتا، مثلاً وہ ماں کی حیثیت سے
اپنے بیٹوں سے بہت محبت کرتی تھیں ۔ ہندوستانی ماں کی طرح
ممتا کا جذبہ ان کے ہاں بھی تھا۔ کبھی کبھی یہ جذبہ لوگوں کو برا بھی
لگتا تھا۔ مگر اسی جذبہ کے ماتحت انہوں نے سنجے کے دیہانت
کے بعد اپنے بڑے لڑکے راجیو کو سیاست میں گھسیٹ لیا اور ان کو وہ
سب ٹریننگ دی جس کی بدولت راجیو گاندھی نے ایک رات میں وہ

آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی اپنے صاحبزادوں
کے ساتھ ۔

سب سیکھ لیں جو ایک پرائم منسٹر کو جاننا چاہئے۔ اپنی ماں کی طرح وہ
بھی خلیق ہیں۔ اپنی ماں کی طرح وہ بھی بہادر ہیں اپنی ماں کی طرح
ہی وہ چند ہندوستانیوں سے نہیں بلکہ تمام ہندوستانیوں سے
محبت اور پیار کرتے ہیں۔

ساتھ میں ان کا نہ صرف حسن ہے بلکہ عزم بھی ہے ۔
جرأت ہے، بہادری ہے۔ ایروپلین کے پائلیٹ رہ چکے
ہیں جو ہر رات کو موت اور زندگی کا کھیل کھیلتے تھے۔ اس لئے
امید ہے کہ وہ آگے چل کر وہ سب خوبیاں دکھا دینگے جو ان
کو ورثہ میں ملی ہیں۔ آج تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ اندرا گاندھی
امر ہیں، راجیو گاندھی زندہ باد۔

سردار جعفری

قافلے یادوں کے

جس طرح ہر لمحے اور ہر جگہ اندرا گاندھی کا نام آئے گا اس طرح بعض ایسی باتیں بھی بار بار دہرائی جائیں گی جن کا دوہرایا جانا ضروری ہے، اور میں بھی بعض ایسی باتیں کہونگا جو میں اس سے پہلے ٹیلیویژن اور فلم ڈویژن پر کہہ چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب اندرا گاندھی کا نام شکتی، شانتی اور قربانی ان تین لفظوں کا ہم معنیٰ ہو گیا ہے، انہوں نے اپنی جان جس بہادری سے دی ہے اور جس مقصد کیلئے دی ہے وہ اتنا بڑا مقصد ہے جس کو ہم صرف ہندوستانیوں کا نہیں بلکہ سارے عالم انسانیت کا مقصد کہہ سکتے ہیں، ان کو برابر اس بات کا خطرہ تھا اور اندیشہ تھا کہ ان پر قاتلانہ حملہ کیا جائیگا۔ لیکن انہوں نے کبھی کسی خوف کا اظہار نہیں کیا اور کبھی انہوں نے اس خیال کو ظاہر نہیں کیا کہ وہ موت سے ڈرتی ہیں ان کے سامنے ایک نصب العین تھا اور وہ یہ تھا کہ ہندوستان متحد رہے، ہندوستان نے جو اپنی آزادی حاصل کی ہے وہ آزادی برقرار رہے اور اس کے ساتھ ساتھ دنیا کا امن برقرار رہے اور ساری دنیا میں آزادی کی روشنی پھیلے لیکن ظاہر ہے کہ ہر زمانے میں دو طرح کی قوتیں ہوتی ہیں تاریکی کی قوتیں اور روشنی کی قوتیں۔ ان کی کشمکش اور جدوجہد ہمیشہ چلتی رہتی ہے۔ اور یہ جدوجہد ہمارے یہاں آج بھی جاری ہے مجھے یقین ہے کہ فتح روشنی کی ہو گی شکست اندھیرے کی ہوگی فتح محبت کی ہو گی۔ شکست نفرت کی ہوگی، لیکن کشمکش جاری ہے اور کبھی کبھی وہ بڑے بھیانک روپ اختیار کر لیتی ہے، اور ان میں سے اس وقت سب سے زیادہ بھیانک روپ میں جو چیز ظاہر ہوئی ہے وہ اندرا گاندھی کا قتل ہے۔

میں اس قتل کو شہادت بھی کہتا ہوں اس لئے کہ جب جان کسی اعلیٰ مقصد کے لئے دی جاتی ہے تو وہ شہادت ہوتی ہے اور کسی عام طریقہ سے جان جاتی ہے تو ہم اس کو قتل کہتے ہیں، اندرا گاندھی کے سامنے جیسا میں نے شروع میں کہا تھا ایک نصب العین تھا اور انہوں نے اس کیلئے ہر ممکنہ کوشش کی ہمیں یہ اطلاع بھی ہے کہ ہندوستان کے خلاف دنیا کے بعض حصوں میں اس لئے سازشیں ہیں کہ یہ بہت بڑا ملک ہے اور یہ ملک امن عالم کا علم بردار ہے۔ اس وقت NON-ALIGNED MOVEMENT (NAM) کا ہندوستان مرکز ہے اور جیسا کہ کسی نے کہا غالباً لیبیا کے صدر نے NON-ALIGNED MOVEMENT (NAM) جو ہے وہ ایک طریقہ سے یتیم ہو گیا۔ اندرا گاندھی

کی اس شہادت کے بعد، اور یہ تحریک جو ہے یہ تحریک ساری انسانیت کی سربلندی کی ضامن ہے اس لئے جب ہم آج اپنا خراجِ محبت اور خراجِ عقیدت اندرا گاندھی کو پیش کر رہے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کا عہد بھی کرنا پڑے گا کہ ہم کسی نظریہ کے ہوں کسی خیال کے ہوں کسی مذہب کے ہوں کسی ملت کے ہوں ہم تشدد سے پرہیز کریں گے اور ہندوستان کے ہر رہنے والے کو اپنا بھائی سمجھیں گے، ہندوستان کے ہر رہنے والے کو اس زمین پر وہی حق حاصل ہے جو ہندوؤں کو حاصل ہے جو مسلمانوں کو حاصل ہے، جو سکھوں کو حاصل ہے جو عیسائیوں کو حاصل ہے ہر ایک کو یہ حق حاصل رہیگا۔ اور دقتی دیوانگی جو ہے وہ ختم ہوگی۔

ہمیں ہر ایک سے یہ کہنا ہے کہ اندرا گاندھی کے نام کو سربلند رکھنے کے لئے اور اپنی عقیدت کو ظاہر کرنے کے لئے، اس وقت ہندوستان میں امن کو برقرار رکھنے کی ضرورت ہے اور فسادات سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ نہ کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی ہو سکتا ہے۔

میں چند باتیں اندرا گاندھی کے بارے میں ایسی کہونگا جو بہت ذاتی ہیں کہ میں پہلی بار ان سے کب ملا کیسے ملا، پہلی بار میں ان سے اس وقت ملا جب ہندوستان کی آزادی کی تحریک چل رہی تھی اور وہ انگلستان سے واپس آئی تھیں تو اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے کسی جلسہ میں وہ آگئی تھیں اس وقت وہ بھی طالب علم تھیں اور کبھی کسی کو گمان بھی نہیں تھا کہ ایک وقت وہ آئے گا کہ وہ ہندوستان کی وزیر اعظم ہوں گی اور اتنی بڑی وزیر اعظم ہوں گی کہ جن کا درجہ ساری دنیا کے بلند ترین اور عظیم ترین رہنماؤں میں ہوگا اس کے بعد میری ملاقات ان سے اس وقت ہوئی جب وہ شاستری جی کی کیبنٹ میں منسٹر تھیں براڈکاسٹنگ اور انفارمیشن کی، نہیں اس سے پہلے بھی ایک ملاقات ہوئی اور وہ ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب پنڈت جواہر لال نہرو کے انتقال سے چند ماہ پہلے تین مورتی نواس میں پنڈت جی کی تفریح کے لئے ایک مشاعرہ انہیں کی مرضی کے مطابق اور انہیں کی خواہش کے مطابق ہوا تھا، مجھے ابھی تک یاد ہے کہ مسز گاندھی آخری صف میں ایک کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں، اور سامنے کی صف میں پنڈت جی تھے، شاستری جی تھے، ہمارے فراق گورکھپوری تھے ہم لوگ تھے کچھ شعراء تھے سامنے ایک چھوٹا سا اسٹیج بنا ہوا تھا اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ پنڈت جی کی طبیعت اچھی نہیں ہے، آپ لوگ تھوڑا تھوڑا سا کلام سنائیں تاکہ ذرا سا ان کا دل خوش ہو اور اس کے بعد یہ محفل برخاست ہو جائے لیکن بار بار مسز گاندھی پنڈت جی کے پاس آکر کچھ کہتی تھیں اور پنڈت جی خاموشی سے کچھ جواب دیدیتے تھے، اور یہ مشاعرہ کئی گھنٹے جاری رہا، اس کے بعد میری ملاقات اس وقت ان سے ہوئی جب وہ ہماری گورنمنٹ میں آئیں اور ہندوستان کی وزیر بنیں منسٹری آف انفارمیشن اور براڈکاسٹنگ میں اور ایک مشاورتی کمیٹی کے جلسہ میں ان سے ملاقات ہوئی اور اس وقت ان کو دیکھ کر کوئی کہہ نہیں سکتا تھا میں اپنے بارے میں یقین سے یہ کہہ رہا ہوں کہ میں بالکل یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کتنی بڑی شخصیت ہے یہ ایک بیج ہے جس کے اندر ایک بہت بڑا تنا اور درخت چھپا ہوا ہے۔

اور شاستری جی کے انتقال کے بعد جس وقت وہ وزیر اعظم بنیں معلوم نہیں کتنے لوگوں کا خیال ان کے بارے میں کیا کیا تھا کون لوگ سمجھتے تھے کہ یہ اس ملک کو سنبھال سکیں گی یا نہیں سنبھال سکیں گی لیکن انہوں نے جس طریقہ سے اس ملک کو سنبھالا اور اتنے بڑے ملک کو سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں ہے وہ ایک اتنا بڑا کارنامہ ہے جو ان کو ہمیشہ زندہ جاوید بنا دیگا۔

اس سے پہلے ہم یہ نہیں کہہ سکتے تھے کہ پنڈت جواہر لال نہرو اور مہاتما گاندھی کے نام کے ساتھ ایک تیسرا نام اندرا گاندھی کا بھی شامل ہو جائے گا۔ لیکن اب یقیناً یہ تیسرا نام ہے جو اس میں شامل ہو گیا ہے ہندوستان کے اس عہد کی عظیم ترین شخصیتوں میں، اس کے بعد ان سے ایک ایسی ملاقات ہوئی جو اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ اس کا رشتہ اردو کے مسئلہ سے ہے میں پنڈت آنند نرائن ملا کے ساتھ ان کے پاس سنہ ۱۹۶۷ء میں گیا تھا اور اس وقت ہم اردو کے معاملات پر ان سے بات کر رہے تھے تو انہوں نے ساری ہمدردیاں اردو کے بارے میں دکھائیں ساری باتیں کہیں اور یہ بھی کہا کہ میں تو خود اردو بولتی ہوں میرے گھر میں بھی اردو بولی جاتی ہے اردو بڑی خوبصورت زبان ہے میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں لیکن حالات کا بھی انہوں نے ذکر کیا اور ہمیں ان حالات کی پیچیدگی کا اندازہ ہے جو ہمارے ملک میں تقسیم کے بعد پیدا ہوئے، اور ابھی ابھی سوویت یونین سے ایک اسکالر آئی تھی اس نے مجھے بہت دلچسپ واقعہ سنایا شریمتی گاندھی کے سلسلہ کا اور غالباً میں پہلی بار اس واقعہ کو بیان کر رہا ہوں۔ کہ جب وہ ان سے ملنے

کیلئے گئی اس کا نام "اناسفرودا" ہے جو اردو پر ریسرچ کر رہی ہے اور بہت اچھی اردو بولتی ہے تو شریمتی گاندھی اس سے انگریزی میں باتیں کر رہی تھیں، لیکن جب اُن کو یہ معلوم ہوا کہ "اناسفرودا" اردو کی طالب علم ہے اور اردو میں تحقیق کرنے آئی ہے تو شریمتی گاندھی نے انگریزی بولنا بند کر دی اور اس سے ہنس کر کہا کہ پہلے کیوں نہیں بتایا میں تو اردو بول لیتی ہوں اور اردو سمجھتی بھی ہوں اور اردو تو ہماری زبان ہے اور اس سے آخر وقت تک وہ بیٹھ کر اردو میں باتیں کرتی رہیں۔

میں شریمتی گاندھی کے پاس ایک بار گیا اس خیال سے جس کے بارے میں سب لوگ مشکوک تھے کہ علامہ اقبال کا سو سالہ جشن منایا جائے۔ جشن ہم نے ۱۹۷۷ء میں منایا یہ بات ۱۹۷۳ء یا ۱۹۷۴ء کی ہے علی گڑھ کے سیمینار سے میں آیا اور میں نے مسز گاندھی سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں ان کے پاس گیا اور میں نے کہا کہ ہم لوگ علامہ اقبال کا صد سالہ جشن منانا چاہتے ہیں جنہوں نے ہندوستان کو ترانۂ ہندی دیا ہے، تو انہوں نے بغیر ذرا سا وقت لئے کہا کہ بہت اچھا خیال ہے ضرور جشن منایئے۔ میں نے کہا کہ میں آپ کے پاس یہ درخواست لیکر آیا ہوں کہ آپ اس کی سرپرستی قبول کر لیجیے" تو ہنس کر کہنے لگیں کہ "نہیں سرپرستی کے چکر میں اور جھگڑے میں مجھے نہ ڈالیئے لیکن حکومت پوری امداد کریگی اور آپ جشن کی تیاریاں کیجئے۔"

ڈاکٹر نورالحسن اس وقت وزیر تعلیم تھے، اور وزارت تعلیم کے ذریعہ وہ ساری امداد ملی اور مجھے جو میں اس کا سیکریٹری تھا اور اب بھی ہوں مجھے کسی قسم کی کسی موقع پر کوئی دشواری نہیں ہوئی اور ہندوستان نے نہایت شاندار بین الاقوامی سیمنار اقبال پر کیا۔ نومبر ۱۹۷۷ء میں یہ سیمنار پاکستان کے اقبال سیمینار سے پہلے ہوا تھا اور یہ بہت بڑا سیمنار تھا لیکن یہ سیمنار جس وقت ہوا ہے اس وقت اندرا گاندھی کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور جنتا گورنمنٹ کی حکومت تھی لیکن جنتا گورنمنٹ کی اس حکومت کے زمانے میں ہم نے جس روپیہ سے یہ سیمینار کیا وہ روپیہ تھا جس کی گرانٹ ہم کو شریمتی اندرا گاندھی کے زمانے میں ملی تھی، ڈاکٹر نورالحسن کی وزارت سے ملی تھی اور یہ شاندار جشن ہو گیا ایک فلم بھی بی اس کی بھی منظوری اسی زمانے میں ہوئی تھی اور وہ فلم اقبال پر ہندوستان و پاکستان میں سب سے اچھی فلم ہے

اور اس کا پہلا پرنٹ جنرل ضیاالحق صاحب کو ہندوستان کی حکومت کی جانب سے پیش بھی کیا گیا تھا، جو وہاں موجود ہے اور اس کے بعد جب ان کی حکومت واپس آگئی اتفاق ہے یہ کہ اقبال کے COMMOMARATIVE والیوم جو اس سیمینار کے مقالات پر مشتمل ہے اس کے جشن اجرا کی بات تھی تو میں نے شریمتی گاندھی کو خط لکھا کہ میری خواہش یہ ہے اور ہماری پوری کمیٹی کی خواہش ہے کہ آپ اس کتاب کا اجراء فرما دیں تو اس کا جواب میرے پاس آیا غالباً دھون صاحب نے جواب دیا تھا کہ فلاں تاریخ کو صبح کے وقت اسی گھر میں اکبر روڈ، نمبر ۱ صفدر جنگ ہے شریمتی گاندھی اس کا اجرا کر دینگی میں یہاں سے دہلی گیا اور میں دھون صاحب سے ملا بھی ان کو ایک کتاب پیش کی اور میں نے ایک کتاب شریمتی گاندھی کے پاس بھی بھیجی اور میں نے ان سے کہا کہ صاحب اس قسم کا اجراء جو ہے میں نہیں چاہتا میں اس سے بڑا چاہتا ہوں انہوں نے پوچھا کیا ہے؟ تو میں نے ان سے کہا دیکھئے یہ ہم ایک بڑے ہال میں کریں گے جس میں ہم پاکستان کے سفیر کو بھی مدعو کرینگے سوویت کے سفیر کو بھی مدعو کریں گے اور ہزار دو ہزار آدمیوں کو بھی مدعو کریں گے اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کا اجراء وہاں ہو تو انہوں نے کہا کہ اس کے بارے میں تو ہم کو شریمتی گاندھی سے پوچھنا پڑے گا۔

میں نے کہا آپ پوچھ لیجئے گا پوچھ کر مجھے بتا دیجئے گا لیکن دوسرے دن صبح جو عام وقت ہے اُن سے ملنے کا لوگوں کا میں صبح ۸ بجے وہاں چلا گیا اور جب وہ شریمتی گاندھی آئیں تو مجھے دیکھتے ہی پوچھنے لگیں کہ کیا بات ہے؟ تو میں نے کہا کہ آپ نے اس کا اجراء کا جو وقت دیا ہے وہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے تو وہ کہنے لگیں کون سا وقت چاہیئے، میں نے ان سے کہا کہ مجھ کو تو ایک گھنٹہ چاہیئے اور وہ بھی یہاں اکبر روڈ پر نہیں بلکہ ہال میں بڑے ہال میں چاہیئے تو وہ کہنے لگیں کہ کتنا وقت لگیگا میں نے کہا وقت تو مجھے ایک گھنٹہ چاہیئے، آپ آدھا گھنٹہ دیدیں تو وہ بھی بہت ہے۔

تو کہنے لگیں کہ آپ اتنا بڑا کیوں کرنا چاہتے ہیں میں نے کہا کہ میں اس لئے کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جشن کی جتنی بھی تقریبات ہوئی ہیں سب نہایت شاندار تقریبات تھیں اور اتفاق سے جس جشن کو آپ نے جس کی ابتدا کی تھی اس کی انتہا اگر آپ کے ہاتھ سے ہو تو بہت اچھی بات ہے اور وہ بھی اتنا ہی شاندار ہونا چاہیئے تو ہنس پڑیں اور کہنے لگیں

کراچھا فلاں تاریخ میں آپ کو دیتی ہوں، اور اس کے دوسرے دن میرے پاس کسی کا ٹیلیفون آیا مجھ کو یاد نہیں انہوں نے کہا کہ ابھی میری شریمتی گاندھی سے ملاقات نہیں ہو سکی ہے، تو میں نے ان سے کہا کہ میں کل گیٹ کریش کر چکا ہوں اور میں ان سے وقت لے آیا ہوں' یہ وقت ہے اور چنانچہ وہ اس جشن میں آئیں اور انہوں نے نہایت شاندار طریقہ سے اس کتاب کا افتتاح کیا اور اس میں ہمارے سوویت یونین کے بھی سفیر شریک تھے اور پاکستان کے سفیر بھی شریک تھے اور وہاں بھی اردو کی بات نکلی اس لیے میں نے اس قصہ کو اتنی تفصیل سے بتایا اور اس لئے بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اقبال کے سلسلہ کی بات ہے جن کو غلطی سے ہندوستان کا نہ معلوم کیا کہا جاتا ہے حالانکہ ان کا "سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا" CONSTITUENT اسمبلی میں بھی گایا گیا جس وقت کہ ہندوستان آزاد ہوا ہے' اور جب راکیش وہاں پر تھا خلا میں' اور شریمتی گاندھی سے بات ہوئی تو اس نے وہاں سے بھی کہا'

"سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا"

تو اس اعتبار سے میں نے بات کی کہ میں بیٹھا ہوا تھا پاکستان کے سفیر کے قریب اُن کے بعد شریمتی گاندھی تھیں تو جب شریمتی گاندھی آئیں تقریر کرنے کیلئے تو ذرا سی رکیں اور رک کے مجھ سے کہا کہ میں اُردو میں تقریر کروں گی، تو میں نے کہا کہ اردو تو آپ کی زبان ہے اور مادری زبان ہے آپ کی ضرور تقریر کیجئے نہایت خوبصورت اردو میں انہوں نے تقریر کی پاکستان کے سفیر نے مجھ سے مسکرا کے کہا کہ "آپ لوگ بڑی بے تکلفی سے اپنے پرائم منسٹر سے بات کر لیتے ہیں" میں نے ان سے اسی طرح مسکرا کر کہا "ہمارا جمہوری ملک ہے"، اور اس لئے آج جب ہم اندرا گاندھی کو اس طرح سے محبت سے یاد کر رہے ہیں تو اس کی جمہوریت کو برقرار رکھنا اندرا گاندھی کے لئے ہمارا سب سے بڑا خراجِ محبت اور عقیدت ہو گا۔

ستمبر ۱۹۸۲ء کو ہاؤس آف کامنز واقع اسٹار سٹی میں شریمتی اندرا گاندھی وزیٹرز بک میں دستخط کرتے ہوئے۔ تصویر میں دنیا کی دوسری خاتون خلا باز سیوت لانا سویت اسکیا اور شری راجیو گاندھی (اب وزیر اعظم) بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

خواب خواب منظر

اختر الایمان

اندرا گاندھی کی اس ناگہانی موت کا اثر ہماری سیاسی، معاشی اور دوسری زندگی پر کیا پڑیگا، اس کا اندازہ تو میں سمجھتا ہوں آج کرنا اور اس کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ کل کا تاریخ نویس اس بات کا اندازہ لگائیگا ان کی شخصیت تہہ در تہہ خانوں میں بٹی تھی یہی وجہ ہے کہ بیک وقت وہ کئی کام کر لیتی تھیں۔ دنیا میں جس طرح عالمگیر حیثیت انہوں نے ہندوستان کو دی جس طرح انہوں نے ہندستان کی سیاست میں اور اس کو بڑھانے میں اور آگے لانے میں اسکو بلند کرنے میں انتھک کوششیں کیں یہ ان کی شخصیت کا ایک پہلو ہے۔ ہماری عمر بھی کم و بیش اتنی ہی ہے جتنی کہ ان کی تھی تو ان کے ساتھ ساتھ ہم بھی دیکھتے رہے ہیں کہ کس طرح گاندھی جی نے اس افق پر سیاست کے جواہر لال آئے اور مختلف لوگ آئے انگریزوں نے کس طرح کیا کیا کچھ کیا مگر جس طرح وہ آئیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر جواہر لال اور گاندھی جی کو ملا دیں تو اندرا گاندھی بنتی ہیں میرے خیال کے مطابق، اس لئے کہ جو تدبر ان میں تھا جو صلاحیت ان کے اندر تھی کسی بھی موقع پر کوئی فیصلہ کن کام کرنا یہ بہت کم لوگوں میں ہوتا ہے اور جو عالمگیر شخصیت انہوں نے اپنی بنائی تھی اس کے پس منظر میں اگر ہندوستان غالباً دنیا کی نظر میں کبھی نہیں تھا جتنا آج ہے اب رہ گئی ان کی اپنی شخصیت، ان کی شخصیت کا احاطہ کے لئے لفظ نہیں ہوں گے اس لئے کہ ایک تو میرا میدان بھی سیاست نہیں ہے مگر دوسرے یہ کہ ایک شاعر کی نظر سے ان کو دیکھا جائے تو ایک ایسی شخصیت ہے جس کے بارے میں بہت سے خواب بنے جا سکتے ہیں

مگر میں سمجھتا ہوں کہ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت چلے جانا (جانا تو بہرحال ہر شخص کو ہے) اگر یہ ناگہانی موت نہ ہوتی' وہ واحد شخصیت تھیں جن کا چلا جانا جو ہے ایک خسارہ نہیں ہے بلکہ ایک ایسا نقصان ہے جس کے بیان کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔

۴ نومبر ۱۹۸۲ء کو نئی دہلی میں منعقدہ جواہر لال نہرو ایوارڈ برائے ۱۹۸۲ء کی تقریب میں آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی، سابق نائب صدر جمہوریۂ ہند شری ہدایت اللہ، ایوارڈ پانے والوں کے ساتھ۔

۱۸ر جون ۱۹۸۴ء کو نئی دہلی میں آنجہانی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے شریمتی سروج ودیا ناتھن کی کتاب "سائنس آف بھارت نٹیم" کا اجراء کیا۔

ظ۔ انصاری

یاد روشن ہے

جب وہ شادی ہو کر الٰہ آباد آئیں تب ۱۹۴۲ء کے درمیانی دنوں میں انکے درشن ہوتے تھے۔ کچھ تو خاندانی پس منظر، کچھ ان کی طبیعت کی شگفتگی آنکھیں ان کے چہرے پر ٹھہرتی نہیں تھیں۔ اور ایمان کی پوچھئے تو فیروز گاندھی بھی مردانہ حسن اور دلکشی میں اپنی دلھن کا جواب تھے۔

دلی میں جب اردو ہفت وار "آئینہ" نکلا۔ اندرا جی کی خاص الخاص سہیلی اختر آرا اس رسالے کی ادارت میں ہاتھ بٹانے کے لئے میری مدد کر دیا کرتی تھیں۔ مرحوم فخر الدین علی احمد کی چھوٹی بہن اختر آرا اور مرحوم شوکت اللہ انصاری کی بیگم زہرہ اکثر اپنی چہیتی اندو جی سے ملتی رہتی تھیں۔ اور وہیں سے مجھے فون کر دیتی تھیں۔ کہ فلاں معلومات لکھ کر بھجوا دیجئے

ان کی "اندو جی" نے بھی نئی دلی میں پرانی دلی کی فصیل کے باہر ایک "بال بھون" قائم کیا تھا۔ یا قائم کر رہی تھیں، ٹھہر ٹھہر کر بعض کا غذات اور معلومات کی ضرورت پڑتی تھی۔ تو ان کی فرمائش پر باتوں میں "آئینہ" کے دفتر سے ضروری کا غذات بھیجتا رہتا تھا۔ یا منگاتا رہتا تھا۔

انہیں دنوں میں نے انہیں دیکھا۔ ۳۰ برس کے فاصلے نے ان کے چہرے کو کچھ زیادہ متاثر نہیں کیا تھا۔ اب وہ شب و روز سیاسی سماجی سرگرمیوں میں لگی رہتی تھیں "تین مورتی" سے بال بھون۔ کیرالا سے پنجاب، گجرات سے بنگال۔ قریب ترین ان دنوں خواتین کی زبانی ہمیں بھی خبر لگ جاتی تھی کہ وہ آج کل کس موڈ میں ہیں۔

تب تک ہمیں گمان نہ تھا کہ وہ سیدھی سادی گرہستن، نرم گفتار اور خوش اطوار —— بلکہ ایک حد تک شرمیلی اندرا جی اتنے بڑے ملک کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لیں گی اور ہزاروں مسائل اور مصائب کا ہنستے کھیلتے نباہ کریں گی۔

۱۹۶۵ء کے مئی مہینے کا ذکر ہے۔

بمبئی سے میرے "آئینہ" ویکلی کا نہرو نمبر نکالا تھا۔ بڑا خوبصورت اور با معنی شمارہ وہ پرچہ لے کر میں دلی گیا۔ سعید راجوشی کی معرفت دوسری صبح کو ہی میں اندرا گاندھی کے گھر ملنے چلا گیا۔ وہ ان دنوں اطلاعات اور براڈکاسٹنگ کی منسٹر تھیں۔ میں وقت سے ۵ منٹ پہلے پہونچا، وائی بی چوان اندر بیٹھے تھے۔ وہ چھ سات منٹ بعد نکلے تو وہ دروازے تک آئیں۔ میں ان کے پیچھے پیچھے چلا۔

"آئینہ" کا نہرو نمبر خاصا ضخیم تھا۔ تھوڑے سے ورق الٹے۔ چند الفاظ رک رک کر پڑھے بھی۔ پھر ایک تصویر پر انگلی رکھ کر بولیں۔

"ہائیں — یہ تصویر آپ کے پاس کہاں سے آگئی"

اس تصویر میں وہ کوٹ پتلون میں ہیں اور پنڈت جی بھی ان کے ہمراہ نہایت فیشن ایبل سوٹ میں ملبوس ہیں۔ تصویر ۳۷-۱۹۳۶ء کی تھی۔

۱۹ر نومبر ۱۹۸۲ء کو نئی دہلی میں آنجہانی وزیراعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ایشیائی کھیل کی شمع، شری سری رام سنگھ کو پیش کی۔ شری سری رام سنگھ نے تین بار ایشائی کھیل میں طلائی تمغہ حاصل کیا تھا۔ اور ۸۰۰ میٹر یشیائی کھیل میں ریکارڈ کا مقام پایا تھا۔

نظر اس تصویر پر دیر تک ٹھہری رہی۔ غالباً پرانی یادیں وابستہ تھیں۔ اس پر میں نے عرض کیا؛ میرے پاس اصل کی نقل محفوظ ہے؛ کہا پدمنی بہن صاحب کو پتہ دیجئے۔ میں اسے رکھنا چاہتی ہوں۔

میں نے ذرا نخرہ دکھایا "نا صاحب۔ ہم تو مٹھائی لے کر ہی یہ نایاب شے کسی کو دے سکتے ہیں"۔ مسکرا کر جواب دیا "چلئے۔ یونہی سہی"۔

اصل میں یہ تصویر یہ سوئٹزرلینڈ کے ان دنوں کی تھی جب وہ وہاں پڑھنے گئی تھیں اور بیمار تھیں سخت بیماری کے عالم میں انھیں دیکھنے کے لئے پنڈت جی لندن سے سوئٹزرلینڈ پہونچے تھے اور یہ محض ایک اتفاق تھا کہ کسی مقامی فوٹوگرافر نے یہ لمحہ کیمرے میں محفوظ کرلیا۔

میں نے بتایا کہ یہ "بڈاپسٹ شہر" کے عجائب خانے کے توشہ خانے میں محفوظ ہے۔ غالباً انھوں نے بعد میں وہیں سے منگوالی۔

اس روز بھی میں نے غور سے دیکھا کہ جسمانی قوت اور ہر شے سے شفقت اور دل بستگی نے ان کی پہلودار شخصیت کو تروتازہ اور شگفتہ رکھا ہے۔ میں دلی میں ملا صفدر جنگ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ جب وہ قاتل گولیاں ان کے جسم تک پہونچیں۔ مڑ کر دیکھتا ہوں تو، بس۔ عقل گم ہوجاتی ہے۔

●

فیاض رفعت

آل انڈیا ریڈیو۔ چرچ گیٹ ریکلیمیشن،
بمبئی ۴۰۰۰۲۰

یادوں کے پھول

النبیں اکتوبر کا سویرا روشن نہیں تھا۔ آسمان گدلایا ہوا تھا۔ میں نے افق پر نگاہ ڈالی تو ایسا لگا جیسے میگھ دوت کسی انہونی کے گھٹنے سے قبل اپنی آنکھوں میں بھرے دکھ کے ساگر کو روکنے کی ناکام کوشش میں جٹے ہوئے ہیں۔

کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم جانے انجانے میں دکھ کے نقطۂ عروج سے گزرتے ہیں۔ ہمارے من میں کہیں سے کوئی چبھن سی کھٹکتی رہتی ہے۔ اور ہم جان نہیں پاتے ہیں کہ یہ درد کیسا ہے۔ کیوں ہے۔ بس سارے وجود میں ایک اداس لہر سی اٹھتی ہے جو ہمیں بے چین کر دیتی ہے۔ اندر ہی اندر ہم ٹوٹنے لگتے ہیں۔ اس انجانے درد کو ہم سمجھ نہیں پاتے۔ یہ احساس کیوں ہوتا ہے۔ کب ہوتا ہے۔ اور چھور کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بس ایک آندھی سی جسم کو دبوچ لیتی ہے اور ہم اندر ہی اندر انجانی قیامتوں سے دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ اندھیرے کے بے کنار ساگر میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

اس دن بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ راستے بھر لوکل ٹرین کے شور میں میرا ذہن آندھیوں کے پیلے جنگل میں بھٹکتا رہا۔ دفتر آیا تو انجانے اندیشوں سے دل میں جوار بھاٹا اٹھ رہا تھا۔ مجھے کسی نے بتایا کہ شریمتی گاندھی پر ان کے اپنے گھر میں حملہ ہوا ہے۔ اور وہ شدید طور سے زخمی ہوئی ہیں۔ میں ششدر رہ گیا۔ ہونٹ سل گئے۔ کیوں، کیسے آخر کیوں۔ سوالوں کا اژدہام دماغ کی پرتوں کو اکھاڑتا رہا ــــ انہونی گھٹ چکی تھی۔ کوئی ماننے کو تیار نہ تھا۔ بمبئی کی دیوی بہت دور کہیں آنکھوں سے اوجھل اندر دھنشی رنگوں میں کھو گئی تھی۔

میرے دوست ڈاکٹر بی۔ ایل تواری ایک بجے دوپہر کو ریکارڈنگ کیلئے آئے تو ان کی آنکھوں میں نمی تھی۔ جیسے وہ کہیں سے ہار کر آئے ہوں، شریمتی گاندھی عوام کی خوشیوں کیلئے جن فسطائی طاقتوں سے زندگی بھر نبرد آزما رہیں۔ انہی طاقتوں نے انہیں ہم سے چھین لیا۔ انسانیت کی عظیم مسیحا دہشت گردی اور تشدد کی سیاست کی نذر ہو گئیں۔ وسیع و عریض ہندوستان کو دنیا کے نقشے پر احترام اور عظمت کا مقام دلانے والی بھارت کی جون آف آرک کو اس کے اپنے محافظوں نے گولیوں کی باڑھ پر لے لیا تھا۔ جنھوں نے ایک غیر ملکی نامہ نگار کے یہ سوال کرنے پر کہ کیا دہشت پسندوں سے جان کا خطرہ نہیں؟ تو اپنے محافظوں کی طرف فخر سے دیکھتے ہوئے کہا تھا "یہ جو ہیں میرے رکھوالے" اور ان رکھوالوں ہی میں ان کے قاتل نکلے۔

شریمتی گاندھی کی وطن پرستی، حب الوطنی کا ان کا جذبہ ہر بھارت واسی کے دل میں ایسی جوت جلا گیا ہے جو رہتی دنیا تک ان کی راہیں روشن کرتی رہے گی۔

میں سوچتا ہوں ہوں، گاندھی اور نہرو کی میراث شریمتی گاندھی کو ہم سے کون چھین سکتا ہے۔ وہ اپنے آدرشوں میں زندہ ہیں۔ اپنے فکر و نظر میں

زندہ ہیں۔ دیش کے ہنستے مسکراتے بچوں کے معصوم روپ میں زندہ ہیں۔۔ نوجوانوں کے حوصلوں اور عزم میں زندہ ہیں گیت گاتی گنگناتی مٹیاروں کے ہنسی مذاق میں زندہ ہیں۔ کلاکار کی کلا میں زندہ ہیں تخلیق کار کی ریاضت اور عبادت میں زندہ ہیں۔ راکیش شرما کی آسمان کو چھوتی خلائی پرواز میں زندہ ہیں۔ دھرتی کی گود میں سمندر کی لہروں، شبنم کی بوندوں میں پھولوں کی خوشبو میں چہار کے رنگ بدلتے موسموں میں وہ زندہ ہیں۔ برف پوش ہمالہ کی مخروطی چوٹیوں میں زندہ ہیں۔ تروینی کے شانت لہروں کے حسن میں زندہ ہیں۔ وہ کبھی نہیں مرسکتیں۔ وہ امر ہیں۔ شریمتی گاندھی، نہرو، اور گاندھی کا حسین امتزاج تھیں۔

برسوں پہلے کی بات ہے سال ۱۹۵۲ء شاید۔

چودہ برس کا ایک لڑکا علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں موٹروں کے ایک بڑے قافلے میں گھرا پنڈت جواہر لعل نہرو کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ ان دنوں ڈاکٹر ذاکر حسین وائس چانسلر تھے۔۔۔ نہرو جی موٹروں کے جلوس میں گھرے جب اس کے پاس سے گذرے تو وہ لڑکا تیزی کے ساتھ ان کی موٹر کی طرف لپکا جو دھیرے دھیرے رینگ رہی تھی اور اس نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھا دیا۔

نہرو خاندان کے ساتھ یہ میری پہلی پہچان تھی۔

یادیں بے شمار یادیں ذہن پر دستک دے رہی ہیں۔ غالباً یہ ۱۹۶۹ء کی بات ہے۔ میں ان دنوں دلّی یونیورسٹی میں پڑھتا تھا۔ دلّی یونیورسٹی کے لیکچرار اور میرے استاد صدیق الرحمٰن قدوائی کی شادی کے سلسلے میں دلّی کے ایک مشہور کلب میں عصرانے کا اہتمام کیا گیا تاکہ قریبی دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ دلہن کا تعارف کرایا جاسکے۔ مدعو مہمانوں میں ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کے علاوہ شریمتی گاندھی بھی متوقع تھیں۔ عصمت آپا بھی آئی ہوئی تھیں اور ابھی لوگ ان سے باتیں ہی کر رہے تھے کہ شریمتی گاندھی کو ڈاکٹر ذاکر حسین کی معیت میں آتے ہوئے دیکھا گیا۔ سب لوگ ادھر متوجہ ہوگئے۔ آتے ہی انھوں نے دولہا دلہن کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ خاص طور سے دلہن کے حسن کی تعریف کی۔ ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر انھوں نے خوش دلی کے ساتھ پلیٹ سے ایک برفی کا ٹکڑا اٹھا کر منہ میٹھا کیا۔ میزبانوں اور مہمانوں سے محبت بھری باتیں کیں۔ اور چلی گئیں۔ ایک ایسا نقش چھوڑ کر جو کبھی نہیں مٹ سکتا۔

تو ایسی تھیں ہماری وزیر اعظم میلوں ٹھیلوں سے لیکر شادی بیاہ کی تقریبات تک سب کے سنگ ہنستی، بولتی، مسکراتی رنگ رنگ کی زندگی سجاتی سب کا دل لبھانے والی وزیر اعظم، یوں تو ہر شخص کا کوئی نہ کوئی آئیڈیل ہوتا ہے۔ مگر نہرو خاندان ہندوستان میں رہنے والے ہر بھارت واسی کا آدرش ہے نہرو کی شرمیلی جھجکتی بیٹی پریہ درشنی اندرا جب لعل بہادر شاستری جی کی موت کے بعد وزیر اعظم بنیں تو رجعت پسندوں نے انہیں ناتجربہ کار جان کر سیاست کی بھول بھلیوں میں پھنسانا چاہا۔ لیکن گاندھی کی گود میں کھیلی اور نہرو جی کی سکھائی پڑھائی یہ شائستہ خاتون ان کے جال میں نہیں آئی۔ اس کے سامنے دیش کو آگے لے جانے کے بڑے نشانے تھے۔ جن کو پانا اس کی زندگی کا عظیم مقصد تھا۔۔

اپنی موجودہ سروس کے دوران مجھے کئی بار شریمتی گاندھی کو بہت نزدیک سے دیکھنے سننے کا امتیاز حاصل ہوا۔ اس سے قبل جن دنوں میں دلّی میں تھا اور آنجہانی پیلی مودی کے اخبار مارچ آف دی نیشن کے ادارہ تحریر سے وابستہ تھا۔ تو میں نے اکثر سنا کہ شریمتی وانسا مودی اور مودی صاحب کو شریمتی گاندھی نے لنچ پر اور کبھی چائے پر بلایا ہے۔ شریمتی گاندھی کی یہ بڑاپن ہی تھا کہ اپنے زبردست سیاسی حریفوں کو بھی وہ دعوتوں پر بلاتی رہتی تھیں۔ پیلی مودی کا جب انتقال ہوا تو شریمتی پیلی مودی کو ڈھارس بندھانے والوں میں شریمتی گاندھی آگے آگے تھیں۔ یہ تھی ان کی عظمت یہ تھی ان کی قلبی وسعت۔

ایک موقع پر جب ۱۹۸۰ء میں ہندوستانی فلموں کی گولڈن جبلی تقریبات

ہو رہی تھیں. شریمتی گاندھی فلمی صنعت کے لوگوں کو مخاطب کرنے بمبئی آئیں. آکاش وانی بمبئی کی طرف سے ان کی ریکارڈنگ کے لئے مجھے مقرر کیا گیا۔ اس عظیم فلمی تقریب میں مشہور فلم پروڈیوسر اور رائٹر خواجہ احمد عباس بھی موجود تھے. شریمتی گاندھی نے جیسے ہی انہیں دیکھا بڑی خوش دلی کے ساتھ مسکرا کر انھوں نے خواجہ صاحب کی مزاج پرسی کی. یہ تھیں بھارت دیش کی پیار دینے اور پیار چاہنے والی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی.

شریمتی گاندھی کو آخری بار میں نے آٹھ اکتوبر ۱۹۸۴ء کی شام میں دیکھا جب وہ نیوی نگر کے عظیم میدان میں بحری فوج کے جوانوں اور افسروں کو مخاطب کرنے آئی تھیں۔ دیش پریم کی ان کی باتیں سن کر ہم سبھی لوگ جوش کے جذبے سے بھر گئے۔ تقریب کے آخر میں بحری فوج کے جوانوں اور افسروں نے عصرانے کا اہتمام کیا تھا۔ وہاں جس نے دیکھا وہ ایک ایک جوان سے اس کے بارے میں۔ اس کے خاندان کے بارے میں ہنستے مسکراتے ہوئے کچھ نہ کچھ بات کر رہی تھیں. چائے پانی کے بعد انھوں نے مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ سے کہا۔ "پاٹل صاحب چلیں".

میں سوچتا ہوں شریمتی گاندھی چلتے چلتے رک کیوں گئیں شاید زندگی کو کسی نہ کسی موڑ پر آکر رکنا ہی تھا۔ مگر ہمیں چلتے ہی رہنا ہے بھارت کے ستر کروڑ عوام کو بڑھتے رہنا ہے۔ کہ بھارت کی عظیم بیٹی کو ہمارا یہی سب سے بڑا خراج عقیدت ہوگا۔

آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی ۲ اکتوبر سنہ ۱۹۷۶
کو دہلی میں مہاتما گاندھی کی سمادھی
راج گھاٹ پر عقیدت کے پھول پیش
کرتے ہوئے

آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو کی آٹھویں برسی کے
موقع پر دہلی میں مجاہدین آزادی کی یادگار کی
تعمیر کے موقع پر آنجہانی وزیر اعظم شریمتی
اندرا گاندھی۔

عزیز قیسی

دانشوروں کو سوچنا ہے

شریمتی اندرا گاندھی کی موت کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔ بہت کچھ کہا جاتا رہے گا۔ ہر موت اصل میں ایک زندگی کا ایسا نقطہ ہوتی ہے جہاں رک کے آدمی کو سوچنا پڑتا ہے پوری زندگی کے معنی کیا ہیں؟ چنانچہ شریمتی گاندھی کی موت کے بعد بھی ان کی زندگی کے معنی لوگ تلاش کر رہے ہیں اور کرتے رہیںگے۔ لیکن یہ ایک پہلو ہے جس پر بحیثیت شاعر یا ادیب کے بہت کم کہا گیا ہے۔ اس پر میں کہنا چاہتا ہوں یہ جو دہشت پسندی ہے، یہ جو خون خرابے ہیں یہ اصل میں افراد یا جماعتوں کے نہیں ہیں بلکہ یہ خیالوں کے ہیں خیال، خیال کو قتل کرتا ہے اور اس بیچ میں یہ ہوا ہے کہ پتہ نہیں خیال کہاں جنم لیتا ہے کس دکا، کس خون کا اور اس کا اثر کہیں پر ہوتا ہے یہ موت یہاں ہوئی کہیں اور پلان کی گئی ہوگی اس کا ارادہ بھی کہیں اور ہوا ہوگا وہ ارادہ لفظوں میں بدلا ہوگا کانا پھوسی میں بدلا ہوگا سازش میں بدلا ہوگا وہ ارادہ اس طرح سے ہندوستان تک پہونچا، دلی تک، یہ موت جو ہے یہ اکیلی نہیں ہے اس موت کے پیچھے ایک پوری تاریخ ہے، اور اس کے آگے بھی تاریخ ہے اس پہ غور کرنا ہے،

ادیب و شاعر کی حیثیت سے چونکہ ہم خیال کو لفظ دینے والے ہیں کیا ہماری ذمہ داری ہم نے پوری کی، یہ جو بڑے خیال زہریلے خیال آج کل دنیا کے ہر کونے میں خون خرابے اور فساد کرا رہے ہیں، کیا اس وجہ سے تو نہیں ہیں، کہ جو اچھے خیال والے لوگ ہیں وہ چپ ہیں یا وہ اپنی ذمہ داری نہیں سمجھتے وہ شاید یہ سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا لینا دینا ہے دنیا میں یہ خیر و شر کے ہنگامے ہوتے رہتے ہیں ہم ان سے بالا تر ہیں حالانکہ یہ خیر و شر کا ہنگامہ ادیبوں، شاعروں اور مفکروں کا ہی پیدا کیا ہوا ہے۔ جن کے پاس خیال ہوتے ہیں جن کے پاس لفظ ہوتے ہیں اور قتل لفظ کرتے ہیں جا کر وہ لفظ جب بنتے ہیں تلوار اور گولی شیشے کی تو وہ کسی ایک جگہ پر جا کر خون میں اور شہادتوں میں اور فساد میں اور خون خرابے میں بدلتے ہیں۔

تو شریمتی اندرا گاندھی کی موت پر رک کر ہمیں سوچنا چاہیے خاص طور پر دانشوروں کو، وہ جو خیالوں کی تجارت کرتے ہیں جن کا پیشہ خیال ہے، وہ جن کی بابل خیال ہے وہ جن کا فن خیال ہے اور جن کے پاس ہتھیار ہیں لفظوں کے تو کیا وہ اپنے لفظوں کے ہتھیار ان کی طرف نہیں پھیر سکتے کہ جو زہریلے خیالات پھیلا رہے ہیں۔ یہ لمحۂ فکر ہے پوری قوم کیلئے اور پوری قوم کیلئے ہی نہیں میرے خیال میں تو پورے ان انسانی مفکروں اور دانشوروں کی برادری کیلئے اس وقت یہ لمحۂ فکر ہے کہ یہ جو فینیٹزم (FANATICISM) نفرت انتشار، یہ ہنگامے، یہ سب کچھ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہماری خاموشی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ یا ہمارے اس ماسا الاسے جو گھبرا گیا ہے ڈر گیا ہے شکست خوردہ ہو گیا ہے کہ ہم کیوں لڑیں برائی کی طاقتوں سے آج میرا ایسا خیال ہے شریمتی گاندھی کی موت کے بعد ان سے اختلافات کیا جا سکتا ہے، ان کی سیاسی باتوں سے اختلافات کیا جا سکتا ہے، ان کی پارٹی سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ یہ موت اس پورے سلسلہ سے خون خرابے کی ایک کڑی ہے، اور اس کے خلاف ادیبوں دانشوروں مفکروں شاعروں کو ایک بار پھر شریمتی گاندھی کے خون ہی کی قسم کھا کے تیار ہونا چاہیے۔ کہ اپنے لفظوں کے ہتھیار ان کی طرف پھیر دیں، جو ہتھیار انسانیت کی طرف انہوں نے پھیر دیئے ہیں۔

شیخ شمیم احمد
ایم - ایل - اے

یادوں کے آبگینے

اس بات سے انحراف نہیں کیا جاسکتا کہ سیاست کو جس طرح ہمارے ملک میں بدنام کیا گیا ہے کسی اور ملک میں نہیں کیا گیا۔ نام نہاد سیاسی شخصیتیں ضرور سیاست کو بدنام کرتی ہیں ــــ مگر ہمارے عظیم رہنما مہاتما گاندھی، پنڈت جواہر لال نہرو، ڈاکٹر راجندر پرشاد، سروپلی ڈاکٹر رادھا کرشنن اور شریمتی اندرا گاندھی ان سیاست دانوں میں شمار کئے جاتے ہیں جنہوں نے سیاست کو وقار بخشا اور اپنے چلن، انصاف پسندی اور بھائی چارگی سے عوام کا دل جیت لیا۔ یہی وجہ ہے کہ ملک پر جب بھی خوف وہراس اور دہشت کی گھٹائیں چھائیں، ان رہنماؤں نے اپنے عوام کی ہمت بندھائی اور انہیں بعافیت ان گھرے ہوئے طوفانوں سے نکال لیا۔

ہندوستان میں سیاسی رہنماؤں کی، درحقیقت ان سیاسی رہنماؤں کی جن کے دلوں میں خلوص اور محبت کے جذبے ابلتے رہتے ہیں، کمی نہیں رہی۔ ان رہنماؤں کا ایک لامتناہی سلسلہ چلا آرہا ہے جس میں ہمارے ملک کی عظیم ترین شخصیت شریمتی اندرا گاندھی بھی اپنی سادگی، اپنی لازوال مسکراہٹ لئے درخشاں ہیں۔ حالانکہ ان کا رجحان سیاست کی طرف کبھی مائل نہیں ہوا مگر حالات کچھ ایسے پیدا ہوتے گئے کہ وہ اپنے آپ کو اس سیاسی بحران سے الگ نہ رکھ سکیں اور اپنی تمامتر صلاحیت سے سیاسی میدان میں کود پڑیں۔ شریمتی گاندھی جیسی شرمیلی ہندوستانی استری سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی تھی کہ یہ گڑیا ایک دن اپنی خداداد صلاحیتوں سے سیاست میں ایک ایسا مقام حاصل کرے گی جو ان کے پیش روؤں کو بھی نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ یہاں سب سے اہم سوال یہ اٹھتا ہے کہ آخر ایسی کون سی خصوصیت ان میں تھی جس کی وجہ سے وہ نہ صرف اپنے ملک میں بلکہ تمام دنیا میں احترام کی نظروں سے دیکھی جانے لگیں۔ یہ سوال جتنا اہم ہے اس کا جواب انتہائی سہل اور آسان ہے اور یہ کہ انہوں نے اپنی شخصیت کو کسی بھی وقت دو متفرق شخصیتوں میں منتقل نہیں کیا۔ ان کا جو ظاہر تھا وہی باطن تھا۔ وہ جو بات زبان سے کہتیں ان کا دل اس کی تائید کرتا اور جو بات وہ کہہ چکتیں اس پر ہمیشہ ہمیشہ قائم رہتیں۔ یہی ان کی خصوصیت ہے جس کا ہر خاص وعام احترام کرتا ہے۔ سیاسی شخصیتوں کی طرح ان میں دکھاوے کی کوئی بات نہیں تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا دل کسی بھی طرح سے شکوک وشبہات سے پاک تھا۔ انہیں اپنے آپ پر اعتماد تھا اور یہی اعتماد وہ اپنی چاہنے والی جنتا میں بھی بانٹ دینے کی کوششیں کرتی رہیں۔ ان کی سچائی اور ان کے خلوص میں کسی کو تصنع کی جھلک تک نظر نہ آتی۔

یہ نہیں کہتا کہ میں نے شریمتی گاندھی کو بہت قریب سے
بلکہ میں نے بھی انہیں اسی طرح دیکھا ہے جس طرح کہ ایک
ستانی انہیں دیکھتا رہا ہے۔ البتہ میری اس چھوٹی سی سیاسی
مجھے چند ایسے مواقع نصیب ہوئے جبکہ میں ان کے ساتھ رہا
ریں سنیں اور ان تقریروں کا عوام پر ردعمل دیکھا
کی بات ہے کہ مجھے کانگریس (آئی) کی طرف سے الیکشن لڑنے
لا۔ اپنے محدود وسائل سمیٹ کر میں نے اپنی بساط کے مطابق
یں۔ ان کوششوں میں میری وہ بھی درخواست تھی جو کہ میں
ی اندرا گاندھی سے کی تھی کہ وہ بھی آکر میری الیکشن میٹنگ سے
ہوں۔ درخواست کا کیا حشر ہوا یہ میں نہیں کہہ سکتا۔ وقت
۔ الیکشن قریب آ گیا۔ میں نے یہ خیال کیا کہ شاید میری درخواست
ندرا گاندھی تک پہنچی ہی نہ ہو یا اگر پہنچی بھی ہو تو انہیں وقت
ہو۔ بہرحال میں اپنی کوششوں میں لگا رہا۔ الیکشن میں اب
یک ہفتہ باقی تھا کہ بمبئی کی کانگریس (آئی) کمیٹی میں میرا
ی۔ میں حاضر ہوا۔ معلوم ہوا کہ میری جو الیکشن میٹنگ بائیکلہ
کے قریب ہونے والی ہے، اس میں شریمتی اندرا گاندھی
لا رہی ہیں۔ یہ سن کر میں پریشان سا ہو گیا۔ حالانکہ جب
اپنی درخواست پیش کی تھی تب بہت خوش تھا اور منصوبے
نا تھا کہ جب شریمتی گاندھی الیکشن میٹنگ میں آئیں گی، میں
کے سامنے ان سے یہ کہوں گا، وہ کہوں گا مگر اب صرف ان کی
آمد سن کر ہی میں پریشان سا ہو گیا۔ آخر وقت مقررہ پر شریمتی
میری الیکشن میٹنگ میں تشریف لائیں۔ میں نے حاضرین سے
ہو کر کہا کہ ہماری عظیم رہنما آپ کے سامنے ہیں اور اب آپ
ن ہی کو سنیے۔ شریمتی گاندھی مائیک پر تشریف لائیں اور اپنی
آواز میں مختصر مگر جامع تقریر کی جس سے لوگ بہت زیادہ متاثر ہوا۔
کی وہ تاریخی تقریر ہے جس میں انہوں نے اردو کو اس کا جائز
دلانے کے لئے کہا تھا۔ مجھے اب تک یاد ہے کہ انہوں نے اردو
رے میں یہ بھی کہا تھا کہ اردو ہمارے دیس کی بڑی خوبصورت
ی پیاری زبان ہے اور اس کی ترقی ہم سب کا فرض ہے۔ اس
کے بعد میں کافی دیر تک ان کے ساتھ رہا اور انہوں نے یہ
ظاہر ہونے دیا کہ وہ ہندوستان ہی نہیں دنیا کی عظیم ترین
ہستیوں میں سے ایک ہیں۔ مجھے بار بار سمجھاتیں کہ " اگر ہمت
جیت ہے اگر ہمت نہیں ہے تو جیت بھی ہار ہے۔" آج
مجھے شریمتی اندرا گاندھی کا ساتھ یاد آتا ہے یا یوں کہوں تو
بجا ہوگا کہ میری زندگی کا وہ درخشاں وقفہ نظر آتا ہے تو میرا سر
آپ ہی آپ عقیدت سے جھک جاتا ہے۔ غرض کہ الیکشن ہوا، اور
میں کامیاب نہ ہو پایا۔ اس وقت مجھے ان کے کہے ہوئے الفاظ یاد
آئے کہ " اگر ہمت ہے تو جیت ہے اور اگر ہمت نہیں ہے تو
جیت بھی ہار ہے۔" مجھے الیکشن ہارنے کا کوئی غم نہیں تھا اگر غم تھا
تو یہ کہ شریمتی اندرا گاندھی کی آمد کے باوجود میری ہار ہوئی جو یہ
ظاہر کرتی ہے کہ مجھ میں ہمت کی کمی ہے۔ اگر دوسروں کے لئے نہیں
تو میں اپنے بارے میں ضرور کہوں گا کہ شریمتی گاندھی نے یہ بات
صرف میرے لئے کہی تھی۔ اس وقت سے میں بے خوف اور نڈر
پبلک ورکر میں اپنے آپ کو تبدیل کرتا چلا گیا۔

دوسری مرتبہ ۱۹۸۰ء میں الیکشن کی تیاریاں شروع ہوئیں۔ اس
وقت مجھ میں ہمت پیدا ہو گئی تھی اور مجھے اپنے آپ پر اعتماد تھا۔
میری الیکشن میٹنگ ہینس روڈ پر تھی اور یہی وہ میٹنگ تھی جس میں شریمتی
اندرا گاندھی شرکت کرنے والی تھیں۔ اس میٹنگ میں شریمتی گاندھی نے
اپنی تقریر میں ان قربانیوں کا تذکرہ کیا جو ملک کے نڈر اور جیالے سرفروشوں

توی ا بی

نے دی تھیں۔ یہاں پھر انہوں نے ہمیں ہمت سے کام لینے کا درس دیا تھا۔ شریمتی اندرا گاندھی کا انداز تخاطب ایسا پُراثر تھا کہ انہوں نے الیکشن کی بساط ہی پلٹ دی۔ میٹنگ کے بعد پھر دوسری مرتبہ میں ان کے ساتھ چند گھنٹے رہا اور ان چند گھنٹوں کو میں اپنی تمام تر قوت کو مجتمع کرکے بھی مقید نہ کر سکا۔ یہ چند گھنٹے بھی میری زندگی میں دوسری مرتبہ آئے تھے جب کہ میں اپنی خوش قسمتی سے شریمتی گاندھی کے ساتھ ہونے کا شرف حاصل کر رہا تھا ۔ الیکشن ہوا اور میں کامیاب ہوا۔ اگر میں یہ کہوں کہ اس جیت میں میری کوششوں کو بھی دخل ہے تو یہ ایک غلط بات ہوگی اور شریمتی اندرا گاندھی کے ساتھ زیادتی بھی۔ دراصل یہ انہیں کی طاقت تھی، انہیں کی قوت اور ہمت تھی کہ مجھ جیسا شخص بھی الیکشن میں جیت گیا تھا۔ یہ سب اسی شخصیت کی وجہ سے ہوا تھا جس نے ہمیں ہر وقت ہمت سے کام لینے کا درس دیا تھا۔

آج شریمتی اندرا گاندھی اس جہاں سے اٹھ گئی ہیں — مگر تاریخ ہند میں اپنا ایک ایسا مقام بنا گئی ہیں جو شاید ہی کسی اور ہندوستانی کو نصیب ہو۔ انہوں نے اپنا یہ مقام اپنی ذاتی صلاحیت سے حاصل کیا تھا۔ ان کے دل میں دیس کی محبت تھی۔ دیس واسیوں کے لئے ہمدردی تھی۔ وہ چاہتی تھیں کہ [illegible] کے دکھ درد خود سمیٹ لیں اور ہر ممکن کوشش کرکے غریبوں کے جھونپڑوں کو منور کر دیں۔ اپنی اس کوشش میں وہ [illegible] کامیاب بھی ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جب بھی ہندوستان کے کسی دور افتادہ چھوٹے سے گاؤں میں بھی جاتیں ایک جم غفیر ان کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتا۔ چاہے اس ایک جھلک دیکھنے کے لئے انہیں کتنے ہی گھنٹوں کا انتظار کیوں نہ کرنا پڑے۔ اس موقع پر ان کا دیا ہوا ہر سبق اور سبق کا ہر لفظ یاد آتا ہے۔ ان کی پُر خلوص باتیں تاریخ ہند کا ایک روشن پہلو بن کر ہمیشہ چمکتی رہیں گی۔ شریمتی اندرا گاندھی کی شخصیت ایک تاریخ ساز شخصیت تھی۔ انہوں نے دنیا پر ظاہر کر دیا کہ ہندوستان کی ایک خاتون بھی بلندی کے اس مقام تک پہنچ سکتی ہے جہاں کسی اور کا پہنچنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

دورۂ مہاراشٹر کے دوران آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی اور آنجہانی شری وسنت راؤ نائیک (وزیر اعلیٰ مہاراشٹر) کی ایک یادگار تصویر

تعزیرات

آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی نے ۱۴ ؍ جنوری سنہ ۱۹۸۰ء کو دوبارہ وزیر اعظم کی حیثیت سے حلفِ وفاداری اٹھایا۔ اس موقع پر رنگ آباد کے ایک اسکول کا طالبِ علم منوج کمار بھی آپ کے ساتھ دیکھا جا سکتا ہے جس نے آپ کو سب سے پہلی "مبارک باد" پیش کی تھی۔

آنجہانی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی ۱۴ ؍ نومبر سنہ ۱۹۸۲ء کے روز آنجہانی شری جواہر لال نہرو کی ۹۳ ویں سالگرہ کے موقع پر ایک معذور بچی کی مدد کر رہی ہیں تاکہ وہ شانتی ون، نئی دہلی میں پودا لگائے۔

۱۴ ؍ نومبر کو یومِ اطفال منایا جاتا ہے۔

سریش دیسائی

اندرا گاندھی جمہوریت کی علمبردار

شریمتی اندرا گاندھی کا وحشیانہ قتل زبردست تاریخی اہمیت کا حامل ہے اسلئے کہ ہندوستان میں مرکزی حکومت کے کسی سربراہ کو، ٹھیک تاریخ نویسی کے وجود میں آنے کے وقت سے لے کر آج تک کبھی اس طرح قتل نہیں کیا گیا سوائے برہندرناتھ موریا کے جسے اس کے فوجی کمانڈر پشیا مترا شونگا نے قتل کیا تھا۔ پشیا مترا کے خونی حملے کے پس پشت بھی سخت قسم کا مذہبی نزاع کارفرما تھا جو بدھ مذہب۔ جسے موریا کی سرپرستی حاصل تھی اور ویدشاستروں کو دوبارہ رواج دینے کا شاخسانہ تھا۔ ویسے بعض چھوٹے فرمانروا جیسے جلال الدین اور نارائن راؤ پیشوا بھی قاتلوں کے خنجروں سے مقتول ہوئے تھے ــــ لیکن ان فرمانرواؤں کو مرکزی حیثیت حاصل نہیں تھی۔ لامحالہ کہنا پڑیگا کہ اندرا کا قتل متحدہ ہندوستان کی روشن تاریخ میں ایک ایسے باب کا اضافہ کرتا ہے جس کے اوراق خون کے چھینٹوں سے لالہ زار ہونگے اور جس کے پڑھنے والے قاتل پر ہمیشہ لعنت بھیجتے رہینگے۔

ہماری اس نسل کے دانشوروں کو اس حادثۂ فاجعہ نے دلی رنج وملال پہنچایا ہے کیونکہ جواہرلال نہرو کی صحیح جانشین اندرا گاندھی کو ان کے والد نے تاریخ عالم کے جن واقعات سے خطوں کے ذریعے آگاہی دی تھی ان کو کتابی شکل میں پڑھ کر دانشوروں نے بھی ان کے انہیں قدموں کے نشانات کو اپنے لئے رہنمائی کی علامت تصور کیا تھا۔ یہ بات سابق نسل پر بھی صادق آتی ہے۔ غالباً وہ لوگ اس لحاظ سے زیادہ خوش قسمت تھے کہ انہیں یقیناً ان حیرت انگیز واقعات کو پڑھنے کے مواقع ٹھیک جنگِ آزادی کے پرجوش معرکوں کے درمیان حاصل ہوئے تھے یہ ناممکنات میں سے ہے کہ وہ لڑکی جسے چھوٹے پن میں اس کے والد نے یوں تحریروں کے ذریعے روشنی دکھائی تھی بڑی ہوکر اس کے گہرے اثرات سے بے نیاز رہی ہو۔

اگرچہ جواہرلال نہرو اور شریمتی اندرا گاندھی کے زمانوں کے درمیان لال بہادر شاستری کا ایک مختصر سا زمانہ حائل رہا ہے پھر بھی میرے خیال میں یہ کہنا درست ہوگا کہ اندرا گاندھی کو رہنمائی کی اعلیٰ قابلیت جواہرلال نہرو سے وراثت میں ملی تھی اس کے باوجود باپ اور بیٹی میں وہی فرق تھا جو ایک بلند پایہ استاد اور شاگرد رشید میں ہوا کرتا ہے۔ جواہرلال نہرو جیسے اوصاف رکھنے والے صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں لیکن اندرا گاندھی جن اوصاف کی مالک تھی انہیں دیکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جواہرلال نہرو کے ایک "چھوٹے نقش" کے مل جانے کی اتنی جلد امید نہیں تھی۔ اندرا گاندھی اس بات کی تمنائی تھی کہ کوئی

تھی ۔ ہندوستان کو اس کا ہمرکاب ہونا تھا جواہرلال نہرو اس بات کو سننے کے بھی روادار نہ تھے کہ ہندوستان پچھڑا ہوا ملک ہے وہ ہر قیمت پر ہندوستان کو دوسرے ملکوں کی برابری میں کندھے سے کندھا ملا کر چلنے کے قابل بنانا چاہتے تھے ۔ اس سے کمتر درجہ ان کے لئے قابل قبول نہیں تھا ۔ انتھک کوششوں کے ذریعے، وعدوں کو نبھاتے ہوئے، نشیب و فراز سے گزرتے ہوئے، حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے، ہمنواؤں کے دلوں میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے انہوں نے تقریباً اس مقام تک پیش قدمی کر لی جو دنیا کی برادری میں عزت کی پہلی منزل تھی ۔

اندرا گاندھی، واضح طور پر، جواہرلال نہرو کے خدوخال نہیں رکھتی تھیں ۔ اس لئے ان کی برابری کا دعویٰ کرنا خود اندرا گاندھی کو راس نہ آتا ۔ بحیثیت ایک عورت ہونے کے اندرا گاندھی نے شروع ہی میں سمجھ لیا تھا کہ جو مراحل درپیش ہیں اور جو کام انجام دینے ہیں ان کے لئے نہایت بلند پایہ سیاست دانی اور گہرا تاریخی مطالعہ ضروری ہے اور ان کی روشنی سے کام لے کر ایک خوابیدہ قوم کو بیدار کرنا، ان میں جاگنے والوں کی خوبو پیدا کرنا، انہیں حرکت میں لانا اور سرگرم عمل بنانا اور ان کے دلوں میں بلندی حاصل کرنے کا جذبہ بھر دینا جس ہوشمندی، عقل و دانش، ثابت قدمی اور بالغ نظری کا متقاضی ہے وہ اپنی جگہ ایسی ٹھوس چیز ہے جس کے بغیر کوئی خواب حقیقت کا روپ اختیار نہیں کر سکتا ۔

اندرا گاندھی کی شخصیت میں یہ خوبیاں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں اور انہوں نے اپنی ان خوبیوں کو ملک اور عوام کی خدمت کے لئے استعمال کیا ۔

اندرا گاندھی کے سیاسی شعور اور بھارت کے نظام حکومت کو ان کی دین سے متعلق ہر شخص کے اپنے اپنے خیالات ہو سکتے ہیں تاہم اس ضمن میں یہ متفقہ رائے ہے کہ اندرا گاندھی کا ایک منفرد طرز عمل تھا ۔ ان کا کام کرنے کا اپنا ایک مخصوص طریقہ تھا جو غیر روایتی تھا اور انہوں نے ملک کی تاریخ اور عوام کے ذہن پر انمٹ نقش چھوڑے ہیں ۔

ایسا لیڈر سامنے آئے جو اس نئے تہذیبی ڈھانچے کو قائم رکھ سکے جسے جواہرلال نہرو نے تعمیر کیا تھا ۔ وہ تہذیب جو مغرب کی جولانی کے ساتھ ساتھ مشرق کی تمام روحانی خوبیوں کی چاشنی رکھتی ہو، اور جس کے سامنے ٹیکنالوجی اور ایٹمی قوت ذرۂ بے مقدار نظر آئے غور کرنے والے دل و دماغ سمجھ سکتے ہیں کہ اندرا گاندھی نے کافی حد تک ہماری ان امیدوں کی راہیں ہموار کیں ۔

بھرپور اعتماد

جواہرلال نہرو کے اس اعتماد کی داد دینی چاہئے کہ انہوں نے اس ہندوستان میں، جو چھوٹے چھوٹے راجوں مہاراجوں کی راجدھانی تھا اور جہاں قدم قدم پر مختلف وارداتوں سے اچھے اور برے شگون لئے جاتے تھے، جمہوریت کا پودا لگایا اور اس کی عمدگی کے ساتھ آبیاری کی ۔ نہرو جی نے نہ وقت کے سازگار ہونے کا انتظار کیا اور نہ سماجی اور معاشی حالات کے سدھرنے کا ۔ دنیا بڑی تیزی کے ساتھ رواں دواں

آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی مارشل ٹیٹو اور صدر ناصر کے ساتھ۔

غیر معمولی تضادات

ہمارے ملک میں وزیر اعظم پر انتظامیہ کی سربراہی کے ساتھ ایک اور اہم ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور وہ ہے ہمارے ملک و قوم کے وجود کے ساتھ وابستہ غیر معمولی تضادات کی موجودگی میں آپسی رابطہ اور ہم آہنگی کا قیام ہمارا ملک ۰۰۷ ملین نفوس کی آبادی پر مشتمل ہے یہ غیر ملکی معاشی استحصال کا شکار رہ چکا ہے اس کی کثیر آبادی افلاس کی سطح سے نیچے زندگی گذار رہی ہے۔ اس کی معاشی ترقی، عوام کی بہبود اور انہیں افلاس کی سطح سے اوپر اٹھانے کیلئے صنعتوں کی ترقی ضروری ہے۔ لیکن تیز رفتار صنعتی ترقی افراطِ زر کا باعث بنتی ہے اور افراط زر کی صورتحال میں ملک کی محدود آمدنی مناسب اور بہترین استعمال جو بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ صورتحال مختلف متضاد حالتوں کو جنم دیتی ہے۔ ترقی کی رفتار کو برقرار رکھتے ہوئے ایسی صورتحال سے نمٹنا ایک مشکل امر ہے۔ اندرا گاندھی ایسی صورتحال سے نمٹنے میں کامیاب رہیں۔

ہمارے ملک میں صنعتی دور کا آغاز چونکہ جمہوریت سے پہلے نہیں ہوا اس لئے ہمارے یہاں جمہوری اداروں کو خاطر خواہ تقویت نہیں ملی۔ یہ سمجھنا غلط ہے کہ عہد وسطیٰ کے نظام کی وجہ سے جمہوریت کا رواج ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ جمہوریت تاریخی ارتقاد کی ایک منزل ہے اس کا رواج اس وقت ہوتا ہے جب جاگیر دارانہ نظام کے ادارے کھوکھلے ہو کر ختم ہونے لگتے ہیں پنڈت نہرو کا یہ کارنامہ تھا کہ انہوں نے ملک میں جمہوریت کے قدم مضبوطی سے جمائے اور عہد وسطیٰ کی ذہنیت اور جاگیردارانہ نظام کو پس پشت ڈالدیا۔ لیکن ان کی رحلت کے فوراً بعد ان طاقتوں نے ہماری جمہوریت پر جوابی حملہ کیا۔ ان حالات میں جمہوریت کی برقراری اور اس کو مضبوط کرنے میں اندرا گاندھی نے جو کامیابی حاصل کی وہ ایک شاندار کامیابی ہے۔

جمہوریت کی علم بردار

اس تاریخی مناظر میں اندرا گاندھی کی کامیابی کو دیکھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ ان پر نظام حکومت کے اخلاقی نظام کو درہم برہم کرنے اور بے ضابطگی کو رواج دینے کے الزامات عائد کرنا بے وقوفی ہے مجھے یقین ہے کہ تاریخ کے اوراق میں اندرا گاندھی کو جمہوریت کے علم بردار کے طور پر یاد کیا جائے گا بالکل اسی طرح جیسے ان کے والد پنڈت نہرو کو آج یاد کیا جاتا ہے۔

میں اس سلسلہ میں بعض واقعات کا حوالہ دینا نہیں چاہتا ہوں مگر اکثر ایسا ہوا ہے کہ اندرا جی کے مخالفین نے کئی معاملات کو اٹھا کر یہ ثابت کرنے کی کوششیں کیں کہ وہ جمہوریت نواز نہیں ہیں۔ یہ بات اتنی ہی بے بنیاد ہیں جتنی کہ اگر ہم کہیں کہ آگرہ سے شیواجی کا بھاگنا بزدلی تھی

کیوبا کے صدر فیڈرل کیسٹرو، آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی کو ساتویں ناوابستہ ممالک کی نئی دہلی میں ۱۹۸۳ء میں منعقدہ کانفرنس میں عہدہ کا چارج دیتے ہوئے۔

یا نوابوں اور راجاؤں کی سلطنتوں کا اقدام سردار پٹیل کا جابرانہ عمل تھا۔ اس طرح کی سیاسی مصلحتیں برسراقتدار سیاستداں استعمال کرتا ہے تاکہ قومی مقاصد کو حاصل کیا جا سکے اس لئے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اندرا جی کی سیاسی مصلحتیں بھی اسی طرح کی مثال ہیں اور وہ ایک جمہوریت نواز وزیراعظم تھیں

طبع زاد

نہرو کو یہ اندازہ تھا کہ جابرانہ طاقتیں سوشلزم اور جمہوریت کا استحصال کرنا چاہتی ہیں اسی وجہ سے انہوں نے اپنی خارجہ پالیسی کو بیحد طبع زاد بنائے رکھا۔ آج سیاسی طور پر پوری دنیا دو حصوں میں بٹی ہوئی ہے دو بڑی طاقتوں کے درمیان اور ہر طاقت اسلحہ کی پیداوار میں ایک دوسرے سے رسہ کشی رہتی ہے جس کی وجہ سے خود مختار اور آزاد ممالک کو آزادی کا خطرہ لاحق ہوتا رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہرو نے ایک اور طاقت جسے تیسری طاقت کہنا صحیح ہوگا

یعنی ناوابستہ ممالک کو یکجا کرنے کا بیڑا اٹھایا اور اس کے ساتھ یہی غیروابستہ ممالک کی تحریک شروع ہوئی اور ناوابستگی ہندوستان کی خارجہ پالیسی کا ایک بڑا حصہ بن گئی اندرا جی نے اسی راہ کو اپنایا اور نہایت خوش اسلوبی سے اس کو آگے بڑھایا۔

پنڈت نہرو اور ان کے بعد اندرا گاندھی کی اس حکمت عملی کی وجہ سے ملک دشمن طاقتوں کو زبردست دھکا پہنچا اور انہوں نے اپنی ناپاک سرگرمیوں کی رفتار تیز کر دی۔ اندرا نے بارہا ملک کو ان کے ناپاک ارادہ سے خبردار کیا ملک کے ساتھ ساتھ خود شریمتی اندرا گاندھی کی زندگی

کو بھی خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔ میرے نزدیک یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس ملک کے تعلیم یافتہ طبقے نے بھی اس سلسلے میں شریمتی گاندھی کے الفاظ کو اہمیت نہیں دی۔ اور آخر کار انجام یہ ہوا کہ وہ ناپاک طاقتیں اپنے ناپاک منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب ہو گئیں۔ بھارت کی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی کو دن دہاڑے بین الاقوامی غنڈوں کے زر خرید پٹھوؤں نے قتل کر دیا۔ یہ قتل بھارت کی تاریخ کے اوراق پر ایک بدنما داغ ہے اس داغ کو مٹانے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے ان مقاصد کا خاتمہ کیا جائے جن کی خاطر شریمتی اندرا گاندھی کا قتل کیا گیا۔

اندرا اپنے والد پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح ہمارے دستور میں درج اصولوں کا جیتا جاگتا نمونہ تھیں دونوں کی شخصیت کی تعمیر میں مشرق اور مغرب کی ذہنی تربیت نے یکساں طور پر اہم رول ادا کیا ہے۔ دراصل یہ شخصیتیں مشرق اور مغرب کا حسین امتزاج تھیں۔ انہوں نے اندھی عقیدت اور اوہام پرستی کی جگہ غور و فکر اور سائنٹیفک ذہنی رویہ کو ملک میں عام کیا اور یہ نہرو خاندان کی اس ملک کو بہت بڑی دین ہے۔

عموماً اندرا کا ملکہ ایلزبتھ اول اور ملکہ وکٹوریہ اول سے موازنہ کیا جاتا ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کے موازنے اچھے نہیں ہوتے لیکن اگر ہم ان تین شخصیتوں کا موازنہ کرتے ہیں تو میں کہوں گا کہ اندرا جی کو فوقیت حاصل ہوگی کیونکہ ان کی سرگرمیاں عالمی پیمانے کی تھیں۔ واقعتہً اندرا جی کے مقابل کوئی ایسی تاریخی خاتون کی مثال نہیں ملی جس نے اس قدر طویل مدت تک حسن و خوبی کے ساتھ امور ریاست انجام دیئے ہوں برطانیہ کے ایک رسالہ نے ایک مرتبہ انہیں ہندوستان کی ملکہ کہا تھا۔ حالانکہ اس رسالہ نے ایسا طنزاً کہا تھا لیکن وہ طنز نہ رہ کر حقیقت حال کا مظہر بن گیا۔ کیونکہ یہ ایک واقعہ ہے کہ ہندوستان کے عوام کو اندرا گاندھی سے اسقدر عقیدت اور محبت تھی کہ پارلیمانی انتخاب میں انہیں دو تہائی اکثریت حاصل ہو گئی وہ بلاشبہ کروڑوں ہندوستانیوں کی ملکہ ہی تھیں

اندرا گاندھی کی موت سے پورا ملک سوگوار ہے۔ جو کچھ بھی ہوا ہے وہ اس ملک کی عظیم ثقافتی روایت کے منافی ہے جن انسان دشمن طاقتوں نے شریمتی اندرا گاندھی کا خون کیا ہے یقیناً تاریخ انہیں ایسا سبق سکھائے گی جسے وہ کبھی بھول نہیں سکیں گے۔

۳۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو آنجہانی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے ایئر ڈیفنس گائیڈڈ میزائل اسکول سینٹر گوپال پور، اڑیسہ کا افتتاح کیا۔ اس تقریب میں آپ کی یہ آخری سرکاری شرکت تھی۔

بہاری سے طرح

ت

تومٹی میں ملتا ہے یہیں مرنے کے بعد
دکیا روئیں جو مرتا ہی نہیں مرنے کے بعد
پر قربان ہوکر ہو گئی اندرا امر
گئی کچھ اور لوگوں کی جبیں مرنے کے بعد

آدمی کی قدر ہوتی ہے اسے کھونے کے بعد
صاف ہوتی ہے چتریا داغ کو دھونے کے بعد
فرض سے دامن بچا جاتا ہے توہینِ بشر
سرخرو ہوتا ہے انساں حق ادا ہونے کے بعد

دی اور ہنستے ہنستے جان دے دی ملک پر
بھی تڑپی تو ہو گی تجھکو تڑپانے کے بعد
ساتھا تیس اکتوبر کو آخر سپیح ہوا
کا ہر قطرہ ترا کام آگیا جانے کے بعد

رہتی دنیا تک رہے گا نام تیرا اندرا !!!!
اور کیا ہو گا فسانہ تیرے افسانہ کے بعد
اے شہیدِ امن اے مینارۂ ہندوستاں
تو تواب بھی ساتھ ہے اپنے چلے جانے کے بعد

اندرا گاندھی

تیرا آنچل ہے کہ اڑتا ہوا پرچم کوئی
تیرے ماتھے پہ ہے اگتے ہوئے سورج کا گماں
تونے دور کے آکاش کی نرماتا ہے
تیرے لہجے میں ہیں تعمیر کے جذبات جواں

تری آواز جگاتی ہے عمل کے نغمے
میرے سوئے ہوئے قدموں کو صدا دیتی ہے
اک نئے دور کی تصویر دکھاتی ہے مجھے
اک ابھرتی ہوئی منزل کا پتہ دیتی ہے

کل جو نہرو کے تبسم سے ضیا پاشی رہی
آج اس خاک کا تابندہ مقدر تو ہے
جس کی جانب ہیں ہر اک ملک کی آنکھیں نگراں
ساری دنیا میں اگر ہے تو وہ رہبر تو ہے

صابودت

(ستمبر ...)

اندرا گاندھی

یہ بھی اِک مرحلۂ تیغِ سِتم ہے یارو۔ دُور تک سِلسلۂ حزن و الم ہے یارو
چشمِ احساس و وفا خون سے نم ہے یارو، تم کو معلوم تو ہے کس کا یہ غم ہے یارو

الاماں سینکڑوں بار ایسے سِتم گاروں سے
دن کا آغاز کیا خون کے فواروں سے

خون بھی کِس کا جسے ہند کی تقدیر کہیں، سر سے پا تک جسے اِک جذبۂ تعمیر کہیں
عشق کی جوت کہیں پیار کی تنویر کہیں، وقت کے ساتھ نکھرتی ہوئی تصویر کہیں

اپنی تدبیروں سے تقدیر بنانے والی
پرچمِ ہند کو اونچا وہ اڑانے والی

جس کی تعبیریں کشمیر بہاروں کی طرح، جسم کا رنگ تھا تابندہ چناروں کی طرح
اس کا حسن تھا سنگم کے نظاروں کی طرح وسعتِ دل تھی سمندر کے کناروں کی طرح

گلستاں میں وہ رہی پھول کی خوشبو کی طرح
روشنی بانٹتی تھی گاندھی و نہرو کی طرح

خواب آنکھوں میں ابھی تھے نئے ارمانوں کے، دن بدلنا تھے ابھی کتنے ہی ویرانوں کے
موڑنا تھے ابھی رخ کتنے ہی طوفانوں کے آزمانا تھے ابھی حوصلے دیوانوں کے

وقت کے تیر پہ کچھ دیر بھی قابو نہ رہا
سُننے والے رہے آواز کا جادو نہ رہا

سچ ہے یہ صاحبِ اعجاز ہوئی ہے رخصت اپنی اک ہمدم و دمساز ہوئی ہے رخصت
اصل میں وقت کی ہمراز ہوئی ہے رخصت گاندھی و نہرو کی آواز ہوئی ہے رخصت

اس کا چھوڑا ہوا ہر کام۔ رہے گا باقی
"اندرا گاندھی" کا اب نام رہے گا باقی

فصیح اکمل
۱۰۱۔ ہاتھی محل، کولیواڑہ۔ ودسی
تھانہ (مہاراشٹر)

ڈاکٹر کے۔ بھکت وتسل راؤ
۲-۲-۱۱۴۴/۱/ب ۔ نیو نلہ کنٹہ
حیدر آباد ۴۴ (اے۔پی)

شریمتی اندرا گاندھی اور سائنس

ہندوستان میں سائنسی انقلاب بھی تیزی سے ملک کی صورت بدل دے رہا ہے۔ اس کی وجہ سے خوداعتمادی، خودمختاری، جستجو میں اضافہ ہوپاتا ہے۔ نئے ذرائع اور وسائل پر قابو پانے سے عظیم معاشرہ منظرِعام پر آتا ہے۔ نہرو کے خواب کی تعبیر گذشتہ تیس برسوں میں متاثرکن طور پر سامنے آتی گئی ہے۔ آج کوئلہ، فولاد، تیل، پٹرول پر بھی جستجو کے دست تیزی سے پڑتے جارہے ہیں۔ ایٹم، خلاء، نیوکلیئر انرجی، مواصلاتی سیارہ، کے احاطوں میں ہندوستان پیش رفت ہے۔ نیشنل لیباریٹریز میں کئی سمتوں میں پیش رفت اور ایجادواختراع کی کارروائیاں بڑھی ہیں۔ تجارتی فروغ اور استعمال کے لئے متعدد نظام اور آلات تیار کئے گئے ہیں۔

آنجہانی محترمہ اندرا گاندھی وزیراعظم ہند نے ۲۹-۸-۱۹۷۸ء کے شانتی سروپ بھٹناگر ایوارڈ تقسیم کئے۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعظم نے کہاکہ اس ایوارڈ کو معزز مقام حاصل ہے۔ انہوں نے ساری زندگی ملک کی ترقی میں صرف کردی ۔۔۔ ایس۔ایل۔وی ۳، روہنی کے داغے جانے پر سائنس دانوں کے کارکردگی کو بھی دادِ وتحسین پیش کی۔ آپ نے تصدیق کی کہ ہندوستان میں سائنس اور تکنیک، امن عالم، جہاں گیر دوستی اور انسانیت افروز قومی ترقی کے لئے ہی وقف ہے۔ پوکھرن اور سری ہری کوٹہ اس کی مثالیں ہیں۔ اناج جوہری توانائی، نیوکلیئر قوت اور کاشتکاری و آبیاری کے میدانوں میں ہندوستان خودکفیل ہوتا جارہا ہے اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ہمیں باہر کے ملکوں سے خوراک اور غذا منگانی نہ پڑے۔ آپ نے نتیجہ خیز سائنسی کلچر اور اشتراک عملی پر زور دیا۔ انہوں نے پورا تعاون اور امداد پیش کرنے کا بھی وعدہ کیا۔

شریمتی اندرا گاندھی سائنس اور سائنس دانوں کی بہبودی اور قدرافزائی کے اقدامات میں نمایاں دلچسپی لیتی تھیں۔ متعدد سائنسی اجتماعات اور تکنیکی وصنعتی ترقی کے سیمنار اور جلسوں میں بہ نفس نفیس شریک ہوتی تھیں۔ سائنسی پالیسی پر روشن خیال تھیں۔ نوبل انعام یافتہ پاکستانی سائنس داں پروفیسر عبدالسلام سے بھی انہوں نے تبادلۂ خیال کیا تھا۔ کرشی وگیان میلہ پوسا روڈ، نئی دہلی میں گوبر گیس چولہے پر پکائی گئی پوری بھی کھائیں۔

شریمتی اندرا گاندھی نے پندرھویں توالدی خلقی جنیاتی بین الاقوامی کانگریس کا افتتاح کرتے ہوئے کہاکہ بہتر انسان بنانے میں وہ عالم انسانیت کی اور اپنے ملک کی خدمت کریں ۔۔۔ انہوں نے مطالبہ کیاکہ تشدد اور عدم اعتمادی کو دبایا جائے۔ سائنس کا مقصد شانتی اور صلح جوئی کے لئے استعمال ہونا چاہیئے۔ اس کا مقصد

آنجہانی وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نئی دہلی کے ارتھ اسٹیشن میں۔

تباہی و بربادی نہ ہونا چاہیئے۔ اس جوہری توانائی اور نیوکلیائی اسلحہ سازی کے زمانے میں ان لوگوں کو آلہ کار نہیں بننا چاہیئے جن کے مقصد اس کے برعکس ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سورج کی روشنی، دھوپ توانائی، آکسیجن اور نائٹروجن کو جسمانی حفاظت کی ضروریات کے لئے استعمال کرنے کا سب کو مساوی حق ہے۔

الیکٹرونکس کی ترقی کے سلسلے میں پارلیمنٹ کے ایوانِ عام میں شریمتی گاندھی نے کہا کہ پہاڑی علاقوں میں کشمیر، ہماچل وغیرہ کے علاقوں میں اس پیچیدہ الیکٹرونکس صنعت کو فروغ دیا جائے گا۔ انٹارکٹکا پر تیسری مہم کے وفد کے پہنچنے پر پیغام تہنیت و مبارکباد بھیجا تھا۔ کامیابی پر خوشنودی کا اظہار کیا تھا۔ تجربات و تحقیق میں جٹ جانے کی خواہش کی تھی۔ سائنس کانگریس کے ۷۱ ویں اجلاس میں آپ نے فرمایا تھا کہ سائنس دانوں کو اپنے اقدامات و عمل سے امنِ عالم کی حفاظت کرنا ہے کیونکہ نسل آدم کے تحفظ کا سوال گنایا جارہا ہے۔ نیوکلیائی اسلحہ سے زمین کو ناقابل قیام بنائے جانے کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ انسانی ذہنوں کو اس نیوکلیائی خطرے سے بچانے کے لئے آمادہ کرنا ہوگا۔ ہمیں اختیار ہے کہ ہم اپنے سامنے کھلی ہوئی، خوشی، فراست اور علم کی راہوں پر گامزن ہوں یا پھر موت کا انتخاب کریں۔ آپ نے غذا، صحت عامہ، تعلیم، کاشتکاری، ادویات، آب پاشی، کوئلہ، پیٹرولیم، توانائی و قوت، رسل و رسائل، مواصلات، انجینئرنگ، دفاع اور روزگار کے شعبوں میں پیش رفت اور تیز گامی پر زور دیا۔ آپ نے سائنسدانوں کو ملکی و قومی منصوبہ بندی میں بھی دلچسپی لینے کی ترغیب دی۔ آپ نے اعلان کیا تھا کہ سائنس دانوں کی مایوسیوں اور دقتوں کو دور کیا جائے گا۔ آپ نے ایٹمی بجلی گھر کو خود انحصاری کا ایک سنگ میل قرار دیا۔

شریمتی گاندھی نے نیشنل سائنس اکیڈمی کی گولڈن جوبلی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ سائنس دانوں کو عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لئے آمادہ ہونا ہے اور قومی مسائل کو حل کرنے میں مدد دینا ہے۔ جب تک سائنس داں قوم کی فوری ضروریات کو مدِ نظر نہیں رکھیں گے۔ اس وقت تک سائنس کے فروغ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ دفاعی سائنس دانوں سے کہا کہ وہ بھارت کو دفاعی ٹکنالوجی میں ان بلندیوں تک پہنچائیں جہاں وہ بیرونی دباؤ اور دباغت سے قطعاً آزاد ہو سکے۔ ۱۹۶۲ء ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جارحیت سے سبق لے کر آئندہ کی حفاظت پر مستعد رہنے کے لئے کہا تھا۔

سویوزٹی ۱۱ ہند و سوویت خلائی جہاز میں پہلے ہندوستانی خلائی سفر کے خلاباز راکیش شرما معہ دو روسی خلاباز شامل تھے۔ ۳؍اپریل ۱۹۸۴ء شام ۶ بجکر ۲۸ منٹ پر اسے داغ دیا گیا۔ شریمتی اندرا گاندھی نے اسے سنسنی خیز اور لائقِ فخر واقعہ قرار دیا تھا۔ آپ نے کہا تھا کہ خلار کو پُرامن رہنا چاہیئے اور اس سے کسی قوم کو خوف و خطرہ لاحق نہیں ہونا چاہیئے۔

آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی کا [illegible] میں [illegible]
کر دیا نا ہوائی اڈے پر خیر مقدم کیا گیا۔

شریمتی گاندھی نے گھریلو گیس بنائے جانے اور شہری ماحولیاتی آلودگی کو پاک کرنے پر زور دیا۔ آپ نے بتایا تھا کہ ہندوستان ۱۹۸[illegible]ء تک ’اے ایس ایل وی‘ کے ذریعے (۱۵۰) کلوگرام [و]زن والے مصنوعی سیاروں کو اور ۱۹۸۸ء تک پی ایس ایل وی کے [ذ]ریعے ایک ہزار کلوگرام وزن والے سیاروں کو خلا میں نصب و معلق [ک]ر سکے گا۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ شریمتی گاندھی ہم سے چھن گئیں۔ ان پر [ب]زدلانہ حملہ ہوا۔ بے رحمانہ قتل ہوا۔ ایک سانحۂ عظیم ہے ہماری قوم کے لئے۔ ہمارے ملک کے لئے یہ خلا پُر کرنا محال ہے۔ وہ دنیا [کی] عظیم ترین شخصیت تھیں۔ ہندوستان کی عظیم ترین رہنما تھیں۔ وہ [س]ائنسی موضوعات پر بہت بیدار، مستعد، جدید ترین موافق امدادی [ذ]ہن رکھتی تھیں۔ سائنس کی رفتار ترقی اور سماج میں اہمیت کا ان میں بھرپور احساس تھا۔

آزادی کے بعد ہندوستان کی ترقی و عظمت کے لئے شریمتی گاندھی کی لگن، خدمات، فکر، ذہن، سوچ نے جو نقش بنایا جو راستہ بنایا، جو رنگ بھرا وہ ہمارا اثاثہ ہے۔ برصغیر اور ایشیا کی روح تھیں۔ عوام کی قائد تھیں۔ ہم تمام کو ان کی خدمات کا جائزہ لینا ہے۔ قومی استحکام کے لئے کام کرنا ہے۔ ہاتھ بٹانا ہے۔ قومی اتحاد کے لئے وقف ہو جانا ہے۔ سائنسی مزاج کی افزائش کرنا ہے، یہی ان کی نسبت بھرپور عقیدت ہے۔ ●

آوازِ پائندہ

ایک آواز خاموش ہوگئی ! یہ وہ آواز تھی جو ہندوستان کے شہروں ، دیہاتوں، کھیتوں ، کھلیانوں، پہاڑوں اور ندیوں میں گونجا کرتی تھی۔ یہ وہ آواز تھی جس سے ہر ہندوستانی کے کان مانوس تھے۔ یہ وہ آواز تھی جسے جب بھی کوئی سنتا احترام سے کھڑا ہوجاتا۔ اس آواز میں ایسا کون سا جادو تھا جو ہر قلب کو مسحور کر دیا کرتا تھا۔ اس آواز میں وہ کون سی قوت تھی جو سنگ دلوں کو دہلا دیتی تھی ـــ اس آواز میں وہ کون سی مٹھاس تھی جو ہر دل کو موہ لیتی تھی۔ یہ آواز جو اب خاموش ہوگئی ہے ہندوستان کی اس عظیم ہستی کی آواز تھی جس کے جسم میں ایک دردمند دل تھا جسے دوسروں کے دکھ سے صدمہ پہنچتا تھا، جو خلوت یا جلوت میں ان دکھوں کا درماں تلاش کرتی تھی۔

آج وہ آواز خاموش ہوگئی ہے مگر اس کی گونج آج اور کل ہی نہیں بلکہ آئندہ صدیوں میں بھی ہر انسان کو احساس دلایا کرے گی آپسی میل جول کا، بھائی چارگی کا، دکھوں کو آپس میں بانٹ لینے کا۔ سچائی کا، ہمدردی کا ـــ اس آواز کا وجود ہی اس لیے عمل میں آیا تھا کہ وہ بکھرے ہوئے موتیوں کو ایک ہار میں پروتے، ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دے۔ اس آواز نے ہر ہندوستانی آواز میں ملنا سیکھا تھا کروڑوں ہندوستانی آوازوں کے ساتھ یہ آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ جس مقصد کے لئے اس کا وجود عمل میں آیا وہ مقصد پورا ہوتے ہی یہ آواز خاموش ہوگئی۔ اب ہمارے کان اس آواز سے محروم ہو چکے ہیں۔ یہ حقیقت ہے۔ اندرا گاندھی نے اپنی بستی بہت دور بسالی ہے۔ جہاں ہم کروڑوں ہندوستانیوں کی آواز بھی نہیں پہنچ سکتی ہے۔ وہ اب ہمارے دکھڑے سُن نہ پائے گی کیونکہ ہم نے اس کی نہیں سُنی۔ اس نے کہا تھا "ہم سب ایک ہیں۔" جس کا جواب ہم نے فساد برپا کر کے دیا تھا۔ اس نے کہا تھا "ہم سب ہندوستانی ایک گلدستہ ہیں۔" ہم نے اس کے جواب میں ہر ہندوستانی کی راہوں میں کانٹے بچھا دیئے۔ مگر اب ! اب جب اندرا گاندھی ہم سے دور چلی گئی ہیں تو ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہا جا رہا ہے۔ ہمارے دلوں سے آہ و فغاں نکل رہی ہے۔ ہم ماتم کر رہے ہیں اور ہمارا ملک ماتم کدہ بنا ہوا ہے۔

قومی راج

ہماری اس عظیم وزیر اعظم شریمتی اندرا گاندھی نے زندگی کی راحتیں، زندگی کی آسائشیں، زندگی کا آرام اور سکون بچپن ہی سے تج دیا تھا۔ پیدائش کے بعد ہی سے ان کی زندگی میں ہلچل شروع ہو گئی تھی کیونکہ خاندان کے تمام ممبران یکے بعد دیگرے جیل جاتے رہے اور وہ اپنے الہ آباد کے آنند بھون میں اکیلی رہتیں۔ ان کا اکیلا پن دور کرنے کے لئے نوکروں کی ایک بڑی فوج ہوتی جس سے وہ اس طرح مخاطب ہوتیں جس طرح گاندھی جی اپنے سامعین سے۔ جب ابتدائی عمر ہی میں اکیلے رہنا نصیب ہو جانے تو زندگی پر اس کا گہرا اثر پڑتا ہے۔ شریمتی اندرا گاندھی کی ابتدائی زندگی اسی انتشار کا شکار ہو گئی جس کی وجہ سے وہ نہ تو دِلّی میں اپنی تعلیم مکمل کر سکیں اور نہ الہ آباد میں۔ مجبوراً انہیں پردیسی ملکوں میں اپنی تعلیم مکمل کرنی پڑی۔ ابھی سوئیزر لینڈ میں ان کی تعلیم شروع ہی ہوئی تھی کہ انہیں پھر ہندوستان واپس آنا پڑا۔ گھر میں سیاسی ماحول اپنے شباب پر تھا۔ اس وقت کے بڑے بڑے سیاست داں دن رات آنند بھون میں جنگ آزادی کے نقشے تیار کرتے تو بھلا اس بارہ سالہ لڑکی سے کب برداشت ہوتا کہ وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہے مگر ان کے اس شوق کو مشفق والد نے اس طرح کم کر دیا کہ انہیں گرو رابندر ناتھ ٹیگور کے شانتی نکیتن میں داخلہ دلا دیا تاکہ وہ رابندر ناتھ جیسے روشن خیال شخصیت کے ساتھ رہ کر علم و عرفان کی بلندیوں تک پہنچ سکیں۔ قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے کہ یہاں بھی قیام کا عرصہ بھی ان کی والدہ کی بیماری کی وجہ سے گھٹ گیا اور وہ اپنی والدہ کو بغرض علاج سوئیزر لینڈ لے کر چلی گئیں۔ ان کی والدہ کی بیماری شدت اختیار کرتی گئی اور ۱۹۳۶ء میں ان کا انتقال ہو گیا۔ شریمتی اندرا گاندھی ہندوستان واپس آ گئیں۔ اس وقت ان کی عمر ۱۹ سال تھی۔ والدہ کے انتقال کے بعد تمام گھریلو ذمہ داریاں ان کے ننھے کاندھوں پر آ پڑیں۔ انہیں اب اپنے والد جواہر لال نہرو کا بھی خیال رکھنا پڑتا اور ساتھ ہی ساتھ گھر میں مہمانوں کا جو تانتا بندھا رہتا ان کو بھی خوش رکھنا پڑتا۔

شریمتی اندرا گاندھی کی زندگی میں اتنے بحران آتے چلے گئے جن کا اندازہ انہیں خود بھی نہ تھا۔ اپنے والد کی اکلوتی بیٹی ہونے کے ناطے وہ یہ سمجھ بیٹھی تھیں کہ جواہر لال ان کی ہر خواہش پوری کرنے پر تلے ہوتے ہیں۔ اسی امید پر انہوں نے فیروز گاندھی سے شادی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جواہر لال جی جو اپنی بیٹی کی ہر بات بغیر کسی دلیل کے

ترنداج

مان لیا کرتے تھے ان کی اس بات سے ناخوش ہوئے۔ اندرا گاندھی میں چونکہ خود مختاری نے جنم لے لیا تھا اس لئے انہوں نے پنڈت جواہر لال نہرو کی مرضی نہ ہوتے ہوئے بھی ۱۹۴۲ء میں فیروز گاندھی سے شادی کر لی۔ یہ وہی سال تھا جس کی اہمیت ہندوستان کی جنگ آزادی میں بڑی نمایاں ہے۔ اسی سال بمبئی کے آل انڈیا کانگریس کے اجلاس میں "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک منظور ہوئی۔ مقتدر لیڈران گرفتار ہوئے اور شریمتی اندرا گاندھی کو بھی ۱۲ ماہ کی جیل جھیلنی پڑی۔

پنڈت جواہر لال نہرو ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم بنے اور دلی میں "تین مورتی ہاؤس" میں رہنے لگے۔ انہوں نے اندرا گاندھی کو بھی اپنے پاس بلا لیا۔ حالانکہ شریمتی اندرا گاندھی کی خواہش وزیر اعظم کی کوٹھی میں رہنے کی ہرگز نہیں تھی مگر اپنے والد کا اکیلا پن محسوس کر کے وہ ان کے ساتھ رہنے لگیں۔ پنڈت نہرو سترہ سال وزیر اعظم رہے۔ اس دوران بھی شریمتی اندرا گاندھی ان کے ساتھ ہی تین مورتی ہاؤس میں رہیں۔ وزیر اعظم سے ملنے آنے والوں کا خیر مقدم کرنا ان کی اولین ڈیوٹی تھی۔ پنڈت نہرو نے بڑے شوق سے پالتو جانور گھر میں رکھے تھے جن کی دیکھ بھال بھی اندرا گاندھی کے ذمے تھی مگر سب سے بڑی ذمہ داری ان شیر اور چیتوں کی تھی جنہیں پنڈت نہرو سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ وزیر اعظم کی کوٹھی میں رہنے کی وجہ سے ان کی مصروفیت بہت زیادہ بڑھ چکی تھی اور انہیں اس بات کا خدشہ تھا کہ کہیں وہ گھریلو بن کر ہی نہ رہ جائیں۔ اسی خیال کے تحت انہوں نے سماجی کاموں کی طرف زیادہ توجہ دینی شروع کر دی۔ سینٹرل سوشل ویلفیئر بورڈ، چلڈرنز بک ٹرسٹ، بال بھون کے کاموں میں اپنے آپ کو مصروف رکھتیں۔ اس زمانے میں شریمتی گاندھی نے ایک ادارہ قائم کیا جو لاوارث بچوں کو مختلف کاموں کی تربیت دے کر اچھے شہری بننے میں مدد کرتا تھا۔ اس بال سہوگ کے کام میں شریمتی اندرا گاندھی کی جدت پسند طبیعت کو کافی دخل تھا۔

آہستہ آہستہ شریمتی گاندھی سیاست کی طرف زیادہ وقت دینے لگیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے موڈرن آرٹ کو بھی بڑھاوا دیا۔ وزیر اعظم کی کوٹھی میں ہندوستانی آرٹسٹوں کے بہترین شاہکار نظر آنے لگے۔ ۱۹۵۵ء سے شریمتی اندرا گاندھی کا زیادہ وقت سیاست پر صرف ہونے لگا۔ وہ اکثر وزیر اعظم کو مشورہ بھی دیا کرتی تھیں۔ اکثر وہ پنڈت نہرو کے ساتھ دورے پر بھی جایا کرتی تھیں ایک مرتبہ ۱۹۵[illegible]ء میں جب وہ پنڈت نہرو کے ساتھ ہماچل پردیش کے دورے پر گئیں تو لوگوں نے انہیں مجبور کیا کہ وہ ہماچل پردیش کی

آنجہانی شریمتی اندرا گاندھی ایک چیتے کے ساتھ

نمائندگی کرنے کے لئے ۱۹۵۲ء میں ہونے والے لوک سبھا انتخابات میں حصہ لیں۔ شریمتی گاندھی نے اپنی طرف سے تو قطعی انکار کر دیا مگر لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے پردیش کی نمائندگی کے لئے راجکماری امرت کور کو چنیں۔ شریمتی گاندھی نے ان سے وعدہ کیا کہ اگر امرت کور یہاں سے الیکشن کے لئے کھڑی ہوں گی تو ان کی ہر میٹنگ میں وہ خود حاضر رہیں گی۔

پنڈت نہرو کے زیر سایہ اندرا گاندھی کا وقت گزرتا رہا جس کے ساتھ ہی ساتھ ان کا سیاسی شعور بھی پختگی حاصل کرتا گیا۔ شریمتی اندرا گاندھی کی زندگی میں سال ۱۹۵۹ء کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی سال ناگپور کے اجلاس میں انہیں انڈین نیشنل کانگریس کا صدر چنا گیا۔ چناؤ کے بعد ہی لوگوں میں چرچے ہونے شروع ہو گئے کہ پنڈت جی اپنے جانشین کو منظر عام پر لا رہے ہیں۔ یہ تنقید ایسی تھی جس نے شریمتی اندرا گاندھی کے دل پر بھی بہت اثر